برکات الدعا

سید احمد خان صاحب کے سی ایس آئی
کے خیالات کے رد مین
جسکو مجدد زمان و مسیح دوران مرزا غلام احمد
صاحب نے تالیف کرکے بغرض فائدہ عام

مطبع ریاض ہند قادیان مین باہتمام شیخ
نور احمد صاحب طبع کراکر بماہ رمضان المبارک
۱۳۱۰ شایع کیا

قیمت فی نسخہ م

تعداد نسخہ ۱۴۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سید احمد خان صاحب کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ کے

رسالہ الدعاء والاستجابۃ اور رسالہ

تحریر فی اصول التفسیر پر ایک نظر

اے اسیر عقل خود بر ہستی خود کم بناز	کین سپہر بو العجائب چون تو بسیار آورد
غیر را ہرگز نمی باشد گذر در کوی حق	ہر کہ آید زآسمان او رازِ آن یار آورد
خود بخود فہمیدن قرآن گمانِ باطل است	ہر کہ از خود آورد او نجس و مردار آورد

سید صاحب اپنے رسالہ مندرجہ عنوان میں دعا کی نسبت اپنا یہ عقیدہ ظاہر کرتے ہیں کہ استجابت دعا کے یہ معنے نہیں ہیں کہ جو کچھ دعا میں مانگا گیا ہے وہ دیا جائے کیونکہ اگر استجابت دعا کے یہی معنے ہوں کہ وہ سوال بہر حال پورا کر دیا جائے تو دو مشکلیں پیش آتی ہیں اوّل یہ کہ ہزاروں دعائیں نہایت عاجزی اور اضطرار سے مانگی جاتی ہیں مگر سوال پورا نہیں ہوتا جس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ دعا قبول نہیں ہوئی حالانکہ خدا نے استجابت دعا کا وعدہ کیا ہے۔ دوسری یہ کہ جو امور ہونے والے ہیں وہ مقدر ہیں اور جو نہیں ہونے والے وہ بھی مقدر ہیں۔ اُن مقدرات کے برخلاف ہرگز نہیں ہو سکتا پس اگر استجابت دعا کے معنے [illegible] ہیں تو خدا کا یہ وعدہ کہ ادعونی استجب لکم اُن سوالوں [illegible]

استجابت دعا کا باطل ٹھہریگا کیونکہ سوالوں کا وہی حصہ پورا کیا جاتا ہے جو
کیا جانا مقدر ہے۔ لیکن استجابت دعا کا وعدہ عام ہے جس میں کوئی بھی
نہیں پھر جس حالت میں بعض آیتیں ظاہر کر رہی ہیں کہ جن چیزوں کا دیا جانا
نہیں وہ ہرگز دی نہیں جاتیں اور بعض آیتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی
رد نہیں ہوتی اور سب کی سب قبول کیجاتی ہیں اور نہ صرف اسی قدر بلکہ یہ بھی ثابت
ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمام دعاؤں کے قبول کرنیکا وعدہ کر لیا ہے۔ جیسا کہ آیت ادعو
استجب لکم سے ... رہے پھر اس تناقض اور تعارض آیات سے بجز اسکے کیوں
مخلصی حاصل ہو کہ استجابت دعا سے عبادت کا قبول کرنا مراد لیا جاوے یعنے یہ معنے
کئے جائیں کہ دعا ایک عبادت ہے اور جب وہ دل سے اور خشوع اور خضوع سے کی جائے
تو اسکے قبول کرنیکا خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے پس استجابت دعا کی حقیقت بجز اسکے اور
کچھ نہیں کہ وہ دعا ایک عبادت متصور ہو کر اسپر ثواب مترتب ہوتا ہے ہاں اگر مقدر میں
ایک چیز کا ملنا ہے اور اتفاقاً اسکے لئے دعا بھی کی گئی تو وہ چیز ملجاتی ہے مگر نہ دعا سے بلکہ
اسکا ملنا مقدر تھا اور دعا میں بڑا فائدہ یہ ہے کہ جب دعا کرنے کے وقت خدا کی عظمت
اور بے انتہا قدرت کا خیال اپنے دل میں جمایا جاتا ہے تو وہ خیال حرکت میں آکر
خیالات پر جن سے اضطراب پیدا ہوتا ہے غالب ہو جاتا ہے اور انسان کو صبر
پیدا ہو جاتا ہے اور ایسی کیفیت کا دل میں پیدا ہو جانا از قسم عبادت ہے او
... نا ہے۔ پھر سید صاحب اپنے رسالہ کے اخیر میں لکھتے ہیں کہ جو لوگ
... ت اور جو حکمت اسمیں ہے اس سے بیخبر ہیں وہ کہہ سکتے ہیں کہ
... سکا فائدہ ...

بہرحال مل رہیگا خواہ دُعا کرو یا نہ کرو اور جسکا ملنا مقدّر نہیں اُسکے لئے ہزاروں دُعائیں کیئے جاؤ کچھہ فائدہ نہیں تو پھر دُعا کرنا ایک امر عبث ہے اسکے جواب میں سیّد صاحب فرماتے ہیں کہ اضطرار کے وقت استمداد کی خواہش رکھنا انسان کی فطرت کا خاصہ ہے سو انسان اپنے فطرتی خاصہ سے دُعا کرتا ہے بلا خیال اسکے کہ وہ ہوگا یا نہیں اور بمقتضائے اُسکی فطرت کے اُسکو کہا گیا ہے کہ خدا ہی سے مانگو جو مانگو۔

اِس تمام تحریر سے جسکو ہمنے بطور خلاصہ اوپر لکھہ دیا ہے ثابت ہوا کہ سیّد صاحب کا یہ مذہب ہے کہ دُعا ذریعہ حصول مقصود نہیں ہوسکتی اور نہ تحصیل مقاصد کے لئے اُسکا کچھہ اثر ہے اور اگر دعا کرنے سے کسی داعی کا فقط یہی مقصد ہو کہ بذریعہ دُعا کوئی سوال پورا ہوجائے تو یہ خیال عبث ہے کیونکہ جس امر کا ہونا مقدّر ہے اُسکے لئے دُعا کی حاجت نہیں اور جسکا ہونا مقدر نہیں ہے اُسکے لئے تضرع و ابتہال بیفائدہ ہے۔ غرض اِس تقریر سے تمامتر صفائی کہل گیا کہ سیّد صاحب کا یہی عقیدہ ہے کہ دُعا صرف عبادت کے لئے موضوع ہو اور اسکو کسی دُنیوی مطلب کے حصول کا ذریعہ قرار دینا طمع خام ہے اب واضح ہو کہ سیّد صاحب کو قرآنی آیات کے سمجھنے میں سخت دہوکا لگا ہوا ہے مگر ہم انشاء اللہ تعالیٰ اُس دہوکے کی کیفیت کو اِس مضمون کے اخیر میں بیان کرینگے اِس وقت ہم نہایت افسوس سے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اگر سیّد صاحب قرآن کریم کے سمجھنے میں فہم رسا نہیں رکھتے تھے تو کیا وہ قانون قدرت بھی جسکی پیروی کا وہ دم مارتے ہیں اور جسکو وہ خدا تعالیٰ کی فعلی ہدایت اور قرآن کریم کے اسرار غامضہ کا مفسر قرار دیتے ہیں اس مضمون کے لکھنے کے وقت اُنکی نظر سے غائب تھا۔ کیا سید صاحب کو معلوم نہیں کہ اگرچہ دُنیا کی کوئی خیروشر مقدّر سے خالی نہیں تاہم قدرت نے اُسکے حصول کے لئے ایسے اسباب

مقرر کر رکھے ہیں جنکے صحیح اور سچے اثر ہیں کسی عقلمند کو کلام نہیں مثلاً اگرچہ متعدد پر لحاظ کر کے دوا کا کرنا نہ کرنا درحقیقت ایسا ہی ہے جیسا کہ دعا یا ترک دعا مگر کیا سید صاحب یہ رائے ظاہر کر سکتے ہیں کہ فن علم طب سراسر باطل ہے اور حکیم حقیقی نے دواؤں میں کچھ بھی اثر نہیں رکھا۔ پھر اگر سید صاحب باوجود ایمان بالتقدیر کی اس بات کے بھی قائل ہیں کہ دوائیں بھی اثر سے خالی نہیں تو پھر کیوں خدا تعالی کے یکساں اور متشابہ قانون میں فتنہ اور تفریق ڈالتے ہیں کیا سید صاحب کا یہ مذہب ہے کہ خدا تعالی اس بات پر تو قادر تھا کہ تربد اور سقمونیا اور سنا اور حب الملوک میں تو ایسا قوی اثر رکھے کہ انکی پوری خوراک کھانے کے ساتھ ہی دست چھوٹ جائیں یا مثلاً سم الفار اور بیش اور دوسری ہلاہل زہروں میں وہ غضب کی تاثیر ڈالدی کہ انکا کامل قدر شربت چند منٹوں میں ہی اس جہان سے رخصت کر دے لیکن اپنے برگزیدوں کی توجہ اور عقد ہمت اور تضرع کی بھری ہوئی دعاؤں کو فقط مردہ کی طرح رہنے دے جن میں ایک ذرہ بھی اثر نہ ہو۔ کیا یہ ممکن ہے کہ نظام الہی میں اختلاف ہو اور وہ ارادہ جو خدا تعالی نے دواؤں میں اپنے بندوں کی بھلائی کے لئے کیا تھا وہ دعاؤں میں مرعی نہ ہو نہیں نہیں ہرگز نہیں بلکہ خود سید صاحب دعاؤں کی حقیقی فلاسفی سے بیخبر ہیں اور انکی اعلی تاثیروں پر ذاتی تجربہ نہیں رکھتے اور انکی ایسی مثال ہے جیسے کوئی ایک مدت تک ایک پرانی اور سالخوردہ اور مسلوب القوی دوا کو استعمال کرے اور پھر اسکو بے اثر پاکر اس دوا پر عام حکم لگا دے کہ اس میں کچھ بھی تاثیر نہیں۔ افسوس صد افسوس کہ سید صاحب باوجودیکہ پیرانہ سالی تک پہنچ گئے مگر اب تک ان پر یہ سلسلہ نظام قدرت مخفی رہا کہ کیونکر قضا و قدر کو اسباب سے وابستہ کر دیا گیا ہے اور کس قدر یہ سلسلہ

اسباب اور مسببات کا باہم گہرے اور لازمی تعلقات رکھتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ اس دہوکے میں پھنس گئے کہ اُنہوں نے خیال کر لیا کہ گویا بغیر ان اسباب کے جو قدرت نے روحانی اور جسمانی طور پر مقرر کر رکھے ہیں کوئی چیز ظہور پذیر ہو سکتی ہے یوں تو دنیا میں کوئی چیز بھی مقدر سے خالی نہیں مثلاً جو انسان آگ اور پانی اور ہوا اور مٹی اور اناج اور نباتات اور حیوانات و جمادات وغیرہ سے فایدہ اُٹھاتا ہے وہ سب مقدرات ہی ہیں لیکن اگر کوئی نادان ایسا خیال کرے کہ بغیر اُن تمام اسباب کے جو خدا تعالی نے مقرر کر رکھے ہیں اور بغیر اُن راہوں کے جو قدرت نے معین کر دی ہیں ایک چیز بغیر توسط جسمانی یا روحانی وسائل کے حاصل ہو سکتی ہے تو ایسا شخص گویا خدا تعالی کی حکمت کو باطل کرنا چاہتا ہے۔ میں نہیں دیکھتا کہ سید صاحب کی تقریر کا بجز اسکے کچھ اور بھی ماحصل ہے کہ وہ دُعا کو منجملہ اُن اسباب موثرہ کے نہیں سمجھتے جنکو اُنہوں نے بڑی مضبوطی سے تسلیم کیا ہوا ہے بلکہ اِس راہ میں حد سے زیادہ آگے قدم رکھ دیا ہے مثلاً اگر سید صاحب کے پاس آگ کی تاثیر کا ذکر کیا جاے تو وہ ہرگز اُس سے منکر نہیں ہونگے اور ہرگز یہ نہیں کہیں گے کہ اگر کسی کا جلنا مقدر ہے تو بغیر آگ کے بھی جل رہیگا تو پھر میں حیران ہوں کہ وہ باوجود مسلمان ہونے کے دُعا کی تاثیروں سے جو آگ کی طرح کبھی اندھیرے کو روشن کر دیتی ہیں اور کبھی گستاخ دست انداز کا ہاتھ جلا دیتی ہیں کیوں منکر ہیں کیا اُنکو دُعاؤں کے وقت تقدیر یاد آجاتی ہے اور جب آگ وغیرہ کا ذکر کریں تو پھر تقدیر بھول جاتی ہے کیا ان دونوں چیزوں پر ایک ہی تقدیر حاوی نہیں ہے پھر جس حالت میں باوجود تقدیر ماننے کے وہ اسباب مثمرہ کو اس شدت سے مانتے ہیں کہ اُسکے غلو میں وہ بدنام بھی ہو گئے ہیں تو پھر اِسکا کیا موجب ہے کہ وہ نظام قدرت جسکو

تسلیم کر چکے ہیں دُعائیں اُن کو یاد نہیں رہا یہاں تک کہ کبھی میں تو کچھ تاثیر ہے مگر دُعا میں اتنی بھی نہیں۔ پس اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ اس کوچہ سے بےخبر ہیں اور نہ ذاتی تجربہ اور نہ تجربہ والوں کی اُنکو صحبت ہے۔

اب ہم فائدہ عام کے لئے کچھہ استجابت دُعا کی حقیقت ظاہر کرتے ہیں سو واضح ہو کہ استجابت دعا کا مسئلہ درحقیقت دعا کی مسئلہ کی ایک فرع ہے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس شخص نے اصل کو سمجہا ہوا نہیں ہوتا اُسکو فرع کے سمجھنے میں پیچیدگیاں واقع ہوتی ہیں اور دہوکے لگتے ہیں پس یہی سبب سیّد کی غلط فہمی کا ہے۔ اور دُعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اور اُسکے ربّ میں ایک تعلق مجاذبہ ہے یعنے پہلے خدا تعالی کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے پہر بندہ کے صدق کی کششوں سے خدا تعالی اُس سے نزدیک ہو جاتا ہے اور دُعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچکر اپنے خواص عجیبہ پیدا کرتا ہے سو جس وقت بندہ کسی سخت مُشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالی کی طرف کامل یقین اور کامل اُمید اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کے ساتھہ جُھکتا ہے اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے پہر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہ الوہیت ہے اور اُسکے ساتھہ کوئی شریک نہیں تب اُسکی روح اُس آستانہ پر سر رکھہ دیتی ہے اور قوت جذب جو اُسکے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا تعالی کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے تب اللہ جل شانہ اُس کام کے پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اُس دُعا کا اثر اُن تمام مبادی اسباب پر ڈالتا ہے جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں۔ جو اُس مطلب کے حاصل ہونے کے لئے ضروری ہیں۔ مثلاً اگر بارش کے لئے دعا ہے۔ تو بعد استجابت دعا کے وہ اسباب طبیعیہ جو بارش

کے لئے ضروری ہوتے ہیں اُس دُعا کے اثر سے پیدا کئے جاتے ہیں۔ اور اگر قحط کے لئے بد دعا ہے تو قادر مطلق مخالفانہ اسباب کو پیدا کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ بات ارباب کشف اور کمال کے نزدیک بڑے بڑے تجارب سے ثابت ہو چکی ہے۔ کہ **کامل** کی دعا میں ایک قوت تکوین پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنے باذنہ تعالیٰ وہ دعا عالم سفلی اور علوی میں تصرف کرتی ہے۔ اور عناصر اور اجرام فلکی اور انسانوں کے دلوں کو اُس طرف لے آتی ہے جو طرف موئید مطلوب ہے۔ خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں میں اسکی نظیریں کچھ کم نہیں ہیں۔ بلکہ اعجاز کے بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل **استجابت** دُعا ہی ہے۔ اور جس قدر ہزاروں معجزات انبیا سے ظہور میں آئے ہیں۔ یا جو کچھ کہ **اولیائے** کرام ان دنوں تک عجائب کرامات دکھلاتے رہے اُسکا اصل اور منبع یہی **دُعا** ہے۔ اور اکثر دعاؤں کی اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرت قادر کا تماشا دکھلا رہے ہیں وہ جو عرب کے بیابانی مُلک میں ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے۔ اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے۔ اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے۔ اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے۔ اور دُنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا۔ اور نہ کسی کان نے سُنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ

ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دُعائیں ہی تھیں

جنہوں نے دُنیا میں شور مچا دیا۔ اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اُس اُمّی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اللھم صل وسلم وبارک علیہ والہ بعدد ھمہ وغمہ وحزنہ لھذہ الامۃ وانزل علیہ انوار رحمتک الی الابد۔

اور میں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے۔ بلکہ اسباب طبعیہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دعا ہے۔

اور اگر یہ شبہ ہو کہ بعض دعائیں خطا جاتی ہیں۔ اور انکا کچھ اثر معلوم نہیں ہوتا تو میں کہتا ہوں کہ یہی حال دواؤں کا بھی ہے۔ کیا دواؤں نے موت کا دروازہ بند کر دیا ہے؟ یا انکا خطا جانا غیر ممکن ہے؟ مگر کیا باوجود اس بات کے کوئی انکی تاثیر سے انکار کر سکتا ہے؟۔ یہ سچ ہے کہ ہر ایک امر پر تقدیر محیط ہو رہی ہے۔ مگر تقدیر نے علوم کو ضائع اور بیحرمت نہیں کیا۔ اور نہ اسباب کو بے اعتبار کر کے دکھلایا۔ بلکہ اگر غور کر کے دیکھو تو یہ جسمانی اور روحانی اسباب بھی تقدیر سے باہر نہیں ہیں۔ مثلاً اگر ایک بیمار کی تقدیر نیک ہو۔ تو اسباب علاج پورے طور پر میسر آجاتے ہیں۔ اور جسم کی حالت بھی ایسے درجہ پر ہوتی ہے کہ وہ انسے نفع اٹھانے کے لئے مستعد ہوتا ہے۔ تب دوا نشانہ کی طرح جا کر اثر کرتی ہے۔ یہی قاعدہ دعا کا بھی ہے۔ یعنے دعا کے لئے بھی تمام اسباب و شرائط قبولیت اسی جگہ جمع ہوتے ہیں جہاں ارادہ الہی اسکے قبول کرنیکا ہے۔ خدا تعالی نے اپنے نظام جسمانی اور روحانی کو ایک ہی سلسلہ موثرات اور متاثرات میں باندہ رکھا ہے۔ پس سید صاحب کی سخت غلطی ہے کہ وہ نظام جسمانی کا تو اقرار کرتے ہیں۔ مگر نظام روحانی سے منکر ہو بیٹھے ہیں!۔

بالآخر میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر سید صاحب اپنے اس غلط خیال سے توبہ نہ کریں اور یہ کہیں کہ دعاؤں کے اثر کا ثبوت کیا ہے۔ تو میں ایسی

غلطیوں کے نکالنے کے لیئے **مامور** ہوں - میں وعدہ کرتا ہوں کہ اپنی بعض دعاؤں
کی **قبولیت** سے پیش از وقت سید صاحب کو **اطلاع** دونگا - اور نہ صرف اطلاع
بلکہ چھپوا دونگا - مگر سید صاحب ساتھہ ہی یہ بھی اقرار کریں کہ وہ بعد ثابت ہوجانے
میرے دعوی کے اپنے اس غلط خیال سے رجوع کریں گے -

سید صاحب کا یہ قول ہے کہ گویا قرآن کریم میں خدا تعالی نے تمام دعاؤں کے
قبول کرنیکا وعدہ فرمایا ہے حالانکہ تمام دعائیں قبول نہیں ہوتیں یہ انکی سخت
غلط فہمی ہے - اور یہ آیت ادعونی استجب لکم انکے مدعا کو کچھہ بھی فائدہ نہیں
پہنچا سکتی - کیونکہ یہ دعا جو آیتہ ادعونی استجب لکم میں بطور امر کے بجا لانے کے
لیئے فرمائی گئی ہے - اس سے مراد معمولی دعائیں نہیں ہیں - بلکہ وہ عبادت ہے
جو انسان پر فرض کی گئی ہے کیونکہ امر کا صیغہ یہاں فرضیت پر دلالت کرتا ہے - اور ظاہر
ہے کہ کل دعائیں فرض میں داخل نہیں ہیں - بلکہ بعض جگہ اللہ جل شانہ نے صابرین
کی تعریف کی ہے جو انا للہ پر ہی کفایت کرتے ہیں - اور اس دعا کی فرضیت پر بڑا
قرینہ یہ ہے کہ صرف امر پر ہی کفایت نہیں کی گئی بلکہ اسکو عبادت کے لفظ سے
یاد کرکے بحالت نافرمانی عذاب جہنم کی وعید اسکے ساتھہ لگا دی گئی ہے - اور ظاہر ہے
کہ دوسری دعاؤں میں یہ وعید نہیں - بلکہ بعض اوقات انبیا علیہم الصلوۃ والسلام
کو دعا مانگنے پر زجر و توبیخ کی گئی ہے چنانچہ انی اعظک ان تکون من الجاھلین
اسپر شاہد ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر ہر دعا عبادت ہوتی تو حضرت نوح علیہ السلام کو
لا تسئلن کا تازیانہ کیوں لگایا جاتا ! اور بعض اوقات اولیا اور انبیا دعا کرنیکو
سوء ادب سمجھتے رہے ہیں - اور صلحا نے ایسی دعاؤں میں استفتاء قلب پر عمل کیا ہے

یعنے اگر مصیبت کے وقت دل نے دُعا کرنیکا فتویٰ دیا تو دعا کی طرف متوجہ ہوئے
اور اگر صبر کے لئے فتویٰ دیا تو پھر صبر کیا - اور دُعا سے موںہہ پھیر لیا - ماسوا اس کے
اللہ تعالیٰ نے دوسری دُعاؤں میں قبول کرنیکا وعدہ نہیں کیا - بلکہ صاف فرما دیا
ہے - کہ چاہوں تو قبول کروں اور چاہوں تو رد کروں - جیسا کہ یہ آیت قرآن
کی صاف بتلا رہی ہے - اور وہ یہ ہے - بل ایاہ تدعون فیکشف ماتدعون
الیہ ان شاء - سورہ الانعام الجزء نمبر ۷ - اور اگر ہم تنزلاً مان بھی لیں کہ اس
مقام میں لفظ ادعو سے عام طور پر دعا ہی مراد ہے تو ہم اس بات کے ماننے سے چارہ نہیں
دیکھتے کہ یہاں دعا سے وہ دُعا مراد ہے جو بجمیع شرائط ہو - اور تمام شرائط کو جمع کر لینا
انسان کے اختیار میں نہیں جب تک توفیق ازلی یاور نہ ہو - اور یہ بھی یاد رہے کہ
دعا کرنے میں صرف تضرع کافی نہیں ہے - بلکہ تقویٰ اور طہارت اور راست گوئی
اور کامل یقین اور کامل محبت اور کامل توجہ اور یہ کہ جو شخص اپنے لئے دعا کرتا ہے
یا جسکے لئے دعا کی گئی ہے اُسکی دُنیا اور آخرت کے لئے اُس بات کا حاصل ہونا خلاف
مصلحت الٰہی بھی نہ ہو - کیونکہ بسا اوقات دعا میں اور شرائط تو سب جمع ہو جاتے ہیں
مگر جس چیز کو مانگا گیا ہے وہ عند اللہ سائل کے لئے خلاف مصلحت الٰہی ہوتی ہے - اور
اُسکے پورے کرنے میں خیر نہیں ہوتی - مثلاً اگر کسی ماں کا پیارا بچہ بہت الحاح اور رونے
سے یہ چاہے کہ وہ آگ کا ٹکڑا یا سانپ کا بچہ اُسکے ہاتھ میں پکڑا دے - یا ایک زہر
جو بظاہر خوبصورت معلوم ہوتی ہے اُسکو کھلا دے تو یہ سوال اُس بچہ کا ہرگز اُسکی
ماں پورا نہیں کریگی - اور اگر پورا کر دیوے اور اتفاقاً بچہ کی جان بچ جاوے لیکن
کوئی عضو اُسکا بیکار ہو جاوے تو بلوغ کے بعد وہ بچہ اپنی اُس احمق والدہ کا سخت

شاکی ہوگا۔ اور بجز اسکے اور بھی کئی شرایط ہیں کہ جب تک وہ تمام جمع نہ ہوں
اُسوقت تک دعا کو دعا نہیں کہہ سکتے۔ اور جب تک کسی دُعا میں پوری روحانیت
داخل نہ ہو۔ اور جس کے لئے دعا کی گئی ہے اور جو دعا کرتا ہے اُن میں استعداد قریبہ
پیدا نہ ہو تب تک توقع اثر دُعا امید موہوم ہے۔ اور جب تک ارادہ الٰہی قبولیت
دعا کے متعلق نہیں ہوتا تب تک یہ تمام شرایط جمع نہیں ہوتیں۔ اور ہمتیں پوری توجہ
سے قاصر رہتی ہیں۔ سیّد صاحب اِس بات کو بھی مانتے ہیں کہ دار آخرت کی سعادتیں
اور نعمتیں اور لذتیں اور راحتیں جنکی نجات سے تعبیر کی گئی ہے ایمان اور ایمانی
دعاؤں کا نتیجہ ہیں پھر جبکہ یہ حال ہے تو سیّد صاحب کو ماننا پڑا کہ بلاشبہ ایمان
کی دعائیں اپنے اندر اثر رکھتی ہیں اور آفات کے دور ہونے اور مرادات کے حاصل
ہونے کا موجب ہو جاتی ہیں کیونکہ اگر موجب نہیں ہوسکتیں تو پھر کیا وجہ کہ قیامت
میں موجب ہو جائینگی۔ سوچو اور خوب سوچو کہ اگر درحقیقت دعا ایک بے تاثیر چیز ہے
اور دنیا میں کسی آفت کے دور ہونے کا موجب نہیں ہوسکتی تو کیا وجہ کہ قیامت کو
موجب ہو جائیگی یہ بات تو نہایت صاف ہے کہ اگر ہماری دعاؤں میں آفات سے
بچنے کے لئے درحقیقت کوئی تاثیر ہے تو وہ تاثیر اس دُنیا میں بھی ظاہر ہونی چاہیئے
تا ہمارا الیقین بڑھے اور امید بڑھے اور تا آخرت کی نجات کے لئے ہم زیادہ سرگرمی سے
دعائیں کریں۔ اور اگر درحقیقت دعا کچھ چیز نہیں صرف پیشانی کا نوشتہ پیش آتا ہے
تو جیسا دُنیا کی آفات کے لئے بقول سیّد صاحب دُعا عبث ہے اسی طرح آخرت کے
لئے بھی عبث ہوگی اور اُسپر امید رکھنا طمع خام۔ اب میں اس بارے میں اس سے
زیادہ لکھنا نہیں چاہتا کیونکہ ناظرین باانصاف میرے اس بیان کو غور سے پڑھکر

سمجھ سکتے ہیں کہ میں نے سید صاحب کی غلط فہمی کا ثبوت کافی دیدیا ہے۔ ماسوا اسکے اگر سید صاحب اب بھی اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آویں تو ایک دوسرا طریق بھی ان پر حجت پورا کرنیکے لئے لکھا گیا ہے۔ اگر وہ طالب حق ہونگے تو اعراض نہیں کرینگے۔

اور سید صاحب کی دوسری کتاب جسکا نام تحریر فی اصول التفسیر ہے۔ انکی اس کتاب سے بالکل متناقض اور مغایر پڑی ہوئی ہے۔ گویا سید صاحب نے کسی مدہوشی کی حالت میں یہ دونوں رسالے لکھے ہیں۔ کیونکہ سید صاحب استجابت دعا کے رسالہ میں تو تقدیر کو مقدم رکھتے ہیں۔ اور اسباب عادیہ کو گویا ہیچ خیال کرتے ہیں اور اسی بنا پر استجابت دعا سے انکار کرتے ہیں۔ کیونکہ دعا منجملہ اسباب عادیہ کے ہے۔ جبپر ایک لاکھہ سے زیادہ نبی اور کئی کروڑ ولی گواہی دیتا چلا آیا ہے * اور نبیوں کے ہاتھہ میں بجز دعا کے اور کیا تھا۔ اور دوسرے رسالہ میں گویا سید صاحب تقدیر کو کچھہ چیز ہی نہیں سمجھتے

---

* حاشیہ قطب ربانی و غوث سبحانی سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے جسقدر اپنی کتاب فتوح الغیب میں کامل کی توجہ اور دعا کا اثر اپنے تجارب کے رو سے لکھا ہے۔ ہم عام فایدہ کے لئے وہ عبارتیں معہ ترجمہ ذیل میں لکھتے ہیں۔ اس تحریر سے مطلب یہ ہے کہ ہر ایک فن میں اسی شخص کی شہادت معتبر سمجھی جاتی ہے جو اس فن کا محقق ہوتا ہے۔ پس اس بنا پر استجابت دعا کی فلاسفی اس شخص کو سچے طور پر معلوم ہو سکتی ہے۔ جسکو خداوند تعالیٰ سے سچے تعلقات صدق اور محبت کے حاصل ہوں۔ پس سید احمد خاں صاحب سے اس پاک فلاسفی کا دریافت کرنا ایسا ہے جیسے ایک بیطار سے کسی انسان کی مرض کا علاج پوچھنا۔ سید صاحب اگر کسی دنیوی گورنمنٹ کے تعلقات انکی رعایا کے ساتھہ بیان کریں تو بلاشبہ وہ اس بات کے لائق ہیں۔ مگر خداتعالیٰ کی باتیں خدائی لوگ جانتے ہیں۔ اور وہ عبارت یہ ہے

فاجعل انت جملتک واجزاءک اصناما مع سائر الخلق ولا تطع شیئا من ذلک ولا تتبع جملۃ فتکون کابیتا احمر فلا تکاد تری فیخیش تکون

کیونکہ تمام اشیا کو انہوں نے ایک مستقل وجود قرار دیدیا ہے کہ گویا وہ تمام چیزیں خداتعالی کے ہاتھ سے نکل گئی ہیں۔ اب اسکو انکی تبدیل اور تغییر پر کچھ بھی اختیار نہیں۔ اور گویا اسکی خدائی فقط ایک تنگ دائرہ میں محدود ہی اور اسکے قادرانہ تصرفات آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئے ہیں اور جو اشیا پر حالت وارد ہے وہ اسکی تقدیر نہیں۔ بلکہ اب وہ مخلوقات کی ایک ذاتی خاصیت ہے جو قابل تغیر و تبدیل نہیں کیونکہ **تقدیر کے مفہوم کو اختیار مقدّر** لازم پڑا ہوا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ جن خواص پر خداتعالی کا کچھ بھی اختیار باقی نہیں رہا۔ تو پھر ان خواص کو اسکی تقدیر کیونکر کہنا چاہئے اور اگر اختیار ہے تو پھر امکان تبدیل باقی ہے۔ غرض سید صاحب نے اس دوسرے رسالہ میں مقدر حقیقی کی حکومت تمام چیزوں کے سر پر سے ایسی اٹھادی ہے کہ وہ اپنے خواص میں بقول سید صاحب تابع مرضی مالک نہیں رہیں۔ بلکہ ایکٹ مزارعان کی پانچویں دفعہ کے موروثیوں کے لئے جو حقوق

بقیہ حاشیہ وارث کل نبی و رسول و بك تختتم الولایۃ و تنکشف الکروب و بك تسقی الغیوث و بك تنبت الزروع و بك تدفع البلایا والمحن عن الخاص والعام و اهل الثغور و تقلبك بید القدرۃ و بید هو کـ لسان الازل و تناول منازل من سلف من اولی العلم و یرد علیك التکوین و خرق العادات و ترمن علی الاسرار دوا العلوم اللدنیۃ و غرائبها۔

ترجمہ۔ یعنے اگر تو خداتعالی کا مقبول بننا چاہتا ہے تو اس بات پر یقین کرلے اور ایسا سمجھ لے۔ کہ تیرے ہاتھ تیرے پاؤں تیری زبان تیری آنکھ اور تیرا سارا وجود اور اسکے تمام اجزا تو تیری راہ میں بت ہی ہیں۔ اور مخلوق میں سے دوسری تمام چیزیں بھی تیری راہ میں بت ہیں۔ تیرے بچے تیری بیوی اور پھر یہ کہ دنیا کی مراد جو تو چاہتا ہے اور دنیا کا مال اور دنیا کی عزت اور دنیا کا ننگ و ناموس اور دنیا کا رجا اور خوف اور زید و بکر پر توکل یا خطاء ولید کی ضررسانی کا خوف یہ سب تیری راہ میں بت ہیں۔ سو تو ان بتوں میں سے کسی کا

انگریزوں نے قایم کیئے ہیں۔ یعنے یہ کہ مالک کو کسی قسم کے تصرف کا ان پر اختیار نہیں ہوگا۔ اسی قسم کی موروثی سید صاحب نے بھی تمام چیزوں آگ وغیرہ کو ٹھہرادیا ہے۔ بلکہ سید صاحب کے قانون میں انگریزوں کے قانون سے زیادہ تشدد ہے کیونکہ انگریزوں نے پانچویں دفعہ کے موروثی کے اخراج کے لئے ایک صورت قایم بھی کردی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب موروثی ایک سال تک لگان واجب کا ایک حصہ خواہ کم بھی ہو نہ ادا کرے تو خارج ہوسکتا ہے۔ مگر سید صاحب نے تو ہر حال میں حقوق مالک کو تلف کردیا۔ اور یہ **ظلم عظیم** ہے۔

اور سید صاحب نے جو اپنے دوست حریف سے تفسیر قرآن کریم کا معیار مانگا ہے۔ سو مین نے مناسب سمجھا کہ اس جگہ ہی سید صاحب کی کسیقدر میں ہی خدمت کردوں کیونکہ بھولے کو راہ بتانا سب سے پہلے میرا فرض ہے۔ سو جاننا چاہئے کہ سب سے

بقیہ حاشیہ فرماں بردار مست ہو۔ اور سارا اسی کی پیروی میں غرق نہ ہوجا۔ یعنے صرف بقدر حقوق شرعیہ اور سنن صالحین اسکی رعایت رکھ۔ پس اگر تو نے ایسا کرلیا۔ تو تو برگزیدہ ہوجائیگا۔ اور تیرا مقام نہایت رفیع ہوگا۔ یہانتک کہ تو نظر نصیب آئیگا۔ اور خدا تعالی تجھے اپنے نبیوں اور رسولوں کا وارث بنادیگا یعنے انکے علوم و معارف اور برکات جو مخفی اور ناپدید ہوگئے تھے۔ وہ از سر نو تجھ کو عطا کئے جائینگے اور ولایت تیرے پر ختم ہوگی یعنے تیرے بعد کوئی نہیں آئیگا۔ جو تجھ سے بڑا ہو۔ اور تیری دعاؤں اور تیری عقد ہمت اور تیری برکت سے لوگوں کے سخت غم دور کیئے جائینگے۔ اور قحط زدوں کے لئے بارشیں ہونگی۔ اور کھیتیاں اگیں گی۔ اور بلائیں اور محنتیں ہر یک خاص و عام کی یہاں تک کہ بادشاہوں کی مصیبتیں تیری توجہ اور دعا سے دور ہونگی۔ اور ید قدرت تیرے ساتھ ہوگا۔ اور جس طرف وہ پھرے اُسی طرف تو پھریگا۔ اور لسان الازل تجھے اپنی طرف بلائیگی۔ یعنے جو کچھ تیری زبان پر جاری ہوجائیگا

اوّل معیار تفسیر صحیح کا شواہد قرآنی ہیں۔ یہ بات نہایت توجہ سے یاد رکھنی چاہئے کہ قرآن کریم اور معمولی کتابوں کی طرح نہیں جو اپنی صداقتوں کے ثبوت یا انکشاف کے لئے دوسرے کا محتاج ہو۔ وہ ایک ایسی متناسب عمارت کی طرح ہے جسکی ایک اینٹ ہلانے سے تمام عمارت کی شکل بگڑ جاتی ہے۔ اِسکی کوئی صداقت ایسی نہیں ہے جو کم سے کم دس یا بیس شاہد اسکے خود اُسی میں موجود نہ ہوں۔ سو اگر ہم قرآن کریم کی ایک آیت کے ایک معنے کریں تو ہمیں دیکھنا چاہئے کہ ان معنوں کی تصدیق کے لئے دوسرے شواہد قرآن کریم سے ملتے ہیں یا نہیں۔ اگر دوسرے شواہد دستیاب نہ ہوں۔ بلکہ ان معنے کی دوسری آیتوں سے صریح معارض پائے جاویں تو ہمیں سمجھنا چاہئے کہ وہ معنے بالکل باطل ہیں۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ قران کریم میں اختلاف ہو۔ اور سچے معنوں کی یہی نشانی ہے کہ قرآن کریم میں سے ایک لشکر شواہد بیّنہ کا اسکا مصدق ہو۔

دوسرا معیار۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر ہے۔ اِس میں کچھ شک نہیں کہ سب سے زیادہ قرآن کریم کے معنے سمجھنے والے ہمارے پیارے اور بزرگ نبی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تھے۔ پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تفسیر ثابت ہو جائے تو مسلمان کا فرض ہے کہ بلا توقف اور بلا دغدغہ قبول

بقیہ حاشیہ وہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہوگا اور اِس میں برکت رکھی جائے گی اور تو ان تمام راستبازوں کا قایم مقام کیا جائیگا۔ جنکو تجھ سے پہلے علم دیا گیا۔ اور تکوین تیرے سپرد کیجائیگی۔ یعنے تیری دعا اور تیری توجہ عالم میں تصرف کریگی۔ اور پھر اگر تو معدوم کو موجود کرنا یا موجود کو معدوم کرنا چاہیگا تو وہی ہو جائیگا اور امور خارق عادت تجھ سے ظاہر ہونگے۔ اور تجھ کو اسرار اور علوم لدنیہ اور معارف غریبہ عطا ہونگے۔ جنکے لئے تو امین اور مستحق سمجھا جائیگا۔ منہ

کرے نہیں تو اس میں الحاد اور فلسفیت کی رگ ہوگی۔

تیسرا معیار صحابہ کی تفسیر ہے۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آں حضرت کے نوروں کو حاصل کرنیوالے اور علم نبوت کے پہلے وارث تھے اور خدا تعالیٰ کا ان پر بڑا فضل تھا اور نصرت الہیٰ انکی قوت مدرکہ کے ساتھ تھی۔ کیونکہ انکا نہ صرف قال بلکہ حال تھا۔

چوتھا معیار خود اپنا نفس مطہر لیکر قرآن کریم میں غور کرنا ہے۔ کیونکہ نفس مطہرہ سے قرآن کریم کو مناسبت ہے۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ لا یمسہ الا المطہرون۔ یعنے قرآن کریم کے حقائق صرف اُن پر کھلتے ہیں جو پاک دل ہوں کیونکہ مطہر القلب انسان پر قرآن کریم کے پاک معارف بوجہ مناسبت کھل جاتے ہیں اور وہ انکو شناخت کرلیتا ہے اور سونگھ لیتا ہے۔ اور اسکا دل بول اٹھتا ہے۔ کہ ہاں یہی راہ سچی ہے۔ اور اسکا نور قلب سچائی کی پرکھ کے لئے ایک عمدہ معیار ہوتا ہے۔ پس جب تک انسان صاحب حال نہ ہو۔ اور اس تنگ راہ سے گذرنے والا نہ ہو جس سے انبیا علیہم السلام گذرے ہیں۔ تب تک مناسب ہے کہ گستاخی اور تکبر کی جہت سے مفسر القران نہ بن بیٹھے ورنہ وہ تفسیر بالرائے ہوگی جس سے نبی علیہ السلام نے منع فرمایا ہے اور کہا ہے کہ من فسر القران برایہ فاصاب فقد اخطا یعنے جسنے صرف اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کی۔ اور اپنے خیال میں اچھی کی۔ تب بھی اُسنے بری تفسیر کی۔

پانچوان معیار لغت عرب بھی ہے۔ لیکن قرآن کریم نے اپنے وسائل آپ اس قدر قایم کردیئے ہیں۔ کہ چنداں لغات عرب کی تفتیش کی حاجت نہیں ہاں موجب زیادت بصیرت بیشک ہے بلکہ بعض اوقات قرآن کریم کے اسرار مخفیہ کی طرف

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۷ معیار ہفتم

سید صاحب نے اپنی کسی کتاب میں وحی کو معیار صداقت نہیں ٹھہرایا اور نہ ٹھہرانا چاہتے ہیں اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ وحی کو خواہ وحی نبوت ہو یا وحی ولایت نظر عزت سے نہیں دیکھتے بلکہ اسکو صرف ملکہ فطرت خیال کرتے ہیں سو انکی اس رائے کی نسبت بھی اس جگہ کسیقدر بیان کرنا قرین مصلحت ہے سو واضح ہو کہ سید صاحب کی یہ بڑی غلط اور سخت فتنہ انداز اور حق سے دور ڈالنے والی رائے ہے کہ وحی اللہ کو صرف ملکہ فطرت خیال کرتے ہیں - یہ بات ظاہر ہے کہ انسان کی فطرت میں کئی قسم کے ملکات ہوتے ہیں اور تمام ملکات اس قسم کے ہیں کہ ایک کی طرز اور وضع دوسرے کی طرز اور وضع پر شاہد ہے مثلاً بعض کی فطرت علم حساب اور ہندسہ سے ایک مناسبت رکھتی ہے اور بعض کی علم طب سے اور بعض کی علم منطق اور کلام سے لیکن خود بخود یہ استعداد مخفیہ کسی کو محاسب اور مہندس یا طبیب اور منطقی نہیں بنا سکتی بلکہ ایسا شخص تعلیم استاد کا محتاج ہوتا ہے اور پھر دانا استاد جب اس شخص کی طبیعت کو ایک خاص علم سے مناسبت دیکھتا ہے تو اسی کے پڑھنے کی اسکو رغبت دیتا ہے اسی کے مناسب یہ شعر ہے کہ - ہر کسے را بہر کارے ساختند میل طبعش اندران انداختند - اس تعلیم پانے کے بعد وہ ملکہ جو تخم کی طرح چھپا ہوا تھا ظہور کرتا ہے اور طرح طرح کی باریکیاں اس علم کی اسکو سوجھتی ہیں اور جو کچھ اس فن کے متعلق نئے نئے امور منجانب اللہ اسکے دل میں پیدا ہوتی ہیں اگر ہم انکا الہام اور القا نام رکھیں تو کچھ بعید نہیں ہوتا کیونکہ بلاشبہ وہ تمام عمدہ باتیں جنسے انسانوں کو نفع پہنچتا ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے دل میں ڈالی جاتی ہیں جیسا کہ اللہ جل شانہ بھی درحقیقت اسی کی طرف اشارہ فرما کر کہتا ہے فالہمہا فجورہا وتقویٰہا یعنے بُری باتیں اور نیک باتیں جو انسانوں کے دلوں میں پڑتی ہیں وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی الہام ہوتی ہیں اچھا آدمی اپنی اچھی طبیعت کی وجہ سے اس لایق ہوتا ہے کہ اچھی باتیں اسکے دل میں پڑیں اور بُرا آدمی اپنی بُری طبیعت کی وجہ سے اس لایق ٹھہرتا ہے کہ بُری خیالات اور بدانديشی کی تجویزیں اسکے دل میں پیدا ہوتی رہیں اور درحقیقت نیک انسان اس قسم کے الہامات کے حاصل کرنے کے لئے فطرتاً ایک نیک ملکہ اپنے اندر رکھتا ہے اور بُرا انسان فطرتاً ایک بُرا ملکہ رکھتا ہے چنانچہ اسی ملکہ فطرتی کی وجہ سے بہت سے لوگ اچھی اور بُری تالیفیں اور پاک اور ناپاک ملفوظات اپنی یادگار چھوڑ گئے ہیں مگر سوال یہ ہے کہ کیا انبیا کی وحی کی بھی یہی حقیقت ہے کہ وہ بھی درحقیقت ایک ملکہ فطرت ہے جو اس قسم کے القا سے فیضیاب ہوتا رہتا ہے جسکی تفصیل ابھی بیان ہوئی ہے اگر صرف اتنی ہی بات ہے تو حقیقت معلوم شد کیونکہ انبیا کی وحی کو صرف ایک ملکہ فطرت قرار دیکر پھر انبیا اور اسی قسم کے دوسرے لوگوں میں مابہ الامتیاز قائم کرنا نہایت مشکل ہے - شاید سید صاحب اس جگہ یہ فرما دیں کہ ہم وحی متلو کے قایل ہیں یعنے قرآن کریم بالفاظ وحی ہے مگر میں سید صاحب کی اس حکمت عملی کو خوب سمجھتا ہوں وہ اس وحی متلو کے ہرگز قایل نہیں جسکے ہم لوگ قایل ہیں ظاہر ہے کہ یوں تو کوئی القا الفاظ کے بغیر نہیں ہوتا اور ایسے معانی جو الفاظ سے مجرد ہوں ذہن میں آ ہی نہیں سکتے لیکن پھر خود قرآن اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی ایک فرق ہے اور اسی فرق کی بنا پر حدیث کے الفاظ کو اس چشمہ سے نکلا ہوا قرار نہیں دیتے جس چشمہ سے قرآن کے الفاظ نکلے ہیں گو عام القا اور الہام کا مفہوم مدنظر رکھ کر حدیث کے الفاظ بھی منجانب اللہ ہیں چنانچہ آیت وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ اس پر شہادت دی رہی ہے - یہ بات تو ہم دوبارہ یاد دلادیتے ہیں کہ گو کسی قسم کا القا ہو الفاظ ہمیشہ ساتھ ہونگے مثلاً ایک شاعر جو ایک مصرعہ کے لئے دوسرا مصرعہ تلاش کر رہا ہے تو جب اسکے ذہن پر منجانب اللہ کوئی القا ہوگا تو الفاظ کے ساتھ ہی ہوگا -

اب جبکہ یہ بات پختہ طور پر فیصلہ پا گئی کہ حکما اور عرفا اور شعرا کو بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی القا ہوتا ہے اور وہ بھی الہام متلو ہی ہوتا ہے اور ان میں بھی ساستبازوں کو راستی کا اور بدوں کو بدی کا ایک ملکہ عطا کیا جاتا ہے اور مناسب حال اس ملکہ کے وقتاً فوقتاً انکو الہام ہوتا رہتا ہے مثلاً

جسطرح ریل ایجاد کی اسکو بھی القا ہی ہوا تھا اور جو تار برقی کا موجد گذرا ہے وہ بھی ان معنوں کر کے ملہم ہی تہا تو وہی اعتراض جسکا ذکر ہم کر چکے ہیں سید صاحب پر وارد ہوگا اگر سید صاحب یہ جواب دیں کہ درحقیقت نفس القا میں تو انبیا اور حکما بلکہ کافر اور مومن برابر ہیں مگر فرق یہ ہے کہ انبیا کا القا ہمیشہ صحیح ہوتا ہے تو اسے جواب میں سید صاحب کو اس بات کا قائل ہونا پڑیگا کہ وحی نبوت کو ارسطو کے الہام سے کوئی ذاتی امتیاز نہیں رکھتے صرف یہ ما بہ الامتیاز ہے کہ انبیا کی وحی غلطی سے پاک ہوتی ہے اور ارسطو اور افلاطون وغیرہ حکما کی وحی غلطی سے پاک نہیں تہی لیکن یہ دعوی بے دلیل ہے بلکہ سراسر تحکم ہے کیونکہ اِس صورت میں ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ وہ حصہ کثیر حکما کے مواعظ اور نصایح اور اخلاقی باتوں کا جو غلطیوں سے پاک اور قرآن کے موافق ہے اُسکو بلا شبہ کلام الٰہی سمجھیں اور فرقان حمید کے برابر قرار دیدیں اور اُسکی وحی متلو ہونے پر ایمان لاویں اور دوسرا حصہ جسمیں غلطی ہو اُسکو اُسی طرح اجتہادی غلطیوں کی مد میں داخل کر دیں جیسا کہ انبیاء سے بھی کبھی اجتہادی غلطی ہو جاتی ہے اور پھر اس اصول کے لحاظ سے ایسے حکماء بلکہ کفار کو بھی نبی سمجھ لیں -

اب ظاہر ہے کہ درحقیقت یہ ایسا خیال ہے کہ تعجب ہے کہ سید صاحب کا ایمان اُس سے ضایع ہو جائے بلکہ شاید کسی موقع پر نیوٹن وغیرہ حکما کی وحی کو قرآن کی وحی سے اعلی سمجھنے لگیں - افسوس کہ اگر سید صاحب قرآن کے معنے سمجھنے کے لئے قرآن کو ہی معیار ٹہراتے تو اِس ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے بچ جاتے - قرآن نے کسی جگہ اپنی وحی کی یہ مثال پیش نہیں کی کہ وہ اُس چشمہ کی مانند ہے کہ جو زمین سے جوش مارتا ہے بلکہ ہر جگہ یہی مثال پیش کی کہ وہ اُس بارش کی مانند ہے کہ جو آسمان سے نازل ہوتی ہے -

اور اگر سید صاحب لکھنے کے وقت کسی صاحب حال سے پوچھ لیتے کہ وحی الٰہی کیا شے ہے اور کیونکر نازل ہوتی ہے تو تب بھی اِس لغزش سے بچ جاتے اس ٹھوکر سے سید صاحب نے ایک جماعت کثیر مسلمانوں کو تباہ کر دیا اور قریب الحاد اور دہریت کے پہنچا دیا اور وحی نبوت کی عزت کو کہو کر اُس فطرتی ملکہ تک محدود کر دیا جس میں کافر اور بے ایمان بھی شریک ہیں -

اسوقت میں محض للہ اپنی ذاتی شہادت سید صاحب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں شاید خدا تعالی اُن پر فضل کرے - سواے عزیز سید مجھے اس جل شانہ کی قسم ہے کہ یہ بات واقعی صحیح ہے کہ وحی آسمان سے دل پر ایسی گرتی ہے جیسے کہ آفتاب کی شعاع دیوار پر - میں ہر روز دیکھتا ہوں کہ جب مکالمہ الٰہیہ کا وقت آتا ہے تو اول یکدفعہ مجھ پر ایک ربودگی طاری ہوتی ہے تب میں ایک تبدیل یافتہ چیز کی مانند ہو جاتا ہوں اور میری حس اور میرا ادراک اور ہوش گو بگفتن باقی ہوتا ہے مگر اُسوقت میں پاتا ہوں کہ گویا ایک وجود شدید الطاقت نے میرے تمام وجود کو اپنی مٹھی میں لے لیا ہے اور اُسوقت احساس کرتا ہوں کہ میری ہستی کی تمام رگیں اُسکے ہاتھ میں ہیں اور جو کچھ میرا ہے اب وہ میرا نہیں بلکہ اُسکا ہے جب یہ حالت ہو جاتی ہے تو اُس وقت سب سے پہلے خدا تعالی دل کے اُن خیالات کو میری نظر کے سامنے پیش کرتا ہے جن پر اپنے کلام کی شعاع ڈالنا اُسکو منظور ہوتا ہے تب ایک عجیب کیفیت سے وہ خیالات یکے بعد دیگرے نظر کے سامنے آتے ہیں اور ایسا ہوتا ہے کہ جب ایک خیال مثلاً زید کی نسبت دل میں آیا کہ وہ فلاں مرض سے صحت یاب ہوگا یا نہ ہوگا تو جھٹ اُس پر ایک ٹکڑہ کلام الٰہی کا ایک شعاع کی طرح گرتا ہے اور بسا اوقات اُسکے گرنے کے ساتھ تمام بدن ہل جاتا ہے پھر وہ مقدمہ طے ہو کر دوسرا خیال سامنے آتا ہے ادہر وہ خیال نظر کے سامنے کھڑا ہوا اور ادہر ساتھ ہی ایک ٹکڑہ الہام کا اُسپر گرا جیسا کہ ایک تیر انداز ہر یک شکار کے نکلنے پر تیر مارتا جاتا ہے اور میں اُسوقت میں محسوس ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ خیالات کا ہماری ملکہ فطرت سے پیدا ہوتا ہے اور کلام جو اُسپر گرتا ہے وہ اوپر سے نازل ہوتا ہے اگرچہ شعرا وغیرہ کو بھی سوچنے کے بعد القا ہوتا ہے مگر اس وحی کو اُس سے مناسبت دینا سخت بے تمیزی ہے کیونکہ وہ القا خوض اور فکر کا ایک نتیجہ ہوتا ہے اور ہوش و حواس کی قائمی اور نفسانیت کی مد میں رہنے کی حالت میں ظہور کرتا ہے لیکن یہ القا صرف اُسوقت ہوتا ہے کہ جب انسان اپنے تمام وجود کے ساتھ خدا تعالی کے تصرف میں آجاتا ہے اور اپنا ہوش اور اپنا خوض کسی طور سے اسمیں دخل نہیں رکھتا اُسوقت زبان ایسی معلوم ہوتی ہے کہ گویا یہ اپنی زبان نہیں اور ایک دوسری زبردست طاقت اُس سے کلام

پیرانہ سر این چہ درسر افتاد ترا رو توبہ کن این شدہ تقوا است
[illegible] گوئی کہ خدا [illegible] خیال بیجا است [illegible]
در کار خدا [illegible] قیاس [illegible] است

لغت کھودنے سے توجہ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ایک بھید کی بات نکل آتی ہے۔

چھٹا معیار روحانی سلسلہ کے سمجھنے کے لئے سلسلہ جسمانی ہے کیونکہ خداوند تعالیٰ کے دونوں سلسلوں میں کلی تطابق ہے۔

ساتواں معیار - وحی ولایت اور مکاشفات محدثین ہیں۔

اور یہ معیار گویا تمام معیاروں پر حاوی ہے کیونکہ صاحب وحی محدثیت اپنے نبی متبوع کا پورا ہمرنگ ہوتا ہے۔ اور **بغیر نبوت اور تجدید احکام کے** وہ سب باتیں اسکو دیجاتی ہیں جو نبی کو دیجاتی ہیں اور اسپر یقینی طور پر سچی تعلیم ظاہر کیجاتی ہے اور نہ صرف اس قدر بلکہ اس پر وہ سب امور بطور انعام کرام کے وارد ہو جاتے ہیں جو نبی متبوع پر وارد ہوتے ہیں سو اسکا بیان محض اٹکلیں نہیں ہوتیں بلکہ وہ دیکھ کر کہتا ہے۔ اور سنکر بولتا ہے اور یہ راہ اس امت کے لئے کھلی ہے ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ وارث حقیقی کوئی نہ ہے اور ایک شخص جو دنیا کا کیڑا اور دنیا کے جاہ وجلال اور ننگ وناموس میں مبتلا ہے وہی وارث علم نبوت ہو کیونکہ خدا تعالیٰ وعدہ کر چکا ہے کہ بجز مطہرین کے علم نبوت کسی کو نہیں دیا جائیگا بلکہ یہ تو اس پاک علم سے بازی کرنا ہے کہ ہر ایک شخص باوجود اپنی آلودہ حالت کے وارث النبی ہونے کا دعوی کرے اور یہ بھی ایک سخت جہالت ہے کہ ان وارثوں کے وجود سے انکار کیا جاوے اور یہ اعتقاد رکھا جاوے کہ اسرار نبوت کا اب صرف بطور ایک گزشتہ قصہ کے تسلیم کرنا چاہئے۔

جنکا وجود ہماری نظر کے سامنے نہیں ہے اور نہ ہونا ممکن ہے اور نہ انکا کوئی نمونہ موجود ہے۔ بات یوں نہیں ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اسلام زندہ مذہب نہ کہلا سکتا بلکہ اور مذہبوں کی طرح یہ بھی **مردہ مذہب** ہوتا اور اس صورت میں

اعتقاد مسئلہ نبوت بھی صرف ایک **قصہ** ہوتا جسکا گذشتہ قرنوں کی طرف حوالہ دیا جاتا۔ مگر خدا تعالیٰ نے ایسا نہیں چاہا کیونکہ وہ خوب جانتا تھا کہ اسلام کے زندہ ہونے کا ثبوت اور نبوت کی یقینی حقیقت جو ہمیشہ ہر ایک زمانہ میں منکرین وحی کو ساکت کر سکے اُسی حالت میں قائم رہ سکتی ہے کہ سلسلہ وحی بر رنگ محدثیت ہمیشہ کے لئے جاری رہے۔ سو اسنے ایسا ہی کیا۔ **محدّث** وہ لوگ ہیں جو شرف مکالمہ الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں اور انکا جوہر نفس انبیاء کے جوہر نفس سے اشد مشابہت رکھتا ہے اور وہ **خواص عجیبہ نبوّت کے لئے بطور آیات باقیہ کے ہوتے ہیں تا یہ دقیق مسئلہ نزول وحی کا کسی زمانہ میں بے ثبوت ہوکر صرف بطور قصہ کے نہ ہو جائے اور یہ خیال ہرگز درست نہیں کہ انبیاء علیہم السلام دُنیا سے بے وارث ہی گذر گئے اور اب انکی نسبت کچھ رائے ظاہر کرنا بجز قصہ خوانی کے اور کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھتا بلکہ ہر ایک صدی** میں ضرورت کے وقت انکے وارث پیدا ہوتے رہے ہیں اور اس صدی میں یہ عاجز ہے خدا تعالیٰ نے مجھ کو اِس زمانہ کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے تا وہ غلطیاں جو بجز خدا تعالیٰ کی خاص تائید کی نکل نہیں سکتی تھیں وہ مسلمانوں کے خیالات سے نکالی جائیں اور منکرین کو سچے اور زندہ خدا کا ثبوت دیا جائے اور اسلام کی عظمت اور حقیقت تازہ نشانوں سے ثابت کیجائے سو یہی ہو رہا ہے قرآن کریم کے معارف ظاہر ہو رہے ہیں۔ لطائف اور دقائق کلام ربانی کھل رہے ہیں نشان آسمانی اور خوارق ظہور میں آ رہے ہیں اور اسلام کے حُسنوں اور نوروں اور برکتوں

کا خدا تعالیٰ نئے سر سے جلوہ دکھا رہا ہے جنکی آنکھیں دیکھنے کی ہیں دیکھے اور جسمیں
سچا جوش ہے وہ طلب کرے اور جس میں ایک ذرہ حب اللہ اور رسول کریم
کی ہے وہ اُٹھے اور آزمائے اور خدا تعالیٰ کی اس پسندیدہ جماعت میں داخل
ہووے جسکی بنیادی اینٹ اسنے اپنے پاک ہاتھ سے رکھی ہے۔ اور یہ کہنا کہ اب
وحی ولایت کی راہ مسدود ہے اور نشان ظاہر نہیں ہو سکتے اور دُعائیں قبول نہیں
ہوتیں ہلاکت کی راہ ہے۔ نہ سلامتی کی۔ خدا تعالیٰ کے فضل کو رد مت کرو اُٹھو
آزماؤ اور پرکھو پھر اگر یہ پاؤ کہ معمولی سمجھ اور معمولی عقل اور معمولی باتوں کا انسان
ہے تو قبول نہ کرو۔ لیکن اگر کرشمہ قدرت دیکھو اور اسی ہاتھ کی چمک پاؤ
جو ہمیشہ صادقوں کے ذریعہ سے
جو ہویدان حق اور مکلمان الٰہی میں ظاہر ہوتا رہا ہے تو قبول کرلو اور یقیناً سمجھو کہ خدا تعالیٰ
کا اپنے بندوں پر بڑا احسان یہی ہے کہ وہ اسلام کو مُردہ مذہب رکھنا نہیں چاہتا
بلکہ ہمیشہ یقین اور معرفت اور الزام خصم کے طریقوں کو کھلا رکھنا چاہتا ہے۔ بھلا
تم آپ ہی سوچو کہ اگر کوئی وحی نبوت کا مُنکر ہو اور یہ کہے کہ ایسا خیال تمہارا سراسر
وہم ہے تو اُسکے مونہہ بند کرنیوالی بجز اسکے مونہہ دکھلانے کے اور کونسی دلیل ہو سکتی
ہے۔ کیا یہ خوشخبری ہے یا بد خبری۔ کہ آسمانی برکتیں صرف چند سال اسلام میں
رہیں۔ اور پھر وہ خشک اور مُردہ مذہب ہو گیا۔ اور کیا ایک سچے مذہب کے لئے
یہی علامتیں ہونی چاہئیں !!!۔

غرض صحیح تفسیر کے لئے یہ معیار ہیں۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ سید
صاحب کی تفسیر ان ساتوں معیاروں سے اپنے اکثر مقامات میں محروم و بےنصیب ہے
اور اس وقت اس سے تعرض کرنا ہمارا مقصود نہیں سید صاحب کو قانون قدرت پہ

بڑا ہی ناز تھا۔ مگر اپنی تفسیر میں وہ قانون قدرت کا لحاظ بھی چھوڑ گئے۔ مثلاً انکا
یہ اعتقاد کہ وحی نبوت بجز اپنے ہی فطرت کے ملکہ کے اور کچھہ چیز نہیں اور اسمیں
خداتعالی میں ملائکہ کا واسطہ نہیں۔ کس قدر خداتعالی کے قانون قدرت کے مخالف
ہے۔ ہم صریح دیکھتے ہیں کہ ہم اپنے جسمانی قوی کی تکمیل کے لئے آسمانی توسط کے
محتاج ہیں۔ ہمارے اس بدنی سلسلہ کے قیام اور اغراض مطلوبہ تک پہنچانیکے
لئے خداتعالی نے آفتاب اور ماہتاب اور ستاروں اور عناصر کو ہمارے لئے مسخر کیا
ہے۔ اور کئی وسائط کے پیرایہ میں ہوکر اس علت العلل کا فیض ہم تک پہنچتا ہے
اور بے واسطہ ہرگز نہیں پہنچتا۔ مثلاً اگرچہ ہماری آنکھوں کو نور خداوند تعالی ہی
ملتا ہے کیونکہ وہی تو علت العلل ہے۔ مگر وہ آفتاب کے واسطے ہماری آنکھوں تک
پہنچتا ہے ہم ایک چیز بھی نظام ظاہری میں ایسی نہیں دیکھتے جسکو خداتعالی بلاواسطہ
آپ ہی اپنا مبارک ہاتھ لمبا کرکے ہمیں دیدے۔ بلکہ ہر ایک چیز وسائط کے ذریعہ سے
ہی ملتی ہے۔ پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ہمارے ظاہری قوی کی خلقت تام نہیں ہے
یعنے ایسا نہیں ہے کہ مثلاً مستقل طور پر روشن ہوں اور آپکے مجوزہ ملکہ وحی کی طرح
ایسا ان میں ملکہ موجود ہو جو آفتاب کے واسطہ سے ہمکو مستغنی کردے۔ پھر اس
نظام کے برخلاف بے اصل باتیں آپکی کیونکہ صحیح ٹھہر سکیں۔ ماسوا اسکے ذاتی تجارب
کی شہادت جو سب شہادتوں سے بڑھ کر ہے آپکی اس رائے کی سخت تکذیب کرتی ہے
کیونکہ یہ عاجز قریباً گیارہ برس سے شرف مکالمہ الہیہ سے مشرف ہے اور اس بات
کو بخوبی جانتا ہے۔ کہ وحی درحقیقت آسمان سے ہی نازل ہوتی ہے۔ وحی کی
مثال اگر دنیا کی چیزوں میں سے کسی چیز کے ساتھہ دیجائے۔ تو شاید کسی قدر تار برقی

سے مشابہ ہے جو اپنے ہر یک تغیر کی آپ خبر دیتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ اس وحی کے وقت جو برنگ وحی ولایت میرے پر نازل ہوتی ہے۔ ایک خارجی اور شدید الاثر تصرف کا احساس ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ یہ تصرف ایسا قوی ہوتا ہے کہ مجھ کو اپنے انوار میں ایسا دبا لیتا ہے۔ کہ میں دیکھتا ہوں کہ میں اسکی طرف ایسا کھنچا گیا ہوں کہ میری کوئی قوت اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس تصرف میں کھلا اور روشن کلام سنتا ہوں۔ بعض وقت ملائکہ کو دیکھتا ہوں*۔ اور سچائی میں جو اثر اور ہیبت ہوتی ہے مشاہدہ کرتا ہوں۔ اور وہ کلام بسا اوقات غیب کی باتوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور ایسا تصرف اور اخذ خارجی ہوتا ہے۔ جس سے خدا تعالیٰ کا ثبوت ملتا ہے۔ اب اس سے انکار کرنا ایک کھلی کھلی صداقت کا خون کرنا ہے۔

مناسب ہے کہ سید صاحب موت سے پہلے اس صداقت کو آج مان لیں۔ اور آسمانی وحی کی توہین نہ کریں۔

تعجب ہے کہ وہ نظام ظاہری کو تو دیکھتے ہیں اور پھر نظام باطنی کا اسپر قیاس نہیں کرتے۔ نہیں سمجھتے کہ وہ خدا جس نے ہمارے نظام جسمانی کو اس طرح بنایا۔ کہ آسمان سے ظاہری روشنی ہمارے لئے اترتی ہے اور حقیقی موثر آسمانی وسائط کے ذریعہ سے ہمارے جسمانی قویٰ پر اپنا فیض نازل کرتا ہے۔ اور بغیر واسطہ علل کے کوئی فیض نازل کرنا اسکی عادت ہی نہیں۔ تو پھر کیونکہ وہ خدا ہمارے روحانی نظام میں اس سلسلہ وسائط سے بالکل ہمکو منقطع کر دیوے۔ کیا جسمانی طور سے ہم اس سلسلہ سے منقطع ہیں۔ یا درحقیقت ایک سلسلہ وسائط میں بندھے ہوئے ہیں جو علت العلل سے شروع ہو کر ہم تک پہنچتا ہے۔ اس بحث پر غور کرنیکے لئے ہماری کتاب

* نوٹ صرف اتنا ہی نہیں کہ ملایک بعض وقت نظر آتے ہیں بلکہ بسا اوقات ملایک کلام میں اپنا واسطہ ہونا ظاہر کر دیتے ہیں۔ منہ

دیکھو ضمیمہ براہین ورنہ آئینہ کمالات اسلام دیکھنے چاہیئے۔ خاصکر فرشتوں کی ضرورت میں جس قدر مبسوط بحث آئینہ کمالات اسلام میں ہے اسکی نظیر کسی دوسری کتاب میں نہیں پاؤگے۔ اور سید صاحب کی خداشناسی کا اندازہ معلوم کرنیکے لئے یہ اُنکے اقوال کافی ہیں۔ کہ وہ مخلوقات کو مقدر حقیقی کے تصرفوں اور حکمتوں سے بے نیاز کر بیٹھے ہیں۔ نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ کی خدائی اُسکی قدرت کاملہ سے وابستہ ہے۔ اور قدرت اسی کا نام ہے کہ اُسکے تصرفات اُسکی مخلوقات پر ہر آن غیر محدود ہوں بلاشبہ یہ سچ ہے کہ اگر اس مخلوقات کو اُسنے پیدا کیا ہے تو اپنی غیر محدود ذات کی طرح غیر محدود تصرفات کی گنجایش بھی رکھ لی ہوگی۔ تا کسی درجہ پر اُسکی خدائی کا تعطل لازم نہ آوے * اور اگر

* حاشیہ۔ اگر یہ اعتراض کیا جاوے کہ اس بات کے ماننے سے کہ خدا تعالیٰ کی غیر متناہی حکمتیں استحالات غیر متناہیہ پر قادر ہے۔ حقائق اشیا سے امان اُٹھ جاتا ہے۔ مثلاً اگر خدا تعالیٰ اس بات پہ قادر سمجھا جاوے کہ پانی کی صورت نوعیہ کو سلب کرکے ہوا کی صورت نوعیہ اس جگہ رکھ دے یا ہوا کی صورت نوعیہ کو سلب کرکے آگ کی صورت نوعیہ اُسکی قایم مقام کردے یا آگ کی صورت نوعیہ کو سلب کرکے اُن مخفی اسباب سے جو اُسکے علم میں ہیں پانی کی صورت نوعیہ میں لے آوے یا مٹی کو کسی زمین کی تہ میں تصرفات لطیفہ سے سونا بناوے یا سونے کو مٹی بناوے تو اس سے امان اُٹھ جائیگا اور علوم و فنون ضایع ہو جائیں گے۔

تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ خیال سراسر فاسد ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالےٰ اپنی مخفی حکمتوں کے تصرف سے عناصر وغیرہ کو صدہا طور کے استحالات میں ڈالتا رہتا ہے ایک زمین کو ہی دیکھو کہ وہ انواع اقسام کے استحالات سے کیا کچھ بنتی رہتی ہے اُسی سے سم الفار نکلتا ہے اور اُسی سے فاذ زہر اور اُسی سے سونا اور اُسی سے چاندی اور اُسی سے طرح طرح کے جواہرات اور ایسا ہی بخارات کا صعود ہو کر کیا کیا بذریعہ مینہ کے آسمان

نعوذ باللہ آریہ ہندؤں کا قول صحیح ہے کہ پرمیشور ارواح اور ذرات عالم کا پیدا کرنیوالا نہیں تو اس صورت میں بلاشبہ ایسا کمزور پرمیشور کسی حد تک کچھ ضعیف سی حکومت کرکے پھر ٹھہر جائیگا - اور ایک رسوائی کے ساتھہ اُسکی پردہ دری ہوگی - مگر ہمارا خداوند قادر مطلق ایسا نہیں ہے - وہ تمام ذرات عالم اور ارواح اور جمیع مخلوقات کو پیدا کرنیوالا ہے - اُسکی قدرت کی نسبت اگر کوئی سوال کیا جائے تو بجز اُن خاص باتوں کے جو اُسکی صفات کاملہ اور مواعید صادقہ کے منافی ہوں - باقی سب امور پر وہ قادر ہے اور یہ بات کہ گو وہ قادر ہو مگر کرتا نہیں چاہتا یہ عجیب بیہودہ الزام ہے جبکہ اُسکی صفات میں کل بومرھو فی شان بھی داخل ہے - اور ایسے تصرفات کہ پانی سے برودت دور کرے - یا آگ سے خاصیت احراق زائل کر دیوے اُسکی صفات کاملہ اور مواعید صادقہ کی منافی

بقیہ حاشیہ میں پیدا ہوجاتی ہیں اُنہیں بخارات میں سے برف گرتی ہے اور اُنہیں سے اولے بنتے ہیں اور اُنھیں میں سے برق اور اُنھیں میں سے صاعقہ اور یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ کبھی کبھو آسمان سے راکھہ بھی گرتی ہے تو کیا ان حالات سے علم باطل ہوجاتے ہیں یا ایمان اُٹھ جاتا ہے -

اور اگر یہ کہو کہ ان چیزوں میں تو خدا تعالی نے پہلے ہی سے اُنکی فطرت میں ان تمام استحالات کا مادہ رکہا ہے تو ہمارا یہ جواب ہوگا کہ ہمنے کب اور کس وقت کہا کہ اشیاء متنازعہ فیہا میں ایسا مادہ مختارکہ نہیں رکہا گیا بلکہ سچ اور سچا مذہب تو یہی ہے کہ خدا تعالی نے جو اپنی ذات میں واحد ہے تمام اشیا کو شئے واحد کی طرح پیدا کیا ہے تا وہ موجد واحد کی وحدانیت پر دلالت کریں سو خدا تعالی نے اسی وحدانیت کے لحاظ سے اور نیز اپنی قدرت غیر محدودہ کے تقاضا سے استحالات کا مادہ اُن میں رکہا ہے اور بجز اُن روحوں کے جو اپنی سعادت اور شقاوت میں خالدین فیہا

نہیں ہیں تو پھر کیوں تحکم کی راہ سے کہا جاوے کہ ہمیشہ کے لئے اُسپر لازم ہو گیا ہے کہ اُن چیزوں کی خاصیت میں کبھی تصرف نہ کرے !!! - اس لزوم پر دلیل کیا ہے - اور وجہ کیا - اور خدا تعالیٰ کو اس بیوجہ التزام کی جو اسکی خدائی کو بھی داغ لگاتا ہے ضرورت کیا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ اس رسالہ میں سید صاحب بھی اس کمزور خیال کے بودے پن کو سمجھ گئے ہیں اس لئے اپنے رکیک قول کے قایم رکھنے کے لئے اُنہوں نے ایک اور رکیک عذر پیش کیا ہے - اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں کسی جگہ آگ کے گرم ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے - اور کسی جگہ پانی کے سرد ہونے کی طرف ایما فرمایا ہے - اور کبھی کہا ہے کہ سورج مشرق سے مغرب کی طرف جاتا ہے - تو یہ بیانات جو حالات موجودہ کے اظہار کے لئے ہیں سید صاحب کی نظر میں بطور وعدہ کے

بقیہ حاشیہ ابد کے مصداق ٹھہرائے گئے ہیں اور وعدہ الہی نے ہمیشہ کے لئے ایک غیر متبدل خلقت اُن کے لئے مقرر کردی ہے باقی کوئی چیز مخلوقات میں سے استحالات سے بچی ہوئی معلوم نہیں ہوتی بلکہ اگر غور کر کے دیکھو تو ہر وقت ہر یک جسم میں استحالہ اپنا کام کر رہا ہے یہاں تک کہ علم طبعی کی تحقیقاتوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ تین برس تک انسان کا جسم بدل جاتا ہے اور پہلا جسم ذرات ہو کر اڑ جاتا ہے مثلاً اگر پانی ہے یا آگ ہے تو وہ بھی استحالہ سے خالی نہیں اور دو طور کے استحالے اُن پر حکومت کر رہے ہیں ایک یہ کہ بعض اجزا تحلل جاتے ہیں اور بعض اجزا جدیدہ آملتے ہیں دوسری یہ کہ جو اجزا تحلل جاتے ہیں وہ اپنی استعداد کے موافق دوسرا جنم لے لیتے ہیں غرض اس فانی دنیا کو استحالات کے چرخ پر چڑھائے رکھنا خدا تعالیٰ کی ایک سنت ہے اور ایک باریک نگاہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب چیزیں بوجہ وحدت مبدء فیض اپنی اصل ماہیت میں ایک ہی ہیں گو ان چیزوں کا کمال کیمیا گر انسان نہیں بن سکتا اور کیونکر بنے حکیم مطلق نے اپنے اسرار حکمیہ غیر متناہیہ پر کسی دوسرے کو محیط نہیں کیا - اور اگر یہ کہو کہ اجرام علوی میں استحالات کہاں ہیں تو میں

ہیں جن میں تغییر و تبدیل ممکن نہیں اگر استخراج دلائل کا یہی طریق ہے تو سید صاحب پر بڑی مشکل پڑیگی اور اُنکو ماننا پڑیگا کہ تمام بیانات قرآن کریم کے مواعید میں داخل ہیں۔ مثلاً خدا تعالیٰ نے جو حضرت ذکریا کو بشارت دیکر فرمایا انا نبشرک بغلام حلیم تو بموجب قاعدہ سید صاحب چاہیئے تھا کہ حضرت یحییٰ ہمیشہ غلام یعنے لڑکے ہی رہتے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے حضرت یحییٰ کو غلام کرکے پکارا ہے اور یہ وعدہ ہوگیا۔ ایسی ہی اور بیسیوں مثالیں ہیں سب کو بیان کرنا صرف وقت ضایع کرنا ہے اگر سید صاحب کی نظر میں واقعات موجودہ کے بیان کرنے سے آیندہ کے لئے اور ہمیشہ کے لئے کوئی وعدہ لازم آجاتا ہے تو اُن سے ڈرنا چاہئے کہ ایسا ہی وہ بات بات میں انسانوں پر الزام لگائینگے۔ اور ایک موجودہ واقعہ کو بیان کرتیکو وہ ایک دائمی وعدہ سمجھ لیں گے۔ میرے نزدیک بہتر ہے کہ سید صاحب

بقیہ حاشیہ کہتا ہوں کہ بیشک اُن میں بھی استحالات اور تحلیلات کا مادہ ہے گو ہمیں معلوم نہ ہو نہیں تو ایکدن زوال پذیر ہو جائینگے ماسوا اسکے ہزارہا چیزوں کے استحالات پر نظر ڈالکر ثابت ہوتا ہے کہ کوئی چیز استحالہ سے خالی نہیں سو تم پہلے زمین کے استحالات سے انکار کرو پھر آسمان کی بات کرنا۔ تو کار زمیں را نکو ساختی کہ با آسمان نیز پرداختی۔ غرض جب انواع اقسام کے استحالات ہر روز مشاہدہ میں آتے ہیں اور وحدت ذاتی الٰہی کا یہ تقاضا بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام چیزوں کا منبع اور مبدء ایک ہو اور خدا تعالیٰ کی الوہیت تامہ بھی تبھی قایم رہ سکتی ہے کہ جب ذرہ ذرہ پر اُسکا تصرف تام ہو تو پھر یہ استبعاد اور یہ اعتراض کہ ان استحالات سے امان اُٹھ جائیگا اور علوم ضائع ہو نگے اگر سخت غلطی نہیں تو اور کیا ہے اور ہم جو کہتے ہیں کہ اللہ جل شانہ قادر ہے کہ پانی سے آگ کا کام لیوے یا آگ سے پانی کا کام تو اس سے یہ مطلب تو نہیں کہ اپنی حکمت غیر متناہی کو اُسمیں دخل نہ دے یونہی تحکم سے کام لے لیوے کیونکہ خدا تعالیٰ کا کوئی فعل آمیزش حکمت سے خالی نہیں اور نہ ہونا چاہئے بلکہ ہمارا یہ مطلب ہے کہ جو وقت وہ پانی سے آگ کا کام یا آگ سے پانی کا کام لینا چاہے تو اُسوقت اپنی اُس حکمت کو کام میں لائیگا جو اس عالم کے ذرہ ذرہ پر حکومت رکھتی ہے گو ہم اُس سے مطلع ہوں یا نہ ہوں اور ظاہر ہے کہ جو حکمت کے طور پر کام ہو وہ علوم کو ضایع نہیں کرتا بلکہ علوم کی اُس سے ترقی ہوتی ہے دیکھو مصنوعی طور پر پانی کی برف بنائی جاتی ہے یا برقی روشنی

اپنے آخری دن کو یاد کر کے چند ماہ اس عاجز کی صحبت میں رہیں - اور **چونکہ میں مامور ہوں اور مبشر ہوں** اس لئے میں وعدہ کرتا ہوں کہ سید صاحب کے اطمینان کے لئے توجہ کرونگا - اور اُمید رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کوئی ایسا نشان دکھلائے کہ سید صاحب کے مجوزہ قانون قدرت کو ایک دم میں خاک میں ملا دیوے اور اس قسم کے کام اب تک بہت ظہور میں آئے ہیں کہ جو سید صاحب کی نظر میں قانون قدرت کے مخالف ہیں - مگر اُنکا بیان کرنا بیفائدہ ہے کہ سید صاحب اُسکو ایک قصہ سمجھیں گے - سید صاحب وحی ولایت کی ایسی پیشگوئیوں سے بھی تو منکر ہیں جو بذریعہ الہام اولیاء اللہ کو معلوم ہوتے ہیں - اور ان کی نظر میں وہ ایسی ہی خلاف قانون قدرت ہیں جیسا کہ آگ کا اپنی خاصیت احراق کو چھوڑ دینا۔

بقیہ حاشیہ - پیدا کیجاتی ہے تو کیا اس سے امان اُٹھ جاتا ہے یا علم ضایع ہو جاتے ہیں۔

اس جگہ ایک اور سِر یاد رکھنے کے لائق ہے اور وہ یہ ہے کہ اولیاء سے جو خوارق کبھی اس قسم کے ظہور میں آتے ہیں کہ پانی اُنکو ڈبو نہیں سکتا اور آگ اُنکو نقصان نہیں پہنچا سکتی اُس میں بھی در اصل یہی بھید ہے کہ حکیم مطلق جسکی بے انتہا اسرار پر انسان حاوی نہیں ہو سکتا اپنے دوستوں اور مقربوں کی توجہ کے وقت کبھی یہ کرشمہ قدرت دکھلاتا ہے کہ وہ توجہ عالم میں تصرف کرتی ہے اور جن ایسے مخفی اسباب کے جمع ہونے سے مثلاً آگ کی حرارت اپنے اثر سے رُک سکتی ہے خواہ وہ اسباب جوام علوی کی تاثیریں ہوں یا خود مثلاً آگ کی کوئی مخفی خاصیت یا اپنے بدن کی ہی کوئی مخفی خاصیت یا ان تمام خاصیتوں کا مجموعہ ہو وہ اسباب اُس توجہ اور اُس دُعا سے حرکت میں آتی ہیں تب ایک امر خارق عادت ظاہر ہوتا ہے مگر اس سے حقائق اشیاء کا اعتبار نہیں اُٹھتا ورنہ علوم ضایع ہوتے ہیں بلکہ یہ بھی علوم الٰہیہ میں سے خود ایک علم ہے اور یہ اپنے مقام پر ہے اور مثلاً آگ کا محرق بالخاصیت ہونا اپنے مقام پر بلکہ یوں سمجھ لیجیئے کہ یہ روحانی مواد ہیں جو آگ پر غالب آکر اپنا اثر دکھلاتے ہیں اور اپنے وقت اور محل سے خاص ہیں اس دقیقہ کو دُنیا کی عقل نہیں سمجھ سکتی کہ انسان کامل خدا تعالیٰ کے

ایسا ہی دعا کی ذاتی تاثیرات بھی جن کے ذریعہ سے وہ مطلب حاصل ہو جاتا ہے۔ جسکے لئے دُعا کی گئی۔ سیّد صاحب کی نظر میں خلاف قانون قُدرت ہیں۔ سو اگر سیّد صاحب میرے پاس آنہیں سکتے تو ان دونوں باتوں میں ہی وعدہ قبول حق کر کے مجھہ کو اجازت دیں کہ اُنکی نسبت جناب الہی میں توجہ کر کے جو کچھہ ظاہر ہو وہ شایع کروں اس سے عام لوگوں کو فائدہ ہو جائیگا۔ اگر سیّد صاحب کی رائے درحقیقت درست ہے تو میں اپنے مطلب میں کامیاب نہیں ہونگا۔ ورنہ عقلمند لوگ سیّد صاحب کے خراب عقیدوں سے نجات پاکر پھر اپنے عظیم الشان خدا تعالی کو پہچان لیں گے۔ اور محبت سے اسکی طرف رجوع کریں گے۔ اور دُعا کے وقت اُس کی

بقیہ حاشیہ روح کا جلوہ گاہ ہوتا ہے اور جب کبھی کامل انسان پر ایک ایسا وقت آجاتا ہے کہ وہ اُس جلوہ کا عین وقت ہوتا ہے تو اُسوقت ہر یک چیز اُس سے ایسی ڈرتی ہے جیسا کہ خدا تعالی سے اُسوقت اُسکو درندہ کے آگے ڈالدو آگ میں ڈالدو وہ اُس سے کچھہ بھی نقصان نہیں اُٹھائیگا کیونکہ اس وقت خدا تعالی کی روح اُسپر ہوتی ہے اور ہر یک چیز کا عہد ہے کہ اُس سے ڈرے یہ معرفت کا ایک اخیری بھید ہے جو بغیر صحبت کاملین سمجھہ میں نہیں آسکتا چونکہ یہ نہایت دقیق اور پھر نہایت درجہ نادر الوقوع ہے اسلئے ہر ایک فہم اس فلاسفی سے آگاہ نہیں مگر یاد رکھو کہ ہر یک چیز خدا تعالی کی آواز سنتی ہے ہر یک چیز پر خدا تعالی کا تصرف ہے اور ہر یک چیز کی تمام ڈوریاں خدا تعالی کے ہاتھہ میں ہیں اُسکی حکمت ایک بے انتہا حکمت ہے جو ہر یک ذرہ کی جڑھ تک پہنچی ہوئی ہے اور ہر یک چیز میں اُتنی ہی خاصیتیں ہیں جتنی اُسکی قدرتیں ہیں جو شخص اس بات پر ایمان نہیں لاتا وہ اُس گروہ میں داخل ہے جو ما قدروا اللہ حق قدرہ کے مصداق ہیں۔ اور چونکہ انسان کامل مظہر اتم تمام عالم کا ہوتا ہے اسلئے تمام عالم اُسکی طرف وقتاً فوقتاً کھینچا جاتا ہے وہ روحانی عالم کا ایک عنکبوت ہوتا ہے اور تمام عالم اُسکی تاریں ہوتی ہیں اور خوارق کا یہی سرّ ہے۔

ہر کار و بار ہستی اثری ست عارفاں را از جہاں چہ دیدہ آنکس کہ ندید ایں جہاں را۔
منہ

رحمتوں سے نا امید نہیں ہونگے۔ اور دعا اُٹھانیکے وقت لذت اُٹھائینگے۔ اور
خداتعالیٰ کے وجود کا فائدہ بھی تو یہی ہے۔ کہ ہماری دعائیں سُنے۔ اور آپ اپنے
وجود سے ہمیں خبر دے۔ نہ کہ ہم ہزار ہزار تکلیف سے ایک بت کی طرح ایک فرضی خدا
دل میں قائم کریں۔ جسکی ہم آواز نہیں سُن سکتے۔ اور اسکی نمایاں قدرت کا کوئی جلوہ
نہیں دیکھ سکتے۔ یقیناً سمجھو کہ وہ قادر خدا موجود ہے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ و ما
غُلّت ایدیہ بل یداہ مبسوطتان ینفق کیف یشاء و یفعل ما یرید۔
وھو علی کل شیءٍ قدیر۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

روئے دلبر از طلبگاراں نمی دارد حجاب   می درخشد در خور و می تابد اندر ماہتاب
لیکن آں روئے حسین از غافلاں ماند نہاں   عاشقی باید کہ بردارند از بہرش نقاب
دامنِ پاکش ز نخوت ہا نمی آید بدست   ہیچ راہی نیست غیر از عجز و درد و اضطراب
بس خطرناک است راہِ کوچۂ یارِ قدیم   جاں سلامت بایدت از خود روی ہا بتاب
تا کلامش فہم و عقلِ ناسزایاں کم رسد   ہر کہ از خود گم شود او یابد آں راہِ صواب
مشکلِ قرآں نہ از ابنائے دنیا حل شود   ذوقِ آں می داند آں مستی کہ نوشد آں شراب
ایکہ آگاہی ندادندت ز انوارِ دروں   در حقِ ما ہر چہ گوئی نیستی جائے عتاب
از سرِ وعظ و نصیحت ایں سخن ہا گفتہ ایم   تا مگر زیں مرہمی بہ گردد آں زخمِ خراب
از دعا کن چارۂ آزارِ انکارِ دعا   چوں علاجِ مے ز مے وقتِ خمار و التہاب
ایکہ گوئی گر دعاہا را اثر بودے کجاست   سوئے من بشتاب بنمایم ترا چوں آفتاب
ہاں مکن انکار زیں اسرارِ قدرت ہائے حق   قصہ کوتہ کن ببیں از ما دعائے مستجاب

دیکھو صفحہ ۲۳-۲۴ سرورق

(اسکو غور سے پڑھو کہ اس میں آپ لوگوں کیلئے خوشخبری ہے)

بخدمت امراء و رئیسان و منعمان ذوی الاقتدار و والیان ارباب حکومت و منزلت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اے بزرگان اسلام خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے دلوں میں تمام فرقوں سے بڑھ کر نیک ارادے پیدا کرے اور اس نازک وقت میں آپ لوگوں کو اپنے پیارے دین کا سچا خادم بناوے میں اس وقت محض للہ اس ضروری امر سے اطلاع دیتا ہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے **مامور** کرکے دین متین اسلام کی تجدید اور تائید کیلئے بھیجا ہے تاکہ میں اس پرآشوب زمانہ میں **قرآن** کی خوبیاں اور حضرت **رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں ظاہر کروں اور ان تمام دشمنوں کو جو اسلام پر حملہ کر رہے ہیں اُن نوروں اور برکات اور خوارق اور علوم لدنیہ کی رو سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں سو یہ کام برابر دس برس سے ہو رہا ہے لیکن چونکہ وہ تمام ضرورتیں جو ہمکو اشاعت اسلام کے لئے درپیش ہیں بہت سی مالی امدادات کے محتاج ہیں اس لئے میں نے یہ ضروری سمجھا کہ بطور تبلیغ آپ صاحبوں کو اطلاع دوں سو سنو اے عالیجاہ بزرگو ہمارے لئے اللہ جلشانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں یہ مشکلات درپیش ہیں کہ ایسی تالیفات کے لئے جو لاکھوں آدمیوں میں پھیلانی چاہئے بہت سے سرمایہ کی حاجت ہے اور اب صورت یہ ہے کہ اول تو

ان بڑے بڑے مقاصد کے لئے کچھ بھی سرمایہ کا بندوبست نہیں اور اگر بعض پُرجوش
مردان دین کی ہمت و اعانت سے کوئی کتاب تالیف ہو کر شایع ہو تو بباعث کم توجہی
اور غفلت زمانہ کے وہ کتاب بجز چند نسخوں کے زیادہ فروخت نہیں ہوتے اور اکثر
نسخے اسکے یا تو سال ہا سال صندوقوں میں بند رہتے ہیں ۔ یا للہ مفت تقسیم کئے
جاتے ہیں اور اس طرح اشاعت ضروریات دین میں بہت سا حرج ہو رہا ہے اور گو
خدا تعالیٰ اس جماعت کو دن بدن زیادہ کرتا جاتا ہے مگر ابھی تک ایسے دولتمند ذی ہمت ہمارے ساتھ
کوئی بھی نہیں کہ کوئی حصہ معتدبہ اس خدمت اسلام کا اپنے ذمہ لے لے اور چونکہ یہ
عاجز خدا تعالیٰ سے مامور ہو کر تجدید دین کے لئے آیا ہے اور مجھے اللہ جل شانہ نے
یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ وہ بعض امرا اور ملوک کو بھی ہمارے گروہ میں داخل
کریگا اور مجھے اُسنے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دونگا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے
کپڑوں سے برکت ڈھونڈھیں گے ۔ سو اسی بنا پر آج مجھے خیال آیا کہ میں ارباب دولت
اور مقدرت کو اپنے کام کی نصرت کے لئے تحریک کروں ۔

اور چونکہ یہ دینی مدد کا کام ایک عظیم الشان کام ہے اور انسان اپنے شکوک و شبہات
اور وساوس سے خالی نہیں ہوتا اور بغیر شناخت وہ صدق بھی پیدا نہیں ہوتا جس سے
ایسی بڑی مددوں کا حوصلہ ہو سکے اسلئے میں تمام امرا کی خدمت میں بطور عام اعلان کے
لکھتا ہوں کہ اگر انکو بغیر آزمائش ایسی مدد میں تامل ہو تو وہ اپنے بعض مقاصد و مہمات
اور مشکلات کو اس غرض سے میری طرف لکھ بھیجیں کہ تا میں اُن مقاصد کے پورے ہونے
کے لئے دعا کروں ۔ مگر اس بات کو تصریح سے لکھ بھیجیں کہ وہ مطلب کے پورا ہونے کے
وقت کہاں تک ہمیں اسلام کی راہ میں مالی مدد دینگے اور کیا انہوں نے اپنے دلوں

میں بحث اور بحثی وعدہ کرلیا ہے کہ ضرور وہ اسقدر مدد دینگے اگر ایسا خط کسی صاحب کی
طرف سے مجھکو پہنچا تو میں اُسکے لئے دُعا کرونگا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ بشرطیکہ تقدیر
مبرم نہ ہو ضرور خدا تعالیٰ میری دعا سنیگا اور مجھکو الہام کے ذریعہ سے اطلاع دیگا۔ اسبات
سے نومید مت ہو کہ ہمارے مقاصد بہت پیچیدہ ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے
بشرطیکہ ارادہ ازلی اُسکے مخالف نہو۔ اور اگر ایسے صاحبوں کی بہت سی درخواستیں آئیں
تو صرف انکو اطلاع دیجائیگی جنکے کشود کار کی نسبت از جانب حضرت عزوجل خوشخبری
ملیگی۔ اور یہ امور منکرین کے لئے نشان بھی ہونگے اور شائد یہ نشان اسقدر ہو جائیں
کہ دریا کی طرح بہنے لگیں۔ بالآخر میں ہر ایک مسلمان کی خدمت میں نصیحتاً لکھتا ہوں کہ
اسلام کے لئے جاگو اسلام سخت فتنہ میں پڑا ہے اسکی مدد کرو کہ اب یہ غریب ہے اور میں
اسی لئے آیا ہوں اور مجھے خدا تعالیٰ نے علم قرآن بخشا ہے اور حقایق معارف اپنی کتاب کے میرے پر کھولے
ہیں اور خوارق مجھے عطا کئے ہیں سو میری طرف آؤ تا اس نعمت سے تم بھی حصہ پاؤ۔ مجھے قسم ہے اُس
ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں
کیا ضرور نہ تھا کہ ایسی عظیم الفتن صدی کے سر پر جسکی کھلی کھلی آفات ہیں ایک مجدد
کھلے کھلے دعوی کے ساتھ آتا سو عنقریب میرے کاموں کے ساتھ تم مجھے شناخت
کروگے ہر ایک جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا اُسوقت کے علماء کی ناسمجھی اسکی سدّراہ
ہوئی آخر جب وہ پہچانا گیا تو اپنے کاموں سے پہچانا گیا کہ تلخ درخت شیریں پھل
نہیں لا سکتا اور خدا غیر کو وہ برکتیں نہیں دیتا جو خاصوں کو دیجاتی ہیں۔ اے
لوگو اسلام نہایت ضعیف ہو گیا ہے اور اعداء دین کا چاروں طرف سے محاصرہ
ہے اور تین ہزار سے زیادہ مجموعہ اعتراضات کا ہو گیا ہے ایسے وقت میں ہمدردی

چاہیئے کہ خط نہایت احتیاط سے بذریعہ رجسٹری سربمہر آوے اور اُس راز کو قبل از وقت فاش نہ کیا جاوے اور اس جگہ بھی پوری امانت کے ساتھ وہ راز مخفی رکھا جائیگا اور اگر بجائے خط کوئی معتبر وکیل میرے پاس آوے تو بہتر ہے اور یہ زیادہ موثر ہوگا۔ منہ

سے اپنا ایمان دکھاؤ اور مردان خدا میں جگہ پاؤ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

بیکسی شد دین احمدؐ ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسی در کار خود با دین احمد کار نیست

ہر طرف سیلِ ضلالت صد ہزاران تن ربود
حیف بر چشمے کہ اکنون نیز ہم ہشیار نیست

این خداوندانِ نعمت این چنین غفلت چراست
بیخود از خوابہا خود و بختِ دین بیدار نیست

اے مسلمانان خدارا یک نظر بر حالِ دین
آنچہ می بینم بلاہا حاجتِ اظہار نیست

آتش افتاد است در رختش بخیزید ای یلان
دیدنش از دور کارِ مردم و بیدار نیست

ہر زمان از بہرِ دین در خونِ دل من می تپم
محرم این دردِ ما جز عالم اسرار نیست

آنچہ بر ما می رود از غم کہ داند جز خدا
زہر می نوشیم لیکن زہرۂ گفتار نیست

ہر کسی غمخواری اہل و اقارب می کند
ای دریغ این بیکسی را ہیچ کس غمخوار نیست

خونِ دین بینم روان چون کشتگانِ کربلا
اے عجب این مردمان را مہرِ آن دلدار نیست

حیرتم آید چو بینم بذل شان در کار نفس
کاین ہمہ جود و سخاوت در رہِ دلدار نیست

اے کہ داری مقدرت ہم عزم تائیداتِ دین
لطف کن ما را نظر با اندک و بسیار نیست

بین کہ چون در خاک می غلطد ز جورِ ناکسان
آنکہ مثلِ او بزیرِ گنبدِ دوار نیست

اندرین وقتِ مصیبت چارۂ ما بیکسان
جز دعاءِ بامداد و گریۂ اسحار نیست

اے خدا ہرگز مکن شاد آن دلِ تاریک را
آنکہ او را فکرِ دینِ احمدِؐ مختار نیست

اے برادر پنج روزہ ایامِ عشرت با بود
وما عیش و بہارِ گلشن و گلزار نیست

راقم

مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ پنجاب

آئینہ کمالات اسلام شائقین کے لئے اطلاع

اس وقت ایک کتاب آئینہ کمالات اسلام نام جسے تالیف کی ہے جس میں بڑی تحقیق و تدقیق سے اسلام اور قرآن کریم کی خوبیوں اور کمالات کا بیان ہے اور علاوہ اسکے مخالفین مذاہب کے عقائد باطلہ کا رد ہے اور نیچریہ کے خیالات باطلہ کا بھی اچھی طرح استیصال کیا گیا ہے ضخامت اس کی ساڑھے چھ سو صفحہ ہے قیمت دو روپیہ ہے محصول علاوہ ہے اور ماسوا اسکے مفصلہ ذیل کتابیں بھی موجود ہیں —

فتح اسلام — توضیح مرام — ازالہ اوہام محصول علاوہ ہے اور فتح اسلام — اور توضیح مرام کی قیمت آٹھ آٹھ آنہ تھی اب اسکے چار چار آنہ کم کر دیئے ہیں —

المشتہر مرزا غلام احمد قادیان ضلع گورداسپورہ پنجاب

مطبوعہ ریاض ہند قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی محمد و آل محمد افضل الرسل و خاتم النبیین

اشتہار

کتاب براہین احمدیہ جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہم و مامور ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا ہے جس کے ساتھ دس ہزار روپیہ کا اشتہار ہے جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ دنیا میں منجانب اللہ و سچا مذہب جس کے ذریعہ سے انسان خدا تعالیٰ کو ہر یک عیب اور نقص سے منزہ سمجھ کر اسکی تمام پاک اور کامل صفتوں پر دلی یقین سے ایمان لاتا ہے وہ فقط **اسلام** ہے جس میں سچائی کی برکتیں آفتاب کی طرح چمک رہی ہیں اور صداقت کی روشنی دن کی طرح ظاہر ہو رہی ہے اور دوسرے تمام مذہب ایسے بدیہی البطلان ہیں کہ نہ عقلی تحقیقات سے انکے اصول صحیح اور درست ثابت ہوتے ہیں اور نہ ان پر چلنے سے ایک ذرہ روحانی برکت و قبولیت الٰہی مل سکتی ہے بلکہ انکی پابندی سے انسان نہایت درجہ کا کوردل اور سیہ دل ہو جاتا ہے جسکی شقاوت پر اسی جہان میں نشانیاں پیدا ہو جاتی ہیں

اس کتاب میں دین اسلام کی سچائی کو دو طرح پر ثابت کیا گیا ہے۔ (۱) **اول** تین سو مضبوط اور قوی دلائل عقلیہ سے جنکی شان و شوکت و قدر و منزلت اس سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی مخالف اسلام ان دلائل کو توڑ دے تو اسکو دس ہزار روپیہ دینے کا اشتہار دیا ہوا ہے اگر کوئی چاہے تو اپنی تسلی کیلئے عدالت میں رجسٹری بھی کرا لے (۲) **دوم** ان آسمانی نشانوں سے کہ جو سچے دین کی کامل سچائی ثابت ہونے کے لئے از بس ضروری ہیں۔ اس امر دوم میں مؤلف نے اس غرض سے کہ سچائی دین اسلام کی آفتاب کی طرح روشن ہو جائے تین قسم کے نشان ثابت کرکے دکھلائے ہیں۔ اول وہ نشان کہ جو **آنحضرت** صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مخالفین نے خود حضرت ممدوح کے ہاتھ سے اور آنجناب کی دعا اور توجہ اور برکت سے ظاہر ہوتے دیکھے جنکو مؤلف یعنی اس خاکسار نے تاریخی طور پر ایک اعلیٰ درجہ کے ثبوت سے محققانہ طور پر ثابت کرکے درج کتاب کیا ہے۔ دوم وہ نشان کہ جو خود قرآن شریف کی ذات بابرکات میں دائمی اور ابدی اور بے مثل طور پر پائے جاتے ہیں جنکو راقم نے بیان شافی اور کافی سے ہر یک عام و خاص پر کھول دیا ہے اور کسی نوع کا عذر کسی کیلئے باقی نہیں رہنے دیا۔ سوم وہ نشان کہ جو کتاب اللہ کی پیروی اور متابعت رسول برحق سے کسی شخص تابع کو بطور وراثت ملتے ہیں جنکے اثبات میں اس بندہ درگاہ نے بفضل خداوند حضرت قادر مطلق یہ بدیہی ثبوت دکھلایا ہے کہ بہت سے سچے الہامات اور خوارق اور کرامات اور اخبار غیبیہ اور اسرار لدنیہ اور کشوف صادقہ اور دعائیں قبول شدہ کہ جو خود اس خادم دین سے صادر ہوئی ہیں اور جنکی صداقت پر بہت سے مخالفین مذہب (آریہ وغیرہ) بشہادت رویت گواہ ہیں کتاب موصوف میں درج کئے ہیں اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ **مجدد وقت** ہے اور روحانی طور پر اسکے کمالات **مسیح بن مریم** کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بشدت مناسبت و مشابہت ہے اور اسکو خواص انبیاء و رسل کے نمونہ پر محض بہ برکت متابعت حضرت خیر البشر و افضل الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان بہتوں پر اکابر اولیا سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں اور اسکے قدم پر چلنا موجب نجات و سعادت و برکت اور اسکے برخلاف چلنا موجب بُعد و حرمان ہے یہ سب ثبوت کتاب **براہین احمدیہ** کے پڑھنے سے کہ جو منجملہ تین سو جزو کے قریب ۳۷ جزو کی چھپ چکی ہے ظاہر ہوتے ہیں اور طالب حق کیلئے خود مصنف پوری پوری تسلی و تشفی کرنے کو ہر وقت مستعد اور حاضر ہے۔ وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ولا فخر والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ اور اگر اس **اشتہار** کے بعد بھی کوئی شخص سچا طالب بنکر اپنی عقدہ کشائی نہ چاہے اور دلی صدق سے حاضر نہ ہو تو ہماری طرف سے اس پر اتمام حجت ہے جسکا عند اللہ اسکو روبرو جواب دینا پڑیگا۔ بالآخر اس اشتہار کو اس دعا پر ختم کیا جاتا ہے کہ **اے** خداوند کریم تمام قوموں کے مستعد دلوں کو ہدایت بخش کہ تا تیرے رسول مقبول افضل الرسل **محمد مصطفیٰ** صلی اللہ علیہ وسلم اور تیرے کامل و مقدس کلام **قرآن شریف** پر ایمان لاویں اور اسکے حکموں پر چلیں تا ان تمام برکتوں اور سعادتوں اور حقیقی خوشحالیوں سے متمتع ہو جاویں کہ جو سچے مسلمان کو دونوں جہانوں میں ملتی ہیں اور اس جاودانی نجات اور حیات سے بہرہ ور ہوں کہ جو نہ صرف عقبیٰ میں حاصل ہو سکتی ہے بلکہ سچے راستباز اسی دنیا میں اسکو پاتے ہیں بالخصوص قوم **انگریز** جنہوں نے ابھی تک اس آفتاب صداقت سے کچھ روشنی حاصل نہیں کی اور جسکی شائستہ اور مہذب اور بارحم **گورنمنٹ** نے ہمکو اپنے احسانات اور دوستانہ معاملات سے ممنون کرکے اس بات کیلئے دلی جوش بخشا ہے کہ ہم انکی دنیا و دین کیلئے دلی جوش سے بہبودی و سلامتی چاہیں تا انکے گورے و سپید منہ جس طرح دنیا میں خوبصورت ہیں آخرت میں بھی نورانی و منور ہوں۔ فنسئل اللہ تعالیٰ خیرہم فی الدنیا والآخرۃ اللہم اہدہم وایدہم بروح منک واجعل لہم حظا کثیرا فی دینک واجذبہم بحولک وقوتک لیؤمنوا بکتابک ورسولک ویدخلوا فی دین اللہ افواجا۔ آمین ثم آمین والحمد للہ رب العالمین

المشتہر

خاکسار مرزا **غلام احمد** از قادیان ضلع گورداسپورہ ملک پنجاب

(بیس ہزار اشتہار چھاپے گئے)

مطبع ریاض ہند امرتسر پنجاب

TRANSLATION OF THE VERNACULAR NOTICE ON REVERSE.

Being inspired and commanded by God, I have undertaken the compilation of a Book named "Burahin-i-Ahmadia," with the object of reforming and reviewing the religion, and have offered a reward of Rs. 10,000 to any one who would prove the arguments brought forward therein to be false. My object in this Book is to shew that the only true and the only revealed religion by means of which one might know God to be free from blemish, and obtain a strong conviction as to the perfection of His attributes is the religion of Islam, in which the blessings of truth shine forth like the sun, and the impress of veracity is as vividly bright as the day-light. All other religions are so palpably and manifestly false that neither their principles can stand the test of reasoning nor their followers experience the least spiritual edification. On the contrary those religions so obscure the mind and divest it of discernment that signs of future misery among the followers become apparent even in this world.

That the Muhammadan religion is the only true religion, has been shown in this book in two ways: (1st), By means of 300 very strong and sound arguments based on mental reasoning (their cogency and sublimity being inferred from the fact that a reward of Rs. 10,000 has been offered by me to any one refuting them, and from my further readiness to have this offer registered for the satisfaction of any one who might ask for it): (2), From those Divine signs which are essential for the complete and satisfactory proof of a true religion. With a view to establish that Muhammadan religion is the only true religion in the world, I have adduced under this latter head 3 kinds of evidences: (1), The miracles performed by the Prophet during his lifetime, either by deeds or words which were witnessed by people of other persuasions and are inserted in this book in a chronological order (based on the best kind of evidences): (2), The marks which are inseparably adherent in the Alquran itself, and are perpetual and everlasting, the nature of which has been fully expounded for facility of comprehension: (3), The signs which by way of inheritances devolve on any believer in the Book of God and the follower of the true Prophet. As an illustration of this, I, the humble creature of God, by His help have clearly evinced myself to be possessed of such virtues by the achieving of many unusual and supernatural deeds, by foretelling future events and secrets, and by obtaining from God the objects of my prayers to all of which many persons of different persuasions like the Aryas, &c., have been eye-witnesses (A full description of these will be found in the said book).

I am also inspired that I am the Reformer of my time, and that as regards spiritual excellence, my virtures bear a very close similarity and strict analogy to those of Jesus Christ, and in the same way as the distinguished chief of prophets were assigned a higher rank than that of other prophets, I also by virtue of being a follower of the August Person (the benefactor of mankind, the best of the messengers of God) am favored with a higher rank than that assigned to many of the Saints and Holy Personages preceding me. To follow my footsteps will be a blessing and the means of salvation, whereas any antogonism to me will result in estrangement and disappointment. All these evidences will be found by perusal of the book which will consist of nearly 4800 pages of which about 592 pages have been published. I am always ready to satisfy and convince any seeker of truth. "*All this is a Grace of God, He gives it to whomsoever He likes, and there is no bragging in this.*" "Peace be to all the followers of righteousness!"

If after the publication of this notice any one does not take the trouble of becoming an earnest enquirer after the truth and does not come forward with an unbiassed mind to seek it, then my challenging (discussion) with him ends here, and he shall be answerable to God.

Now I conclude this notice with the following prayer: *Oh Gracious God guide the pliable hearts of all the nations, so that they may have faith on thy chosen Prophet (Muhammad) and on thy holy Alquran, and that they may follow the commandments contained therein, so that they may thus be benefited by the peace and the true happiness which are specially enjoyed by the true Muslims in both the worlds, and may obtain absolution and eternal life which is not only procurable in the next world, but is also enjoyed by the truthful and honest people even in this world. Especially the English nation who have not as yet availed themselves of the sunshine of truth, and whose civilized, prudent and merciful empire has, by obliging us by numerous acts of kindness and friendly treatments, exceedingly encouraged us to try our utmost for their welfare, so that their fair faces may shine with heavenly effulgence in the next world. We beseech God for their well being in this world and the next. Oh God guide them and help them with thy grace, and instil in their minds the love for thy religion, and attract them with thy power, so that they may have faith on thy Book and Prophet, and embrace thy religion in groups, Amen! Amen!*

"Praise be to God the supporter of creation!"

(Sd.) MIRZA GULAM AHMAD,

Chief of Kadian, District Gurdaspur, Panjab, India.

Ripon Press, Lahore, Punjab.

اگر پیشگوئی فی الواقعہ ایک عظیم الشان ہیبت کے ساتھہ ظہور پذیر ہو تو وہ خود دلوں کو اپنی
طرف کھینچ لیتی ہے اور یہ سارے خیالات اور یہ تمام نکتہ چینیاں جو پیش از وقت دلوں
میں پیدا ہوتی ہیں ایسی معدوم ہو جاتی ہیں کہ منصف مزاج اہل الرائے ایک انفعال کے
ساتھہ اپنی رایوں سے رجوع کرتے ہیں۔ ماسوا اسکے یہ عاجز بھی تو قانون قدرت کے تحت
میں ہے اگر میری طرف سے بنیاد اس پیشگوئی کی صرف اسی قدر ہے کہ میننے صرف یاوہ گوئی
کے طور پر چند احتمالی بیماریوں کو ذہن میں رکھہ کر اور اٹکل سے کام لیکر یہ پیشگوئی شائع
کی ہے تو جس شخص کی نسبت یہ پیشگوئی ہے وہ بھی تو ایسا کر سکتا ہے کہ انھیں اٹکلوں کی
بنیاد پر میری نسبت کوئی پیشگوئی کردے بلکہ میں راضی ہوں کہ بجائے چھہ برس کے جو میں نے
اسکے حق میں میعاد مقرر کی ہے وہ میرے لئے دس برس لکھدے لیکھرام کی عمر اس وقت
شائد زیادہ سے زیادہ تیس برس کی ہوگی اور وہ ایک جوان قوی ہیکل عمدہ صحت کا آدمی
ہے اور اس عاجز کی عمر اسوقت پچاس برس سے کچھہ زیادہ ہے اور ضعیف اور دائم المرض
اور طرح طرح کے عوارض میں مبتلا ہے پھر باوجود اسکے مقابلہ میں خود معلوم ہو جائیگا کہ کونسی بات
انسان کی طرف سے ہے اور کونسی بات خدا تعالی کی طرف سے۔ اور معترض کا یہ کہنا کہ ایسی پیشگوئیوں
کا اب زمانہ نہیں ہے ایک معمولی فقرہ ہے جو اکثر لوگ مونہہ سے بولدیا کرتے ہیں میری دانست
میں تو مضبوط اور کامل صداقتوں کے قبول کرنیکے لئے یہ ایک ایسا زمانہ ہے کہ شائد اسکی نظیر
پہلے زمانوں میں کوئی بھی مل نہ سکے۔ ہاں اس زمانہ میں کوئی فریب اور مکر مخفی نہیں رہ سکتا
مگر یہ تو راستبازوں کے لئے اور بھی خوشی کا مقام ہے کیونکہ جو شخص فریب اور سچ میں فرق کرنا
جانتا ہے وہی سچائی کی دل سے عزت کرتا ہے اور بخوشی اور دوڑ کر سچائی کو قبول کر لیتا ہے
اور سچائی میں کچھہ ایسی کشش ہوتی ہے کہ وہ آپ قبول کرا لیتی ہے ظاہر ہے کہ زمانہ صدہا

ایسی نئی باتوں کو قبول کرتا جاتا ہے جو لوگوں کے باپ دادوں نے قبول نہیں کی تھیں اگر زمانہ
صداقتوں کا پیاسا نہیں تو پھر کیوں ایک عظیم الشان انقلاب اُسمیں شروع ہے زمانہ بیشک
حقیقی صداقتوں کا دوست ہے نہ دشمن اور یہ کہنا کہ زمانہ عقلمند ہے اور سیدھے سادے لوگوں کا
وقت گذر گیا ہے یہ دوسرے لفظوں میں زمانہ کی مذمت ہے گویا یہ زمانہ ایک ایسا بدزمانہ ہے کہ
سچائی کو واقعی طور پر سچائی پاکر پھر اُسکو قبول نہیں کرتا لیکن میں ہرگز قبول نہیں کرونگا کہ
فی الواقع ایسا ہی ہے کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ زیادہ تر میری طرف رجوع کرنیوالے اور مجھ سے فائدہ
اٹھانیوالے وہی لوگ ہیں جو نو تعلیم یافتہ ہیں جو بعض اُن میں سے بی اے اور ایم اے تک پہنچے ہوئے
ہیں اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ یہ نو تعلیم یافتہ لوگوں کا گروہ صداقتوں کو بڑی شوق سے قبول کرتا جاتا
ہے اور صرف اسیقدر نہیں بلکہ ایک نو مسلم اور تعلیم یافتہ یورپین انگریزوں کا گروہ جنکی سکونت امریکہ
کے احاطہ میں ہے ہماری جماعت میں شامل اور تمام صداقتوں پر یقین رکھتے ہیں۔ اب میں خیال کرتا
ہوں کہ میں نے وہ تمام باتیں لکھدی ہیں جو ایک خدا ترس آدمی کے سمجھنے کے لئے کافی ہیں آریوں کا
اختیار ہے کہ میرے اِس مضمون پر بھی اپنی طرف سے جسطرح چاہیں حاشیے چڑھا دیں مجھے اِس بات پر کچھ
بھی نظر نہیں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اسوقت اس پیشگوئی کی تعریف کرنا یا مذمت کرنا دونوں
برابر ہیں اگر یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ اُسی کی طرف سے ہے تو ضرور
ہیبت ناک نشان کے ساتھ اسکا وقوعہ ہوگا اور دلوں کو ہلا دیگا اور اگر اُسکی طرف سے نہیں تو پھر میری
ذلت ظاہر ہوگی اور اگر میں اسوقت رکیک تاویلیں کرونگا تو یہ اور بھی ذلت کا موجب ہوگا وہ ہستی
قدیم اور وہ پاک و قدوس جو تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے وہ کاذب کو کبھی عزت نہیں دیتا
یہ بالکل غلط بات ہے کہ لیکھرام سے مجھ کو کوئی ذاتی عداوت ہے مجھ کو ذاتی طور پر کسی سے بھی عداوت
نہیں بلکہ اس شخص نے سچائی سے دشمنی کی اور ایک ایسے **کامل** اور مقدس کو جو تمام سچائیوں کا...

لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک اور خبر۔ آج جو ۲ اپریل ۱۸۹۳ء مطابق ۱۴ ماہ رمضان ۱۳۱۰ھ ہے صبح کے وقت تھوڑی سی غنودگی کی حالت میں مَیں نے دیکھا کہ میں ایک وسیع مکان میں بیٹھا ہوا ہوں اور چند دوست بھی میرے پاس موجود ہیں اتنے میں ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اُسکے چہرہ پر سے خون ٹپکتا ہے میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک نئی خلقت اور شمائل کا شخص ہے گویا انسان نہیں ملائک شداد غلاظ میں سے ہے اور اُسکی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور میں اُسکو دیکھتا ہی تھا کہ اُسنے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے اور ایک اور شخص کا نام لیا کہ وہ کہاں ہے تب میں نے اُسوقت سمجھا کہ یہ شخص لیکھرام اور اُس دوسرے شخص کی سزا دہی کے لئے مامور کیا گیا ہے مگر مجھے معلوم نہیں رہا کہ وہ دوسرا شخص کون ہے ہاں یہ یقینی طور پر یاد رہا ہے کہ وہ دوسرا شخص اُنہیں چند آدمیوں سے تھا جن کی نسبت میں اشتہار دے چکا ہوں اور یہ یکشنبہ کا دن اور ۴ بجے صبح کا وقت تھا فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

الحمد للہ والمنۃ

کہ رسالہ شافیہ کافیہ جو مخالفوں پر حجت اللہ اور موافقوں کیلئے موجب زیادت ایمان و عرفان ہے

موسوم بہ

نشان آسمانی

جسکا دوسرا نام

شہادۃ الملہمین

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین * این دو شاہد از پئے من نعرہ زن چون بیقرار

از تالیفات امام ہمام مہدی و مسیح موعود مجدد وقت حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

بماہ جنوری ۱۸۹۶ء مطبع ضیاء الاسلام قادیان دارالامان میں چھپا

بار دوم

قیمت فی جلد ۳/ تعداد ۷۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قدرت کردگار مے بینم
حالت روزگار مے بینم

از نجوم این سخن نمے گویم
بلکہ از کردگار مے بینم

در خراسان و مصر و شام و عراق
فتنۂ و کارزار مے بینم

ہمہ را حال مے شود دیگر
گر یکے در ہزار مے بینم

قصۂ بس غریب مے شنوم
غصۂ در دیار مے بینم

غارت و قتل لشکر بسیار
از یمین و یسار مے بینم

بس فرومایگان بے حاصل
عالم و خوندکار مے بینم

مذہب دین ضعیف می یابم
مبدع افتخار مے بینم

دوستان عزیز ہر قومے
گشتہ غمخوار و خوار مے بینم

منصب و عزل دیگچی عمال
ہر یکے را دو بار مے بینم

ترک و تاجیک را بہم دیگر
خصمی و گیر و دار مے بینم

مکر و تزویر و حیلہ در ہر جا
از صغار و کبار مے بینم

بقعۂ خیر سخت گشت خراب
جائے جمع شرار مے بینم

اندکے امن گر بود امروز
در حد کوہسار مے بینم

گرچہ مے بینم این ہمہ غم نیست
شادئ غمگسار مے بینم

بعد امسال و چند سال دگر
عالمے چون نگار مے بینم

بادشاہ مشام دانائے
سرور باوقار مے بینم

حکم امسال صورتے دگر است
نہ چو پیدار و پار مے بینم

غین و ری سال چون گذشت از سال
بوالعجب کار و بار مے بینم

گرد در آئینۂ ضمیر جہان
گرد و زنگ و غبار مے بینم

ظلمتِ ظلم ظالمانِ دیار ‏— بے حد و بے شمار مے بینم

جنگ و آشوب و فتنہ و بیداد ‏— درمیان و کنار مے بینم

بندہ را خواجہ وش ہمے یابم ‏— خواجہ را بندہ وار مے بینم

ہر کہ ادبار پار بود امسال ‏— خاطرش زیر بار مے بینم

سکۂ نو زنند بر رخ زر ‏— درہمش کم عیار مے بینم

ہر یک از حاکمان ہفت اقلیم ‏— دیگرے را دو چار مے بینم

ماہ را روسیاہ مے نگرم ‏— مہر را دل نگار مے بینم

تاجر از دزد دست بے ہمراہ ‏— ماندہ در رہگذار مے بینم

حال ہندو خراب مے یابم ‏— جور ترک تتار مے بینم

بعض اشجار بوستان جہان ‏— بے بہار و ثمار مے بینم

ہمدلی و قناعت و کنجے ‏— حالیا اختیار مے بینم

غم مخور زانکہ من درین تشویش ‏— خرمی وصل یار مے بینم

چون زمستان بی چمن بگذشت ‏— شمسِ خوش بہار مے بینم

دور او چون شود تمام بکام ‏— پسرش یادگار مے بینم

بندگانِ جناب حضرت او ‏— سربسر تاجدار مے بینم

بادشاہِ تمام ہفت اقلیم ‏— شاہ عالی تبار مے بینم

صورت و سیرتش چو پیغمبر ‏— علم و علمش شعار مے بینم

ید بیضا کہ با او تابندہ ‏— باز با ذو الفقار مے بینم

گلشنِ شرع را ہمے بوئیم ‏— گل دین را ببار مے بینم

تا چہل سال اے برادر من ‏— دورِ آن شہسوار مے بینم

عاصیان از امام معصوم ‏— منفعل و شرمسار مے بینم

غازئی دستدار دشمن کش ‏— ہمدم و یار غار مے بینم

زینت شرع و رونق اسلام ‏— محکم و استوار مے بینم

گنج کسری و نقد اسکندر	ہمہ بر روے کار مے بینم
بعد ازان خود امام خواہد بود	بس جہان را مدار مے بینم
اح م د دال مے خوانم	نام آن نامدار مے بینم
دین و دنیا ازو شود معمور	خلق زو بختیار مے بینم
مہدی وقت و عیسی دوران	ہر دو را شہسوار مے بینم
این جہان را چو مصر مے نگرم	عدل او را حصار مے بینم
ہفت باشد وزیر سلطانم	ہمہ را کامگار مے بینم
برکف دست ساقی وحدت	بادۂ خوشگوار مے بینم
تیغ آہن دلان زنگ زدہ	کند و بے اعتبار مے بینم
گرگ با میش شیر با آہو	در چرا با قرار مے بینم
ترک عیار ست مے نگرم	خصم او در خمار مے بینم

نعمت اللہ نشستہ بر کنجے
از ہمہ بر کنار مے بینم

اسجگہ منشی محمد جعفر صاحب اسبات پر زور دیتے ہین کہ شعر یعنی ترک عیار گیا اس عاجز کی تکذیب کی نسبت پیشگوئی ہے لیکن ایک عقلمند جو انصاف اور تدبر سے کچھہ حصہ رکھتا ہو وہ سمجھہ سکتا ہے کہ یہ شعر اس قصیدہ کے مضامین کا ایک آخری مضمون ہے اور قصیدہ کی ترتیب سے بداہت معلوم ہوتا ہے کہ اول مسیح موعود کا ظہور ہو اور پھر اسکے بعد کوئی ایسا واقعہ پیش آوے جو ترک عیار ست نظر آوے اور اسکا دشمن بھی خمار مین دکھلائے دے اور ظاہر ہے کہ اس زمانہ مین بجز اس عاجز کے کسی نے مسیح موعود ہونیکا دعوی نہین کیا تا اسکے دعوی کے بعد ایک ناقص الفہم اس عاجز کو ترک قرار دے پس اس شعر کے صحیح معنی یہ ہین کہ اس مسیح کے ظہور کے بعد ترکی سلطنت کچھہ سست ہو جائیگی اور سلطنت کا مخالف بھی یعنی روس فتح یابی کا کچھہ پہل نہین دیکھے گا اور آخر کار فتح کا سر رہا تا رہیگا اور خمار رہجائیگا اور نیز یہ شعر یعنی مہدی وقت و عیسی دوران صاف دلالت کرتا ہے کہ وہی مہدی موعود مسیح موعود بھی ہوگا حالانکہ سید احمد صاحب نے کبھی یہ دعوی نہین کیا کہ مین مسیح موعود بھی ہون۔ اور حدیثون کی رو سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مہدی کے ظہور کے وقت ترکی سلطنت کچھہ ضعیف ہو جائیگی اور سب

مصداق ہو سکتے ہین اور یہ بھی یاد رہے کہ مصرعہ ترک عیار مین لفظ عیار کا محل ذم مین نہین ہے بلکہ بلحاظ فارسیونکے استعمال یہ محل مدح مین آتا ہے۔ حافظ فرماتے ہین۔ خیال زلف تو پختن نہ کار خامان ست۔ کہ زیر سلسلہ رفتن طریق عیاری ست۔ منہ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

امابعد واضح ہو کہ اِن چند اوراق مین اُن بعض ولیا اور مجاذیب کی شہادتین درج ہین جنہون نے ایک زمانہ دراز اس عاجز سے پہلے اس عاجز کی نسبت خبر دی ہے منجملہ اُنکے ایک مجذوب گلاب شاہ نام کی پیشگوئی ہے جو ہمارے اِس زمانہ سے تیس ۳۰ یا اکتیس برس پہلے اس عالم گذران سے گذر چکا ہے اور اگرچہ یہہ پیشگوئی ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۰۵ مین مجمل طور پر شایع ہو چکی ہے لیکن ابکی دفعہ صاحب بیان کنندہ نے تمام جزئیات کو خوب یاد کرکے بہ تفصیل تمام اُس پیشگوئی کو بیان کیا ہے اور چاہا ہے کہ الگ طور پر وہ پیشگوئی ایک اشتہار مین شایع کر دیجائے۔

بیان کنندہ یعنی میان کریم بخش جسقدر اس پیشگوئی کو نہایت یقین اور ایمانی جوش کے ساتھ بیان کرتا ہے اسکو اگر کوئی طالب حق متوجہ ہوکر سُنے تو ممکن نہین کہ اسکا ایک کامل اور عجیب اثر اُسکے دل پر پیدا نہ ہو۔ مینے میان کریم بخش کو اب ماہ مئی ۱۸۹۳ء مین دوبارہ لدھیانہ مین بلا کر اِس پیشگوئی کی اُس سے مکرر تفتیش کی اور کئی مجلسون مین اسکو قسم دیکر پوچھا گیا کہ اسیقدر بیان کرے جو یقینی طور پر راست راست بات ہو اور خوب یاد ہو وہی بات بیان کرے ایک ذرہ مشتبہ بات بیان نہ کرے اور یہہ بھی کہا گیا کہ اگر ایک سرِ مو کوئی خلاف واقعہ بات یا کوئی مشتبہ امر بیان کریگا جو ٹھیک ٹھیک یاد نہین رہا تو خدا تعالی کے سامنے اُسکا جواب دینا پڑیگا۔ بلکہ سچائی کے امتحان کی غرض سے نہایت سختی سے اُس پیر مرد کو کہا گیا کہ آپ اب اس بات کو خوب سوچ لین اور سمجھ لین کہ اگر آپکے بیان مین ایک لفظ بھی خلاف واقعہ ہوگا

تو اسکا بوجھ آپکی گردن پر ہوگا اور حشر کے دنمین وہ طوق لعنت گردن مین پڑیگا جو مفتریون کی گردنمین پڑا کرتا ہے۔ پھر بار بار کہا گیا کہ ای میان کریم بخش آپ پیر مرد آدمی ہین اور جیسا کہ سنا جاتا ہے تقوی اور صوم وصلوۃ کی پابندی سے آپکا زمانہ گذرا ہے اب اس بات کو یاد رکھو کہ اگر یہہ پیشگوئی میان گلاب شاہ کی جو اس عاجز کی نسبت آپ بیان کرتے ہین ایک مشتبہ امر ہے یا خلاف واقعہ ہے تو اسکے بیان کرنیسے تمام اعمال خیر سابقہ تمہاری ضایع اور برباد ہو جائینگے اور ناراض نہ ہونا یقیناً سمجھو کہ اس افترا کی سزا مین تم جہنم مین ڈالے جاؤگے۔ اگر یقینی طور پر یہ امر واقعی نہین تو میرے لئے اپنے ایمانکو ضایع مت کرو مین نہ اس جہان مین تمہارے کام آسکتا ہون نہ اُس جہان مین۔ جو مجرم بنکر خدا تعالی کے سامنے جائیگا اسکے لئے وہ جہنم ہے جسمین وہ نہ مریگا اور نہ زندہ رہیگا۔ بدبخت ہے وہ انسان جو افترا کرکے اپنے مالک کو ناراض کرے اور سخت بدنصیب ہے وہ شخص کہ ایک مجرمانہ کام کرکے ساری عمر کی نیکیان برباد کر دیوے اور یاد رکھو کہ اگر کوئی میرے لئے کسی قسم کا خدا تعالی پر افترا کریگا اور کوئی خواب یا کوئی الہام یا کشف میری خوش کرنیکے لئے مشہور کر دیگا تو مین اسکو کتون سے بدتر اور سورونسے ناپاک تر سمجھتا ہون اور دونون جہانون مین اس سے بیزار ہون کیونکہ اسنے ایک ذلیل خلق کیلئے اپنے عزیز مولی کو جھوٹھ بولکر ناراض کر دیا۔ اگر ہم بیباک اور کذاب ہو جائین اور خدا تعالی کے سامنے افتراؤنسے نہ ڈرین تو ہمارا درجہ ہم سے کتے اور سور اچھے ہین۔ سو اگر گناہ کیا ہے تو توبہ کرو تا ہلاک نہ ہو جاؤ اور یقیناً سمجھو کہ خدا تعالی مفتری کو بے سزا نہین چھوڑیگا اور اس عاجز کا کاروبار کسی انسان کی شہادت پر موقوف نہین۔ جسنے مجھے بھیجا ہے وہ میرے ساتھ ہے اور مین اسکے ساتھ ہون میرے لئے وہی پناہ کافی ہے یقیناً وہ اپنے بندہ کو ضایع نہین کریگا۔ اور اپنے فرستادہ کو برباد نہین کر دیگا۔ یہ وہ تمام باتین ہین جو کئی دفعہ کئی مجلسونمین کہی گئین۔ لیکن اُسنے ان سب باتونکو سنکر ایک درد سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ ایسا جواب دیا جس سے رونا آتا تھا اور اسکے لفظ لفظ سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ خدا کے خوف سے بھر کر نہایت سچائی سے بیان کر رہا ہے اور اسکے بیان کرنیمین جو چشم پر آب ہو کر ایک رقت کیسے

ساتھ تھا ایک ایسی تاثیر تھی جسکے اثر سے بدن پر لرزہ آتا تھا پس اُس روز یقین قطعی سے سمجھا گیا کہ یہہ پیشگوئی اس شخص کے رگ و ریشہ مین اثر کر گئی ہے اور اسکے ایمان کو اس سے اعلی درجہ کا فائدہ پہونچا ہی چنانچہ ہم ذیل مین اسکا وہ اشتہار جو اس ذی السدجل شانہ کی قسم کھا کر ایک پر درد بیان مین لکھا ہے درج کرینگے اسکے پڑھنے سے ناظرین جو با انصاف اور حقیقت شناس ہین سمجھ لینگے کہ کیسی اعلی شانکی وہ شہادت ہی۔

ماسوا اسکے ایک اور پیشگوئی ہے جو ایک مرد باخدا نعمت اللہ نام نے جو ہندوستان مین اپنی ولایت اور اہل کشف ہونیکا شہرہ رکھتا ہے اپنے ایک قصیدہ مین لکھی ہے اور یہہ بزرگ سات سو انچاس برس پہلے ہمارے زمانہ سے گذر چکے ہین اور اسیقدر مدت انکی اس قصیدہ کی تالیف مین بھی گذر گئی ہے جسمین یہہ پیشگوئی درج ہے۔ مولوی محمد اسمعیل صاحب شہید دہلوی جن زمانہ مین اس کوشش مین تھے کہ کسیطرح انکے مرشد سید احمد صاحب مہدی وقت قرار دیئے جائین اُس زمانہ مین انھون نے اس قصیدہ کو حاصل کر کے بہت کچھ سعی کی کہ یہہ پیشگوئی انکے حق مین ٹھہر جائے یہانتک کہ انھون نے اپنی کتاب کے ساتھ بھی اسکو شایع کر دیا لیکن اس پیشگوئی مین وہ پتے اور نشان دیئے گئے تھے کہ کسیطرح سید احمد صاحب اُن علامات کے مصداق نہین ٹھیر سکتے تھے۔ ہان یہہ سچ ہے کہ اس پیشگوئی کے مصداق کا نام احمد لکھا ہے یعنی اُس آنیوالے کا نام احمد ہوگا اور نیز یہہ بھی اشارہ پایا جاتا ہی کہ وہ ملک ہند مین ہوگا اور نیز یہہ بھی لکھا ہے کہ وہ تیرھوین صدی مین ظہور کریگا۔ پس بنظر سرسری خیال گذر سکتا ہے کہ سید احمد صاحب مین یہہ تینون علامتین تھین لیکن ذرہ غور کرنیسے معلوم ہوگا کہ اس پیشگوئیکو سید احمد صاحب موصوف سے کچھہ بھی تعلق نہین کیونکہ اول تو ان اشعار سے صاف پایا جاتا ہی کہ وہ مجدد موعود تیرھوین صدی کے اوائل مین نہین ہوگا بلکہ تیرھوین صدی کے اخیر پر کئی واقعات اور حادثات اور فتن کے ظہور کے بعد ظہور کریگا یعنی چودھوین صدی کے سر پر ہوگا مگر ظاہر ہے کہ سید احمد صاحب نے تیرھوین صدی کے نصف تک بھی زمانہ نہین پایا پھر چودھوین صدی کا مجدد انکو کیونکر ٹھیرایا جاسکے۔

ماسوا اسکے سید موصوف نے یہ دعوی جو انکی نسبت بیان کیا جاتا ہی اپنی زبان سے کہین

نہین کیا اور کوئی بیان اُنکا ایسا پیش نہین ہو سکتا جسمین یہ دعوی موجود ہو اور ان سب باتونسے بڑھکر یہ امر ہے کہ شیخ نعمت اللہ ولی نے اُن اشعار مین اس آنیوالے کی نسبت یہہ بھی لکھا ہے کہ وہ مہدی اور عیسی بھی کہلائیگا حالانکہ صاف ظاہر ہے کہ سید احمد صاحب نے کبھی عیسی ہونیکا دعوی نہین کیا۔ پھر انھین اشعار مین ایک یہہ بھی اشارہ کیا ہو کہ اسکے بعد اسکے رنگ پر آنیوالا اسکا بیٹا ہوگا کہ اسکا یادگار ہوگا اب صاف ظاہر ہے کہ سید احمد صاحب نے ایسے کامل بیٹے کی نسبت کوئی پیشگوئی نہین کی اور نہ کوئی اُنکا ایسا بیٹا ہوا کہ وہ عیسوی رنگ سے رنگین ہو۔ پھر انھین اشعار مین ایک یہ بھی اشارہ ہو کہ وہ مبعوث ہونیکے وقت سے چالیس برس تک عمر پائیگا۔ مگر ظاہر ہے کہ سید احمد صاحب اپنے ظہور کے وقت سے صرف چند سال زندہ رہکر اس دنیا فانی سے انتقال کر گئے لیکن **براہین احمدیہ** کے دیکھنے سے ظاہر ہوگا کہ یہ عاجز تجدید دین کے لئے اپنی عمر کے سن چالیس مین مبعوث ہوا جسکو گیاران برس کے قریب گذر گیا اور باعتبار اُس پیشگوئی کے جو ازالہ اوہام مین درج ہے یعنی یہ کہ ثمانین حولاً او قریبًا من ذالک ایام بعثت چالیس برس ہوتے ہین۔ واللہ اعلم۔

اور سید صاحب کے پھر دوبارہ آنیکی امید رکھنا اُسی قسم کی امید ہی جو حضرت ایلیا اور مسیح کے آنے پر رکھی جاتی ہے اور نہایت سادہ اور بیخبر آدمی اپنے وقتونکو اس امید پر ضایع کر رہے ہین۔ اسکی صرف اسقدر اصلیت معلوم ہوتی ہے کہ قدیم سے خدا تعالی کی یہ سنت جاری ہے کہ بعض اوقات وہ ایک کامل فوت شدہ کے دنیا مین دوبارہ آنیکی نسبت کسی اہل کشف کے ذریعہ سے خبر دیدیتا ہے اور اُس سے مراد صرف یہ بات ہوتی ہے کہ اُس شخص کی طبع اور سیرت پر کوئی شخص پیدا ہوگا چنانچہ بنی اسرائیل کے نبیونمین سے ملاکی نبی نے بھی یہ خبر دی تھی کہ ایلیا نبی جو آسمان پر اُٹھایا گیا ہی پھر دنیا مین آئیگا اور جبتک ایلیا دوبارہ دنیا مین نہ آوے تب تک مسیح نہین آسکتا۔ اس خبر کے ظاہر الفاظ پر یہود ظاہر پرست اسقدر جم گئے کہ انھون نے حضرت مسیح کو اُنکے ظہور کے وقت قبول نکیا اور ہر چند حضرت مسیح نے اُنھین کہا کہ ایلیا سے

مراد یوحنا ذکریا کا بیٹا ہے جو یحیی بھی کہلاتا ہے لیکن انکی نظر تو آسمان پر تھی کہ وہ آسمان سے نازل ہوگا۔ پس اس ظاہر پرستی کی وجہ سے انھون نے دونبیونکا انکار کر دیا یعنی عیسیٰ اور یحیی کا اور کہا کہ یہ سچے نبی نہین ہین اگر یہہ سچے ہوتے تو انسے پہلے جیسا کہ خدا تعالی نے اپنی پاک کتابو نمین خبر دی تھی ایلیا نبی آسمانسے نازل ہوتا۔ سو یہودی لوگ اب تک آسمان کی طرف دیکھ رہے ہین کہ کب ایلیا نبی آسمان سے اترتا ہے اور ان بدنصیبونکو خبر نہین کہ ایلیا نبی تو آسمانسے اتر چکا اور مسیح بھی آچکا افسوس کہ خشک ظاہر پرستی نے کسقدر دنیا کو نقصان پہنچائے ہین پھر بھی دنیا نہین سمجھتی۔

ایک صحیح حدیث مین ہے کہ اے مسلمانون تم آخری زمانہ مین پکلی یہودیونکے قدم بہ قدم ہر ایک بات مین چلوگے یہانتک کہ اگر کسی یہودی نے اپنی مان سے زنا کیا ہوگا تو تم بھی کروگے یہ حدیث اور ایلیا نبی کا قصہ مسیح موعود کے قصہ کیساتھ جسپر آج طوفان برپا ہو رہا ہے ملاکر پڑھو اور غور کرو اور ذرہ عقل سے کام لیکر سوچو کہ ایلیا نبی کے دوبارہ آنیکا خیال جو یہودیونکے اہل سنت والجماعت مین بالاتفاق قائم ہو چکا تھا آخر وہ حضرت عیسی کی عدالت سے کیونکر فیصلہ ہو کر پاش پاش ہو گیا۔ کہان گیا انکا اجماع سوچکر دیکھو کہ آیا سچ مچ ایلیا نبی آسمانسے اتر آیا یا ایلیا سے یحیی بن ذکریا مراد لیا گیا۔ خدا تعالی قرآن کریم مین باربار فرماتا ہے کہ تم اے مسلمانون ان ٹھوکرون سے بچو جو یہودی لوگ کھا چکے ہین اور ان خیالات سے پرہیز کرو جنپر جمنے سے یہودی لوگ کتے اور سور بنائے گئے۔ دانا وہ ہے جو دوسرے کے حال سے نصیحت پکڑے اور جس جگہ دوسرے کا پیر پھسل چکا ہے اس جگہ قدم رکھنے سے ڈرے افسوس کہ آپ لوگ اپنے لئے اور اپنی قوم کیلئے وہی غار ین کھود رہے ہین جو یہودیون نے کھودی تھین۔ ذرہ تکلیف اٹھائین اور یہود کے علما کے پاس جائین اور پوچھین کہ یہود نے حضرت عیسیٰ اور حضرت یحیی کو قبول کیون نکیا تو یہی جواب پائینگے کہ سچے مسیح کے آنیکی آسمانی کتابون اور بنی اسرائیل کی احادیث مین یہی نشانی لکھی ہے کہ اس سے پہلے ایلیا آسمان سے اتریگا اور نیز مسیح بادشاہ اور صاحب لشکر ہوگا سو چونکہ ایلیا نبی آسمان سے نہین اترا اور نہ ابن مریم کو ظاہری بادشاہی

ملی اس لئے مریم کا بیٹا سچا مسیح نہین ہے۔
اب آپ لوگ سوچین اور خوب سوچین کہ یہہ قصہ ایلیا کا مسیح موعود کے قصہ سے کسقدر ہمشکل ہے اور اسباتکو سمجھہ لین کہ گو مسیح کے پہلے کئی نبی ہوئے مگر کسینے یہ ظاہر نکیا کہ ایلیا سے مراد کوئی دوسرا شخص ہے مسیح کے ظہور کے وقت تک یہود کے تمام فقیہون اور مولویونکا اسی پر اتفاق رہا کہ ایلیا نبی پھر دنیا مین آئیگا۔ اور تعجب یہ کہ انکے ملہمونکو بھی یہ الہام نہوا کہ یہ عقیدہ سراسر غلط ہے اور آسمانی کتاب کے ظاہر لفظ بھی یہی بتلاتے رہے کہ ایلیا نبی دوبارہ دنیا مین آئیگا۔ لیکن آخرکار حضرت مسیح پر خدا تعالی نے یہہ راز سربستہ کھولدیا کہ ایلیا نبی دوبارہ نہین آئیگا بلکہ اسکے آنیسے مراد اسکے ہم صفت کا آنا ہے جو یحیی نبی ہے اصل بات یہ ہے کہ پیشگوئیون مین بہت سے اسرار ہوتے ہین کہ جو اپنے وقت پر کھلتے ہین اور قبل پہنچے وقت کے بڑے بڑے عارف بھی انکی اصل حقیقت سے بیخبر رہتے ہین۔ سچ کہا ہے کسی نے کہ ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد۔ وکم من علم ترك الاولون للاخرين۔ اسیطرح یہ بات قرین قیاس ہے کہ سید احمد صاحب یا انکے کسی صالح مرید کو یہ الہام ہوا ہو کہ احمد پھر دنیا مین آئیگا اور انھون نے اسکے یہ معنی سمجھے ہون کہ یہی سید احمد صاحب کچھہ مدت دنیا سے محجوب رہکر پھر دنیا مین آجائینگے اس قسم کے دھوکون کے نمونے دوسری قومون مین بھی پائے جاتے ہین لوگ عادت اللہ کی طرف خیال نہین کرتے اور وہ معنی جو مسنون اللہ اور قرین قیاس ہین ترک کرکے ایک بیہودہ اور سراسر خلاف اصل معنی قبول کر لیتے ہین سو سید احمد صاحب کا دوبارہ آنا جو ہمارے اکثر موحد بھائی بڑے ذوق و شوق سے انتظار کر رہے ہین درحقیقت اسی قسم کے خیالات مین سے ہے۔ اے حضرات سید احمد نے والا آگیا۔ اب تم بھی سمجھہ لو کہ سید احمد آگیا کیونکہ مومن کنفس واحدۃ ہوتے ہین۔ و للہ در القائل۔

انبیا و اولیا جلوہ دہند   ہر زمان آیند در رنگے دگر

ہائے افسوس لوگ اسبات سے کیسے بیخبر ہین کہ ہر ایک فرد بشر کو موت لگی ہوئی ہے اور دوبارہ آنا کسی فوت شدہ کا۔ یعنی حقیقی طور پر خدا تعالی ہرگز تجویز نہین کرتا اور کوئی صالح آدمی دو موتون اور دو جان کندنون سے ہرگز معذب نہین ہوسکتا۔ اس بیہودہ خیال سے کہ

مسیح ابن مریم زندہ آسمان پر بیٹھا ہے بڑے بڑے فتنے دنیا مین پڑ گئے ہین دراصل عیسائیونکے
پاس مسیح کو خدا ٹھیرانیکی یہی بنیاد ہے اور اسکو زندہ ماننے سے رفتہ رفتہ انکا یہہ خیال ہوگیا
کہ اب باپ کچھہ نہین کرتا سب کچھہ اُسنے اپنے بیٹے کو جو زندہ موجود ہے سپرد کر رکھا ہی غرض
یہی اول دلیل مسیح کے خدا ہونیکی عیسائیونکے پاس ہے ۔ جسکی ہمارے علما تائید کررہی
ہین مگر حق بات یہی ہے کہ وہ فوت ہوگئے قران کریم انکی فوت پر انھین لفظونسی شاہد ہی
جو دوسرے موتی کیلیئے استعمال کئے گئے ہین ۔ بخاری مین ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
انکی موتکی تصدیق کرتے ہین ۔ ابن عباس جیسے جلیل الشان صحابی اس آیت توفی
عیسیٰ کے یہی موت ہی معنی بیان کرتے ہین اور طبرانی اور حاکم حضرت عائشہ سی روایت
کرتے ہین کہ عیسیٰ ایک سو بیس برس تک زندہ رہا اسی حدیث مین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم فرماتے ہین کہ عیسیٰ سے میری عمر آدھی ہے ۔ اب ظاہر ہے کہ اگر حضرت
عیسیٰ فوت نہین ہوئے تو غالباً ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ابتک زندہ ہی ہونگے ۔

ایک اور نکتہ ہی جو کلام الٰہی پر غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے اور وہ یہہ ہی کہ جب
انسان خدا یتعالیٰ کے جذبات سے ہدایت پاکر دن بدن حق اور حقانیت کیطرف
ترقی کرتا ہے اور نفس اور نفسانی امور کو چھوڑتا جاتا ہے تو آخر انتہائی نقطہ اُسکے تصفیہ نفس
کا یہہ ہوتا ہے کہ وہ بکلی ظلمت نفس اور جذبات نفسانیہ سے باہر آکر اور جسم کو جو تختگاہ
نفس ہے اوخنہ جسمانیہ سی دھوکر ایک مصفا قطرہ کی طرح ہوجاتا ہے اس وقت وہ خدا
تعالیٰ کی نظر مین فقط ایک روح مجرد ہوتا ہے جو گدازش نفس کے بعد باقی رہجاتا ہے اور
اطاعت کاملہ مولیٰ مین ملایک سے ایک مشابہت پیدا کرلیتا ہے تب اس مقام پر پہنچکر
عند اللہ اسکا حق ہوتا ہے جو اسکو روح اللہ اور کلمۃ اللہ کہا جائے یہ معنی ایک طور سی اس
حدیث سے بھی نکلتے ہین جو ابن ماجہ اور حاکم اپنی کتابون مین لائے ہین کہ لا مھدی الا
عیسیٰ یعنی مہدی کے کامل مرتبہ پر وہی پہنچتا ہے جو اول عیسیٰ بنجائے ۔ یعنی جب
انسان تبتل الی اللہ مین ایسا کمال حاصل کرے جو فقط روح رہجائے تب وہ خدا تعالےٰ
کے نزدیک روح اللہ ہوجاتا ہے اور آسمان مین اسکا نام عیسیٰ رکھا جاتا ہے اور خدا

تعالی کے ہاتھ سے ایک روحانی پیدائش اسکو ملتی ہے جو کسی جسمانی باپ کے ذریعہ سے نہین بلکہ خدا تعالی کے فضل کا سایہ اسکو وہ پیدائش عنایت کرتا ہے۔ پس درحقیقت تزکیہ اور فنافی اللہ کا کمال یہی ہے کہ ظلمات جسمانیہ سے اس قدر تجرد حاصل کرے کہ فقط روح باقی رہجائے یہی مرتبہ عیسویت ہے جسکو خدا تعالی چاہتا ہے کامل طور پر عطا کرتا ہے۔ اور مرتبہ کاملہ دجالیت یہ ہے کہ حسب مضمون اخلد الی الارض نفسانی نشیبوں کی طرف زیادہ سے زیادہ جھکتا جائے۔ یہانتک کہ گہری تاریکیون کے غارون مین پڑکر تاریکی مجسم ہوجائے اور بالطبع ظلمت کا دوست اور روشنی کا دشمن ہوجائے عیسوی حقیقت کے مقابل پر دجالیت کی حقیقت کا ہونا ایک امر لازمی ہے کیونکہ ضد ضد سے شناخت کیجاتی ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے ہی یہ دونون حقیقتین شروع ہین۔ ابن صیاد کا آپنے دجال نام رکھا۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کہا کہ تجھ مین عیسی کی مشابہت پائی جاتی ہے۔ سو عیسی اور دجال کا تخم اسی وقت سے شروع ہوا اور مرور زمانہ کے ساتھ جیسی جیسی ظلمت فتنہ کی دجالیت کے رنگ مین کچھ زیادہ آتی گئی ویسی ویسی عیسویت کے حقیقت والے بھی اسکے مقابل پر پیدا ہوتے گئے۔ یہانتک کہ آخری زمانہ مین بباعث پھیل جانے فسق اور فجور اور کفر اور ضلالت اور بوجہ پیدا ہوجانے اُن تمام بدیون کے جو کبھی پہلے اس زور اور کثرت سے پیدا نہین ہوئی تھین بلکہ نبی کریم نے آخری زمانہ مین ہی اُنکا پھیلنا بطور پیشگوئی بیان فرمایا تھا دجالیت کاملہ ظاہر ہوگئی پس اسکے مقابل پر ضرور تھا کہ عیسویت کاملہ بھی ظاہر ہوتی یاد رہے کہ نبی کریم نے جن بدیاتونکے پھیلنے کی آخری زمانہ مین خبر دی ہے اسی مجموعہ کا نام دجالیت ہے جسکی تارین یا یون کہو کہ جسکی شاخین صدہا قسم کی آنحضرت نے بیان فرمائی ہین چنانچہ انہین سے وہ مولوی بھی دجالیت کے درخت کی شاخین ہین جنہون نے لکیر کو اختیار کیا اور قرآن کو چھوڑ دیا۔ قرآن کریم کو پڑھتے تو ہین مگر انکے حلقونکے نیچے نہین اترتا۔ غرض دجالیت اس زمانہ مین عنکبوت کی طرح بہت سی تارین پھیلا رہی ہے۔ کافر اپنے کفر سے اور منافق اپنے نفاق سے اور میخوار میخواری سے اور مولوی اپنی شیوہ گفتن ونکردن اور

سیہ دلی سے دجالیت کی تارین بن رہے ہین ان تار و نکواب کوئی کاٹ نہین سکتا بجز اُس حربہ کے جو آسمان سے اترے اور کوئی اُس حربہ کو چلا نہین سکتا بجز اُس عیسی کے جو اُسی آسمان سے نازل ہو سو عیسی نازل ہوگیا۔ وکان وعد اللہ مفعولا۔

اب ہم ذیل مین ان پیشگوئیونکو لکھتے ہین جنکے لکھنے کا وعدہ تھا لیکن ہم بوجہ تقدم زمان مناسب سمجھتے ہین کہ پہلے نعمت اللہ ولی کی پیشگوئی معہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے لکھی جائے۔ پھر بعد اسکے میان گلاب شاہ کی پیشگوئی جیسا کہ میان کریم بخش نے لکھائی ہے درج کیجائے وباللہ التوفیق ۔ واضح ہو کہ نعمت اللہ ولی رہنے والی دہلی کے نواح کے اور ہندوستان کے اولیا کاملین مین سے مشہور ہین۔ اُنکا زمانہ پانسو ساٹھ ہجری اُنکے دیوان کے حوالہ سے بتلایا گیا ہے اور جس کتاب مین اُنکی یہہ پیشگوئی لکھی ہے اسکے طبع کا سن بھی ۲۵ محرم الحرام ۱۲۶۸ھ ہے اس حساب سے اکتالیس برس ان ابیات کے چھپنے پر بھی گذر گئے اور یہہ ابیات رسالہ **اربعین فی احوال المهديين** کے ساتھ شامل ہین جو مطبوعہ تاریخ مذکورہ بالا ہے اور جیسا کہ ہم ابھی لکھ آئے ہین ان بیتونکو رسالہ اربعین سے شامل کرنا اسی غرض سے ہے کہ تا کسیطرح سید احمد صاحب کا منجملہ مہدیون کے ایک مہدی ہونا ثابت کیا جائے اگرچہ اسمین کچھ شک نہین کہ احادیث مین جہان جہان مہدی کے نام سے کسی آنیوالے کی نسبت پیشگوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ہے اس کے سمجھنے مین لوگون نے بڑے بڑے دھوکے کھائے ہین اور غلط فہمی کی وجہ سے عام طور پر یہی سمجھا گیا ہے کہ ہر ایک **مہدی** کے لفظ سے مراد **محمد بن عبد اللہ** ہے جسکی نسبت بعض احادیث پائی جاتی ہین لیکن نظر غور سے معلوم ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کئی مہدیونکی خبر دیتے ہین منجملہ اُنکے وہ مہدی بھی ہے جسکا نام حدیث مین **سلطان مشرق** رکھا گیا ہے جسکا ظہور ممالک مشرقیہ ہندوستان وغیرہ سے اور اصل وطن فارس سے ہونا ضرور ہے درحقیقت اُسی کی تعریف مین یہ حدیث ہے کہ اگر ایمان ثریا سے معلق یا ثریا پر ہوتا تب بھی وہ مرد وہین سے اسکو لے لیتا اور اسیکی یہ نشانی بھی لکھی ہے کہ **وہ کھیتی کرنیوالا ہوگا**۔ غرض یہ بات بالکل ثابت شدہ اور یقینی ہے کہ صحاح

ستہ مین کئی مہدیونکا ذکر ہے اور انمین سے ایک وہ بھی ہے جسکا ممالک مشرقیہ سے ظہور لکھا ہے مگر بعض لوگون نے روایات کے اختلاط کی وجہ سے دھوکا کھایا ہے لیکن بڑی توجہ دلانے والی یہ بات ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہدی کے ظہور کا زمانہ وہی زمانہ قرار دیا ہے جسمین ہم ہین اور چودہوین صدی کا اسکو مجدد قرار دیا ہے جیساکہ ہم آیندہ انشا اللہ بیان کرینگے بہرحال اگرچہ یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ چودھوین صدی کے سر پر ملک ہند مین **ایک عظیم الشان مجدد** پیدا ہونیوالا ہے۔ لیکن یہ سراسر تحکم ہے کہ سید احمد صاحب کو اسکا مصداق ٹھیرایا جاے کیونکہ جیساکہ ہم پہلے لکھ چکے ہین سید صاحب نے چودھوین صدی کا زمانہ نہین پایا۔ اب چند اشعار نعمت اللہ ولی کے جو مہدی ہند کے متعلق ہین معہ شرح ذیل مین لکھے جاتے ہین۔

ابیات

قدرت کردگار مے بینم	حالت روزگار مے بینم
از نجوم این سخن نمے گویم	بلکہ از کردگار مے بینم

یعنی جو کچھ مین ان ابیات مین لکھونگا وہ منجمانہ خبر نہین بلکہ الہامی طور پر مجھکو خدا تعالی کیطرف سے معلوم ہوا ہے

غین و رے سال چون گذشت از سال ۱۲۰۰	بوالعجب کاروبار مے بینم

یعنی بارہ سو سال کے گذرتے ہی عجیب عجیب کام مجھکو نظر آتے ہین مطلب یہ کہ تیرہوین صدی کے شروع ہوتے ہی ایک انقلاب دنیا مین آئیگا اور تعجب انگیز باتین ظہور مین آئینگی اور ہجرت کے باران سو سال گزرنیکے ساتھ ہی مین دیکھتا ہون کہ بوالعجب کام ظاہر ہونے شروع ہوجائینگے

گر در آئینہ ضمیر جہان	گرد و زنگ و غبار می بینم

یعنی تیرہوین صدی مین دنیا سے صلاح و تقوی اٹھ جائیگی فتنونکی گرد اٹھے گی گناہونکا زنگ ترقی کریگا اور کینونکے غبار ہر طرف پھیلین گے یعنی عام عداوتین پھیل جائینگی۔ تفرقہ اور عناد

بڑھ جائیگا اور محبت اور ہمدردی اُٹھ جائیگی۔ مگران باتونکو دیکھ کر غم نہین کرنا چاہیے

ظلمت ظلم ظالمان دیار	بیحد و بے شمار مے بینم

یعنی ملکون مین ظلم کا اندھیرا انتہا کو پہونچ جائے گا حاکم رعیت پر اور ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ پر اور شریک شریک پر ظلم کریگا اور ایسے لوگ کم ہونگے جو عدل پر قائم رہین۔

جنگ و آشوب و فتنہ و بیداد	درمیان و کنار مے بینم

یعنی ہندوستان کے درمیان مین اور اسکے کنارونمین بڑے بڑے فتنہ اُٹھینگے اور جنگ ہوگا اور ظلم ہوگا

بندہ را خواجہ وش ہمی یابم	خواجہ را بندہ وار می بینم

یعنی ایسے انقلاب ظہور مین آئینگے کہ خواجہ بندہ اور بندہ خواجہ ہوجائیگا یعنی امیر سے فقیر اور فقیر سے امیر بنجائیگا

سکۂ نو زنند بر رخ زر	درہمش کم عیار مے بینم

یعنی ہندوستان کی پہلی بادشاہی جاتی رہیگی اور نیا سکہ چلیگا جو کم عیار ہوگا اور یہہ سب کچھ تیرہوین صدی مین سلسلہ وار ظہور مین آجائے گا۔

بعض اشجار بوستان جہان	بے بہار و شمار می بینم

یعنی قحط پڑینگے اور باغات کو پھل نہین لگین گے۔

غم مخور زانکہ من درین تشویش	خرمی وصل یار مے بینم

یعنی اس تشویش اور فتنہ کے زمانہ مین جو تیرہوین صدی کا زمانہ ہے غم نہین کرنا چاہیے کیونکہ مین دیکھتا ہون کہ وصل یار کی خوشی بھی ان فتنونکے ساتھ اور اُنکے درمیان ہے مطلب یہہ کہ جب تیرہوین صدی کے یہ تمام فتنے کمال کو پہونچ جائینگے تو وصل یار

کی خوشی اخیر صدی مین ظاہر ہوگی یعنی خدا تعالیٰ رحمت کے ساتھ توجہ کریگا۔

شمس خوش بہار مے بینم	چون زمستان بےچمن بگذشت

یعنی جبکہ زمستان بےچمن مراد یہہ ہے کہ جب تیرہوین صدی کا موسم خزان گذر جائیگا تو چودہوین صدی کے سرپر آفتاب بہار نکلیگا یعنی مجدد وقت ظہور کریگا۔

پسرش یادگار مے بینم	دور او چون شود تمام بکام

یعنی جب اسکا زمانہ کامیابی کے ساتھ گذر جائیگا تو اسکے نمونہ پر اُسکا لڑکا یادگار رہجائیگا۔
یعنی مقدر یون ہے کہ خدا تعالیٰ اسکو ایک لڑکا پارسا دیگا جو اسکے نمونہ پر ہوگا اور اسی کے رنگ سے رنگین ہوجائیگا اور وہ اسکے بعد اسکا یادگار ہوگا۔ یہ درحقیقت اس عاجز کی اُس پیشگوئیکے مطابق ہے جو ایک لڑکے کے بارہ مین کی گئی ہے۔

سر بسر تاجدار مے بینم	بندگان جناب حضرت او

یعنی یہ بھی مقدر ہے کہ بالآخر امرا اور ملوک اُسکے معتقد خاص ہوجائینگے اور اسکی نسبت ارادت پیدا کرنا بعضون کے لئے دنیوی اقبال اور تاجداری کا موجب ہوگا۔ یہ اُس پیشگوئی کے مطابق ہے جو اس عاجز کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملی کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو مخاطب کرکے کہا کہ مین تجھپر اسقدر فضل کرونگا کہ بادشاہ تیرے کپڑون سے برکت ڈھونڈینگے اور ایک جگہ فرمایا کہ تیری دوستون اور محبون پر بھی احسان کیا جائیگا۔

گل دین را بیار مے بینم	گلشن شرع را ہمی بویم

یعنی اس سے شریعت تازہ ہوجائیگی اور دین کے شگوفون کو پھل لگین گے۔ یہہ اُس الہام کے مطابق ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۸ مین درج ہے۔ جسکا ترجمہ یہ ہے کہ ہر ایک دین پر بذریعہ اس عاجز کے دین اسلام غالب کیا جائیگا اور پھر صفحہ ۴۹۱ براہین مین یہ الہام

ہے کہ خدا تجھکو ترک نہین کریگا جبتک کہ خبیث اور پاک مین فرق کرکے دکھلائے۔

تا چہل سال ای برادر من	دور آن شہسوار می بینم

یعنی اس روز سے جو وہ امام ملہم ہو کر اپنے تئین ظاہر کریگا چالیس برس تک زندگی کریگا اب واضح رہے کہ یہ عاجز اپنی عمر کے چالیسوین برس مین دعوت حق کے لئے بالہام خاص مامور کیا گیا اور بشارت دی گئی کہ اسی برس تک یا اسکے قریب تیری عمر ہے سو اس الہام سے چالیس برس تک دعوت ثابت ہوتی ہے جنمین سے دس برس کامل گذر بھی گئے دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۳۸- واللہ علی کل شی قدیر۔ اگرچہ ابتک حضرت نوح کی طرح دعوت حق کے آثار نمایان نہین لیکن اپنے وقت پر تمام باتین پوری ہونگی۔

عاصیان از امام معصوم	خجل و شرمسار می بینم

اس بیت مین اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ اس امام کی جو چودھوین صدی کے سر پر آئیگا مخالف اور نافرمان بھی ہونگے جنکے لئے آخر خجالت اور شرمساری مقدر ہے اسکی طرف اس الہام مین اشارہ ہے جو فیصلہ آسمانی مین چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ مین فتاح ہون تجھے فتح دونگا ایک عجیب مدد تو دیکھے گا اور سجدہ گاہ مین گرین گے یعنی مخالف لوگ یہ کہتے ہوئے کہ خدایا ہمین بخش کہ ہم خطاوار تھے۔

ید بیضا کہ با او تابندہ	بازباذوالفقار می بینم

یعنی اُسکا وہ روشن ہاتھ جو اتمام حجت کی رو سے تلوار کی طرح چمکتا ہے پھر مین اسکو ذوالفقار کے ساتھ دیکھتا ہون یعنی ایک زمانہ ذوالفقار کا تو وہ گذر گیا کہ جب ذوالفقار علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ مین تھی۔ مگر خدا تعالی پھر ذوالفقار اس امام کو دیدیگا اس طرح پر کہ اُسکا چمکنے والا ہاتھ وہ کام کریگا جو پہلے زمانہ مین ذوالفقار کرتی تھی سو وہ ہاتھ ایسا ہوگا کہ گویا ذوالفقار علی کرم اللہ وجہہ ہی جو پھر ظاہر ہو گئی ہے۔ یہ اسبات کی طرف

اشارہ ہی کہ وہ امام **سلطان القلم** ہوگا اور اسکی قلم ذوالفقار کا کام دیگی یہ پیشگوئی بعینہٖ اس عاجز کے اُس الہام کا ترجمہ ہی جو اسوقت سے دس برس پہلے براہین مین چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہے کتاب الولی ذوالفقار علی یعنی کتاب اس ولی کی ذوالفقار علی کی ہے۔ یہ اس عاجز کی طرف اشارہ ہی۔ اسی بنا پر بارہا اس عاجز کا نام مکاشفات مین **غازی** رکھا گیا ہے۔ چنانچہ براہین احمدیہ کے بعض دیگر مقامات مین اسی کی طرف اشارہ ہے۔

غازی دوست دار دشمن کش ۔۔ ہمدم و یار غار مے بینم

وہ خدا تعالی کیطرف سے ایک غازی ہی دوستونکو بچانیوالا اور دشمنونکو مارنیوالا۔

صورت و سیرتش چو پیغمبر ۔۔ علم و حلمش شعار مے بینم

یعنی ظاہر و باطن اپنا نبی کی مانند رکھتا ہے اور شان نبوت اسمین نمایان ہی اور علم اور حلم اسکا شعار ہی مراد یہ ہے کہ بباعث اپنی اتباع نبی کریم کے گویا وہی صورت اور وہی سیرت اسکو حاصل ہو گئی ہے یہ اس الہام کے مطابق ہے جو اس عاجز کی بابت براہین مین چھپ چکا ہی اور وہ یہ ہی جری اللہ فی حلل الانبیاء یعنی فرستادہ خدا در حلہائے انبیا۔

زینت شرع و رونق اسلام ۔۔ محکم و استوار مے بینم

یعنی اسکے آنیسے شرع آرایش پکڑ جائیگی اور اسلام رونق پر آجائیگا اور دین متین محمدی محکم اور استوار ہو جائیگا۔ یہ اس الہام کے مطابق ہی جو اس عاجز کی نسبت اس وقت سے دس برس پہلے براہین مین چھپ چکا ہی اور وہ یہ ہی۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلندتر محکم افتاد۔ اور نیز یہ الہام **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ**

دیکھو صفحہ ۲۳۹ براہین احمدیہ حاشیہ۔

نام آن نامدار مے بینم	احمد و دال مے خوانم

یعنی کشفی طور پر مجھے معلوم ہوا ہے کہ نام اس امام کا **احمد** ہوگا۔

خلق زو بختیار مے بینم	دین و دنیا ازو شود معمور

یعنی اسکے آنیسے اسلام کے دن پھرینگے اور دین کو ترقی ہوگی اور دنیا کو بھی یہ اسباب کی طرف اشارہ ہی کہ جو لوگ اسکے ساتھ بدل وجان ہوجائینگے خدا تعالے انکے گناہ بخش دیگا اور دین مین استقامت عطا کریگا اور وہی اسلام کی دنیوی ترقی کا بھی پودہ ٹھیرینگے کہ خدا انکو نشو ونما دیگا اور انمین اور انکی ذریت مین برکت رکھے گا یہانتک کہ دنیا مین بھی وہ ایک با اقبال قوم ہوجائیگی اسیکے مطابق براہین احمدیہ مین یہ الہام درج ہے **وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ** اور یہ جو اشارہ کیا کہ اسکے آنیسے اسلام کی دینی و دنیوی حالت صلاحیت پر آجائیگی اسکی اصل حقیقت یہ ہی کہ جو خدا تعالی کی طرف سے آتا ہی وہ اسلام کے لئے رحمت ہوکر آتا ہی اور اسیکی ساتھ جلد یا دیر رحمت الہی نازل ہوتی ہے مگر اوائل مین قحط اور وبا وغیرہ کی تنبیہین بھی اترا کرتی ہین اور اہل کشف انجام کا حال بیان کرتے ہین نہ ابتدائی واقعات کا۔

شاہ عالی تبار مے بینم	بادشاہ تمام ہفت اقلیم

یعنی مجھکو کشفی نظر مین وہ ایک شاہ عالی خاندان ہفت اقلیم کا بادشاہ نظر آتا ہے یہ مطابق اس پیشگوئی کے ہی جو ازالہ اوہام مین درج ہوچکی ہے اور وہ یہ ہو **حکم اللہ الرحمان لخلیفۃ اللہ السلطان سیؤتی لہ الملک العظیم الخ** یہ اس عاجز کی نسبت الہام ہے جسکے یہ معنی ہین کہ خلیفۃ اللہ بادشاہ جسکو ایک ملک عظیم دیا جائیگا اور جسپر زمین کے خزانے کھولے جائینگے اس بادشاہی سے

مراد اس دنیا کی ظاہری بادشاہی نہین بلکہ روحانی بادشاہی ہے[۱]

مہدی وقت و عیسیٰ دوران	ہر دو را شہسوار مے بینم

یعنی وہ مہدی بھی ہوگا اور عیسیٰ بھی دونون صفات کا حامل ہوگا اور دونون صفات سے اپنے تئین ظاہر کریگا یہ آخری بیت عجیب تصریح پر مشتمل ہے جسسے صاف طور پر سمجھا جاتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرفسے حکم پاکر عیسیٰ ہونیکا بھی دعوی کریگا اور ظاہر ہے کہ یہ دعوی تیرہ سو برس سے آجتک کسی نے بجز اس عاجز کے نہین کیا کہ عیسیٰ موعود مین ہون -

یہ چند اشعار ہین جو ہمنے نعمت اللہ ولی کے قصیدہ سے جو طول طویل ہے برعایت اختصار لکھے ہین - ہر ایک کو چاہیے جو اپنی تسلی کیلئے اصل ابیات خود دیکھ لے و السلام علی من اتبع الہدی

ہمارے سید و مقتدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی

جاننا چاہیے کہ اگرچہ عام طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ حدیث صحیح ثابت ہو چکی ہے کہ خدا تعالیٰ اس امت کی اصلاح کیلئے ہر ایک صدی پر ایسا مجدد مبعوث کرتا رہیگا جو اسکے دین کو نیا کریگا - لیکن چودہوین صدی کیلئے یعنی اس بشارت کے بارہ مین جو ایک عظیم الشان مہدی چودہوین صدی کے سر پر ظاہر ہوگا اسقدر اشارات نبویہ پائے جاتے ہین جو انسے کوئی طالب منکر نہین ہوسکتا ہان اسکے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ جب وہ ظہور کریگا تو علما اسکے کفر کا فتوی دینگے اور نزدیک ہو کہ اسکو قتل کردین - چنانچہ مولوی صدیق حسن صاحب بھی حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۶۳ اور صفحہ ۳۸۲ مین اسبات کا اقرار کرتے ہین کہ علماء وقت کہ خوگر تقلید فقہا و مشائخ اند اس مہدی کی تعلیم کو سنکر یون کہین گے کہ یہ تو دین اسلام کی بیخکنی کر رہا ہے اور اسکی مخالفت کے لئے اٹھین گے اور اپنی قدیمی عادت کے موافق اسکی تکفیر اور تضلیل کرینگے یعنی کافر اور ضال اور دجال

[۱] حضرت عیسیٰ کی نسبت بھی پہلی کتابون مین یہ پیشگوئی تھی کہ وہ بادشاہ ہوگا اور اسکے ساتھ لشکر ہوگا مگر آخر مسیح غریبون اور مسکینون کے لباس مین ظاہر ہوا اور یہودی بوجہ نہ پائے جانے ظاہری نشانون کے منکر ہو گئے ۔ ۱۲

اور گمراہ اسکا نام رکھین گے مگر تلوار کی ہیبت سے ڈرینگے اور مولویون سے زیادہ تر دشمن
اسکا کوئی نہین ہوگا کیونکہ اسکے ظہور سے انکی وجاہتون اور ریاستون مین فرق آجائیگا
اور اگر تلوار نہ ہوتی تو اسکے حقمین قتل کا فتوی دیتے اور اگر اسکو قبول بھی کرینگے تو دین
اسکا کینہ رکھین گے۔ اسکی پیروی جسقدر عام لوگ کرینگے خاص نہین کرینگے۔ عارف
لوگ جو اہل شہود و کشف ہین اسکے سلسلہ بعیت مین داخل ہوجائینگے۔

اس بیان مین صدیق حسن صاحب نے تلوار کے معنی الٹے سمجھے ہین بلکہ مطلب یہ ہے
کہ اگر گورنمنٹ کی تلوار سے خوف نہ ہوتا تو اسکو قتل کر ڈالتے تلوار کو مہدی کی طرف منسوب کرنا
حدیث کے اصل منشا مین تحریف ہے اور اگر اس مہدی کے ہاتھ مین تلوار ہوتی تو پھر کیونکر یہ
بزدل علما جیفہ خوار دنیا کے اسکو ملعون اور کافر اور دجال کہہ سکتے کافرونکی تو سو سو خوشامد
کرکے اپنا دین برباد کرلین تو پھر یہ نامرد گروہ تلوار کی چمک دیکھکر ایک مومن کو کیونکر کافر اور
دجال کہہ سکین اور نیز اسجگہ صدیق حسن صاحب اپنی طرفسے یہ زیادت لگا گئی ہین کہ اس
امام موعود کے منکر اور مکفر حنفی وغیرہ مقلدین ہونگے ہم لوگ نہین ہونگے حالانکہ یہی وہابی
اول المکفرین ہین اور مقلدین انکے اتباع سے ہین اور صدیق حسن صاحب کی یہ بڑی غلط
فہمی ہے کہ اس امام موعود سے محمد بن عبداللہ مہدی مراد ہین کیونکہ وہ تو بقول انکے خونی
مہدی صاحب سیف و سنان ہین اور ماسوا اسکے انکے لئے بقول ان علما کے آسمانسے
آواز آئیگی اور بڑے بڑے خوارق اس سے ظہور مین آئینگے اور حضرت مسیح آسمانسے
اتر کر اسکے پیروون اور مبایعین مین داخل ہونگے اور مکفرین کی سزا کیلئے انکے پاس
تلوار ہوگی۔ پھر مولویونکی خواہ وہ موحد ہون یا مقلد کیا مجال ہے کہ انکو ضال اور بے ایمان
اور کافر اور دجال کہہ سکین یہ پیشگوئی تو اس غریب مہدی کے لئے ہے جسکی بادشاہی
اس دنیا کی بادشاہی نہین اور جسکو تلواروں سے کچھ غرض نہین۔ خونی مہدی جبکہ
ادنی ادنی بدعتون پر بقول صدیق حسن خانصاحب کے لوگونکو قتل کردیگا تو پھر مولوی
اسکو کافر اور دجال اور بے ایمان کہہ کر اور اسکے کفر کی نسبت فتوی لکھہ کر کیونکر
اسکے ہاتھ سے بچین گے اور کیا ان مولویونکا حوصلہ ہے کہ ایک زبردست بادشاہ

کو جبکی تلوار سے خون چکے کافر اور دجال کہہ سکیں اور اسکی نسبت فتوی لکھہ سکیں۔ در اصل بات یہ ہے کہ احادیث مین کئی قسم کے مہدیونکی طرف اشارہ ہے۔ اور مولویون نے تمام احادیث کو ایک ہی جگہ خلط ملط کر کے گڑ بڑ ڈالدیا ہے اور اختلاط روایات کی وجہ سے اور نیز قلت تدبر کے باعث سے انپر امر مشتبہ ہوگیا ہی ورنہ چودہوین صدی کا مہدی جسکا نام **سلطان المشرق** ہی ہے خصوصیت کے ساتھ احادیث مین بیان کیا گیا ہے جسکے جہاد روحانی جہاد ہین اور وجود دجالیت تامہ کی پھیلنے کی وجہ سے عیسیٰ کی صفت پر نازل ہوا ہی حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۸۷ مین لکھا گیا ہے کہ حافظ ابن القیم منار مین فرماتے ہین کہ مہدی کے بارہ مین چار قول ہین انمین سے ایک یہ قول ہے کہ مہدی مسیح ابن مریم ہے مین کہتا ہون کہ جبکہ دلائل کاملہ سے ثابت ہوگیا کہ اصل مسیح عیسیٰ ابن مریم فوت ہوگیا ہے اور مسیح موعود اسکا ظل ہے اور اسکا نمونہ ہے جو بوجہ پھیلنے دجالیت کے اس نام پر مبعوث ہوا تو پھر ہر ایک شخص سمجہہ سکتا ہے کہ وہ اپنے وقت کا مہدی بہی ہے اور عیسیٰ بھی۔ کیونکہ جب کہ ہر ایک صالح ہدایت یافتہ کو مہدی کہہ سکتے ہین تو کیا وہ شخص جسنے تزکیہ کاملہ کی برکت سے روح فقط کا مرتبہ پاکر عیسیٰ اور روح اللہ کا نام حاصل کیا ہی وہ مہدی کے نام سے موسوم نہین ہو سکتا اور مجھے سخت تعجب ہے کہ ہمارے علما عیسیٰ کے لفظ سے کیون چڑتے ہین اسلام کی کتابونمین تو ایسی چیزونکا نام ہی عیسیٰ رکھا گیا ہے جو سخت مکروہ ہین۔ چنانچہ برہان قاطع مین حرف عین مین لکھا ہی کہ عیسیٰ دہقان کنایہ شراب انگوری سے ہی اور عیسیٰ نوماہہ اس خوشہ انگور کا نام ہی جس سے شراب بنایا جائے اور شراب انگوری کو بہی عیسیٰ نوماہہ کہتے ہین۔

اب غضب کی بات ہی کہ مولوی لوگ شراب کا نام تو عیسیٰ رکھین اور تالیفات مین سب جہابا اسکا ذکر کرین اور ایک پلید چیز کی ایک پاک کے ساتھ اسمی مشارکت جائز قرار دین اور جس شخص کو اللہ جل شانہ اپنی قدرت اور فضل خاص سے دجالیت موجودہ کے مقابل عیسیٰ کے نام سے موسوم کرے وہ انکی نظر مین کافر ہو۔

(میان گلاب شاہ مجذوب کی پیشگوئی جیسا کہ میاں کریم بخش
نے قسم کھا کر بیان کی ہے یہان لکھی جاتی ہے)

کریم بخش جمالپوری کی طرف سے للٰہی ہمدردی کی غرض سے مسلمانونکی آگاہی کیلئے ایک سچی گواہی کا اظہار

تمام مسلمان بھائیون پر واضح ہو کہ اسوقت مین محض اپنے بھائیونکی خیر خواہی اور ہمدردی کے لئے اُس اپنی سچی شہادت کو جسکا ذکر مینے ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۰۰ مین پہلے اس سے لکھایا تھا بہ تفصیل تمام **میرزا غلام احمد صاحب** قادیانی کی نسبت ظاہر کرنا چاہتا ہون تا لوگونکو میری طرف سے خاص طور پر اطلاع ہو جائے اور تا ادائے شہادت کے فرض سے مجھکو سبکدوشی حاصل ہو اور قبل اسکے کہ مین اُس شہادت کو بیان کرون اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ یہ میری شہادت بالکل صحیح اور ہر ایک شک اور شبہ سے بالکل منزہ ہے اگر اس شہادت کی بیان کرنیمین جو ذیل مین بیان کرونگا کچھ میری طرف سے افترا ہے یا کچھ کم و بیش مینے اسمین کر دیا ہے تو خدا تعالی اسی جہان مین میرے پر عذاب نازل کرے۔ مین خوب سمجھتا ہون کہ اگر مین خلاف واقعہ بیان کرونگا اور خدا تعالی پر افترا باندھونگا تو جہنم کے سرگروہون مین داخل کیا جاونگا اور خدا تعالی کا غضب اور اس کی لعنت دنیا اور آخرت مین میرے پر وارد ہوگی۔ مینے اس گواہی کو جو ابھی بیان کرون گا۔ بہت ضبط سے یاد رکھا ہے اور نہ مینے بلکہ خدا تعالی نے یاد رکھنے مین مجھکو مدد دی ہے تا ایک گواہی جو میرے پاس تھی اپنے وقت پر ادا ہو جائے ہر چند کہ مین ابتدا سے خوب جانتا ہون کہ اس گواہی کے ادا کرنیسے مین اپنی عزیز قوم کو سخت ناراض کرونگا اور

وہ کفر جو علما کے دعوت خانہ سے تقسیم ہو رہا ہے اسکا ایک وافر حصہ مجھکو بھی ملیگا اور اپنے بھائیونکی میل ملاقات سے ترک کیا جاونگا اور سب و شتم اور لعن و طعن کا نشانہ ہونگا لیکن ساتھ اسکے مجھے اس بات پر بھی یقین کلی ہے کہ اگر اس دینی گواہی کو اس پر فتنہ وقت مین پوشیدہ رکھونگا تو اپنے رب کریم کو ناراض کر دونگا اور کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو جاونگا اور اس جلتی ہوئی آگ مین ڈالا جاونگا جسکا کچھ انتہا نہین - سو مینے دونون طور کے نقصانون کو جانچا آخر یہ نقصان مجھکو خفیف اور ہیچ معلوم ہوا کہ میری سچی گواہی کی وجہ سے میری برادری کے معزز لوگ مجھکو چھوڑ دینگے یا مین مولویون کے فتوون مین کافر کر کے لکھا جاؤنگا - اب مین بڈھا ہون اور قریب موت کمال بدنصیبی ہوگی کہ اس عمر تک پہنچکر پھر مین غیر اللہ سے ڈرون مجھکو اس کفر اور معصیت سے خوف آتا ہے جو خدا تعالی کے نزدیک ہے اور مین جہنم کی آگ کی کسی طرح برداشت نہین کر سکتا - پھر مین کیون چار دن کی زندگی کے لئے مولویون یا برادری کی خاطر روز حشر مین اپنا مونہہ سیاہ کرون خدا تعالی مجھے ایمان پر موت دے مین کبھی جھوٹ نہین بولونگا اگر وہ راضی ہو تو ہر دنیا کی ہر ایک رسوائی درحقیقت ایک عزت ہے اور ہر ایک درد ایک لذت - بھائیونکی جدائی سے بھی اپنے اللہ کی راہ مین مجھے اندیشہ نہین میری اب آخری عمر ہے - بہت سے عزیزنکو موت نے مجھسے جدا کر دیا اور مین بھی جلد اس مسافر خانہ سے سفر کر کے باقیماندہ عزیزونسے جدا ہونیوالا ہون پھر اگر خدا تعالی کے لئے اور اسکی راہ مین اور اسکی راضی کرنے کے لئے جدائی ہو تو زہے قسمت کہ ایسا ثواب مجھکو حاصل ہو - بھائیو یقینا سمجھو کہ اگر یہ گواہی میرے پاس نہ ہوتی اور اس وقت سے تیس ۳۰ یا اکتیس ۳۱ برس پہلے اگر ایک ربانی مجذوب میرے پر یہ راز نہ کھولتا کہ آنیوالا عیسی موعود کون ہے تو آج مین بھی اپنے بھائیونکی طرح مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک اشد مخالف ہوتا اگرچہ مین قتل بھی کیا جاتا تاہم بالکل غیر ممکن اور محال تھا کہ مین مرزا صاحب کو مسیح موعود قبول کر کے اپنے اس محکم عقیدہ کو چھوڑ دیتا جسکو مین اپنے خیال مین اہلسنت والجماعت کا مذہب اور سلف صالح کا اعتقاد اور اپنے علما کا عقیدہ مسلمہ سمجھتا تہا - لیکن یہ خدا تعالی کی

میرے حق میں ایک رحمت تھی جو اسنے اس واقعہ سے تیس برس پہلے ایک باخدا مرد اور بیابان کے پھرنے والے ایک مجذوب کی زبان سے وہ باتیں میرے کانوں تک پہنچا دیں جو اب میرے لئے ایک عظیم الشان نشان ہوگئیں اور ان پیشگوئیوں نے میرے دلکو مرزا صاحب کی سچائی پر ایسا قائم کر دیا کہ اگر اب کوئی ٹکڑہ ٹکڑہ بھی کرے تو مجھے اس راہ میں اپنی جان کی بھی کچھ پرواہ نہیں جیسے روز روشن جب نکلتا ہے تو کسی کو اسمیں کچھ شک نہیں رہتا ایسا ہی مجھپر ثابت ہوگیا ہے کہ میرزا غلام احمد قادیانی **وہی** مسیح موعود ہیں جنکے آنیکا وعدہ تھا جنکا کتابوں میں عیسیٰ نام رکھا گیا ہے۔ اور میرا دل اس یقین سے بھرا ہوا ہے کہ عیسیٰ نبی علیہ السلام مرگیا اور پھر نہیں آئیگا۔ جنکے آنیکی رسول کریم نے بشارت دی تھی وہ یہی امام ہے جو اسی امت سے پیدا ہوا۔ سو میں نے چاہا کہ اس سچائی کو اوروں پر بھی ظاہر کر دوں اور ناواقف لوگوں کو حق پر قائم کرنیکے لئے مدد دوں اور خدا میرے دلکو دیکھ رہا ہے کہ میں سچا ہوں اور اگر میں سچا نہیں تو خدا میرے پر تباہی ڈالے۔ پس اے بھائیو ڈرو اور ناحق کی بدظنی سے اپنے بھائی کی گواہی رد مت کرو کہ وہ دن ہم سب کے لئے قریب ہے جس سے ہم کسی طرف بھاگ نہیں سکتے۔ وہ گواہی جو میرے پاس ہے یہ ہے کہ میرے گاؤں جمالپور میں جو ضلع لودہیانہ میں واقع ہے ایک بزرگ مجذوب باخدا آدمی تھے جنکا نام **گلاب شاہ** تھا میں انکی صحبت میں اکثر رہتا اور اُنسے فیض حاصل کرتا تھا اور اگرچہ میں مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوا تھا اور مسلمان کہلاتا تھا لیکن میں اس امر کے اظہار سے رہ نہیں سکتا کہ درحقیقت انہوں نے ہی مجھے طریق اسلام سکھلایا اور توحید کی صاف اور پاک راہ پر میرا قدم جمایا۔ اُس بزرگ درویش نے ایک دفعہ میرے پاس بیان کیا کہ عیسیٰ جوان ہوگیا ہے اور لودہیانہ میں آویگا اور قرآن کی غلطیاں نکالیگا اور فیصلہ قرآن کے ساتھ کریگا اور پھر فرمایا کہ فیصلہ قرآن پر کریگا اور مولوی انکار کرینگے اور پھر فرمایا کہ مولوی لوگ سخت انکار کرینگے میں نے اُن سے پوچھا کہ قرآن تو خدا تعالیٰ کا کلام ہے کیا اسمیں بھی غلطیاں ہیں انہوں نے جواب دیا کہ تفسیروں پر تفسیریں ہوگئیں اور شاعری زبان پھیل گئی اسلئے غلطیاں پڑگئیں

(یعنی مبالغہ پر مبالغہ کر کے حقیقتونکو چھپایا گیا جیسے شاعر چھپاتے ہین) عیسی جب آئیگا
تو ان سب غلطیونکو نکالیگا اور فیصلہ قرآنسے کریگا پہر کہا کہ فیصلہ قرآن پر کریگا اسپر مینے
کہا کہ مولوی تو قرآن کے وارث ہین وہ کیون انکار کرینگے تب انہون نے جواب
دیا کہ مولوی سخت انکار کرینگے پہر مینے باتکو دُہرا کر کہا کہ مولوی کیون انکار کرینگے وہ تو
وارث قرآن ہین اسپر وہ بہت طیش مین آکر اور ناراض ہوکر بولے کہ تو دیکھے گا کہ اس
وقت مولویونکا کیا حال ہوگا وہ سخت انکار کرینگے۔ پہر مینے انسے پوچھا کہ عیسی اجوان
تو ہو گیا مگر وہ کہان ہے انھون نے کہا کہ بیچ قادیان کے (یعنی قادیان مین) تب
مینے کہا کہ قادیان تو لدہیانہ سے تین کوس کے فاصلہ پر ہے اُسجگہ عیسی کہان ہین
اسوقت انہون نے اسکا کچھہ جواب نہ دیا مگر دوسرے وقت مین انہون نے
اسبا تکا جواب دیدیا جسکو بباعث امتداد مدت کے مین پہلے لکہا نہ سکا اب یاد آیا
کہ آخر مین کئی دفعہ انھون نے فرمایا کہ وہ قادیان بٹالہ کے پاس ہے اسجگہ عیسی
ہے اور جب انہون نے یہ فرمایا تہا کہ عیسی قادیان مین ہے اور اب جوان
ہو گیا تو مینے انکار کی راہ سے اُنکو کہا کہ عیسی مریم کا بیٹا تو آسمان پر زندہ موجود
ہے اور خانہ کعبہ پر اتریگا یہ کون عیسیٰ ہی جو قادیان مین ہے اور جوان ہو گیا اس کے
جواب مین وہ بڑی نرمی اور سلوک کے ساتھہ بولے اور فرمایا کہ وہ عیسیٰ بیٹا مریم
کا جو نبی تہا مر گیا ہے وہ پہر نہین آئیگا اور مینے اچھی طرح تحقیق کیا ہی کہ عیسیٰ
بیٹا مریم کا مر گیا ہے وہ پہر نہین آئیگا۔ اللہ نے مجہے بادشاہ کہا ہی مین سچ
کہتا ہون جہوٹھ نہین کہتا۔ پہر انہون نے تین مرتبہ خود بخود کہا کہ وہ عیسیٰ جو
آنیوالا ہے اسکا نام **غلام احمد** ہے اور مینے اگرچہ بہت سی پیشگوئیان
گلاب شاہ کی پوری ہوتی دیکہین تہین لیکن اس پیشگوئی کے باب مین کہ آنیوالا
عیسیٰ قادیان مین ہے اور اسکا نام غلام احمد ہی ہمیشہ مین گلاب شاہ کا مخالف ہی
رہا جبتک کہ اسکو پورے ہوتے دیکھہ لیا اور اگرچہ مین انکو بزرگ اور باخدا
جانتا تہا مگر مین اس پیشگوئی کو بوجہ اسکے کہ وہ جیسا کہ مین خیال کرتا تہا اہلسنت

واجماعت کے عقیدہ کے مخالف تہی کسی طرح سے قبول نہین کرسکتا تہا اسلئے
پہلے دن جب مینے انکے منہ سے یہ بات سنی تو بڑے جوش وخروش سے
مینے انکا جواب دیا لیکن بہر مینے بلحاظ ادب ظاہری تکرار چہوڑدیا اور دل مین
مخالف رہا کیونکہ اور بہائیون کی طرح بڑی مضبوطی سے میرا یہ اعتقاد تہا کہ عیسیٰ
آسمانسے اتریگا اور زندہ آسمانپر بیٹہا ہے مرا نہین ہے اور اہنون نے مجہے یہ بہی کہا
تہا کہ جب عیسیٰ لدہانہ مین آئیگا تو ایک سخت کال پڑیگا جیسا کہ مینے بچشم خود دیکہہ لیا
کہ جب اس دعوی کے بعد مرزا صاحب لدہانہ مین آئے تو حقیقت مین سخت کال
لودہانہ مین پڑا۔ غرض اس بزرگ نے قریبًا تیس یا اکتیس برس پہلے مجہکو وہ خبرین
دین جو آج ظہور مین آئین اور مینے اپنی آنکہونسے دیکہہ لیا کہ وہ سب باتین پوری
ہوگئین جو گلاب شاہ نے آج سے تیس یا اکتیس برس پہلے مجہکو کہی تہین۔
مین اسبات کا لکہنا بہی ضروری سمجہتا ہون کہ مجہے بارہا اور بتکرار اسبات کا مشاہدہ
ہوچکا ہے کہ یہ بزرگ صاحب خوارق وکرامات تہا مینے بچشم خود دیکہا کہ ایکدفعہ
ایک جنگل مین موضع رامپور کے قریب اہنون نے نشان کیا کہ اسجگہ دریا چلیگا
اور دریا چلنے کی کوئی جگہ نہ تہی اسلئے ہمنے انکار کیا۔ مگر ایک مدت کے بعد
اسی جگہ نہر چلی جہان نشان لگایا تہا۔ ایک جگہ معمار ایک کنوان بنا رہے تہے اور طیار
ہوچکا تہا کچہہ تہوڑا باقی تہا۔ گلاب شاہ کی اسپر نظر پڑی کہا ناحق اس کنوین کو بناتے
ہو یہ تو تمام نہین ہوگا اور بظاہر یہ انکی بات خلاف عقل تہی کیونکہ کنوان تو بن چکا
تہا کچہہ تہوڑا سا باقی تہا مگر انکا کہنا سچ ہوگیا اور اسی اثنا مین وہ کنوان نیچے بیٹہہ گیا
اور اسکا نشان نہ رہا۔ ایک دفعہ اہنون نے علی بخش نام ایک شخص کو بلایا کہ کوٹہہ
پر سے جہان وہ بیٹہا تہا دوسری طرف چلا آ۔ اور علی بخش اس کوٹہہ پر سے الگ
ہونیمے سستی کرتا تہا آخر اہنون نے جہڑک کر اسکو کوٹہہ پر سے اٹہا لیا۔ بس اسیدم
جو علی بخش کوٹہہ پر سے الگ ہوا کوٹہہ بیک دفعہ گر پڑا ایک دفعہ مجہے پوچہنے
لگے کہ کیا تیرے باپکا ایک دانت بہی ٹوٹا ہوا تہا مینے کہا کہ ہان تب اہنون نے

فرمایا کہ وہ بہشت مین داخل ہوگیا - میرا باپ مدت سے فوت ہوچکا تھا اور انکو اسکے دانت کی
کچھہ بہی خبر نہین تہی کیونکہ وہ اس زمانہ کے بعد ہمارے گاؤن مین آئے تہی سو دانت ٹوٹنے
کی خبر انہون نے الہام کے رو سے دی اور عالم کشف سے اسکے بہشتی ہونیکی بہی
بشارت دی - یہ بہی بیان کے لائق ہے کہ گلاب شاہ ایک مرد باخدا پاک مذہب
موحد تہا اور مجذوب ہونیکی حالت مین توحید کا چشمہ انکی زبان پر جاری تہا مینے دین
اسلام کی راہ اور توحید کا طریقہ انہین سے سیکہا اور انہین کی تعلیم کے موافق ذکر
الہی کرتا رہا یہانتک کہ تھوڑے دنونمین میرا قلب جاری ہوگیا اور عبادت کی لذت
آنے لگی اور ایسا ہوگیا کہ جیسا ایک مرا ہوا زندہ ہوجاتا ہی اور سچی خوابین آنے لگین
جو خواب دیکھتا وہ پوری ہوجاتی اور الہامات صحیح مجھکو ہونے لگے یہ سب کچھہ انکی
توجہ کی برکت تہی وہ بارہا فرمایا کرتے تہی کہ ہر ایک برکت اللہ اور رسول کی پیروی
مین ہے اور چار مذہب اور چار سلسلے جو لوگون نے مقرر کر رکہے ہین انکو در
اصل کچھہ چیز نہین سمجھنا چاہیے اور ہمیشہ اور ہر حال مین اپنا مدعا یہ رکہنا چاہیے کہ واقعی طور
پر اللہ اور رسول کی پیروی ہوجاتی جو بات اللہ اور رسول سے ثابت نہ ہو وہ صحیح نہین ہے
گو اسکا کوئی قائل ہو اور فرمایا کرتے تہی کہ جیسے ایک شاگرد کہے کہ مین اپنے ہی استاد
کا کہا مانونگا نہ کسی اور کا یہی چار مذہب کے ان مقلدونکی مثال ہے جو اتباع نبوی سے
اپنے ائمہ کی متابعت مقدم سمجھتے ہین حق خالص پر وہ لوگ ہین جو قرآن اور حدیث
پر غور کرتے ہین اور کلام اللہ سے سچائی کو ڈھونڈتے ہین اور پھر اسپر عمل کرتے ہین
چار مذہب کا خواہ نخواہ فرسودہ شدہ اکا مخالف بنکر بہی پیرو بنجانا یا چار سلسلون مین
ہی خدا تعالی کے فیض کو محدود سمجھنا دینداروںکا کام نہین یہ دین نہین ہی بلکہ نفسانی
باتین ہین - دین وہی ہے جو قرآن لایا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سکہلایا مینے ایک
دفعہ کہا کہ آپکا مرید بننا چاہتا ہون اجازت دین تا مٹھائی لاؤن فرمایا کہ کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے مٹھائی منگوایا کرتے تہے - ہر ایک نعمت محبت
سے حاصل ہوتی ہے - بارہا مجذوبانہ حالتمین کہتے کہ معین الدین چشتی اور قطب الدین

بختیار کاکی درویش تہے اور مین بادشاہ ہون۔ اور امرا سے سخت نفرت رکہتے اور غریبونسے محبت
اور پیار سے پیش آتے اور اپنے رہنے کیلئے کوئی مکان نہین بنایا تہا آزاد طبیعت تہی جہان چاہتے رہتے
اور بیمارونکا علاج کرتے اور کسی سے ہرگز سوال نہ کرتے اور محبت الٰہی سے بہری ہوئی تہی۔

انکی تاثیر صحبت سے جو مجہکو نعمتین ملین انمین سے ایک بڑی نعمت مین یہ سمجہتا ہون
کہ اسوقت مین جو بڑے بڑے علما ٹہوکر کہا کر منہ کے بل گر پڑے مجہکو خدا تعالٰی نے مرزا صاحب
کی نسبت ٹہوکر کہانیسے بچا لیا یہ استقامت میری قوت سے ظہور مین نہین آئی یہ اس پیشگوئی
کا اثر ہے جو ایک عمر پہلے اس زمانہ سے سن چکا ہون انہون نے مجہکو فرمایا تہا کہ تو دیکہے گا
کہ جب عیسی آئیگا اسوقت مولویونکا کیا حال ہوگا۔ اس کلمہ مین انہون نے میری طول عمر کی طرف
بہی اشارہ کیا تہا جس سے یہ مطلب تہا کہ تیس برس تک تیری زندگی وفا کریگی مین اسوقت تک زندہ
نہین رہونگا مگر تو رہیگا اور انکی فیض صحبت سے جسقدر مجہکو رویا صالحہ آئین انکو اسجگہ مین مفصل لکہہ
نہین سکتا مین اکثر مولویون سے تعلقات محبت و اخلاص رکہتا اور انکی ہمدردی کرتا۔ ایکدفعہ فرمانے
لگے کہ ان مولویونکا حال بہی دیکہا کچہہ عرصہ کے بعد خواب مین مجہکو بعض مولوی نظر آئے جنکے کپڑے
نہایت چرکین اور بدن نہایت میلے تہے اور حالت ذلیل اور خوار تہی اور وہ اسی شہر لدہیانہ کے تہے
جنکو مین جانتا ہون جو ابتک زندہ ہین اور جن علما کی صحبت سے وہ مجہکو منع نہین کرتے تہے بلکہ
کہتے تہے کہ انکی صحبت مین رہو انکی اچہے حالات مجہپر خواب مین کہلتے تہے۔ چنانچہ مولوی محمد شاہ
صاحب والد بزرگوار مولوی محمد حسن صاحب رئیس اعظم لودیانہ کی خدمت مین میرا آنا جانا بہت تہا وہ ایک
دفعہ مجہکو خواب مین نظر آئے۔ کیا دیکہتا ہون کہ وہ ایک جماعت مین بیٹہے ہین اور لباس انکا نہایت
سفید ہے اور بہت عمدہ اور خوبصورت ہے اور جسقدر انکی محفل ہے تمام محفل کے لوگ سفیدپوش
ہین اسوقت میرے دلمین ڈالا گیا کہ مولوی محمد شاہ صاحب دین اور شریعت پر استقامت
رکہتے ہین اسلئے یہ لباس نظر آتا ہے۔ ایکدفعہ مجہکو یہ خواب آیا کہ کوئی شخص مجہکو کہتا ہے کہ تجہے ستر
ایمان بخشے گئے ہین۔ یہ خواب مینے مولوی محمد شاہ صاحب موصوف کے پاس بیان کیا تو
آپ نے فرمایا کہ ایمان تو ایک ہی ہوتا ہے مگر یہ کمال ایمان کی طرف اشارہ ہے اور ستر کے عدد سے
قوت ایمان اور خاتمہ بالخیر کا ظاہر کرنا مقصود ہے۔ سو الحمدللہ کہ اس طوفان کے وقت مین مینے

حق کو پہچان لیا۔ اور خدا یتعالی نے بچالیا۔

مین خوب جانتا ہون کہ یہ تمام برکات گلاب شاہ صاحب کی صحبت کی ہین وہ فرمایا کرتے تہے کہ اگر میری صحبت مین رہنے سے کسیکو کچہہ بہی فائدہ نہ ہو تو یہ فائدہ تو ضرور ہوگا کہ اسکی عبادت مین حلاوت و قبولیت پیدا ہوگی یعنی خطرہ سلب ایمان سے بچ جائیگا۔ سو خدا یتعالی نے اس فتنہ کے زمانہ مین مجہے ٹھوکر سے محفوظ رکہا۔ اور مرزا صاحب کی سچائی پر میری دلکو قائم کردیا بالاخر یہ بہی واضح رہے کہ اگرچہ مینے اللہ جل شانہ کی قسم کہاکر یہ اشتہار شایع کیا ہی لیکن جیسا کہ مین ازالہ اوہام مین لکہہ چکا ہون میرے چال چلن کے واقف اس نواح مین بہت لوگ ہین وہ خوب جانتے ہین کہ میری زندگی کیسی صلاح اور تقوی سے گذری ہے اور ہمیشہ خدا یتعالی نے مجہکو ناپاک طریقون جہوٹہہ اور افترا سے محفوظ رکہا ہی اور شہر لودیانہ کے سرگروہ موحدین حضرت مولوی محمد حسن صاحب جنکے دادا صاحب کے وقت سے مین اس خاندان کے ساتہہ تعلق محبت وارادت رکہتا ہون اور ہم قومی کا شرف بہی مجہکو حاصل ہے وہ میرے حال سے خوب واقف ہین وہ باوجود اختلاف رائے کے پہر بہی میری لئے قرآن شریف اٹہاکر قسم کہا سکتے ہین کہ کریم بخش یعنی یہ عاجز ہمیشہ نیکنامی اور دینداری کے ساتہہ عمر بسر کرتا رہا ہی اور دروغ و افترا جو بدمعاشون اور اوباشونکا کام ہی کبہی اس سے ظہور مین نہین آیا اور اگر میرے مخدوم مولوی محمد شاہ صاحب آج زندہ ہوتے تو وہ بہی میرے صلاح اور تقوی کی گواہی دیتے۔ علاوہ اسکے ایک دانا سوچ سکتا ہے کہ مجہے مرزا صاحب کی معاملہ مین ناحق کا جہوٹ بولنے اور افترا کرنے سے بجز لعنت خلق و خالق اور کیا حاصل تہا۔ ایک عظیم الشان خاندان اسلام سے میرا قدیمی تعلق دوستی و برادری ہی یعنی خاندان مولوی محمد حسن صاحب رئیس لودیانہ۔ پس جبکہ التیمن مولوی صاحب مرزا صاحب سے کنارا کر گئے اور ایک جہان انکو کافر کہنے لگا تو مجہے کیا حاصل تہا کہ مین مرزا صاحب کی طرف رجوع کر کے اپنا دین بہی برباد کرتا اور اپنی دنیا بہی اور اپنے معزز بہائیونکو چہوڑتا اور اپنی قوم سے بہی علیحدہ ہوتا سو جس چیز نے مجہے مرزا صاحب کی طرف رجوع کیا اور خلقت کے لعن و طعن کو سینے

اپنے پرگوارا کرلیا اور اپنے قدیم مخدوم کو ناراض کیا وہ مرزا صاحب کی سچائی ہے
جو گلاب شاہ کی پیشگوئی سے مجھپر کھل گئی اور پھر مین کہتا ہون کہ میرے چال چلن
کی حضرت مولوی محمد حسن صاحب سے قسم دیگر تفتیش کرنی چاہیے میرے خیال مین وہ
متقیونکی اولاد اور نجیب و شریف اور اہل علم اور باکمال مردونکی ذریت ہین وہ میرے
حال سے واقف اور مین انکی خاندانی شرافت اور نجابت سے واقف ہون اور
انکے والد بزرگوار کے وقت سے میری انسے ملاقات ہے یہ سب مینے محض للہ لکھا ہے
کیونکہ گمراہی کی ایک آگ بھڑک رہی ہے۔ اگر ایک شخص بھی میری اس گواہی سے
راہ راست پر آجاوے تو انشاء اللہ مجھے اسکا اجر ملیگا۔ مین بڈھا ہوگیا اور اب موت
کے دن بہت قریب ہین۔ کیا تعجب کہ رب کریم نکتہ نواز اس نیک مرد کی
طرح جسکا اسنے ذکر خیر اپنی پاک کلام مین لکھا ہے۔ وشھد شاھدٌ من بنی اسرائیل
میرے پر صرف اسقدر عمل صالح سے فضل کردیوے اور وہ غفور رحیم ہے۔ اب مین
جو کہنا تھا کہہ چکا اور اس اشتہار کو ختم کرتا ہون۔ گر نیاید بگوش رغبت کس بر رسولان بلاغ باشد و بس

بٹالوی صاحب کا جھوٹی رسالہ آسمانی فیصلہ پر جرح اور اسکا جواب اور نیز آسمانی نشانونکی پیش کرنیسے اتمام حجت

شیخ بٹالوی نے جو رسالہ جواب فیصلہ آسمانی مین لکھا ہے اسکے صفحہ ۲۷ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ وغیرہ مین
بہت کچھ ہاتھ پیر مارے ہین تا کسی طرح لوگونکی نظر مین ہماری اس درخواست مقابلہ کو جو حقیقی
ایمانکی آزمایش کے لئے میان نذیر حسین دہلوی اور انکے ہم خیال لوگونکی خدمتمین پیش کیگئی تھی خلاف
انصاف ثابت کرکے دکھلاوین مگر ہر ایک باخبر اور منصف مزاج سمجھ سکتا ہے کہ انہون نے
بجائے اسبات کے کہ ہماری حجت کو اپنے اور اپنے شیخ دہلوی کے سر پر سے دور کرسکتے اور

ہی زیادہ اپنی تحریرسے اسبات کو ثابت کر دیا کہ انکو سچائی کی طرف قدم مارنا اور اپنے شیطانی اوہام سے نجات پاجانا کسی طرح منظور ہی نہین - تمام لوگ جانتے ہین اور شیخ جی کے کفرنامہ کو پڑھکر ہر ایک شخص معلوم کر سکتا ہی کہ ان حضرت اور نذیر حسین نے بڑے اصرار اور قطع اور یقین سے اس عاجز کی نسبت کفر اور بے ایمانی کا فتوی لکھا ہی اور دجال اور ضال اور کافر نام رکھا ہی - ان الزامات کی نسبت اگرچہ مینے بار بار بیان کیا اور اپنی کتابونکا مطلب سنایا کہ کوئی کلمہ کفر امین نہین ہے نہ مجھی دعوی نبوت وخروج از امت اور نہ مین منکر معجزات اور ملائک اور نہ لیلۃ القدر سے انکاری ہون اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونیکا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہون اور اسبات پر محکم ایمان رکھتا ہون کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہین اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہین آئیگا نیا ہو یا پرانا ہو اور قرآن کریم کا ایک شعشہ یا نقطہ منسوخ نہین ہوگا ہان **محدث** آئینگے جو اللہ جلشانہ سے ہمکلام ہوتے ہین اور نبوت تامہ کے بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہین اور بلحاظ بعض وجوہ شان نبوت کے رنگ سے رنگین کئے جاتے ہین اور انہین سے مین ایک ہون لیکن ان بزرگون نے میرے ان بیانات کو نہ سمجھا خاصکر نذیر حسین پر بہت افسوس ہے جسنے پیرانہ سالی مین اپنے تمام معلومات کو خاک مین ملا دیا - غرض مینے جب دیکھا کہ یہ لوگ قرآن اور حدیث کو چھوڑتے ہین اور کلام الہی کے الٹے معنی کرتے ہین تب مینے ان سے بکلی ناامید ہوکر خدا تعالی سے آسمانی فیصلہ کی درخواست کی اور جیسا کہ خدا تعالی نے میرے پر القا کیا وہ صورت فیصلہ کی لئے مینے پیش کردی اگر ان لوگونکے دل مین انصاف اور حق طلبی ہوتی تو اسکے قبول کرنے مین توقف نہ کرتے یہ درخواست کسقدر فضول ہے کہ ایکسال کے عرصہ کو جو ایک الہامی امر ہے خود بخود بدلا دیا جائے اور ایک یا دو ہفتہ بجائے اسکے مقرر کئے جائین - یہ لوگ نہین جانتے کہ یہ میعاد منجانب اللہ ہی اور انسان تو اپنے اختیار سے کبھی جرأت ہی نہین کر سکتا کہ خوارق کے دکھلانے کیلئے کوئی میعاد مقرر کر سکے انبیاء نے بھی ایسا نہین کیا اور اگر کوئی میعاد اپنی طرف سے مقرر

کی تو عتاب ہوا تو پہر کیونکر ایکسال ایک ہفتہ سے بدل سکتا ہی - مین سوچ مین ہون
کہان لوگونکے دعاوی علم اور معرفت کہان گئی - کیا یہ نہین جانتے کہ میعادونکا مقرر کرنا انسان
کا کام نہیں اگر انمین سے کسی ملہم کو دو ہفتہ مین کرامت دکہلانیکا الہام ہوگیا ہی تو بہت اچہا
وہی اپنی کرامت ظاہر کرے مین اسکو قبول کرونگا - اور اگر مین اسکے مقابلہ سے عاجز رہا
تو وہ سچے ٹہیرینگے - لیکن یاد رہے کہ یہ تمام دروغگوئی اور فضول گوئی ہی اصل بات یہ ہے
کہ خدایتعالی نے انکی دلونکو سخت کر دیا اور انکی آنکہونپر پردے ڈالدیے ہین اسلیے وہ نہ
دیکہہ سکتے ہین اور نہ سمجہہ سکتے ہین - منصفو! سوچو کہ جو شخص ملہم ہوتا ہی کیا وہ اپنی طرف سے
کچہہ کہہ سکتا ہی پہر کیونکر مین اس میعاد کو بدل سکتا ہون جسپر خدایتعالی نے مجہکو انکے
مقابل پر اطلاع دی - ہان اگر وہ خود بدل دے تو اسکا اختیار ہی انسان کا اختیار نہین اور نہ
اسپر کسی کا حکم ہی - **طلبگار باید صبور و حمول** - اگر انمین سچی طلب ہی اور جہنم کا
خوف ہی تو ایکسال کیا دور ہی اور نیز اسجگہ ایکسال سے مراد یہ نہین کہ سال کے تمام دن
پورے ہو جائین بلکہ خدایتعالی اپنے فضل و کرم سے اس میعاد کے اندر ہی فیصلہ کر دیگا
اور قادر ہے کہ ابہی دو ہفتہ بہی نہ گذرین اور نشان ظاہر ہو - مینے مقابلہ کیلئے اسلئے لکہا
تہا کہ یہ لوگ نذیر حسین اور بٹالوی وغیرہ اس عاجز کو کہلی کہلی طور پر کافر اور مردود اور ملعون
اور دجال اور ضال لکہتے ہین - یہانتک کہ انکے نزدیک میرے پر اعتقاد رکہنے والا بہی کافر
ہو جاتا ہی تو پہر اس صورت مین ضرور تہا کہ ایمانی نشانونکی آزمایش ہو اسمین کچہہ شک نہین کہ مومنون
کو خدایتعالی خاص نشانونسے ممتاز کر دیتا ہی چنانچہ وہ ان آسمانی نشانونکی رو سے اپنے
غیر سے خواہ وہ کافر ہو یا منافق یا فاسق امتیاز کلی پیدا کر لیتے ہین سو اسکی طرف ان لوگونکو بلایا
گیا تہا تا معلوم ہو جاوے کہ عند اللہ کون مومن اور کون مورد سخط و غضب الہی ہی اگر
ان حضرات کو اپنے ایمان پر کچہہ بہروسا ہوتا تو مقابلہ سے فرار نہ کرتے لیکن آجتک کسی
نے میدان مین آکر مقابل کا نام ہی نہین لیا اور اخیر عذر یہ پیش کیا کہ آپ دکہلا دین ہم قبول
کرینگے اور اسکے ساتہہ ہی یہ شرطین لگا دین کہ تب قبول کرینگے کہ جب آسمان سے من و سلوی
نازل ہو یا کوئی مجذوم اچہا ہو جائے یا ایک کانے کو دوسری آنکہہ ملجائے یا لکڑی کا

سانپ بنجائے یا جلتی آگ مین کود پڑین اور بچ جائین دیکھو صفحہ ۵۰ جواب فیصلہ آسمانی۔
ان تمام واہیات باتونکا جواب یہ ہے کہ خدا تعالی ان سب باتونپر قادر ہے اور اسکے علاوہ بیشمار اور نشانونپر بھی قادر ہے۔ مگر اپنی مصلحت اور مرضی کے موافق کام کرتا ہے پہلے کفار نے بھی سوال کیا تھا۔ فلیاتنا بایۃ کما ارسل الاولون یعنی اگر یہ نبی سچا ہے تو موسے وغیرہ انبیا بنی اسرائیل کے نشانونکے مانند نشان دکھادے اور مشرکین نے یہ بھی کہا کہ ہمارے مردے ہمارے لئے زندہ کردے یا آسمانپر ہمارے روبرو چڑھ جاوے اور کتاب لاوے جسکو ہم ہاتھ مین لیکر دیکھ لین وغیرہ وغیرہ مگر خدا تعالی نے محکو موسی کی طرح انکی پیروی نہین کی اور وہی نشان دکھلائے جو اسکی مرضی تھی یہانتک کہ بعض دفعہ نشان طلب کرنیوالونکو یہ بھی کہا گیا کہ کیا تمہارے لئے قرآنکا نشان کافی نہین۔ اور یہ جواب نہایت پرحکمت تھا کیونکہ ہر ایک عقلمند سمجھتا ہے کہ نشان دو قسم کے ہوتے ہین ایک وہ کہ انمین اور سحر و مکر و دست بازی وغیرہ مین تفرقہ و تمیز کرنا نہایت مشکل بلکہ محال ہوتا ہے اور دوسرے وہ نشان ہین جو ان مغشوش کاموسے بکلی تمیز رکھتے ہین اور کوئی شائبہ یا شبہ سحر یا مکر یا دست بازی اور حیلہ گری کا انمین نہین پایا جاتا سو اسی دوسری قسم مین سے قرآن کریم کا معجزہ ہے جو بکلی روشن اور ہر ایک پہلو اور ہر ایک طور سے لعل تاباں کی طرح چمک رہا ہے۔ لکڑی کا سانپ بنانا کوئی ممیز نشان نہین ہے حضرت موسی نے بھی سانپ بنایا اور ساحرون نے بھی اور اب بھی بنائے جاتے ہین مگر آجتک معلوم نہین ہوا کہ سحر کے سانپ اور معجزہ کے سانپ مین مابہ الامتیاز کیا ہے۔ اسیطرح سلب امراض مین عمل الترب مین مشق کرنیوالے خواہ وہ عیسائی ہین یا ہندو یا یہودی یا مسلمان یا دہریہ اکثر کمال رکھتے ہین اور البتہ بعض اوقات جذام وغیرہ امراض مزمنہ کو بمشیت الہی اسی عمل کی تاثیر سے دور کر دیتے ہین سو صرف شفا امراض پر حصر رکھنا ایک دہوکہ ہے جبتک اسکے ساتھ پیشگوئی شامل نہ ہو اسیطرح آجکل بعض تماشا کرنیوالے آگ مین بھی کودتے ہین اور اسکے اثر سے بچ جاتے ہین سو کیا اس قسم کے تماشون سے کوئی حقیقت ثابت ہو سکتی ہے۔ من سلوی کا تماشہ شاید آپنے کبھی دیکھا نہین ایک ایک پیسہ لیکر کشمش وغیرہ برسا دیتے ہین اگر آپ آجکل کے یورپ کی تماشا گیرونکو

دیکھین جو ایک مخفی فریب کی راہ سے سر کاٹکر ہی پیوند کر دیتے ہین تو شاید آپ انکے
دست بیع ہو جائین ۔ مجھے یاد ہی کہ جالندہر کے مقام مین ایک شعبدہ باز تہا جب علی
نام نے جو آخر توبہ کر کے اس عاجز کے سلسلہ بیعت مین داخل ہو گیا میری مکان پر
ایک مجلس مین شعبدہ دکہلایا ۔ تب آپ جیسے ایک بزرگ بول اٹھے کہ یہ تو صریح کرامت
ہی ۔ حضرت ایسے کامونسے ہرگز حقیقت نہین کھلتی بلکہ اس زمانہ مین تو اور بہی شک
پڑتا ہے ۔ بہتیرے ایسے تماشا کرنیوالے اور طلسم دکہلانیوالے پہرتے ہین کہ اگر آپ
انکو دیکہین تو کراماتی نام رکہین لیکن کوئی عقلمند جسکی آجکل کے شعبدونپر نظر محیط ہو
ایسے کامونکا نام نشان ہرگز نہین رکہہ سکتا ۔ مثلاً اگر کوئی شخص ایک کاغذ کے پرچہ
کو اپنی بغل مین پوشیدہ کر کے پہر سجائی کاغذ کے اسمین سے کبوتر نکالکر دکہلاوے
تو پہر آپ جیسا کوئی آدمی اگر اسکو صاحب کرامات کہی تو کہی مگر ایک عقلمند جو ایسی لوگونکے
فریبوں سے بخوبی واقف ہی ہرگز اسکا نام کرامت نہین رکہیگا بلکہ اسکو فریب اور دست
بازی قرار دیگا اسیوجہ سے قرآن کریم اور توریت مین سچے نبی کی شناخت کیلئے
یہ علامتین قرار نہین دین کہ وہ آگ سے بازی کرے یا لکڑی کے سانپ بناوے
یا اسی قسم کے اور کرتب دکہلاوے بلکہ یہ علامت قرار دی کہ اسکی پیشگوئیان وقوع
مین آجائین یا اسکی تصدیق کیلئے پیشگوئی ہو کیونکہ استجابت دعا کیساتہہ اگر حسب
مراد کوئی امر غیب خدا تعالی کسی پر ظاہر کرے اور وہ پورا ہو جائے تو بلاشبہ اسکی قبولیت
پر ایک دلیل ہوگی اور یہ کہنا کہ نجومی یا رمال اسمین شریک ہین یہ سراسر خیانت اور مخالف
تعلیم قرآن ہی کیونکہ اللہ جل شانہ فرماتا ہی ۔ ولا یظہر علی غیبہ احدا الا من
ارتضی من رسول * پس جبکہ خدا تعالی نے امور غیبیہ کو اپنے مرسلین کی ایک علامت
خاصہ قرار دی ہی ۔ چنانچہ دوسری جگہ بہی فرمایا ہی وان یک صادقا یصبکم بعض
الذی یعدکم ** تو پہر پیشگوئیکو استخفاف کی نظر سے دیکھنا اور لکڑیکا سانپ

* خدا تعالی بجز ان لوگونکے جنکو وہ ہدایت خلق کیلئے بہیجتا ہی کسی دوسرے کو اپنے غیب پر مطلع نہین کرتا ۔

** اگر یہ رسول سچا ہی تو اسکی بعض پیشگوئیان جو تمہارے حق مین ہین پوری ہونگی یعنی پیشگوئیکا پورا ہونا سچائی کی نشانی ہے

بنانیکے لئے درخواست کرنا نہیں مولویوں کا کام ہے جنہوں نے قرآن کریم میں خوض کرنا چھوڑ دیا اور نیز زمانہ کی ہوا سے بے خبر ہیں۔

بہرحال چونکہ میری طرف سے آسمانی فیصلہ میں ایمانی مقابلہ کے لئے درخواست ہے تو پھر مقابلہ سے دستکش ہو کر خاص مجھ سے نشانوں کے لئے استدعا کرنا اس صورت میں میاں نذیر حسین اور بٹالوی صاحب کا حق پہونچتا ہے کہ جب حسب تحریر میری اول اس بات کا اقرار شایع کریں کہ ہم لوگ صرف نام کے مسلمان ہیں اور دراصل ایمانی انوار و علامات ہم میں موجود نہیں کیونکہ یکطرفہ نشانوں کے دکھلانے کے لئے بغرض کسر شکنی انکی یہی شرط آسمانی فیصلہ میں قرار دی ہے اور نیز ظاہر بھی ہے کہ ان لوگوں کو بجائے خود مومن کامل اور شیخ الکل اور امام ہونیکا دعویٰ ہے اور مجھ کو ایمان سے خالی اور بے نصیب سمجھتے ہیں تو پھر بجز مقابلہ کے اور کونسی صورت فیصلہ کی ہے ہاں اگر اپنے ایمانی کمالات کے دعوی سے دست بردار ہو جائیں تو پھر یکطرفہ ثبوت ہمارے ذمہ ہے۔ اس بات کا جواب میاں نذیر حسین اور بٹالوی صاحب کے ذمہ ہے کہ وہ باوجود دعوی مومن کامل بلکہ شیخ الکل ہونیکے کیوں ایسے شخص کے مقابلہ سے بھاگتے ہیں جو انکی نظر میں کافر بلکہ سب کافروں سے بدتر ہے اور کس بناء پر یکطرفہ نشان مانگتے ہیں۔ اگر فیصلہ آسمانی کے جواب میں یہ درخواست ہے تو حسب منشاء اس رسالہ کی درخواست ہونی چاہیے یعنی اگر اپنی ایمانداری کا کچھ دعویٰ ہے تو مقابلہ کرنا چاہیے جیسا کہ آسمانی فیصلہ میں یہی شرط درج ہے ورنہ صاف اس بات کا اقرار کر کے کہ ہم حقیقی ایمان سے خالی ہیں یکطرفہ نشانیکی درخواست کریں۔

بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ یہ دونوں پیشگوئیاں میاں گلاب شاہ اور نعمت اللہ ولی کی اس عاجز کے حق میں حسب منشا قرآن کریم کے نشان صریح ہیں جن میں کسی دستبازی اور مکر اور فریب کی گنجائش نہیں۔ اب اگر کوئی صوفی پردہ نشین جو پردہ سے نکلنا نہیں چاہتا بقول بٹالوی صاحب اور میر عباس علی صاحب لودہیانوی کے بالمقابل نشان دکھلانیکو طیار ہے تو وہ بھی ایسی ہی دو پیشگوئیاں ان ہی ثبوتوں کے ساتھ اپنے حق میں کسی گذشتہ ولی کی طرف سے پیش کرے۔ ہم خدا تعالی کی قسم یاد کر کے وعدہ کرتے ہیں

کہ اگر یہ ثابت ہو جائیگا کہ وہ بھی ایسے ہی نشان اور اسی درجہ ثبوت پر اور ایسی عظمت کے ساتھ
باعتبار اپنے بعد زمانہ کے پائے گئے ہیں تو ہم سزا سے موت اٹھانیکے لیے بھی طیار ہیں۔ اور
اس عاجز کی اپنی گذشتہ پیشگوئیاں **تین ہزار** کے قریب ہیں جو اکثر استجابت دعا کی
بعد ظہور میں آئی ہیں انمیں سے **دلیپ سنگھ** کے رد کیے جانیکی پیشگوئی
ہے یعنی یہ کہ وہ اپنے قصد ارادہ پنجاب سے ناکام رہیگا۔ یہ پیشگوئی اجمالی طور پر اشتہار
میں چھپ چکی ہے اور صدہا آدمیوں کو زبانی سنائی گئی۔ اسیطرح پنڈت **دیانند** کے
فوت ہونیکی نسبت پیشگوئی اور شیخ **مہر علی** صاحب رئیس کے ابتلا اور پھر رہائی کی
نسبت پیشگوئی۔ **بٹالوی** صاحب کی مخالف ہو جانیکی نسبت پیشگوئی وغیرہ پیش
گوئیاں جنکا مفصل ذکر موجب طول ہے۔ اگر فریق مخالف کی مولویوں میں کچھ ایمان ہے
تو ان پیشگوئیوں کے بارے میں بھی ایک جلسہ مقرر کر کے اول ہم سے ثبوت لیں اور پھر اسکے
موافق اپنی طرف سے پیشگوئیوں کا ثبوت دیں اور اگر بباعث اپنی تہی دستی کے ان دونوں
طور دن مقابلہ سے عاجز آجائیں تو یہ بھی اختیار ہے کہ ایکسال کی مہلت پر آیندہ کی لئے
آزمایش کرلیں کسی بڑے جھگڑے کی ضرورت نہیں ہر ایک پیشگوئی جو کسی دعا کی
قبولیت سے ظاہر ہو کسی اخبار میں بقید اسکے وقت ظہور کے چھپوا دیں اور اس طرف
سے بھی یہی کارروائی ہو سال گذرنے کی بعد خود معلوم ہو جائیگا کہ کون موید من اللہ
اور کون مخذول اور مردود ہے۔ اگر یہ بھی نہ کریں تو سب لوگ یاد رکھیں کہ ان
ملاؤں کا ارادہ صرف حق پوشی اور بخل اور تعصب ہے۔ حق جوئی سے کچھ غرض نہیں
اگر انکو سمجھ ہو تو ایک بڑا نشان یہ بھی ہے کہ یہ لوگ دن رات اس نور الہی کی بجھانے
کے لئے کوشش کر رہے ہیں اور ہر قسم کے مکر عمل میں لا رہے ہیں اور لوگوں کو بھکا رہے ہیں
اور ناخنوں تک حق کے مٹانیکے لیے زور لگا رہے ہیں کفر کے فتوے لکھ رہے ہیں
اور آزار دہی کے تمام منصوبے گھڑ رہے ہیں یہانتک کہ بٹالوی صاحب نے
لوگوں کو برانگیختہ کیا ہے کہ گورنمنٹ کی سامنے جا کر **سیاپا** کریں غرض کوئی دقیقہ
مکر اور فریب اور سعی اور کوشش کا اٹھا نہیں رکھا اور ایک جہان اپنے ساتھ کرلیا ہے

اور جیسا کہ بہنے شاولی صاحب کو ان تمام واقعات سے پہلے اس الہام کی خبر دی تہی کہ مین اکیلا ہون اور خدا میرے ساتہہ ہے - اب وہی صورت پیدا ہورہی ہے لوگون نے یہانتک دشمنی کی ہے کہ رشتہ ناطہ کو چہوڑ دیا ہے - باوجود ان تمام کارسازیونکے جو کمال کو پہونچ گئی ہین بالآخر **ہم فتح پاجائین** تو اس سے بڑہکر اور کیا نشان ہوگا -

اور اگر کسی کی آنکہین ہون تو اس عاجز پر جو کچہہ عنایات اللہ جل شانہ کی وارد ہورہی ہین وہ سب نشان ہی ہیں - دیکہہ خدا تعالی قرآن کریم مین صاف فرماتا ہے کہ جو میرے پر افترا کرے اس سے بڑھکر کوئی ظالم نہین اور مین جلد مفتری کو پکڑتا ہون اور اسکو مہلت نہین دیتا - لیکن اس عاجز کے دعوی **مجدد** اور **مثیل مسیح** ہونے اور دعوی ہمکلام الہی ہونے پر اب بفضلہ تعالی گیارہوان برس جاتا ہے کیا یہ نشان نہین ہے اگر خدا تعالی کی طرف سے یہ کاروبار نہ ہوتا تو کیونکر عشرہ کاملہ تک جو ایک حصہ عمر کا ہی ٹہر سکتا تہا - پہر مین کہتا ہون کہ کیا یہ نشان نہین ہے کہ الہامی پیشگوئیونکے بالمقابل آزمایش کے لئے کوئی اس عاجز کے سامنے نہین آسکتا اور اگر آوے تو خدا تعالی اسکو سخت ذلیل کرے ایسا ہی صدہا تائیدات الہیہ شامل حال ہورہی ہین - مین حضرت قدس کا باغ ہون جو مجہے کاٹنے کا ارادہ کریگا وہ خود کاٹا جائیگا مخالف روسیاہ ہوگا اور منکر شرمسار یہ سب نشان ہین مگر انکے لئے جو دیکہہ سکتے ہین -

اے سخت اسیر بدگمانی | وے بستہ کمر بہ بدزبانی
سوزم کہ چسان شوی مسلمان | واین طرفہ کہ کافرم بخوانی

تبلیغ روحانی

لہم البشری فی الحیوۃ الدنیا

اگر خود آدمی کاہل نباشد در تلاش حق | خدا خود راہ بنماید طلبگار حقیقت را

یہ بات قرآن کریم اور احادیث نبوی سے ثابت ہے کہ مومن رویا صالحہ مبشرہ دیکہتا ہے اور اسکے لئے دکہائی بہی جاتی ہین - بالخصوص جبکہ مومن لوگونکی نظر مین مطرود اور مخذول اور طعون اور مردود اورکافر اور دجال بلکہ اکفر اور شر البریہ ہو - اس کوفت اور شکست خاطر کے وقت

مین جو کچھ مکالمات پراز لطف و احسان خدایتعالی کی طرف سے مومن کے ساتھ واقع ہوتے ہین اُس کو کون جانتا ہے۔

رحمت خالق کہ ہمرزا ولیا ست ہست پنہان زیر لعنت ہائے خلق

یہ عاجز خدایتعالی کے احسانات کا تذکرہ نہین کرسکتا کہ اس تکفیر کے وقت بین کہ ہر ایک طرف سے اس زمانہ کے علما کی آوازین آرہی ہین کہ **لست مومنا** اللہ جل شانہ کی طرف سے یہ ندا ہے۔ **قل انی امرت وانا اول المومنین**

ایک طرف حضرات مولوی صاحبان کہہ رہے ہین کہ کسی طرح اس شخص کی بیخکنی کرو اور ایک طرف الہام ہوتا ہے **یتربصون علیک الدوائر علیہم دائرۃ السوء** اور ایک طرف وہ کوشش کر رہے ہین کہ اس شخص کو سخت ذلیل اور رسوا کرین اور ایک طرف خدا وعدہ کر رہا ہے **انی مھین من اراد اھانتک اللہ اجرک۔ اللہ یعطیک جلالک** اور ایک طرف مولوی لوگ فتوے پر فتوے لکھ رہے ہین کہ اس شخص کی ہم عقیدگی اور پیروی سے انسان کافر ہو جاتا ہے اور ایک طرف خدایتعالی اپنے اس الہام پر متواتر زور دے رہا ہے **قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ**۔ غرض یہ تمام مولوی صاحبان خدایتعالی سے لڑ رہے ہین۔ اب دیکھیے کہ فتح کسکی ہوتی ہے۔

بالآخر واضح ہو کہ اسوقت میرا مدعا اس تحریر سے یہ ہے کہ بعض صاحبون نے پنجاب اور ہندوستان سے اکثر خوابین متعلق زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نیز الہامات بھی اس عاجز کے بارہ مین لکھ کر بھیجی ہین جنکا مضمون قریباً اور اکثر یہی ہوتا ہے کہ ہمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا ہے اور یا بذریعہ الہام کے خدایتعالی کی طرف سے معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص یعنی یہ عاجز خدایتعالی کی طرف سے ہے اسکو قبول کرو۔ چنانچہ بعض نے ایسی خوابین ہی بیان کین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہایت غضب کی حالت مین نظر آئے اور معلوم ہوا کہ گویا آنحضرت روضہ مقدسہ سے باہر تشریف رکھتے ہین اور فرماتے ہین کہ تمام ایسے لوگ جو اس شخص یعنی اس عاجز کو عمداً ستا رہے ہین قریب ہے جو انپر **غضب الٰہی**

نازل ہو۔ اول اول اس عاجز نے ان خوابوں کی طرف التفات نہین کی مگر اب مین دیکھتا ہون کہ کثرت سے دنیا مین یہ سلسلہ شروع ہو گیا یہانتک کہ بعض لوگ محض خوابون کے ہی ذریعہ سے عناد اور کینہ کو ترک کر کے کامل مخلصین مین داخل ہو گئے اور اسی بنا پر اپنے مالوں سے امداد کرنے لگے سو مجھے اسوقت یاد آیا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ مین یہ الہام درج ہے جسکو دس برس کا عرصہ گذر گیا اور وہ یہ ہے۔ **ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء**۔ یعنی ایسے لوگ تیری مدد کرینگے جنپر ہم آسمان سے وحی نازل کرینگے سو وہ وقت آگیا۔ اسلئے میرے نزدیک قرین مصلحت ہے کہ جب ایک معقول اندازہ ان خوابون اور الہامونکا ہو جائے تو انکو ایک رسالہ مستقلہ کی صورت مین طبع کر کے شایع کیا جائے۔ کیونکہ یہ بھی ایک شہادت آسمانی اور نعمت الٰہی ہے اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ **واما بنعمۃ ربک فحدث**

لیکن پہلے اس سے ضروری طور پر یہ اطلاع دیجاتی ہے کہ آیندہ ہر ایک صاحب جو کوئی خواب یا الہام اس عاجز کی نسبت دیکھکر بذریعہ خط اُس سے مطلع کرتا چاہین تو انپر واجب ہے کہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر اپنے خط کے ذریعہ سے اسباتکو ظاہر کرین کہ ہمنے واقعی اور یقینی طور پر یہ خواب دیکھی ہے اور اگر ہمنے کچھہ اسمین ملایا ہے تو ہمپر اسی دنیا اور آخرت مین لعنت اور عذاب الٰہی نازل ہو اور جو صاحب پہلے قسم کھا کر اپنی خوابین بیان کر چکے ہین اُنکو دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہین مگر وہ تمام صاحب جنہون نے خوابین یا الہامات تو لکھہ کر بھیجے تھے لیکن وہ بیانات انکے موکد بقسم نہین تھے انپر واجب ہے کہ پھر دوبارہ ان خوابون یا الہاماتکو قسم کے ساتھہ موکد کر کے ارسال فرماوین اور یاد رہے کہ بغیر قسم کے کوئی خواب یا الہام یا کشف کسی کا نہین لکھا جاویگا۔ اور قسم بھی اس طرز کی چاہیئے جو ہمنے ابھی بیان کی ہے۔

اس جگہ یہ بھی بطور تبلیغ کے لکھتا ہون کہ حق کے طالب جو مواخذہ الٰہی سے ڈرتے ہین وہ بلا تحقیق اس زمانہ کی مولویونکے پیچھے نہ چلین اور آخری زمانہ کی مولویون سے جیسا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے **ڈرایا ہے** ویسا ہی ڈرتے رہین

اور انکے فتوون کو دیکھکر حیران نہ ہوجاوین کیونکہ یہ فتوی کوئی نئی بات نہین اور اگر اس عاجز پر شک ہو اور وہ دعوی اجو اس عاجز نے کیا ہی اسکی صحت کی نسبت دل مین شبہ ہو تو مین ایک آسان صورت رفع شک کی بتلاتا ہون جس سے ایک طالب صادق انشاءاللہ مطمئن ہوسکتا ہی اور وہ یہ ہی کہ اول توبہ نصوح کرکے رات کے وقت دو رکعت نماز پڑھین جسکی پہلی رکعت مین سورہ **لیسین** اور دوسری رکعت مین اکیس مرتبہ سورۃ **اخلاص** ہو اور پھر بعد اسکے تین سو مرتبہ **درود شریف** اور تین سو مرتبہ **استغفار** پڑھکر خدا تعالی سے یہ دعا کرین کہ اے قادر کریم تو پوشیدہ حالاتکو جانتا ہی اور ہم نہین جانتے اور مقبول اور مردود اور مفتری اور صادق تیری نظر سے پوشیدہ نہین رہ سکتا۔ پس ہم عاجزی سے تیری جناب مین التجا کرتے ہین کہ اس شخص کا تیرے نزدیک جو مسیح موعود اور مہدی اور مجدد الوقت ہونیکا دعوی کرتا ہی کیا حال ہی۔ کیا صادق ہے یا کاذب اور مقبول ہی یا مردود۔ اپنے فضل سے یہ حال رویا یا کشف یا الہام سے ہمپر ظاہر فرما تا اگر مردود ہی تو اسکے قبول کرنیسے ہم گمراہ نہ ہون اور اگر مقبول ہے اور تیری طرفسے ہی تو اسکے انکار اور اسکی اہانت سے ہم ہلاک نہ ہوجائین۔ ہمین ہر ایک قسم کے فتنہ سے بچا کہ ہر ایک قوت تجھکو ہی ہے۔ آمین۔ یہ استخارہ کم سے کم دو ہفتے کرین لیکن اپنے نفس سے خالی ہوکر۔ کیونکہ جو شخص پہلے ہی بغض سے بھرا ہوا ہی اور بدظنی اسپر غالب آگئی ہی اگر وہ خواب مین اس شخص کا حال دریافت کرنا چاہے جسکو وہ بہت ہی برا جانتا ہی تو شیطان آتا ہی اور موافق اس ظلمت کے جو اسکے دل مین ہی اور پر ظلمت خیالات اپنی طرفسے اسکے دل مین ڈال دیتا ہی۔ پس اسکا پچھلا حال پہلے سے بھی بدتر ہوتا ہی۔ سو اگر تو خدا تعالی سے کوئی خبر دریافت کرنا چاہے تو اپنے سینہ کو بکلی بغض اور عناد سے دھو ڈال اور اپنے تئین بکلی خالی النفس کرکے اور دونون پہلوؤن بغض اور محبت سے الگ ہوکر اس سے ہدایت کی روشنی مانگ کہ وہ ضرور اپنے وعدہ کے موافق اپنی طرفسے روشنی نازل کریگا جسپر نفسانی اوہام کا کوئی دخان نہین ہوگا۔ سو

اسی حق کے طالبوں مولویوں کی باتوں سے فتنہ میں مت پڑو اٹھو اور کچھ مجاہدہ کر کے
اس قوی اور قدیر اور علیم اور ہادی مطلق سے مدد چاہو اور دیکھو کہ اب میں نے یہ
روحانی تبلیغ بھی کر دی ہے آئندہ تمہیں اختیار ہے والسلام علی من اتبع الھدی۔ المبلّغ غلام احمد عفی عنہ

شیخ بٹالوی صاحب کے فتوی تکفیر کی کیفیت

اس فتوی کو میں نے اول سے آخر تک دیکھا۔ جن الزامات کی بنا پر یہ فتوی لکھا
ہے انشاء اللہ بہت جلد ان الزامات کے غلط اور خلاف واقعہ ہونے کے بارے میں
ایک رسالہ اس عاجز کی طرف سے شائع ہونے والا ہے جس کا نام **دافع الوساوس** ہے
با ایں ہمہ مجھکو ان لوگوں کے لعن وطعن پر کچھ افسوس نہیں اور نہ کچھ اندیشہ بلکہ میں خوش
ہوں کہ میاں نذیر حسین اور شیخ بٹالوی اور انکے اتباع نے مجھکو کافر اور مردود اور
ملعون اور دجال اور ضال اور بے ایمان اور جہنمی اور اکفر کہہ کر اپنے دل کے وہ بخارات
نکال لئے جو دیانت اور امانت اور تقوی کے التزام سے ہرگز نہیں نکل سکتے تھے
اور جسقدر میری اتمام حجت اور میری سچائی کی تلخی سے ان حضرات کو زخم پر زخم پہونچا۔
اس صدمہ عظیمہ کا غم غلط کرنیکے لئے کوئی اور طریق بھی تو نہیں تھا بجز اسکے کہ لعنتوں پر
آجاتے مجھے اس بات کو سوچکر بھی خوشی ہے کہ جو کچھ یہودیوں کے فقیہوں اور مولویوں نے
آخر کار حضرت مسیح علیہ السلام کو تحفہ دیا تھا وہ بھی تو یہی لعنتیں اور تکفیر تھی جیسا کہ اہل
کتاب کی تاریخ اور ہر چہار انجیل سے ظاہر ہے تو پھر مجھے مثیل مسیح ہونے کی حالت میں
ان لعنتوں کی آوازیں سنکر بہت ہی خوش ہونا چاہیے کیونکہ جیسا کہ خدا تعالی نے
مجھکو حقیقت دجالیہ کے ہلاک اور فانی کرنیکے لئے حقیقت عیسویہ سے متصف کیا
ایسا ہی اسنے اس حقیقت کے متعلق جو جو لوازم و آفات تھے انسے بھی خالی نہ رکھا
لیکن اگر کچھ افسوس ہے تو صرف یہ کہ بٹالوی صاحب کو اس فتوی کے طیار
کرنے میں یہودیوں کے فقیہوں سے بھی زیادہ خیانت کرنی پڑی اور وہ خیانت تین قسم کی

ہے اول یہ کہ بعض لوگ جو مولویت اور فتوی دینے کا منصب نہین رکھتے وہ صرف مکفرین کی تعداد بڑھانیکے لئے مفتی قرار دیئے گئے دوسری یہ کہ بعض ایسے لوگ جو علم سے خالی اور علانیہ فسق و فجور بلکہ نہایت بدکاریوں مین مبتلا تھے وہ بڑے عالم متشرع متصور ہو کر انکی مہرین لگائی گئین تیسرے ایسے لوگ جو علم اور دیانت رکھتے ہین مگر واقعی طور پر اس فتوی پر انہون نے مہر نہین لگائی بلکہ بٹالوی صاحب نے سراسر چالاکی اور افترا سے خود بخود انکا نام اسمین جڑ دیا۔ ان تینون قسم کے لوگونکے بارہ مین ہمارے پاس تحریری ثبوت ہین۔ اگر بٹالوی صاحب یا کسی اور صاحب کو اسمین شک ہو تو وہ لاہور مین ایک جلسہ منعقد کر کے ہم سے ثبوت مانگین۔ تا سیہ روی شود ہر کہ دروغش باشد۔ یون تو تکفیر کوئی نئی بات نہین ان مولویونکا آبائی طریق یہی چلا آتا ہے کہ یہ لوگ ایک باریک بات سنکر فی الفور اپنے کپڑون سے باہر ہو جاتے ہین اور چونکہ خدا تعالی نے یہ عقل انکو دی ہی نہین کہ باتکی تہ تک پہونچین اور اسرار غامضہ کی گہری حقیقت کو دریافت کر سکین اسلئے اپنی نافہمی کی حالت مین تکفیر کی طرف دوڑتے ہین اور اولیاء کرام مین سے ایک بھی ایسا نہین کہ انکی تکفیر سے باہر رہا ہو یہانتک کہ اپنے مونہہ سے کہتے ہین کہ جب مہدی موعود آئیگا تو اسکی بھی مولوی لوگ تکفیر کرینگے اور ایسا ہی حضرت عیسی جب اترینگے تو انکی بھی تکفیر ہوگی۔ ان باتونکا جواب یہی ہے کہ اے حضرات آپ لوگوں سے خدا کی پناہ اور سبحانہ خود اپنے برگزیدہ بندونکو آپ لوگونکی شر سے بچاتا آیا ہے ورنہ آپ لوگون نے تو ڈائن کی طرح امت محمدیہ کے تمام اولیاء کرام کو کھا جانا چاہا تھا اور اپنی بدزبانی سے نہ پہلونکو چھوڑا نہ پچھلونکو۔ اور اب اپنے ہاتھہ سے ان نشانیونکو پوری کر رہے ہین جو آپ ہی بتلا رہے ہین۔ تعجب کہ یہ لوگ آپسمین بھی تو نیک ظن نہین رکھتے۔ تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ موحدین کی بیدینی پر مدار الحق مین شاید تین سو کے قریب مہر لگی تھی پھر جبکہ تکفیر ایسی سستی ہے تو پھر انکی تکفیر و نسے کوئی کیونکر ڈرے مگر

افسوس تو یہ ہی کہ میان نذیر حسین اور شیخ بٹالوی نے اس تکفیر مین جعلسازی سے بہت کام لیا ہی اور طرح طرح کے افترا کر کے اپنی عاقبت درست کر لی ہے اس مختصر رسالہ مین ہم مفصل ان خیانتونکا ذکر نہین کر سکتے جو شیخ بٹالوی نے حسب منشاء شیخ دہلوی اپنے کفر نامہ مین کام مین لاکر اپنا نامۂ اعمال درست کیا ہے ۔ صرف بطور نمونہ **ایک مولوی صاحب کا خط** معہ اُن کی چند اشعار کے ذیل مین لکہا جاتا ہی اور وہ یہ ہے ۔

بحضور فیض گنجور حضرت مجدد وقت مسیح الزمان مہدی دوران حضرت مرزا غلام احمد صاحب دام برکاتہ

پس از سلام سنت الاسلام گذارش حال اینکہ ۔ غریب نواز پٹیالہ سے حضور کے تشریف لیجانے کے بعد سکنائے بلدہ نے مجھکو نہایت تنگ کیا یہانتک کہ مساجد مین نماز ادا کرنیسے بند کیا گیا مینے اپنے بعض دوستونکو ناحق کا الزام دور کرنیکے لئے یہ لکہدیا کہ میرا عقیدہ اہلسنت والجماعت کی موافق ہی اور انکار ختم نبوت اور وجود ملائکہ و معجزات انبیا و لیلۃ القدر وغیرہ موجب کفر و الحاد سمجہتا ہون ۔ وہی تحریر میری مولوی محمد حسین مہتمم اشاعۃ السنہ نے لیکر اپنے **کفر نامہ** مین جو آپکے لئے تیار کیا تہا درج کر دی مینے خبر پاکر مولوی محمد حسین صاحب کی خدمتمین خط لکہا کہ جو میری طرف سے فتوی تکفیر پر عبارت لکہی گئی ہے وہ کاٹ دینی چاہیے کیونکہ مین حضرت مرزا صاحب کے مکفر کو خود کافر و ملحد سمجہتا ہون ۔ مولوی صاحب نے اسکا کوئی جواب نہین بہیجا پیچہے سے مجہے معلوم ہوا کہ انہون نے میرا نام مکفرین کے زمرہ مین چہاپ کر شایع کر دیا ۔ سو میرے فتوی کی یہ حقیقت ہی ۔ یہ نالائق حضور سے بیعت ہو چکا ہی لہذا اس عاجز کو اپنی جماعت سے خارج تصور نفرماوین ۔ مین اس ناکردہ گناہ سے خداوند تعالی کی درگاہ مین توبہ کرتا ہون اور حضور سے معافی مانگتا ہون اور چند ابیات محبت اور عقیدت کے جوش سے مینے حضور کے بارہ مین تالیف کئی ہین وہ بہی ذیل مین تحریر

کرتا ہون اور امیدوار ہون کہ میری یہ تمام تحریر معہ اشعار کے طبع کراکر شایع کردی جاوے۔

اشعار یہ ہین

موجب کفرست تکفیر تو ای کان کرم — واین ہواہیر و فتاوے رہزن راہ ارم

آرزو دارم کہ جان و مال قربانت کنم — این تمناییم برآرد کارساز قادرم

چون بتابیم رو ز تو حاشا و کلا این کجا — من فداے روئی توای رہبر دین پرورم

دین مردہ را بقالب جان درآمد از دمت — چون ازین انفاس اعراضی کنم ای مہترم

من کجا و این طور بدعہدی و بیراہی کجا — خادمم تا زندہ ہستم واز دل و جان چاکرم

حملہ ہا کردند این غولان راہ حق بہ من — راہ زدندی گر نبودی لطف یزدان رہبرم

این یہودی سیرتان قدر ترا نشناختند — چون نبی ناصری نفرین شنیدی لاجرم

ہر کہ تکفیرت کند کافر ہمان ساعت شود — حق نگہدارد مرا زین زمرہ نامحترم

برمن اعمی ببخش ای حضرت مہر منیر — گر خطا دیدی ازان بگذر کہ من مستغفرم

تا روانم ہست در تن از دل و جانم غلام — لطف فرما کز تذلل بر در تو حاضرم

نور ماہ دین احمد بر وجودت شد تمام — آمدی در چاردہ اے بدر تام و انورم

حسب تبشیر نبی بر وقت خود کردی ظہور — السلام ای رحمت ذات جلیل و اکبرم

مشکلات دین حق بر دست تو آسان شوند — میکنی تجدید دین از فضل رب ذو الکرم

از رہ منت درونم را مسلمان کردہ — گر نباشم جان نثار آستانت کافرم

راقم خاکسار مولوی حافظ عظیم بخش پٹیالوی - ۴ ر مئی ۱۸۹۲ء

اشتہار

جو فتوی بحق امامنا مجددنا مسیحنا و مسیح الدنیا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ـــ محمد حسین بٹالوی اڈیٹر اشاعۃ السنہ نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ مین شایع کیا ہی۔ اسکی علماء پٹیالہ کی فہرست مین میرے بعض احباب نے میرے ہمنام مولوی عبد اللہ پٹیالوی کے نام کو میرا نام خیال کیا ہی

اور بعض نے دریافت کیلئے میرے نام عنایت نامہ جات بھی ارسال فرمائے ہیں۔ ایڈیٹر اشاعۃ السنہ نے ناظرین کو اور بھی شبہ میں ڈالا کہ اس نام پر یہ نوٹ ایزاد کیا کہ "یہ مولوی صاحب بھی میرزا صاحب کے پہلے معتقد ہیں" ۔ لہذا مین جمیع احبابکو اطلاع دیتا ہون کہ مولوی عبداللہ پٹیالوی اور شخص ہین اور وہ کبھی پہلے بھی مرزا صاحب کے معتقد نہ تھے اور نہ ہین۔ باقی رہا نیازمند سو مین اسی طرح اس فدائی قوم وکشتہ اسلام کا معتقد و نیازمند ہون ۔ المشتہر خاکسار

محمد عبداللہ خان دوم مدرس عربی مہندر کالج پٹیالہ۔ ۴ ذیقعد ۱۳۰۹ھ

ضروری گذارش

ان باہمت دوستونکی خدمت مین جو کسیقدر امداد امور دینی کیلئے مقدرت رکھتے ہین

ایمردان بکوشید و برائے حق بجوشید

اگرچہ پہلے ہی سے میرے مخلص احباب للہی خدمت مین اسقدر مصروف ہین کہ مین شکر ادا نہین کرسکتا اور دعا کرتا ہون کہ خداوند کریم انکو ان تمام خدمات کا دونون جہانون مین زیادہ سے زیادہ اجر بخشے۔ لیکن اسوقت خاص طور پر توجہ دلانیکے لئے یہ امر پیش آیا ہے کہ آگے تو ہمارے صرف بیرونی مخالف تھے اور فقط بیرونی مخالفت کی ہمین فکر تھی اور اب وہ لوگ بھی جو مسلمان ہونیکا دعوی کرتے ہین بلکہ مولوی اور فقیہ کہلاتے ہین سخت مخالف ہوگئے ہین یہانتک کہ وہ عوام کو ہماری کتابونکے خریدنے بلکہ پڑھنے سے منع کرتے اور روکتے ہین۔ اسلئے ایسی دقتین پیش آگئی ہین جو بظاہر ہیبت ناک معلوم ہوتی ہین۔ لیکن اگر ہماری جماعت سُست نہ ہوجاوے تو عنقریب یہ سب دقتین دور ہوجائیگی اسوقت ہمپر فرض ہوگیا ہے کہ بیرونی اور اندرونی دونون قسم کی خرابیونکی اصلاح کرنیکے لئے بدل و جان کوشش کرین اور اپنی زندگی کو اسی راہ مین **فدا کردین** اور وہ صدق قدم دکھلادین جس سے خدا تعالی جو پوشیدہ بھیدونکو جاننے والا اور سینونکی چھپی ہوئی باتونپر مطلع ہے راضی ہوجائے۔ اسی بنا پر مینے قصد کیا ہے کہ **اب قلم اٹھا کر** پھر اسکو اسوقت تک موقوف نہ رکھا جائے جبتک کہ خدا تعالی اندرونی اور بیرونی مخالفون پر کامل طور پر حجت پوری کرکے حقیقت عیسویہ کی حربہ سے حقیقت دجالیہ

کو پاش پاش کرے۔ لیکن کوئی قصد بجز توفیق و فضل و امداد و رحمت الٰہی انجام پذیر نہیں ہو سکتا اور خدا تعالیٰ کی بشارات پر نظر کر کے جو بارش کی طرح برس رہی ہیں اس عاجز کو بھی امید ہے کہ وہ اپنے اس بندہ کو ضایع نہیں کریگا اور اپنے دین کو اس خطرناک پراگندگی میں نہیں چھوڑیگا جواب اسکے لاحق حال ہے مگر برعایت ظاہری جو طریق مسنون ہے من انصاری الی اللہ بھی کہنا پڑتا ہے۔ سو جہانتک جیسا میں ابھی بیان کر چکا ہوں سلسلہ **تالیفات** کو بلافصل جاری رکھنے کے لئے میرا پختہ ارادہ ہے اور یہ خواہش ہے کہ اس رسالہ کے چھپنے کے بعد جسکا نام نشان آسمانی ہے رسالہ **دافع الوساوس** طبع کرا کر شایع کیا جاوے اور بعد اسکے بلاتوقف رسالہ **حیات النبی و ممات المسیح** جو یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں بھی بھیجا جائیگا شایع ہو اور بعد اسکے بلاتوقف حصہ پنجم **براہین احمدیہ** جسکا دوسرا نام **ضرورت قرآن** رکھا گیا ہے ایک مستقل کتاب کے طور پر چھپنا شروع ہو لیکن میں اس سلسلہ کے قایم رکھنے کے لئے یہ احسن انتظام خیال کرتا ہوں کہ ہر ایک رسالہ جو میری طرف سے شایع ہو میرے ذی مقدرت دوست اسکی خریداری سے مجھکو بدل و جان **مدد دیں** اس طرح پر کہ حسب مقدرت اپنی ایک نسخہ یا بعد نسخے اسکے خرید لیں جن رسائل کی قیمت تین آنہ یا چار آنہ یا اسکے قریب ہو انکو ذی مقدرت احباب اپنی مقدور کے موافق ایک مناسب تعداد تک لے سکتے ہیں اور پھر وہی قیمت دوسرے رسالہ کے طبع میں کام آسکتی ہے۔ اگر میری جماعت میں ایسے احباب ہوں جو انپر بوجہ املاک و اموال و زیورات وغیرہ کے زکوٰۃ فرض ہو تو انکو سمجھنا چاہیئے کہ اسوقت دین اسلام جیسا غریب اور یتیم اور بیکس کوئی بھی نہیں اور زکوٰۃ نہ دینے میں جسقدر تہدید شرع وارد ہے وہ بھی ظاہر ہے اور عنقریب ہے جو منکر زکوٰۃ کافر ہو جائے پس فرض عین ہے جو اسی راہ میں **اعانت اسلام** میں زکوٰۃ دیجائے زکوٰۃ میں کتابیں خریدی جائیں اور مفت تقسیم کیجائیں اور میری تالیفات بجز ان رسائل کے اور بھی ہیں جو نہایت مفید ہیں جیسے رسالہ الکحل القرآن۔ اور اربعین فی علامات المقربین۔ اور سراج منیر اور تفسیر کتاب عزیز۔ لیکن چونکہ کتاب براہین احمدیہ کا کام از بس ضروری ہے اسلئے بشرط فرصت کوشش کیجائیگی کہ یہ رسائل بھی درمیان میں طبع ہو کر شایع ہو جائیں آئندہ ہر ایک امر اللہ جلشانہ کے اختیار میں ہے **یفعل ما یشاء و ھو علیٰ کل شیءٍ قدیر**۔ خاکسار **غلام احمد** از قادیان ضلع گورداسپور ۲۸ مئی ۱۸۹۲ء

ضروری اشتہار

اس عاجز کا ارادہ ہے کہ اشاعت دین اسلام کے لئے ایسا احسن انتظام کیا جائے کہ ممالک ہند میں ہر جگہ ہماری طرف سے واعظ و مناظر مقرر ہوں اور بندگان خدا کو دعوت حق کریں تا حجت اسلام روئے زمین پر پوری ہو لیکن اس ضعف اور قلت جماعت کی حالت میں ابھی یہ ارادہ کامل طور پر انجام پذیر نہیں ہو سکتا۔ بالفعل یہ تجویز کیا ہے کہ حضرت مولوی **محمد احسن** صاحب امروہی جو ایک فاضل جلیل اور امین اور متقی اور محبت اسلام میں بدل و جان فدا شدہ ہیں قبول کریں تو کسیقدر جہاں تک ممکن ہو یہ خدمت انکے سپرد کیجاوے۔ مولوی صاحب موصوف بچوں کی تعلیم اور درس قرآن و حدیث اور وعظ و نصیحت اور مباحثہ اور مناظرہ میں ید طولیٰ رکھتے ہیں نہایت خوشی کی بات ہے اگر وہ اس کام میں لگ جائیں۔ لیکن چونکہ انکو حالت عیالداری میں وجہ معیشت سے چارہ نہیں اسلئے یہ فکر سب سے مقدم ہے کہ مولوی صاحب کے کافی گذارہ کے لئے کوئی احسن تجویز ہو جائے یعنی یہ کہ ہر ایک ذی مقدرت صاحب ہماری جماعت میں سے دائمی طور پر جبتک خدا تعالیٰ چاہے انکے گذارہ کے لئے حسب استطاعت اپنے کوئی چندہ مقرر کریں اور پھر جو کچھ مقرر ہو بلا توقف انکی خدمت میں بھیج دیا کریں۔ دنیا چند روزہ مسافر خانہ ہے۔ آخرت کے لئے نیک کاموں کے ساتھ تیاری کرنی چاہیے مبارک وہ شخص جو ذخیرہ آخرت کے اکٹھا کرنیکے لئے دن رات لگا ہوا ہے۔ اس اشتہار کے پڑھنے پر۔ جو صاحب چندہ کیلئے تیار ہوں وہ اس عاجز کو اطلاع دیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ المشتہر **غلام احمد** از قادیان ۲۶ مئی ۱۸۹۲ء

رسالہ نشان آسمانی کی امداد طبع کیلئے جو مخلص دوستوں کی طرف خط آئے تھے ان کا خلاصہ جواب

خلاصہ خط اخویم مولوی سید **تفضل حسین** صاحب تحصیلدار علیگڈہ ضلع فرخ آباد سلمہ اللہ تعالیٰ

"دو والانامے بندگان عالی شرف ورود لائے باعث عزت ہوئے مجھکو بہت شرم ہے کہ عرصہ سے میں نے کوئی عریضہ حضور میں نہیں بھیجا گرہر وقت یاد بندگان والا میں رہا کرتا ہوں حضور کا نام نامی میرا وظیفہ ہے اور اکثر حضور کی کتب دیکھا کرتا ہوں اور انکو ذریعہ بہتری دارین سمجھتا ہوں۔ پچاس جلد رسالہ نشان آسمانی یا جسقدر حضور خود چاہیں میرے پاس بھجوا دیں میں انکو خرید لونگا اور اپنے دوستوں میں تقسیم کر دونگا مجھے حضور کی کتابوں کی اشاعت سے دلی خوشی پہونچتی ہے اور میرے سب اہل وعیال خوش اور اچھے ہیں اور حضور کو یاد کیا کرتے ہیں۔ عریضہ نیاز کمترین تفضل حسین از علیگڈھ ضلع فرخ آباد ۱۶ اسرجب ۱۳۰۹ھ

مولوی صاحب موصوف چندہ امدادی دیتے ہیں اور امداد کیطور پر اپنی تنخواہ میں سے رقم کثیر دیچکے ہیں۔

خلاصہ خط اخویم **نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ سلمہ اللہ تعالیٰ**

"جناب کا عنایت نامہ پہونچا۔ بندہ رسالہ نشان آسمانی کی دو سو جلد فی الحال خرید کریگا۔ راقم محمد علی خان

نواب صاحب موصوف ابھی تہوڑا عرصہ ہوا کہ پانچسو روپیہ کی کتابیں اس عاجز کی خرید کر کے محض للہ تقسیم کر چکے ہیں۔

خلاصہ خط اخویم حکیم فضل دین صاحب بھیروی سلمہ اللہ تعالیٰ

سات سو جلد رسالہ نشان آسمانی نابکار کے خرچ سے چھپوایا جائے اور فروخت کیا جائے اور اسکی قیمت حضور اپنی مرضی سے جہاں چاہیں خرچ فرماویں بیس روپیہ معہ بقیہ چندہ دو روپیہ محمد صاحب عرب ابھی ارسال خدمت ہیں اور مابعد میں عنقریب ایکسو روپیہ یا اسے دس بیس روپیہ زائد بھیجتا ہوں یا جلد تر خود لیکر باریاب خدمت ہونگا ورنہ منی آرڈر بھیجدونگا۔ (ایکسو روپیہ پہونچگیا)

حکیم صاحب موصوف پہلے بھی تخمیناً سات سو روپیہ امداد کیطور پر دیچکے ہیں۔

خلاصہ خط اخویم حضرت مولوی حکیم نور دین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ معالج ریاست جموں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم مع التسلیم۔ امابعد ایک خاکسار بالکل نابکار اور خاکساری کے ساتھ نہایت ہی شرمسار بحضور حضرت مسیح الزمان عرض پرداز۔ اس بااخلاص اور دلی مرید کا جو کچھ ہے بتمامہ آپ ہی کا ہے زن و فرزند روپیہ آبرو و جان۔

میری یہی سعادت ہے کہ تمام خرچ میرا ہو۔ پھر جسقدر حضور پسند فرماوین۔ برادرم فصیح بھی اسوقت موجود ہین اور کہتے ہین کہ اگر میرے مطبع پنجاب پریس سیالکوٹ مین حضور رسالہ کو طبع فرماوین تو چہارم حصہ قیمت کا منافع رہیگا۔ مولوی حکیم نوردین صاحب اپنے اخلاص اور محبت اور صفت ایثار اور للہ شجاعت اور سخاوت اور ہمدردی اسلام مین عجیب شان رکھتے ہین۔ کثرت مال کے ساتھہ کچھہ قدر قلیل خدایتعالی کی راہ مین دیتے ہوئے تو بہتونکو دیکھا مگر خود بھوکے پیاسے رہکر اپنا عزیز مال رضاے مولا مین اٹھا دینا اور اپنے لئے دنیا مین سے کچھہ نہ بنانا یہ صفت کامل طور پر مولوی صاحب موصوف مین ہی دیکھی یا انمین جنکے دلون پر انکی صحبت کا اثر ہے مولوی صاحب موصوف ابتک تین ہزار روپیہ کے قریب للہ اس عاجز کو دیچکے ہین اور جسقدر انکے مال سے مجھکو مدد پہونچی ہے اسکی نظیر ابتک کوئی میرے پاس نہین۔ اگرچہ یہ طریق دنیا اور معاشرت کی اصولون کے مخالف ہے مگر جو شخص خدایتعالی کی ہستی پر ایمان لاکر اور دین اسلام کو ایک سچا اور منجانب اللہ دین سمجھکر اور با این ہمہ اپنے زمانہ کے امام کو بھی شناخت کرکے اللہ جلشانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی محبت اور عشق مین فانی ہوکر محض اعلاء کلمہ اسلام کے لئے اپنے مال حلال اور طیب کو اس راہ مین فدا کرتا ہے اسکا جو عند اللہ قدر ہو وہ ظاہر ہے اللہ جل شانہ فرماتا ہے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔

خدا سے وہی لوگ کرتے ہین پیار جو سب کچھہ ہی کرتے ہین اسپر نثار
اسی فکر مین رہتے ہین روز و شب کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب
اسے دے چکے مال و جان بار بار ابھی خوف دل مین کہ ہین نابکار
لگاتے ہین دل اپنا اوس پاک سے وہی پاک جاتے ہین اس خاک سے

خدا تعالی اس خصلت اور ہمت کو آدمی اس امت مین زیادہ سے زیادہ کرے آمین ثم آمین۔

چہ خوش بودی اگر ہر یک ز امت نوردین بودے
ہمین بودی اگر ہر دل پر از نور یقین بودے

طبِ روحانی

یہ کتاب حضرت حاجی منشی احمد جان صاحب مرحوم کی تالیفات مین سے ہے - حاجی صاحب موصوف نے اس کتاب مین اُس علم مخفی سلب امراض اور توجہ کو بسوط طور پر بیان کیا ہے جسکو حال کے مشایخ اور پیرزادے اور سجادہ نشین پوشیدہ طور پر اپنے خاص خاص خلیفون کو سکہلایا کرتے تہے اور ایک عظیم الشان کرامت خیال کی جاتی تہی اور جس کی طلب مین اب بہی بعض مولوی صاحبان دور دور کا سفر اختیار کرتے ہین - اس لئے محض لسد عام وخاص کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اس کتاب کو منگوا کر ضرور ہی مطالعہ کرین کہ یہ بہی منجملہ اُن علوم کے ہے جو انبیاء پر فائض ہوئے تہے بلکہ حضرت مسیح کے معجزات تو اسی علم کے سرچشمہ مین سے ہے -

کتاب کی قیمت ایک روپیہ ہے صاحبزادہ افتخار احمد صاحب جو لودہیانہ محلہ جدید مین رہتے ہین - اُن کی خدمت مین خط وکتابت کرنے سے قیمتاً مل سکتی ہے -

---

کتب موجودہ حضرت اقدس مہدی ومسیح موعود علیہ السلام

حصہ چہارم براہین احمدیہ ۸ للعہ + سرمہ چشم آریہ ۱۲ر + شحنہ حق ۶ر + فتح اسلام ۴ر توضیح مرام ۴ر + ازالہ اوہام سے ر + الحق مباحثہ لودیانہ ۱۲ر + الحق مباحثہ دہلی عہ + فیصلہ آسمانی ۲ر نشان آسمانی ۳ر - آئینہ کمالات اسلام معہ تبلیغ عربی معہ ترجمہ فارسی ۶عا - برکات الدعا ۲ر

شہادت القرآن ۶ر - تحفہ بغداد عربی ۲ر - حجۃ الاسلام ار - سچائی کا اظہار ار - جنگ مقدس ۲ر
حمامۃ البشری عربی عہ - نور الحق عربی حصہ اول ۱۲ر - نور الحق عربی حصہ دوم معہ ترجمہ اردو ۶ر
اتمام الحجہ ۳ر - کرامات الصادقین عہ - سر الخلافہ عربی ۸ر - بست بچن و آریہ دہرم دریک جلد عہ
نور القرآن حصہ اول ۱۴ر - نور القرآن حصہ دوم ۸ر - المشتہر محمد سراج الحق از قادیان ضلع گورداسپور

یہ ان علما و فضلا و صوفیہ ہندوستان و پنجاب وغیرہ کے اسماء گرامی ہیں جنہوں

نے حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی دام فیضہ کو مسیح و مہدی موعود اور مجدد
چودہویں صدی تسلیم کیا ہے اور بیعت کی ہے اور حضرت مسیح ابن مریم عیسی علیہ السلام کو متوفی جانکر
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیا بصدق دل مانا ہے - سراج الحق از قادیان
حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب بہیرہ - حضرت مولوی قاضی سید امیر حسین صاحب بہیرہ
حضرت مولوی حکیم فضل الدین صاحب بہیرہ - حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹ - حضرت مولوی ابو یوسف
محمد مبارک علی صاحب ر - حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلم - حضرت مولوی محمد قاری صاحب ر - حضرت
مولوی فضل حق صاحب - ح مولوی خان ملک صاحب کہیوال ضلع جہلم - ح مولوی عبد الرحمن صاحب ر - ح مولوی حبیب شاہ
صاحب خوشاب - ح مولوی فضل الدین صاحب کہاریاں ضلع گجرات - ح مولوی محمد افضل صاحب موضع کملہ - ح مولوی
محمد اکرم صاحب ر - ح مولوی محمد شریف صاحب - ح م قاضی ضیاء الدین صاحب قاضی کوٹ - ح م حافظ احمد الدین
صاحب موضع چک باسر یا - ح مولوی صاحب دین صاحب طہال - ح مولوی شیر محمد صاحب ہجن
ح مولوی قطب الدین صاحب بدوملی - ح مولوی غلام حسن صاحب پشاور - ح مولوی محمد حسین صاحب کپور تھلہ - ح مولوی
نور محمد صاحب مانگٹ - حضرت مولوی غلام حسین لاہور - حضرت مولوی مرزا خدا بخش صاحب اتالیق
نواب محمد علی خان صاحب مالیرکوٹلہ - ح مولوی محمد یوسف صاحب سنور - حضرت مولوی حافظ عظیم بخش
پٹیالہ - ح مولوی محمد صادق صاحب جموں - ح مولوی خلیفہ نور الدین صاحب ر - ح مولوی محمد زماں صاحب
دہنی کہیب - ح مولوی نور احمد صاحب لودہی ننگل - حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی - ح مولوی انوار حسین
خان صاحب رئیس شاہ آباد - حضرت مولوی سید تفضل حسین صاحب - ح مولوی سید محمد عسکری خان صاحب - حضرت مولوی سید
مردان علی صاحب حیدرآباد - ح م سید ظہور علی صاحب - ح م سید محمد السعید طرابلسی الشامی - ح م عبد الحکیم صاحب باقی اسماء کی گنجائش

(حاشیہ، دستی تحریر: [illegible])

الحمد للہ والمنّت

کہ رسالہ تالیف کردہ مجدد دوران مسیح الزمان

مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان موسوم بہ

الہامی　　　الہامی

[illegible]

فتح اسلام

اور

خدا تعالیٰ کے تجلّی خاص کی بشارت اور اس کی پیری کی راہوں اور اس کی تائید کے طریقوں کی طرف دعوت

بار دوم ماہ جولائی ۱۸۹۵ء

باہتمام شیخ نور احمد مالک مطبع ریاض ہند پریس امرتسر

مطبع ضیاء الاسلام قادیاں میں چھپا

قیمت بلا محصول ڈاک ..... ۲ / ۱۰

تعداد جلد ۷۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی

فتح اسلام اور خدا تعالیٰ کے تجلّی خاص کی بشارت اور اُس کی پیروی کی راہوں اور اُسکی تائید کے طریقوں کیطرف دعوت

رَبِّ انفُخْ رُوحَ بَرَکَتِہٖ فِی کَلامِی ھٰذا وَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِنَ النَّاسِ تَھْوِی اِلَیْہِ

اے ناظرین عافاکم اللہ فی الدنیا والدین۔ آج یہ عاجز ایک مدت مدید کے بعد اُس الٰہی کارخانہ کے بارہ میں جو خدا تعالےٰ نے دین اسلام کی حمایت کیلئے میرے سپرد کیا ہے ایک ضروری مضمون کیطرف آپ لوگوں کو توجہ دلاتا ہے۔ اور میں اس مضمون میں جہانتک خدا تعالیٰ نے اپنی طرف سے مجھے تقریر کرنے کا مادہ بخشا ہے اس سلسلہ کی عظمت اور اس کارخانہ کی نصرت کی ضرورت آپ صاحبوں پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں تا وہ حق کی تبلیغ جو مجھ پر واجب ہے اس سے میں سبکدوش ہوجاؤں۔ پس اس مضمون کے بیان کرنے میں مجھے اس سے کچھ غرض نہیں کہ اس تحریر کا دلوں پر اثر کیا پڑیگا۔ صرف غرض یہی ہے کہ جو بات مجھ پر فرض ہے اور جو پیغام پہنچانا میرے پر فرضِ لازمہ کیطرح ہے وہ جیسا کہ چاہیئے ٹھیک ٹھیک ادا ہو جائے خواہ لوگ اسکو بسمع رضا سنیں اور خواہ کراہت اور قبض کی نظر سے دیکھیں۔ اور خواہ میری نسبت نیک گمان رکھیں اور یا بدظنی کو اپنے دلوں میں جگہ دیں۔ وَاُفَوِّضُ اَمْرِی اِلَی اللہِ وَاللہُ بَصِیْرٌ بِالْعِبَاد۔

اب میں ذیل میں وہ مضمون جس کا اوپر وعدہ دیا ہے لکھتا ہوں۔

اے حق کے طالبو اور اسلام کے سچے محبّو! آپ لوگوں پر واضح ہے کہ یہ زمانہ جس میں ہم لوگ زندگی بسر کر رہے ہیں یہ ایک ایسا تاریک زمانہ ہے کہ کیا ایمانی اور کیا عملی جس قدر امور ہیں سب میں سخت فساد واقع ہو گیا ہے اور ایک تیز آندھی ضلالت اور گمراہی کی ہر طرف سے چل رہی ہے وہ چیز جس کو ایمان کہتے ہیں اس کی جگہ چند لفظوں نے لے لی ہے جن کا محض زبان سے اقرار کیا جاتا ہے۔ اور وہ امور جن کا نام اعمال صالحہ ہے۔ ان کا مصداق چند رسوم یا اسراف اور ریاکاری کے کام سمجھے گئے ہیں اور جو حقیقی نیکی ہے اس سے بکلّی بے خبری ہے۔ اس زمانہ کا فلسفہ اور طبعی بھی روحانی صلاحیت کا سخت مخالف پڑا ہے اُس کے جذبات اُسکے جاننے والوں پر نہایت بداثر کرنیوالے اور ظلمت کی طرف کھینچنے والے ثابت ہوتے ہیں۔ وہ زہریلے مواد کو حرکت دیتے اور سوئے ہوئے شیطان کو جگا دیتے ہیں۔ ان علوم میں دخل رکھنے والے دینی امور میں اکثر ایسی بدعقیدگی پیدا کر لیتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ اصولوں اور صوم و صلوٰۃ وغیرہ عبادت کے طریقوں کو تحقیر اور استہزاء کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں۔ ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ کے وجود کی بھی کچھ وقعت اور عظمت نہیں بلکہ اکثر ان میں سے الحاد کے رنگ سے رنگین اور دہریت کے رگ و ریشہ سے پُر اور مسلمانوں کی اولاد کہلا کر پھر دشمن دین ہیں۔ جو لوگ کالجوں میں پڑھتے ہیں اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ ہنوز وہ اپنے علوم ضروریہ کی تحصیل سے فارغ نہیں ہوتے کہ دین اور دین کی ہمدردی سے پہلے ہی فارغ اور مستغنی ہو چکتے ہیں۔ یہہ میں نے صرف **ایک شاخ** کا ذکر کیا ہے۔ جو حال کے زمانہ میں ضلالت کے پہلوں سے لدی ہوئی ہے مگر اس کے سوا صدہا اور شاخیں بھی ہیں جو اس سے کم نہیں! عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ دنیا سے امانت اور دیانت ایسی اُٹھ گئی ہے کہ گویا بکلّی مفقود ہو گئی ہے۔ دنیا کمانے کیلئے مکر اور فریب حد سے زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ جو شخص سب سے زیادہ شریر ہو وہی سب سے زیادہ لایق سمجھا جاتا ہے۔ طرح طرح کی ناراستی بددیانتی۔ حرامکاری۔ دغابازی دروغگوئی۔ اور نہایت درجہ کی روبہ بازی اور لالچ سے بھرے ہوئے منصوبے اور بدذاتی سے بھری ہوئی خصلتیں پھیلتی جاتی ہیں۔ اور نہایت بیرحمی سے ملے ہوئے کینے اور جھگڑے ترقی پر ہیں۔ اور جذبات بہیمیہ اور سبعیہ کا ایک طوفان اُٹھا ہوا ہے اور جس قدر لوگ ان علوم اور قوانین مروجہ میں چست و چالاک ہوتے جاتے ہیں اُسی قدر نیک گوہری اور نیک کرداری کی

طبعی خصلتیں اور حیا شرم اور خدا ترسی اور دیانت کی فطرتی خاصیتیں انہیں کم ہوتی جاتی ہیں۔

عیسائیوں کی تعلیم بھی سچائی اور ایمانداری کے اٹھانے کے لئے کئی قسم کی سرنگیں طیار کر رہی ہے اور عیسائی لوگ اسلام کے مٹا دینے کیلئے جھوٹ اور بناوٹ کی تمام باریک باتوں کو نہایت درجہ کی جانکاہی سے پیدا کر کے ہر ایک ہنرمندی کے موقع اور محل پر کام میں لا رہے ہیں۔ اور بہکانے کے نئے نئے نسخے اور گمراہ کرنے کے جدید جدید صورتیں تراشی جاتی ہیں۔ اور اس انسانِ کامل کی سخت توہین کر رہے ہیں جو تمام مقدسوں کا فخر اور تمام مقربوں کا سرتاج اور تمام بزرگ رسولوں کا سردار تھا۔ یہانتک کہ ناٹک کے تماشاؤں میں نہایت شیطنت کے ساتھ اسلام اور ہادی پاک اسلام کے بڑے بڑے پیرائیوں میں تصویریں دکھلائی جاتی ہیں اور سوانگ نکالے جاتے ہیں۔ اور ایسی افترائی تہمتیں تھیٹر کے ذریعہ سے پھیلائی جاتی ہیں جنہیں اسلام اور نبی پاک کی عزت کو خاک میں ملا دینے کیلئے پوری حرم زندگی خرچ کیگئی ہے۔

اب اے مسلمانو سنو! اور غور سے سنو! کہ اسلام کی پاک تاثیروں کے روکنے کے لئے جس قدر پیچیدہ افترا اس عیسائی قوم میں استعمال کئے گئے اور پرمکر حیلے کام میں لائے گئے اور انکے پھیلانے میں جان توڑ کر اور مال کو پانی کی طرح بہا کر کوششیں کی گئیں یہاں تک کہ نہایت شرمناک ذریعہ بھی جنکی تصریح سے اس مضمون کو منزہ رکھنا بہتر ہے اسی راہ میں ختم کئے گئے یہہ کرسچن قوموں اور تثلیث کے حامیوں کیجانب سے وہ ساحرانہ کارروائیاں ہیں کہ جب تک انکے اس سحر کے مقابل پر خدا تعالیٰ وہ پرزور ہاتھ نہ دکھاوے جو معجزہ کی قدرت اپنے اندر رکھتا ہو اور اس معجزہ سے اس طلسم سحر کو پاش پاش نکرے۔ تب تک اس جادوئے فرنگ سے سادہ لوح دلوں کو مخلصی حاصل ہونا بالکل قیاس اور گمان سے باہر ہے۔ سو خدا تعالیٰ نے اس جادو کے باطل کرنے کیلئے اس زمانہ کے سچے مسلمانوں کو یہ معجزہ دیا کہ اپنے اس بندہ کو اپنے الہام۔ اور کلام اور اپنی برکات خاصہ سے مشرف کر کے اور اپنی راہ کے باریک علوم سے بہرہ کامل بخشکر مخالفین کے مقابل پر بھیجا۔ اور بہت سے آسمانی تحائف اور علوی عجائبات اور روحانی معارف و دقائق ساتھ دیئے تا اس آسمانی پتھر کے ذریعہ سے وہ موم کا بت توڑ دیا جائے جو سحر فرنگ نے طیار کیا ہے سو اے مسلمانو! اس عاجز کا ظہور ساحرانہ تاریکیوں کے اُٹھانیکے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک معجزہ ہے کیا ضرور نہیں تھا کہ سحر کے

مقابل پر معجزہ بھی دُنیا مین آتا۔ کیا تمہاری نظرون مین یہ بات عجیب اور اَن ہونی ہے کہ خدا تعالیٰ نہایت درجہ کے مکرون کے مقابلہ پر جو سحر کی حقیقت تک پہنچ گئی ہین ایک ایسی حقانی چمکار دکھاوے جو معجزہ کا اثر رکھتی ہو۔

اے دانشمندو! تم اس سے تعجب مت کرو کہ خدا تعالیٰ نے اس ضرورت کے وقت مین اور اس گہری تاریکی کے دنون مین ایک آسمانی روشنی نازل کی اور ایک بندہ کو مصلحت عام کے لئے خاص کر کے بغرض اعلاءِ کلمہ اسلام واشاعت نور حضرت خیر الانام اور تائید مسلمانون کے لئے اور نیز انکی اندرونی حالت کے صاف کرنیکے ارادہ سے دنیا مین بھیجا تعجب تو اس بات مین ہوتا کہ وہ خدا جو حامی دین اسلام ہے جسنے وعدہ کیا تھا کہ مین ہمیشہ تعلیم قرآنی کا نگہبان رہونگا۔ اور اُسے سرد اور بے رونق اور بے نور نہین ہونے دونگا۔ وہ اس تاریکی کو دیکھکر اور اِن اندرونی اور بیرونی فسادون پر نظر ڈالکر چپ رہتا اور اپنے اُس وعدہ کو یاد نکرتا جسکو اپنے پاک کلام مین مؤکد طور پر بیان کر چکا تھا۔ پھر مین کہتا ہون کہ اگر تعجب کی جگہ تھی تو یہہ تھی کہ اُس پاک رسول کی یہہ صاف اور کھُلی کھلی پیشگوئی خطا جاتی جسمین فرمایا گیا تھا۔ کہ ہر ایک صدی کے سر پر خدا تعالیٰ ایک ایسے بندہ کو پیدا کرتا رہیگا کہ جو اُس کے دین کی تجدید کریگا✤ سو یہ تعجب کا مقام نہین بلکہ ہزار در ہزار شکر کا مقام اور ایمان اور یقین کے بڑھانیکا وقت ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدہ کو پورا کیا اور اپنے رسول کی پیشگوئی مین ایک منٹ

✤ صرف رسمی اور ظاہری طور پر قرآن شریف کے تراجم پھیلانا یا فقط کتب دینیہ اور احادیث نبویہ کو اُردو یا فارسی مین ترجمہ کر کے رواج دینا یا بدعات سے بھرے ہوئے خشک طریقے جیسے زمانہ حال کے اکثر مشائخ کا دستور ہو رہا ہے سکھلانا یہ امور ایسے نہین ہین جنکو کامل اور واقعی طور پر تجدید دین کہا جائے بلکہ موخر الذکر طریق تو شیطانی راہون کی تجدید ہے اور دین کا رہزن۔ قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کو دُنیا مین پھیلانا بیشک عمدہ طریق ہے مگر رسمی طور پر اور تکلف اور فکر اور خوض سے یہہ کام کرنا اور اپنا نفس واقعی طور پر حدیث اور قرآن کا مورد نہ ہونا ایسی ظاہری اور بے مغز خدمتین ہر ایک باعلم آدمی کر سکتا ہے اور ہمیشہ جاری ہین انکو مجددیت سے کچھ علاقہ نہین یہ تمام اُمور خدا تعالیٰ کے نزدیک فقط استخوان فروشی ہے اس سے بڑھکر نہین اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔ اور فرماتا ہے یا ایہا الذین آمنوا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ اندھا اندھے کو کیا راہ دکھاویگا اور مجذوم

کا بھی فرق پڑنے نہین دیا اور نہ صرف اُس پیشگوئی کو پوری کرکے دکھلایا بلکہ آئندہ کیلئے بھی ہزارون
پیشگویون اور خوارق کا دروازہ کھولدیا۔ اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجا لاؤ کہ وہ زمانہ
جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آبا گذر گئے اور بیشمار روحین اُسکے شوق مین ہی سفر کر گئین وہ
وقت تم نے پالیا اب اُسکی قدر کرنا یا نہ کرنا اور اُس سے فائدہ اُٹھانا یا نہ اُٹھانا تمہارے ہاتھ مین ہے
مین اسکو بار بار بیان کرونگا اور اس کے اظہار سے مین رُک نہین سکتا کہ مین وہی ہون
جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلون مین قایم کر دیا جائے
مین اُس طرح بھیجا گیا ہون جس طرح سے وہ شخص بعد کلیم اللہ مرد خدا کے بھیجا گیا تھا جسکی روح ہیروڈیس
کے عہد حکومت مین بہت تکلیفون کے بعد آسمان کی طرف اُٹھائی گئی سو جب دوسرا کلیم اللہ
جو درحقیقت سب سے پہلا اور سید الانبیا ہے دوسرے فرعونون کی سرکوبی کیلئے آیا جسکے حق مین ہے
انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ تو اُس
کو بھی جو اپنی کارروائیون مین کلیم اول کا مثیل مگر رتبہ مین اُس سے بزرگتر تھا ایک مثیل المسیح قوت اور
طبع اور خاصیت مسیح ابن مریم کی پاکر اُسی مدت کے قریب قریب جو کلیم اول سے زمانہ سے

بقیہ حاشیہ

دوسرے دین کے بدعتون کو کیا صاف کریگا۔ تجدید دین وہ پاک کیفیت ہے کہ اول عاشقانہ جوش
کے ساتھ اُس پاک دل پر نازل ہوتی ہے کہ جو مکالمہ الٰہی کے درجہ تک پہنچ گیا ہو پھر دوسرون
مین جلد یا دیر سے اسکی سرایت ہوتی ہے جو لوگ خدا تعالیٰ کیطرف سے مجددیت کی قوت پاتے
ہین وہ نرے استخوان فروش نہین ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہین خدا تعالیٰ اُنہین اُن تمام نعمتون کا وارث
بناتا ہے جو نبیون اور رسولون کو دیجاتی ہین اور اُن کی باتین از قبیل جوشیدن ہوتی ہین نہ محض
از قبیل کوشیدن اور وہ حال سے بولتے ہین نہ مجرد قال سے اور خدا تعالیٰ کے الہام کی تجلی اُنکے
دلون پر ہوتی ہے اور وہ ہر ایک مشکل کے وقت روح القدس سے سکھلائے جاتے ہین اور اُنکی گفتار
اور کردار مین دنیا پرستی کی ملونی نہین ہوتی کیونکہ وہ بکلی مصفا کئے گئے اور بتمام وکمال کھینچے
گئے ہین ۔ منہ

مسیح ابن مریم کے زمانہ تک تھی یعنی چودھویں صدی میں آسمان سے اترا اور وہ اترنا روحانی طور پر
تھا جیسا کہ مکمل لوگوں کا صعود کے بعد خلق اللہ کی اصلاح کیلئے نزول ہوتا ہے اور سب باتوں میں اسی زمانہ کی ہم
شکل زمانہ میں اترا۔ جو مسیح ابن مریم کے اترنے کا زمانہ تھا تا سمجھنے والوں کے لئے نشان ہو ☩
پس ہر ایک کو چاہیئے کہ اس سے انکار کرنے میں جلدی نہ کرے تا خدا تعالیٰ سے لڑنے والا نہ ٹھہرے
دنیا کے لوگ جو تاریک خیال اور اپنے پورانے تصورات پر جمے ہوئے ہیں وہ اسکو قبول نہیں
کرینگے مگر عنقریب وہ زمانہ آنیوالا ہے جو انکی غلطی انپر ظاہر کردیگا۔ "دنیا میں ایک نذیر آیا
پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے
اسکی سچائی ظاہر کردیگا۔ یہ انسان کی بات نہیں خدا تعالیٰ کا الہام اور رب جلیل کا کلام ہے۔

☩ یہہ زمانہ جس میں ہم ہیں یہہ ایک ایسا زمانہ ہے کہ ظاہر پرستی اور روح اور حقیقت سے دوری اور دیانت
اور امانت سے محرومی اور سچائی اور اخلاقی پاکیزگی سے مہجوری اور لالچ اور بخل اور حب دنیا سے معموری
اس زمانہ میں عام طور پر ایسی ہی پھیل گئی ہے کہ جیسی حضرت مسیح ابن مریم کے ظہور کیوقت
یہودیوں میں پھیلی ہوئی تھی پس جیسے یہودی لوگ اس زمانہ میں نیکی حقیقی نیکی سے بے خبر ہوگئے
تھے صرف رسوم اور عادات کو نیکی سمجھتے تھے اور علاوہ اسکے دیانت اور امانت اور اندرونی
صفائی اور عدالت انمیں سے بالکل اٹھ گئی تھی سچی ہمدردی اور سچے رحم کا نام و نشان نہیں
رہا تھا اور انواع اقسام کی مخلوق پرستی نے معبود حقیقی کی جگہ لیلی تھی ایسا ہی اس زمانہ میں
یہ تمام بلائیں ظہور میں آگئی ہیں حلال چیزوں کو شکر اور مشکورانہ فروتنی کے ساتھ استعمال
نہیں کیا جاتا حرام کے ارتکاب سے کوئی کراہت اور نفرت باقی نہیں رہی خدا تعالیٰ کے
بزرگ حکم تاویلوں کے ساتھ ٹال دیئے جاتے ہیں۔ ہمارے اکثر علما بھی اسوقت کے فقیہوں
اور فریسیوں سے کم نہیں مچھر چھانتے اور اونٹ کو نگل جاتے ہیں آسمان کی بادشاہت
لوگوں کے آگے بند کرتے ہیں نہ تو آپ اسمیں جاتے ہیں اور نہ جانیوالوں کو جانے دیتے ہیں
لمبی چوڑی نمازیں پڑھتے ہیں مگر دلمیں اس معبود حقیقی کی محبت اور عظمت نہیں ممبروں پر چڑھکر
بڑی رقت آمیز وعظ کرتے ہیں مگر انکے اندرونی ظلم اور ہی ہیں۔ عجیب ہیں انکی آنکھیں کہ
باوجود انکے دلوں کی سرکشی اور مفسدانہ ارادوں کے رونیکا بہت ملکہ رکھتی ہیں۔ اور عجیب ہیں
انکی زبانیں کہ باوجود سخت بیگانہ ہونے دلوں کے آشنائی کا دم بھرتی ہیں۔ اسی طرح یہہ دیانت

اور مین یقین رکھتا ہون کہ اُن حملون کے دن نزدیک ہین۔ مگر یہہ حملے تیغ و تبر سے نہین ہونگے اور تلوارون اور بندوقون کی حاجت نہین پڑیگی بلکہ روحانی اسلحہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد اتریگی اور یہودیون سی سخت لڑائی ہوگی۔ وہ کون ہین؟ اس زمانہ کے ظاہر پرست لوگ جنہون نے بالاتفاق یہودیون کے قدم پر قدم رکھا ہے اُن سب کو آسمانی سیف اللہ دو ٹکڑے کریگی اور یہودیت کی خصلت مٹادی جاویگی اور ہر ایک حق پوش دجّال دنیا پرست یک چشم جو دین کی آنکھ نہین رکھتا حجت قاطعہ کی تلوار سے قتل کیا جائیگا اور سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کیلئے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دن آئیگا جو پہلے وقتون مین آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کیساتھ پھر چڑھے گا

بقیہ حاشیہ

کی خصلتین ہر طرف پھیلی ہوئی نظر آتی ہین تقویٰ اور خداترسی مین بڑا فرق آگیا ہے ایمانی کمزوری نے الٰہی محبت کو ٹھنڈا کر دیا ہے۔ دُنیا کی محبت مین لوگ دبے جاتے ہین اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا کیونکہ حضرت عالی سیدنا و مولانا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم بطور پیشگوئی فرما چکے ہین کہ اس اُمت پر ایک زمانہ آنیوالا ہے جسمین وہ یہودیون سے سخت درجہ کی مشابہت پیدا کریگی اور وہ سارے کام کر دکھائیگی جو یہودی کر چکے ہین یہانتک کہ اگر یہودی چوہے کے سوراخ مین داخل ہوئے ہین تو وہ بھی داخل ہوگی تب فارس کی اصل مین سے ایک ایمان کی تعلیم دینے

والا پیدا ہوگا اگر ایمان ثریّا مین معلق ہوتا تو وہ اُسے اُس جگہ سے بھی پا لیتا یہہ پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جسکی حقیقت الہام الٰہی نے اس عاجز پر کھولدی اور تصریح سے اُسکی کیفیت ظاہر کر دی اور مجھ پر خدا تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ کھولدیا کہ حضرت مسیح بن مریم بھی درحقیقت ایک ایمان کی تعلیم دینے والا تھا جو حضرت موسیٰ سے چودہ سو برس بعد پیدا ہوا اُس زمانہ مین کہ جبکہ یہودیون کی ایمانی حالت نہایت کمزور ہوگئی تھی اور بوجہ کمزوری ایمان کے اُن تمام خرابیون مین پھنس گئے تھے جو درحقیقت بے ایمانی کی شاخین ہین پس جبکہ اس اُمت کو بھی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے عہد پر چودہ سو برس کے قریب مدت گذری تو وہی آفات اِنمین بھی بکثرت پیدا ہوگئین جو یہودیون مین پیدا ہوئی تھین تا وہ پیشگوئی پوری ہو جو ان کے حق مین کی گئی تھی پس خدا تعالیٰ نے ان کیلئے بھی ایک ایمان کی تعلیم دینے والا مثیل مسیح اپنی قدرت کاملہ سے بھیجدیا مسیح جو آنیوالا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو جس کسی کے کان سننے کے ہون سُنے یہہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور لوگون کی نظر مین عجیب اور اگر کوئی اس

جیسا کہ پہلی چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا ضرور نہیں ہے کہ آسمان اُسے چڑھنے سے رُکے
رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے
آراموں کو اُس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول
نہ کریں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے؟
ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف
ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔ اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ
اب چاہتا ہے اور ضرور تھا کہ وہ اس مہم عظیم کے روبراہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان

امر کی تکذیب کرے تو پہلے راستبازوں کی بھی تکذیب ہو چکی ہے۔ یوحنا یعنی یحیی کو جو ذکریا کا
بیٹا تھا یہودیوں نے ہرگز قبول نہیں کیا۔ حالانکہ مسیح نے اُس کے بارہ میں شہادت
دی کہ یہ وہی ہے جو آسمان پر اُٹھایا گیا تھا جس کے پھر آسمان سے اُترنے کا پاک نوشتوں
میں وعدہ تھا۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ استعاروں سے کام لیتا ہے اور طبع خاصیت اور استعداد کے
لحاظ سے ایک کا نام دوسرے پر وارد کر دیتا ہے جو ابراہیم کے دل کے موافق دل رکھتا
ہے وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ابراہیم ہے اور جو عمر فاروق کا دل رکھتا ہے وہ خدا
تعالیٰ کے نزدیک عمر فاروق ہے۔ کیا تم یہ حدیث پڑھتے نہیں کہ اگر اس امت میں
بھی محدث ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے تو وہ عمر ہے۔ اب کیا حدیث کے یہ معنی ہیں کہ محدثیت
حضرت عمر پر ختم ہو گئی۔ ہرگز نہیں بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کی روحانی حالت عمر
کی روحانی حالت کے موافق ہو گئی وہی ضرورت کے وقت پر محدث ہوگا۔ چنانچہ اس عاجز کو
بھی ایک مرتبہ اس بارہ میں الہام ہوا تھا فیک مادۃ فاروقیۃ۔ سو اس عاجز کو اور
بزرگوں کی فطرتی مشابہت سے علاوہ جس کی تفصیل براہین احمدیہ میں بہ بسط تمام
مندرج ہے حضرت مسیح کی فطرت سے ایک خاص مشابہت ہے۔ اور اسی فطرتی مشابہت
کی وجہ سے مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے سو میں صلیب کے
توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں آسمان سے اُترا ہوں
ان پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے جن کو میرا خدا جو میرے ساتھ ہے میرے
کام کے پورا کرنے کیلئے ہر ایک مستعد دل میں داخل کریگا۔ بلکہ کر رہا ہے اور اگر میں چپ بھی رہوں

کارخانہ جو ہر ایک پہلو سے مؤثر ہو اپنی طرف سے قایم کرتا ہے۔ سو اُس حکیم وقدیر نے اِس عاجز کو اصلاح خلایق کے لئے بھیجکر ایسا ہی کیا اور دنیا کو حق اور راستی کیطرف کھینچنے کے لئے کئی شاخوں پر امر تائید حق اور اشاعت اسلام کو منقسم کردیا۔ چنانچہ منجملہ اُن شاخوں کے **ایک شاخ** تالیف اور تصنیف کا سلسلہ ہی جس کا اہتمام اس عاجز کے سپرد کیا گیا۔ اور وہ معارف و دقایق سکھلائے گئے جو انسان کی طاقت سے نہیں بلکہ صرف خدا تعالیٰ کی طاقت سے معلوم ہو سکتے ہین اور انسانی تکلف سے نہیں بلکہ روح القدس کی تعلیم سے مشکلات حل کر دیئے گئے۔

دوسری شاخ اس کارخانہ کی اشتہارات جاری کرنے کا سلسلہ ہے جو بحکم الٰہی اتمام حجت کے

اور میری قلم لکھنے سے رکی بھی رہے تب بھی وہ فرشتے جو میرے ساتھ اُترے ہین اپنا کام بند نہیں کر سکتے اور اُن کے ہاتھ مین بڑی بڑی گرزین ہین۔ جو صلیب توڑنے اور مخلوق پرستی کی ہیکل کچلنے کے لئے دیئے گئے ہین۔ شاید کوئی بےخبر اِس حیرت مین پڑے کہ فرشتون کا اُترنا کیا معنے رکھتا ہے سو واضح ہو کہ عادت اللہ اس طرح پر جاری ہے کہ جب کوئی رسول یا نبی یا محدث اصلاح خلق اللہ کے لئے آسمان سے اُترتا ہے تو ضرور اُس کے ساتھ اور اُس کے ہمرکاب ایسے فرشتے اترا کرتے ہین کہ جو مستعد دلون مین ہدایت ڈالتے ہین اور نیکی کی رغبت دلاتے ہین اور برابر اُترتے رہتے ہین جب تک کفر اور ضلالت کی ظلمت دور ہو کر ایمان اور راستبازی کی صبح صادق نمودار ہو جیسا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے۔ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ۔ سو ملائکہ اور روح القدس کا تنزل یعنے آسمان سے اُترنا اُسی وقت ہوتا ہے جب ایک عظیم الشان آدمی خلعت خلافت پہنکر اور کلام الٰہی سے شرف پا کر زمین پر نزول فرماتا ہے روح القدس خاص طور پر اُس خلیفہ کو ملتی ہے اور جو اُس کے ساتھ ملائکہ ہین وہ تمام دنیا کے مستعد دلون پر نازل کئے جاتے ہین تب دنیا مین جہان جہان جوہر قابل پائے جاتے ہین سب پر اُس نور کا پرتوہ پڑتا ہے اور تمام عالم مین ایک نورانیت پھیل جاتی ہے اور فرشتون کی پاک تاثیر سے خود بخود دلون مین نیک خیال پیدا ہونے لگتے ہین۔ اور توحید پیاری معلوم ہونے لگتی ہے اور سیدھے دلون مین راست پسندی اور حق جوئی کی ایک روح پھونک دیجاتی ہے اور کمزورون کو طاقت عطا کیجاتی ہے اور ہر طرف ایسی ہوا چلنی شروع ہو جاتی ہے کہ جو اُس مصلح کے مدعا اور مقصد کو مدد دیتی ہے ایک پوشیدہ ہاتھ کی تحریک سے خود بخود لوگ صلاحیت کیطرف

غرض سے جاری ہے اور اب تک بیس ہزار سے کچھہ زیادہ اشتہارات اسلامی حجتون کو غیر قومون پر
پورا کرنے کے لئے شایع ہو چکے ہین اور آئندہ ضرورت کے وقتون مین ہمیشہ ہوتے رہینگے۔
تیسری شاخ اس کارخانہ کی واردین اور صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والے
اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنیوالے ہین جو اس آسمانی کارخانہ کی خبر پاکر اپنی اپنی نیتون کی تحریک
سے ملاقات کے لئے آتے رہتے ہین یہہ شاخ بھی برابر نشو و نما مین ہے۔ اگرچہ بعض دنون مین کچھہ کم
مگر بعض دنون مین نہایت سرگرمی سے اس کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے چنانچہ ان سات برسون مین ساٹھہ
ہزار سے کچھہ زیادہ مہمان آئے ہونگے اور جسقدر انہین سے مستعد لوگون کو تقریری ذریعون سے

کھسکتے چلے آتے ہین اور قومین ایک جنبش سی شروع ہو جاتی ہے تب ناسمجھہ لوگ گمان کرتے ہین
کہ دنیا کے خیالات نے خود بخود راستی کیطرف پلٹا کھایا ہے۔ لیکن درحقیقت یہہ کام ان فرشتون
کا ہوتا ہے کہ جو خلیفۃ اللہ کے ساتھہ آسمان سے اُترتے ہین اور حق کے قبول کرنے اور سمجھنے
کے لئے غیر معمولی طاقتین بخشتے ہین سوئے ہوئے لوگون کو جگا دیتے ہین۔ اور مستون کو
ہشیار کرتے ہین۔ اور بہرون کے کان کھولتے ہین۔ اور مُردون مین زندگی کی روح پھونکتے ہین۔
اور اُن کو جو قبرون مین ہین باہر نکال لاتے ہین۔ تب لوگ یکدفعہ آنکھین کھولنے لگتے ہین اور اُنکے
دلون پر وہ باتین کھلنے لگتی ہین جو پہلے مخفی تھین اور درحقیقت یہہ فرشتے اُس خلیفۃ اللہ سے
الگ نہین ہوتے اُسی کے چہرہ کا نور اور اُسی کی ہمت کے آثار جلیہ ہوتے ہین جو اپنی قوت مقناطیسی
سے ہر ایک مناسبت رکھنے والے کو اپنی طرف کھینچتے ہین خواہ وہ جسمانی طور پر نزدیک ہو یا دور ہو اور
خواہ آشنا ہو یا بکلی بیگانہ اور نام تک بے خبر ہو غرض اُس زمانہ مین جو کچھہ نیکی کیطرف حرکتین ہوتی ہین۔
اور راستی کے قبول کرنے کیلئے جوش پیدا ہوتے ہین خواہ وہ جوش ایشیائی لوگون مین پیدا ہون
یا یورپ کے باشندون مین یا امریکہ کے رہنے والون مین درحقیقت انہین فرشتون کی تحریک سے
جو اس خلیفۃ اللہ کے ساتھہ اُترتے ہین ظہور پذیر ہوتے ہین۔ یہہ الٰہی قانون ہے جسمین کبھی تبدیلی
نہین پاؤگے۔ اور بہت صاف اور سریع الفہم ہے اور تمہاری بدقسمتی ہے اگر تم اس پر غور نکرو
چونکہ یہہ عاجز راستی اور سچائی کے ساتھہ خدا تعالی کیطرف سے آیا ہے اسلئے تم صداقت کے نشان
ہر ایک طرف سے پاؤگے۔ وہ وقت دور نہین بلکہ بہت قریب ہے کہ جب تم فرشتون کی فوجین آسمان
سے اُترتی اور ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے دلون پر نازل ہوتی دیکھوگے۔ یہہ تم قرآن

روحانی فائدہ پہنچا گیا اور اُنکے مشکلات حل کر دیئے گئے اور اُن کی کمزوری کو دور کر دیا گیا اسکا علم خدا تعالیٰ کو ہے۔ مگر اس مین کچھ شک نہین کہ یہ زبانی تقریرین جو سائلین کے جواب مین کیگئین یا کیجاتی ہین یا اپنی طرف سے محل اور موقعہ کے مناسب کچھ بیان کیا جاتا ہے یہہ طریق بعض صورتون مین تالیفات کی نسبت نہایت مفید اور مؤثر اور جلد تر دلون مین بیٹھنے والا ثابت ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ تمام نبی اس طریق کو ملحوظ رکھتے رہے ہین اور بجز خدا تعالیٰ کے کلام کے جو خاص طور پر بلکہ قلم بند ہوکر شائع کیا گیا باقی جسقدر مقالات انبیاء ہین وہ اپنے اپنے محل پر تقریرون کی طرح پہیلتے رہے ہین عام قاعدہ نبیوں کا یہی تھا کہ ایک محل شناس لکچرار کی طرح ضرورتون کے وقتون مین مختلف مجالس

شریف سے معلوم کر چکے ہو کہ خلیفتہ اللہ کے نزول کے ساتھ فرشتون کا نازل ہونا ضروری ہے تا دلون کو حق کیطرف پھیرین سو تم اس نشان کے منتظر رہو اگر فرشتون کا نزول نہوا اور اُنکے اترنے کی نمایان تاثیرین تم نے دنیا مین نہ دیکھین اور حق کیطرف دلون کی جنبش کو معمول سے زیادہ نہ پایا تو تم نے یہہ سمجھنا کہ آسمان سے کوئی نازل نہین ہوا۔ لیکن اگر یہہ سب باتین ظہور مین آگئین تو تم انکار سے باز آؤ۔ تا تم خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک سرکش قوم نہ ٹھہرو۔

دوسرا نشان یہہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو اُن نورون سے خاص کیا ہے جو برگزیدہ بندون کو ملتے ہین جن کا دوسرے لوگ مقابلہ نہین کر سکتے۔ پس اگر تم کو شک ہو تو مقابلہ کے لئے آؤ اور یقیناً سمجہو کہ تم ہرگز مقابلہ نہین کر سکو گے۔ تمہارے پاس زبانین ہین مگر دل نہین۔ جسم ہے مگر جان نہین۔ آنکہون کی پتلی ہے مگر اُسمین نور نہین۔ خدا تعالیٰ تمہین نور بخشے تا تم دیکھہ لو۔

تیسرا نشان یہہ ہے کہ وہ برگزیدہ نبی جس پر تم ایمان لانیکا دعوی کرتے ہو اُس پاک نبی علیہ السلام نے اس عاجز کے بارے مین لکہا ہے جو تمہاری صحاح مین موجود ہے جس پر آج تک تم نے کبہی غور نہین کی سو تم دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہانی دشمن ہو کہ اُنکی تصدیق کے لئے نہین بلکہ تکذیب کیلئے فکر کر رہے ہو۔ اب بہتیرے تم مین سے کفر کا فتوی لکہین گے اور اگر ممکن ہوتا تو قتل کر دیتے لیکن یہ حکومت اُس قوم کی حکومت نہین جو تمہارے خیال مین بہت زیادہ اور سمجہنے مین بہت نالایق اور اخلاقی بردباری سے بہت پیچہے رہی ہو اور یہودیت کی روح کو زندہ کر کے دکہلا رہی ہو۔ یہ حکومت اگرچہ ایمانی فضیلتون اور برکتون کو اپنے ساتھ نہین رکھتی تاہم ہیروڈیس کے عہد حکومت سے جسکے ساتھ حضرت مسیح ابن مریم

اور محافل مین انکے حال کے مطابق روح سے قوت پاکر تقریرین کرتے تھے مگر نہ اس زمانہ کے
متکلمون کی طرح کہ جنکو اپنی تقریر سے فقط اپنا علمی سرمایہ دکھلانا منظور ہوتا ہے۔ یا یہ غرض ہوتی
ہے کہ اپنی جھوٹی منطق اور سوفسطائی حجتون سے کسی سادہ لوح کو اپنے پیچ مین لاوین اور پھر اپنے
سے زیادہ جہنم کے لائق کرین۔ بلکہ انبیا نہایت سادگی سے کلام کرتے اور جو اپنے دل سے ابلتا

حاشیہ در حاشیہ

کا معاملہ پڑا تھا بدرجہا بہتر اور حال کی اسلامی ریاستون سے بلحاظ امن اور عام رفاہیت
کے پھیلانے اور آزادی بخشنے اور حفاظت اور تربیت رعایا اور انتظام قانون معدلت
اور سرکوبی مجرمون کے بمراتب افضل ہے۔ خدا تعالی کی عمیق حکمت نے جیسا کہ مسیح کو یہودیون
کے ایام حکومت مین اور انکی گورنمنٹ کے ماتحت مبعوث نہین فرمایا تھا ایسا ہی اس عاجز کی
نسبت بھی یہی مصلحت مرعی رکھی گئی تا سمجھنے والون کے لئے نشان ہو سو اگر زمانہ حال کے منکر میرے ساتھ
استہزا سے پیش آوین تو افسوس کا مقام نہین کیونکہ ان سے پہلے جو گزرے ہین انہون نے ان سے بدتر اپنے وقت کے
نبیون کے ساتھ سلوک کیا مسیح سے بھی بہت مرتبہ ہنسی ٹھٹھا ہوا۔ ایک دفعہ بھائیون نے ہی جو ایک ہی
ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے چاہا کہ اسکو دیوانہ قرار دیکر قید خانہ مین مقید کرا دین۔ اور بیگانون نے
تو کئی دفعہ اسکو جان سے مار دینے کا ارادہ کیا اور اسپر پتھر چلائے اور نہایت تحقیر کی نظر سے اسکے مونہہ پر
تھوکا۔ بلکہ ایک دفعہ اسکو اپنے زعم مین صلیب پر چڑھا کر قتل کر دیا۔ مگر چونکہ ہڈی نہین توڑی تھی اس لئے وہ
ایک خوش اعتقاد اور نیک آدمی کی حمایت سے بچ گیا اور بقیہ ایام زندگی بسر کر کے آسمان کی طرف اٹھایا
گیا مسیح کے ارادتمندون اور دن رات کے دوستون اور رفیقون نے بھی لغزش کھائی ایک نے
تیس روپیہ رشوت لیکر اسکو پکڑوا دیا اور ایک نے اسکے سامنے اسکی طرف اشارہ کر کے اسپر لعنت
کی اور باقی حواری جو بڑی دوستی کا دم بھرتے تھے بھاگ گئے اور اپنے دلون مین مسیح کی نسبت کئی
طرح کے شک انہون نے پیدا کر لئے۔ لیکن چونکہ وہ راستباز تھا اسلئے خدا نے پھر اس کے کارخانہ کو مرنے کے
بعد زندہ کیا مسیح کی دوبارہ زندگی جو عیسائیون کے خیال مین جمی ہوئی ہے درحقیقت یہ اسکے مذہب کی
زندگی کی طرف اشارہ ہے جو مرنے کے بعد پھر زندہ کیا گیا۔ چنانچہ خدا تعالی نے مجھے بھی بشارت دی کہ موت کے بعد
مین پھر تجھے حیات بخشونگا اور فرمایا کہ جو لوگ خدا تعالی کے مقرب ہین وہ مرنے کے بعد پھر زندہ ہو جایا کرتے ہین
اور فرمایا کہ مین اپنی چمکار دکھلاؤنگا اور اپنی قدرت نمائی سے تجھے اوٹھاؤنگا پس میری اس دوبارہ
زندگی سے مراد بھی میرے مقاصد کی زندگی ہے مگر کم ہین وہ لوگ جو ان بھیدون کو سمجھتے ہین۔ فقط منہ

تھا اور دوسروں پر بوجھ نہیں ڈالتے تھے اُنکے کلمات قدسیہ عاین محل اور حاجت کے وقت پر ہوتے تھے اور مخاطبین کو شغل یا افسانہ کی طرح کچھ نہین سناتے تھے۔ بلکہ اُن کو بیمار دیکھکر اور طرح طرح کے آفات روحانی مین مبتلا پا کر علاج کے طور پر انکو نصیحتین کرتے تھے۔ یا حجج قاطعہ سے اُن کے اوہام کو رفع فرماتے تھے اور انکی گفتگو مین الفاظ تھوڑے اور معانی بہت ہوتے تھے سو یہی قاعدہ یہہ عاجز ملحوظ رکھتا ہے اور واردین اور صادرین کی استعداد کیموافق اور انکی ضرورتون کے لحاظ سے اور اُن کے امراض لاحقہ کی شفا کی غرض سے ہمیشہ بات کرتا رہتا ہے * کیونکہ بُرائی کو نشانہ کے طور پر دیکھکر اُس کے رد کرنے کیلئے تشبیہات سحریہ کی تیر اندازی کرنا اور بگڑے ہوئے اخلاق کو ایسے عضو کیطرح پاکر جو اپنے محل سے ٹل گیا ہو

* اس جگہ یہ عجیب قصہ لکھنے کے لائق ہے کہ ایکدفعہ مجھے علیگڈہ مین جانے کا اتفاق ہوا اور مرض ضعف دماغ کیوجہ سے جس کا قادیان مین بھی کچھ مدت پہلے دورہ ہو چکا تھا مین اس لائق نہین تھا کہ زیادہ گفتگو یا اور کوئی دماغی محنت کا کام کر سکتا اور اب بھی میری یہی حالت ہے کہ مین زیادہ بات کرنے یا حد سے زیادہ فکر اور خوض کی طاقت نہین رکھتا اس حالت مین علیگڈہ کے ایک مولوی صاحب محمد اسمٰعیل نام مجھ سے ملے اور اُنہون نے نہایت انکساری سے وعظ کیلئے درخواست کی اور کہا کہ لوگ مدت سے آپکے شائق ہین بہتر ہے کہ سب لوگ ایک مکان مین جمع ہون اور آپ کچھ وعظ فرماوین۔ چونکہ مجھے ہمیشہ سے یہی شوق اور یہی دلی خواہش ہے کہ حق باتون کو لوگون پر ظاہر کرون اس لئے مینے اس درخواست کو بشوق دل قبول کیا اور چاہا کہ لوگون کے عام مجمع مین اسلام کی حقیقت بیان کرون کہ اسلام کیا چیز ہے اور اب لوگ اُسکو کیا سمجھ رہے ہین اور مولوی صاحب کو کہا بھی گیا کہ انشاءاللہ اسلام کی حقیقت بیان کیجائیگی۔ لیکن بعد اس کے مین خدا تعالیٰ کیطرف سے روکا گیا مجھے یقین ہے کہ چونکہ میری صحت کی حالت اچھی نہین تھی اسلئے خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ زیادہ مغز خواری کر کے کسی جسمانی بلا مین پڑون اسلئے اُسنے وعظ کرنے سے مجھے روک دیا ایکدفعہ اس سے پہلے بھی ایسا ہی اتفاق ہوا تھا کہ میری ضعف کی حالت مین ایک نبی گذشتہ نبیون مین سے کشفی طور پر مجھکو ملے اور مجھے بطور ہمدردی اور نصیحت کے کہا کہ اسقدر دماغی محنت کیون کرتے ہو اس سے تو تم بیمار ہو جاؤ گے بہر حال خدا تعالیٰ کی طرف سے یہہ ایک روک تھی جس کا مولوی صاحب کی خدمت مین عذر کر دیا گیا اور یہہ عذر واقعی تھا چنانچہ جن لوگون نے میری اس بیماری کے سخت سخت دورے دیکھے ہین اور کثرت گفتگو یا خوض و فکر کے بعد بہت جلد اس بیماری کا برانگیختہ ہونا بچشم خود مشاہدہ کیا ہے وہ اگرچہ بباعث ناواقفیت میرے

اپنی حقیقی صورت اور محل پر لانا۔ جیسے یہہ علاج بیمار کے روبرو ہونیکی حالت میں متصور ہے۔ اور کسی حالت
میں کماحقہ ممکن نہیں یہی وجہ ہے کہ خدا تعالی نے چندین ہزار نبی اور رسول بہیجا اور انکی شرف صحبت
میں مشرف ہونے کا حکم دیا تا ہر ایک زمانہ کے لوگ چشم دید نمونوں کو پاکر اور ان کے وجود کو مجسم کلام الٰہی
مشاہدہ کرکے انکی اقتدا کے لئے کوشش کریں اگر صحبت صادقین میں رہنا واجبات دین میں سے
نہوتا تو خدا تعالی اپنے کلام کو بغیر بھیجنے رسولوں اور نبیوں کے اور طور پر بھی نازل کرسکتا تھا یا صرف
ابتدائی زمانہ میں ہی رسالت کا امر کو محدود رکھتا اور آئندہ ہمیشہ کے لئے سلسلہ نبوت اور رسالت اور وحی
کا منقطع کردیتا لیکن خدا تعالی کی عمیق حکمت اور دانائی نے ہرگز ایسا منظور نہیں رکھا اور ضرورت

الہامات پر یقین نہ رکھتے ہوں لیکن انکو اس بات پر کلی یقین ہوگا کہ مجھے فی الواقعہ یہی مرض لاحق حال ہے
ڈاکٹر محمد حسین خان صاحب جو لاہور کے آنریری مجسٹریٹ بھی ہیں اور اب تک میرا علاج کرتے ہیں
ان کی طرف سے ہمیشہ یہی تاکید ہے کہ دماغی محنتوں سے تا قیام مرض بچنا چاہئیے اور ڈاکٹر صاحب
موصوف میری اس حالت کے شاہد اول ہیں اور میرے اکثر دوست جیسے اخویم مولوی حکیم
نور الدین صاحب طبیب ریاست جموں جو ہمیشہ میری ہمدردی میں بدل و جان و مال مشغول ہیں اور
منشی عبد الحق صاحب اکونٹنٹ جو خاص لاہور میں سکونت اور تعلق ملازمت رکھتے ہیں۔
جنہوں نے میری اس بیماری کے دنوں میں خدمت کا وہ حق ادا کیا جس کا بیان میری طاقت سے باہر ہے
یہ سب میرے مخلص میری اس حالت کے گواہ ہیں مگر افسوس کہ باوجودیکہ ہر ایک مومن حسن ظن کے
لئے مامور ہے مولویصاحب نے میرے اس عذر کو نیک ظنی سے دل میں جگہ نہیں دی بلکہ غایت درجہ
کی بدگمانی کرکے دروغ گوئی پر حمل کیا چنانچہ انکی ساری وہ تقریر جس کو ایک ڈاکٹر جمال الدین نام انکے
دوست نے انکی اجازت سے تحریر کرکے لوگوں میں پھیلایا ذیل میں معہ اسکی جواب کے لکھتا ہوں۔

قولہ یعنے ان سے [یعنے اس عاجز سے بمقام علیگڈہ] کہا کہ کل جمعہ ہے وعظ فرمائیے۔
اس کا انہوں نے وعدہ بھی کیا۔ مگر صبح کو رقعہ آیا کہ میں بذریعہ الہام وعظ کہنے سے منع کیا گیا میرا
خیال ہے کہ بسبب عجز بیانی و خوف امتحانی انکار کردیا۔

اقول مولوی صاحب کا یہ خیال بجز بدگمانی کے جو سخت ممنوعات شرعیہ میں سے ہے اور نیک
سرشت آدمیوں کا کام نہیں اور کوئی اصلیت اور حقیقت نہیں رکہتا اگر میں صرف علیگڈہ
میں اگر خاص اسی موقعہ پر الہام کا مدعی بنتا تو بیشک بدظنی کرنے کے لئے ایک وجہ ہوسکتی تھی اور بیشک

کے وقتون مین یعنے جب کبھی محبت آلہی اور خدا پرستی اور تقویٰ طہارت وغیرہ امور واجبہ مین فرق آتا رہا ہے مقدس لوگ خدا تعالیٰ سے وحی پاکر نمونہ کے طور پر دنیا مین آتے رہے ہین۔ اور یہہ دونون قضیئے باہم لازم ملزوم ہین۔ کہ اگر خدا تعالیٰ کو ہمیشہ کے لئے اصلاح خلایق کی طرف توجہہ ہے تو یہی نہایت ضروری ہے کہ ایسے لوگ بھی ہمیشہ کے لئے آتے ہین کہ جنکو خدا تعالیٰ اسنے اپنی خاص توجہ سے بینائی بخشی ہو اور اپنی مرضیات کی راہ پر ثابت قدم کیا ہو۔ بلاشبہہ یہ بات یقینی اور امور مسلمہ مین سے ہے کہ یہہ مہم عظیم اصلاح خلایق کی صرف کاغذون کے گھوڑے دوڑانے سے روبراہ نہین ہوسکتی اس کے لئے اسی راہ پر قدم مارنا ضروری ہے جسپر قدیم سے خدا تعالیٰ کے پاک نبی مارتے رہے ہین۔ اور اسلام نے اپنا قدم رکھتے ہی اس مؤثر طریق کو ایسی مضبوطی اور

بقیہ حاشیہ در حاشیہ

خیال کیا جا سکتا تہا کہ مین مولوی صاحب کے علمی مرتبہ کی عالیشان دیکھکر اور اُن کے کمالات کی عظمت اور ہیبت سے متاثر ہوکر گھبرا گیا اور عذر پیش کرنے اور ایک حیلہ تراشنے سے اپنا پیچھا چھڑایا لیکن مین تو اس دعوے الہام کو علیگڈہ کے سفر سے چند سات سال پہلے تمام ملک مین شایع کر چکا ہون اور براہین احمدیہ کے اکثر مقامات اُس سے پُر ہین۔ اگر مین تقریر کرنے سے عاجز ہوتا تو وہ کتابین جو میری طرف سے تقریری طور پر ہین مجلس مین اور ہزارہا موافقین اور مخالفین کے جلسہ مین قلمبند ہوکر شایع ہوئی ہین۔ جیسے سُرمہ چشم آریہ وہ کیونکر میری ہی اسی ضعیف قوت ناطقہ سے نکل سکتی تہین۔ اور کیونکر یہہ میرا عالیشان سلسلہ زبانی تقریرون کا جسمین ہزارون مختلف طبع اور استعداد آدمیون کے ساتھ ہمیشہ مغز خواری کرنی پڑتی ہے آج تک چل سکتا۔ افسوس ہزار افسوس اس زمانہ کے اکثر مولویون پر کہ آتش حسد اندر ہی اندر انکو کہا گئی ہے لوگون کو تو ایمانی خصائل اور برادرانہ برتاؤ اور باہم نیک ظنی کا ہمیشہ سبق دیتے ہین اور منبرون پر چڑہ کر اس بارہ مین کلام الٰہی کی آیات سناتے ہین مگر آپ ان حکمونکو چہوتے بھی نہین۔ اے حضرت خدا تعالیٰ آپ کی آنکہہ کہولے۔ کیا یہ ممکن نہین کہ خدا تعالیٰ اپنے کسی ملہم بندہ کو کسی مصلحت کی وجہہ سے ایک کام کرنے سے روک دیوے اور شاید اس روک کا دوسرا سبب یہہ ہی ہوگا کہ تا آپ کی اندرونی خاصیتون کا امتحان ہو جائے۔ اور جو لوگ آپ کے ہمرنگ اور آپ کے ہم ظرف ہین اُن کے مواد خبیثہ بھی اس تقریب سے باہر نکل آوین۔ رہی یہ بات کہ آپکی عالمانہ عظمت اور ہیبت سے مین ڈر گیا تو اس کے جواب مین آپ یقیناً سمجہین کہ جو لوگ تاریکی اور نفسانی ظلمتون مین مبتلا ہین اگر وہ دنیا کے تمام فلسفہ اور طبعی کے

استحکام سے رواج دیا ہے کہ اسکی نظیر دوسرے مذہبون مین ہرگز نہین پائی جاتی۔ کون اس جماعت کثیر کا دوسری جگہہ وجود دکھلا سکتا ہے جو تعداد مین دس ہزار سے بھی زیادہ بڑھ گئی تھی اور کمال اعتقاد اور انکسار اور جانفشانی اور پوری محویت سے سچائی کے حاصل کرنے اور راستی کے سیکھنے کے لئے آستانہ نبوی پر دن رات پڑی رہتی تھی۔ بیشک حضرت موسیٰ کو بھی ایک جماعت ملی تھی۔ مگر وہ کیسی اور کسقدر سرکش اور متمرد اور روحانی صحبت اور صدق قدم سے دور اور مہجور رہنے والی تھی اس بات کو بائبل کو پڑھنے والے اور یہودیون کی تاریخ پر نظر ڈالنے والے خوب جانتے ہین مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت نے اپنے رسول مقبول کی راہ مین ایسا اتحاد اور ایسی روحانی یگانگت پیدا کرلی تھی کہ اسلامی اخوت کی رو سے سچ مچ عضو واحد کی طرح ہوگئی تھی۔ اور اُنکے روزانہ

جامع بھی ہون تب بھی میری نگاہ مین ایک مرے ہوئے کیڑے سے انکی زیادہ وقعت نہین مگر آپ اس مرتبہ علم کے آدمی بھی نہین۔ صرف پرانے خیالات کی ایک خشک مُلّا ہین اور وہی کمینگی جو تاریک خیال مُلّاؤن مین ہوا کرتی ہے آپ کے اندر موجود ہے اور آپ کو یاد ہے کہ اکثر میرے پاس ایسے محقق اور جامع فنون اور معلومات وسیع رکھنے والے آتے اور اسرار معارف سے فائدہ اٹھاتے رہتے ہین کہ اگر مین انکے مقابل پر آپ کو طفل مکتب بھی کہون تو اسقدر کلمہ سے بھی آپ کو وہ عزت دونگا جسکے آپ مستحق نہین۔

اب بھی اگر آپ کی قوت واہمہ فرو ہونے مین نہ آوے اور بدظنی کے جذبات کم نہ ہون تو پھر مین خداتعالیٰ کی مدد اور رحمت سے آپ کے مقابل پر تقریر کرنیکو بھی حاضر ہون مین بباعث بیماری آپکی طرح سفر دور دراز تو نہین کرسکتا لیکن اگر آپ راضی ہون تو اپنے کرایہ سے لاہور جیسے پنجاب کے صدر مقام مین آپ کو اس کلام اور اس امتحان کیلئے تکلیف دیتا ہون۔ اور یہہ عہد عزم پختہ سے کرتا ہون اور آپ کے جواب کا منتظر ہون۔

قولہ یہہ شخص محض نالائق ہے علمی لیاقت نہین رکھتا۔ **اقول** اے حضرت مجھے دنیا کی کسی حکمت اور دانائی کا دعوی نہین۔ اس جہان کی دانائیون اور چالاکیون کو مین کیا کرون۔ کہ وہ روح کو منور نہین کرسکتین۔ اندرونی غلاظتون کو دھو نہین سکتین عجز اور خاکساری کو پیدا نہین کرسکتین۔ بلکہ زنگ پر زنگ چڑھاتی اور کفر پر کفر بڑھاتی ہین۔ میرے لئے یہ بس ہے کہ عنایت الٰہی نے میری دستگیری کی اور وہ علم بخشا کہ مدارس سے نہین بلکہ آسمانی معلّم سے ملتا ہے۔ اگر مجھے اُمّی کہا جائے

برتاؤ اور زندگی اور ظاہر و باطن مین انوار نبوت ایسے رچ گئے تھے کہ گویا وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عکسی تصویرین تھے۔ سو یہہ بھاری معجزہ اندرونی تبدیلی کا جس کے ذریعہ سے محض بُت پرستی کرنے والے کامل خدا پرستی تک پہنچگئے اور ہر دم دنیا مین غرق رہنے والے محبوب حقیقی سے ایسا تعلق پکڑ گئے کہ اُسکی راہ مین پانی کی طرح اپنے خونون کو بہا دیا یہہ در اصل ایک صادق اور کامل نبی کی صحبت مین مخلصانہ قدم سے عمر بسر کرنیکا نتیجہ تھا۔ سو اسی بنا پر یہہ عاجز اس سلسلہ کے قائم رکھنے کے لیئے مامور کیا گیا ہے اور چاہتا ہے کہ صحبت مین رہنے والون کا سلسلہ اور بھی زیادہ وسعت سے بڑہا دیا جاوے اور ایسے لوگ دن رات صحبت مین رہین کہ جو ایمان اور محبت اور یقین کے بڑہانے کے لئے شوق رکھتے ہون اور اُنپر وہ انوار ظاہر ہون کہ جو اس عاجز پر ظاہر کیئے گئے ہین اور وہ ذوق

تو اس مین میری کیا کسرشان ہے۔ بلکہ جائے فخر کیونکہ میرا اور تمام خلق اللہ کا مقتدا جو عامۂ خلایق کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا وہ بھی اُمّی ہی تھا۔ مین اس کھوپری کو ہرگز قدر کے لائق نہین سمجھونگا جسمین علم کا گھمنڈ ہے مگر اُس کا ظاہر و باطن تاریکی سے بھرا ہوا ہے۔ قرآن شریف کو کھول کر گدہے کی مثال پر غور کرو کیا یہ کافی نہین؟

قوله مینے الہام کے بارہ مین اس سے چند سوال کئے کسی قدر بیمعنی جواب دیکر سکوت اختیار کیا۔ **اقول** مجھے یاد ہے کہ بہت پُر معنی جواب دیا گیا تھا اور ایسے شخص کے لیئے کہ جو کسی قدر عقل اور انصاف رکھتا ہو کافی تھا۔ مگر آپ نے نہ سمجھا اسمین کسکی پردہ دری ہے آپ کی یا کسی اور کی۔ وہی سوال کسی اخبار مین شایع کیجئے اور دوبارہ اپنی خوش فہمی کی آزمایش کرائیے۔

قوله ہرگز یقین نہین ہوسکتا کہ ایسی عمدہ تصانیف کے یہی حضرت مصنف ہین۔ **اقول** آپ کیا یقین کرینگے یہہ یقین تو اُن کفار کو بھی میسّر نہ آیا جنہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بچشم خود دیکھا تھا اور بباعث سخت محجوب ہونیکے کمالات نبوی اُنپر منکشف نہ ہوئے اور یہی کہتے رہے کہ یہ بلیغ کلمات جو اس کے مونہہ سے نکلتے ہین اور یہہ قرآن جو خلق اللہ کو سُنایا جاتا ہے یہ تمام عبارتین درحقیقت بعض اور لوگون کی تالیف ہین جو پوشیدہ طور پر صبح اور شام اسکو سکہلائے جاتے ہین اور ایک طور سے اُن کفار نے بھی سچ کہا اور مولویت کے مونہہ سے بھی سچ نکلا۔ کیونکہ بلاشبہ قرآن شریف کا کلام بلاغت اور حکمت مین آنحضرتؐ کی طاقت ذہنی سے بہت بلند بلکہ تمام مخلوقات کی طاقت سے برتر اور اعلی ہے۔ اور بجز علیم مطلق اور قادر کامل کے اور کسی سے وہ کلام بن نہین سکتا۔

آنحضرت عطا ہو جو اس عاجز کو عطا کیا گیا۔ تا اسلام کی روشنی عام طور پر دنیا میں پھیل جائے اور حقارت اور ذلّت کا سیہ داغ مسلمانوں کی پیشانی سے دھویا جائے۔ اسی کی بشارت دیکر خداوند نے مجھے بھیجا اور کہا کہ بخرام کے وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم اُفتاد۔

چوتھی شاخ اس کارخانہ کی وہ مکتوبات ہیں جو حق کے طالبوں یا مخالفوں کی طرف لکھے جاتے ہیں۔ چنانچہ ابتک عرصہ مذکورہ بالا میں نوّے ہزار سے بھی کچھ زیادہ خط آئے ہونگے۔

حاشیہ: ایسا ہی وہ کتابیں جو اس عاجز نے تالیف کر کے شائع کی ہیں درحقیقت یہہ تمام غیبی مدد کا نتیجہ ہے اور اس عاجز کی استعداد اور لیاقت سے برتر اور شکر کا مقام ہے کہ مولوی صاحب کی اس نکتہ چینی سے ایک پیشگوئی بھی جو براہین میں درج ہے پوری ہوئی۔ کہ بعض لوگ اس تالیف کو پڑھ کر کہیں گے کہ یہ کتاب اس شخص کی تالیف نہیں بل اعانہ علیہ قوم اٰخرون۔ (دیکھو براہین احمدیہ کا صفحہ ۲۳۹)

قولہ۔ سیّد احمد عرب جنکو میں ثقہ جانتا ہوں وہ مجھ سے بلا واسطہ بیان کرتے تھے کہ میں دو ماہ تک انکے پاس معتقدین خاص کے زمرہ میں رہا اور وقتاً فوقتاً بنظر تجسس و امتحان ہر ایک وقت خاص پر حاضر رہ کر جانچا تو معلوم ہوا کہ درحقیقت ان کے پاس آلات نجوم موجود ہیں وہ ان سے کام لیتے ہیں۔

اقول تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علے الکاذبین۔ میری طرف سے درحقیقت یہی جواب ہے جو میں نے آیات ربانی کے ذریعہ سے لکھدیا اور مجھے ہرگز یاد نہیں کہ وہ سیّد احمد صاحب کون بزرگ تھے کہ جو دو ماہ تک میرے پاس رہے۔ اس بات کا بار ثبوت مولوی صاحب کے ذمہ ہے کہ انکو میرے روبرو پیش کریں تا پوچھا جائے کہ انہوں نے کن آلات کو مشاہدہ کیا تھا اور جبکہ میں ابھی تک زندہ موجود ہوں اس حالت میں مولوی صاحب دو ماہ تک آپ ہی رہکر دیکھ لیں کسی دوسرے عربی یا عجمی کے توسط کی کیا ضرورت ہے۔

قولہ مجھے فقرات الہام پر غور کرنے سے ہرگز یقین نہیں آتا کہ وہ الہام ہیں۔ **اقول** ان لوگوں کو بھی یقین نہیں آیا تھا جن کے حق میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کذبوا بایاتنا کذابا۔

جن کا جواب لکھا گیا بجز بعض خطوط کے جو فضول یا غیر ضروری سمجھے گئے اور یہہ سلسلہ بھی بدستور جاری ہے اور ہر ایک مہینے میں غالباً تین سو سے سات سو یا ہزار تک خطوط کی آمد و رفت کی نوبت پہنچتی ہے

پانچوین شاخ اس کارخانہ کی جو خدا تعالیٰ نے اپنی خاص وحی اور الہام سے قایم کی مریدون اور بیعت کرنے والون کا سلسلہ ہے چنانچہ اُس نے اِس سلسلہ کے قایم کرنیکے وقت مجھے فرمایا کہ زمین مین طوفان ضلالت برپا ہے تو اس طوفان کے وقت مین یہ کشتی طیار کر جو شخص

فرعون کو یقین نہ آیا۔ یہودیون کے فقیہون فریسیون کو یقین نہ آیا۔ ابو جہل ابو لہب کو یقین نہ آیا۔ مگر اُن کو آیا جو دل کے عزیب اور نفس کے پاک تھے۔ ع این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ۔

قولہ مدعی ہونا کرامات کے خلاف ہی اور یہہ کہنا کہ جس کو انکار ہو وہ آکر دیکھے یہہ دعاوی باطلہ ہین۔

اقول یہ باتین انسان کی طرف سے نہین بلکہ اُس کی طرف سے ہین جسکو ہر ایک دعویٰ پہنچتا ہے پھر کون حق پرست ان کو باطل کہہ سکتا ہے۔ ہان یہ سچ ہے کہ ادعا کسی فوق القدرت بات کا کوئی نبی بھی نہین کر سکتا۔ مگر کیا ایسا ادعا توسط کسی نبی یا رسول یا محدّث کے خدا تعالیٰ کی طرف سے بھی جائز نہین۔؟

قولہ مین ملاقات کرنے سے بالکل بے عقیدہ ہو گیا ہون میری رائے مین جو موحد اُن سے ملاقات کریگا اُن کا معتقد نہ رہیگا۔ نماز ان کی آخیر وقت ہوتی ہے۔ جماعت کے پابند نہین۔

اقول مولوی صاحب کی بے عقیدگی کی تو مجھے پروا نہین۔ مگر اُن کے جھوٹھ اور افترا اور غایت درجہ کی بدظنیون پر سخت تعجب ہی۔ اے خداوند کریم اس اُمت پر رحم کر جسکے رہنما اور ہادی اور سرپرست ایسے ایسے مولوی سمجھے گئے ہین۔ اب ناظرین اس اعتراض پر بھی غور کرین جو بخل اور حسد کے جوش سے مولوی صاحب کے مونہہ سے نکلا ظاہر ہے کہ یہ عاجز صرف چند روز تک مسافرانہ طور پر علیگڈہ مین ٹھہرا تھا اور جو کچھ مسافرون کے لئے شریعت اسلام نے رخصتین عطا کی ہین اور اُن سے دائمی طور پر انحراف کرنا ایک الحاد کا طریق قرار دیا ہے اُن سب اُمور کی رعایت میرے لئے ایک ضروری امر تھا سو مینے وہی کیا جو کرنا چاہیئے تھا اور مین اس سے انکار نہین کرسکتا کہ مینے اُس چند روزہ اقامت کی حالت مین بعض دفعہ مسنون طور پر دو نمازون کو جمع کر لیا ہے اور کبھی ظہر کے آخیر وقت پر ظہر اور عصر دونون نمازون کو اکٹھی کر کے پڑھا ہے مگر حضرات معترضین

اس کشتی مین سوار ہوگا وہ غرق ہونیسے نجات پا جائیگا۔ اور جو انکار مین رہیگا اُس کیلئے موت درپیش ہے۔ اور فرمایا کہ جو شخص تیرے ہاتھ مین ہاتھ دیگا اُس نے تیرے ہاتھ مین نہین بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ مین ہاتھ دیا۔ اور اُس خداوند خدا نے مجھے بشارت دی کہ مین تجھے وفات دونگا اور اپنی طرف اوٹھالونگا۔ مگر تیرے سچے متبعین اور محبین قیامت کے دن تک رہین گے اور ہمیشہ منکرین پر اُنہین غلبہ رہیگا۔

یہہ پانچ طور کا سلسلہ ہے جو خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا۔ اگرچہ ایک سرسری نگاہ

حاشیہ

تو کبھی کبھی گھر مین ہی نمازون کو جمع کرکے پڑھ لیتے ہین اور بلا عذر و مطر پر عمل در آمد رہتا ہے مین اس سے بھی انکار نہین کرسکتا کہ مینے ان چند دنون مین مسجدون مین حاضر ہونے کا بکلی التزام نہین کیا۔ مگر باوجود اپنی علالت طبع اور سفر کی حالت کے بکلی ترک بھی نہین کیا۔ چنانچہ مولوی صاحب کو معلوم ہوگا کہ اُنکے پیچھے ہی جمعہ کی نماز پڑھی تھی جسکے ادا ہوجانے مین اب مجھے شک پڑ گیا۔ یہہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ مین ہمیشہ اپنے سفر کے دنون مین مسجدون مین حاضر ہونے سے کراہت ہی کرتا ہون۔ مگر معاذ اللہ اسکی وجہ کسل یا استخفاف احکام الٰہی نہین۔ بلکہ اصل وجہ یہہ ہے کہ اس زمانہ مین ہمارے ملک کی اکثر مساجد کا حال نہایت ابتر اور قابل افسوس ہو رہا ہے اگر ان مسجدون مین جاکر آپ امامت کا ارادہ کیا جائے تو وہ جو امامت کا منصب رکھتی ہین از بس ناراض اور پیلے پیلے ہوجاتے ہین۔ اور اگر اُنکا اقتدا کیا جائے تو نماز کے ادا ہوجانے مین مجھے شبہہ ہے کیونکہ علانیہ طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اُنہون نے امامت کا ایک پیشہ اختیار کر رکھا ہے اور وہ پانچ وقت جاکر نماز نہین پڑھتے بلکہ ایک دوکان ہے کہ ان وقتون مین جاکر کھولتے ہین۔ اور اسی دوکان پر ان کا اور ان کے عیال کا گذارہ ہے چنانچہ اس پیشہ کے عزل اور نصب کی حالت مین مقدمات تک نوبت پہنچتی ہے اور مولوی صاحبان امامت کی ڈگری کرانے کیلئے اپیل در اپیل کرتے پھرتے ہین۔ پس یہ امامت نہین یہہ تو حرام خوری کا ایک مکروہ طریقہ ہے کیا آپ بھی ایسے نفسانی پیچ مین پھنسے ہوئے نہین۔ پھر کیونکر کوئی شخص دیکھ بھال کر اپنا ایمان ضایع کرے۔ مساجد مین ایسے لوگون کا جمع ہونا جو احادیث نبویہ مین آخری زمانہ کے حالات مین بیان کیا گیا ہے وہ پیشگوئی انہین ملّا صاحبون سے متعلق ہے جو محراب مین کھڑے ہوکر زبان سے قرآن شریف پڑھتے ہین اور دلمین روپیان گنتے ہین۔ اور مین نہین جانتا کہ ظہر اور عصر یا مغرب اور عشا کو سفر کی حالتین جمع کرنا کب منع

والا آدمی صرف تالیف کے سلسلہ کو ضروری سمجھے گا اور دوسری شاخون کو غیر ضروری اور فضول خیال کریگا مگر خدا تعالیٰ کی نظر مین یہ سب ضروری ہین۔ اور جس اصلاح کے لئے اُسنے ارادہ فرمایا ہے۔ وہ اصلاح بجز استعمال ان پانچون طریقون کے ظہور پذیر نہین ہوسکتی۔ اگرچہ یہ تمام کاروبار خدا تعالےٰ کی خاص امداد اور خاص فضل پر چھوڑا گیا ہے اور اُس کے انجام تک پہنچانیکے لئے وہی کافی اور اُسی کے مبشرانہ وعدے اطمینان بخش ہین لیکن اُسی کے حکم اور تحریک سے مسلمانون کو امداد کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے جیسا خدا تعالیٰ کے تمام نبی جو گزر چکے ہین مشکلات پیش آمدہ کیوقت پر توجہ دلاتے رہے ہین سو اُسی توجہ دہی کی غرض سے کہتا ہون کہ یہ بات ظاہر ہے کہ ان پنجگانہ شاخون کے احسن طریق اور وسیع طور پر جاری رہنے کے لئے کسقدر مسلمانون کی جمہوری امداد درکار ہے مثلاً ایک تالیف کے ہی سلسلہ کو غور کر کے دیکھو کہ اگر ہم پوری پوری اشاعت کی غرض سے اس خدمت کو اپنے ذمہ لیں تو اُسکی تکمیل کے لئے کیا کچھ مالی وسائل کی ہمین ضرورت پڑیگی۔ کیونکہ اگر درحقیقت تکمیل اشاعت ہی ہماری غرض ہے تو ہمارا مدعا یہ ہونا چاہیئے کہ ہماری دینی تالیفات جو جواہرات تحقیق اور تدقیق سے پُر اور حق کے طالبون کو راہ راست پر کھینچنے والی ہین جلدی سے اور نیز کثرت سے ایسے لوگون کو پہنچ جائین جو بُری تعلیمون سے متاثر ہو کر مہلک بیماریون مین گرفتار یا قریب موت کے پہنچ گئے ہین اور ہر وقت یہہ امر ہماری مدنظر رہنا چاہیئے کہ جس ملک کی موجودہ حالت ضلالت کے سمّ قاتل سے نہایت خطرہ مین پڑ گئی ہو بلا توقف ہماری کتابین اُس ملک مین پھیل جائین۔ اور ہر ایک متلاشی حق کے ہاتھ مین وہ کتابین نظر آوین۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس مدعا کا بوجہہ اکمل و اتم اس طور سے حاصل ہونا ہرگز ممکن نہین کہ ہم ہمیشہ یہی امر پیش نہاد خاطر رکھین کہ ہماری کتابین فروخت کے ذریعہ سے شایع ہوتی رہین اور محض فروخت کیطور پر اپنا کتابون کو شایع کرنا اور نفسانی ملونی کیوجہہ سے دنیا کو دین مین گھسیڑ دینا نہایت نکما اور قابل اعتراض طریق ہے جسکی شامت کیوجہ سے نہ ہم جلدی سے اپنی کتابین دُنیا مین پھیلا سکتے ہین اور نہ کثرت سے وہ کتابین لوگون کو دیسکتے ہین بلاشبہہ یہ بات سچ اور بالکل سچ ہے کہ جس طرح ہم مثلاً

بقیہ حاشیہ: ہو گیا اور کسنے تاخیر کی حرمت کا فتویٰ دیا یہ عجیب بات ہے کہ آپکے نزدیک اپنے بھائی مردہ کا گوشت کہانا تو حلال ہے مگر سفر کی حالت مین ظہر اور عصر کو ایک جگہہ پڑہنا قطعاً حرام اتقوا اللّٰہ ایھا المؤحدون فان الموت قریب واللّٰہ یعلم ما تکتمون۔ منہ

ایک لاکھ کتاب کو مفت تقسیم کرنے کی حالت مین صرف بیس روز مین وہ سب کتابین دُور دُور ملکون مین پہنچا سکتے ہین اور عام طور پر ہر ایک فرقہ مین اور ہر ایک جگہ پھیلا سکتے اور ہر ایک حق کے طالب اور راستی کے متلاشی کو دے سکتے ہین ایسی اور اس طرح کی اعلیٰ درجہ کی کارروائی قیمت پر دینے کی حالت میں شاید بیس برس کی مدت تک بھی ہم نہین کر سکین گے۔ فروخت کیحالتمین کتابوں کو صندوقوں میں بند کر کے ہمکو خریدارون کی راہ دیکھنا چاہیئے کہ کب کوئی آتا ہی یا خط بھیجتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس انتظار دراز کے زمانہ مین ہم آپ ہی اس دُنیا سے رخصت ہوجائین اور کتابین صندوقون مین بند کی بند ہی رہین۔ سو چونکہ فروخت کا دائرہ نہایت تنگ اور اصل مدعا کا سخت حارج اور چند سال کے کام کو صدہا برسوں پر ڈالتا ہے اور مسلمانوں میں سے ایسا کوئی فراخ حوصلہ اور عالی ہمت امیر بھی ابتک اس طرف متوجہ نہین ہوا کہ ہماری تالیفات جدیدہ کے بہت سے نسخے خرید کر کے محض للہ تقسیم کیا کرتا۔ اور اسلام مین عیسائی مشن کیطرح کوئی ایسی سوسائیٹی بھی نہین جو اس کام کے لئے مدد دے سکے ✻ اور عمر کا بھی اعتبار نہین تاہم لمبی عمر کی امید پر کسی دور دراز وقت کے منتظر رہین لہذا مینے اپنی تمام تالیفات مین ابتدا سے التزامی طور پر یہی مقرر کر رکھا ہے کہ جہاں تک بس چل سکتا ہے بہت سا حصہ کتابون کا مفت تقسیم کر دیا جائے تا جلدی سے اور عام طور پر یہ کتابین جو سچائی کے نور سے بھری ہوئی ہین دُنیا مین پھیل جائین۔ مگر چونکہ میری ذاتی مقدرت ایسی نہین تھی کہ مین اس بارِ عظیم کو تن تنہا اُٹھا سکتا۔ اور دوسری شاخون کے مصارف عظیمہ بھی اس شاخ کے ساتھ لاحق تھے اس لئے یہ کام طبع تالیفات کا ایک حد تک چلکر آگے رُک گیا جو آج تک رُکا ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کی تمام شاخون کو ایک ہی نظر سے دیکھا ہے اور بنظر مساوات ان سب کی تکمیل اور ان سب کا قیام چاہتا ہے لیکن ان پنجگانہ شاخون کے مصارف اس قدر ہیں کہ جنکے لئے مخلصین کی خاص توجہ اور ہمدردی کی ضرورت ہے۔ اگر مین ان دینی مصارف

✻ بیان کیا جاتا ہے کہ برٹش اور فارن بائبل سوسائیٹی نے ابتدا قیام سے یعنی گذشتہ ۲۱ سال کے عرصہ مین عیسائی مذہب کی تائید مین سات کروڑ سے کچھ زیادہ اپنی مذہبی کتابین تقسیم کر کے دنیا مین پھیلائی ہین اسوقت کے ذی مقدرت مگر کاہل مسلمانون کو یہ مضمون جو اکتوبر اور نومبر ۱۸۹۰ء کے اخبارات مین چھپ کر شایع ہوا ہے بنظر غور و شرم پڑھنا چاہیئے کہ کیا یہ کتابین بیچنے والوںکے ہاتھ سے شایع ہوئی ہین یا ایک قوم کی سرگرم سوسائیٹی نے اپنے دین کی امداد مین مفت بانٹی ہین۔ منہ

کی مفصل حقیقت لکھون تو بہت طول ہو جائیگا۔ مگر اُسے بہائیو تم نمونہ کے طور پر صرف واردین اور صادرین کے ہی سلسلہ پر نظر ڈال کر دیکھو کہ ابتک سات سال کے عرصہ مین ساٹھ ہزار کے قریب یا اُس سے کچھہ زیادہ مہمان آیا ہے۔ اب تم اندازہ کر سکتے ہو کہ ان عزیز مہمانون کی خدمت اور دعوت اور ضیافت مین کیا کچھہ خرچ ہوا ہوگا اور اُن کے سرما اور گرما کے آرام کے لئے ضروری طور پر کیا کچھہ بنانا پڑا ہوگا بیشک ایک دور اندیش آدمی تعجب مین پڑیگا کہ اسقدر گروہ کثیر کی مہمانداری کے تمام لوازم اور مراتب وقتاً فوقتاً کیونکر انجام پذیر ہوسے ہون گے۔ اور آئندہ کس بناء پر ایسا بڑا کام جاری ہے۔ ایسا ہی وہ بیس[۲۰] ہزار اشتہار جو انگریزی اور اُردو مین چھاپے گئے اور پھر بارہ[۱۲] ہزار سے کچھ زیادہ مخالفین کے سرگروہون کے نام رجسٹری کرا کر بھیجے گئے اور ملک ہند مین ایک بھی ایسا پادری نہ چھوڑا جسکے نام وہ رجسٹری شدہ اشتہار نہ بھیجے گئے ہون بلکہ یورپ اور امریکہ کے ممالک مین بھی یہہ اشتہارات بذریعہ رجسٹری بھیجکر حجت کو تمام کر دیا گیا۔ کیا ان اخراجات پر غور کرنیسے یہہ تعجب کا مقام نہین کہاس بضاعت مزجاۃ کے ساتھ کیونکر تحمل ان مصارف کا ہو رہا ہے۔ اور یہ تو بڑے بڑے اخراجات مین اگر اُن اخراجات کو ہی جانچا جائے کہ جو ہر مہینہ مین خطوط کے بھیجنے مین اُٹھانے پڑتے ہین تو وہ بھی ایسی رقم کثیر نکلیگی جس کے مسلسل جاری رہنے کیلئے ابھی تک کوئی امدادی سبیل نہین۔ اور جو لوگ سلسلہ بیعت مین داخل ہو کر حق کی طلب کی غرض سے اصحاب الصفہ کی طرح میرے پاس ٹھہرنا چاہتے ہین اُن کے گذارہ کے لئے بھی مجھے آسمان کیطرف نظر ہے۔ اور مین جانتا ہون کہ ان پنجگانہ شاخون کے قایم رکھنے کی سبیل آپ وہ قادر مطلق نکال دیگا جسکے ارادہ خاص سے اس کارخانہ کی بنا ہے۔ مگر بنظر تبلیغ ضروری ہے کہ قوم کو اس سے مطلع کر دین۔ مینے سُنا ہے کہ بعض ناواقف یہ الزام میری نسبت شایع کرتے ہین کہ کتاب براہین احمدیہ کی قیمت اور کسی قدر چندہ بھی قریب تین ہزار روپیہ کے لوگون سے وصول ہوا مگر ابتک کتاب بتمام وکمال طبع نہین ہوئی۔ مین اس کے جواب مین اُنپر واضح کرتا ہون کہ روپیہ جو لوگون سے وصول ہوا وہ صرف تین ہزار نہین بلکہ علاوہ اسکے اور روپیہ بھی شاید قریب دس[۱۰] ہزار کے آیا ہوگا کہ جو نہ کتاب کے لئے چندہ تھا اور نہ کتاب کی قیمت مین دیا گیا بلکہ بعض دعا کے خواستگارون نے محض نذر کے طور پر دیا یا بعض دوستون نے محض محبت کی راہ سے خدمت کی سو وہ سب اس کارخانہ کے لابدی اور پیش آمدہ کامون مین وقتاً فوقتاً خرچ ہوتا رہا اور چونکہ حکمت الٰہی نے سلسلہ تالیف کتاب کو تاخیر مین ڈالا ہوا تھا اس واسطے اس کے

لئے دوسری اہم شاخون سے جو بامر الٰہی قایم ہیں کچھہ بحث نکل نہ سکی اور تاخیر طبع کتاب مین حکمت
یہی تھی کہ تا اس فترت کی مدت مین بعض دقایق وحقایق مولف پر کامل طور سے کھل جائیں۔ اور نیز
مخالفین کا سارا بخار باہر نکل آوے۔ اب جو ارادہ الٰہی پھر اس طرف متعلق ہوا کہ بقیہ تالیفات کی تکمیل ہو
تو اس نے اس مضمون دعوت کے لکھنے کی طرف مجھے توجہ دی سو اس وقت مجھکو تکمیل تالیفات کی سخت
ضرورت ہے۔ براہین کا بہت سا حصہ ہنوز طبع کے لایق ہے اگر وہ طیار ہو جائے تو خریدارون
کو اور اُن سب کو پہنچایا جائے۔ جنکو محض للہ پہلے حصے دئیے گئے ہین اور آئیندہ دینے کا وعدہ ہے
ایسا ہی دوسرے رسائل جیسے اَشِعَّةُ القُرآن۔ سِراجِ مُنِیر۔ تجدیدِ دِین۔ اربعین
فِی عَلامَاتِ المُقَرَّبِین۔ اور قرآن شریف کی ایک تفسیر لکھنے کا بھی ارادہ ہے اور یہی دل مین
جوش ہے کہ عیسائی وغیرہ مذاہب باطلہ کے رد مین اور اُن کے اخبارات کے مقابل پر ماہواری
ایک رسالہ نکلا کرے اور ان سب کامون کے مسلسل اجرا کے لئے بجز انتظام سرمایہ اور مالی امداد
کے اور کوئی روک درمیان نہین۔ اگر ہمکو یہہ میسر آجائے کہ ایک مطبع ہمارا ہو اور ایک کاپی نویس ہمیشہ
کے لئے ہمارے پاس رہے اور تمام ضروری مصارف کی وجوہ ہمین حاصل ہون یعنی جو کچھہ کاغذات
اور چھپوائی اور کاپی نویسون کی تنخواہ مین خرچ ہوتا ہے وہ سارے اخراجات وقتاً فوقتاً ہم پہنچتے رہین
تو ان پنج شاخون مین سے اس ایک شاخ کی پوری طور پر نشوونما پانیکا کافی انتظام ہو جائیگا۔
اسے ملک ہند کیا تجھہ مین کوئی ایسا باہمت امیر نہین کہ اگر اور نہین تو
فقط اسی شاخ کے اخراجات کا متحمل ہو سکے اگر پانچ مومن ذی مقدرت اس وقت کو
پہچان لین تو ان پانچ شاخون کا اہتمام اپنے اپنے ذمہ لے سکتے ہین۔ اسے خداوند خدا تو آپ ان دلونکو جگا
اسلام پر ابھی ایسی مفلسی طاری نہین ہوئی تنگدلی ہے۔ ایسی تنگدستی نہین اور وہ لوگ جو کامل استطاعت
نہین رکھتے وہ بھی اس طور پر اس کارخانہ کی مدد کر سکتے ہین جو اپنی اپنی طاقت مالی کے موافق ماہواری
امداد کے طور پر عہد پختہ کے ساتھ کچھہ کچھہ رقوم نذر اس کارخانہ کی کیا کرین کسل اور سرد مہری اور
بدظنی سے کبھی دین کو فائدہ نہین پہونچتا بدظنی ویران کرنے والی گھرونکی اور تفرقہ مین ڈالنے والی
دلون کی ہے۔ دیکھو جنہون نے انبیا کا وقت پایا۔ انہون نے دین کی اشاعت کے لئے
کیسی کیسی جانفشانیان کین جیسے ایک لکھپتی نے دین کی راہ مین اپنا پیارا مال حاضر کیا ایسا
ہی ایک فقیر دریوزہ گر نے اپنی مرغوب ٹکڑون سے بھری ہوئی زنبیل پیش کر دی اور ایسا ہی

گئے گئے جب تک کہ خدا تعالیٰ کیطرف سے فتح کا وقت آگیا مسلمان بننا آسان نہین۔ مومن کا لقب پانا سہل نہین۔ سو اسے لوگو اگر تم مین وہ راستی کی روح ہی جو مومنون کو دیجاتی ہے۔ تو اس میری دعوت کو سرسری نگاہ سے مت دیکھو۔ نیکی حاصل کرنیکی فکر کرو کہ خدا تعالیٰ تمہیں آسمان پر دیکھ رہا ہے کہ تم اس پیغام کو سُنکر کیا جواب دیتے ہو۔

اے مسلمانو! جو اولوالعزم مومنون کے آثار باقیہ ہو اور نیک لوگون کی ذریت ہو انکار اور بدظنی کی طرف جلدی مت کرو اور اُس خوفناک وبا سے ڈرو جو تمہارے ارد گرد پھیل رہی ہے اور بیشمار لوگ اُس کے دامِ فریب مین آگئے ہین تم دیکھتے ہو کہ کس قدر زور سے دین اسلام کے مٹانے کے لیے کوشش ہو رہی ہے۔ کیا تم پر یہ حق نہین کہ تم بھی کوشش کرو۔ اسلام انسانکی طرف سے نہین کہ تا انسانی کوششوں سے برباد ہو سکے مگر افسوس اُنپر ہے کہ جو اسکی بیخ کنی کے لئے درپے ہین اور پھر دوسرا افسوس اُنپر ہے جو اپنی عورتون اور اپنے بچون اور اپنے نفس کی عیاشیون کے لئے تو اُن کے پاس سب کچھ ہے مگر اسلام کے حصّہ کا اُنکی جیب مین کچھ نہین۔ کاہلو تم پر افسوس! کہ آپ تو تم اعلاءِ کلمہ اسلام اور دینی انوار کے دکھلانیکی کچھ قوت نہین رکھتے مگر خدا تعالیٰ کے قائم کردہ کارخانہ کو بھی جو اسلام کی چمکار ظاہر کرنے کے لئے آیا ہے شکر کے ساتھ قبول نہین کر سکتے۔ آجکل اسلام اُس چراغ کی طرح ہے جو ایک صندوق مین بند کر دیا جائے یا اُس چشمۂ شیرین کی طرح ہے جو خس و خاشاک سے چھپا دیا جائے۔ اسی وجہ سے اسلام تنزّل کیحالت مین پڑا ہوا ہے اُس کا خوبصورت چہرہ دکھائی نہین دیتا اُس کا دلکش اندام نظر نہین آتا مسلمانون کا فرض تھا۔ کہ اُسکی محبوبانہ شکل دکھلانے کے لئے جان توڑ کر کوشش کرتے اور مال کیا بلکہ خون کو بھی پانی کی طرح بہاتے مگر اُنہون نے ایسا نہین کیا۔ وہ اپنے غایت درجہ کی نادانی سے اس غلطی مین پھنسے ہوئے ہین کہ کیا پہلی تالیفات کافی نہین۔ نہین جانتے کہ جدید فسادون کے دور کرنے کے لئے جو جدید در جدید پیرایئون مین ظاہر ہوتے جاتے ہین مدافعت بھی جدید طور کی ہی ضروری ہے اور نیز ہر ایک زمانہ کی تاریکی پھیلنے کیوقت مین جو نبی اور رسول اور مصلح آتے رہے کیا اُس وقت پہلی کتابین نہین تھین۔ سو بھائیو یہہ تو ضروری ہے کہ تاریکی پھیلنے کیوقتمین روشنی آسمان سے اُترے۔ مین اسی مضمون مین بیان کر چکا ہون۔ کہ خدا تعالیٰ سورۃ القدر مین بیان فرماتا ہے بلکہ مومنین کو بشارت دیتا ہے کہ اُس کا کلام اور اُس کا نبی لیلۃ القدر مین آسمان سے اُتارا گیا ہے۔

اور ہر ایک مصلح اور مجدد جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے وہ لیلۃ القدر ہی میں اُترتا ہے۔ تم سمجھتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا چیز ہے؟ لیلۃ القدر اُس ظلمانی زمانہ کا نام ہے جس کی ظلمت کمال کی حد تک پہنچ جاتی ہے! اس لئے وہ زمانہ بالطبع تقاضا کرتا ہے کہ ایک نور نازل ہو جو اُس ظلمت کو دور کرے اس زمانہ کا نام بطور استعارہ کے لیلۃ القدر رکھا گیا ہے مگر درحقیقت یہ رات نہیں ہے یہ ایک زمانہ ہے جو بوجہ ظلمت رات کا ہمرنگ ہے۔ نبی کی وفات یا اُس کے روحانی قائم مقام کی وفات کے بعد جب ہزار مہینہ جو بشری عمر کے دور کو قریب الاختتام کرنے والا اور انسانی حواس کے الوداع کی خبر دینے والا ہے گذر جاتا ہے تو یہ رات اپنا رنگ جمانے لگتی ہے تب آسمانی کارروائی سے ایک یا کئی مصلحوں کی پوشیدہ طور پر تخم ریزی ہو جاتی ہے۔ جو نئی صدی کے سر پر ظاہر ہونے کے لئے اندر ہی اندر طیار ہو رہتے ہیں۔ اسی کی طرف اللہ جلّ شانہٗ اشارہ فرماتا ہے کہ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ یعنی اس لیلۃ القدر کے نور کو دیکھنے والا اور وقت کے مصلح کی صحبت سے شرف حاصل کرنیوالا اُس اسّی برس کے بڈھے سے اچھا ہے جس نے اس نورانی وقت کو نہیں پایا۔ اور اگر ایک ساعت بھی اس وقت کو پالیا ہے تو یہ ایک ساعت اُس ہزار مہینے سے بہتر ہے جو پہلے گذر چکے۔ کیوں بہتر ہے؟ اس لئے کہ اس لیلۃ القدر میں خدا تعالیٰ کے فرشتے اور روح القدس اُس مصلح کے ساتھ ربّ جلیل کے اذن سے آسمان سے اُترتے ہیں۔ نہ عبث طور پر بلکہ اس لئے کہ مستعد دلوں پر نازل ہوں اور سلامتی کی راہیں کھولیں سو وہ تمام راہوں کے کھولنے اور تمام پردوں کے اُٹھانے میں مشغول رہتے ہیں یہانتک کہ ظلمتِ غفلت دور ہو کر صبح ہدایت نمودار ہو جاتی ہے۔

اب اے مسلمانو غور سے ان آیات کو پڑھو کہ کس قدر خدا تعالیٰ اُس زمانہ کی تعریف بیان فرماتا ہے جس میں ضرورت کے وقت پر کوئی مُصلح دنیا میں بھیجتا ہے۔ کیا تم ایسے زمانہ کا قدر نہیں کرو گے کیا تم خدا تعالیٰ کے فرمودوں کو بنظر استہزا دیکھو گے؟؟

سو اے اسلام کے ذی مقدرت لوگو! دیکھو! میں یہ پیغام آپ لوگوں تک پہنچا دیتا ہوں کہ آپ لوگوں کو اس اصلاحی کارخانہ کی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نکلا ہے اپنے سارے دل اور ساری توجہ اور سارے اخلاص سے مدد کرنی چاہئے۔ اور اُس کے سارے پہلوؤں کو بنظر عزت دیکھ کر بہت جلد حق خدمت ادا کرنا چاہئے۔ جو شخص اپنی حیثیت کے موافق کچھ ماہواری دینا چاہتا ہے وہ اُس

کو حق واجب اور دین لازم کی طرح سمجھکر خود بخود ماہوار اپنی فکر سے ادا کرے اور اس فریضہ کو خالصتاً للہ نذر مقرر کر کے اس کے ادا مین تخلف یا سہل انگاری کو روا نہ رکھے۔ اور جو شخص یکمشت امداد کے طور پر دینا چاہتا ہے وہ اسی طرح امداد کرے لیکن یاد رہے کہ اصل مدعا جسپر اس سلسلہ کے بلا انقطاع چلنے کی امید ہے وہی انتظام ہے کہ سچے خیرخواہ دین کے اپنی بضاعت اور اپنی بساط کے لحاظ سے ایسی سہل رقمین ماہواری کے طور پر ادا کرنا اپنے نفس پر ایک حتمی وعدہ ٹھہرالین جنکو بشرطِ نہ پیش آنے کسی اتفاقی مانع کے باسانی ادا کرسکین۔ ہاں جس کو اللہ جل شانہ توفیق اور انشراح صدر بخشے وہ علاوہ اس ماہواری چندہ کے اپنی وسعت ہمت اور اندازہ مقدرت کے موافق یکمشت کے طور پر بھی مدد کرسکتا ہے۔ اور تم اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلہ بیعت مین داخل ہو اور اپنی زندگی اپنا آرام اپنا مال اس راہ مین فدا کر رہے ہو اگرچہ مین جانتا ہون کہ مین جو کچھ کہون تم اُسے قبول کرنا اپنی سعادت سمجھوگے۔ اور جہانتک تمہاری طاقت ہے دریغ نہین کروگے لیکن مین اس خدمت کے لئے معین طور پر اپنی زبان سے تم پر کچھہ فرض نہین کرسکتا تا کہ تمہاری خدمتین نہ میرے کہنے کی مجبوری سے بلکہ اپنی خوشی سے ہون۔ میرا دوست کون ہے؟ اور میرا عزیز کون؟ وہی جو مجھے پہچانتا ہے۔ مجھے کون پہچانتا ہے؟ صرف وہی جو مجھپر یقین رکھتا ہے کہ مین بھیجا گیا ہون اور مجھے اُس طرح قبول کرتا ہے جس طرح وہ لوگ قبول کئے جاتے ہین جو بھیجے گئے ہون۔ دنیا مجھے قبول نہین کرسکتی کیونکہ مین دنیا مین سے نہین ہون۔ مگر جنکی فطرت کو اُس عالم کا حصہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہین اور کرینگے۔ جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اُس کو چھوڑتا ہے جسنے مجھے بھیجا ہے۔ اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اُس سے کرتا ہے جسکی طرف سے مین آیا ہون۔ میرے ہاتھ مین ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اُس روشنی سے حصہ لیگا۔ مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت مین ڈال دیا جائیگا۔ اس زمانہ کا حصن حصین مین ہون جو مجھ مین داخل ہوتا ہے وہ چورون اور قزاقون اور درندون سے اپنی جان بچائے گا مگر جو شخص میری دیوارون سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اُس کو موت درپیش ہے! اور اُس کی لاش بھی سلامت نہین رہیگی۔ مجھ مین کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور کجی کو چھوڑتا اور راستی پر قدم مارتا ہے اور

شیطان کی غلامی سے آزاد ہونا اور خدا تعالیٰ کا ایک بندۂ مطیع بن جاتا ہے۔ ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ مین ہے۔ اور مین اُسمین ہون۔ مگر ایسا کرنے پر فقط وہی قادر ہوتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نفس مزکی کے سایہ مین ڈال دیتا ہے۔ تب وہ اُس کے نفس کی دوزخ کے اندر اپنا پیر رکھ دیتا ہے تو وہ ایسا ٹھنڈا ہو جاتا ہے کہ گویا اُسمین کبھی آگ نہین تھی تب وہ ترقی پہ ترقی کرتا ہے۔ یہان تک کہ خدا تعالیٰ کی روح اُس مین سکونت کرتی ہے۔ اور ایک تجلّی خاص کے ساتھ رب العلمین کا استوا اُسکے دل پر ہوتا ہے تب پرانی انسانیت اُس کی جل کر ایک نئی اور پاک انسانیت اُسکو عطا کیجاتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ بھی ایک نیا خدا ہو کر نئے اور خاص طور پر اُس سے تعلق پکڑتا ہے اور بہشتی زندگی کا تمام پاک سامان اسی عالم مین اسکو مل جاتا ہے ؎

اسجگہ مَین اسبات کے اظہار اور اس شکر کے ادا کرنے کے بغیر رہ نہین سکتا کہ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم نے مجھے اکیلا نہین چھوڑا۔ میرے ساتھ تعلق اخوت پکڑنیوالے اور اس سلسلہ مین داخل ہونے والے جسکو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے محبت اور اخلاص کے رنگ سے ایک عجیب طرز پر رنگین ہین۔ نہ مینے اپنی محنت سے بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے یہ صدق سے بھری ہوئی روحین مجھے عطا کی ہین۔ سب سے پہلے مین اپنے ایک روحانی بھائی کے ذکر کرنیکے لئے دل مین جوش پاتا ہوں۔ جن کا نام اُنکے نور اخلاص کی طرح نور دین ہے مین ان کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلاء کلمہ اسلام کے لئے وہ کر رہے ہین ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہون کہ کاش وہ خدمتین مجھ سے بھی ادا ہو سکتین۔ اُن کے دل مین جو تائید دین کے لئے جوش بھرا ہے اُس کے تصور سے قدرت الٰہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے کہ وہ کیسے اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے وہ اپنے تمام مال اور تمام زور اور تمام اسباب مقدرت کے ساتھ جو اُن کو میسّر ہین ہر وقت اللہ رسول کی اطاعت کے لئے مستعد کھڑے ہین اور مین تجربہ سے نہ صرف حسن ظن سے یہ علم صحیح واقعی رکھتا ہون کہ اُنہین میری راہ مین مال کیا بلکہ جان اور عزت تک دریغ نہین۔ اور اگر مین اجازت دیتا تو وہ سب کچھ اس راہ مین فدا کر کے اپنی روحانی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اور ہر دم صحبت مین رہنے کا حق ادا کرتے۔ اُن کے بعض خطوط کی چند سطرین بطور نمونہ ناظرین کو دکھلاتا ہوں تا اُنہین معلوم ہو کہ میرے پیارے بھائی

مولوی حکیم نور الدین بھیروی معالج ریاست جموں نے محبت اور اخلاص کے مراتب مین کہاں تک ترقی کی ہے۔ اور وہ سطرین یہہ ہین۔ مولنا مرشدنا۔ امامنا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ عالیجناب میری دُعا یہ ہے کہ ہر وقت حضور کیجناب مین حاضر رہوں اور امام زمان سے جس مطلب کیواسطے وہ مجدد کیا گیا وہ مطالب حاصل کرون۔ اگر اجازت ہو تو مین نوکری سے استعفا دیدون اور دن رات خدمت عالی مین پڑا رہون یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دُنیا مین پھروں اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلاؤن اور اسی راہ مین جان دوں۔ مین آپکی راہ مین قربان ہوں۔ میرا جو کچھہ ہے میرا نہین آپکا ہے حضرت پیر و مرشد مین کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت مین خرچ ہو جائے تو مین مراد کو پہنچگیا۔ اگر خریدار براہین کے توقف طبع کتاب سے مضطرب ہوں تو مجھے اجازت فرمائیے کہ یہہ ادنیٰ خدمت بجالاؤں کہ اُنکی تمام قیمت ادا کردہ اپنے پاس سے واپس کر دون۔ حضرت پیر و مرشد نابکار شرمسار عرض کرتا ہے اگر منظور ہو تو میری سعادت ہے میرا منشاء ہے کہ براہین کے طبع کا تمام خرچ میرے پر ڈال دیا جائے پھر جو کچھہ قیمت مین وصول ہو وہ روپیہ آپ کی ضروریات مین خرچ ہو مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے اور سب کچھہ اس راہ مین فدا کرنیکے لئے طیار ہوں۔ دعا فرماوین کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو۔

مولوی صاحب ممدوح کا صدق اور ہمت اور اُنکی غمخواری اور جان نثاری جیسے اُنکے قال سے ظاہر ہے اُس سے بڑہ کر اُن کے حال سے اُنکی مخلصانہ خدمتوں سے ظاہر ہو رہا ہے اور وہ محبت اور اخلاص کے جذبہ کاملہ سے چاہتے ہین کہ سب کچھہ یہاں تک کہ اپنے عیال کی زندگی بسر کرنے کی ضروری چیزین بھی اسی راہ مین فدا کر دین اُنکی روح محبت کے جوش اور مستی سے اُن کی طاقت سے زیادہ قدم بڑہانیکی تعلیم دیرہی ہے۔ اور ہر دم اور ہر آن خدمت مین لگے ہوئے ہین * لیکن

* حضرت مولوی صاحب علوم فقہ اور حدیث اور تفسیر مین اعلیٰ درجہ کے معلومات رکھتے ہین فلسفہ اور طبعی قدیم اور جدید پر نہایت عمدہ نظر ہے۔ فن طبابت مین ایک حاذق طبیب ہین ہر ایک فن کی کتابین بلاد مصر

یہ نہایت درجہ کی بیرحمی ہے کہ ایسے جان نثار پر وہ سارے فوق الطاقت بوجھ ڈال دیئے جائیں جنکو اُٹھانا ایک گروہ کا کام ہے۔ بیشک مولوی صاحب اس خدمت کو بہم پہونچانیکے لئے تمام جائداد سے دست بردار ہو جانا اور ایوب نبی کی طرح یہہ کہنا کہ "مین اکیلا آیا اور اکیلا جاؤنگا" قبول کرلینگے لیکن یہ فریضہ تمام قوم میں مشترک ہی اور سب پر لازم ہے کہ اس پُرخطر اور پُرفتنہ زمانہ مین کہ جو ایمان کے ایک نازک رشتہ کو جو خدا اور اُس کے بندے مین ہونا چاہیئے بڑے زور شور کے ساتھ جھٹکے دیکر ہلا رہا ہے اپنے اپنے حسن خاتمہ کی فکر کرین اور وہ اعمال صالحہ جن پر نجات کا انحصار ہے اپنے پیارے مالون کے فدا کرنے اور پیارے وقتون کو خدمت مین لگانے سے حاصل کرین۔ اور خدا تعالیٰ کے اُس غیر متبدل اور مستحکم قانون سے ڈرین جو وہ اپنی کلام عزیز مین فرماتا ہی۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ یعنی تم حقیقی نیکی کو جو نجات تک پہنچاتی ہے ہرگز پا نہین سکتے بجز اس کے کہ تم خدا تعالیٰ کی راہ مین وہ مال اور وہ چیزین خرچ کرو جو تمہاری پیاری ہین۔

اس جگہہ مین اپنے چند اور دلی دوستون کا بھی ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہون جو اس الٰہی سلسلہ مین داخل اور میرے ساتھ سرگرمی سے دلی محبت رکھتے ہین۔ انہاجملہ اخویم **شیخ محمد حسین مرادآبادی** ہین۔ جو اس وقت مرادآباد سے قادیان مین آکر اس مضمون کی کاپی محض للہ لکھ رہے ہین۔ شیخصاحب ممدوح کا صاف سینہ مجھے ایسا نظر آتا ہے جیسا آئینہ وہ مجھسے محض للہ غایت درجہ کا خلوص و محبت رکھتے ہین اُن کا دل حُبّ للہ سے پُر ہے اور نہایت عجیب مادہ کے آدمی ہین۔ مین انہین مرادآباد کے لئے ایک شمع منور سمجھتا ہون اور امید رکھتا ہون کہ وہ محبت اور اخلاص کی روشنی جو اُن مین ہے وہ کسی دن دوسرون مین بھی سرایت کریگی۔ شیخصاحب اگرچہ قلیل البضاعت ہین مگر دل کے سخی اور منشرح الصدر ہین ہر طرحسے اس عاجز کی خدمت مین مشغول رہتے ہین۔ اور محبت سے بھرا ہوا اعتقاد ان کے رگ و ریشہ مین رچا ہوا ہے۔

انہاجملہ اخویم **حکیم فضل دین بھیروی** ہین۔ حکیم صاحب ممدوح جسقدر مجھ سے محبت اور اخلاص

حاشیہ:

وعرب و شام و یورپ سے منگوا کر ایک نادر کتب خانہ طیار کیا ہے اور جیسے اور علوم مین فاضل جلیل ہین مناظرات دینیہ مین بھی نہایت درجہ نظر وسیع رکھتے ہین بہت سی عمدہ کتابون کے مولف ہین۔ حال مین کتاب تصدیق براہین احمدیہ بھی حضرت ممدوح نے ہی تالیف فرمائی ہے جو ہر ایک محققانہ طبیعت کے آدمی کی نگاہ مین جواہرات سے بھی زیادہ بیش قیمت ہے۔ منہ

اور حسن ارادت اور اندرونی تعلق رکھتے ہیں میں اس کے بیان کرنے سے قاصر ہوں وہ میرے سچے خیرخواہ اور دلی ہمدرد اور حقیقت شناس مرد ہیں۔ بعد اس کے جو خدا تعالیٰ نے اس اشتہار کے لکھنے کیلئے مجھے توجہ دی اور اپنی الہامات خاصہ سے امیدیں دلائیں میں نے کئی لوگوں سے اس اشتہار کے لکھنے کا تذکرہ کیا کوئی مجھ سے متفق الرائے نہیں ہوا۔ لیکن میرے یہ عزیز بھائی بغیر اس کے کہ میں ان سے ذکر کرتا خود مجھے اس اشتہار کے لکھنے کے لئے محرک ہوئے اور اس کے اخراجات کیواسطے اپنی طرف سے سو روپیہ دیا میں انکی فراست ایمانی سے متعجب ہوں کہ ان کے ارادہ کو خدا تعالیٰ کے ارادہ سے توارد ہو گیا۔ وہ ہمیشہ درپردہ خدمت کرتے رہتے ہیں۔ اور کئی سو روپیہ پوشیدہ طور پر محض ابتغاءً لمرضات اللہ اس راہ میں دے چکے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں جزاء خیر بخشے۔

ازانجملہ میرے نہایت پیارے بھائی اپنی جدائی سے ہمارے دل پر داغ ڈالنے والے میرزا عظیم بیگ صاحب مرحوم و مغفور رئیس سامانہ علاقہ پٹیالہ کے ہیں جو دوسری ربیع الثانی ۱۳۰۸ھ میں اس جہان فانی سے انتقال کر گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَلْعَیْنُ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ یَحْزَنُ وَاِنَّا بِفِرَاقِہٖ لَمَحْزُوْنُوْنَ۔ میرزا صاحب مرحوم جسقدر مجھ سے محض للہ محبت رکھتے اور جسقدر مجھ میں فنا ہو رہے تھے میں کہاں سے ایسے الفاظ لاؤں تا اُس عشقی مرتبہ کو بیان کر سکوں اور جسقدر اُن کی بیوقت مفارقت سے مجھے غم اور اندوہ پہنچا ہے میں اپنے گزشتہ زمانہ میں اُسکی نظیر بہت ہی کم دیکھتا ہوں وہ ہمارے قطع اور ہمارے میر منزل ہیں جو ہمارے دیکھتے دیکھتے ہم سے رخصت ہو گئے جب تک ہم زندہ رہینگے انکی مفارقت کا غم ہمیں کبھی نہیں بھولے گا۔

؎ دردلیست در دلم کہ گر از پیش آب چشم ۞ بردارم آستین برود تا بدامنم۔ انکی مفارقت کی یاد سے طبیعت میں اُداسی اور سینہ میں قلق کے غلبہ سے کچھ خلش اور دل میں غم اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ ان کا تمام وجود محبت سے بھر گیا تھا۔ میرزا صاحب مرحوم محبانہ جوشوں کے ظاہر کرنے کیلئے بڑے بہادر تھے۔ اُنہوں نے اپنی تمام زندگی اسی راہ میں وقف کر رکھی تھی مجھے امید نہیں کہ انہیں کوئی اور خواہش بھی آئی ہو۔ اگرچہ میرزا صاحب بہت قلیل البضاعت آدمی تھے مگر انکی نگاہ میں دینی خدمتوں کے محل پر جو ہمیشہ کرتے رہتے خاک سے زیادہ مال بے قدر تھا۔ اسرار معرفت کے سمجھنے کے لئے نہایت درجہ کا فہم سلیم رکھتے تھے محبت سے بھرا ہوا الیقین جو اس عاجز کی نسبت وہ رکھتے تھے خدا تعالیٰ کے تصرف تام کا ایک معجزہ تھا ان کے دیکھنے سے طبیعت ایسی خوش

ہو جاتی تھی جیسے ایک پھولوں اور پھلوں سے بھرے ہوئے باغ کو دیکھکر طبیعت خوش ہوتی ہے ۔ وہ بظاہر اپنے پس ماندوں اور اپنے خورد سال بچہ کو نہایت ضعف اور ناداری اور بے سامانی کی حالت میں چھوڑ گئے ۔ اے خداوند قادر مطلق تو انکا متکفل اور متولّی ہو اور میرے محبین کے دلوں میں الہام ڈال کہ اپنے اس یکرنگ بھائی کے پس ماندوں کے لئے جو بیکس اور بے سامان رہ گئے کچھ ہمدردی کا حق بجا لاویں ٭

اے خدا اے چارہ سازِ ہر دل اندوہگین	اے پناہ عاجزاں آمرزگار مذنبین
از کرم آن بندہ خود را ببخشش ہا نواز	واین جدا افتادگاں را از ترحم ہا ببین

میں نے بطور نمونہ اسجگہ چند دوستوں کا ذکر کیا ہے اور اسی رنگ اور اسی شان کے میری اور دوست بھی ہیں جنکا مفصل ذکر انشاء اللہ ایک مستقل رسالہ میں کروں گا ۔ اب مضمون طول ہوا جاتا ہے اسی پر بس کرتا ہوں ۔

اور میں اسجگہ اس بات کا اظہار بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ جس قدر لوگ میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہیں وہ سب کے سب ابھی اس بات کے لائق نہیں کہ میں انکی نسبت کوئی عمدہ رائے ظاہر کرسکوں ۔ بلکہ بعض خشک ٹہنیوں کیطرح نظر آتے ہیں ۔ جنکو میرا خداوند جو میرا متولّی ہے مجھ سے کاٹ کر جلنے والی لکڑیوں میں پھینک دیگا ۔ بعض ایسے بھی ہیں کہ اوّل اُنمیں دلسوزی اور اخلاص بھی تہا ۔ مگر اب اُن پر سخت قبض وارد ہے اور اخلاص کی سرگرمی اور مریدانہ محبت کی نورانیت باقی نہیں رہی بلکہ صرف بلعم کی طرح مکاریاں باقی رہگئی ہیں اور بوسیدہ دانت کی طرح اب بجز اس کے کسی کام کے نہیں کہ مونہہ سے اُکہاڑ کر پیروں کے نیچے ڈالدیئے جائیں وہ تھک گئے اور درماندہ ہو گئے ۔ اور نابکار دنیا نے اپنے دام تزویر کے نیچے انہیں دبالیا سو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عنقریب مجھ سے کاٹ دیئے جائینگے بجز اُس شخص کے کہ خدا تعالیٰ کا فضل نئے سرے اُس کا ہاتھ پکڑ لیوے ۔ ایسے بھی بہت ہیں جنکو خدا تعالیٰ نے ہمیشہ کیلئے مجھے دیا ہے اور وہ میرے درخت وجود کی سرسبز شاخیں ہیں اور میں انشاء اللہ کسی دوسرے اسجگہ میں بعض اُن لوگوں کا وسوسہ بھی دور کرنا چاہتا ہوں جو ذی مقدرت لوگ ہیں اور اپنے تئیں بڑا فیاض اور دین کی راہ میں فدا شدہ خیال کرتے ہیں ۔ لیکن اپنے مالوں کو محل پر خرچ کرنے سے بکلی منحرف ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ہم کسی صادق مؤید من اللہ کا نشان پاتے جو دین کی تائید کے لیئے خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوتا تو ہم اُسکی نصرت کی راہ میں ایسے جھکتے کہ قربان ہی ہو جاتے مگر کیا کریں ہر طرف فریب اور مکر کا بازار گرم ہے مگر اُن لوگوں پر واضح رہے کہ دین کی تائید کیلئے ایک شخص بھیجا گیا لیکن تم نے اسے شناخت نہیں کیا وہ

تمہارے درمیان ہے اور یہی ہے جو بول رہا ہے۔ پر تمہاری آنکھوں پر بھاری پردے ہیں۔ اگر تم سچے دل سے سچائی کے طلبگار ہو تو جو شخص خدا تعالیٰ کے ہمکلام ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اُس کا آزمانا بہت سہل ہے۔ اُسکی خدمت میں آؤ اُس کی صحبت میں دو تین ہفتے رہو تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو اُن برکات کی بارشیں جو اسپر ہو رہی ہیں اور وہ حقانی وحی کے انوار جو اُس پر اُتر رہے ہیں اُنہیں سے تم بچشم خود دیکھ لو۔ جو ڈھونڈتا ہے وہی پاتا ہے جو کھٹکھٹاتا ہے اُسی کے لئے کھولا جاتا ہے۔ اگر تم آنکھیں بند کر کے اور اندھیری کوٹھری میں چھپ کر یہ کہو کہ آفتاب کہاں ہے تو یہ تمہاری عبث شکایت ہے۔ اے نادان اپنی کوٹھری کے کواڑ کھول اور اپنی آنکھوں پر سے پردہ اُٹھا تا تجھے آفتاب نہ صرف نظر آوے بلکہ اپنی روشنی سے تجھے منور بھی کرے۔

بعض کہتے ہیں کہ انجمنیں قائم کرنا اور مدارس کھولنا ہی تائید دین کے لئے کافی ہے۔ مگر وہ نہیں سمجھتے کہ دین کس چیز کا نام ہے اور اس ہماری ہستی کی انتہائی اغراض کیا ہیں۔ اور کیونکر اور کن راہوں سے وہ اغراض حاصل ہو سکتے ہیں۔ سو انہیں جاننا چاہیئے کہ انتہائی غرض اس زندگی کی خدا تعالیٰ سے وہ سچا اور یقینی پیوند حاصل کرنا ہے جو تعلقات نفسانیہ سے چھوڑا کر نجات کے سرچشمہ تک پہنچاتا ہے۔ سو اس یقین کامل کی راہیں انسانی بناوٹوں اور تدبیروں سے ہرگز کھل نہیں سکتیں۔ اور وہ انسانوں کا گھڑا ہوا فلسفہ اس جگہ کچھ فائدہ نہیں پہنچاتا۔ بلکہ یہ روشنی ہمیشہ خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے ذریعہ سے ظلمت کے وقتوں میں آسمان سے نازل کرتا ہے اور جو آسمان سے اُترا وہی آسمان کیطرف لیجاتا ہے سو اے وے لوگو جو ظلمت کے گڑھے میں دبے ہوئے اور شکوک و شبہات کے پنجہ میں اسیر اور نفسانی جذبات کے غلام ہو صرف اسمی اور رسمی اسلام پر نازمت کرو اور اپنی سچی رفاہیت اور اپنی حقیقی بہبودی اور اپنی آخری کامیابی اور انہیں تدبیروں میں نہ سمجھو جو حال کی انجمنوں اور مدارس کے ذریعہ سے کیجاتی ہیں۔ یہ اشغال بنیادی طور پر فائدہ بخش تو ہیں اور ترقیات کا پہلا زینہ متصور ہو سکتے ہیں مگر اصل مدعا سے بہت دور ہیں۔ شاید اِن تدبیروں سے دماغی چالاکیاں پیدا ہوں یا طبیعت میں پرفنی اور ذہن میں تیزی اور خشک منطق کی مشق حاصل ہو جائے یا عالمیت اور فاضلیت کا خطاب حاصل کر لیا جائے۔ اور شاید مدت دراز کی تحصیل علمی کے بعد اصل مقصود کے کچھ مددگار بھی ہو سکیں۔ مگر تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مُردہ شود۔ سو جاگو اور ہوشیار ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ مبادا سفر آخرت ایسی صورت میں پیش آوے جو درحقیقت الحاد اور بے ایمانی کی صورت ہو یقیناً سمجھو کہ فلاح عاقبت کی

امیدون کا تمام مدار وانحصار اِن رسمی علوم کی تحصیل پر ہرگز نہین ہو سکتا اور اُس آسمانی نور کے اترنے
کی ضرورت ہی جو شکوک وشبہات کی آلایشون کو دور کرتا اور ہوا وہوس کی آگ کو بجھاتا اور خدا تعالیٰ کی سچی
محبت اور سچے عشق اور سچی اطاعت کی طرف کھینچتا ہے۔ اگر تم اپنی کانشنس سے سوال کرو تو یہی جواب پاؤ گے
کہ وہ سچی تسلی اور سچا اطمینان کہ جو ایک دم مین روحانی تبدیلی کا موجب ہوتا ہے وہ ابھی تک تم کو حاصل
نہین۔ پس کمال افسوس کی جگہہ ہے کہ جس قدر تم رسمی باتوں اور رسمی علوم کی اشاعت کے لئے
جوش رکھتے ہو اُس کا عشر عشیر بھی آسمانی سلسلہ کی طرف تمہارا خیال نہین۔ تمہاری زندگی اکثر ایسے کامون
کے لئے وقف ہو رہی ہے کہ اول تو وہ کام کسی قسم کا دین سے علاقہ ہی نہین رکھتے اور اگر ہے بھی
تو وہ علاقہ ایک ادنیٰ درجہ کا اور اصل مدعا سے بہت پیچھے رہا ہوا ہے۔ اگر تم مین وہ حواس ہوں اور
وہ عقل جو ضروری مطلب پر جا ٹھہرتی ہے تو تم ہرگز آرام نہ کرو جب تک وہ اصل مطلب تمہین حاصل
نہ ہو جائے۔ اے لوگو تم اپنے سچے خداوند خدا اپنے حقیقی خالق اپنے واقعی معبود کی شناخت اور محبت
اور اطاعت کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ پس جب تک یہ امر جو تمہاری خلقت کی علت غائی ہے بیّن
طور پر تم مین ظاہر نہ ہو تب تک تم اپنی حقیقی نجات سے بہت دور ہو۔ اگر تم انصاف سے بات کرو
تو تم اپنی اندرونی حالت پر آپ ہی گواہ ہو سکتے ہو کہ بجائے خدا پرستی کے ہر دم دنیا پرستی کا ایک قوی
ہیکل بت تمہارے دل کے سامنے ہے جس کو تم ایک ایک سکنڈ مین ہزار ہزار سجدہ کر رہے ہو
اور تمہاری تمام اوقات عزیز دنیا کی جوق جوق بک بک مین ایسی مستغرق ہو رہے ہین کہ تمہین دوسری
طرف نظر اُٹھانے کی فرصت نہین۔ کبھی تمہین یاد بھی ہے کہ انجام اس ہستی کا کیا ہے۔ کہان ہے
تم مین انصاف۔! کہان ہے تم مین امانت! کہان ہے تم مین وہ راستبازی اور خدا ترسی اور
دیانت داری اور فروتنی جس کی طرف تمہین قرآن بلاتا ہے۔ تمہین کبھی بھولے بسرے برسوں مین بھی تو
یاد نہین آتا کہ ہمارا کوئی خدا بھی ہے۔ کبھی تمہارے دل مین نہین گذرتا کہ اُس کے کیا کیا حقوق تم پر ہین
سچ تو یہ ہے کہ تم نے کوئی غرض کوئی واسطہ کوئی تعلق اُس قیوم حقیقی سے رکھا ہوا ہی نہین اور اُس کا نام تک
لینا تم پر مشکل ہے اب چالاکی سے تم لڑو گے کہ ہرگز ایسا نہین۔ لیکن خدا تعالیٰ کا قانون قدرت تمہین
شرمندہ کرتا ہے۔ جبکہ وہ تمہین جتلاتا ہے کہ ایماندارون کی نشانیاں تم مین نہین۔ اگرچہ تم اپنی دُنیوی خلق
اور سوچون مین بڑے زور سے اپنی دانشمندی اور متانت رائے کے مدعی ہو۔ مگر تمہاری لیاقت تمہاری
نکتہ رسی تمہاری دور اندیشی صرف دُنیا کے کنارون تک ختم ہو جاتی ہے اور تم اپنی اس عقل کے ذریعہ

سے اُس دوسرے عالم کا ایک ذرہ سا گوشہ بھی نہیں دیکھ سکتے جسکی سکونت ابدی کے لئے تمہاری روحیں پیدا کیگئی ہیں تم دنیا کی زندگی پر ایسے مطمئن بیٹھے ہو جیسے کوئی شخص ایک چیز ہمیشہ رہنیوالی پر مطمئن ہوتا ہے مگر وہ دوسرا عالم جسکی خوشیاں سچی اطمینان کیلائق اور دائمی ہیں وہ سارا تمہیں ایکمرتبہ بھی تمہیں یاد نہیں آتا کیا بدقسمتی ہے کہ ایک بڑے امر اہم سے تم قطعًا غافل اور آنکھیں بند کئے بیٹھے ہو۔ اور جو گذشتنی گذاشتنی امور ہیں انکی ہوس میں دن رات سرپٹ دوڑ رہے ہو تمہیں خوب خبر ہے کہ بلاشبہہ وہ وقت تم پر آنیوالا ہے کہ جو ایکدم میں تمہاری زندگی اور تمہاری ساری آرزوؤں کا خاتمہ کر دیگا مگر یہ عجیب شقاوت ہے کہ باوجود اس علم کے پھر اپنے تمام اوقات دنیا طلبی میں ہی برباد کر رہے ہو۔ اور دنیا طلبی بھی عرف وسائل جائزہ تک محدود نہیں بلکہ تمام ناجائز وسیلے جھوٹھ اور دغا سے لیکر ناحق کے خون تک تمنے حلال کر رکھے ہیں اور ان تمام شرمناک جرایم کے ساتھ جو تم میں پھیلے ہوئے ہیں کہتے ہو کہ آسمانی نور اور آسمانی سلسلہ کی ہمیں ضرورت نہیں۔ بلکہ اُس سے سخت عداوت رکھتی ہو۔ اور تمنے خداتعالیٰ کے آسمانی سلسلہ کو بہت ہلکا سمجھہ رکھا ہے۔ یہانتک کہ اُس کے ذکر کرنے میں بھی تمہاری زبانیں کراہت سے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ اور بڑی رعونت اور ناک چڑھانیکی حالت میں ہجو کا حق ادا کرتی ہیں۔ اور تم بار بار کہتے ہو کہ ہمیں کیونکر یقین آوے کہ یہ سلسلہ منجانب اللہ ہے۔ میں ابھی اس کا جواب دیچکا ہوں کہ اس درخت کو اُس کے پھلوں سے اور اس نیر کو اُس کی روشنی سے شناخت کروگے۔ مینے ایکدفعہ یہ پیغام تمہیں پہنچا دیا ہے۔ اب تمہارے اختیار میں ہے کہ اس کو قبول کرو یا نہ کرو۔ اور میری باتوں کو یاد رکھو یا لوح حافظہ سے بُھلا دو۔

جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارو۔ یاد آئینگے تمہیں میرے سخن میرے بعد

خاتمہ مشتمل بر مرثیۂ تفرقۂ حالتِ اسلام

می سزد گر خون ببارد دیدۂ ہر اہل دین | بر پریشان حالی اسلام و قحط المسلمین
دین حق را گردش آمد صعبناک و سہمگین | سخت شورے اوفتاد اندر جہان از کفر و کین
آنکہ نفس اوست از ہر خیر و خوبی بے نصیب | می تراشد عیب ہا در ذات خیر المرسلین
آنکہ در زندان ناپاکی ست محبوس و اسیر | ہست در شان امام پاکبازان نکتہ چین
تیر بر معصوم می بارد خبیثے بدگہر | آسمان را می سزد گر سنگ بارد بر زمین۔

پیش چشمانِ شما دین اسلام خاک افتاد
چیست عذری پیش حق ای مجمع المتنعمین

ہر طرف کفرست جوشان ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

مردم ذی مقدرت مشغول عشرتہائے خویش
خرّم و خندان نشستہ با بتانِ نازنین

عالمان را روز و شب باہم فساد از جوش نفس
زاہدان غافل سراسر از ضرورتہائے دین

ہر کسے از بہرِ نفسِ دونِ خود طرفے گرفت
طرفِ دین خالی شد و ہر دشمنے جست از کمین

اے مسلمانان چہ آثار مسلمانی ہمین ست
دین چنین ابتر شما در جیفۂ دنیا رہین

کاخ دنیا را چہ استحکام در چشم شما ست
یا مگر از دل برون گردید موت اولین

دورِ موت آمد قریب ای غافلان فکرش کنید
دور سے تا کسے بجز بان لطیف و مہ جبین

نفس خود را بستۂ دنیا مدار ای ہوشمند
ورنہ تلخی ہا بہ بینی وقتِ انفاس پسین

دل مدہ الّا بدلدارے کہ حُسنش دائم ست
تا سرور دائمی یابی ز خیر المحسنین

آن خردمندے کہ او دیوانہ راہش بود
ہوشیارے آنکہ مست روئے آن یار حسین

ہست جامِ عشق اُو آب حیاتِ لازوال
ہر کہ نوشیدست او ہرگز نمیرد بعد ازین

ای برادر دل منہ در دولت دنیائے دون
زہر خون ریزست در ہر قطرۂ این انگبین

تا توانی جہد کن از بہر دین با جان و مال
تا ز ربّ العرش یابی خلعت صد آفرین

از عمل ثابت کن آن نورے کہ در ایمان تست
دل چو دادی یوسفے را راہ کنعان را گزین

یاد ایّامیکہ این دین مرجع ہر کیش بود
عالمے را دار ہانید از رہ دیو لعین

بر زمین گسترد ظلّ تربیت از نورِ علم
پائے خود مے زد ز عزّ و جاہ بر چرخ برین

این زمانے آنچنان آمد کہ ہر ابن الجہول
از سفاہت میکند تکذیب این دین متین

صد ہزاران ابلہان از دین برون برده رخت
صد ہزاران جاہلان گشتند صید الماکرین

ہر مسلمانان ہمہ ادبار زین راہ اوفتاد
کز پے دین ہمت شان نیست با غیرت قرین

گر بگردد عالمے از راہ دین مصطفےٰ
از رہ غیرت نمے جنبند ہم مثل جنین

فکر ایشان غرق ہر دم در رہ دنیائے دون
مال ایشان غارت اندر راہ نسوان و بنین

ہر کجا در مجلسے فسق ست ایشان صدر شان
ہر کجا ہست از معاصی حلقہ ایشان نگین

با خرابات آشنا بیگانہ از کوئے ہدیٰ
نفرت از ارباب دین تا مے پرستان ہمنشین

رو بگردانید دلدارے کہ صد اخلاص داشت
آن زمان دولت و اقبال ایشان در گذشت
از رہ دین پرورے آمد عروج اندر شکست
یا الٰہی باز کے آید ز تو وقت مدد
این دو فکر دین احمد مغز جان گداخت
اے خدا زود آور یا آب نصرت ہا ببار
اے خدا نور ہدیٰ از مشرق رحمت بیار
چون مرا بخشیدۂ صدق اندرین سوز و گداز
کار و بار صادقان ہرگز نماند ناتمام

چون ندید اندر دل این قوم صدق المخلصین
شوئے اعمال شان آورد ایام چنین
باز چون آید بیاید ہم ازین رہ بالیقین
باز کے بینیم آن فرخندہ ایام و سنین
کثرت اعدائے ملت قلت انصار دین
یا مرا بردار یا رب زین مقام آتشین
گمرہان را چشم کن روشن ز آیات مبین
نیست امیدم کہ ناکام بمیرانی درین
صادقان را دست حق باشد نہان در آستین

اشتہار عام معترضین کی اطلاع کیلئے

ہم نے ارادہ کیا ہے کہ موجودہ زمانہ میں جسقدر مختلف فرقے اور مختلف رائے کے آدمی اسلام پر یا تعلیم قرآنی پر یا ہمارے سید و مولیٰ جناب عالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتے ہیں۔ یا جو کچھہ ہمارے ذاتی امور کے متعلق نکتہ چینیاں کر رہے ہیں یا جو کچھہ ہمارے الہامات اور ہماری الہامی دعاوی کی نسبت انکے دلوں میں شبہات اور وساوس ہیں۔ اُن سب اعتراضات کو ایک رسالہ کی صورت پر نمبر وار مرتب کر کے چھاپ دیں اور پھر انہیں نمبروں کی ترتیب کے لحاظ سے ہر ایک اعتراض اور سوال کا جواب دینا شروع کریں۔ لہٰذا عام طور پر تمام عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں اور یہودیوں اور مجوسیوں اور دہریوں اور برہمیوں اور طبیعیوں اور فلسفیوں اور مخالف الرائے مسلمانوں وغیرہ کو مخاطب کر کے اشتہار دیا جاتا ہے کہ ہر ایک شخص جو اسلام کی نسبت یا قرآن شریف اور ہمارے سید اور مقتدا خیر الرسل کی نسبت یا خود ہماری نسبت ہمارے منصب خداداد کی نسبت ہمارے الہامات کی نسبت کچھہ اعتراضات رکھتا ہے۔ تو اگر وہ طالب حق ہے۔ تو اُس پر لازم و واجب ہے کہ وہ اعتراضات خوشخط قلم سے تحریر کر کے ہمارے پاس بھیجدے تا وہ تمام اعتراضات ایک جگہہ اکٹھے کر کے ایک رسالہ میں نمبر وار ترتیب دیکر چھاپ دیئے جائیں اور پھر نمبر وار ایک ایک کا مفصل جواب دیا جائے۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

المشتھر خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۰۸ ہجری

اعلان

اس رسالہ کے ساتھ دو اور رسالے تالیف کئے گئے ہیں جو درحقیقت اسی رسالہ کے جزو ہیں۔ چنانچہ اس رسالہ کا نام **فتح اسلام** اور دوسرے کا نام **توضیح مرام** اور تیسرے کا **ازالہ اوہام** ہے۔

المعلن

میرزا غلام احمد از قادیان

فہرست کامل کتب موجودہ

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب	۲ر	انوار الاسلام	۴ر
تحفہ قیصریہ	[illegible]	سر الخلافہ	۸ر
حجۃ اللہ	۸ر	آئینہ کمالات اسلام	[illegible]
سراج منیر	۴	اتمام الحجہ	۳ر
رسائل اربعہ یعنی انجام آتھم وغیرہ معہ ضمیمہ	[illegible]	تحفہ بغداد	۲ر
ست بچن آریہ دھرم	[illegible]	شحنہ حق	۶ر
نور القرآن حصہ اول	۴ر	براہین احمدیہ حصہ چہارم	[illegible]
" " حصہ دوم	۸ر	ازالہ اوہام	[illegible]
ضیاء الحق	۶ر	فتح اسلام	۲ر
نور الحق حصہ اول	۱۲ر	توضیح مرام	۲ر
" " " دوم	۶ر	در ثمین	۳ر
برکات الدعا	۲ر	نشان آسمانی	۳ر
حمامۃ البشریٰ	[illegible]	سرمہ چشم آریہ	۱۲ر
کرامات الصادقین	[illegible]	تصدیق براہین احمدیہ	[illegible]

شہادت القرآن	۶/	تحقیق الاسلام رد نصاریٰ	۴/
فتوح الشام نظم کامل ... مجلد	عہ	عصمت الانبیاء	۲/
جنگ مقدس	۸/	ہدایت المنافقین	۱/
لکچر ایک عیسائی فاضل کی شہادت در بارہ حقیت اسلام	۱/	مباحثہ حیات و وفات مسیح علیہ السلام	۱/
تحذیر المومنین	۸/		

مندرجہ ذیل کتب بنصف قیمت پر فروخت ہونیکیلئے ہمارے پاس آئی ہین

فہرست کتب	قیمت اصلی	قیمت جس سے خریدار کو ملتی ہین
(۱) رد تناسخ	۴/	۲/
(۲) الحق دہلی	عہ	۱۲/
(۳) الحق لدھیانہ	عہ	۱۰/
(۴) حمائل مترجم	عہ	۱۰/
(۵) لکچر گناہ	۱/	۰/
(۶) لکچر اسلام	۱/	۰/
(۷) دعوت دہلی	۱/	۰/
(۸) اعلام الناس حصہ اول	۴/	۲/
(۹) ؍؍ ؍؍ حصہ دوم	۶/	۳/

المشتھر

خاکسار شیخ نور احمد مالک و مہتمم مطبع ریاض ہند (امرتسر)

أَكَذَّبْتُمْ بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا عِلْمًا

الجزو نمبر ۲۰ سورۃ النمل

ضیاء الحق

در مطبع ضیاء الاسلام قادیان باہتمام حکیم فضل دین صاحب
بھیروی مالک مطبع مطبوع ہوا

سنہ ۱۸۹۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

اشتہار کتاب منن الرحمٰن

یہ ایک نہایت عجیب و غریب کتاب ہے جس کی طرف قرآن شریف کے بعض پُرحکمت آیات نے ہمیں توجہ دلائی سو قرآن عظیم نے یہ بھی دنیا پر ایک بھاری احسان کیا ہے جو اختلاف لغات کا اصل فلسفہ بیان کر دیا اور ہمیں اس دقیق حکمت پر مطلع فرمایا کہ انسانی بولیاں کس منبع اور معدن سے نکلی ہیں اور کیسے وہ لوگ دھوکہ میں رہے جنہوں نے اس بات کو قبول نہ کیا جو انسانی بولی کی جڑھ **خدا تعالیٰ کی تعلیم** ہے اور واضح ہو کہ اس کتاب میں تحقیق الالسنہ کی رو سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ دنیا میں صرف قرآن شریف ایک ایسی کتاب ہے جو اُس زبان میں نازل ہوا ہے جو **اُمّ الالسنہ** اور الہامی اور تمام بولیوں کا منبع اور سرچشمہ ہے یہ بات ظاہر ہے کہ الٰہی کتاب کی تمامتر زینت اور فضیلت اسی میں ہے جو ایسی زبان میں ہو جو خدا کے منہ سے اور اپنی خوبیوں میں تمام زبانوں سے بڑھی ہوئی اور اپنے نظام میں کامل ہو اور جب ہم کسی زبان میں وہ کمال پاویں جس کے پیدا کرنے سے انسانی طاقتیں اور بشری بناوٹیں عاجز ہوں اور وہ خوبیاں دیکھیں جو دوسری زبانیں ان سے قاصر اور محروم ہوں اور وہ خواص مشاہدہ کریں جو بجز خدا تعالیٰ کے قدیم اور صحیح علم کے کسی مخلوق کا ذہن ان کا موجد نہ ہو سکے تو ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ وہ زبان خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے سو کامل اور عمیق تحقیقات کے بعد معلوم ہوا کہ وہ **زبان عربی** ہے اگرچہ بہت سے لوگوں نے ان باتوں کی تحقیقات میں اپنی عمریں گذاری ہیں اور بہت کوشش کی ہے جو اس بات کا پتہ لگاویں جو ام الالسنہ کون سی زبان ہے مگر چونکہ ان کی کوششیں خط مستقیم پر نہیں تھیں اور نیز خدا تعالیٰ سے توفیق یافتہ نہ تھے اس لئے وہ کامیاب نہ ہو سکے اور یہ بھی وجہ تھی کہ عربی زبان کی طرف ان کی پوری توجہ نہیں تھی بلکہ ایک بخل تھا لہٰذا وہ حقیقت شناسی سے محروم رہ گئے اب ہمیں خدا تعالیٰ کی مقدس اور پاک کلام قرآن شریف سے اس بات کی ہدایت ہوئی کہ وہ الہامی زبان اور ام الالسنہ

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد و شکر آن خدای کردگار — کز وجودش هر وجود آشکار

این جهان آئینه دار روی او — ذره ذره ره نماید سوی او

کرد در آئینهٔ ارض و سما — آن رخ بیمثل خود جلوه نما

هر گیاهی عارف بنگاه او — دست هر شاخی نماید راه او

نور مهر و مه ز فیض نور اوست — هر ظهوری تابع منشور اوست

هر سری سرّی ز خلوتگاه او — هر قدم جوید در باجاه او

مطلب هر دل جمال روی اوست — گمرهی گر هست بهر کوی اوست

مهر و ماه و انجم و خاک آفرید — صد هزاران کرد صنعتها پدید

این همه صنعش کتاب کار اوست — بی نهایت اندرین اسرار اوست

این کتابی پیش چشم ما نهاد — تا ازو راه هدی داریم یاد

تا شناسی آن خدای پاک را — کو نماند خاکیان و خاک را

تا شوی معیار بهر وحی دوست — تا شناسی از هزاران انچه زدست

تا خیانت را نماند هیچ راه   تا جدا گردد سفیدی از سیاه

پس همان شد آنچه آن داور خواست   کار دستش شاه گفتار خداست

مشرکان و آنچه پوزشش میکنند   این گواهان تیر دوزش میکنند

گر بگوئی غیر را جان خدا   تف زنند بر روی تو اهل سما

در تراشی بهر آن یکسان پسر   بر تو بارد لعنت زیر و زبر

با زبان حال گوید این جهان   کان خدا فرد است قیوم یگان

نی پدر دارد نه فرزند و نه زن   نی مبدل شد ز ایام کهن

یکدمی گر رشح فیضش کم شود   این همه خلق و جهان برهم شود

یک نظر قانون قدرت را ببین   تا شناسی شان رب العالمین

کاخ دنیا را چه دید استی بنا   گر پی آن میگذاری صدق را

عابد آن باشد که پیشش فانی است   عارف آن کو گویدش لاثانی است

ترک کن نا راستی هم عذر خام   میل سوی راستی چون شد حرام

راه بد را نیک اندیشیدهٔ   ای صداک الله چه بد فهمیدهٔ

روی خود خود می نماید آن نگان   تو کشی تصویر او چون کودکان

آن رخی کان فعل حق بنموده است   در حقیقت روی حق آن بوده است

و آنچه خود کردی بتی واری براه   بت پرستی میکنی شام و پگاه

ای دو چشمی بسته از انوار او   چون نه بینی روی او در کار او

این چنین در افترا چون پری   یا مگر از ذات بیچون منکری

دل چرا بندی درین دنیای دون   ناگهان خواهی شدن زین جا برون

از پی دنیا بریدن از خدا   پس همین باشد نشان اشقیا

چون شود بخشایش حق بر کسی   دل نمی ماند بدنیائش بسی

لیک ترکِ نفس کے آسان بود ‌ ‌ ‌ مردن و از خود شدن یکسان بود

آن خدا خود را نمود از کارِ خویش ‌ ‌ ‌ کرد قائم شاهدِ گفتارِ خویش

هر چه او را بُود از حُسن مزید ‌ ‌ ‌ حلیهٔ آن پیشِ چشمِ ما کشید

تو کشی از پیشِ خود تصویرِ او ‌ ‌ ‌ خالقِ او میشوی اے تیره خو

آنکه خود از کارِ خود جلوه نماست ‌ ‌ ‌ آن خدا نے آنکه خود از دستِ ماست

اے ستمگر این همه مولای ماست ‌ ‌ ‌ آنکه قرآن مادحِ او جا بجاست

هر چه قرآن گفت میگوید سما ‌ ‌ ‌ چشم بکشا تا ببینی این ضیا

پس همین فخرے بُود اسلام را ‌ ‌ ‌ کو نماید آن خدای تام را

گو بدش زانسان که از صنعش عیان ‌ ‌ ‌ نے تراشد از خودش چون دیگران

غیر مسلم خود تراشد پیکرش ‌ ‌ ‌ خود تراشد قامت و پا و سرش

خود تراشیده نمیگردد خدا ‌ ‌ ‌ همچو طفلان بازی است و افترا

زین تراشیدن جهانے شد تباه ‌ ‌ ‌ کم کسی سوے خدا بردست راه

چون تو کورے نیستی چشمے کشا ‌ ‌ ‌ بین چه ظاهر میکند ارض و سما

هر طرف بشنو صدای القدیر ‌ ‌ ‌ ذو الجلال و ذو العلیٰ نورے منیر

هیچ مخلوقے خداے خود مگیر ‌ ‌ ‌ کے شود یک کرمکے چون آن قدیر

پیش او لرزد زمین و آسمان ‌ ‌ ‌ پس تو مشتِ خاک را شکلش مدان

گر خدا گوئی ضعیفے را بزور ‌ ‌ ‌ جان تو گوید که کذّابی و کور

دل نمے داند خدا جز آن خدا ‌ ‌ ‌ این چنین افتاد فطرت زابتدا

از رهِ کین و تعصب دور شو ‌ ‌ ‌ یک نظر از صدق کن پُر نور شو

کین ریاضِ عقل را ویران کند ‌ ‌ ‌ عاقلان را گمره و نادان کند

کے بشر گردد خداے لایزال ‌ ‌ ‌ داوری ها کم کن اے صیدِ ضلال

آب شور اندر کفت هست ای عزیز — نان ز ما کم کن اگر داری تمیز

تو ہلاکی گر نجوئی آن خدا — آنکه بنماید ترا ارض و سما

هم بقرآن بین جمالِ آن قدیر — قول و فعلِ حق زلالِ یک غدیر

مردم اندر حسرتِ این مدعا — چون نمے خواهند خلق این چشمه را

هست قرآن در رهِ دین رهنما — در همه حاجات این حاجت روا

آن گروهِ حق که از خود فانی اند — آب نوش از چشمهٔ فرقانی اند

فارغ افتاده ز نام و عز و جاه — دل ز کف وز فرق افتاده کلاه

دور تر از خود بسیار آمیخته — آبرو از بهر روے ریخته

از برون چون اجنبی دل پُر زیار — کس نداند راز شان جز کردگار

دیدن شان میدهد یاد از خدا — صدق ورزان در جناب کبریا

آن همه را بود فرقان رهبرے — هر یکے زان گشته همچون دُرّے

آن همه زان دلبرے جان یافتند — جان چه باشد روی جانان یافتند

چشم شان شد پاک از شرک و فساد — شد دل شان منزلِ ربّ العباد

سید شان آنکه نامش مصطفی ست — رهبر هر زمرهٔ صدق و صفاست

مے درخشد روے حق در روے او — بوئے حق آید ز بام و کوے او

هر کمالِ رهبری بر وے تمام — پاک روی و پاک رویان را امام

ای خدا اے چارهٔ آزار ما — کن شفاعتهاے او در کار ما

هر که مهرش در دل و جانش فتد — ناگهان جانے در ایمانش فتد

کے ز تاریکی بر آید آن غراب — کو رمد زین مشرقِ صدق و صواب

آنکه او را ظلمتے گیرد براه — نیستش چون روے احمد مهر و ماه

تابعش سحر معانی میشود — از زمینی آسمانی مے شود

هر که در راه محمد زد قدم — انبیا را شد مثیل آن محترم

تو عجب داری ز فوز این مقام — پا ہی بند نقش گشته صبح و شام

اے که فخر و ناز بر عیسی ترا ست — بندهٔ عاجز بچشم تو خدا ست

شد فراموشت خداوندی ودود — پیش عیسیٰ او فتادی در سجود

من ندانم این چه عقل ست و ذکا — بندهٔ را ساختن ربّ السما

فانیان را نسبتی با او کجا — از صفاتِ او کمال ست و بقا

چاره سازِ بندگان قادر خدا — آنکه ناید تا ابد بروے فنا

حافظ و ستّار و جوّاد و کریم — بیکسان را یار و رحمان رحیم

تو چه دانی آن خداے پاک را — آن جلال قدر تو دادی خاک را

هان وے هر دم ز کفاره زنی — پس نه مرد ہستی که کمتر از زنی

نسخهٔ سهل ست گر یابد سزا — زید و گر دو بکر زان فعلش رها

لیک زین نسخه نیابی نشان — در ورقہاے زمین و آسمان

تا خدا بنیاد این عالم نهاد — ظالمے ہم ننگ دارد زین فساد

چون ندارد فاسقے آن را پسند — چون پسندد حضرتِ پاک و بلند

ما گنه گاریم نالان نیز هم — او غیورے ہست رحمان نیز هم

زهر و تریاک ست در ما مستتر — آن کشد این مے دهد جانِ دگر

زهر را دیدی نه دیدی چاره اش — آنکه بوده از ازل کفاره اش

چون دو چشمت داده اند اے بیخبر — پس چرا پوشی یکے وقتِ نظر

یک نظر بین سوی این دنیاے دون — چون بگردی از پئے آن سرنگون

آنچه داری از متاع و منزلت — بے مشقت نا گشته حاصلت

بایدت تا مدتے جهدے دراز — تا خوری از کشت خود نانے فراز

چون ہمین قانونِ قدرت اوفتاد — پس ہمین یاد آر در کشتِ معاد

خوب گفت آن قادر رب الورٰی — لیس للانسان الا ما سعٰی

ہم درین معنی ست گرتو بشنوی — یادگار مولوی در مثنوی

گندم از گندم بروید جو ز جو — از مکافاتِ عمل غافل مشو

آنکہ بر کفارہا خاطر نہاد — عقل و دین از دست خود کیسر داد

دین و دنیا جہد خواہد ہم تلاش — رو براہش جہد کن ناداں مباش

اما بعد واضح ہو کہ اس رسالہ کی تحریر کا یہہ باعث ہے کہ ہمنے پہلے اس سے چار قطعہ اشتہار **آتھم صاحب** کے بارے مین شایع کئے تھے جنہین پادری صاحبان کو بخوبی سمجھایا گیا تھا کہ درحقیقت وہ پیش گوئی پوری ہو چکی ہے جو ہمنے مسٹر عبداللہ آتھم کے بارے مین کی تھی لیکن افسوس کہ پادری صاحبوں نے ہمارے ان اشتہارات کو توجہ سے نہین پڑھا - اور ابتک بدگوئی اور بے اعتدالی اور سب و شتم سے باز نہین آتے - اور اس بیہودہ بات پر بار بار زور دیتے ہین کہ پیشگوئی پوری نہین ہوئی - لیکن ہمنے جو ہمارے ذمہ فرض تھا ادا کر دیا یعنی یہہ کہ اگر آتھم صاحب نے رجوع بحق نہیں کیا جو پیشگوئی کی ضروری اور قطعی شرط تھی تو وہ جلسہ عام مین قسم کھا کر چار ہزار روپیہ بطور تاوان کے ہم سے لیلین - مگر آتھم صاحب نے قسم کھانے سے انکار کیا - اور ہم چار ہزار کے اشتہار مین ثابت کر چکے ہین کہ یہہ عذر ان کا کہ قسم ان کے مذہب مین منع ہے سراسر دروغ بے فروغ ہے - اور ان کے بزرگ ہمیشہ قسم کھاتے رہے ہین - مگر آتھم صاحب نے ان ثبوتوں کا کچھہ جواب ندیا - ہان ڈاکٹر مارٹن کلارک نے امرتسر سے ایک گندہ اشتہار جو انکی بدبودار فطرت کا ایک نمونہ تھا جاری کیا - جس کا خلاصہ مطلب یہی تھا کہ ہمارے مذہب مین قسم کھانا ایسا ہی منع ہے جیسا

کہ مسلمانون مین سور کا گوشت کھانا۔ مگر افسوس کہ انکو یہہ خیال نہ آیا کہ اگر قسم کا کھانا سور کے گوشت کی برابر ہے تو یہہ سور قسم کھانے کا **پولوس** صاحب اپنی تمام زندگی مین کھاتے رہے **پطرس** نے بھی کھایا تو پھر **آتھم** صاحب پر کیون حرام ہوگیا۔ اِس بات کو کون نہین جانتا کہ قسم کھانا عیسائیون مین صرف جائز ہی نہیں بلکہ بعض موقعون مین واجبات سے ہے۔ انگریزی عدالتین جو کسی شخص کو خلاف مذہب مجبور نہین کرتین اُنہون نے بھی عیسائی مذہب کو قسم کھانے سے باہر نہین رکھا اور خود آتھم صاحب کا عدالتون مین قسم کھانا ثابت ہے اسیلئے چاہیئے تھا کہ حضرات پادری صاحبان یا تو آتھم صاحب کو قسم کھانے پر مجبور کرتے یا اُن سے نالش کرواتے تا اُسی کی ضمن مین اُنکو قسم کھانی پڑتی اور یا عام اشتہار دیتے کہ درحقیقت آتھم صاحب ہی دروغ گو ہین۔ لیکن اُنہون نے بجاے اسکے سراسر ہٹ دھرمی سے گالیان دینی شروع کردین اور یہہ نابکار عذر پیش کیا کہ آتھم کھلے کھلے کب اسلام لایا۔ مگر ایک سلیم طبع انسان سمجھہ سکتا ہے کہ وہ شرط جو پیشگوئی مین درج ہے اُس شرط کے یہہ لفظ نہیں ہیں۔ کہ اگر آتھم کھلے کھلے طور پر اسلام لاوے گا تو وہ موت سے بچیگا ورنہ نہین۔ بلکہ پیشگوئی مین صرف رجوع کی شرط ہے اور رجوع کا لفظ پوشیدہ طور پر حق کے قبول کرنے پر بھی دلالت کرتا ہے پس اس صورت مین کھلے کھلے اسلام کا مطالبہ سراسر حماقت ہے۔

سوچنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کا اپنے الہام مین اِن الفاظ کا ترک کرنا کہ آتھم کھلے کھلے طور پر اسلام لاویگا اور اسکے مقابل پر رجوع کا لفظ استعمال کرنا جو ایک ادنیٰ حالت التفات الی الحق پر بھی صادق آسکتا ہے۔ صاف یہہ پیرایہ یہان دلالت کر رہا تھا کہ کھلا کھلا اسلام لانا ضروری منشاء پیشگوئی کا نہیں*۔ اگر یہی ضروری ہوتا تو اصل الفاظ جن سے یہہ مطلب بوضاحت ادا ہوتا ہے کیون چھوڑ دیئے جاتے۔ یہہ ایک ایسی بات ہے جو ہر ایک منصف کے لئے غور کرنے کی جگہہ ہے۔ اور مَین یقین نہین کرتا کہ

* **نوٹ** خدای علیم وحکیم کا پیشگوئی کی شرط مین کھلے کھلے اسلام کا ذکر نہ کرنا خود اِس بات کیطرف اشارہ ہے [illegible]

کوئی پاک دل آدمی ایک لحظہ بھی اُسپر غور کر کے پھر شکوک و شبہات کی مشکلات مین پڑے -
مخالفون کا سارا سیاپا تو اِس بات پر ہے کہ آتھم نے اپنی زبان سے عام لوگون
مین اقرار اسلام کیون نہ کیا - مگر سوال یہہ ہے کہ کیا ایسے کھلے کھلے اسلام لانے کی
پیشگوئی میں شرط تھی کیا اُس تحریر مین جسپر فریقین کے دستخط بروز مباحثہ ہوگئے تھے
یہہ درج تھا کہ عذاب نہ وارد ہونے کی یہہ شرط ہے کہ آتھم کھلے کھلے طور سے مشرف
باسلام ہوجاوے - بلکہ کھلے کھلے تو کیا اُس تحریر مین تو اسلام کا بھی کچھ ذکر نہیں تھا صرف
رجوع الی الحق کی شرط ہے اور ظاہر ہے کہ رجوع کا لفظ جیسا کہ کبھی کھلے کھلے اسلام
لانے پر بولا جاسکتا ہے ایسا ہی کبھی دل مین تسلیم کرنے پر بھی اطلاق پاتا ہے - اِس
سے تو یہی ثابت ہوا کہ آتھم کے کھلے کھلے اسلام لانے پر کوئی قطعی شرط نہ تھی غایت کار
یہہ کہ دو احتمالون مین سے یہہ بھی ایک احتمال تھا پھر اسی پر زور دینا کیا ایمانداری کا کام
تھا - جبکہ ایک احتمال کی رو سے خود آتھم نے اپنی کنارہ کشی اور خوف زدہ حالت
دکھلا کر پیشگوئی کی صداقت ظاہر کردی تو کیا یہہ ایک بد ذاتی نہیں جو اُس نتیجہ کو چھپایا
جاوے جو اُسکی خود اپنی کنارہ کشی سے اور پرخوف حالت سے پیش گوئی کی نسبت قائم
ہوگیا - ہم نے کب اور کس وقت آتھم کے کھلے کھلے اسلام لانیکی شرط درج کی تھی - پھر جنہون
نے کھلا کھلا اسلام لانا ضروری سمجھا کیا اُنہون نے سراسر بددیانتی سے حق پوشی نہیں
کی - کیا اُنہون نے ہمارے الفاظ کو نظر انداز کر کے مجرمانہ خیانت کا ارتکاب نہیں کیا
کیا یہہ سچ نہین ہے کہ یہہ کہنا کہ بشرطیکہ کھلا کھلا لوگوں کے روبرو اسلام لے آوے
اور یہہ کہنا کہ حق کیطرف رجوع کرے یہہ دونون فقرے ایک ہی وزن کی کیفیت نہین رکھتے
اور یہہ کہنا کہ زید جو ایک نصرانی ہے اُسنے رجوع بحق کیا ہے ہرگز اپنی دلالت مین اس
دوسرے قول کے مساوی نہیں کہ زید کھلے کھلے طور پر مشرف باسلام ہوگیا - بلکہ رجوع بحق
ہونے کی خبر میں اس بات کا احتمال باقی ہے کہ بعض قراین قویہ سے اسلام لانیکا نتیجہ نکالا گیا

اور ہنوز کھلے کھلے طور پر زید مشرف باسلام نہوا ہو اسی وجہ سے ایسی خبر کا سننے والا بار بار سوال بھی کرتا ہے کہ کیا وہ کھلے کھلے طور پر مشرف باسلام ہوا یا ہنوز مخفی ہے اور بار ہا یہہ جواب پاتا ہے کہ نہیں کھلے طور پر نہیں بلکہ بعض قراین سے اُس کا رجوع معلوم ہوا ہے - پس اس سے ثابت ہوا کہ رجوع کا لفظ کھلے کھلے اسلام لانے پر قطعی الدلالت نہیں - بلکہ جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں دونوں احتمالوں پر مشتمل ہے - اور ایک شق میں اسکو محصور کرنا ایسی بے ایمانی ہے جسکو بجز ایک خبیث النفس کے اور کوئی شریف الطبع استعمال نہیں کر سکتا - ہان ایسے موقعہ پر مخالف یہہ حق رکھتا ہے کہ قراین تو یہ کا مطالبہ کرے جن کی وجہ سے کہہ سکتے ہوں کہ فرور اُسنے در پردہ رجوع بحق کیا گو زبان سے اُس کا قایل نہیں - پس اس جگہہ یہہ سوال ضرور پیش ہو سکتا ہے کہ آتھم نے اپنے رجوع بحق ہونیکے کون سے قراین ظاہر کئے جن سے پیشگوئی کا پورا ہونا ثابت ہو تو اس کا یہہ جواب ہے کہ آتھم کا باوجود سخت اصرار عیسائیوں کے نالش نکرنا جسکی ضمن مین اُسکو ہمارے مطالبہ سے قسم کھانا بھی پڑتا - اوّل قرینہ اُس کے رجوع بحق ہونے کا ہے - اور پھر بعد اسکے اُس کا ڈرتے رہنے کا اپنی زبان سے رو رو کر اقرار کرنا یہہ دوسرا قرینہ ہے - اور پھر ایک خوفناک حالت بناکر اور سراسیمہ ہوکر شہر بشہر اُس کا بھاگتے پھرنا یہہ تیسرا قرینہ ہے - اور پھر یہہ کہنا کہ خونی فرشتوں نے تین مقام پر تین حملے میرے پر کئے یہہ چوتھا قرینہ ہے - اور پھر باوجود چار ہزار روپیہ پیش کرنیکے قسم نہ کھانا یہہ پانچواں قرینہ ہے - اور تفصیل انکی حسب ذیل ہے -

(۱) اوّل یہہ کہ آتھم نے اپنی اُس خوف زدہ ہونیکی حالت سے جسکا اُسکو خود اقرار بھی ہے - جو نور افشان میں شایع ہو چکا ہے بڑی صفائی سے یہہ ثبوت دیدیا ہے کہ وہ ضرور اُن ایام میں پیشگوئی کی عظمت سے ڈرتا رہا یعنی اُسنے اپنی مضطربانہ حرکات اور افعال سے ثابت کر دیا کہ ایک سخت غم نے اُسکو گھیر لیا ہے اور ایک جانکاہ اندیشہ ہر وقت اور ہر دم اُسکے دامنگیر ہے جسکی ڈرانے والے تمثلات نے آخر اُسکو آمر تسر سے نکالدیا -

واضح ہو کہ یہہ انسان کی ایک فطرتی خاصیت ہے کہ جب کوئی سخت خوف اور گھبراہٹ اُسکے دل پر غلبہ کر جاے اور غایت درجہ کی بیقراری اور بیتابی تک نوبت پہنچ جاے تو اُس خوف کے ہولناک نقّارے طرح طرح کے تمثلات مین اوسپر وارد ہونے شروع ہوجاتے

ہیں اور آخر وہ ڈرانے والے نظارے مضطربانہ حرکات اور بھاگنے کیطرف مجبور کرتے ہیں اسکی طرف توریت استثنا میں بھی اشارہ ہے کہ قوم اسرائیلی کو کہا گیا کہ جب تو نافرمانی کریگا اور خداتعالیٰ کے قوانین اور حدود کو چھوڑ دیگا تو تیری زندگی تیری نظر میں بے ٹھکانہ ہوجائیگی اور خدا تجھکو ایک دھڑکا اور جیکی غمناکی دیگا اور تیرے پانوں کے تلوے کو قرار نہوگا۔ اور جابجا بھٹکتا پھریگا۔ چنانچہ بارہا ڈرانے والے تمثلات بنی اسرائیل کی نظر کے سامنے پیدا ہوئے۔ اور خوابوں میں دکھائی دیئے۔ جن کے ڈر سے وہ اپنے جینے سے ناامید ہوگئے۔ اور مجنونانہ طور پر شہر بشہر بھاگتے پھرے۔

غرض یہہ ہمیشہ سے سنت اللہ ہے کہ شدت خوف کیوقت کچھ کچھ ڈرانے والی چیزیں نظر آجایا کرتی ہیں۔ اور جیسے جیسے بے آرامی اور خوف بڑھتا جاتا ہے وہ تمثلات شدت اور خوف کے ساتھ ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔ اب یقیناً سمجھو کہ **آتھم** کو انذاری پیشگوئی سُننے کے بعد یہی حالت پیش آئی۔

جلسہ مباحثہ کے بافراست حاضرین پر یہہ بات پوشیدہ نہیں۔ کہ پیشگوئی کے سُننے کے ساتھ ہی آتھم کے چہرہ پر ایک خوفناک اثر پیدا ہوگیا تھا۔ اور اُسکے حواس کی پریشانی اُسی وقت سے دکھائی دینے لگی تھی کہ جب وہ پیشگوئی اُسکو سُنائی گئی۔ پھر وہ روز بروز بڑھتی گئی۔ اور آتھم کے دل و دماغ پر اثر کرتی گئی۔ اور جب کمال کو پہنچگئی۔ جیساکہ نور افشاں میں آتھم نے خود شایع کرادیا تو ڈرانیوالی تمثلات کا نظارہ شروع ہوگیا۔ اور ابتدا اِس سے ہوئی کہ آتھم کو خونی سانپ نظر آنے لگے پھر تو غیر ممکن تھا کہ سانپوں والی زمین میں وہ بود و باش رکھتا۔ کیونکہ سانپ کی ہیبت بھی شیر کی ہیبت سے کچھ کم نہیں ہوتی۔ پس اُسنے ناچار ہوکر اُس زمین سے جہاں سانپ دکھائی دیا تھا جو اُسکی نگاہ میں خاص اُسی کے ڈسنے کے لئے آیا تھا کسی دور دراز شہر کی طرف کوچ کرنا قرین مصلحت سمجھا۔ یا یوں کہو کہ سانپ کی رویت کے بعد پیشگوئی کی تصویر ایک ایسی چمک کے ساتھ اُسکو نظر آئی کہ اُس چمک کے مقابل پر وہ ٹھہر نہ سکا۔ اور اندرونی گھبراہٹ نے بھاگنے پر مجبور کیا اور آتھم صاحب کا یہہ قول کہ وہ سانپ تعلیم یافتہ تھا اور اُن کے ڈسنے کو ہماری جماعت کے بعض لوگوں نے چھوڑا تھا اُسکی بحث ہم جدا بیان کرینگے۔ بالفعل

یہہ بیان کرنا ضروری ہے کہ بموجب اقرار آتھم صاحب کے امرتسر چھوڑنیکا باعث وہ سانپ ہی تھا جسنے آتھم صاحب کو خوفناک صورت دکھا کر عین گرمی کے موسم میں اُنکو سفر کرنیکی تکلیف دی اور بڑی گھبراہٹ کے ساتھ بیوی بچوں سے اُنہیں علیحدہ کر کے لدھیانہ میں پہنچایا۔ مگر افسوس کہ وہ سانپ نہ مارا گیا۔ اور نہ اُسکا کوئی چھوڑنے والا پکڑا گیا۔ کیونکہ وہ صرف نظر ہی آتا تھا اور کوئی جسمانی وجود نہ تھا۔ غرض کہ سانپ کی قہری تجلّی اور اُسکو دیکھکر آتھم صاحب کا امرتسر کو چھوڑنا ایک ایسا امر ہے کہ ایک منصف حق جو کے سب عقدے اسی سے حلّ ہو جاتے ہیں۔ دُنیا سب اندھی نہیں ہر ایک باتمیز سمجھ سکتا ہے کہ یہہ الزام کہ گویا ہمنے آتھم صاحب کو ڈسنے کے لیئے ایک تعلیم یافتہ سانپ اُنکی کوٹھی میں چھوڑ دیا تھا عندالعقل اصل حقیقت کیا رکھتا ہے۔ غرض یہہ پہلا الزام ہے۔ یا یوں کہو کہ یہہ وہ پہلا غیبی حملہ ہے جسکے معنی ہم میں اور عیسائیوں میں متنازعہ فیہ ہیں جسمیں ہمارے مخالف مولوی اور اُن کے اوباش چیلے بھی عیسائیوں کے ساتھ ہیں۔

مگر آتھم صاحب نے اس تعلیم یافتہ سانپ کا اور نیز اس بات کا کہ وہ ہماری طرف سے چھوڑا گیا تھا ابتک کوئی ثبوت نہیں دیا۔ اور ہم ابھی معقولی طور پر بیان کر چکے ہیں کہ یہہ سانپ ہرگز باہر سے نہیں آیا۔ بلکہ آتھم صاحب کے ہی دل و دماغ سے نکلا تھا۔

چونکہ آتھم صاحب کے دل پر پیشگوئی کا نہایت قوی اثر ہو چکا تھا اور ہر وقت ایک شدت خوف اُسکی نظر کے سامنے رہتا تھا اسلیئے ضرور تھا کہ کوئی خوفناک نظارہ بھی اُنکی آنکھوں کے سامنے پھر جاوے۔ لہذا اُنکی دہشت زدہ متخیلہ کو خونی سانپ نظر آگیا جسکو عربی میں حَیّہ کہتے ہیں۔ کیونکہ سانپ انسان کی نسل کا پہلا اور ابتدائی دشمن ہے اور بزبان حال کہتا ہے کہ حَیَّ عَلَی الْمَوْتِ یعنی موت کی طرف آجا اسلیئے اس کا نام حَیّہ ہوا۔

پس چونکہ سانپ موت کا اوتار ہے اسلیئے آتھم صاحب کو پہلے یہی دکھائی دیا جس کا آتھم صاحب نے نور افشاں میں رو رو کر اقرار کیا ہے کہ ضرور میں موت سے ڈرتا رہا۔ پس ایسے ڈرنیوالے کو اگر سانپ نظر آگیا تو کوئی حقیقت شناس اس سے تعجب نہیں کریگا۔ اور ایسا نظارہ آتھم صاحب پر ہی کچھ منحصر نہیں رکھتا بلکہ یہہ تو عام قانون قدرت ہے کہ شدت خوف کیوقت

ایسے اعجوبے ضرور دکھائی دیا کرتے ہیں بہلا یہہ تو سانپ ہے بعض لوگ کمال خوف کیوقت جب وہ اندھیری رات میں اکیلے چلتے ہیں بھوت کو بھی دیکھ لیتے ہیں۔ اور حقیقت یہہ ہوتی ہے کہ جب اندھیری رات اور تنہائی اور قبرستان کے بیابان میں دل پر خوف غالب ہوا اور پر دہشت تخیلات زبانہ آتش کیطرح اُٹھنے لگے تو پہر کیا تھا فی الفور آنکھوں کے سامنے ایک دیو مہیب شکل کے ساتھ حاضر ہو گیا۔ اور شکل یہہ دکھائی دی کہ گویا ایک کالا بھوت دور سے دوڑا چلا آتا ہے جسکی شکل نہایت ہولناک اک پہاڑ کا پہاڑ کوتہ گردن سیاہ رنگ چوٹی اسمان پر پیر زمین پر موٹے موٹے ہونٹ زرد زرد دانت اور پھر بہت لمبے اور باہر نکلے ہوئے چپٹی ناک دبا ہوا ماتھا سُرخ سُرخ آنکھیں باہر نکلی ہوئی سر پر لمبے دو سینگ موہنہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں۔ پس جبکہ ایسی حالتوں میں بھوت بھی نظر آجایا کرتے ہیں۔ پھر اگر آتھم صاحب نے سانپ دیکھ لیا تو کیا غضب ہوا۔ ایسا سانپ دیکھنے سے کون انکار کریگا کلام تو اسمیں ہے کہ کوئی **تعلیم یافتہ سانپ** کسی انسان نے چھوڑا تھا۔ جو آتھم صاحب کی شکل و شباہت سے خوب واقف تھا افسوس کہ آتھم صاحب نے اسکا کوئی ثبوت نہیں دیا۔ کاش وہ **قسم** ہی کھا لیتے تا وہ اسیطرح اپنے تئیں اِس الزام سے بری کرتے جوان بناوٹ کی باتوں سے اُنپر عائد ہو گیا ہے۔ مگر خیر ہم اب بھی اُن کے بکلی مکذب نہیں۔ ہمارا تو ایمان ہے کہ ضرور اُن کو سانپ نظر آیا تھا۔ مگر یہہ سانپ اُنہیں کے تخیلات کا نتیجہ تھا۔ اور اس بات پر قطعی دلیل تھا کہ پیشگوئی کی پوری عظمت اُن کے دل پر طاری ہو گئی تھی۔

یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جسطرح **یونس** کی قوم کو ملائک عذاب کے تمثلات میں دکھائی دیئے تھے۔ اسیطرح انکو بھی سانپ وغیرہ تمثلات دکھائی دیئے مگر ساتھ ہی ضروری طور پر اسبات کو ماننا پڑتا ہے کہ جس شخص کا خوف ایک مذہبی پیشگوئی سے اس حد تک پہنچ جائے کہ اسکو سانپ وغیرہ ہولناک چیزیں نظر آویں یہانتک کہ وہ ہراسان اور ترساں اور پریشان اور بیتاب اور دیوانہ سا ہو کر شہر بشہر بھاگتا پھرے۔ اور سراسیموں اور خوف زدوں کی طرح جابجا بھٹکتا پھرے۔ ایسا شخص بلاشبہ یقینی باطنی طور پر اُس مذہب کا مصدق ہو گیا ہے جسکی تائید میں وہ پیشگوئی کیگئی تھی۔ اور یہی معنی رجوع الی الحق کے ہیں۔ اور یہی وہ حالت ہے جسکو بالضرور رجوع کے مراتب میں سے

کسی مرتبہ پر محمول کرنا چاہیئے اور میں جانتا ہوں کہ آتھم صاحب کا اس پیشگوئی سے جو دین اسلام کی سچائی کے لیئے کیگئی تھی جسکے ساتھ **رجوع بحق کی شرط** بھی تھی اسقدر ڈرنا کہ سانپ نظر آنا اور تیروں اور تلواروں والے دکھائی دینا یہہ ایسے واقعات ہیں جو ہر ایک دانشمند جوان کو نظر یکجائی سے دیکھے گا وہ بلا تامل اس نتیجہ تک پہنچ جائیگا کہ بلاشبہ یہہ سب باتیں پیشگوئی کے پُرزور نظارے ہیں۔ اور جب تک کسی کے دل پر ایسا خوف مستولی نہ ہو جو کمال درجہ تک پہنچ جاوے تب تک ایسے نظاروں کی ہرگز نوبت نہیں آتی جو شخص مکذب اسلام ہو۔ اور حضرت عیسٰے کے دُور تک ہی الہام پر مُہر لگا چکا ہو کیا وہ اسلامی پیشگوئی سے اسقدر ڈر سکتا ہے بجز اُس صورت کے کہ اپنے مذہب کی نسبت شک میں پڑ گیا ہو۔ اور عظمت اسلامی کی طرف جھک گیا ہو۔

اگر باوجود ان قرائن کے پھر بھی آتھم صاحب کو اُنکی حق پوشی پر نہ پکڑا جاوے اور بہت ہی نرمی کیجاوے تاہم یہہ مطالبہ انصافاً اُن کے ذمہ باقی رہتا ہے۔ کہ جبکہ وہ اپنے خوف کے وجوہات کو یعنی تین حملوں کو اس پہلو پر ثابت نہیں کر سکے جس سے وہ تمام حملے انسانی حملے سمجھے جاتے تو اب اس سوال سے بچنے کے لیئے کہ کیوں یہ نہ سمجھا جائے کہ یہہ بعید از قیاس مشاہدات اُن کے جنہیں سے سب سے پہلے سانپ کے حملہ کا مشاہدہ ہے اُنہیں کے پُرخوف تخیلات کا نتیجہ اور اُنہیں کے خوف زدہ دماغ سے متمثل ہو گئے ہیں کم سے کم یہہ ضروری تھا۔ کہ وہ اس قریب العقل الزام سے اپنی بریت ظاہر کرنیکے لئے **قسم** کھا جاتے۔

یعنی جلسہ عام میں قسماً یہہ بیان کر دیتے کہ وہ **الہام کو منجانب اللہ الہام** سمجھکر نہیں ڈرے اور نہ حقیت اسلام کی اُن کے دلمیں سمائی بلکہ واقعی طور پر **تعلیم یافتہ سانپ** سے لیکر اخیر تک تین متواتر حملے ہماری جماعت کیطرف سے اُن پر ہوئے۔ جنسے وہ ڈرتے رہے۔ کیونکہ اس مقدمہ کی صورت ایسی ہے کہ صرف ہمارا ہی الہام اُنکو ملزم نہیں کرتا بلکہ ساتھ اُس کے اُنکو اُنہیں کا قول و فعل بھی ملزم کر رہا ہے۔

اور یہہ یاد رہے کہ یہہ وہی آتھم صاحب ہیں جنہوں نے بحث سے پہلے ایک اپنی

وتمثلی نوشت ہکو دیدی تھی - کہ کوئی نشان دیکھنے پر ضرور میں اپنے مذہب کی اصلاح کرلونگا جس سے ہم نتیجہ نکالتے ہیں کہ وہ کسیقدر اصلاح کی اپنے اندر جرأت بھی رکھتے تھے سو خوفناک نظارے سے جو اُن کے لیئے نشان کے حکم میں تھے اِس پوشیدہ رجوع کے محرک ہو گئے۔

(۲) پھر دوسرا قرینہ یہہ ہے کہ جب آتھم صاحب امرتسر سے تعلیم یافتہ سانپ کے حملے سے ڈر کر بھاگے اور لدھیانہ میں اپنے داماد کے پاس پناہ گزین ہوئے تو اُس جگہہ بھی شدید خوف کے دورہ کیوقت وہی تمثلی نظارہ آتھم صاحب کی آنکھوں کے آگے پھر گیا جو غلبہ خوف کے وقت پھر آکرتا ہے - مگر ایکدفعہ اُنکو سانپ دکھائی نہیں دیا بلکہ اِس سے بھی بڑھکر ایک خوفناک حالت پیدا ہوئی یعنی یہہ کہ بعض مسلح آدمی نیزوں کے ساتھ اُنکو دکھائی دیئے کہ گویا وہ اُن کے احاطہ کوٹھی کے اندر اگر بس قریب ہی آپہنچے ہیں اور قتل کرنے کے لیئے مستعد ہیں - ہمیں معتمد ذرایع سے معلوم ہوا ہے کہ اس حملہ کے بعد آتھم صاحب اپنی کوٹھی میں بہت روتے رہے اور کبھی یہہ بیان نہیں کیا کہ کسی انسان نے حملہ کیا - بلکہ ہر وقت ایک پوشیدہ ہاتھ کا خوف اُن کے چہرہ پر نمایاں تھا اور وہ خوف اور بے آرامی بڑھتی گئی اور دل کی غمناکی - اور وہ ہر کا زیادہ ہوتا گیا - یہانتک کہ قہر زدہ یہودیوں کیطرح پانوں کے تلوہ نے پھر بیقراری ظاہر کی - اور وہ کوٹھی بھی کچھ ڈراونی سی معلوم ہوئی - اور سچ بھی تھا کہ جس کوٹھی کے احاطہ میں ایسے مسلح پیادہ یا سوار گھس آئے کہ باوجود سخت انتظام اور اہتمام پولیس کے لوگوں کے جو حفاظت کے لیئے دن رات وہیں جمے رہتے تھے پکڑے نہ گئے اور نہ اُن کا حلیہ دریافت ہو سکا - اور نہ پتہ لگا کہ کس راہ سے آئے اور کس راہ سے چلے گئے اُس خوفناک کوٹھی میں آتھم صاحب کیونکر رہ سکتے تھے۔

انسان فطرتاً یہہ عادت رکھتا ہے کہ جسجگہہ سے ایکمرتبہ اُسکو خوف آوے تو پھر اُسی جگہہ رات رہنا پسند نہیں کرتا غرض انہیں وجوہ سے آتھم صاحب کو لدھیانہ بھی چھوڑنا پڑا لیکن اب بحث یہہ ہے کہ کیا حقیقت میں کوئی جماعت نیزوں یا تلواروں والی بمقام لدھیانہ آتھم صاحب کی کوٹھی میں گھس آئی تھی -؟

اِس بحث کو ہم صرف اِن دو کلموں سے طے کر سکتے ہیں کہ اگر بمقام امرتسر

آتھم صاحب پر فی الحقیقت کسی تعلیم یافتہ سانپ نے حملہ کیا تھا تو پھر اسجگہہ بھی نیزوں تلواروں والے
آتھم صاحب پر ضرور آپڑے ہوں گے - اور اگر آتھم صاحب اُس پہلے حملے کے بیان
کرنے میں صادق ہیں تو اس دوسرے حملہ میں بھی صادق ہونگے -
لیکن افسوس تو یہہ ہے کہ جیسے آتھم صاحب بمقام امرتسر سانپ پکڑنے سے ناکام
رہے اور اُسکو مار بھی نہ سکے یہی ناکامی آتھم صاحب کو اسجگہہ بھی نصیب ہوئی - باوجودیکہ
پولیس کا انتظام اور داماد کی احتیاطیں امرتسر سے زیادہ تھیں -
اور یہہ افسوس اور بھی زیادہ ہوتا ہے جب ہم یہہ خیال کرتے ہیں کہ آتھم صاحب
جیسا ایک تجربہ کار سرکاری ملازم پنشنر جو مدت دراز تک اکسٹرا اسسٹنٹی کا کام کرتا رہا کیا وہ
اس فوجداری قانون سے ناواقف تھا - کہ جب اِس اقدام قتل تک نوبت پہنچی تھی تو وہ
بذریعہ عدالت یا ضابطہ ہمارا مچلکہ تحریر کروا کر امن سے لدھیانہ میں لیٹا رہتا -
یہہ بات کچھ تھوڑی نہیں تھی کہ بقول اُنکی جو بعد میں بنائی گئی ہے کہ اقدام قتل کے
لیئے انپر حملہ ہوا - مگر ان سے تو اتنا بھی نہ ہوسکا - کہ اس ظالمانہ واقعہ کو چند اخباروں میں ہی
درج کروا دیتے - بلکہ بقول شخصے کہ "مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد" اِن باتوں
کو اُسوقت ظاہر کیا کہ وہ وقت ہی گذر گیا - اور پندرہ مہینے کی میعاد منقضی ہوگئی - پھر بھی یاروں
دوستوں نے بہت زور مارا کہ آتھم صاحب اَب بھی نالش کریں - مگر چونکہ وہ اپنے دل
میں جانتے تھے کہ یہہ سب آسمانی اُمور ہیں اور سمجھتے تھے کہ نالش کرنا تو آپ اپنے ہاتھہ
سے ہلاکت کا سامان جمع کرنا ہے - اور خود اسقدر شوخی بھی خطرناک ہے کہ اپنے خوف
اور رجوع کو اور پہلو میں لاکر چھپا دیا اور خدا تعالیٰ کے احسان کو یاد نہ رکھا !!! اسلیئے
اُنہوں نے باوجود ڈاکٹر کلارک کے بہت سے سیاپے کے نالش نہ کی - اور یہہ بھی
اُنہیں معلوم تھا کہ نالش کی تقریب پر قسم بھی دیجائیگی - پس اسی خرخشہ سے جو اُنکی جان پر وبال
لاتا تھا کنارہ کیا -
مگر تاہم یہہ کنارہ کشی بے سود ہے - کیونکہ خدا تعالیٰ مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑتا - ناداں
پادریوں کی تمام یاوہ گوئی آتھم کی گردن پر ہے -

اگرچہ آتھم نے نالش اور قسم سے پہلو تہی کر کے اپنے اِس طریق سے صاف بتلا دیا کہ ضرور رجوع بحق کیا۔ اور تین حملوں کی طرز وقوع سے بھی بتلا دیا کہ وہ حملے انسانی حملے نہیں تھے مگر پھر بھی آتھم اِس جرم سے بری نہیں ہے کہ اُسنے حق کو علانیہ طور پر زبان سے ظاہر نہیں کیا!!! صرف اُسکے افعال پر غور کرنیسے عقلمندوں پر حقیقت ظاہر ہوگئی۔

(۳) **تیسرا قرینہ** یہہ ہے کہ جب آتھم صاحب لودیانہ مین بھی آسمانی سلاح پوشونکا مشاہدہ کر چکے تو اُن کا دل وہان رہنے سے بھی ٹوٹ گیا۔ اور حق کے رعب نے اُنکو دیوانہ سا بنا دیا۔ تب وہ اپنے دوسرے داماد کیطرف دوڑے جو فیروزپور میں تھا۔ شائد اِس سے یہہ غرض ہوگی۔ کہ وہ اپنے اِن عزیزوں کی آخری ملاقاتیں سمجھتے ہونگے کہ شاید پوشیدہ رجوع معتبر نہ ہو اور دل میں ٹھان لیا ہوگا کہ اگر میں باوجود اندرونی توبہ اور رجوع کے پھر بھی نہ بچ سکوں تو بارے اپنی لڑکیوں اور عزیزوں کو تو مل لوں۔ بہرحال وہ اُفتان وخیزاں **فیروزپور** پہنچے اور پیشگوئی کی عظمت نے اُن کی وہ حالت بنا رکھی تھی جس سے ہراس اور ترس اور پریشانی ہر وقت مترشح ہو رہی تھی۔ اور حق سے خائف ہونیکی حالت میں جو جو وہشتین اور قلق اُس شخص پر وارد ہوتا ہے جو یقین رکھتا ہے یا ظن رکھتا ہے کہ شائد عذاب الہی نازل ہو جاسے یہہ سب علامتیں اُنمیں پائی جاتی تھیں

چنانچہ جب خوف اسجگہہ بھی اپنی نہایت کو پہنچا تو **دَوری مرض** کیطرح وہی نظارہ پھر نظر آیا جو لدہیانہ میں نظر آیا تھا۔ مگر ایکی دفعہ وہ کرشمہ قدرت نہایت ہی جلالی تھا جسنے آتھم صاحب کے دلپر بہت ہی کام کیا۔

چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ پھر میںنے **فیروزپور** میں دیکھا کہ بعض آدمی تلواروں یا نیزوں کے ساتھ آپڑے۔

غرض معتبر وسائل سے معلوم ہوا ہے کہ ایکی دفعہ آتنی خطرناک خوف طاری ہوا اور خواب میں بھی ڈرتے رہے۔ اور اِس عرصہ میں ایک حرف بھی اسلام کے برخلاف مونہہ سے نہیں نکلا۔ اور نہ کسی سکے پاس یہہ شکایت پیش کی کہ میرے پر یہہ تیسری مرتبہ حملہ ہوا۔

اِن تمام حملوں پر نظر غور ڈالنے سے ہر ایک پہلو سے آتھم صاحب قابل الزام ٹھہر گئے ہیں - کیونکہ باوجودیکہ یہہ بیان کیا گیا ہے کہ تین حملے ہوئے جنمیں سے پہلا حملہ تعلیم یافتہ سانپ کا حملہ ہے - مگر آتھم صاحب نے نہ تو حملہ کرنے والونکو پکڑا - اور نہ حسب ضابطہ کسی تھانہ میں رپوٹ لکھوائی اور نہ کسی عدالت میں نالش کی اور نہ امن حاصل کرنیکے لیئے عدالت کے ذریعہ سے ہمارا مچلکہ لکھوایا - اور نہ مجرموں کے پکڑنیکے لیئے انہی پولیس نے کچھ مدد دی اور نہ مجلسوں میں اس بات کا تذکرہ کیا - اور نہ اخباروں میں اِن متواتر تین واقعہ کو قبل گزرنے میعاد کے چھپوایا - اور نہ مجرموں کا کوئی حلیہ بیان کیا اور نہ اُن کے بھاگنے کیوقت کوئی کپڑہ وغیرہ اُن کا چھین لیا -

یہہ تمام وہ اُمور ہیں جو آتھم صاحب کو جو اکسٹرا اسسٹنٹی وغیرہ کرتے بڈھے ہوگئے کامل طور پر ملزم کر رہے ہیں - اُن کو چاہیئے تھا کہ اِن الزاموں سے بریت ثابت کرانیکے لیئے اگر پہلے نہیں ہوسکا تو بعد میں ہی نالش کر دیتے اور تین حملوں کا عدالت میں ثبوت دیکر ایک تو جھوٹی پیشگوئی کی سزا دلواتے - اور دوسرے اقدام قتل کی سزا سے بھی خالی نہ چھوڑتے لیکن وہ ایسے چپ ہوے کہ اُنکی طرف سے آواز نہ اُٹھی -

بعض اخبار والوں نے بھی بہت سیاپا کیا مگر اُنہوں نے کسی کی نہ سُنی - ڈاکٹر کلارک مارٹن سر کھپا کھپا کر رہ گیا مگر اُنہوں نے اُسکے جواب میں بھی دونوں ہاتھ کانوں پر رکھے حالانکہ عقلاً و انصافاً و قانوناً اُن کا دامن اُسی حالت میں پاک ہوسکتا تھا جبکہ وہ اپنے اُن دعوؤں کو جنپر خوف کی بُنیاد رکھی گئی تھی بذریعہ نالش یا جسطرح چاہتے ثابت کر دکھاتے -

اور اُن کی یہہ تین حالتیں کہ ایک طرف تو اُنہوں نے اپنے اقرار اور اپنے افعال و حرکات سے اثنار پیشگوئی میں اپنا سخت درجہ پر ڈرتے رہنا ظاہر کیا - اور **دوسرے** یہہ کہ اُس ڈر کی وجہ تین حملے تبلاے جو بغیر پورے ثبوت کے کسی عقلمند کے نزدیک قابل تسلیم نہیں ہیں بلکہ قیاس اور عقل سے بھی دور ہیں اور **تیسرے** یہہ کہ اِن تین حملوں اور بیجا الزاموں کا کچھ بھی ثبوت نہیں دیا نہ عدالت کے ذریعہ سے نہ دوسرے کسی طریق سے یہہ تینوں حالتیں اُن کو اس بات کیطرف مجبور کرتی تھیں کہ اگر اُن کے پاس اِن بیجا الزامونکا

کوئی بھی ثبوت نہیں تو وہ قسم ہی کھا لیتے۔

پس اُن کے دروغ گو اور ناحق ہونے پر یہی تھا قرینہ ہی ہے۔ کہ وہ قسم سے بھی گریز کر گئے۔ اور چار ہزار روپیہ بعض اُن کے لیئے نقد پیش کیا گیا۔ مگر مارے خوف کے اُنہوں نے دم نہ مارا۔

ہمارا قسم لینے سے کیا مدعا تھا یہی تو تھا کہ بس ڈر کے وہ اقراری ہو کر پھر خلاف واقعہ اور خلاف قیاس یہہ عذر پیش کرتے ہیں کہ وہ ڈر تین متواتر حملوں کی وجہ سے تھا یہہ غیر معقول عذر اُنہوں نے ثابت نہیں کیا۔ اور نہ یہہ ثابت کر سکے کہ یہہ عاجز کوئی مشہور ڈاکو اور خونی ہے جو اُن سے پہلے بھی کئی خون کر چکا ہے۔ لہذا انصافاً اُن پر لازم تھا کہ ایسی بیجا تہمتوں کے بعد جو قانوناً بھی ایک سخت جرم کی صورت رکھتے ہیں۔ قسم کھانے سے ہرگز دریغ نہ کرتے۔ اگر واقعی طور پر اُن کے مذہب میں قسم کھانے کی ممانعت ہوتی تو ہم سمجھتے کہ مذہب نے اُنکو قسم سے جو بریت کا مدار تھا محروم رکھا لیکن ہمنے تو اپنے اشتہار چہارم میں اُن کی بائبل اُن کے سامنے کھول کر رکھدی اور ثابت کر دیا۔ کہ اُن کے عام بزرگ قسم کھاتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ اُن کا پولوس رسول بھی جسکے اجتہاد اور طریق سے مونہہ پھیرنا ایک عیسائی کے لیئے کفر اور بے ایمانی میں داخل ہے وہ بھی قسم کھانے سے نہیں بچ سکا۔ [دیکھو قرنتیان ۱۵ باب ۳۱ آیت]

اِن قسموں کے تفصیل کے لیئے ہمارا اشتہار چہارم مورخہ ۲۷۔ اکتوبر ۱۸۹۴ء پڑھنا چاہیئے تا معلوم ہو کہ جواز قسم میں ہمنے کسقدر ثبوت دیا ہے۔ اور نہ صرف انجیل بلکہ تمام بائبل کے حوالے دیئے ہیں۔ مگر آتھم صاحب نے اپنی انجیل کی ذرہ بھی پروا نہیں کی۔ وجہ یہہ کہ وہی آسمانی رعب اُن کے دل پر غالب ہوا جسنے تین حملوں کا نظارہ دکھلایا تھا۔ تب پادریوں کو فکر پڑی کہ آتھم نے ہمارے مونہہ پر سیاہی کا دھبہ لگایا۔ اسلیئے ڈاکٹر کلارک نے سراسر بے ایمانی کا طریق اختیار کر کے ایک گندہ اشتہار نکالا جسکا حاصل مطلب یہہ تھا کہ مذہب عیسائی میں قسم کھانا ایسا ہی حرام ہے جیسا کہ مسلمانوں میں خنزیر کا گوشت کھانا۔ مگر اِس حیا کے دشمن کو ذرہ بھی انجیل اور پطرس اور پولوس کی عزت کا خیال نہ آیا۔ اور

نہ یہہ سوچا کہ اگر یہی مثال سچ ہے تو پھر **پولس** رسول کو ایماندار کہنا بیجا ہے جسنے سب سے پہلے اس ناپاک چیز کا استعمال کیا۔

جس حالت میں ایک مسلمان خنزیر کو حلال سمجھنے والا تمام فرقوں کے اتفاق سے **کافر** ہوجاتا ہے۔ اور اسکو کھانے والا پرلے درجہ کا فاسق بدکار کہلاتا ہے۔ تو پھر ہیں **ڈاکٹر کلارک** صاحب اس بات کا ضرور جواب دیں کہ وہ اپنے حضرت **پولس** کی نسبت اِن دونوں خطابوں میں سے کس خطاب کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔

سچی بات کو چھپانا بے ایمانوں اور لعنتیوں کا کام ہے۔ کیا یہہ سچ نہیں ہے؟ کہ **پولس** نے قسم کھائی **پطرس** نے قسم کھائی۔ اور **زبور میں لکھا ہے کہ جو جھوٹا ہے وہی قسم نہیں کھاتا** [دیکھو زبور ۶۳ آیت ۱۱]

کیا! ہم تسلیم کریں کہ فقط آتھم صاحب ہی قسم کھانے سے بچے۔ اور دوسرے تمام بزرگ عیسائی **قسم کا خنزیر** کھاتے رہے۔ اور اب بھی بجز اس قسم کے خنزیر کھانیکے کوئی اعلیٰ درجہ کی ملازمت جو متعہد عہدہ داروں کو ملتی ہے کسی عیسائی کو نہیں ملسکتی ہے۔

اور طرفہ تر یہہ کہ آتھم صاحب کا دو مرتبہ عدالت میں قسم کھانا ثابت ہوچکا ہے اگر وہ انکار کریں تو ہم نقل لیکر دکھلاویں۔

سچ تو یہہ ہے کہ اِن عیسائیوں میں سے شاید شاذ نادر کوئی ایسا ہو جسکو قسم کھانے کا اتفاق نہ ہوا ہو۔ بلکہ انگریزی قانون نے قسم کھانا عیسائیوں کے لیئے خاص حق رکھا ہے اور دوسروں کے لئے اقرار صالح۔

اب ہم منصفین سے پوچھتے ہیں کہ جن لوگوں نے قسم سے گریز کرنیکے لیئے عمداً اپنے سوانح کو چھپایا اور وہ جانتے تھے کہ پہلے اِس سے ہم کئی دفعہ قسمیں کھا چکے ہیں مگر ارادتاً اُن قسموں کو پوشیدہ رکھا اور ایک نہایت مکروہ جھوٹ بولا اور کہا کہ قسم ہمارے مذہب میں ایسا ہی بدکاری کا کام ہے کہ جیسے مسلمانوں میں خنزیر۔ اور اپنے بزرگوں کو اپنی زبان سے فاسق فاجر قرار دیا۔ کیا اُن کے اِس طریق سے ابتک ثابت نہ ہوا کہ اگر وہ اپنے تئیں حق پر

جانتے تو اس ذلت اور رسوائی کو ہرگز اختیار نہ کرتے۔

پس یہہ **پانچواں قرینہ** ہے کہ ان لوگوں نے ایک سچائی کے چھپانیکے لیئے اپنے **پولس** رسول کو ایک ایسی آدمی سے تشبیہ دی کہ جو مسلمان کہلاکر پھر سور کھاوے اسی بات سے ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ در پردہ آتھم اور اُسکے دوستوں کو کس بات کا تعجب کھا گیا کہ انہوں نے بیہودہ حیلہ بازیوں اور رسوائی والے طریق کو اختیار کیا۔ مگر آتھم قسم کھانے سے ایسا ڈرا کہ گویا وہ کھا جانے والا بھیڑیا ہے۔

دانشمندوں کو چاہیئے کہ بار بار ان باتوں کو ذہن میں لاویں کہ کیونکر اول آتھم صاحب نے رو رو کر یہہ اقرار کیا کہ مَیں ضرور پیشگوئی کی میعاد میں ڈرتا رہا۔ اور پھر سوچیں کہ جس پیشگوئی کو بیہودہ سمجھا گیا تھا اُس سے اسقدر ڈرنا کیا معنی رکھتا تھا۔ بہتیری بیہودہ باتیں انسان سنتا ہے مگر ان کی کچھ بھی پروا نہیں کرتا۔ پھر اگر فرض بھی کرلیں۔ کہ امرتسر میں کسی تعلیم یافتہ سانپ نے اُسپر حملہ کیا تھا تو اسقدر بیجا اُسی اور سراسیمگی دکھلانا اور شہر بشہر پھرنا کیا ضروری تھا۔ کوئی قانونی تدبیر کی ہوتی جس سے امن کے ساتھ امرتسر میں بیٹھے رہتے۔ کیا امرتسر کی پولیس ناکافی تھی۔ یا تمام قانونی علاج مسدود تھے جو اسقدر خرچ اخراج کر کے شدت دھوپ کے دنوں میں پیرانہ سالی میں اپنے آرامگاہ کو چھوڑا اور لطف یہہ کہ وہ چھوڑنا بھی بے سود رہا امرتسر میں سانپ نظر آیا۔ لودھیانہ میں نیزوں والے دکھائی دیئے۔ فیروزپور میں تلوار کے ساتھ حملہ ہوا یہہ بیانات بہت ہی غور کے لائق ہیں۔

ناظرین ان تین حملوں کو سرسری نظر سے نہ دیکھیں اور خوب سوچیں۔ کیا فی الحقیقت سچ ہے کہ پہلا نظر آنے والا فی الحقیقت ایک تعلیم یافتہ سانپ تھا جسپر کسی کا سونٹا چل نہ سکا۔ اور وہ پچھلی مرتبوں میں جو نظر آئے وہ جنگ آزمودہ ہماری جماعت کے سپاہی تھے۔ جنکو کسی موقع پر آتھم صاحب پکڑ نہ سکے۔ اور نہ ان کے دامادوں کا اُنپر ہاتھ دراز ہو سکا نہ پولیس کے نالائق کانسٹبل اُنکے مقابلہ کی جرأت کر سکے۔ پھر عجب پر عجیب یہ ہے کہ یہہ لوگ ناجائز ہتھیاروں کے ساتھ کئی مرتبہ ریل پر سوار ہوئے۔ بازاروں میں ہو کر نکلے آتھم صاحب کے احاطہ میں ادھر ادھر پھرتے رہے۔ مگر بجز آتھم صاحب کے کوئی بھی اُنکو دیکھ نہ سکا۔ کیا ان تمام قرینوں سے ثابت

نہیں ہوتا کہ درحقیقت یہہ تمام روحانی نظارہ تھا جسنے آتھم صاحب کے دل کو حق کیطرف رجوع دلایا اور اُن کا دل خوف سے بھر گیا - اور مونہہ پر مُہر لگ گئی - اُن کا فرض تھا کہ پہلے حملہ میں ہی تھانہ میں رپورٹ کرتے گورنمنٹ کو اطلاع دیتے - اور حلیہ لکھواتے - اور صورت شکل اور وردی اور تمام قرائن سے حکّام کو مطلع کرتے - تا گورنمنٹ اشتہار دیکر ایسے بدمعاشوں کو ماخوذ کرتی - اور ایسے پلید مجرموں کو وہی سزا کا مزہ چکھاتی - اور کم سے کم یہہ تو چاہیئے تھا کہ وکیلوں کے مشورہ سے ایک عرضی دیکر مجرموں کو سزا دلاتے - یا احتیاطی طور پر اس عاجز سے اِس مضمون کا مچلکہ لکھواتے کہ اگر آتھم پیشگوئی کی میعاد میں مارا گیا تو یہہ جُرم قتل عمد تمہارے ذمہ لگایا جائیگا - کیونکہ جو شخص پہلے ان کی موت کی جھوٹی پیشگوئی کریگا اور پھر اُسکی جماعت کی طرف سے قتل کرنیکے لئے تین حملے بھی ہوسے کیا ایسے شخص کا مچلکہ لینے سے گورنمنٹ کو کچھ تامل ہوسکتا ہے -

کیا یہہ تعجب کی بات نہیں کہ آتھم صاحب پندرہ ماہ تک ایک جلتے ہوئے تنور میں پڑے رہے اور بار بار خوفناک حملوں سے کچلے گئے - مگر اُنہوں نے کسی مقام میں باضابطہ تحقیقات کرائی - امرتسر سے سانپ کے حملہ پر چپکے ہی نکل آئے - پھر لودھیانہ پہنچے - اور ساتھ ہی حملے والے بھی پہنچگئے اور مارنے میں کچھ بھی کسر نہ رکھی - تب بھی آتھم صاحب نے گورنمنٹ میں جاکر سیاپا نکیا کہ یہہ دشمن میرے قتل کے درپے ہیں - میری کوٹھی پر مسلح ہوکر آئے - سرکار ان کا مچلکہ لے اور مجکو اِن کے شر سے بچالے - بلکہ اُن کو چاہیئے تھا کہ تعلیم یافتہ سانپ کے حملہ پر ہی دہائی دیتے کہ لوگو دیکھو پیشگوئی کی حقیقت معلوم ہوئی -

اب اسے ہمارے ناظرین! اسے اخباروں کے ایڈیٹرو - اسے رسالوں کے شائع کرنے والو - آپ لوگوں نے آتھم صاحب کی ہمدردی تو بہت کی - بلکہ بعض نے لکھا کہ آتھم صاحب خلق اللہ پر بہت ہی احسان کرینگے - اگر ایسے کذاب پر نالش کرکے اُسکو سزا دلائینگے - مگر اب آنکھیں کھولکر دیکھو کہ قرائن قویّہ کسکو کذاب ثابت کرتے ہیں -

ہم تم سے اسلام کی ہمدردی نہیں چاہتے ہم تمکو یہہ الزام نہیں دیتے کہ مسلمانوں کی اولاد کہلاکر پھر پادریوں کے ناحق کی حمایت کیوں کی - کیونکہ یہہ بات کہنے والا اور پوچھنے والا ایک ہی ہے - جو مطالبہ کے دن میں ظالم کو بے سزا نہیں چھوڑے گا -

ہم تمہاری گالیوں اور لعنتوں سے بھی ناراض نہیں - کیونکہ بہ نسبت پہلے راستبازوں کے
یہ بہت ہی تھوڑا دکھ ہے جو ہمکو تم سے پہنچا ہے - لیکن اگر ہمیں افسوس ہے تو صرف یہی
کہ تم نے دین کی سچی حمایت کو بھی چھوڑا اور پادریوں کی ہاں کے ساتھ ہاں ملائی - مگر آخری نتیجہ
تمہارے لئے اُس ندامت کا حصہ ہوا جس کو دوسرے لفظوں میں خسر الدنیا والآخرۃ
کہتے ہیں اس بات کا ہمکو بھی افسوس ہے کہ باوجودیکہ دین کو تم نے اس طرح پھینکدیا کہ جس طرح ایک ناکارہ
تنکا پھینکا جاتا ہے مگر پھر بھی تم کسی ایسی تعریف کے لائق نہ ٹھہرے جو کسی عقلمند عمیق الرائے کی
بارہ میں ہو سکتی ہے - بلکہ وہ خفت اور خجالت اوٹھائی جو ہمیشہ جلد باز اور شتاب کار اُٹھایا کرتے ہیں
درحقیقت جو شخص نفسانی جوش میں آکر یا جلد بازی کی وجہ سے اللہ اور رسول کی کچھ بھی پروا
نہیں رکھتا اُسکو ایسے دن دیکھنے پڑتے ہیں -

کیا کبھی تم نے سُنا کہ کسی ایسے مباحثہ میں کہ جسکی حمایت میں عیسائی مذہب کو کوئی زد پہنچتی ہو
یا کسی فرد کی نظر میں اُس مذہب کی بیخکنی ہوتی ہو کوئی پادری تمہارے ساتھ ہو گیا ہو بلکہ وہ تو باوجود
تعدد اندرونی اختلافات کے اپنی ہوا نکلنے نہیں دیتے - پھر تم پر افسوس کہ تم نے چند خود غرض مولویوں
کے پیچھے لگ کر ایک دینی معاملہ میں پادریوں کی وہ حمایت کی اور اہل حق کو وہ گالیاں دیں جنکی
نظیر کسی قوم میں نہیں پائی جاتی سو اب بھی میں نصیحت کرتا ہوں کہ توبہ کرو - اور پاک دل اور بے لوث
نظر کے ساتھ اِس پیشگوئی کو دیکھو اور تمام اُمور کو یکجائی نظر سے تصور میں لاکر وہ سچی رائے ظاہر کرو
جو تمہاری پہلی جلد بازیوں کا کفارہ ہو جائے - یقیناً سمجھو کہ دین اسلام ہی حق ہے اور ہر ایک انسان
کو اپنے ان تمام خیالات کا حساب دینا پڑیگا جنکو وہ ردی اور ناپاک پاکر پھر بھی اپنے سینہ
سے باہر نہیں پھینکتا - اور بخل اور تعصب سے اپنی طبیعت کو الگ نہیں کرتا -

سو اُٹھو اور جاگو اور پھر دوبارہ ایک حق طلب اور سوچنے والا دل لیکر آتھم والی پیشگوئی
پر نظر ڈالو پیشگوئی میں کوئی بھی تاریکی نہیں تھی تمہاری اپنی ہی تاریکی اور موٹی عقل اور جلد بازی نے
ایک تاریکی پیدا کرلی - اور وہ صریح شرط تمہاری آنکھوں سے نظرانداز کی گئی - جو حکیم ازلی نے تمہاری
آزمایش کے لئے پہلے ہی الہامی عبارت میں داخل کی تھی یہ فعل بھی اُسی حکیم مطلق کا ہے تا وہ
تمہیں جانچے اور آزماوے اور تم پر ظاہر کرے کہ کسقدر تم تدبر اور تقوی اور اخوت اسلامی سے

دور جا پڑے - بھائیو جلد توبہ کرو تا ہلاک نہ ہو جاؤ - کیونکہ کوئی عمل بد نہیں جس پر مواخذہ نہ ہو گا - اور کوئی بد دیانتی نہیں جس کی وجہ سے انسان پکڑا نہ جائے - جسنے کسی بخل کی وجہ سے اپنا دین خراب کر لیا - اور کسی تعصب کی وجہ سے حق کو چھوڑ دیا وہ کیڑا ہے نہ انسان اور درندہ ہے نہ آدمی - لیکن نیک آدمی ایک پاک خیال کے ساتھ سوچتا ہے - اور اس کا حکمت اور حق کے ساتھ کلام ہوتا ہے نہ ٹھٹھے اور ہنسی کے رنگ میں اور وہ صداقت اور انصاف کے پاک جذب سے بولتا ہے نہ غضب اور غصہ کی کشش سے اسلئے خدا اُسکی مدد کرتا ہے اور روح القدس اُسکے دل پر روشنی ڈالتا ہے - لیکن ناپاک دل اور گندی طبیعت والا سچائی کے استخراج کے لئے کچھ بھی کوشش نہیں کرتا - اور ایک دھوکہ جو پہلے دن سے ہی اُسکو لگ جاتا ہے اُسی کی پیروی کرتا چلا جاتا ہے - اور پھر تعصب اور کج بحثی کی وجہ سے خدا تعالیٰ اُسکے دل کا نور چھین لیتا ہے - اور اُسکا پچھلا حال پہلے سے بھی بدتر ہو جاتا ہے -

مگر نیک سرشت آدمی اپنے رائے کے بدلنے سے ہرگز نہیں ڈرتا - جب دیکھتا ہے کہ ایک صداقت کی تکذیب میں مجھسے غلطی ہوئی تو اُس کا بدن کانپ جاتا ہے - اور آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں اور سچائی کے خون سے اُس مجرم سے زیادہ ڈرتا ہے جسنے ایک بیگناہ اور معصوم بچہ کو ناحق قتل کر دیا ہو - سو خدا جو کریم و رحیم ہے اُسے قبول کر لیتا ہے - اور اُسکی عظمت دلوں میں ڈال دیتا ہے -

یہی وجہ ہے کہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ مجلس میں ایک شخص بہادر دل کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور بلند آواز سے بولا کہ صاحبو میں فلاں امر میں غلطی پر تھا - اور جو کچھ مینے ایک مدت تک بحثیں کیں یا جو کچھ مینے مخالفت ظاہر کی وہ سب نادرست امر تھا - اب میں اُس سے محض للہ رجوع کرتا ہوں لیسے شخص کی ایک ہیبت دلوں میں طاری ہو جاتی ہے - اور ولایت کا نور اُس کے چہرہ پر دکھائی دیتا ہے - اور دل بول اُٹھتا ہے کہ یہ شخص متقی اور قابل تعظیم ہے -

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اُنسے پیار کرتا ہوں کہ جو گناہ اور خطا کا طریق چھوڑ کر حق کی طرف قدم اُٹھاتے ہیں - پس جس سے خدا پیار کرے ضرور اُس سے تمام نیک بندے پیار کرینگے کیونکہ نیک روحوں کا پیار خدا کے پیار کے تابع ہے - سو مبارک وہ جو خدا تعالیٰ کی مرضی کی ہیں

ڈھونڈے - اور زید وبکر کی بک بک کی کچھ پروا نہ رکھے -

اب میرے دوستو ذرہ نظر اٹھا کر دیکھو اور اپنی کانشنس اور نرم قلب سے فتویٰ لو اور ذرا نظر اور فکر کو ہشیاری اور بردباری کے ساتھ دوڑا کر دیکھو کہ کیا آتھم کا طریق اور روش اسکی سچائی پر دلالت کر رہا ہے - کیا تمہارے دل ان باتوں کو قبول کرتے ہیں کہ ضرور آتھم پر بمقام امرتسر کسی تعلیم یافتہ سانپ نے حملہ کیا تھا - اور ضرور ہماری جماعت کے بعض لوگ تلواروں اور نیزوں کے ساتھ لدھیانہ اور فیروزپور میں اسکی کوٹھی میں قتل کرنیکے لیئے جا گھسے تھے -

کیا آپ لوگوں کی روحیں اس بات کو مانتی ہیں کہ باوجود اس مذہبی مقدمہ کے جسکی بنیاد پر یہہ مباحثہ شروع ہوا تھا - یعنی ایک شخص اسمعیل نام کا عیسائی ہونے سے رک جانا - اور اس اشتعال سے عیسائیوں کا مباحثہ کرنا اور پھر پیشگوئی کی صداقت مٹانیکے لیئے یہہ جھوٹی تاویلیں کرنا کہ ڈاکٹر کی قطعی رای ہے کہ چھ مہینے کے اندر آتھم مرجائیگا - ایسے لوگ جنہوں نے مذہبی حاجت کی خیال سے پہلی ہی جھوٹی تاویلیں شروع کر دیں اور فتح کے حریص رہے وہ واقعی طور پر تین حملے ہماری جماعت کی طرف سے دیکھیں اور حملے بھی وہ جو ایسے شخص کے قتل کرنیکے ارادہ سے ہوں جو عیسائی پارٹی کا سر ہو اور پھر یہہ حضرات عیسائیان خاموش رہیں - نہ گورنمنٹ میں ان حملوں کی شکایت لیجائیں اور نہ تھانہ میں رپورٹ دیں اور نہ حاکم ضلع کے پاس نالش کریں - اور نہ ہمارا مچلکہ عدالت میں داخل کرائیں - اور نہ میعاد کے اندر اخباروں میں اس واقعہ کا اشتہار دیں اور نہ باوجود ہمارے چار ہزار روپیہ نقد پیش کرنے کے قسم کھاویں اور چار ہزار روپیہ لیکر ہمیں ہرا دیں **صاحبو** آپ للہ سوچو کہ آخر مرجانا اور اس نابکار دنیا کو چھوڑ جانا ہے اور ذرہ غور کرو کہ جس شخص پر یہہ ظلم ہو کہ موت کی خبر سنا کر ناحق اس کا دل ستایا جاوے - اور پھر اسی دلآزاری پر کفایت نہ ہو بلکہ برابر اس پر تین حملے بھی ہوں - اور معاملہ مذہبی ہو جسمیں بالطبع تعصب بڑھ جاتے ہیں کیا ایسی صورت میں آپ قبول کر لینگے کہ یہہ سب کچھ واقعہ ہوا مگر آتھم اور اس کے دوستوں نے نہ چاہا کہ بدی کے مقابل پر بدی کریں - پھر صاحبو یہہ بھی سوچو کہ دنیا میں کوئی دعوی بغیر ثبوت کے قابل پذیرائی نہیں ہوتا - پس ایسا دعوی جو خود خلاف قیاس اور غیر معقول ہو اور جسکے اقرار کرنیوالے

عیسائیوں کو ضرور تین پیش آئی ہیں وہ کیوں بغیر ثبوت پیش کرنیکے قبول کیا جاتا ہے۔
آتھم صاحب نالش نہیں کرتے کہ یہہ نیک بختی کا تقاضا نہیں قسم نہیں کھاتے کہ مذہب میں ہمارے قسم ایسی ہے جیسے مسلمانوں میں خنزیر کھانا۔ کوئی اور ثبوت نہیں دیتے کہ ہم اب لڑنا اور جھگڑنا نہیں چاہتے۔ پس کیا اب یہہ تمام بے ثبوت باتیں آتھم صاحب کی قبول کرلوگے اور کیا آپ کی یہہ رائے ہے کہ ہماری سب باتیں جھوٹی اور آتھم صاحب کی یہہ ساری کہانیاں سچی ہیں۔ اگر یہی بات ہے تو ہم آپ لوگوں سے اعراض کرتے ہیں جب تک کہ وہ دن آوے کہ رب العرش کے سامنے ہم سب لوگ کھڑے ہوں گے۔
صاحبو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر یہہ جھگڑا دنیوی جھگڑوں کیطرح چیف کورٹ یا ہائی کورٹ کے اجلاس میں پیش ہوتا تو آخر بغور دیکھے جانیکے بعد ہمارے ہی حق میں فیصلہ ہوتا۔
عزیزو! آپ لوگوں پر لازم تھا کہ اُس نور ایمان سے کام لیکر جو حضرت سیدنا مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک سچے ایماندار کو خدا تعالیٰ کیطرف سے عطا کیا ہے۔ آتھم کے اِس منصوبہ پر جو گویا اُس پر تین حملے ہوئے نظر غور کرتے اور اُسکو ملزم کرتے کہ جب تک وہ تعلیم یافتہ سانپ اور مسلح قاتلوں کا پتہ نہ لگاوے۔ یا عدالت میں نالش نکرے یا قسم نہ کھاوے تب تک وہ قانون انصاف کی رو سے دروغ گو اور حق پوش ہے۔
اور ہماری جماعت کے لیئے تو تین حملوں کا الزام موجب زیادت ایمان اور یقین اور آتھم کے جھوٹے ہونے کا بدیہی ثبوت ہے۔ کیونکہ ہر ایک شخص ہماری جماعت میں سے یقین دل سے جانتا ہے کہ ایسے حملوں کی مجھے تعلیم نہیں ہوئی۔ اور نہ ایسا پلید مشورہ کبھی اس جماعت میں ہوا۔ ہم اپنی تمام جماعت کو فرد فرد کرکے اسوقت مخاطب کرتے ہیں کہ کیا انکو ایسی صلاح دی گئی کہ تم کوئی زہریلا اور کالا سانپ لیکر اور اُسکو خوب تعلیم دیکر آتھم کو ڈسنے کے لیے اُسکی کوٹھی میں چھوڑ دو۔ اور اگر وہاں موقعہ نہ پاؤ تو پھر لودھیانہ میں جاکر اور اگر وہاں بھی موقعہ نملے تو پھر فیروزپور میں جاکر کام تمام کردو۔
ہم پھر لکھتے ہیں کہ اگر کسی کو ہمنے کبھی ایسا مشورہ دیا ہے تو سخت بے ایمانی ہوگی کہ وہ اُسکو ظاہر نکرے۔ یہہ بات ظاہر ہے کہ مرشد پر مریدوں کا اُسی وقت تک سچا اعتقاد رہ سکتا ہے

که جب تک اسکو ـ راست باز اور صادق اور حق گو یقین کریں اور دروغ گو اور مفتری اور منصوبه باز ہونا اسکا
ثابت ہو اور جبکه یه بات ہے تو ہمارے مریدوں میں سے ہر ایک شخص اپنے دل میں سوچے
که کیا کوئی انمیں سے ہمارے کہنے سے یا خود بخود آتھم پر حمله کرنیکے لیئے امرتسر اور لودھیانه
اور فیروزپور گیا تھا ـ ظاہر ہے که سب کا یہی جواب ہوگا که میں نہیں گیا اور نه ایسی گندی تعلیم
مجکو ہوئی ـ اور یه بات بھی ظاہر ہے که اگر اس چھوٹی سی جماعت میں کوئی ایسا پلید مشوره ہوتا تو جماعت
کے کل یا اکثر افراد کو ضرور اسکی خبر ہوتی خاصکر جبکه اس جماعت کے بہت سے فاضل احباب اس جگه
جمع رہتے ہیں ـ اور بعض وقت سو کے قریب یا زیاده ہوتے ہیں وه تو ضرور اس پرده کی بات
کو پا جاتے ـ اور توبه پر توبه کرتے که ہمنے اس مکار آدمی کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر اپنے ایمان کو ضائع
کیا ـ پیشگوئی خدا تعالی کیطرف سے بتلائی اور اب کہتا ہے که کوئی تم میں سے آتھم کو قتل کردے
تا اسی طرح پیشگوئی پوری ہو ـ اسوقت ہم اپنے فاضل دوست مولوی حکیم نوردین
صاحب کو جنہوں نے اپنے وطن سے ہجرت کرکے کئی برس سے مع اہل وعیال وہی
رہائش میرے پاس اور میرے مکان کے ایک حصه میں اختیار کی ہے ـ اور احباب کے
ہر ایک نیک اور پاک مشوره میں صدر نشین ہیں اور صرف نیک ظن کیوجه سے اپنی جان
مال سے حاضر ہیں مخاطب کرکے پوچھتے ہیں که کیا کبھی ایسے پلید مشوره کا آپ سے ذکر آیا ـ

ایسا ہی ہم اپنے تمام دوستوں کو مخاطب کرکے پوچھتے ہیں کیا کسی ایسے نالائق مشوره میں
آپ لوگ بھی شریک ہوئے یا کوئی صاحب آپ لوگوں میں سے آتھم صاحب کے قتل کرنیکے لیئے
بھیجا گیا یقیناً آپ لوگوں کے دل بول اٹھینگے که ہماری طرف ان باتوں کا منسوب کرنا سراسر افترا ہے
اور یقیناً اس بے اصل منصوبه کی تصور سے آپ لوگوں کا ایمان زیاده ہوگا لیکن غیروں کو بباعث اجنبیت
یه حق الیقین نصیب نہیں

مگر افسوس تو یه ہے که وه ان قراین قویه سے بھی کناره کشی کرتے ہیں جو صریح آتھم کو ملزم
ٹھہراتے ہیں وه نہیں سوچتے که جس حالت میں آتھم نے اپنے خوف کی تین حملوں پر بنا رکھی
اور اس بات سے انکار کیا که وه خوف اور گریه وزاری اسلام کے رعب سے تھا تو ان تین حملوں کا
کچھ ثبوت بھی تو پیش کرنا چاہیئے تھا ـ کیونکه خوف کو پیشگوئی کیطرف منسوب کرنیکے وقت تو

قرائن موجود ہیں۔ وجہ یہہ کہ پیشگوئی نہایت زور سے کیگئی تھی۔ اور نہ صرف آتھم بلکہ اُسی وقت
اس مجلس کے تمام عیسائیوں پر اُس کا اثر ہوگیا تھا۔ اور پیش بندی کے طور پر اُسی دم کہنا شروع
کر دیا تھا کہ آتھم کے مرنے کی تو ایک ڈاکٹر نے بھی خبر دے رکھی ہے۔ کہ چھ ماہ تک مر جائیگا
ظاہر ہے یہہ تمام باتیں پیشگوئی کا رعب قبول کرنے سے مونہہ سے نکلی تھیں۔ اور آتھم صاحب کے
دل پر ایک بھاری موثر کام کر رہا تھا۔ اور یہہ تمام قراین چاہتے تھے کہ آتھم صاحب سے وہ حرکتیں صادر
ہوں جو شدت خوف کیوقت صادر ہوا کرتی ہیں۔ اور وہ نظارے انکو نظر آویں جو شدت خوف کیوقت
نظر آیا کرتے ہیں مگر اُنہوں نے انسانی حملوں کا کیا ثبوت دیا جو اب اُنکی خوف کی بنیاد قرار دیئے گئے ہیں
پھر جس حالت میں کچھ بھی ثبوت نہیں دیا تو کیا یہہ بیجا مطالبہ تھا کہ وہ اپنی بریت ظاہر کرنیکے
لیئے قسم کھا لیتے۔ سو اب **وہ دنیا پرست مولوی جو عیسائیوں کے ساتھ ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں** ہمیں جواب دیں کہ اُنہوں نے کیوں ہماری عداوت کے
لیئے اپنا مونہہ کالا کیا۔ کیا یہی مونہہ کل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائینگے جنکی دین کی تکذیب
کے لیئے ناحق بیموجب وہ شریک ہوئے کیا وہ قسم کھا سکتے ہیں کہ اُن کے نزدیک آتھم ہی سچا ہے
ایسے معرکہ کے مطالبہ میں آتھم کا قسم نہ کھانا ایک قسم کی موت تھی جو اُسپر وارد ہوگئی۔ اور وہ بینہ
کے ساتھ بیشک ہلاک ہوگیا۔ اور جو بار ثبوت اُسکے ذمہ تھا وہ اُس سے سبکدوش نہ ہوسکا۔ اور جسمانی
موت بھی شوخی کے بعد ٹل نہیں سکتی لا مبدل لکلمات اللہ

افسوس کہ ہمارے بعض مولویوں اور اُن کے نالائق چیلوں نے جو نام کے مسلمان تھے
اس جگہ اپنی فطرتی بدذاتی سے بار بار حق کی تکذیب کی اور اسلام کی مخالفت میں یہہ سیاہ دل اور شریر
مولوی عیسائیوں سے کچھ کم نہ رہے۔ اور بہت ہی زور لگایا کہ کسی طرح اسلام کو ذلت پہنچے۔ اور جاہل
مسلمان جو چارپائیوں کی طرح تھے اُن کے دلوں میں جما دیا کہ اس شخص یعنی اس عاجز نے اسلام
کو بدنام کیا اور شکست دلوائی۔

ناظرین اب یہہ تمام مقدمات اور واقعات آپ لوگوں کی نظر کے سامنے ہیں ہم یہہ
نہیں کہتے کہ صرف مذہبی حمایت اور بیجا تعصب سے ہمیں سچا ٹھہرا دو۔ اور عیسائیوں اور اُن کے ہم مادہ
نیم عیسائی مولویوں کو جھوٹا قرار دو بلکہ مقدمات موجودہ پر ایک گہری اور عمیق نظر ڈالو پھر اُن سے

وہ نتیجہ نکالو جو عقل اور انصاف کی پورے استعمال کے بعد نکلنا چاہیئے - ہم اس بات کو قبول کرتے اور مانتے ہیں کہ اگر آتھم صاحب اِس پیشگوئی کے بعد اپنی جگہہ پر استقامت کے ساتھ بیٹھے رہتے - اور اپنی چالچلن کی مجنونانہ گردش سے اپنی سراسیمگی اور خوف زدہ حالت کو ظاہر نکرتے - اور یہہ باتیں میعاد کے بعد مونہہ پر نہ لاتے کہ اِس جماعت کے بعض لوگ تین دفعہ تین مختلف شہروں میں نیزوں اور تلواروں اور سانپوں کے ساتھ میرے احاطہ کوٹھی میں گھس آئے - اور اپنے مونہہ سے روروکر یہہ اقرار نکرتے کہ حقیقت میں میعاد کے اندر میں ڈرتا رہا - اور پھر قسم پر بلانیکے لیئے بلا توقف حاضر ہوجاتے تو بیشک ہم ہر ایک مخالف اور موافق کی نظر میں جھوٹے ٹھہرتے - اور ہمارا آخری الہام کہ شرط رجوع کی پوری ہونے کی وجہ سے عذاب آلہی ٹل گیا ایک بہانہ سا یا باطل تاویل سب کو دکھائی دیتا -

پیارے ناظرین آپ لوگ جانتے ہیں کہ اِس پیشگوئی میں بتصریح یہہ شرط موجود تھی کہ اُس حالت میں عذاب نازل ہوگا کہ حق کیطرف رجوع نکرے - اور میں اسمضمون میں لکھہ چکا ہوں کہ لفظ رجوع کھلے کھلے اسلام لانے کا ہم وزن اور ہم پایہ نہیں - بلکہ ادنی استعداد کا آدمی بھی جانتا ہے کہ کبھی یہہ لفظ کھلے کھلے اسلام پر بولا جاسکتا ہے - اور کبھی جب انسان پوشیدہ طور پر کسیقدر اپنی اصلاح کرے تب بھی وہ کہہ سکتا ہے کہ مینے رجوع بحق کیا - اور پیشگوئیوں میں یہی قاعدہ قدیم سے ہے - کہ اگر کوئی لفظ دو معنوں کا محتمل ہو تو پیشگوئی کے انجام کے بعد جو معنے واقعات موجودہ سے ظاہر ہوں وہی لیئے جائینگے -

سو واقعات ظاہر کر رہے ہیں - کہ آتھم صاحب نے پوشیدہ طور پر اسلام کا خوف اپنے دل پر غالب کیا - اور اپنے عیسائی تعصب کی اندر ہی اندر اصلاح کی - اور اندر ہی اندر رجوع بحق کیا - اسلیئے وہ شرط پوری ہوگئی جو عذاب کے عدم نزول کے لیئے بطور روک کے تھی - کیا ضرور تھا کہ خدا تعالی اپنی شرطوں کا لحاظ رکھتا -

چونکہ ہمارے اِس الہام میں صریح اور صاف شرط تھی کہ حق کیطرف رجوع کرنیسے عذاب ٹل جائیگا - اور آتھم کی حرکات مذکورہ بالا نے رجوع کی مفہوم کو پورا کردیا اسلیئے وہ پیشگوئی حقاً و صدقاً پوری ہوگئی -

آتھم کا یہہ بیان تھا کہ میں ڈرتا تو ضرور رہا مگر پیشگوئی کی سچائی سے نہیں بلکہ مجھے بار بار خونی فرشتے نیزوں اور تلواروں کے ساتھ نظر آتے رہے ۔ پس یہہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ ڈر کا صاف اقرار آتھم کے مونہہ سے نکل گیا ۔ لیکن آتھم نے اس بات کا کچھ بھی ثبوت نہیں دیا کہ ہماری جماعت نے فی الحقیقت نیزوں اور تلواروں اور سانپوں کے ساتھ تین مرتبہ اُسپر حملہ کیا ۔ اور خوف کرنیکا دوسرا پہلو اسی بات پر مبنی تھا کہ آتھم معتبر شہادتوں سے اس بات کا ثبوت دیتا ۔ کہ ہماری جماعت کا فلاں فلاں آدمی نیزوں اور تلواروں کے ساتھ تین شہروں میں اُسکی کوٹھی پر پہنچا تھا ۔ یا گورنمنٹ کے ذریعہ سے اِس بات کو ثابت کرتا ۔ اور پھر اس بارے میں نالش کرتا ۔ مگر آتھم اس ثبوت کے دینے سے عاجز رہا ۔ بلکہ ہمنے سنا ہے کہ بعض اُسکے دوستوں نے بھی کہا کہ غلبہ خوف کیوجہ سے کچھ اپنے ہی خیالات نظر آئے ہونگے جو سانپ یا سواروں یا پیادوں کی شکل پر دکھائی دیئے ۔ ورنہ تین مرتبہ تین مختلف مقاموں میں نظر آنا اور پکڑا نجانا ۔ بلکہ کچھ بھی پتہ نہ لگنا ۔ اور پھر ہر دفعہ صرف آتھم کا ہی مشاہدہ ہونا ۔ ایک ایسا امر ہے جسکو عقل سلیم تجویز نہیں کر سکتی یہہ تو وہ باتیں ہیں جو اُن کے بعض ہم مذہب اور گھر کے بھیدی ہی اپنی مجالس میں ذکر کرتے اور آتھم صاحب کے خوفوں کو ہنسی ٹھٹھے میں اوڑاتے ہیں ۔ بلکہ اس سے بڑھکر اور بعض خبریں فیروزپور کی ایک میم کی روایت سے مشہور ہوئیں ۔ اور لاہور میں پھیل گئیں لیکن اسوقت ہم ناظرین کے سامنے صرف یہہ پیش کرنا چاہتے ہیں ۔ کہ آتھم نے اپنا خوف زدہ ہونا بیان کرکے بلکہ اپنے افعال اور حرکات سے اپنی سراسیمگی دکھلا کر پھر یہہ ثابت نکیا ۔ کہ وہ تین حملے جنکی رو سے وہ اپنا ڈرنا بیان کرتے ہیں کبھی ہماری طرفسے اُنپر ہوئے بھی تھے؟ اور جب وہ ثابت نکر سکے ۔ بلکہ یہہ بھی ثابت نکر سکے کہ ایسی بدچلنی کی پلید عادات کبھی پہلے اس سے بھی ہم سے ظہور میں آئے تھے ۔ تو وہ ڈرنا پیشگوئی کے اثر کیطرف منسوب ہوگا ۔ کیونکہ پیشگوئی جس قوت اور شدت کے ساتھ کیگئی تھی عیسائی ایمان جو ایک مخلوق کو خدا بناتا ہے ہرگز اُسکے سامنے نہیں ٹھہر سکتا ۔ خدا تعالےٰ خوب جانتا ہے کہ وہ پیشگوئی کی عظمت سے ہی ڈرا ۔ اور ہماری جماعت میں سے کوئی نیزہ باز اور تیغ کش اُسکی کوٹھی پر ہرگز نہیں پہنچا ۔ پس چونکہ ڈرنا خود اُس کے اقرار اور قول اور فعل سے ثابت اور ایسی شدید الرعب پیشگوئی کے

کسی مشرک مخلوق پرست کا ڈرنا قرین قیاس بھی ہو تو یہہ عذر کہ ہماری جماعت کے تین حملے نیزوں تلواروں سانپوں کے ساتھ اُسپر ہوئے سراسر دروغ بے فروغ ہے جسکو آتھم ایک ذرہ بھی ثابت نہیں کر سکا۔ اور جب ہمنے آتھم کے ہی فائدہ کے لیئے یہہ ثبوت حلف کے ذریعہ سے اُس سے لینا چاہا تو ایک دوسرا جھوٹھ بولکر جو ہمارے مذہب میں قسم کھانا ہرگز جائز نہیں! گریز اختیار کی۔ غرض نہ اُسنے نالش کے ذریعہ سے جسکا اُسکو اُسکے بیان کے موافق حق پہنچتا تھا خوف کی بنا یعنی تین حملوں کو ثابت کیا اور نہ چند گواہوں کے ذریعہ سے اس بنا کو بپایہ ثبوت پہنچایا۔ اور نہ ہماری درخواست قسم سے جو سراسر اُسیکی سچائی ظاہر کرنیکے لیئے تھی باوجود چار ہزار روپیہ پیش کرنیکی کچھ بھی توجہ کی۔

تو اَب اے ایماندارو۔ اے منصفو۔ اے خداترس بندو۔ اے عقل سلیم والو ذرہ سوچو کہ کیا وہ اُس بار ثبوت سے سبکدوش ہو سکا۔ جسکے نیچے وہ ابتک دبا ہوا ہے کیا اُس خوف کا اقرار کر کے جو ہماری شرط کا مؤید تھا وہ اس بات سے عہدہ برا ہو سکا کہ وہ خوف اُن حملوں کیوجہ سے تھا جو اُسپر وارد ہونے شروع ہو گئے تھے پھر عزیزو کیا ابتک وہ شرط پوری نہوئی جسمیں نرم الفاظ میں رجوع بحق کی شرط بھی کھلے کھلے اسلام کا تو ذکر تھا۔ اے صداقت کے دوستو کیا اِن باتوں سے کچھ بھی نتیجہ نہ نکلا کہ آتھم نے اپنے قول و فعل سے خوف زدہ ہونا ظاہر کیا۔ اور جو خوف کی بنا قائم کی تھی یعنی ہماری جماعت کے تین حملے انکو وہ ثابت نکر سکا نہ نالش کے ذریعہ سے نہ شہادت سے نہ قسم کہانے سے۔ بہتر تھا کہ شیخ بٹالوی یا اُسکے دوست ہندوزادہ لودھیانوی کو جو یہہ دلی سے عیسائیت کے قریب قریب جا پہنچے ہیں اپنے مکان پر بٹھا رکھتا۔ اور جب سانپ تعلیم یافتہ اُسکے ڈسنے کو یا نیزوں اور تلواروں والے اُسکے قتل کرنے کو اُسپر حملہ آور ہوتے تو ان دونوں کو دکھلا دیتا تاکہ اس کمبخت فرقہ کا ایمان عیسائیوں کی حمایت میں مفت ضایع نہ جاتا۔ اور فخر کے ساتھ ایسے منحوس مکانوں میں بیٹھکر فسق کے ساتھ کہہ سکتے کہ درحقیقت اس شخص مکار یعنی اس عاجز نے اسلام کو سبکی اور شکست دلائی۔ اور ہم بچشم خود دیکھ آئے ہیں۔ کہ ایک تعلیم یافتہ سانپ جو اِنکی جماعت نے چھوڑا تھا آتھم کو کاٹنے کے لیئے بیشک اُسکی کوٹھی میں گھس گیا تھا

اگر ہم نہ ہوتے تو ضرور وہ اُسکو رنگل ہی تو جاتا ہمنے نیم عیسائیت کے لحاظ سے برادر آتھم کو سچا لیا تا کچھ تو برادری کا حق ادا ہو۔ پھر ہمنے یہہ بھی دیکھا کہ مولوی حکیم نور الدین اور مولوی سید محمد احسن امروہی۔ اور حکیم فضل الدین صاحب اور شیخ رحمت اللہ سوداگر اور منشی غلام قادر صاحب اور مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی۔ اور حاجی سیٹھ عبد الرحمان صاحب تاجر مدراس۔ اور مولوی حسن علی صاحب بھاگلپوری۔ اور میر مردان علی صاحب حیدرآبادی اور ایسے ہی اور بہت سے مردان کارزار اس جماعت کے نیزے ہاتھوں میں لیئے ہوئے اور تلواریں حمائل کیئے ہوئے آتھم کی کوٹھی پر موجود تھے۔ اور نہ ایک دفعہ بلکہ تین دفعہ ان مسلح سواروں کا آتھم پر حملہ در ہوا۔ آتھم بیچارہ ان حملوں سے ڈرتا اور بھاگتا رہا۔ اور خوف کے مارے آتھم ہوگیا جو کسی جگہہ تھم نہ سکا۔

اگر مولوی ایسا کرتے تو بیشک انکی گواہی کے بعد آتھم کا کام کچھ بن جاتا۔ مگر افسوس کہ اب ان بدبخت دین فروشوں کا مفت میں ایمان بھی گیا۔ اور آتھم بھی وہی خسر الدنیا والاخرہ رہا۔

غضب کی بات ہی کہ یہہ لوگ اس طرح صداقت کا خون کر رہے ہیں۔ یہہ خوب جانتے ہیں کہ آتھم اس اقرار کے بعد کہ وہ پیشگوئی کی عظمت سے نہیں ڈرا۔ بلکہ ہماری جماعت کے حملوں سے ڈرا قانونی اور شرعی طور پر اس مواخذہ کے قابل ٹھہر گیا تھا کہ اپنے اس دعوی کو یا تو نالش کے ذریعہ سے ثابت کرتا یا شہادتوں سے۔ اور یا بالآخر قسم کھا کر اپنی صفائی ظاہر کرتا۔ پھر جبکہ اُسنے خوف کا اقرار کئی دفعہ رو رو کیا۔ مگر تین حملوں کا ثبوت کچھ بھی دے نہ سکا تو کیا ابتک انکی نظر میں آتھم بری الذمہ اور پاک دامن رہا۔ کیا ان کے دل قبول کرتے ہیں کہ ہماری جماعت ہتھیار باندھکر تین دفعہ آتھم کے قتل کرنیکے لیئے گئی تھی۔ کیا ان کا کانشنس اس بات کو صحیح سمجھتا ہے کہ ہمنے آتھم پر ایک تعلیم یافتہ سانپ چھوڑا تھا۔ میں جانتا ہوں کہ ہرگز انکا دل یقین نہیں کرتا ہوگا۔ گو یہہ تو امید نہیں کہ مونہہ کی بک بک مرتے دم تک بھی چھوڑیں مگر ان کا دل ضرور ان باتونکو جھوٹا منصوبہ سمجھے گا۔ کیونکہ استقدر ناپاک جھوٹ خبیث سے خبیث انسان قبول نہیں کر سکتا۔ تو اب جب خوف کا اقرار موجود اور وجوہات پیش کردہ آتھم کے باطل ٹھہرے تو ایسے وقت میں تو ہمارے مخالف مولیوں کی ایمانداری کو بھی ذرہ ترازو میں رکھکر وزن کر لو کہ ایک عیسائی کے بدیہی جھوٹ کو سچے کر کے ظاہر کرنا۔ اور پادریوں کی ہاں کے ساتھ ہاں ملانا اور اسلام کا دعوی کر کے نصرانیت

کا حامی ہونا کیا یہہ نیک بختوں کا کام ہے یا اُن کا جو آخر زمانہ کے دین فروش ہیں۔
اے شریر مولویو اور اُن کے چیلو اور غزنی کے ناپاک سکھو تمہاری حالت پر افسوس
اگر تم اس سے پہلے مرجاتے تو کیا اچھا ہوتا مسلمانوں کو تمنے کافر بنایا! عیسائیونکو تمنے
سچا ٹھہرایا اور پادریوں کی ہاں کے ساتھ ہاں ملائی۔ اور آخر ہر ایک بات میں جھوٹے اور روسیہ
نکلے۔ کیا ایسا کرنا عقل یا شرافت یا ایمان کا کام تھا۔
ہم اپنے پہلے اشتہارات میں آثار نبویہ کے ساتھ ثابت کر چکے ہیں کہ یہہ فتنہ اور مکر جو
عیسائیوں کا ہوا یہہ مہدی موعود کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اور ضرور تھا
کہ ایسا ہی ہوتا۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ صاف اشارہ کرتے ہیں کہ مہدی کے وقت میں
مسلمانوں کا عیسائیوں کے ساتھ کچھ مناظرہ واقعہ ہوگا۔ اور پہلے تھوڑا ہوگا اور پھر اسکو طول ہوکر
ایک فتنہ عظیمہ ہوجائیگا۔ اُسوقت آسمان سے یہہ آواز آئیگی کہ "حق آل مہدی میں ہے" اور
شیطان سے یہہ آواز کہ "حق آل عیسیٰ کے ساتھ ہے"۔ یعنی عیسائی سچے ہیں۔ یہہ حدیث صاف
بتلا رہی ہے کہ اُس فتنہ کے وقت جسقدر لوگ عیسائیوں کا ساتھ دینگے وہ شیطان کی ذریات
ہیں اور اُنکی آواز شیطان کی آواز ہے۔ اور اس حدیث میں اسطرف بھی اشارہ ہے کہ انہیں
دنوں میں خسوف کسوف بھی رمضان میں ہوگا۔ چنانچہ ایک خسوف کسوف تو مباحثہ کے بعد ہوا
اور ایک خسوف کسوف رمضان میں اس فتنہ کے بعد اب امریکہ میں ہوگیا۔ یہہ دوبارہ خسوف کسوف
ایک قطعی علامت ظہور مہدی کی تھی جو کبھی کسی مدعی کے ساتھ جب سے کہ دنیا کی بنیاد ڈالی گئی جمع
نہیں ہوا اور یہہ آسمانی آواز تھی جو مصدق مہدی موعود تھی۔
اب بٹالوی اور لدھیانوی ہندوزادہ کچھ حیا اور شرم کو کام میں لاکر کہیں کہ اُنکی یہہ آوازیں
جو عیسائیوں کی حمایت میں ہوئیں جنکا باطل ہونا ہمنے ظاہر کر دیا ہی یہہ سب شیطانی آوازیں ہیں
یا نہیں۔ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ ان آوازوں میں انہوں نے سچائی کو ترک کر دیا۔ اور حرف حرف
میں ظلم اور خیانت سے کام لیا اور عیسائیوں کی ہاں میں ہاں ملائی تو بلاشبہ وہ اس حدیث کا
مصداق ٹھہر گئے۔ غرض اس واقعہ کی صحت کی یہہ حدیث بھی ایک گواہ ہے جو گیارہ سو برس سے
کتابوں میں درج ہو چکی ہے۔

اور اسی واقعہ پر ایک اور گواہ ہے یعنی ہمارا وہ الہام جو براہین میں درج ہے جسکو قریباً سولہ برس گذرتے ہیں۔ اور اسکی عبارت یہ ہے وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصَارٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ اَلْفِتْنَةُ هٰهُنَا فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُو الْعَزْمِ۔ تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ مَا كَانَ لَهٗ اَنْ يَّدْخُلَ فِيْهَا اِلَّا خَائِفًا وَمَا اَصَابَكَ فَمِنَ اللّٰهِ یعنی یہود [ان سے مراد اسجگہ یہودی صفت علما ہیں] اور نصاریٰ جنپر ہر ایک فتنہ آخری زمانہ کا ختم ہوا ہرگز تجھ سے راضی نہیں ہونگے جبتک تو انہیں کے خیالات کا تابع نہ ہو۔ ان کو کہدے کہ خدا ایک ہے اسکی ذات اور صفات کے ساتھ کوئی بھی شریک نہیں نہ اس طرح پر جو عیسائی کہتے ہیں اور نہ اُس طرح پر کہ جو یہودی صفت مسلمان مسیح میں غلو کر کے کہتے ہیں نہ وہ کسیکا بیٹا نہ کوئی اُس کا بیٹا نہ اُس کا کوئی ہم کفو اور یہ مسلمان یہودی صفت اور نیز عیسائی آیندہ تجھ سے ایک مکر کرینگے اور خدا بھی اُن سے ایک مکر کریگا۔ اور خدا کا مکر بہتر یعنی چل جانے والا ہے۔ اُس وقت ان یہودی صفت مسلمانوں اور عیسائیوں کیطرف سے بالاتفاق ایک فتنہ ہوگا سو تو اُسوقت صبر کر جیسا کہ اولو العزم رسول صبر کرتے رہے ہے۔ ابولہب کے ہاتھ ہلاک ہوگئے اور وہ بھی ہلاک ہوگیا۔ اُسکو نہیں چاہیئے تھا کہ اس فتنہ کے درمیان آتا۔ مگر ڈرتا ڈرتا ابولہب سے مراد وہ شخص ہے جسنے فتنہ کی آگ کو مسلمانوں میں بھڑکایا۔ اور اہل اسلام کو کافر قرار دیا اور عیسائیوں کی تائید کی۔ پس چونکہ اُس کا کام آگ کا بھڑکانا اور مسلمانوں کو دھوکہ میں ڈالنا تھا اسلئے اُسکا نام ابولہب ہوا کیونکہ لَهَبْ زبانہ آتش کو کہتے ہیں اور لسان عرب میں ایک چیز کے موجد کو اُس کا باپ قرار دیدیتے ہیں۔ پس چونکہ فتنہ کی آتش کا زبانہ اُس شخص سے پیدا ہوا ہے جس کا پیشگوئی میں ذکر ہے اسلئے وہ اُس زبانہ آتش کا باپ ہوا اور اَبُوْ لَهَبْ کہلایا اور جہانتک میں سمجھتا ہوں اسجگہ اَبُوْ لَهَبْ سے مُراد شیخ محمد حسین بٹالوی ہے۔ واللہ اعلم۔ کیونکہ اُس نے کوشش کی کہ فتنہ کو بھڑکا دے۔ اور یہ جو فرمایا کہ اگر دخل دیتا تو چاہیئے تھا کہ ڈرتے ڈرتے دخل دیتا۔ یہ اس بات کیطرف اشارہ ہے کہ اگر کوئی بات کسی مجدد وقت کی کسی کو

سمجھ نہ آوے تو کچھ مضائقہ نہیں کہ ڈرتے ڈرتے نیک نیتی اور پاک دل کے ساتھ اس مسلہ میں بحث کرے۔ مگر عداوت اور بدزبانی تک اس معاملہ کو نہ پہنچا وے۔ کہ انجام اسکا سلب ایمان اور ابوکھب کا خطاب ہے" اور پھر فرمایا کہ اس فتنہ میں جو تجھے ایذا پہنچے گی وہ خدا تعالیٰ کیطرف سے ہے اور اسکی حکمت اور مصلحت پر مبنی ہے۔ کیونکہ ہمیشہ ترقی مدارج ابتلا ہی سے ہوتی ہے۔ ضرور ہے کہ مومن آزمایا جاوے اور انکو دکھ دیں اور طرح طرح کی باتیں اسکے حق میں کہیں اور اس سے ہنسی اور ٹھٹھہ ہو۔ جب تک کہ تقدیر اپنے وقت مقدر تک پہنچ جاوے۔

اب حضرات منصفین اس پیشگوئی پر بھی انصافاً نظر ڈالیں کہ یہہ قریباً سولہ برس سے کتاب براہین احمدیہ میں چھپ کر تمام پنجاب ہندوستان اور عرب تک شایع ہو چکی ہے کیا یہہ صاف اور صریح لفظوں میں اس واقعہ کی خبر نہیں دیتی جسمیں عیسائیوں کے ساتھ یہودی صفت علما نے اپنی مکر کا پیوند کیا۔ کیا یہہ پیشگوئی اس واقعہ عظیمہ کی خبر نہیں دیتی جسکی طرف حدیث نے اشارہ کیا تھا۔

پس ایک عقلمند کے لیئے آثار نبویہ اور یہہ الہام حق الیقین تک پہنچانے والا ہے اور جو شرط آتھم کے مقابلہ پر الہام میں درج کی گئی وہ خدا تعالیٰ کیطرف سے اس غرض سے تھی۔ کہ وہ دلوں کو پرکھے اور آزماوے۔ اور انسانی عقلوں کا غرور توڑے۔ اور تا وہ پیشگوئی پوری ہو جاوے جو تیرہ سو برس پہلے اس زمانہ سے ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ اور تا وہ الہام بھی پورا ہو جو اسوقت سے سولہ برس پہلے براہین احمدیہ میں درج اور شایع ہو چکا تھا۔

پس دانشمندوں کے لیئے یہہ خوشی کا موقعہ تھا کہ آتھم کے مقابلہ پر جو پیشگوئی کی گئی اسکی تقریب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی بھی پوری ہوئی۔

منصفو اب پھر نظر اٹھاؤ اور سوچو کہ جبکہ پیشگوئی میں رجوع الی الحق کی صریح شرط موجود تھی۔ اور آتھم سے وہ بدحواسی وہ سراسیمگی وہ گھبراہٹ اور خوف زدہ حالت ظہور میں آئی تھی کہ وہ اس مواخذہ سے نیچے آگیا تھا کہ کیوں اسقدر قلق اور کرب اسنے ظاہر کیا۔ اور اسقدر اسکے

ہراساں ہونے کی جابجا شہرت پا گئی تھی کہ آخر میعاد گذرنے کے بعد خود اُسکو فکر پڑ گئی کہ میں اِس خوف اور گریہ وزاری اور بے قراری کو کسی طرح چھپا نہیں سکتا مجھ سے میعاد کے اندر ظاہر ہوتا رہا۔ اسلیئے نہ خوشی اور آزادی سے بلکہ مجبور ہو کر اُس کو خوف کا اقرار کرنا پڑا اور اس حد تک تو اُسنے سچ بولا کہ مجکو تین دفعہ سانپ وغیرہ نظر آئے۔ مگر آگے چلکر وہم کی رعایت سے جھوٹ بول گیا کہ وہ انسانی حملے تھے۔ مگر وہ اس جھوٹے منصوبہ کو ثابت نہ کر سکا۔

بس اگر ہمارے مولویوں اور اخبار نویسوں میں کچھ بھی دیانت اور حمایت دینی کا جوش ہوتا تو وہ ایسی بے ثبوت تہمت پر اُسکو پکڑ لیتے اور سمجھ جاتے کہ اس مکار دنیا پرست نے یہہ جھوٹ محض اس لیئے باندھا ہے کہ تا اِس خوف کو جسکو وہ چھپا نہیں سکتا تھا اِن تاویلوں سے پوشیدہ کر لے۔ لیکن یہہ اندھے مولوی اور جاہل اخبار نویس تو دیوانوں کیطرح اپنے ہی گھر کے مسمار کرنیکے لیئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اگر ذرہ ہوش سنبھالکر الہام کی شرط کو دیکھتے اور ایک بافراست دل لیکر آتھم کے اُن حالات پر نظر ڈالتے جو اُسنے میعاد کے اندر ظاہر کیئے تو اُن پر کھل جاتا کہ ضرور پیشگوئی پوری ہو گئی۔ لیکن بدبخت انسان ہمیشہ شتاب کاری سے اپنی عاقبت خراب کرتے رہے ہیں۔ افسوس اِن لوگوں نے نہ سوچا کہ کیا عیسائی قوم ایسی راستباز قوم ہے جسکی ہر ایک بات خواہ نخواہ تسلیم ہی کر لینی چاہیئے۔

جب بقول آتھم امرتسر میں اسپر حملہ ہوا یعنی ایک تعلیم یافتہ سانپ نے اُسکو ڈس کر ہلاک کرنا چاہا اسپر آتھم کا یہہ جواب ہے کہ چونکہ عیسائی نہایت ہی نیک طینت اور راست باز ہیں اسلیئے اس حملہ کی بابت میں گورنمنٹ میں شکایت نہیں کی گئی۔ اور نہ عدالت میں کوئی نالش ہوئی۔ بلکہ دیدہ و دانستہ مجرموں کو چھوڑ دیا۔ کیونکہ عیسائی بردباری ایسی ہی مروت اور درگذر کو چاہتی تھی۔

پھر بقول اُسکے دوسری دفعہ ہماری جماعت کے بعض لوگوں نے بمقام لودیانہ نیزوں کے ساتھ اُسپر حملہ کیا۔ مگر بقول اُسکے اَب بھی اُسکی صاف دلی جو پولس رسول سے بطور وراثت چلی آتی ہے انتقام لینے اور مجرموں کے پکڑ دینے سے مانع ہوئی اس لیئے اس مرتبہ بھی اُسنے اپنے خونی دشمنوں کو عمداً چھوڑ دیا۔ کیا کہ پہلو اِن سے تو ہوا مگر ہم سے نہ ہو۔ لیکن بدذات

دشمنوں نے پھر بھی پیچھا نہ چھوڑا اور اُس بوڑھے نیک بخت محسن کی اتنی بڑی نیکی کا ذرہ بھی پاس
نکیا بلکہ جب یہہ فیروزپور چھاونی میں گیا تو وہاں بھی سایہ کی طرح اسکے پیچھے پیچھے پہونچے
اور جانستانی کے لیئے تلواروں کے ساتھ احاطہ کوٹھی میں جا موجود ہوئے ۔ [illegible]
نہایت ہی پاک دل کم آزار اور پوری تصویر پولوس رسول کی اپنے اندر رکھتا تھا اسلیئے اسنے انکی دفعہ
بھی نہ پکڑا! اور نہ پولس کے لوگونکو پکڑنے دیا۔ اور کہا کہ میں مسلمانوں کی طرح نہیں میں بدی
کے عوض میں ہرگز بدی نکروں گا۔ اور وہ اوباش بھی کیسے خوش قسمت کہ اس مجرمانہ حالت میں
کسی بازاری آدمی اور رہگذر نے بھی انکو آتے جاتے ہتھیاروں کے ساتھ نہ دیکھا۔ اور آتھم صاحب
وہ عالی حوصلہ کہ یہہ تو برکنار کہ گورنمنٹ میں ان خونی دشمنوں کی اطلاع دیتے یا عدالت فوجداری میں
باضابطہ نالش کرکے اس عاجز کا چلکہ لکھواتے انہوں نے تو میعاد پیشگوئی میں اخباروں
میں بھی یہہ مضمون نہیں چھپوایا کہ شاید یہہ بھی گناہ میں داخل ہو۔

اے حضرات مولویو اور اخبار نویسو کیا آپ کا یہہ گمان ہے کہ یہہ مرتدین متنصرین کا فرقہ
ایسا ہی نیک بخت ہے اور ایسے ہی دیانت دار ہیں کہ کبھی جھوٹ مونہہ سے نہیں نکلتا۔ اور نہیں جانتے
کہ مکر اور منصوبہ بازی کیا شے ہے۔ اور چھل۔ فریب اور حیل کسکو کہتے ہیں۔ مگر میں جانتا ہوں
کہ تمام دیانتیں شعبہ ایمان ہیں جن لوگوں نے پیسہ پیسہ کے لیے یا عورتوں کی خواہش سے
اپنا دین بیچ ڈالا اور اسلام سے باہر نکلکر راستبازی کے چشمہ کی توہین کی ہے انکو نیک
سمجھنا نہایت پلید طبع انسان کا کام ہے

اے پیارے دوستو! آپ لوگ اس قوم کو اِس قوم کی جعلسازیوں کو خوب جانتے
ہو کہ کہاں تک ان لوگونکو جھوٹ کی بندشوں میں کمال ہے ڈیون پورٹ صاحب اپنی کتاب
مؤید الاسلام میں پادریوں کی مکاریاں نمونہ کے طور پر لکھتے ہیں۔ کہ ایک بزرگ پادری نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح میں ایک کتاب لکھی اور اُسمیں ایک موقع پر بیان کیا کہ گویا
نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کبوتر ہلایا ہوا تھا کہ وہ آنجناب کے کانوں پر آکر
اپنا مونہہ رکھدیتا تھا اور یہہ حرکت اسلیئے سکھلائی گئی تا لوگ سمجھیں کہ یہہ روح القدس ہے
کہ وحی پہنچاتا اور خدا تعالی کا پیغام لاتا ہے۔ مگر جب اُس پادری کو لوگوں نے سخت پکڑا کہ یہہ قصہ

تو نے کہاں سے نقل کیا ہے تو اُسنے صاف اقرار کردیا کہ مینے عمداً جھوٹ بنایا ہے
معلوم ہوتا ہے کہ اس شریر پادری کو اس کبوتر کی نسبت شک ہوگا جو انجیل میں بیان کیا گیا ہے
جو تمام عمر میں صرف ایکدفعہ حضرت مسیح پر نازل ہوا تھا - اور پھر کبھی مونہہ نہ دکھلایا - اور کہتے ہیں
کہ دراصل وہ کبوتر نہیں تھا بلکہ روح القدس تھا - خیر اس جھگڑے سے ہمیں کچھ علاقہ نہیں
صرف یہہ دکھلانا منظور ہے کہ اس بدطینت پادری نے یہہ افترا اُسی انجیلی قصہ کے تصور سے
تراش لیا تھا اگر ایسا خیال حضرت عیسیٰ کی نسبت اُسکو پیدا ہوتا تو کچھ بیجا نتھا - کیونکہ حضرت عیسیٰ کی
نسبت ایسا بیہودہ قصہ انجیلوں میں موجود ہے - جس کا کوئی ثبوت ابتک کسی عیسائی نے نہیں
دیا - اور نہ وہ کبوتر محفوظ رکھا - اور پادری صاحبوں کی جعلسازیاں صرف اسی پر بس نہیں - بلکہ یہہ
وہی حضرات ہیں جنہوں نے کئی جعلی انجیلیں بناڈالیں - اور خدا تعالیٰ پر بھی افترا کرنے سے نڈر ہی
ابھی حال میں ایک نئی انجیل کسی بزرگ عیسائی نے تبت کے مُلک سے برآمد کی ہے جسکی
بہت جوش سے خریداری ہورہی ہے - اور اُن میں سے ایک بڑے مقدس کا یہہ قول ہے
کہ دین کی ترقی اور حمایت کے لیئے جھوٹ بولنا نہ صرف جائز بلکہ ذریعہ نجات ہی - اِس قوم کا جھوٹ
سے پیار کرنا اپریل فول کی رسم سے بھی ثابت ہوتا ہے - اِن لوگون کا خیال ہے کہ اگر اپریل
کی تحریرون اور اخباروں میں خلاف واقعہ باتین اور خلاف قیاس امور شایع کئے جائیں تو کچھ
مضایقہ نہیں - اِس سے یقین ہوتا ہے کہ غالباً بہت ساحصہ انجیل کا اپریل میں ہی لکھا گیا
ہے - اور یقیناً تثلیث کے مسلہ کی جڑ بھی یہی مہینہ ہے جسمیں بیدھڑک جھوٹ بولا جاتا
اور خلاف قیاس باتیں شایع کی جاتی ہیں - غرض اِن لوگوں کے نزدیک کسی ضرورت
کیوقت جھوٹ کا استعمال کرنا کچھ کراہت کی بات نہیں - جب دیکھتے ہیں کہ کوئی پردہ دری ہونے لگی
تو فی الفور جھوٹ سے کام لیتے ہیں -

عبدالمسیح اور عبداللہ ہاشمی کا کیسا جھوٹا قصہ بنالیا - کیا ہارون
اور مامون کے وقت میں پراٹسٹنٹ کا نام و نشان بھی تھا جسکی تائید میں دو فرضی شخص بنا
عربی زبان مین مباحثہ لکھا گیا - پس جو لوگ کلونکی انجیلکیطرح آئے دن نئے نئے جھوٹ بھی ایجاد
کرتے رہتے ہیں - وہ کسی پیچ میں پھنسکر کیوں جھوٹ نہیں بولینگے - یہہ ایک ثابت شدہ

امر ہے کہ ناحق جھوٹ بول دینا انہیں لوگوں کا خاصہ ہے - دیکھو نور افشان ۲۵ جنوری ۱۸۹۵ء
کے پرچہ میں بیچارہ اکبر مسیح کو عناد مذہبی کی وجہ سے زندہ درگور کردیا چنانچہ مذکورہ
چھپ گیا کہ اکبر مسیح تثلیث کا دشمن ریل کے صدمہ سے جاں بحق ہوا - اور مرتے وقت
وہ ایک پادری صاحب کی ہدایت سے تائب ہوا اور حضرت مسیح کی خدائی کا قائل ہو کر
مرا - اور اپنی مخالفانہ کتابیں جلادیں اور توبہ کرکے بہت رویا - اور قائل ہوا کہ اب میں سمجھا کہ
درحقیقت حضرت مسیح خدا ہی ہیں - !!! حالانکہ نہ اسکو کوئی ریل کا صدمہ پہنچا اور نہ وہ مرا نہ توبہ
کی نہ کتابیں جلائیں نہ حضرت مسیح کی خدائی کا قائل ہوا بلکہ زندہ موجود اور ابتک تثلیث کا
دشمن ہے - ناحق ایک بدذات عیسائی نے اس بیچارہ کے عیال اور دوستوں کو مصیبت
میں ڈالا - افسوس کہ ہمارے بخیل طبع مولویوں کو یہ خیال نہ آیا - کہ یہ آتھم بھی اسی دروغ باف
قوم میں سے ہے اور یہ وہی ناپاک طبع ہے جس نے پہلے اس سے ہمارے سید و مولیٰ
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ اپنی کتاب میں دجال کے نام سے موسوم کیا -
لعنۃ اللہ علیٰ قائلہ الیٰ یوم القیامۃ پھر اسکے بے ثبوت ہذیان کو باور کرنیوالا
بھی دجال سے کم نہیں - کیا عقلاً اور انصافاً اسپر یہ الزام قائم نہیں ہوا - کہ وہ میعاد پیشگوئی
میں اپنے ڈرنے کا اقرار کرکے پھر ان بیہودہ جعلسازیوں کا ثبوت نہیں دے سکا کہ وہ پیشگوئی
کی عظمت سے نہیں بلکہ سانپ وغیرہ حملوں کی وجہ سے ڈرتا رہا - وہ ان باتوں کو بذریعہ نالش
ثابت نہ کرسکا - جو ڈر کی بنیاد انہوں نے قائم کی تھی یعنی تین حملے - اور اسنے یہ بھی نہ چاہا کہ
قسم کھاکر اپنی صفائی کرے - اور جب اس بات پر زور دیا گیا کہ ایسے عذرات کے پیش
ہونے پر کیوں نہ یہ سمجھا جاوے - کہ یہ تین حملوں کا منصوبہ محض اس غرض سے گھڑا گیا ہے کہ تا اس
خوف اور جزع فزع کی کچھ پردہ پوشی کیجاوے جس سے آتھم خواب سے بھی چیخیں مار کر اٹھتا رہا ہے
اور امرتسر کے مقام میں بھی بیماری کی شدت میں اسنے ایک چیخ ماری اور کہا کہ ہائے
میں پکڑا گیا - تو ان باتوں کا کوئی جواب - اسنے صفائی سے نہیں دیا - آخر اسی وجہ سے
قسم کی ضرورت پیش آئی - مگر اسنے ایک جھوٹے عذر سے قسم کو بھی ٹال دیا - ہمارے مولویوں
اور اخبار نویسوں میں اگر حق کی تائید کا کچھ مادہ ہوتا تو وہ اسی وقت دین کی تائید میں نتیجہ نکال لیتے

جبکہ آتھم نے اپنے ڈرتے رہنے کی یہہ وجہ بیان کر دی تھی کہ میرے پر تین حملے ہوئے
اور اگر اسپر دلیلی نہ پکڑ سکتے تو آتھم کو قسم پر مجبور کرتے۔ کیونکہ جب آتھم اپنے قول و فعل سے
خوف شدید کا قائل ہو چکا تھا تو یہہ مطالبہ قانوناً و شرعاً اُس سے واجب تھا۔ کہ کیوں یہہ یقین
کیا جاوے۔ کہ وہ تمام خوف پیشگوئی کیوجہ سے تھا خاص کر جبکہ وہ وجوہ خوف جو بیان کئے
گئے بالکل جھوٹے اور نکمے اور بیہودہ اور بناوٹی ثابت ہوئے۔ اور یہہ اُسکی نہایت ہی
رعایت کی گئی تہی کہ باوجودیکہ اُسکی دروغگوئی پر قراین قویہ قائم ہو چکے تھے اور نامعقول عذروں
سے جرم بپایہ ثبوت پہنچ گیا تھا پھر بھی ہمنے اُس سے قسم کا مطالبہ کر کے وعدہ کیا کہ ہم اُسکو
قسم کے بدنتائج نہ پیدا ہونے پر راست باز سمجھ لینگے اور نہ صرف یہی بلکہ چار ہزار روپیہ نقد دینگے
مگر وہ پھر بھی بھاگ گیا اور قسم نہ کھائی۔ مسلمانوں کو چاہیئے تھا کہ اُسکے ایسے کھلے کھلے گریز
پر فتح کا نقارہ بجاتے نہ کہ عیسائیوں کے ساتھ ہاں میں ہاں ملاتے۔ لیکن جب تک
انسان بخل سے خالی نہ ہو تب تک حقیقت میں اندھا ہوتا ہے۔

اور عیسائیوں کی حالت پر نہایت تعجب ہے کہ اس پیشگوئی پر جو ایسی صفائی سے
اپنی شرط کے پہلو پر پوری ہو گئی اُنہوں نے محض شرارت سے وہ شور اور شر کیا۔ اور وہ توہین
اور گندی گالیاں دیں اور کوچوں بازاروں میں شیطانی بہروپ دکھلائے جو اپنی ساری
فطرت کے پردے کھول دیئے۔ حالانکہ پیشگوئی میں ایک صاف شرط موجود تھی۔ اور
قراین قویہ کی رو سے وہ شرط پوری ہو چکی تھی۔ اور ہر ایک بات میں قابل الزام آتھم تھا اور
اُسکی گفتار سے اُسکا مکار اور جھوٹا ہونا ثابت ہو گیا تھا۔ افسوس کہ اُنہوں نے اس روشن
پیشگوئی سے تو انکار کیا۔ مگر اُن کو حضرت مسیح کی وہ پیشگوئیاں یاد نہ رہیں جو اپنے ظاہری معنوں
میں پوری نہ ہوئیں۔ بلکہ اُن کا خلاف واقعہ ہونا ایسے طور سے کھلا کہ کوئی تاویل بھی وہاں پیش نہیں
جا سکتی۔ یہو حضرت مسیح کا کس زور سے دعویٰ تھا کہ اس زمانہ کے بعض لوگ ابھی زندہ
ہوں گے کہ میں پھر آجاؤنگا۔ لیکن وہ سب مر گئے اور اُسپر اٹھارہ سو برس اور بھی گذر گئے
اور وہ جیسا کہ عیسائیوں کا خیال ہے ابتک نہ آسکے!!! پھر اس سے عجیب تر یہہ کہ پہلی کتابوں
میں حضرت مسیح کی نسبت یہہ پیشگوئی درج تھی کہ "ضرور ہے کہ پہلے اُس سے ایلیا آوے

یعنی وہ نبی ایلیا نام جو اس جہان سے مدت پہلے گذر چکا تھا - لیکن ایلیا نہ آیا - اور یہودیوں نے حضرت مسیح کو الزام دیا کہ ایلیا تو ابھی آسمان سے اُترا ہی نہیں آپ کیونکر نبی ہو سکتے ہیں - اِس کا جواب حضرت مسیح کچھ بھی نہیں دے سکے بجز اسکے کہ یحییٰ ذکریا کا بیٹا ہی ایلیا ہے - مگر ظاہر ہے کہ یہہ جواب تو ایک تاویل ہے جو پیشگوئی کے ظاہر الفاظ سے بالکل مخالف پڑی ہے - اگر ایسی ہی تاویل سے کوئی پیشگوئی پوری ہو سکتی تھی تو ہر ایک شخص ایسی تاویل کر سکتا تھا - اور تعجب تو یہہ کہ حضرت یحییٰ کو ایلیا ہونیسے انکار ہے - اَب اِس انکار سے وہ تاویل بھی بیہودہ ہو گئی - اور جبکہ تمام مدار حضرت مسیح کے سچا نبی ہونے کا اسی پیشگوئی سے پورا ہونے پر تھا اور یہہ پوری نہ ہوئی تو حضرات پادری صاحبان تو حضرت مسیح کی خدائی کو روتے ہیں اور یہاں نبوت بھی ہاتھ سے گئی - بلکہ کاذب اور مفتری ہونا ثابت ہوتا ہے - کیونکہ ایلیا کی آنے سے جو شخص پہلے مسیح ہونے کا دعویٰ کرے وہ دعویٰ اُسکا صحیح نہیں ہے - چنانچہ یہودی ابتک یہی حجت پیش کرتے ہیں اور ظاہر نص کتاب اللہ یہودیوں کے ساتھ ہیں اُنکی یہہ حجت ہے کہ اگر ایلیا سے کوئی اَور شخص مراد ہوتا تو خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو دھوکہ نہ دیتا بلکہ صاف لفظوں سے کہدیتا کہ ایلیا تو آسمان سے دوبارہ نہیں اوتریگا - بلکہ اُسکی جگہہ یحییٰ ذکریا کا بیٹا پیدا ہوگا - اُسکو ایلیا سمجھ لینا - یہہ پیشگوئی عیسائی مذہب کو نہایت اضطراب میں ڈالتی ہے - اگر قرآن حضرت مسیح کی نبوت کا مصدق ہو کر حضرت ابن مریم کو نبیوں میں داخل نہ کرتا تو کیا کوئی عقلمند قبول کر سکتا تھا کہ عیسیٰ بھی درحقیقت نبی ہے ! کیونکہ کھلی کھلی نص کتاب اللہ کی یہودیوں کے ہاتھ میں ہے جس سے حضرت مسیح کسی طرح سچے نہیں ٹھہر سکتے -

بعض مسلمان جہالت سے کہتے ہیں کہ شاید وہ پیشگوئی محرف ہو گئی ہو گی - مگر ایسا خیال کرنے والے سخت احمق ہیں - تحریف تو بیشک بعض مقامات بائبل میں ہوی ہے مگر جس مقام کو خود حضرت مسیح نے غیر محرف ٹھہرا دیا ہے وہ مقام بلاشبہ حضرت مسیح اور یہود کے اتفاق سے تحریف کے الزام سے پاک ہے - اور قرآن کریم اور حدیث میں اس قصہ کا کچھ ذکر ہی نہیں - تاہم یہہ کہہ سکیں کہ یہہ قصہ احادیث اور قرآن کریم کے مخالف پڑا ہے - پس ہم بہرحال اس قصہ کی تکذیب کے مجاز نہیں ہیں - اتنا کہنا ہمیں ضروری ہے - کہ گو نص کتاب اللہ

کئے ظاہر الفاظ یہودیوں کے عذر کے مؤید ہیں - اور اگر ظاہر پر فیصلہ کریں تو بیشک حضرت
مسیح کی نبوّت ثابت نہیں ہو سکتی - بلکہ کذب اور افترا ثابت ہوتا ہے - اور کذب بھی ایسا
کذب کہ جسکو ایلیا قرار دیا گیا وہ خود ایلیا ہونا منظور نہیں کرتا - اور مدعی سست اور
گواہ چست کا معاملہ نظر آتا ہے - مگر چونکہ قرآن کریم نے حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوّت
کی تصدیق کر دی ہے اسلیئے ہم بہر حال حضرت مسیح کو سچا نبی کہتے اور مانتے ہیں
اور انکی نبوّت سے انکار کرنا کفر صریح قرار دیتے ہیں -

اور ایلیا کے قصہ میں یہودیوں کی یہہ حجت کہ اگر یہی شخص درحقیقت مسیح موعود تھا تو ایلیا
کے دوبارہ آنیکی پیشگوئی میں خداتعالیٰ نے اپنے بندوں کو کیوں دھوکہ دیا - اس طرح پیشگوئی
کے الفاظ کیوں نہ لکھے کہ ضرور ہے کہ مسیح سے پہلے یحییٰ بن ذکریا آوے - اور جبکہ نص کتاب اللہ
کے ظاہر الفاظ پر ایمان لانا ضروری ہے تو ایسے موقعہ پر تاویلیں کرنا کفر ہے - یہہ وہ حجت ہے
جو ابتک یہودی لوگ انکار نبوّت مسیح میں پیش کرتے ہیں -

لیکن اَب ہم قرآنی معارف سے قوّت پاکر کہہ سکتے ہیں کہ جبکہ مسیح کی نبوّت قرآن کے
نزول سے بپایہ صداقت پہنچ گئی ہے تو گو ظاہر الفاظ پیشگوئی کے کیسے ہی ان کے مخالف
پڑے ہوں تب بھی ہمیں انکی تاویل کرلینی چاہیئے - چونکہ پیشگوئیوں میں اکثر استعارات بھی ہوتے
ہیں جنسے خلق اللہ کا ابتلا منظور ہوتا ہے تو کیوں ایلیا کی پیشگوئی کو بھی استعارات کی قبیل سے نہ سمجھا
جاوے - یہودی لوگ خداتعالیٰ کی ان سنتوں سے اچھی طرح واقفیت نہیں رکھتے تھے - بلکہ کبھی
الٰہی پیشگوئیوں میں اسطور کے استعارات بھی واقع ہو جاتے ہیں کہ نام کسی کا لیا جاتا ہے اور
قراین کی رو سے مراد کوئی اَور ہوتا ہے - لیکن قرآن کریم نے اِس اُمت پر احسان کیا کہ یہہ تمام معارف
اور سنن اللہ سمجھا دیئے - بلکہ اِن طریقوں کو کئی مواضع میں آپ اختیار کر کے بخوبی تفہیم کردی - دیکھو کیونکر
اپنے زمانہ کے یہودیوں کو ملزم کیا کہ تمنے موسےٰ کی نافرمانی کی - ہارون کا مقابلہ کیا - حالانکہ
اِس جرم کے مجرم وہ تو نہیں تھے - بلکہ اُن کے باپ دادے تھے - اور بخوبی بار بار سمجھا دیا کہ کوئی
شخص دوبارہ دنیا میں نہیں آیا کرتا - مگر یہہ سمجھ یہودیوں کو نہیں دیگئی تھی اور توریت کے طرز و طریق
نے انکو قیامت کی نسبت بھی شک شبہ میں رکھا تھا - اور قرآن شریف کی طرح نصوص صریحہ توریت

سے اُنپر نہیں کھلا تھا کہ کوئی شخص اس جہان سے گزر کر پھر اس دنیا میں آباد ہونے کیلئے نہیں آسکتا اسلیئے وہ اس گرداب میں پڑے اور اُن کا اِس بات پر زور دینا سراسر حماقت تھا کہ مسیح حضرت ایلیا علیہ السلام دوبارہ آسمان پر سے مسیح موعود سے پہلے تشریف لے آئینگے۔ اور اُن کے پاس اسطرح دوبارہ آجانیکی کوئی نظیر بھی نہیں تھی۔ ہاں آجکل کے ظاہری ہیم ملاؤں کی طرح صرف الفاظ پر زور تھا۔ اور ایک نادان کی نظر میں بظاہر یہودیوں کی حجت ایلیا کی دوبارہ آنیکی پیشگوئی میں قوی معلوم ہوتی تھی۔ اور حضرت عیسیٰ کی تاویل کچھ رکیک اور بودی سی پائی جاتی تھی۔ کیونکہ ظاہر نص یہودیوں کا مؤید تھا۔ لیکن اس سنت اللہ پر نظر ڈالنے کے بعد جو قرآن کریم سے مفصل معلوم ہوتا ہے یہ مسئلہ بالکل صاف ہوجاتا ہے۔ کیونکہ دنیا میں کسی کے دوبارہ آنے اور دنیا میں دوبارہ آباد ہونے کے بارے میں یہ کتاب کریم صاف فیصلہ کرتی ہے کہ ایسا ہونا سنت اللہ کے خلاف ہے۔

پس جبکہ دوبارہ آنا دنیا میں ممتنع ہوا تو پھر حضرت ایلیا علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور یہودیوں کے دلوں کو مسیح موعود سے پہلے آکر درست کرنا بدیہی البطلان ہوا۔ ہاں یہ مسئلہ بغیر قرآن کریم پر ایمان لانیکے سمجھ میں نہیں آتا۔ اور اگر توریت پر ہی حصر رکھا جاوے تو افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ مسیح ہرگز نبی صادق نہیں تھا!!! ایک مصیبت تو مسیح کے بارے میں یہی پیش آئی تھی۔ دوسرے ظالم عیسائیوں نے اپنے ہاتھوں سے مسیح کو توریت استثنا باب ۲۱ کا مصداق ٹھہرا کر سچے نبیوں کے طریق اور شان سے بکلی بے نصیب اور محروم کردیا۔

اور یاد رہے کہ نظر عمیق کے بعد حضرت مسیح کی تاویل یہودیوں کے تمسک بالظاہر پر غالب ہے۔ گو ایک جلدباز اور دہوکہ کھانے والا حضرت مسیح کی تاویل پر ٹھٹھا اور ہنسی کریگا کہ اپنی نبوت کے ثابت کرنیکے لیئے تاویلات رکیکہ سے کام لیا ہے۔ لیکن جو شخص قرآن کا علم رکھتا ہے۔ اور سنت اللہ کے سلسلہ پر اسکو نظر ہے وہ خوب جانتا ہے کہ حتمی وعدہ خدا تعالیٰ کا یہی ہے کہ اس جہان سے گزرنے والے پھر آسمان سے نہیں اترا کرتے وہ نہ صرف حضرت مسیح کی تاویل کو قبول کریگا بلکہ اُس تاویل سے لذت بھی اٹھائیگا۔ کیونکہ وہ تاویل عہد قدیم کے مطابق ہے۔ اگرچہ نابکار یہودی ابتک یہی روتے ہیں کہ مسیح نے اپنی جھوٹی

نبوت کو لوگ نہیں جانتے لیئے پاک کتابونکی ظاہر نص کو چھوڑ دیا ہے اور سبب اس سے کبھی گفتگو کا اتفاق
پڑے تو بھی دھوکہ دینے والا عذر پیش کرتے ہیں اور ایک ناواقف آدمی جب ان کے اس عذر کو سنیگا
تو ضرور وہ حضرت مسیح کی نبوت کی نسبت کچھ متذبذب ہو جائیگا اور قریب ہے جو انکو فریبی اور جھوٹا کہکر اپنے
تئیں ہلاک کرے - اور غالباً یہہ اعتراض حال کے ملحدوں نے یہودیوں سے ہی لیا ہے - کہ جس حالت
میں یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح مُردے زندہ کرتے تھے بلکہ ایکدفعہ تو تمام مُردے اور
تمام مقدس نبی زندہ ہوکر شہر میں آ بھی گئے تھے تو وہ ایلیا علیہ السلام جنکے دوبارہ
آنیکی وجہ سے حضرت مسیح نے ناچار ہوکر تاویلات رکیکہ سے کام لیا - کیوں انکو اپنی تصدیق نبوت
کیلئے کیوں یہودیوں کو دکھلاکر اس جھگڑے کو طے نہ کرلیا - اور کیوں تاویلات رکیکہ کی مصیبت میں
پڑے - جو شخص اپنے اقتدار سے مُردہ کو آپ زندہ کرسکتا تھا چاہیئے تھا کہ پیشگوئی کی علامت
پوری کرنیکے لیئے زندہ کرتا یا آسمان سے ہی اُتارا ہوتا خدائی کے کام تو کن فیکون سے چلتے ہیں مگر
اس خدا کو کیا پیش آیا - کہ شریر یہودی اُسپر غالب ہو گئے اور انکی حجت کو توڑ نہ سکا اور ظاہر نص کو چھوڑکر
یوں ایک تاویل سے جہان کو تباہی اور فتنہ میں ڈالدیا - تا کسی طرح مسیح موعود بن جاوے - جس شخص
کے ہاتھ میں زندہ کرنا ہو بلکہ اسکا معجزہ ہی احیاء موتی ہو - اُسپر کیا مشکل تھا کہ فی الفور ایلیا نبی کو زندہ کرکے
یا آسمان سے اوتار کر یہودیوں پر ظاہر الفاظ نص کے موافق اپنی حجت پوری کر دیتا - مگر ایسے اعتراض
وہی کریگا جو اپنی جہالت سے دنیا میں دوبارہ مُردوں کے آنیکا قائل ہوگا -

ہمارے اسوقت کے نام کے مولوی جو رجماً بالغیب کہتے ہیں جو شاید ایلیا نبی کے دوبارہ آنیکا قصہ
محرّف ہو یہہ سراسر انکی خیانت ہے - جس قصہ کی حضرت عیسیٰ نے تصدیق کی - اور تمام یہودیوں کا اُسپر
اتفاق ہے وہ کیونکر محرف ہو سکتا ہے - اور پھر بطریق تنزل ہم کہتے ہیں کہ اللہ اور رسول نے اسکی
تحریف کی ہمکو خبر نہیں دی - لہذا ہم بموجب حدیث صحیح کے تکذیب کرنیکے مجاز نہیں ہیں اگر لا تصدقوا پر نظر
تو لا تکذبوا بھی ساتھ یاد رکھو - لیکن اس قصہ میں تو ہمارے مولویوں کو یہہ دھڑکہ شروع ہوا کہ اگر حضرت عیسیٰ کی
اس تاویل کو تسلیم کرلیں اور قصہ کو صحیح سمجھیں تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے سے بھی ہاتھ دھو لینا
چاہیئے - جب ایک مرتبہ فیصلہ ہو چکا تو دوسرا مقدمہ اُٹھانا بیہودگی بن جاتا ہے - مومن وہ ہوتا ہے جو
دوسرے کے حال سے عبرت پکڑے - اگر نزول کا لفظ احادیث میں موجود ہے تو موت عیسیٰ کے

الفاظ قرآن اور حدیث دونوں میں موجود ہیں اور توفّی کے معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے بجز مار دینے کے اور ثابت نہیں ہوئے۔ پس جب اصل مسئلہ کی حقیقت یہ کھلی تو نزول اسکی فرع ہے اسکے وہی معنی کرنے چاہئیں جو اصل کے مطابق ہوں۔ اگر تمام دنیا کے مولوی متفق ہو کر آیت **یا عیسٰے انّی متوفیک**۔ اور آیت **فلما توفیتنی** میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی سے بجز مار دینے کے کوئی اور معنے ثابت کرنے چاہیں تو اُن سے بنانے ہرگز ممکن نہیں اگرچہ اس غم میں مر جائیں اسی وجہ سے امام ابن حزم اور امام مالک اور امام بخاری اور دوسرے بڑے بڑے اکابر کا یہی مذہب ہے کہ درحقیقت حضرت عیسیٰ فوت ہوگئے ہیں۔ افسوس کہ جاہل مولویوں نے ناحق شور مچایا۔ اور آخر حضرت عیسیٰ کی موت ثابت نہیں ہوئی جسکے ثبوت سے وہ ایسے نادم ہوئے کہ بس مر گئے وحی اللہ پر کم توجہ رکھنے سے یہ تمام مصیبتیں انپر پڑیں۔ مولویوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ خداتعالیٰ نے آج سے سولہ برس پہلے الہام مندرجہ براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام عیسےٰ رکھا ہے کیا انسان اتنا لمبا منصوبہ کر سکتا ہے کہ جو افترا سولہ برس کے بعد کرنا تھا اُسکی تمہید اتنی مدت پہلے ہی کی جاوے اور خدا نے بھی اس قدر لمبی مہلت دیدی جسکی دنیا میں جب سے دنیا شروع ہوئی کوئی نظیر نہیں پائی جاتی والسلام علی من اتبع الہدیٰ

وحی حق بینا ز اشارات خداست ۔ گر نفہمد جاہلے کج دل رواست
چشمۂ فیض است وحی ایزدی ۔ لیکن آن فہمد کہ باشد مہتدی
وحی قرآن رازہا دارد بسے ۔ نسبتے باید کہ تا فہمد کسے
واجب آمد نسبت اندر دین نخست ۔ کار بے نسبت نمے آید درست
آن سعیدے کش ابوبکر ست نام ۔ نسبتے میداشت با خیر الانام
زین نشد محتاج تفتیش و راز ۔ جان او بشناخت روئے پاک باز
ہست فرقے در نظرہا اے سعید ۔ آنچہ ہارون دید آن قارون ندید
بود ہارون پاک و اں کرمے پلید ۔ کے بماند بایزیدے با یزید
گر نباشد نسبتے در جائے گاہ ۔ ظلمتے در ہر قدم گیرد براہ
آن یکے را مہ عیان پیش نظر ۔ دیگرے را ابر کردہ کور و کر
آن نشستہ با نگار دلربا ۔ وین ز کوری در انکار و ابا
مہ نمے آید نظر در وقت ابر ۔ ہمچنین صدیق و دجّال گبر
اے برادر از تأمل کن تلاش ۔ ہان مرو چون توسنے آہستہ باش
اے پئے تکفیر ما بستہ کمر ۔ خانہ ات ویران تو در فکر دگر
صد ہزاران کفر در جانت نہان ۔ رو چہ نالی بہر کفر دیگران
خیز و اوّل خویشتن را کن درست ۔ نکتہ چین را چشم می باید نخست
لعنتی گر لعنتے بر ما کند ۔ او نہ بر ما خویش را رسوا کند
لعنت اہل جفا آسان بود ۔ لعنت آن باشد کہ از رحماں بود

اس زمانہ کا ملہم ازالۂ اوہام صفحہ ۶۹۵

جسکے لئے پارسیوں نے اپنی جگہ اور عبرانی والوں نے اپنی جگہ اور آریہ قوم نے اپنی جگہ دعوے کئے کہ انہیں کی وہ زبان ہے وہ **عربی مبین** ہے اور دوسرے تمام دعویدار غلطی پر اور خطا پر ہیں اگرچہ ہمنے اس امر کو سرسری طور پر ظاہر نہیں کیا بلکہ اپنی جگہ پر پوری تحقیقات کرلی ہے اور ہزارہا الفاظ سنسکرت وغیرہ کا مقابلہ کرکے اور ہر یک لغت کے ماہروں کی کتابوں کو سن کر اور خوب عمیق نظر ڈالکر اس نتیجہ تک پہنچے ہیں کہ زبان عربی کے سامنے سنسکرت وغیرہ زبانوں میں کچھ بھی خوبی نہیں پائی جاتی بلکہ عربی کے الفاظ کے مقابل پر ان زبانوں کے الفاظ لنگڑوں لولوں اندھوں بہروں مبروصوں مجذوموں کے مشابہ ہیں جو فطری نظام کو بکلی کھو بیٹھے ہیں اور کافی ذخیرہ مفردات کا جو کامل زبان کے لئے شرط ضروری ہے اپنے ساتھ نہیں رکھتے لیکن اگر ہم کسی آریہ صاحب یا کسی پادری صاحب کی رائے میں غلطی پر ہیں اور ہماری یہ تحقیقات انکی رائے میں اس وجہ سے صحیح نہیں ہے کہ ہم ان زبانوں سے ناواقف ہیں تو **اوّل** ہماری طرف سے یہ جواب ہے کہ جس طرز سے ہمنے اس بحث کا فیصلہ کیا ہے اسمیں کچھ ضروری نہ تھا کہ ہم سنسکرت وغیرہ زبانوں کے املاء انشاء سے بخوبی واقف ہو جائیں ہمیں صرف سنسکرت وغیرہ کے مفردات کی ضرورت تھی سو ہمنے کافی ذخیرہ مفردات کا جمع کرلیا اور پنڈتوں اور یورپ کے زبانوں کے ماہروں کی ایک جماعت سے ان مفردات کے ان معنوں کی بھی جہانتک ممکن تھا تنقیح کرلی۔ اور انگریز محققوں کی کتابوں کو بھی بخوبی غور سے سن لیا اور ان باتوں کو مباحثات میں ڈالکر بخوبی صاف کرلیا اور پھر سنسکرت وغیرہ کی زباندانوں سے مکرر شہادت لیلی جس سے یقین ہوگیا کہ درحقیقت وید کی سنسکرت وغیرہ زبانیں ان خوبیوں سے عاری اور بے بہرہ ہیں جو عربی زبان میں ثابت ہوئیں ٭

پھر **دوسرا** جواب یہ ہے کہ اگر کسی آریہ صاحب یا کسی اور مخالف کو یہ تحقیقات ہماری منظور نہیں تو انکو ہم بذریعہ اس **اشتہار** کے اطلاع دیتے ہیں کہ ہم نے زبان عربی کی فضیلت اور کمال اور فوق الالسنہ ہونیکے دلایل اپنی اس کتاب میں مبسوط طور پر لکھدئے ہیں جو بتفصیل ذیل ہیں۔

۱۔ عربی کی مفردات کا نظام کامل ہے۔
۲۔ عربی اعلیٰ درجہ کی علمی وجوہ تسمیہ پر مشتمل ہے جو فوق العادت ہیں۔
۳۔ عربی کا سلسلہ اطراد مواد اتم واکمل ہے۔
۴۔ عربی کی تراکیب میں الفاظ کم اور معانی زیادہ ہیں۔
۵۔ عربی زبان انسانی ضمائر کا پورا نقشہ کھینچنے کیلئے پوری پوری طاقت اپنے اندر رکھتی ہے۔

اب ہر یک کو اختیار ہے کہ ہماری کتاب کے چھپنے کے بعد اگر ممکن ہو تو یہ کمالات سنسکرت یا کسی اور زبان میں ثابت کرکے

یا اس اشتہار کے پہنچنے کے بعد ہمیں اپنے منشاء سے اطلاع دے کہ وہ کیونکر اور کس طور سے اپنی تسلی کرنا چاہتے ہیں یا اگر اسکو ان فضائل میں کچھ کلام ہو یا سنسکرت وغیرہ کی بھی کوئی ذاتی خوبیاں بتلانا چاہتا ہے تو جبتک ثابت نہ کرے ہم خود بھی اسکی بات کو سنینگے گو چونکہ اکثر یہ بھی فراخ اس قسم کبھی ہر ایک قوم میں پائے جاتے ہیں کہ یہ خدشہ آخر دل میں باقی رہجاتا ہے کہ شاید سنسکرت وغیرہ میں کوئی ایسی بھی چھپے ہوئے کمالات ہوں جو انہیں لوگوں کو معلوم ہوں جو ان زبانوں کی کتابوں کو پڑھتے پڑھاتے ہیں اسلئے ہمنے اس کتاب کے ساتھ پانچہزار روپیہ کا انعامی اشتہار شائع کر دیا ہے اور یہ پانچہزار روپیہ صرف کہنے کی بات نہیں بلکہ کسی آریہ صاحب یا کسی اور صاحب کے درخواست کے آنے پر پہلے ہی ایسی جگہ جمع کرا دیا جائیگا جس میں وہ آریہ صاحب یا اور صاحب بکلی مطمئن ہوں اور سمجھ لیں کہ فتح یابی کی حالت میں بغیر حرج کے وہ روپیہ انکو وصول ہو جائیگا مگر یاد رہے کہ روپیہ جمع کرانیکی درخواست اس وقت آنی چاہئے جبکہ تحقیق الالسنہ کی کتاب چھپ کر شائع ہو جائے اور جمع کرانے سے پہلے اس امر کے بارہ میں ایک تحریری اقرار دینا ہوگا کہ اگر وہ پانچہزار روپیہ جمع کرانیکے بعد مقابلہ سے گریز کر جائیں یا اپنی لاف و گزاف کو انجام تک نہ پہنچا سکے تو وہ تمام حرجہ ادا کرے جو ایک تجارتی روپیہ کے لئے کسی مدت تک بند رہنے کی حالت میں ضرور الوقوع ہے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

عبدالحق غزنوی کے مباہلہ کا نتیجہ

عبدالحق غزنوی نے اپنے بیہودہ اشتہار میں مباہلہ میں فتحیاب ہونیکا بہت سوچ فکر کے بعد یہ حیلہ نکالا تھا کہ بھائی کے مرنے سے اسکی بیوی میرے قبضہ میں آگئی اور یہ بھی اشارہ کیا تھا کہ آئندہ لڑکا پیدا ہونیکی امید ہے مگر اسکے جواب میں ہمنے اپنے رسالہ انوار الاسلام میں لکھدیا تھا کہ بھائی کا مرنا اور اسکی ضعیفہ بیوہ کو نکاح میں لانا کوئی مراد پانے کی بات نہیں بلکہ اسکا ذکر کرنا ہی جائے شرم ہے وہ ضعیفہ جو اپنی جوانی کا اکثر حصہ کھا چکی تھی اگر اسکو نکاح میں لاکر تو ناحق عبدالحق نے ردّی کا چرخہ اپنے گلے ڈال لیا اب معلوم ہوا ہوگا کہ ایسے بیہودہ نکاح سے دکھ یا نومیدی ہوئی باقی رہا لڑکا پیدا ہونا اس کا عبدالحق نے ابتک کوئی اشتہار نہیں دیا شاید وہ پیٹ کے اندر ہی اندر گم ہو گیا یا بموجب آیت قرآنی لڑکی پیدا ہوئی اور منہ کالا ہو گیا لیکن ہمیں خدا تعالیٰ نے عبدالحق کی پیشگوئی کے جواب میں بشارت دی تھی کہ تجھے ایک لڑکا دیا جائیگا جیسا کہ ہم اسی رسالہ انوار الاسلام میں اس بشارت کو شائع بھی کر چکے ہیں سو الحمد للہ والمنۃ کہ اس الہام کی رو سے ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ مطابق ۲۴ مئی ۱۸۹۵ء میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا جسکا نام **شریف احمد** رکھا گیا۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

راقم خاکسار **غلام احمد** عفی عنہ

As the Muslims of India entertain different beliefs with regard to "The coming Mehdi" and especially the nature of his appearance among the Muslims according to some Muslims he will be a reformer and engenderer of new-life, like a true lover of peace and tranquility and a person poor in heart; – the Muslims of this party considering his appearance as nearly spiritual. while other Muslims, such as Maulvi Muhammad Husain of Batala, editor of Isha-at-Ussunnah and leader and advocate of Ahl-e-Hadis or Wahabis of his class, believe that the "coming Mehdi" will be Ghazi, general slaughterer and upsetter of the empires of the nations other than Muslims, especially the better opponent of the British Empire, and speak of the terrible consequences resulting from the bloody deeds of this Mehdi; I have written this pamphlet to show which of thes two Muslim parties is right in its beliefs with regard to "the coming Mehdi"

It will be better that our benign Government will get this pamphlet translated into English, & hence make itself acquainted with these differences concerning "the coming Mehdi."

Haqiqat-ul-Mehdi

حقیقت المہدی

The true nature of Al-mehdi

بتاریخ ۱۸ فروری مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب بھیروی منطبع ہوا تعداد جلد ۲۸۰۰

مہدی کے متعلق عقیدے

بہت ضروری ہے کہ ہم گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ پر ظاہر کریں کہ مہدی معہود کے بارے میں فرقہ وہابیہ کا جو اپنے تئیں اہل حدیث کے نام سے موسوم کرتے ہیں جن کا سرگروہ مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی اپنے تئیں خیال کرتا ہے کیا عقیدہ ہے۔ اور اس بارے میں میرا اور میری جماعت کا کیا عقیدہ ہے۔ کیونکہ اس تمام اختلاف اور باہمی عداوت کی جڑ یہی ہے کہ میں ایسے مہدی کو نہیں مانتا اس لئے بس ان لوگوں کی نظر میں کافر ہوں اور میری نظر میں یہ لوگ غلطی پر ہیں۔ سو میں ذیل میں بمقابل اپنے عقیدہ کے ان لوگوں کا عقیدہ لکھتا ہوں جو مہدی کے بارے میں رکھتے ہیں۔ اگرچہ یہ عقیدہ جو مہدی کی نسبت اہل حدیث کو ہے جن کا اصلی نام وہابی ہے اُنکے صدہا رسالوں اور کتابوں میں پایا جاتا ہے لیکن میں مناسب دیکھتا ہوں کہ نواب صدیق حسن خان کی کتابوں میں سے اس عقیدہ کا کچھ حال بیان کروں کیونکہ مولوی محمد حسین جو انکا سرگروہ ہے صدیق حسن خان کو اس صدی کا مجدد مان چکا ہے (دیکھو اشاعۃ السنہ) اور اسکی کتابوں کو ایک مجدد کی ہدایات کی حیثیت سے ہر ایک اہل حدیث کے لئے واجب العمل سمجھتا ہے اور وہ یہ ہے

ہمارے مخالف مولویوں کا عقیدہ مہدی کی نسبت

نواب صدیق حسن خاں اپنی کتاب حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۰۴ میں اور نیز اُس کا بیٹا سید نور الحسن خان اپنی کتاب اقتراب الساعہ کے صفحہ ۶۴ میں مہدی کی نسبت اہل حدیث کے عقیدہ کو اس طرح پر بیان کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مہدی ظاہر ہوتے ہی اسقدر عیسائیوں کو قتل کرے گا کہ جو اُن میں سے باقی رہ جائیں گے انکو حکومت اور بادشاہت کا حوصلہ نہیں رہیگا اور ریاست کی بو اُنکے دماغ میں سے نکل جائے گی اور ذلیل ہو کر بھاگ جائیں گے" پھر اُسی حجج الکرامہ کے صفحہ ۴۰۳ سطر ۸ میں لکھا ہے کہ اس فتح کے بعد مہدی ہندوستان پر چڑھائی کریگا اور ہندوستان کو فتح کریگا اور ہندوستان کے بادشاہ کو گردن میں طوق ڈالکر اسکے سامنے حاضر کیا جائیگا اور تمام خزانے اور بنک گورنمنٹ کے لوٹ لیں گے" اور پھر اُسکی زیادہ تشریح کتاب اقتراب الساعہ کے صفحہ ۶۴ میں اسطرح کی ہے [illegible]

میرا اور میری جماعت کا عقیدہ مہدی کی نسبت

مہدی اور مسیح موعود کے بارے میں جو میرا عقیدہ اور میری جماعت کا عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ اس قسم کی تمام حدیثیں جو مہدی کے آنے کے بارے میں ہیں ہرگز قابل وثوق اور قابل اعتبار نہیں ہیں۔ میرے نزدیک ان پر تین قسم کا جرح ہوتا ہے یا یوں کہو کہ وہ تین قسم سے باہر نہیں (۱) اول وہ حدیثیں کہ موضوع اور غیر صحیح اور غلط ہیں اور انکے راوی خیانت اور کذب سے متہم ہیں اور کوئی دیندار مسلمان ان پر اعتماد نہیں کر سکتا۔ (۲) دوسری وہ حدیثیں ہیں جو ضعیف اور مجروح ہیں اور باہم تناقض اور اختلاف کی وجہ سے پایہ اعتبار سے ساقط ہیں اور حدیث کے نامی اماموں نے یا تو انکا قطعاً ذکر ہی نہیں کیا اور یا جرح اور بے اعتباری کے لفظ کے ساتھ ذکر کیا ہے اور توثیق رواۃ نہیں کی یعنے راویوں کا صدق

نزول مسیح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین

اے قدیر و خالق ارض و سما
اے رحیم و مہربان و رہنما

اے کہ میداری تو بر دلہا نظر
اے کہ از تو نیست چیزے مستتر

گر تو مے بینی مرا پُر فسق و شر
گر تو دید استی کہ ہستم بدگہر

پارہ پارہ کن من بدکار را
شاد کن ایں زمرۂ اغیار را

بر دل شاں ابر رحمت ہا ببار
ہر مراد شاں بفضل خود برآر

آتش افشاں بر در و دیوار من
دشمنم باش و تبہ کن کار من

ور مرا از بندگانت یافتی
قبلۂ من آستانت یافتی

در دل من آں محبت دیدۂ
کز جہاں آں راز را پوشیدۂ

با من از روئے محبت کار کن
اندکے افشاء آں اسرار کن

اے کہ آئی سوئے ہر جویندۂ
واقفی از سوز ہر سوزندۂ

زاں تعلق ہا کہ با تو داشتم
زاں محبت ہا کہ در دل کاشتم

خود بروں آ از پئے ابراء من
اے تو کہف و ملجاء و ماوائے من

آتشے کاندر دلم افروختی
وز دم آں غیر خود را سوختی

ہم ازاں آتش رخ من بر فروز
ویں شب تارم مبدل کن بروز

چشم بکشا ایں جہان کور را
زآسماں نور نشان خود نما

ایں جہان بینم پر از فسق و فساد
از حقائق غافل و بیگانہ اند

سرد شد دلہا ز مہر روئے دوست

اے شدید البطش بنما زور را
یک گلے از بوستان خود نما

غافلاں را نیست وقت موت یاد
ہمچو طفلاں مائل افسانہ اند

روے دلہا تافتہ از کوئے دوست

سیل در جوش است و شب تاریک و تار
از کرم ہا آفتابے را بر آر

چونکہ قدیم سے یہی زمانہ کی عادت ہے کہ جب کسی قوم میں کوئی ایسا فرقہ پیدا ہوتا ہے کہ اُس قوم کی نظر میں اُس فرقہ کے اصول اور عقائد اُنکے اپنے اصول اور عقیدوں کے برخلاف ہوتے ہیں تو اُس قوم کے سرگروہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ اُس فرقہ کو کسی طرح نابود کردیں اور ہمیشہ یہی کوشش کرتے رہتے ہیں کہ قوم کے سامنے اور نیز گورنمنٹ کے سامنے اُنکو بدنام کریں۔ سو یہی معاملہ اس ملک کے بعض مولویوں نے مجھ سے کیا ہے۔ جن میں سے پکا دشمن اور مخالف مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ ہے۔ اس بیچارے نے میری بدخواہی کے لئے اپنا آرام حرام کردیا۔ بٹالہ سے بنارس تک اپنا قابل شرم استفتا لیکر میرے کفر کی نسبت مہریں لگواتا پھرا اور پھر جب فقط ایسی کارروائی پر اس کی طبیعت خوش نہ ہوئی تو گورنمنٹ تک خلاف واقعہ یہ باتیں میری نسبت پہونچاتا رہا کہ یہ شخص درپردہ باغی ہے اور مہدی سوڈانی سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ حالانکہ آپ ہی اپنے اشاعۃ السنہ میں میرے بارہ میں یہ مضمون شایع کرچکا تھا کہ اس شخص کی نسبت بغاوت کا خیال دل میں لانا کمال درجہ کی بے ایمانی ہے اور بار بار لکھ چکا تھا کہ میں اپنی ذاتی واقفیت سے گواہی دیتا ہوں کہ یہ شخص اور اس کا والد مرزا غلام مرتضےٰ صاحب گورنمنٹ انگریزی کے خیرخواہ جان نثار ہیں۔ غرض جب اس دانا گورنمنٹ نے اس حاسد کی باتوں کی طرف کچھ توجہ نہ کی تو پھر اپنی قوم

کو لکھنا شروع کیا اور میری نسبت یہ فتویٰ شایع کیا کہ اس شخص کا قتل کرنا موجب ثواب ہے
چنانچہ اس فتویٰ کو دیکھکر اور کئی مولویوں نے بھی قتل کا فتویٰ دیدیا۔ پس بلاشبہ یہ سچ ہے کہ اگر
خدا تعالیٰ اپنے فضل سے یہ سامان پیدا نہ کرتا کہ اس گورنمنٹ عالیہ کے زیر سایہ مجھے پناہ دیتا تو
معلوم نہیں کہ ایسے غازی مجاہد ابتک کیا کچھ نہ دکھاتے۔ یہ شخص بار بار مجھے امیر کابل کی دھمکی
دیتا رہا ہے کہ وہاں چلو تو پھر زندہ نہ آؤ گے۔ یہ تو ہمیں معلوم تھا کہ یہ شخص امیر کابل کے پاس ضرور
گیا تھا۔ مگر یہ بھید ابتک نہیں کھلا کہ امیر نے اس شخص کو میرے قتل کی نسبت کیوں اور کس وجہ
سے وعدہ دیا۔ مگر یاد رہے کہ میرے منافقانہ اصول نہیں ہیں۔ اگر اس شخص نے امیر کو میری
نسبت یہہ کہکر برگشتہ کیا ہے کہ یہ شخص اس مہدی اور مسیح کے آنے سے منکر ہے جس کا انتظار
جسمانی خیالات کے لوگ کر رہے ہیں تو مجھے حق بات کے بیان کرنے میں امیر کابل کا کیا خوف ہے
میں برملا کہتا ہوں کہ اس غازی مہدی اور غازی مسیح کے آنے کا میں منکر ہوں گو یہ کلمات کسی
بے ادبی پر حمل کئے جائیں۔ مگر جو کچھ خدا نے میرے پر ظاہر کیا میں اس کو چھوڑ نہیں سکتا۔ میں
اس بات کا قائل ہوں کہ روحانی طور پر اسلام کو ترقی ہوگی اور امن اور صلحکاری سے سچائی
پھیلے گی۔ مگر اس شخص کی حالت پر سخت افسوس ہے کہ کئی رنگ بدلاتا ہے۔ مولویوں کو
در پردہ کچھہ کہتا ہے اور گورنمنٹ انگریزی کو کچھہ اور۔ پھر امیر کابل کے پاس اُس کے خوش کرنے
کے لئے اسکی مرضی کے موافق عقائد ظاہر کرتا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اس شخص نے کابل
میں جاکر اپنے وجود کو عقیدہ کے رو سے امیر کے اغراض کے موافق ظاہر کیا ہے۔ کیونکہ اگر امیر
کابل ایسا ہی شخص ہے جو اپنے مخالف عقیدہ کو پاکر فی الفور قتل کر دیتا ہے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے
کہ ایسے امیر سے یہ کیونکر بچکر آگیا۔ کیا یہ شخص اقرار کر سکتا ہے کہ یہ امیر کابل کا ہم عقیدہ ہے
رہے میرے عقائد سو جیسا کہ وہ واقعی سچے ہیں ایسا ہی وہ ہر ایک فتنہ سے پاک اور
مبارک ہیں۔ ایک دانا سوچ سکتا ہے کہ ہمارے یہ عقائد کہ کوئی مہدی یا مسیح ایسا آنے والا
نہیں ہے جو زمین کو خون سے سرخ کر دے گا اور بڑا کمال اس کا یہ ہوگا کہ جبر سے

لوگوں کو مسلمان کرے۔ یہ کیسے عمدہ اور نیک عقائد ہیں جو سراسر امن اور حلم کے اصولوں پر مبنی ہیں جنکی وجہ سے نہ کسی مخالف کو یہ موقعہ ملتا ہے کہ اسلام پر کسی قسم کے جبر کا الزام قائم کرے اور نہ بنی نوع سے خواہ نخواہ کی درندگی کا برتاؤ کرنا پڑتا ہے اور نہ اخلاقی حالت پر کوئی دھبہ لگتا ہے اور نہ ایسے پاک عقیدہ کے لوگ کسی مخالف المذہب گورنمنٹ کے نیچے منافقانہ زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ لیکن وہ عقیدے جو ہمارے عقائد کے مخالف ہیں جن کے لئے یہ لوگ امیدیں کئے بیٹھے ہیں اُنکی تصریح کی ضرورت نہیں۔ ہماری دانا گورنمنٹ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ مسلمانوں کے متفرق فرقوں میں سے خطرناک وہ گروہ ہے جنکے عقائد خطرناک ہیں محمد حسین بٹالوی کا مجھے مہدی سوڈانی سے مشابہت دینا کسقدر گورنمنٹ کو دھوکہ دینا ہے۔ ظاہر ہے کہ نہ میں جہاد کا قائل اور نہ ایسے مہدی کو ماننے والا اور نہ ایسے کسی مسیح کے آنے کا انتظار رکھتا ہوں جس کا کام جہاد اور خونریزی ہو تو پھر سوڈانی کو مجھ سے کیا مشابہت اور مجھے اُس سے کیا مناسبت۔ جہانتک میرا خیال ہے میں جانتا ہوں کہ مہدی سوڈانی کے عقیدہ سے ان لوگوں کے عقیدے بہت مشابہ ہیں۔ اگر محمد حسین اور اسکے دس بیس دوست مولویوں کے ایک دوسرے کے روبرو حلفاً اظہار لئے جائیں تو فی الفور پتہ لگ جائے گا کہ مہدی سوڈانی کے عقائد سے میرے عقائد ملتے ہیں یا ان لوگوں کے۔

مجھے کچھ ضرورت نہ تھا کہ میں ان باتوں کا ذکر کروں۔ گورنمنٹ عالیہ خوب دانا ہے وہ کسی کا دھوکا کھا نہیں سکتی۔ لیکن چونکہ محمد حسین نے بارہا میرے پر یہ الزام لگایا ہے کہ گویا مہدی سوڈانی سے میرے حالات مشابہ بلکہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہیں اس لئے ضرور تھا کہ اس افترا کا میں جواب دیتا۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ منافقانہ کارروائیوں سے اُس نے مجھے محفوظ رکھا ہے۔ یہ نہیں کہ محمد حسین کی طرح گورنمنٹ انگریزی کو کچھ بتلاؤں اور اپنے ہم جنس مولویوں پر کوئی اور عقائد ظاہر کروں۔ یہ کس قدر قابل شرم اور کمینہ خصلت ہے کہ محمد حسین بٹالوی نے دوسرے مولویوں سے اُنکے مہدی کے متعلق

عقائد سے اتفاق رائے ظاہر کیا اور اسی طرح امیر کابل کو بھی خوش کیا اور اُس سے بہت سا روپیہ انعام پایا۔ اور گورنمنٹ کے پاس یہ بیان کیا کہ گویا وہ ایسے عقائد سے بیزار اور ایسی حدیثوں کو سراسر غلط اور موضوع سمجھتا ہے۔ کیا یہ قابل تعریف خصلت ہے؟ ہرگز نہیں۔ منافقوں سے نہ خدا تعالیٰ راضی ہو سکتا ہے اور نہ کوئی دانا گورنمنٹ راضی ہو سکتی ہے۔ ظاہر و باطن ایک ہونا نہایت عمدہ خصلت ہے۔ گورنمنٹ سوچ سکتی ہے کہ یہ لوگ مجھ سے کیوں ناراض ہیں اور اصل جڑ ناراضگی کی کیا ہے۔ گورنمنٹ کے لئے سر سید احمد خاں کے سی ایس آئی کی شہادت کافی ہے جسکو وہ آخری وقت میں میری نسبت شایع کر گئے بلکہ تمام مسلمانوں کو نصیحت دی کہ اس شخص کے اُس طریق عمل پر چلنا چاہیئے جو گورنمنٹ انگریزی کی نسبت اس کے خیالات ہیں"۔ کون نیک دل انسان ہے جو اس بات پر اطلاع پاکر افسوس نہیں کریگا کہ محمد حسین نے نہایت کینہ پن سے مسلمانوں کو میرے دُکھ دینے کے لئے آمادہ کر دیا۔ میں اپنے طور پر روحانی امور کی دعوت کرتا تھا اور کبھی میں نے محمد حسین کو مخاطب نہیں کیا تھا کہ یکدفعہ اُس نے خود بخود میرے لئے استفتاء طیار کیا اور یہ کوشش کرنا چاہا کہ لوگ مجھے کافر اور دجّال قرار دیں۔ پہلے وہ فتوی اپنے اُستاد نذیر حسین دہلوی کے سامنے پیش کیا۔ چونکہ نذیر حسین مذکور اُسی کا ہم مشرب اور ہم مادہ ہے اور جو اس بھی پیرانہ سالی کے ہیں اور فطرتاً کوتہ اندیش ملّاؤں کی طرح بغض اور بخل بھی بہت ہے اس لئے فی الفور بلا توقف میرے کفر پر گواہی دی۔ پھر کیا تھا تمام اس کے فضلہ خوار شاگردوں نے تکفیر کا فتویٰ دیدیا۔ خیر یہ تو وہ امر ہے کہ مرنے کے بعد ہر ایک شخص معلوم کر لے گا کہ کون کافر اور کون مومن ہے لیکن اسجگہ صرف یہ ظاہر کرنا منظور ہے کہ محمد حسین نے خواہ نخواہ سراسر عناد کی وجہ سے فتویٰ طیار کیا۔ اور ہندوستان میں جابجا سیر کر کے صدہا مہریں اُسپر لگوائیں کہ یہ شخص کافر اور دجّال ہے اور پھر اُس وقت سے آجتک توہین اور تحقیر اور گالیاں دینے سے باز نہ آیا اور گندی گالیوں کے مضمون اپنے ہاتھ سے لکھے اور محمد بخش جعفر زٹلی لاہوری اور ابوالحسن تبتی کے نام پر چھپوا دیئے اور پھر اکثر مضمون انکو نقل کے طور پر اپنے رسالوں میں لکھتا رہا۔ یہ تمام ثابت شدہ امور ہیں صرف ظنی باتیں نہیں ہیں۔ اور پھر اس پر بھی اکتفا نہ کی اور میرے قتل کا فتویٰ دیا۔ بارہا مباہلہ کی درخواست کی اور پھر اعراض کیا

اور مجھے بدنام کیا کہ مباہلہ نہیں کرتے۔ یہی موجبات تھے جن کی وجہ سے میں نے اشتہار مباہلہ
۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو شایع کیا تھا۔ بعد اس کے محمد حسین نے ایک چھری خریدی جس سے مجھے اس
طرح سے بدنام کرنا تھا کہ گویا میں اسکو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن جس شخص نے پہلے اس سے
میرے قتل کا فتویٰ دیا اس کا چھری خریدنا اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ سوچنا چاہیے کہ میں نے
اپنی پیشگوئی کے معنے صاف طور پر اشتہار میں درج کئے تھے کہ اس سے مراد کسی کی موت وغیرہ
نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ جو شخص جھوٹا ہے وہ علماء اور اہل انصاف کی نظر میں ذلیل ہوگا اور اس ذلت
کو قانون سے کچھ تعلق نہ تھا مگر تاہم بعض اہل غرض نے یہی قانون کا نشانہ بنا مدعا رکھکر حکام تک اس
بات کو پہونچایا۔ اگر دو چار عربی جاننے والوں سے اس الہام کے حلفاً معنے پوچھے جاتے اور سب سے
پہلے چند عربی دان لوگوں کا میرے روبرو اظہار لیا جاتا تو یہ مقدمہ ایک قدم بھی نہ چل سکتا۔ کیونکہ
ایسی ذلت کو جو علماء کے فتوے پر موقوف ہی قانون سے کچھ بھی تعلق نہ تھا مگر ایسا نہ ہوا اور اسی
وجہ سے بڑا حرج پیش آیا۔ حالانکہ اشتہار ۲۱ نومبر اور ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء میں اسکی تشریح بھی موجود
تھی۔ محمد حسین نے اپنی پرانی عادت کے موافق آتھم اور لیکھرام کی نسبت جو پیشگوئی تھی اس سے اس طور سے
فائدہ اٹھانا چاہا کہ گویا وہ تمام شور اور خونریزی میرے مشورہ اور ایما سے ہوئی تھی اور ایسی پیشگوئیاں
میرا قدیم شیوہ ہے۔ مگر افسوس کہ کسی کو اب تک یہہ خیال نہیں آیا کہ وہ دونوں پیشگوئیاں ان دونوں
شخصوں کے سخت اصرار کے بعد ہوئی تھیں اور انھوں نے خود اپنی رضامندی سے ان پیشگوئیوں
کو میرے شایع کرنے سے پہلے شایع کیا تھا جس کے ثبوت کافی طور پر موجود ہیں تو پھر میرے پر کونسا
الزام تھا۔ ان پیشگوئیوں کے مضمون کے موافق ان دونوں نے وفات پاکر پیشگوئیوں کو سچا
کر دیا ایک اپنی موت سے مرا اور دوسرا کسی کے مارنے سے۔ عبد اللہ آتھم جو اپنی موت سے مرا تھا
اس نے زمانہ پیشگوئی میں کبھی ظاہر نہ کیا کہ اس کے مارنے کے لئے کبھی کوئی حملہ ہوا چونکہ پیشگوئی
شرطی تھی اس لئے اس نے اسلامی عظمت کا خوف دل میں پیدا کرکے اسقدر فائدہ اٹھا لیا کہ جب تک وہ
خاموش رہا زندہ رہا اور جب اس نے عیسائیوں کی تعلیم سے یہہ کہنا شروع کیا کہ میں نے اسلامی

عظمت سے کچھ خوف نہیں کیا تو اس جھوٹ بولنے کی وجہ سے خدا نے اس کو جلد تر اٹھا لیا تا پیشگوئی کا پورا ہونا لوگوں پر ظاہر کرے جیسا کہ میرے الہام میں پہلے سے ہی درج تھا۔ سو عبد اللہ آتھم کی نسبت دو طور سے پیشگوئی پوری ہوئی۔ اول الہامی شرط کے موافق اسلامی عظمت سے خوف کرنے اور پندرہ مہینے تک تحقیر اسلام سے زبان بند رکھنے کی وجہ سے خدائے رحیم نے اسکو مہلت دی جیسا کہ وعید کی پیشگوئیوں میں سنت اللہ ہے اور پھر پندرہ مہینے یعنے میعاد پیشگوئی گذرنے کے بعد اس کے دل میں یہہ خیال پیدا ہوا کہ اس نے اس خوف کی وجہ سے فائدہ مہلت اور تاخیر کا نہیں اٹھایا بلکہ اتفاقاً ایسا ہی ہو گیا۔ سو اس خیال پر جب اس نے اصرار کیا اور چند افترا بھی کئے اور سمجھا کہ اب میں بچ گیا تو خدا تعالے نے اس سے اپنی امان کو واپس لے لیا اور میرے آخری اشتہار سے چھ مہینے کے اندر وہ فوت ہو گیا تا لوگوں کو معلوم ہو کہ صرف شرط سے اس نے فائدہ اٹھایا تھا شرط کو توڑا اور فوراً پکڑا گیا۔ پس آتھم میں دو پیشگوئیاں پوری ہوئیں (۱) شرط سے فائدہ اٹھانے کی۔ (۲) اور شرط توڑنے کے بعد فوراً پکڑے جانے کی۔ اور لیکھرام کی پیشگوئی میں کوئی شرط نہ تھی۔ اس لئے وہ ایک ہی پہلو پر پوری ہوئی۔ کیسے نادان اور ظالم اور خائن وہ شخص ہیں کہ جو کہتے ہیں کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی ہم اُن کو بجز اس کے کیا کہیں کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔

یہہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ بعض بخیل طبع دل کے اندھے ایک دو اور پیشگوئیوں پر بھی اعتراض کرتے ہیں کہ وہ پوری نہیں ہوئیں۔ مگر یہہ سراسر ان کا افترا ہے اور سچ اور واقعی یہی بات ہے کہ میری کوئی ایسی پیشگوئی نہیں کہ جو پوری نہیں ہو گئی۔ اگر کسی کے دل میں شک ہو تو وہ سیدھی نیت سے ہمارے پاس آجائے اور بالمواجہ کوئی اعتراض کرکے اگر شافی کافی جواب نہ سُنے تو ہم ہر ایک تاوان کے سزاوار ٹھہر سکتے ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ ایسے لوگ بخل سے اعتراض کرتے ہیں نہ انصاف سے۔ اگر یہ لوگ انبیاء علیہم السلام کے وقتوں میں ہوتے تو انپر بھی ایسے ہی اعتراض کرتے جو مجھ پر کرتے ہیں۔ جو شخص آنکھیں رکھتا ہے اس کو ہم راہ دکھلا سکتے

ہیں۔ مگر جو بخل اور خود غرضی اور تکبر سے اندھا ہوگیا ہو اسکو کیا دکھا سکتے ہیں۔ تین ہزار یا اس سے بھی زیادہ اس عاجز کے الہامات کی مبارک پیشگوئیاں جو امن عامہ کے مخالف نہیں پوری ہو چکی ہیں۔ صدہا نیک دل انسان گواہ ہیں۔ بہت سی تحریریں پیش از وقت شایع ہو چکی ہیں پھر بھی اگر کوئی بخل کی راہ سے خواہ نخواہ شکوک اور اعتراضات پیش کرتا ہے اور سیدھے طور پر صحبت میں رہکر تجربہ نہیں کرتا اور نہ اہل تجربہ سے دریافت کرتا ہے اور دجل اور خیانت کی کی راہ سے دھوکہ دینے والے اعتراضات مشہور کرتا ہے اور خیانت اور دروغگوئی سے باز نہیں آتا وہ اُن منکرین کا وارث ہے جو اس سے پہلے خدا کے پاک نبیوں کے مقابل پر گذر چکے ہیں۔ خدا اپنے بندوں کو ایسے مفسدہ باز لوگوں کے بہتانوں سے اپنی پناہ میں رکھے۔ اس بات کا کیا سبب ہے کہ یہ لوگ چوروں کی طرح دور دور سے اعتراض کرتے ہیں اور صاف باطن لوگوں کی طرح بالمقابل آکر اعتراض نہیں کرتے اور نہ جواب سننا چاہتے ہیں اس کا یہی سبب ہے کہ یہ لوگ اپنے دجل اور بددیانتی سے واقف ہیں اور ان کا دل انکو ہر وقت جتلاتا ہے کہ اگر تم نے ایسے بیہودہ اور جہالت اور خیانت سے بھرے ہوئے اعتراض روبرو پیش کئے تو اس صورت میں تمہاری سخت پردہ دری ہوگی اور تمہاری دھوکہ دینے والی باتیں یکدفعہ کالعدم ہو جائیں گی تب اُسوقت ندامت اور خجالت اور رسوائی رہ جائیگی اور اعتراض کا نام و نشان نہ رہے گا۔

خوب یاد رکھنا چاہیے کہ میری پیشگوئیوں میں کوئی بھی امر ایسا نہیں ہے جس کی نظیر پہلے انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیوں میں نہیں ہے۔ یہ جاہل اور بے تمیز لوگ چونکہ دین کے باریک علوم اور معارف سے بے بہرہ ہیں اس لئے قبل اسکے جو عادۃ اللہ سے واقف ہوں بخل کی جوش سے اعتراض کرنے کے لئے دوڑتے ہیں اور ہمیشہ بموجب آیت کریمہ ویتربصون علیکم الدوائر میری کسی گردش کے منتظر ہیں اور علیہم دائرۃ السوء کے مضمون سے بے خبر۔ انہیں سے ایک نے علم جفر کا دعویٰ کرکے میری نسبت لکھا ہے کہ "بذریعہ جفر ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص

کاذب ہی۔ مگر یہ نادان نہیں سمجھتے کہ جفر وہی جھوٹا اور مردود علم ہے جس کے ذریعہ سے شیعہ یہ باتیں نکالا کرتے ہیں کہ ابوبکر اور عمر نعوذ باللہ ظالم اور دائرہ ایمان سے خارج ہیں۔ پس ایسے جھوٹے طریق کا وہی لوگ اعتبار کریں گے جن کے دل سچائی سے مناسبت نہیں رکھتے۔ اگر اس قسم کے حساب سے کوئی ہندو یہ جواب نکالے کہ فقط ہندو مذہب ہی سچا ہے اور باقی تمام نبیوں کے مذاہب جھوٹے ہیں تو کیا وہ مذہب جھوٹے ہو جائیں گے۔ افسوس یہ لوگ مسلمان کہلا کر کن کینہ خیالات میں مبتلاء ہیں۔ حالانکہ کشف اور خواب بھی ہر ایک کے یکساں نہیں ہوتے۔ وہ کامل کشف جسکو قرآن شریف میں اظہار علی الغیب سے تعبیر کیا گیا ہے جو دائرہ کی طرح پورے علم پر مشتمل ہوتا ہے وہ ہر ایک کو عطا نہیں کیا جاتا صرف برگزیدوں کو دیا جاتا ہے اور ناقصوں کا کشف اور الہام ناقص ہوتا ہے جو بالآخر انکو بہت شرمندہ کرتا ہے۔ اظہار علی الغیب کی حقیقت یہ ہے کہ جیسے کوئی اونچے مکان پر چڑھکر اردگرد کی چیزوں کو دیکھتا ہے تو بلاشبہ آسانی سے ہر ایک چیز اسکو نظر آسکتی ہے۔ لیکن جو شخص نشیب کے مکان سے ایسی چیزوں کو دیکھنا چاہتا ہے تو بہت سی چیزیں دیکھنے سے رہجاتی ہیں۔ اور برگزیدوں سے خدا کی یہ عادت ہے کہ انکی نظر کو اونچے مکان تک لیجاتا ہے۔ تب وہ آسانی سے ہر ایک چیز کو دیکھ سکتے ہیں اور انجام کی خبر دیتے ہیں۔ اور نشیب کا آدمی انجام کی خبر نہیں دے سکتا۔ اسی لئے بلعم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پہچاننے میں دھوکہ کھایا اور اُسکو انکا وہ عالی مرتبہ برگزیدگی کا معلوم نہ ہو سکا جس سے ڈر کر وہ ادب اختیار کرتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بھی یہودیوں میں کئی ملہم اور خواب بین تھے۔ مگر چونکہ وہ نشیب میں تھے اور اظہار علی الغیب کا اُن کو مرتبہ نہیں دیا گیا تھا اس لئے وہ حضرت عیسیٰ کو شناخت نہ کر سکے اور اپنے جیسا بلکہ اپنے سے بھی کمتر ایک انسان سمجھ لیا اور خواب بینوں اور الہام پانیوں کے لئے یہ ایک ایسا ابتلاء ہے کہ اگر خدا کا فضل نہ ہو تو اکثر اس میں ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اور نیم مُلا خطرہ ایمان کی مثل انپر صادق آجاتی ہے۔ اس لئے قیام نشیب اور اظہار علی الغیب کا فرق یاد رکھنے کے لائق ہے۔ بہت سے ایسے نابینا ملہم جنکے پیر گڑھے میں سے نہیں نکلے ہماری نسبت ایسی پیشگوئیاں کرتے ہیں کہ گویا اب

ہمارے سلسلہ کا خاتمہ ہے۔ وہ اگر توبہ کریں تو اُن کے لئے بہتر ہے اُنکو یاد رکھنا چاہیئے کہ
زندگی کے درمیانی حصوں میں انبیاء علیہم السلام بھی بلاؤں سے تباہ نہیں رہے مگر انجام بخیر
ہوا۔ اسی طرح اگر ہمیں بھی اس درمیانی مراحل میں کوئی غم پہنچے یا کوئی مصیبت پیش آوے
تو اُسکو خدا تعالیٰ کا اخیری حکم سمجھنا غلطی ہے۔ خدا تعالیٰ کا حتمی وعدہ ہے کہ وہ ہمارے سلسلہ میں
برکت ڈالے گا اور اپنے اس بندہ کو بہت برکت دیگا یہانتک کہ بادشاہ اس بندہ کے کپڑوں سے
برکت ڈھونڈیں گے وہ ہر ایک ابتلا اور پیش آمدہ ابتلا کا بھی انجام بخیر کریگا اور دشمنوں کے ہر ایک
بہتان سے انجام کار بریت ظاہر کردے گا۔ اس بارہ میں اس کے پاک الہام اسقدر ہوئے ہیں
کہ اگر سب لکھے جائیں تو یہ اشتہار ایک رسالہ ہو جائے گا۔ لہذا چند الہام اور ایک خواب
بطور نمونہ ذیل میں لکھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہیں۔

مجھے ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۱۶ھ جمعہ کی رات میں جس میں انتشار روحانیت مجھے محسوس
ہوتا تھا۔ اور میرے خیال میں تھا کہ یہ لیلۃ القدر ہے اور آسمان سے نہایت آرام اور آہستگی
سے مینہ برس رہا تھا ایک رویا ہوا۔ یہ رویا اُنکے لئے ہے جو ہماری گورنمنٹ عالیہ کو ہمیشہ میری نسبت
شک میں ڈالنے کے لئے کوشش کرتے ہیں میں نے دیکھا کہ کسی نے مجھ سے درخواست کی ہے
کہ اگر تیرا خدا قادر خدا ہے تو تو اس سے درخواست کر کہ یہ پتھر جو تیرے سر پر ہے بھینس بنجائے
تب میں نے دیکھا کہ ایک وزنی پتھر میرے سر پر ہے جسکو کبھی میں پتھر اور کبھی لکڑی خیال کرتا
ہوں۔ تب میں نے یہ معلوم کرتے ہی اُس پتھر کو زمین پر پھینک دیا پھر بعد اس کے میں نے
جناب الٰہی میں دعا کی کہ اس پتھر کو بھینس بنا دیا جائے اور میں اس دعا میں محو ہو گیا۔ جب بعد
اسکے میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ پتھر بھینس بنگیا۔ سب سے پہلے میری نظر
اُسکی آنکھوں پر پڑی۔ اُسکی بڑی روشن اور لمبی آنکھیں تھیں۔ تب میں یہ دیکھکر کہ خدا نے پتھر کو
جسکی آنکھیں نہیں تھیں ایسی خوبصورت بھینس بنا دیا جسکی ایسی لمبی اور روشن آنکھیں ہیں اور پیشتر
اور مفید جاندار ہے خدا کی قدرت کو یاد کر کے وجد میں آگیا اور بلاتوقف سجدہ میں گرا اور میں

سجدہ میں بلند آواز سے خدا تعالیٰ کی بزرگی کا ان الفاظ سے اقرار کرتا تھا کہ ربی الاعلیٰ۔ ربی
الاعلیٰ۔ اور اسقدر اونچی آواز تھی کہ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ آواز دور دور جاتی تھی۔ تب میں
نے ایک عورت کو جو میرے پاس کھڑی تھی جس کا نام بھانو تھا اور غالباً اس دعا کی اُس نے درخواست
کی تھی یہ کہا کہ دیکھو ہمارا خدا کیسا قادر خدا ہے جس نے پتھر کو جیسس بنا کر آنکھیں عطا کیں اور
میں یہ اسکو کہہ رہا تھا کہ پھر یکدفعہ خدا تعالیٰ کی قدرت کے تصور سے میرے دل نے جوش مارا
اور میرا دل اُس کی تعریف سے پھر دوبارہ بھر گیا اور پھر میں پہلی طرح وجد میں آکر سجدہ میں گر پڑا
اور ہر وقت یہ تصور میرے دل کو خدا تعالیٰ کے آستانہ پر یہ کہتے ہوئے گراتا تھا کہ یا الٰہی
تیری کیسی بلند شان ہے تیرے کیسے عجیب کام ہیں کہ تو نے ایک بیجان پتھر کو جیسس بنا دیا
اُسکو لمبی اور روشن آنکھیں عطا کیں جن سے وہ سب کچھ دیکھتا ہے اور نہ صرف یہی بلکہ اسکے
دودھ کی بھی امید ہے قدرت کی باتیں ہیں کہ کیا تھا اور کیا ہو گیا۔ میں سجدہ میں ہی تھا کہ آنکھ کھل
گئی۔ قریباً اُسوقت رات کے چار بج چکے تھے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔ میں نے اسکی یہ تعبیر
کی ہے کہ وہ ظالم طبع مخالف جو میرے برخلاف واقعہ اور سراسر جھوٹھ باتیں بنا کر گورنمنٹ تک
پہونچاتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہونگے اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے خواب میں ایک پتھر کو جیسس
بنا دیا اور اُسکو لمبی اور روشن آنکھیں عطا کیں اسی طرح انجام کار وہ میری نسبت حکام کو بصیرت
اور بینائی عطا کرے گا اور وہ اصل حقیقت تک پہونچ جاوینگے۔ **یہ خدا کے کام ہیں
اور لوگوں کی نظر میں عجیب۔**

شکر کی بات ہے کہ جس حکام کے ہم ماتحت کئے گئے ہیں وہ سچائی کے بھوکے
اور پیاسے ہیں۔ اگر وہ غلطی کریں تو نیک نیتی سے غلطی کرتے ہیں اور اصل بات کی کھوج میں
لگے رہتے ہیں۔ اس مقدمہ کی نسبت جو پہلے الہام ہوئے وہ اسی رویا کے مؤید ہیں وہ بھی ذیل میں لکھتا
ہوں تا کہ اُس آخری وقت میں جب یہ سب پوری ہوں لوگوں کے ایمان قوی ہوں۔ مگر میں
نہیں جانتا کہ یہ کب پورا ہوگا اور کس کے ہاتھ پر پورا ہوگا اور اس کا وقت کونسا ہے میں یقیناً

جانتا ہوں کہ یہ دھوکہ جو ہمیشہ گورنمنٹ کو دیا جاتا ہے برقرار نہیں رہے گا اور آخر کار یہ ہوگا کہ حکام انصاف پسند خداداد دوربینی اور بصیرت اور روشن ضمیری سے میرے اصل حالات پر مطلع ہو جائیں گے تب اُسی کے موافق جو میں نے دیکھا جو بغیر وسیلہ انسانی ہاتھوں کے خدا کی قدرت نے ایک پتھر کو ایک خوبصورت سفید رنگ بھینس بنا دیا اور اُسکو نہایت روشن آنکھیں عطا فرمائیں میری اصل حقیقت حکام پر کھل جائے گی۔ وہ گھڑی اور وہ دن خدا کو معلوم ہے مگر جلد ہو یا دیر سے ہو گورنمنٹ عالیہ پر میری صفائی اور نیک چلنی اور گورنمنٹ کی نسبت کمال وفاداری۔ ایک شخص پر کھل جائے گی۔ اور وہ خیالات جو میری نسبت مشہور کئے جاتے ہیں غلط ثابت ہونگے۔ اور الہامات جو اس خواب کے موئید ہیں یہ ہیں۔

انّ الله مع الذين اتقوا والّذين هم محسنون۔ انت مع الذين اتقوا۔ وانت معي يا ابراهيم۔ يأتيك نصرتي اني انا الرحمٰن۔ يا ارض ابلعي ماءك۔ غيض الماء وقضي الامر۔ سلام قولا من رب رحيم۔ وامتازوا اليوم ايها المجرمون۔ انا تجالدنا فقطع العدوّ واسبابه۔ ويل لهم انّى يؤفكون۔ يعض الظالم على يديه ويوثق۔ وانّ الله مع الابرار۔ وانه على نصرهم لقدير۔ شاهت الوجوه۔ انّه من آية الله وانّه فتح عظيم۔ انت اسمي الاعلى۔ وانت مني بمنزلة محبوبين۔ اخترتك لنفسي۔ قل اني اُمرتُ وانا اول المؤمنين۔ یعنے خدا پرہیزگاروں کے ساتھ ہے اور تو پرہیزگاروں کے ساتھ ہے اور تو میرے ساتھ ہے اے ابراہیم۔ میری مدد تجھے پہونچے گی میں رحمان ہوں۔ اے زمین اپنے پانی کو یعنے خلاف واقعہ اور فتنہ انگیز نکتہ باتوں کو جو زمین پر پھیلائی گئیں ہیں نگل جا۔ پانی خشک ہوگیا اور بات کا فیصلہ ہوا تجھے سلامتی ہے یہ رب رحیم نے فرمایا اور اے ظالمو! آج تم الگ ہو جاؤ۔ ہم نے دشمن کو مغلوب کیا اور اُس کے تمام اسباب کاٹ دیئے اُن پر واویلا ہے کیسے افترا کرتے ہیں۔ ظالم اپنے ہاتھ

کاٹے گا۔ اور اپنی شرارتوں سے روکا جائے گا۔ اور خدا نیکوں کے ساتھ ہوگا۔ وہ اُنکی مدد پر قادر ہے۔ منہ بگڑیں گے۔ خدا کا یہ نشان ہے اور یہ فتح عظیم ہے۔ تو میرا وہ اسم ہے جو سب سے بڑا ہے اور تو محبوبین کے مقام پر ہے۔ میں نے تجھے اپنے لئے چنا۔ کہہ میں مامور ہوں اور تمام مومنوں میں سے پہلا ہوں۔

گورنمنٹ عالیہ کے سچّے خیر خواہ کے پہچاننے کے لئے ایک کھُلا کھُلا طریق آزمایش

(گورنمنٹ عالیہ سے بادب التماس ہے کہ اس مضمون کو غور سے دیکھا جائے اور جب منشاء درخواست ہر دو فریق کا امتحان لیا جائے)

چونکہ مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ ہمیشہ پوشیدہ طور پر کوشش کرتا رہا ہے کہ گورنمنٹ عالیہ انگریزی کو میرے پر بدظن کرے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ کئی سال سے اُس کا یہی شیوہ ہے اسلئے میں نے مناسب دیکھا ہے کہ محمد حسین اور میری نسبت ایک ایسا طریق آزمایش قائم ہو جس سے گورنمنٹ عالیہ کو سچا خیر خواہ اور چھُپا ہوا بدخواہ معلوم ہو جائے۔ اور آیندہ ہماری دانا گورنمنٹ اسی پیمانہ کے رو سے دونوں میں سے مخلص اور منافق میں امتیاز کر سکے۔ سو وہ طریق میری دانست میں یہ ہے کہ چند ایسے عقائد جو غلط فہمی سے اسلامی عقائد سمجھے گئے ہیں اور ایسے ہیں کہ انکو جو شخص اپنا عقیدہ بنا دے وہ گورنمنٹ کے لئے خطرناک ہے اُن عقائد کو اس طرح پر آلہ شناخت مخلص و منافق بنایا جائے کہ عرب یعنے مکہ اور مدینہ وغیرہ عربی بلاد اور کابل اور ایران وغیرہ میں شایع کرنے کے لئے عربی اور فارسی میں وہ عقائد ہم دونوں فریق لکھکر اور چھاپ کر سرکار انگریزی کے حوالہ کریں تاکہ وہ اپنے اطمینان کے موافق شایع کر دے۔ اس طریق سے جو شخص منافقانہ طور پر برتاؤ رکھتا ہے اُس کی حقیقت کھل جائے گی۔ کیونکہ وہ ہرگز ان عقائد کو صفائی سے نہیں لکھے گا اور اُن کا اظہار کرنا اُسکو موت معلوم ہوگی۔ اور اُن عقائد کا شایع کرنا اُس کے لئے محال ہوگا۔ اور مکہ اور مدینہ میں ایسے اشتہار بھیجنا تو اس کو موت سے بدتر ہوگا۔ سو اگرچہ میں عرصہ بیس برس سے ایسی کتابیں عربی اور فارسی میں تالیف کر کے ممالک عرب اور فارس میں شایع کر رہا ہوں لیکن اس امتحان کی غرض سے اب بھی اس اشتہار کے ذیل میں ایک تقریر عربی اور فارسی میں اپنے پُر امن عقائد کی نسبت اور مہدی اور مسیح کی غلط روایات کی نسبت اور گورنمنٹ برطانیہ کی نسبت شایع کرتا ہوں۔ میرے نزدیک

یہ ضروری ہے کہ اگر محمد حسین جو اہل حدیث کا سرگروہ کہلاتا ہے میرے عقائد کی طرح امن اور صلحکاری کے عقائد کا پابند ہے تو وہ اپنا اشتہار عربی اور فارسی میں چھاپ کر دو سو کاپی اسکی میری طرف روانہ کرے تا میں اپنے ذریعہ سے مکّہ اور مدینہ اور بلاد شام اور روم اور کابل وغیرہ میں شایع کروں۔ ایسا ہی مجھ سے دو سو کاپی میرے اشتہار عربی اور فارسی کی لے لے تا بطور خود اُنکو شایع کرے۔

ہماری دانا گورنمنٹ کو بخوبی یاد رہے کہ یونہی گورنمنٹ کو خوش کرنے کے لئے صرف بگفتن کوئی رسالہ ذو معنیین لکھنا اور پھر اچھی طرح اُسکو شایع بکرنا یہ طریق اخلاص نہیں ہے یہ اور بات ہے اور سچے دل سے اور پورے جوش سے کسی ایسے رسالہ کو جو عام خیالات مسلمانوں کے برخلاف ہو درحقیقت غیر ممالک تک بخوبی شایع کر دینا یہ اور بات ہے اور اُس بہادر کا کام ہے جس کا دل اور زبان ایک ہی ہو اور جس کو خدا نے درحقیقت یہی تعلیم دی ہے۔ بھلا اگر یہ شخص نیک نیت ہے تو بلا توقف اُسکو یہ کارروائی کرنی چاہیئے۔ ورنہ گورنمنٹ یاد رکھے اور خوب یاد رکھے کہ اگر اُس نے میرے مقابل پر ایسا رسالہ عربی اور فارسی میں شایع نہ کیا تو پھر اس کا نفاق ثابت ہو جائے گا۔ یہ کام صرف چند گھنٹہ کا ہے اور بجز بدنیتی کے اس کا کوئی مانع نہیں۔ ہماری عالی گورنمنٹ یاد رکھے کہ یہ شخص سخت درجہ کے نفاق کا برتاؤ رکھتا ہے اور جن کا یہ سرگروہ کہلاتا ہے وہ بھی اسی عقیدے اور خیال کے لوگ ہیں۔

اب میں اپنے وعدہ کے موافق اشتہار عربی اور فارسی ذیل میں لکھتا ہوں اور سچائی کے اختیار کرنے میں بجز خدا تعالےٰ کے کسی سے نہیں ڈرتا۔ اور میں نے حُسن ترتیب اور دونوں اشتہاروں کی موافقت تامّہ کے لحاظ سے قرین مصلحت سمجھا ہے کہ عربی میں اصل اشتہار لکھوں اور فارسی میں اُسی کا ترجمہ کر دوں تا دونوں اشتہار اپنے اپنے طور پر لکھے جائیں اور نیز عربی اشتہار جسکو ہر ایک غیر زبان کا آدمی بآسانی پڑھ نہیں سکتا اُس کا ترجمہ بھی ہو جائے چنانچہ اب وہ دونوں اشتہار لکھکر اس رسالہ کے ساتھ شامل کرتا ہوں۔ وباللہ التوفیق

۲۱ فروری ۱۸۹۹ء

الراقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم یا اخوتی و رحمۃ اللہ و برکاتہ - **اما بعد** فاسمعوا منی یا عباد اللہ

سلام بر شما اے برادران من و رحمت خدا و برکات او باد بشنوید از من اے بندگان نیکوکار

الصالحین - و یا اخواننا من بلاد الروم والشام والارض المقدسۃ مکۃ و مدینۃ

و اے برادران ما از دیار روم و شام و خاک پاک مکہ و شہر سیدنا خاتم النبیین

التی ھی دار ھجرۃ سیدنا و نبینا خاتم النبیین - و فارس و مصر و کابل و غیرھا من الارضین - رحمکم

و فارس و مصر و کابل و دیگر زمین ہا خدا تعالیٰ بر شما

اللہ و ایدکم و کان معکم فی الدنیا و یوم الدین - و ھدانا و ھداکم الی حق مبین -

رحم کند و در دنیا و روز آخرت با شما باشد و ما را و شما را سوئے راہ راست ہدایت

انی ادعوکم الی مراضی اللہ الرحیم - و ادعو الی وصایا نبی اللہ الکریم - علیہ

فرماید - من شما را سوئے رضامندی ہائے او تعالیٰ می خوانم و سوئے وصیتہائے نبی کریم صلی اللہ

الف الف صلوۃ من اللہ الکبیر العظیم - و ابشرکم بما ظھر فی ھذہ الدیار -

علیہ وسلم دعوت می کنم و شما را ازاں واقعہ بشارت می دہم کہ دریں

بفضل اللہ الودود الغفار - و ابشرکم بایام اللہ و تنفس صبح الصادقین - و

ملک بفضل ایزد مہربان ظہور گرفتہ است - و شما را بروزہائے خداوند عز و علا و صبح صادقان

و ابشرکم برحمۃ نزلت من ربنا و ھو ارحم الراحمین - یا عباد اللہ انہ عز و جل

و رحمت نازلہ مژدہ می رسانم اے بندگان خدا او تعالیٰ سوئے

نظر الی الارض فرای ان الفتن فیھا کثرت والدیانۃ قلت والقلوب قست - والصدور ضاقت و ما من یوم یمضی

زمین نگہ کرد و دید کہ فتنہ ہا در و بسیار شدہ اند و دیانت کم گردید و دلہا سخت گشت و سینہ ہا تنگ شدہ و ہیچ روزے نمی گزرد

ولا شھر ینقضی - الا تزید الفتن - و تشتد المحن - و ملئت الارض بانواع

و ہیچ ماہے سپری نمی شود مگر آں فتنہ ہا روز افزوں ہستند و محنت ہا سخت شدہ اند و زمین باقسام بدعات

البدعات - وتُرِكَت السنة والقرآن وظهر الفساد في النيات - وغلبت على القلوب

پر شده و مردم سنت و قرآن را ترک کرده و در نیتها فساد ظاهر شده و بر دلها محبت شهوات

حب الشهوات - وزالت من الجباه انوار الحسنات - بل على الوجوه من فساد القلوب

استیلاء یافته و از پیشانی ها نورہائے نیکی دور شده بلکه بر روها از فساد دلها سیاہی و

سواد وقحول - وضمر وذبول - وجبن وإحجام - ووساوس واوهام - وجهلوا كلما

زشتی است و لاغری و ذوبان و نامردی و پس ماندن است و وساوس و اوہام پیدا اند و آنچه سیدنا

اوتوا من النبي المصطفى - ونسوا وصايا القرآن وما قال خير الورى - وبقي في ايديهم

و مولانا پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم ہدایت ہا داده بود ہمه را یک لخت فراموش کرده اند و وصیت ہائے

قشر واضاعوا لب الايمان - واقبلوا على الدنيا وشهواتها وآثروا سبل الشيطان -

قرآن را از یاد داده و در دست شان پوستے مانده است و مغز ایمان را برباد داده و بر دنیا و شهوات آں

وما تجدون اكثرهم الا فاسقين - مجترئين غير خائفين - وترون اكثر العلماء

رو آورده اند و راه ہائے شیطان را اختیار کرده و اکثر ایشان را فاسق و بیباک و ناترسنده خواہید یافت -

يقولون ولا يفعلون - والزهداء يراؤن ولا يخلصون - ولا يتبتلون الى الله ولا

و اکثر علماء را خواہید دید که بگویند و نمی کنند و زاہداں را خواہید دید که ریا می کنند اخلاص نمی ورزند و سوئے خدا منقطع نمی

يتوبون - وترون عامة الناس تمايلوا على الدنيا والى الآخرة لا يلتفتون - ويتعامون

شوند و تقوی نمی ورزند - و عامه مردم را مشاہده خواہید کرد که بر دنیا نگوں سار شده اند و بسوئے آخرت التفات

ولا يبصرون - وينومون مستريحين ولا يستيقظون - [illegible]ل الآخرة يبذلون

نمی کنند و دانسته خود را کور می کنند و نمی بینند - و در خواب خوش ہستند و بیدار نمی شوند - و قوتهائے دیگر و مالہائے

اموالهم وجهدهم لاشاعة الضلالات - وكذالك فسدت الارض من سوء

خود را و کوشش خود را برائے اشاعت گمراہی خرچ می کنند و ہم چنین زمین از بد اعتقادیها فاسد گردید

الاعتقادات - واخرجت انفالها من انواع المكائد والخزعبيلات - فاقتضت

و انواع اقسام باطل منتشر شد پس عنایت

العناية الالهية - ان يبعث عبدا من عباده لتنوير القلوب المظلمة - ويُصلح

الٰہیه تقاضا فرمود تا بنده را از بندگان خود برائے روشن کردن دلہائے تاریک مبعوث کند و بر دست او

علی یدیہ مواد المفاسد الموجودة ۔ فاختارنی فضلا ورحمة من عنده لھذه الخطة

اصلاح مواد فساد ہائے موجودہ فرماید ۔ پس از فضل محض و رحمت خاص مرا برائے ایں کار بزرگ

العظیمة ۔ واعطانی حظا کثیرا من المعارف الروحانیة ۔ وخفایا العلوم النبویة ۔

برگزید ۔ و مرا از معارف روحانیہ و علوم پوشیدہ نبوت و باریکی ہائے کلام اللہ بہرہ وافر بخشید ۔

والدقایق الفرقانیة ۔ وسمانی مسیحا موعودا لاحیی القلوب المائتة ۔ بقدرته الکاملة ۔

و نام من مسیح موعود نہاد ۔ تا من دلہائے مردہ را بقدرت کاملہ او زندہ

واجدد امر التوحید واشید مبانی الملة ۔ وانی انا آیة اللہ التی جلاھا لوقتھا رحما

گردانم و کاروبار توحید را تازگی بخشم و بنیادہائے ملت را بلند و محکم گردانم ۔ و من نشان خدا تعالیٰ ہستم کہ بروقت

علی الخلیقة ۔ فھل انتم تقبلوننی او تردون من اتاکم من الحضرة ۔ وقد بلغت ما

خود از رحمت و فضل ظاہر کردہ شد پس آیا شما مرا قبول می کنید یا آں کسی را رد خواہید کرد کہ از حضرت عزت پیش

امرت فکونوا من الشاھدین ۔ والذین کذبونی فما کان تکذیبھم الا من العمیة ۔

شما آمدہ است ۔ و من ہر چہ مرا حکم بود بشما رسانیدم پس گواہ باشید ۔ و آنانکہ تکذیب من کردہ اند پس تکذیب شاں

فانھم ما تدبروا دقایق اخبار خیر البریة ۔ علیہ الصلوة والسلام من حضرة العزة ۔

بجز ایں سببے نداشت کہ ایشاں را چشم کشادہ نبود چراکہ اوشاں در باریکی ہائے احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ

وکانوا بادی الرای مستعجلین ۔ فاخذھم بخل وعناد نشاء من اھوائھم ۔ واستوی

وسلم ہیچ فکرے و غورے نکردہ اند و ایشان مردم سطحی خیال بودند و نیز شتاب کار پس ایشان را بخلے و عنادے

علیھم سیل شحنائھم فما کانوا مھتدین ۔ وقالوا ان المسیح ینزل من السماء ۔ وان

کہ از ہوائے نفس شاں پیدا شد فرو گرفت و سیلاب کینہ بر ایشاں غالب گردید پس راہ راست یافتند و گفتند کہ مسیح

المھدی یخرج من بنی الزھراء ۔ وانھما یتقلدان الاسلحة ۔ ویحاربان الکفرة ۔

از آسمان خواہد آمد و مہدی از بنی فاطمہ خروج خواہد کرد ۔ و ایشاں اسلحہ خواہند پوشید ۔ و با کافراں جنگہا خواہند کرد

ویسفکان الدماء ۔ ولا یرحمان الرجال ولا النساء ۔ ولا یترکان ولا یغمدان السیوف فی اجفانھا حتی یکون الناس کلھم

و خونریزی ہا خواہند نمود ۔ و نہ بر مرداں و نہ بر زناں رحم خواہند کرد و نخواہند گذاشت و نہ شمشیر ہا در نیام ہا خواہند کرد تا وقتیکہ ہمہ مردم

مسلمین ۔ وقالوا ان المھدی یفحم الکفرة بالتعزیرات السیاسیة ۔ لا بالآیات السماویة

مسلمان نخواہند شد ۔ و گفتند کہ مہدی با سزاہائے سیاسیہ دہان مردم بند خواہد کرد نہ با نشان ہا ۔

ولا یترك فی الارض بیت کافر - ویضرب عنق کل مقیم ومسافر - الا ان یکونوا
وبر روئے زمین ہیچ خانہ کافرے نخواہد گذاشت وگردن ہر مقیم ومسافر خواہد زد مگر اینکہ ایمان آرند

مومنین - ویحارب النصاری وکل من قبل الملة النصرانیة - ویوم بلاد الهند وغیرها
وبا نصاری جنگ ہا خواہد کرد · قصد بلاد وسالہائی ہندوستان خواہد

وینال الفتوح العظیمة - ویقتل وینهب ویغنم ویسبی الرجال والنسوة - وللمسیح
و دو فتوحات عظیمہ او را حاصل خواہند شد وقتل وغارت گری وبردہ ساختن وکفار را در حلقہ غلامان

ینزل من السماء لیعاونه کالخدماء - ولا یقبل الجزیة ولا الفدیة ویجب ان
آوردن کار او خواہد بود - ومسیح از آسمان نازل خواہد شد تا ہمچو خادمان مدد مہدی کند وجزیہ وفدیہ را قبول

یقتل من فی الارض من الکفار اجمعین - وکذالك یطاء افواجهما ارض الله
نخواہد کرد و دوست خواہد داشت کہ تمام کفار را کہ بر روئے زمین باشند بکشد وہم چنیں فوجہائے ایشان برزمین

سفاکین - غیر راحمین - وقالوا هذه عقائد اتفق علیها امم من العلماء - ونقلها
خون کنندگاں سیر خواہند کرد و بر ہیچ کس رحم نخواہند فرمود - ومی گویند کہ ایں آں عقائد ہستند کہ بر آنہا اولین وآخرین

خلفها من سلفها وحاضرها من غابرها وکثیر من الکبراء - واما نحن یا عباد
اتفاق کردہ اند وخلف وسلف بر آں متفق اند · مگر ما اے بندگان خدا

الله الرحیم - فما وجدنا هذه العقائد صحیحة صادقة بل وجدناها سقطا و
ایں عقائد را صحیح نیافتیم · بلکہ ردی وخلاف واقعہ

ردیا لا من الرسول الکریم - وعلمنی ربی انه خطاء وما آتانا رسولنا شیئا من مثل
یافتیم نہ از رسول کریم - ومرا رب من بیاموخت کہ آں خطاست و رسول کریم

هذا التعلیم - وانهم من الخاطئین -

ایں تعلیم ندادہ است - وایشاں خطا کردہ اند -

فالمذهب الذی اقامنا الله علیه هو مذهب حلم ورفق وتؤدة - لا قتل و
پس مذہبے کہ خدا تعالیٰ ما را بر آں قائم کردہ است آں مذہب حلم ورفق وآہستگی است نہ قتل و

سبی واخذ غنیمة - وهذا هو الحق الواجب فی زماننا وانا من المصیبین - فان امر الجهاد
غلام گرفتن وتاراج مال دشمناں - وہمیں حق واجب در زمانہ ماست وما بر صواب ہستیم چرا کہ حکم جہاد

كان فى بدو ايام الاسلام - وكان حفظ نفوس المسلمين موقوفا على قتل القاتلين و

در زمانہ ابتدائی اسلام بود و نگہبانی جان مسلمانان موقوف برین بود کہ کشندگان را بکشند و ظالمان را سزائے

الانتقام - بما كانوا قليلين وكان الكفار غالبين كثيرين سفاكين - وما امر المومنون

کردار دہند چراکہ مسلمانان در آنوقت جماعتے اندک بودند - و کفار بوجہ غلبہ و کثرت خود خونریز بیباکی کردند و

للحرب والقتال - الا بعد ما لبثوا عمرا مظلومين مضروبين وذبحوا كالمعز والجمال - و

مسلمانان را حکم جنگ و قتال صرف در آنوقت شد کہ چوں تا عمرے دراز جور کشیدند و سختی ہا چشیدند - و ہم چو

طال عليهم الجور والجفاء - وتوالى الظلم والايذاء - حتى اذا اشتد الاعتداء - وسمع

گوسپندان و شتران کشتہ شدند و برایشان جور و جفا از حد و اندازہ بیروں شد و ستم و ایذا متواتر گردید و بیر چوں

عويل المستضعفين والبكاء - فاذن للذين قتل الذين اخرجوا من ديارهم - وقيل قتلوا

آن تجاوز ہا را حدے و نہایتے نماند و فریاد کمزوران و گریہ شان بدرگاہ خداوند عزوجل رسید پس خدائے عادل آنہا

القاتلين والمعاونين - ولا تعتدوا فان الله لا يحب المعتدين - هذا لك جاء امر الجهاد -

اجازت مقاتلہ و محاربہ داد چراکہ عزیزان و برادران و پسران شان از دست ظالمان کشتہ شدہ بودند و گفتہ شد کہ

وما كان اكراه فى الدين وما جبر على العباد - وما بعث نبى سفاكا بل جاء كالعهاد - وما

قاتلان و مددگاران ایشان را بکشید و از حد تجاوز نکنید کہ خدا تجاوز کنندگان را دوست نمی دارد - پس در آنوقت

قاتلوا الا بعد الاذى الكثير والقتل والنهب والسبى من ايدى العدا وغلوهم فى

امر جہاد و جنگ آمدہ بود و ہرگز ایں ارادہ نبود کہ باکراہ و جبر مردم را در دین اسلام داخل کنند - و ہیچ نبی بہ ناحق

الفساد - فرفعت هذه السنة برفع اسبابها فى هذه الايام - وامرنا ان نعد للكافرين

کشندہ در دنیا مدہ است - بلکہ ہمہ انبیا چوں باران رحمت آمدہ اند و ہرگز جنگ نکردہ اند مگر در آں صورت کہ مدتے در انہ

كما يعدون لنا ولا نرفع الحسام قبل ان نقتل بالحسام - وترون ان النصارى لا يقتلوننا

ایذا کشیدند و قتل و غارت و غلام گرفتن از دشمنان دیدند و فساد و جوش اوشاں را مشاہدہ کردند - پس ایں طریق

فى امر الدين - ولا قوم آخرون من البعيد والقريب - فهذه السيرة عار للاسلام - ان

در ایں زمانہ ازیں وجہ متروک شد کہ اسباب آں معدوم شدند و ما را حکم شد کہ بمقابل کافراں ہماں طرز اختیار کنیم کہ اوشاں

نترك الرفق لقوم رفقوا فامعنوا يا معشر الكرام - وقد جاء فى صحيح البخارى ان المسيح

اختیار کردہ باشند و بمقابل آناں کہ ما را بہ شمشیر نمی کشند بشمشیر نپردازیم و شما می بینید کہ عیسائیاں در امر دین ما را نمی کشند و نہ قومے

الموعود یضع الحرب - یعنی لا یستعمل الطعن ولا الضرب - فما کان لی ان اخالف

دیگر از نزدیکان و دوران برائے مذہب جنگ می کنند - پس ایں سیرت برائے اسلام جائے عار است کہ با نرمی کنندگان

امر النبی الکریم - علیہ سلام اللہ الرؤف الرحیم - وقد جرت علیہ سنۃ نبیّنا

نرمی کردہ آید - و در صحیح بخاری آمدہ است کہ مسیح موعود جنگ نخواہد کرد - و شمشیر و نیزہ را نخواہد گرفت - پس مرا کہ مسیح

خاتم النبیین - فای امر افضل منہ یا معشر العاقلین - ویکفی لکم ما قال سیدنا خاتم

موعودم نمی سزد کہ حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم بگذارم و وصیت او را کہ سلام خدا برو باد ترک کنم چرا کہ با نرمی کنندگاں

النبیین - علیہ صلوٰۃ اللہ والملائکۃ والصالحین من الناس اجمعین - ثم مع ذالک

نرمی کردن امرے است کہ بر آں سنت پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم رفتہ است - پس از یں بزرگتر کدام امر خواہد بود کہ

قد ثبت ان الاحادیث التی جاءت فی المہدی الغازی المحارب من نسل الفاطمۃ

پیروی آں کنم - و شمارا قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے پیروی کافی است بر و درود خدا و فرشتگان و تمام نیکوکاران باد -

الزہراء - کلہا ضعیفۃ مجروحۃ بل اکثرہا موضوعۃ ومن قسم الافتراء - وما وثق

باز با ایں ہمہ ایں امر نیز بپایہ ثبوت رسیدہ است کہ ہمہ آں حدیثہا کہ در بارہ مہدی غازی آمدہ اند کہ بزعم علما از اولاد فاطمہ رضی اللہ

رواتہا - واشکل علی المحدثین اثباتہا - ولاجل ذالک ترکہا الامام البخاری والمسلم و

عنہا خواہد بود ضعیف و مجروح ہستند بلکہ اکثر آں حدیثہا موضوع و از قسم افترا ثابت شدہ اند و راویاں آں حدیثہا در نظر محدثان

الامام الہمام صاحب الموطاء وجرحہا کثیر من المحدثین - فمن زعم ان المہدی

معتبر نیستند - و بر علماء فن حدیث اثبات صحت آں حدیثہا بسیار مشکل گردیدہ و از ہمیں سبب امام بخاری و امام مسلم و امام مالک

المعہود والمسیح الموعود رجلان یخرجان کالمجاہدین - ویسلان السیف علی النصاریٰ

رضی اللہ عنہم آں احادیث را در کتب خود ذکر نفرمودہ اند و بسیارے از محدثان بر آں حدیثہا جرح کردہ - پس آنکہ ایں اعتقاد

والمشرکین - فقد افتری علی اللہ ورسولہ خاتم النبیین - وقال قولا لا اصل لہ فی

می دارند کہ مہدی و مسیح دو کساں ہستند کہ ہمچو جہاد کنندگاں خروج خواہند کرد و بر عیسائیاں و مشرکان شمشیر خواہند کشید ایشاں

القرآن ولا فی الحدیث ولا فی اقوال المحققین - بل الحق الثابت انہ لا مہدی الا عیسیٰ

بر خدا و رسول او افترا کردہ اند و قولے گفتہ اند کہ اصل آں از قرآن و احادیث صحیحہ و بیان محققین بپایۂ ثبوت نمی رسد - بلکہ حق

ولا حرب ولا یوخذ السیف ولا القنا - ہذا ما ثبت من نبیّنا المصطفیٰ - وما کان حدیث

ثابت ہمیں امر است کہ بجز مسیح موعود ہیچ کس مہدی نیست و او ہیچ شمشیر و نیزہ نخواہد گرفت - ہمیں قول است کہ از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ثابت کردہ

ھنری - ونشھد علیہ الصحیحان فی القرون الاولیٰ - بما ترکا تلک الاحادیث وان فی ھٰذا

وایں حدیث مست کہ اہمال کردہ شود وصحیح بخاری وصحیح مسلم بریں امر دریں طور گواہی دادہ اند کہ ایں احادیث را ترک کردہ و دریں

ثبوت لاولی النہی - وتلک شہادۃ عظمیٰ - فانظر ان کنت من اہل التقیٰ - واعلم ان

عقلمنداں را بر دعوی ما ثبوت واضح است - پس اگر متقی ہستی دریں تامل کن ویداں کہ

عیسیٰ المسیح نبی اللہ قد مات ولحق برسل خلوا وترکوا ھٰذہ الدنیا - وقد شھد

حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات یافتہ اند و با انبیاء وفات یافتگان پیوستہ وخدائے ما

علیہ ربنا فی کتابہ الاجلی - وان شئت فاقرء فلما توفیتنی ولا تتبع قول الذین ترکوا

در قرآن برآں گواہی دادہ و اگر بخواہی ایں آیت بخواں یعنے فلما توفیتنی و پیروی قول آنکساں مکن

القرآن بالھویٰ - وما اتوا علیہ ببرھان اقویٰ - وقالوا وجدنا علیہ آباءنا ولو کان

کہ قرآن را بہوائے نفس خود ترک کردہ اند وبراں دلیلے نیاوردہ اند - ومی گویند کہ ما پدران خود را بریں یافتہ ایم اگرچہ پدران

آباءھم بعد وامن الھدیٰ - وانا نریکم آیات اللہ فکیف تکفرون - ھٰذا ما قال

ایشاں از حق دور افتادہ اند وما آیتہائے قرآن بشما مے نمائیم پس چگونہ انکار آیتہا مے کنید

اللہ فبای حدیث بعد کلام اللہ تؤمنون - اتترکون القرآن باقوال لا تعرفون -

و بعد کلام الٰہی کدام سخن را باور خواہید کرد - آیا قرآن را باقوال ناشناختہ ترک خواہید نمود

اتجعلون رزقکم انکم تکذبون - وتؤثرون الشک علی الیقین - ولا قول کقول رب

آیا نصیب شما ہمیں است کہ تکذیب کلام الٰہی کنید و شک را بر یقین بگزینید وہیچ قولے چوں قول خداوند

العالمین - وانا اثبتنا ان عیسیٰ علیہ السلام ھاجر من وطنہ بعد واقعۃ الصلیب - و

عالمیاں نیست و ما ثابت کردہ ایم کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد از واقعہ صلیب از وطن خود ہجرت کردہ بود

الھجرۃ من سنن المرسلین باذن اللہ المجیب القریب - ثم سافر الی ھٰذہ الدیار -

و ہجرت سنت انبیاء علیہم السلام است باز سوئے ایں ملک کہ ملک ہندوستان

دیار الھند کما جاء فی الآثار - وکمل اللہ عمرہ الی مائۃ وعشرین کما جاء فی الحدیث

است سفر کرد چنانچہ در آثار آمدہ است وخدا تعالیٰ اورا تا یکصد و بست سال عمر عنایت فرمود چنانکہ در حدیث جناب

من النبی المختار - ثم مات ودفن فی ارض قریبۃ من ھٰذہ الاقطار - وقبرہ موجود

نبی علیہ السلام آمدہ است وازیں ملک ہا در قریب تر بہ ہمیں دفن شد و قبر او در

فی سری نگر الکشمیر الی ھذا الزمان - ومشھور بین العوام والخواص والاعیان - و

سری نگر کشمیر تا ایں زمان موجود است و در خاص و عام مشہور است و مردم زیارت آں قبر

یزارو یتبرک بہ فاسئل اھلھا العارفین - انکنت من المرتابین - وانظر کیف مزقت

مے کنند پس اگر شک باشد از اہل کشمیر باید پرسید و غور باید کرد کہ چگونہ آں

تلک الخیالات - ولم یبق لھا اثر وبطلت تلک الروایات - فانکشف ان المراد من المسیح

خیالات پارہ پارہ شدند و از انہا اثرے نماند و روایت باطل شدند پس متحقق شد کہ مراد ازیں لفظ کہ مسیح

النازل رجل اُعطی لہ خلق المسیح - وھو الذی یکلمکم یا اولی النھی والفھم الصحیح -

نازل خواہد شد ظہور مردے است کہ بر خلق مسیح باشد و او ہماں مرد است کہ با شما کلام می کند اے ارباب فہم صحیح

واعلموا ان وقت الجھاد السیفی قد مضی - ولم یبق الا جھاد القلم والدعاء وآیات عظمی - و

بدانید کہ وقت جہاد سیفی درگذشت - دیگر جہاد قلم و دعا و نشانہائے عظمی ہیچ چیزے باقی نماندہ و

الذین یعتقدون ان الجھاد السیفی یجب عند ظھور الامام - فقد اخطأوا - وانا للّٰہ

آنانکہ ایں اعتقاد می دارند کہ جہاد سیفی عنقریب بر وقت ظہور امام مہدی واجب خواہد شد پس ایشاں خطا کردہ اند

علی زلۃ الاقدام - وما ھذا الاخطاء نشاء من قلۃ التدبر فی احادیث خیر الانام - ومن

و بر لغزش قدم شاں جائے انا للہ گفتن است و ایں خطا بوجہ قلت تدبر در احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بظہور

عدم التفریق بین الموضوعات والصحاح واتباع الاوھام - والاسف کل الاسف علی

آمدہ است ونیز ازیں جہت کہ در موضوعات و احادیث صحیحہ فرق نکردہ اند و افسوس بر آں مردم است کہ میدانند

رجال یعلمون ان احادیث المھدی الغازی مجروحۃ غیر صحیحۃ - ثم یعتقدون

کہ احادیث آمدن مہدی غازی ضعیف و مجروح اند باز اعتقاد آمدن

بمجیئہ من غیر بصیرۃ - ولا یقولون قولا علی وجہ البصیرۃ - ولا یبتغون نور النصوص

او می دارند و ہیچ سخنے بر وجہ بصیرت نمی گویند و از نصوص نقلیہ و دلائل عقلیہ

النقلیۃ والدلائل العقلیۃ - وکانوا عاھدوا ان یموتوا تحت الاسلام - ولا یتبعوا قولا یخالف

نورے نمی خواہند و پیش ازیں عہد کردہ بودند کہ غمخوار حمایت اسلام خواہند کرد و ہیچ قولے را

قول سیدنا خیر الانام - فلا شک ان وجود ھولاء من احدی مصائب التی صُبّت

کہ مخالف قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باشد پیروی نخواہند کرد پس ہیچ شک نیست کہ وجود ایں مردم یکے از آں مصیبتہاست

على الدين المتين - فانهم لا يتبعون نورا بل يمشون كالعمين - وما كان علمهم مطهرا

که بر اسلام نازل شده اند - زیراکه ایشان پیروی نور نمی کنند بلکه همچو نابینایان می روند و علم شان از شک و ریب پاک

من الشك والريب - وما رشحت على قلوبهم فيوض من الغيب بل هم يقفون ما ليس

نیست و بر دلهاے شان فیضهاے غیب نازل نمی شوند بلکه ایشان چیزے را پیروی میکنند

لهم به من علم ولا بصيرة - ويتبع بعضهم بعضا من غير دراية ومعرفة - وكذالك

که بر حقیقت آں مطلع نیستند و هیچ بصیرتے ندارند و بعض بعض را پیرو اند بغیر اینکه علم و معرفت داشته باشند و همچنین

جعلوا دين الله بجهلهم عرضة المعترضين المتعصبين - ولعبة اللاعبين الغافلين انهم

از نادانی هاے خود دین الهی را نشانه معترضان متعصب کرده اند و بازی گاه بازی کنندگان غفلت شعار

قوم جهلوا معرفة الامور الدينية والدقائق الشرعية وصاروا ائمة قوم جاهلين -

نموده اند - ایشان قومے هستند که معارف دینیه و دقائق شرعیه را فراموش کرده اند و چند نادانان را پیرو خود ساخته -

يفتون ولا يعلمون - ويؤمّون ولا يتفقهون - ويقولون ولا يفعلون - لا يمسّون شيئا

فتوی ها می دهند و جواب صحیح را نمی دانند و پیشرو می شوند و هیچ در دین تفقه نمی دارند و می گویند و نمی کنند - از معارف قرآن

من معارف الفرقان - ولا يتبعون رجال هذا الميدان - ويعظون ولا يفهمون

چیزے را مس نه می کنند و نه مردان این میدان را پیروی می گردند و مردم را وعظ می کنند و نمی دانند

ما يخرج من افواههم وما كانوا مبصرين ولا مفكرين - ولا على الله مقبلين - وان

که چه چیزے از دهان شان بیرون می آید و چشم بیننده نمی دارند و نه فکرے می کنند و نه از خدا هدایت مے خواهند - و نشانه

بضاعة علمهم مزجاة ناقصة - وان قلوبهم على الدنيا مائلة ساقطة - فكيف يفهمون

علم شان بسیار کم و ناقص افتاده و دل شان بر دنیا نگون گردیده پس چگونه

معضلات الدين - وكيف يطلعون على معارف شرع المتين - فان معارف الله

مشکلات دین را بفهمند و چگونه بر معارف شرع متین اطلاع داده شوند چراکه معارف الهیه

لا تنكشف الا على قلوب صافية وابواب الدين لا تفتح الا على همم على الله مقبلة -

فقط بر آں دلها منکشف می شوند که صافی باشند و درهاے دین فقط بر آں همت ها می کشایند که بخدا رو آرند

ولا تتجلى الحقائق الا على افكار الى الرحمان حافدة - ثم مع ذالك وجب على رجال

و حقائق بر آں فکرها پرتو می اندازند که سوئے رحمان دونده باشند باز با این همه بر مردانے که میدانهاے مناظرات

يتصدون لمواطن المباحثات و يقتحمون سيول المباحثات ان يكونوا متوغلين في

را میش می آیند و در سیلابهای مباحثات داخل می شوند و ایشان را لازم است که در علوم

العلوم العربية - و مرتوين من العيون الادبية - و مطلعين على فنون الكلام والاساليب

و از چشمهای ادب سیرابی نصیب شان باشد - و بر فنون کلام و طرز های عجیبه غریبه آن

الغريبة العجيبة - وقادرين على محاسن الكنايات - و مقتدرين على طرق التفهيمات -

مطلع باشند و بر محاسن کنایات و طریقه های تفهیم قدرتے حاصل دارند

وعارفين لمحاورات اللسان - وضابطين لقوانين العاصمة من الخطاء في الفهم

و به محاورات زبان عرب معرفت حاصل کرده باشد - و آن قواعد در ضبط شان بوده باشد که بدان ها از خطا در فهم و

والغلط في البيان - وانى لهؤلاء هذه الكمالات - فليس في ايديهم الا الخرافات -

غلطی کردن در بیان محفوظ و معصوم باشند - و این مردم را این کمالات کجا حاصل اند و در دست شان بجز خرافات چیزے

فليبك عليهم من كان من الباكين - اينتظرون المهدى الغازى ليسفك الدماء -

نیست - پس هر که گریستن می خواهد برایشان بگرید - آیا انتظار آن مهدی جنگ کننده می کنند که تا خونها بریزد

ويقتل الاعداء - ويقطع الهام - و بالسيف يشيع الاسلام - مع انه ليس بثابت

و دشمنان را قتل کند و سرها ببرد و به زور شمشیر اشاعت اسلام کند باوجود اینکه این امر از

من الاحاديث الصحيحة - ولا النصوص الفرقانية - بل ثبت على خلافه عند

احادیث صحیحه ثابت نیست ونه از نصوص فرقانیه ثابت است بلکه نزدیک محققین برخلاف آن ثابت

المحققين - ثم مع ذالك هذا امر ينكره العقل السليم - ويابى الفهم المستقيم - فاسئل

شده است باز باوجود این امر که هیچو این خونریزیها از قرآن و حدیث ثابت نیست این طرز خود رد عقل سلیم قابل

المدبرين - وانت تعلم ان زماننا هذا زمان لا يسطو احد علينا للمذهب

پذیرائی نیست و از قبول آن فهم مستقیم انکار می کند پس از تدبر کنندگان بپرس - و تو میدانی که این زمان چنان زمانیست

بالسيف والسنان - ولا يجبر احد لنتبع دينه و نترك دين الله خير الاديان -

که هیچ کس برائے مذهب به تیغ و نیزه بر ما حمله نمی کند و نه کسے بر ما جبر می کند تا باکراه در دین او داخل شویم و دین اسلام را که

فلا نحتاج في هذه الايام الى الحرب والانتقام - ولا الى تثقيف العوالى وتشهير

خیر الادیان است ترک کنیم - پس ما درین روزها بسوئے حرب و انتقام محتاج نیستیم و نه سوئے این امر محتاجیم که نیزه ها را تیز د

الحسام - بل صارت هذه الامور کشریعة نُسخت - وطُرق بُدّلت - فلمّا ما بقی

راست بکنیم و شمشیرها را از نیام بیرون آریم بلکه این امر مشابه شریعتے شده اند که منسوخ شده باشد و بمشابه راه ہائیکه

حاجة الی الغزاة والمحاربة - اقیم مقام هذا اتمام الحجة بالدلائل الواضحة

تبدیل یافته باشد - پس ہرگاه ہیچ حاجت سوئے جنگ و محاربه نماند قائم مقام آں دلائل واضحه قطعیه شدند -

القطعیة - واثبات الدعاوی بالبراهین الصادقة الصحیحة - وکذالک وُضعت

وبراہین صادقه صحیحه برائے اثبات دعوی کافی شمرده شدند وہمچنیں بجائے جنگہا

موضعها الآیات المنیرة - والخوارق الکبیرة - فان الحاجة قد اشتدت فی وقتنا

نشان ہا و خوارق ہا قرار یافتند چراکه درزمانه ما برائے تقویت ایمان ضرورتے

هذا الی تقویة الایمان - ونزول الآیات الجلیة من الرحمان - ولا یفیدهم سفک

شدید است و خلق الله سوئے ایں محتاج است که نشانہائے روشن را به بینند و ایشان را خون ریختن

الدماء وضرب الاعناق - بل یزید هذا انواع الشکوک والشقاق - فالمهدی

و گردن زدن ہیچ فائده نمی بخشد بلکه ایں طریق از دست شکوک و مخالفت را می افزاید پس مهدی

الصدوق الذی اشتدّت ضرورته لهذا الزمان - لیس رجل یتقلد الاسلحة ویعلم

راستباز که ضرورت او دریں زمان است چناں مردے نیست که سلاح به بندد و

فنون الحرب واستعمال السیف والسنان - بل الحق ان هذه العادات - یضر الدین

فنون حرب را بداند و تیغ و نیزه را استعمال کند بلکه ہمه ایں عادات دریں زمانه دین را ضرر می رسانند

فی هذه الاوقات - ویختلج فی صدور الناس - من انواع الشکوک والوسواس -

و انواع اقسام وساوس در دلہائے مردم می گذرند

ویزعمون ان المسلمین قوم لیس عندهم الا السیف والتخویف بالسنان - ولا یعلمون

و گمان می کنند که مسلمانان قومے ہستند که نزد شاں بجز به شمشیر ترسانیدن و نیزه ہا چیزے دیگر نیست و بجز

الا قتل الانسان - فالامام الذی تطلبه فی هذا الزمان قلوب الطالبین - و

کشتن مردم چیزے دیگر نمی دانند - پس آں امام که دریں زمانه دلہائے طالبان او را می جویند و

تستقریه النفوس کالجائعین - رجل صالح مهذب بالاخلاق الفاضلة - ومتصف

جانہا ہمچو گرسنه ہا تلاش او می کنند آں مردے نکوکار است که باخلاق فاضله آراسته و بصفات

بالصفات الجليلة المرضية - ثم معه الاشكان من الذين اوتوا الحكمة والمعرفة - و

بزرگ پسندیده متصف باشد / ازیں با این همه ضرور است که او از ان مردم باشد که از حضرت فیاض مطلق حکمت

رزقوا البراهين والادلة القاطعة - وفاق الكل في العلوم الالهية - وسبق الاقران

و معرفت نصیب شان گردیده و براهین و دلائل قاطعه داده شده و از همه مردم در علوم الهیه فوقیت حاصل کرده و از همه همسران پیش بود

في دقائق النواميس ومعضلات الشريعة - وكان يقدر على كلام يؤثر في قلوب

در نکات الهیه و غوامض شریعت سبقت برده / و اندازه قدرت بر آن چنین سخنے باشد که در دلها اثر فرو آید

الجلاس - ويفوّق سهاما يستميل بها الخواص وعامة الناس - وكان مقتضبا لملفوظات

و کلماتے از دهن او بیرون آید که خواص مردم را مطیع نماید و عامة الناس را نیز هم - و بر بدیهه گفتن سخنانی

تحكي لآلي منضدة - ومرتجلا بشذرات تضاهي قطوفا مذللة - مارنا على حسن الجواب -

قادر باشد که در رهائے باهم ترتیب داده را مشابه باشد و لیطور حاضر جوابی نکته ها گوید که بخوشه هائے انگور دانه بیه دارند

وفصل الخطاب - مستمكنا من قول هو اقرب بالاذهان - وادخل في الجنان -

بر حسن جواب ملکه کامله دارد و قوت فیصله در وجود باشد و چنان سخنے تواند گفت که بیشتر باذهان و فرود آینده بدلها

مبكتا للمخالفين في كل مورد تورده - ومسكتا للمنكرين في كل كلام اورده - فلا

باشد و چنان باشد که در هر موردے که وارد شود و نیز در هر کلامے که گوید خصم را ساکت تواند کرد / پس

سيف في هذا الزمان كسيف قوة البيان - ولا اجد في هذا العصر تاثير القنات -

درین زمانه هیچ شمشیر قوت بیان هیچ شمشیر نیست / و من درین روزها تاثیر نیزه و نه هیچ چیز بجز دلائل و

الا في البراهين والادلة والآيات - فامام هذا العصر امرء كان فارس مضمار

نشانها نمی بینم / پس امام این زمانه مردے است که فارس میدان معرفت باشد

العرفان - والمؤيد من الله بآي وغيرها من طرق اتمام الحجة وانواع البرهان -

و به نشانها و دیگر طریق های اتمام حجت و انواع برهان موید الهی باشد

وكان اعرف من غيره بكتاب الله الفرقان - ليرهب به اعداء الله ويشفي

و در علم فرقان از غیر خود زیاده تر یاد داشته باشد / تا که بر دشمنان خدا رعب او طاری شود و

صدور الطالبين - وكان قادرا على اصلاح نفسه التي هي اعدى اعدائه -

دلهائے طالبان را شفا بخشد و بر اصلاح نفس خود که بدترین دشمنان است قادر باشد تا که نفس او

لتذوب بالكلية ولا تنازع الله في كبريائه - وكان متوكلا متواضعا مبتهلا لاعلاء

بکلی بگدازد و در عزت و کبریائی حضرت جلشانه دم مشارکت تر نزند ونیز متوکل و متواضع و برائے اعلاء کلمہ

الشريعة الغراء صابرا مسلما على عباد الله ويجتهد لهم بعقد الهمة والالحاح في الدعاء

اسلام تضرع کنندہ باشد و شکیبندہ و بندگان خدا انصف دارندہ و بعقد ہمت و زور دادن بر دعا اکامیابی شان خواہندہ باشد

ولا ينسى احدا من المخلصين ولو كانوا في ابعد اقاليم - ويجادل الله في اشقياء

و ہیچ کسے را از تمام مخلصان فراموش نکند اگرچہ او شاں در دور ترین ولایت ہا باشند و ہمچو ابراہیم از بہر بدبختان جماعت

جماعته كابراهيم - وكان وجيها في حضرة رب العالمين - فان مثل الامام

خود بہ خدا تعالےٰ مجادلہ کند و در حضرت رب العالمین وجیہ باشد چرا کہ مثل امام مثل آں

مثل رجل قوي تعلق باهدابه ضعيف اوشيخ كبير يتخاذلان رجلاه - و

شخصے است کہ قوی باشد و بدامان او جوان کمزورے یا پیرے سالخوردہ پنجہ زدہ باشد کہ ہر دو پائے او سست و

ضعفت عيناه - فياخذ هذا الفتى الضعيف - والشيخ الفاني المحزون النحيف -

بے عمل افتادہ و ہر دو چشمان او کور واندہ - پس ایں جوان آں ضعیف و شیخ فانی مسلوب الحواس را می گیرد

ويعصمه من ان يظلم نفسه ويحيف - وكذالك ياخذ كل من خيف عليه العثار

و از اینکہ بر جان خود ظلم کند نگہ می دارد وہم چنیں آں جواں آں پیرے را می گیرد کہ از ضعف

لضعفت من المرض - ويعطي غضا طريا كل من احتاج الى امتراء المين - ويبلغ

قوت خود خطرہ لغزش دارد وہر یکے را کہ محتاج قوت لایموت است میوہ ہائے تر و تازہ می دہد و کمزوران و

المستضعفين اللاغبين الى ديارهم كفتيان ناصرين - فالذي ما رق قلبه

درماندگان را ہمچو جواں مرداں تا وطن شاں می رسانند پس شخصے کہ دل او را صفت

صفة الشفقة والمواسات - وماله قوة وشجاعة كالابطال والكماة - ولا يقبل

شفقت و غمخواری نزادہ اند ونہ در و ہمچو دلیران و بہادران قوۃ شجاعت است ونہ از خدا

على الله للخلقة بالبكاء والتضرعات - ولا يوجد فيه رحم اكثر من رحم الوالدات -

بہ تضرع بہتری مخلوق او می خواہد و در و رحمے زیادہ تر از رحم مادران یافتہ نمی شود

فلا يؤتى له هذا المنصب ولا يوجد فيه شئ من هذه الايات - وليس هو وارث

پس چنیں کسے را ایں منصب ۔ می دہند و ازیں نشان ہا چیزے در و یافتہ نمی شود ۔ و او وارث آنحضرت

امام الکونین وسید الکائنات - واما الذی اُعطی لہ ھذا التفنن والتسقت و
صلی اللہ علیہ وسلم نیست مگر آں کسے کہ او را ایں مہر و شفقت دادہ شد و او از ایں
ملاء قلبہ بھذہ الصفات - مع انسلاخہ من اھواء النفس والشھوات - واستھلاکہ
صفت پر کردہ شد و با ایں ہمہ از ہواے نفس و شہواے آں بیروں آمدہ در محبت
فی حب اللہ ومحویتہ فی ابتغاء وجہ اللہ والمرضاۃ - فھو کبریت احمر وبدر تام
الٰہی فنا گشتہ او کبریت احمر و بدر تام است
ودوحۃ مبارکۃ للکائنات - لیتفیأ الناس ظلالہ ویاتوہ لجلب البرکات -
و برائے مردم درختے مبارک است تا مردم زیر سایہ او بیایند و برای حصول برکات پیش او حاضر
وھو دار امن یجوس المضطرون خلالھا - ولیاخذوا کھفا عند الآفات - وھو مبارک
شوند - و او خانہ امن و سلامتی است تا بے قراران در و داخل شوند و بوقت آفات او را
ویبارک من حولہ وبشری لمن لاقاہ ورآہ - اوسمع منہ بعض الکلمات انہ رجل یوالی
پناہ خود بگیرند - و او مبارک است و ہر آں کسے مبارک است کہ گرد او سے گردد -
اللہ من والاہ - ویعادی من عاداہ - ویاتیہ السعداء من کل فج عمیق ودیار بعیدۃ - وھو
و بشارت باد کسے را کہ با او ملاقات کرد و او را دید و بعض کلمات او شنید - او مردے
کھف للملۃ وامان من اللہ لکل مسلم ومسلمۃ - ومن علامات صدقہ انہ یوذی فی اول امرہ
است کہ خدا دوست دارندگان او را دوست می دارد و دشمن دارندگان او را دشمن
ویسلط علیہ الاشرار - ویبسطوا الیہ ایدیہم مستھزئین مکذبین - ویقولون فیہ اشیاء ویسبون
مے دارد - و نیک مردان از ہمہ راہ ہائے دور و دراز پیش او مے آیند و او
مجترئین - وھو یدیح علی الاذی مع الصبر وبمشی ھونا کالاحیاء - ولا یجزی السیئۃ بالسیئۃ
پناہ ملت و امان خدا برائے ہر مسلم و مسلمہ می گردد و از علامات صدق او این
ویدفع بالتی ھی احسن وانسب لعباد الحضرۃ - حتی اذا تم ایام الابتلاء - وما قدر علیہ من
است کہ او را در اول امر خود ایذا دادہ می شود و در حق او چیزہا مے گویند و
جور السفھاء - فینبّغ فی روعہ ان یقبل علی اللہ کل الاقبال - ویسئل نصرتہ بالتضرع والابتھال -
چوں جور و جفا بکمال مے رسد پس در دل او می دمد کہ سوئے خدا عزوجل متوجہ شود

فتتحرك فی باطنہ ھذہ الارادات - فیخر ساجداً للہ فتستجاب الدعوات - ویکون لہ

و مدد او نخواہد پس دعاے او قبول کردہ می شود و انجام کار فتح او رامی باشد و خدا راھمیں عادت

النصرۃ والفتح فی آخر الامر وفی المآل - ویخلق اللہ لہ اسباباً من السماء باللطف و

باولیاۓ خود است کہ اوشاں باول حال مغلوب و مقہور و نشانۂ ایذاء دشمناں می باشند و انجام

النوال - ویفعل لہ افعالاً یتحیر الخلق من تلک الافعال - ویقلب الامر کل التقلیب

کار فتح و ظفر نصیب ایشاں می گردد - و ایں چنیں مردم بعد از مرور سالہائے دراز مبعوث می شوند و چوں

ویومنہ من الخوف والاھتیال - وکذالک جرت عادتہ باولیائہ فانہ یجعل

فساد در زمین ظاہر شود و موجہا زند و مردم حدود خداوند عزوجل را فراموش کنند - و علماء را براۓ

اعداءھم غالبین فی اول الامر ثم یجعل الخواتیم لھم وقد کتب ان العاقبۃ للمتقین -

اصلاح مردم قوت و قدرت نماند بلکہ خود ست و غافل و مغلوب نفسہاۓ خود شوند پس

ولا یبعث کمثل ھذہ الرجال الا بعد مرور من القرون باذن اللہ الفعال - وبعد

دریں ہنگام از نزد او تعالیٰ مردے مصلح پیدا می شود و او را علم و معرفت می بخشند و عنایت

فساد فی الارض وصول الاعداء وسیل الضلال - فاذا ظہر الفساد فی الارض وزاد

الہیہ تقاضاے فرماید کہ نبی یا محدث را مبعوث کند و خدمت دین سپرد فرماید و او بوقتے

العدوان - وکثر الفسق والعصیان - وقل المعرفۃ وصار الناس کالعمین - وجھلوا

مے آید کہ دلہاے سلیم در آنوقت ضرورت ایں امر محسوس می کنند و ہر نفس بیدار می دریابد

حدود اللہ رب العالمین - وتطرق الفساد الی الاعمال والافعال والاقوال - وصار

کہ دریں وقت حاجت تائید الٰہی است و قوت شامہ ارواح شاں خوشبوے او را محسوس

امر الدین متشتتاً ومشرفاً علی الزوال - والاعداء مدّوا ایدیھم الی بیضۃ الاسلام - وانتھی

می کند - پس مے آید و سیل فتنہ ہا خشک می شوند و بر منکراں حجت تمام می گردد و محدث یا نبی بجز وقت

شعار الدین الی الانعدام - ومابقی فی وسع العلماء - ان یردوا الناس الی الصلاح والاتقاء -

ضرورت نمی آید و شمشیر نمی کشد مگر بر آناں کہ شمشیر کشیدہ باشند - بدانکہ اکثر مردم

بل العلماء وھنوا ونسوا خدمۃ الدین - وتمایلوا علی الدنیا الدنیۃ ومابقی لھم حظ من الایمان

در امر مہدی معہود خطا کردہ اند و او را بخونریزی و قتل نصاری و یہود منسوب

والیقین ـ ویبلغ امر الفساد والفسق والضلالة ـ الی منتهی التی کعلة کانت فی الدرجة الثالثة

کرده اند بلکه علماء این دیار می گویند که در وقت مهدی شاهان هندوستان را که یورپین

ومابقی رجاء ان یبرء الناس بمجرد القال والقیل ـ فعند ذالک یرسل مصلح ویعطی لمن

باشند ماخوذ کرده وطوق در گردن انداخته پیش مهدی حاضر خواهند ساخت ـ لیکن باید

لدن ربه علم ومعرفة وصدق وطرق اقامة الدلیل ـ وطهارة واستقامة وعلیه جرت عادة

دانست که این سخنها محض افترا هستند و بدست شان هیچ حدیثے صحیح نیست وایشان نور

الرب الجلیل ـ فالحاصل ان العنایة الالٰهیة تقتضی بالفضل والاحسان ـ ان یبعث نبیا ومحدثا

ثبوت را نمی جویند که موجب اطمینان نفس گردد وحقیقت منکشف شود وهمچو محققان نظر را

فی ذالک الزمان ـ ویفوض الیه هذه الخطة ویجتبیه لاصلاح نوع الانسان ـ فیجئ فی وقت تشهد

نمی دوانند ـ همچو خانه ہائے خالی اند یا همچو درختان بے بر ـ ونزد شان اگر چیزے هست همیں ریشها

فیه القلوب السلیمة لضرورة داع من حضرة الکبریاء ـ ویحس کل نفس متیقظة حاجة الی تائید رب السماء

هستند که دراز گزاشته اند وبینی ها که به تکبر بلند کرده وروها که ترش اند وزبانها که به بدگوئی دراز اند

ویجدون ریحه ونفحاته ـ تقرع شامة ارواحهم فعند ذالک یظهر مامور الله ـ ویغیض سیل الفتن ویتم الحجة

ودلها که کج اند وایشانرا آرزوها هستند که ترک آنها نمی کنند وخواهشها هستند که پوشیده می دارند ودر چشمهائے

علی الکافرین ـ ولا یاتی الا عند الضرورات ـ ولا یسل السیف الا علی الذین سلوها من الظالمین والعصاة ـ

تنگیق وارد نمی شوند وراه ہائے باریک بینی را نمی جویند وکوششهائے خود را برائے دیدن حق خرچ نمی کنند

ثم اعلم ایها السعید ان اکثر الناس قد اخطؤا وغلطوا فی امر المهدی المعهود ـ ونسبوا الیه سفك

وهیچ سعی بجا نمی آرند تا مردم را به یقین برسانند ـ وآخر کلام درین باب

الدماء وقتل کثیر من النصاری والیهود ـ وقالوا ان ملوك النصاری الذین هم ملوك الهند من اهل

این است که من مسیح موعود ومهدی ام وبرائے جنگها

المغرب اعنی الیوروفین ـ یوخذون ویطوقون ثم یحضرون فی حضرة المهدی صاغرین ـ ومالهم به من علم

نیامده ام بلکه بر قدم حضرت عیسٰی علیه السلام آمده ام

ان یقولوا الا کالمفترین ـ وما عندهم الا احادیث ضعیفة او وضع من الواضعین ـ ولا تجد فی ایدیهم حدیثا

تا که مردم را سوئے مکارم اخلاق وسوئے رب رحیم وکریم بخوانم ـ ومن هیچ

مسیحا من خاتم النبیین۔ فاتقوا اللہ ولا تعتدوا واکمل ہذہ العقائد۔ ولا تشتروا شریعۃ اللہ بحب الزوائد۔ تمدّین۔

حاجت سوے کشیدن شمشیر نمی بینم بلکہ ایں کار براے آں مذہب عارست

والذین لا یترکون ہذہ الاقاویل۔ ولا یستقرون البرہان والدلیل۔ ولا یطلبون نورا یشفی الغلس۔ و

کہ در ذات خود روشنی می دارد۔ آرے حاجت ما سوئے قلم ماست تا مردم

ینفی اللبس۔ ویکشف عن حقیقۃ الغمّی۔ ویوضح المعمّی۔ ولا یمعنون النظر کالمحققین۔ بل یتبع بعضہم بعضا

را از گمراہی رہا و طوفان آں گمراہی ہا نجات دہیم۔ ومن چوں سوئے آں

کالعمین۔ ولا یسرحون الطرف کالمفتشین۔ فاولئک قوم یشاہون جہاما وخلّبا۔ ویضاہون متوسما

ایں دیار آمدم بر کفر من فتوی دادند و تکذیب من کردند و گفتند کہ دجال

قلیبا۔ او ہم کبیوت عورۃ۔ او کاشجار غیر مثمرۃ۔ لیس عندہم من غیر اللحی طولت۔ وآنف شمخت۔ ووجوہ بسرت

است و خداتعالے ایشاں را نشانہا نمود و پیشگوئیہا بظہور آمدند و برکتہا

والسن سلطت۔ وقلوب زاغت۔ ولہم امانی لا یترکونہا۔ واہواء یحفونہا۔ فلا یردون مناہل التحقیق۔ ولا

ظاہر شدند و ماہ و مہر در رمضان منکسف شدند لیکن ہیچ دلے نرم

یسفرون مجاہل التدقیق۔ ولا یبذلون جہدہم لرؤیۃ الحق المبین۔ ولا یجاہدون لایصال الناس الی ذری الیقین۔

نشد و از گمراہی باز نیامدند و براے ایشاں کتابہائے ضخیم تالیف

وآخر الکلام فی ہذا الباب۔ انی انا المسیح المہدی من رب الارباب۔ وما جئت للمحاربات۔ وما امرنی ربی

کردم پس قبول نکردند بلکہ ہمچو سفہا دشنام دادند و در گمراہی

للغزاۃ۔ انی جئت علی قدم ابن مریم لادعو الناس الی مکارم الاخلاق والی رب اکرم وارحم۔ ولا اری حاجۃ

و افراط در ظلم قدم پیش نہادند و او شانرا بصدق علامات واضح

الی سل السیوف من اجفانہا۔ بل ہی عار الملۃ اذا ملئت البلاد بلمعانہا۔ نعم حاجۃ الی بری الاقلام لجولانہا۔ لتنجی

شد کہ من از طرف خدا تعالے ہستم مگر بجز فحش گفتن و ایذا دادن

الناس من الضلالات وطوفانہا۔ واذا جئت علماء ہذہ الدیار۔ فکفرونی وکذبونی بالاصرار۔ واعرضوا عن الحق بالاستکبار۔

ہیچ کار ایشاں نبود و از خداوند من نشانہا دیدند مگر قبول نکردند و

وقالوا دجال افتری۔ فاراہم اللہ الآیۃ الکبری۔ وظہرت انباء الغیب وبرکات عظمی۔ وخسف القمر والشمس فی رمضان

باز نیامدند و من در غیر وقت نزد ایشاں نیامدم بلکہ در وقت غربت

فما انقلب قلب الی الحق وما لان۔ وعرضت علیہم سبل الہدایۃ فما استعفوا من العمایۃ والغوایۃ۔ والفت لہم مجلدات ضخیمۃ۔ وکتبا

اسلام ظاہر شدم و در ہنگام فسادے ظہور کردم کہ سوئے آں

مطولة مبسوطة۔ فما قبلوا الحق بل سبّوا كالسفهاء۔ و زادوا في البغي والاعتداء۔ وقد وضع لهم بصدق العلامات۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشارت کردہ بود و بر سر صدی آمدہ ام و این

اتى من الله رب السموات۔ فما كان امرهم الا الفحش والايذاء۔ والشتم والازدراء۔ وقد رأوا من ربي آيات۔

مردم این صدی را انتظار مے کردند و این را مبارک می دانستند و چون

وانواع تائيدات۔ فما قبلوا ظلما وعلوا وما كانوا مستهتدين۔ وما جئتهم في غير وقت بل جئت عند غربة الاسلام۔ و

نزد شان آمدم ہمہ علوم خود را پس پشت انداختند و اول دشمنان شدند

في زمان فساد اشار اليه سيدنا خير الانام۔ وعلى راس المائة۔ وكانوا من قبل ينتظرون وقت هذه المائة۔ و

و اگر خوف شمشیر دولت برطانیہ نبودے مرا قتل کردندے پس خدا را و این دولت

يحسبونها مباركة للملة۔ فلما جئتهم نبذوا علومهم وراء ظهورهم وصاروا اول المعادين۔ ولولا خوف سيف الدولة

برطانیہ را شکر مے کنیم کہ موجب نجات ما گردید و مالہائے ما و جانہائے ما و آبروہائے ما

البرطانية۔ لقتلوني بالسيوف والاسنة۔ ولكن الله منعهم بتوسط هذه الدولة المحسنة۔ فنشكر الله و نشكر

از ظلم ظالمان محفوظ ماندند و زیر سایہ این دولت با امن بسر می بریم و از انواع عذابہا رستیم و نزول

هذه الدولة التي جعلها الله سببا لنجاتنا من ايدي الظالمين۔ انها حفظت اعراضنا ونفوسنا واموالنا من الناهبين۔

بینا زیر آنہا فی عزت و برکت گردید و ہمہ امیدہائے دنیوی را یافتیم۔ پس بر ما واجب گردید کہ اطاعت او کنیم و

وكيف لا نشكر وانا نعيش تحت هذه السلطنة بالامن وفراغ البال۔ ونجينا من انواع النكال۔ وصار نزولها

و دعا در سلامت و اقبال او بصدق نیت کردہ باشیم۔ این دولت بدستہائے شوکت خود

لنا اتم ولي العز والبركة۔ ونلنا غاية رجاءنا من الدنيا والعافية۔ فوجبت اطاعتها ودعاء اقبالها وسلامتها بصدق

ما را اسیر نکردہ است بلکہ بہ ایادی منت و احسان خود دلہای ما را اسیر گردانیدہ است پس

النية۔ انها ما اسرتنا بايدي السطوة بل جعل قلوبنا اسارى بايادي المنة والنعمة۔ فوجب شكرها وشكر مبرتها۔ و

واجب است کہ شکر او و شکر احسان او کنیم و طاعت او و طاعت حکام او بجا آریم

وجب طاعتها وطاعة حفدتها۔ اللهم اجز منا هذه الملكة للعظمة واحفظها بدولتها وعزتها يا ارحم الراحمين۔ آمين۔

ای خدا این ملکہ معظمہ را از ما جزائے خیر بدہ۔ آمین۔

الراقم المرزا غلام احمد القادياني

۲۱ فروری سنہ ۱۸۹۹ء

جو صفحہ مذکور یعنی صفحہ ۴ کے تیرھویں سطر سے اٹھارھویں سطر تک یہ عبارت ہے۔ "ہندوستان کے بادشاہوں کو گردن میں طوق ڈالکر انکے بیٹے مہدی کے سامنے لائیں گے انکے خزائن بیت المقدس کا زیور کئے جاویں گے (پھر اسکے بعد اپنی رائے بیان کرتا ہے اور اس رائے کی تائید میں اسکے اپنے مونہہ کے لفظ یہ ہیں "میں کہتا ہوں ہند میں اسوقت کوئی بادشاہ بھی نہیں ہے جو ہندو نہیں ہنود یا مسلمان ہیں سو وہ بھی حاکم مستقل نہیں ہیں بلکہ برائے نام ہیں۔ اس ولایت کے بادشاہ یورپ ہیں تاہم اسوقت تک یعنی مہدی کے زمانہ تک بھی حاکم یہاں کے رہیں گے ان ہی کو انکے روبرو یعنی مہدی کے روبرو گرفتار کرکے لوائیں گے" اور اوپر بھی قسمت لکھ چکا ہے کہ گردن میں طوق ڈالکر مہدی کے روبرو حاضر کرینگے اور حج الکرامہ میں لکھا ہے کہ وہ زمانہ قریب ہے جو تیرھویں صدی ہجری میں یہ سب کچھ ہو جائیگا۔ اور صفحہ ۶۵ اقتراب الساعۃ میں لکھا ہے کہ مہدی عیسائیوں کو ملیا میٹ کر دیگا یعنی انکے مذہب کا نام و نشان نہیں رہنے دیگا۔ پھر حج الکرامہ کے صفحہ ۳۸۱ میں لکھا ہے کہ عیسیٰ آسمان سے اترکر مہدی کا وزیر ہوگا۔ اور بادشاہ مہدی ہوگا۔ پھر حج الکرامہ کے صفحہ ۳۸۳ میں خوشخبری دیتا ہے کہ اب مہدی کا زمانہ نزدیک آگیا ہے۔ اور صفحہ ۴۳۰ میں لکھا ہے کہ ایک فرقہ مسلمانوں کا جو اس بات کو نہیں مانتا کہ مہدی اس شان اور امر یعنی غازی اور مجاہد ہونیکے طور پر آئے گا وہ فرقہ غلطی پر ہے کیونکہ

اور روایت پر شہادت نہیں دی۔ (۳) تیسری وہ حدیثیں ہیں جو حقیقت صحیح ہیں اور طرق متعددہ سے انکی صحت کا پتا ملتا ہے لیکن یا تو وہ کسی پہلے زمانہ میں پوری ہو چکی ہیں اور مدت ہوئی کہ ان لڑائیوں کا خاتمہ ہو چکا ہے اور اب کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں اور یا یہ بات ہے کہ ان میں ظاہری خلافت اور ظاہری لڑائیوں کا کچھ بھی ذکر نہیں صرف ایک مہدی یعنے ہدایت یافتہ انسان کے آنے کی خوشخبری دیگئی ہے اور اشارات سے بلکہ صاف لفظوں میں بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسکی ظاہری بادشاہت اور خلافت نہیں ہوگی اور نہ وہ لڑے گا اور نہ خونریزی کرے گا اور نہ اسکی کوئی فوج ہوگی اور روحانیت اور دلی توجہ کے زور سے دلوں میں دوبارہ ایمان قائم کر دے گا جیسا کہ حدیث لا مھدی الا عیسیٰ جو ابن ماجہ کی کتاب میں جو اسی نام سے مشہور ہے اور حاکم کی کتاب مستدرک میں انس بن مالک سے روایت کیگئی ہے اور یہ روایت محمد بن خالد جندی نے ابان بن صالح سے اور ابان بن صالح نے حسن بصری سے اور حسن بصری نے انس بن مالک سے اور انس بن مالک نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہے اور اس حدیث کے معنے یہ ہیں کہ بجز اس شخص کے جو عیسیٰ کی خو اور طبیعت پر آئے گا اور کوئی بھی مہدی نہیں آئے گا یعنے وہی مسیح موعود ہوگا اور وہی مہدی ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خو اور طبیعت اور طریق تعلیم پر آئے گا یعنے بدی کا مقابلہ نکرے گا اور نہ لڑے گا اور پاک نمونہ اور آسمانی نشانوں سے ہدایت کو پھیلائے گا اور اسی حدیث کی تائید میں وہ حدیث ہے جو امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں

اس نشان کے ساتھ مہدی کا ظاہر ہونا اصحاح ستہ سے یعنی حدیث
کی چھ معتبر کتابوں سے ثابت ہوتا ہے۔ پھر صفحہ ۳۹۵ حجج الکرامہ
میں نواب صدیق حسن خان لکھتا ہے کہ اب ظہور مہدی کا اب
بہت قریب ہے تمام علامتیں ظاہر ہو چکی ہیں اور اسلام
بہت کمزور ہو گیا ہے اور پھر حجج الکرامہ کے صفحہ ۴۲۴ میں
لکھتا ہے کہ عیسیٰ بھی مہدی کی طرح تلوار کے ساتھ اسلام
پھیلائے گا دو ہی باتیں ہونگی یا قتل اور یا اسلام۔ اور
کتاب احوال الآخرۃ کے صفحہ ۳۱ میں بھی لکھا ہے کہ جو عیسائی
ایمان نہیں لائیں گے وہ سب قتل کر دیئے جاویں گے۔

غرض یہ عقائد محمد حسین اور اسکے اس گروہ کے ہیں جنکو اب
اہل حدیث کے نام سے پکارتے ہیں۔ عوام مسلمان انکو وہابی کہتے
ہیں اور محمد حسین انکا سرگروہ اور ایڈوکیٹ اپنے تئیں ظاہر
کرتا ہے۔ اور ان عقیدوں کا ماخذ یہ لوگ اپنی غلطی سے وہ حدیثیں
سمجھتے ہیں جو احادیث کی ایک مشہور کتاب میں جس کا نام مشکوٰۃ ہے
باب الملاحم میں ذکر کی گئی ہیں۔ عربی میں ملاحم بڑی لڑائیوں کو کہتے ہیں
اور یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ وہ لڑائیاں ہیں جو مہدی عیسائیوں
وغیرہ کے ساتھ کریگا۔ یہ باب کتاب مظاہر حق جو کتاب مشکوٰۃ کی شرح
ہے اسکی جلد چہارم صفحہ ۳۳۱ سے شروع ہوتا ہے مگر افسوس کہ ان
حدیثوں کے سمجھنے میں ان لوگوں نے بڑی غلطی کھائی ہے۔ غرض محمد حسین اور اسکی
اہل حدیث گروہ انہوں نے مہدی کی نسبت یہی عقیدہ رکھتے ہیں اور جیسا کہ
یہ لوگ خطرناک اور بغض امن کا بہتر کچھ والا مادہ اپنے اندر رکھتے ہیں اسکے لکھنے کی
ضرورت نہیں اور انکے مقابل پر دوسرے کالم میں جو عقیدہ میں اور نیز میری
جماعت کے۔ فقط

راقم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

لکھی ہے جیسے لفظ یہ ہیں کہ یضع الحرب یعنے وہ مہدی جس کا
دوسرا نام مسیح موعود ہے دینی لڑائیوں کو قطعاً موقوف کر دیگا
اور اسکی یہ ہدایت ہوگی کہ دین کے لئے لڑائی مت
کرو بلکہ دین کو بذریعہ سچائی کے نوروں اور اخلاقی معجزات
اور خدا کے قرب کے نشانوں کے پھیلاؤ۔ سو میں سچ سچ
کہتا ہوں کہ جو شخص اس وقت دین کے لئے لڑائی کرتا
ہے یا کسی لڑنے والے کی تائید کرتا ہے یا ظاہر یا پوشیدہ
طور پر ایسا مشورہ دیتا ہے یا دل میں ایسی آرزوئیں رکھتا
ہے وہ خدا اور رسول کا نافرمان ہے انکی وصیتوں اور
حدود اور فرائض سے باہر چلا گیا ہے۔

اور میں اس وقت اپنی محسن گورنمنٹ کو اطلاع دیتا
ہوں کہ وہ مسیح موعود خدا سے ہدایت یافتہ اور مسیح
علیہ السلام کے اخلاق پر چلنے والا **میں ہی ہوں** ہر ایک
کو چاہیے کہ ان اخلاق میں مجھے آزماوے۔ اور غلط فہمی اپنے دل سے
دور کرے میری **بیس برس کی تعلیم** جو براہین احمدیہ سے
شروع ہو کر راز حقیقت تک پہنچ چکی ہے اگر غور سے دیکھا جاوے تو اس
سے بڑھکر میری باطنی صفائی کا اور کوئی گواہ نہیں۔ میں اپنے پاس ثبوت رکھتا ہوں
کہ میں نے ان کتابوں کو عرب اور روم اور شام اور کابل وغیرہ ممالک میں پھیلا دیا
ہے اور اس امر سے قطعاً منکر ہوں کہ آسمان سے اسلامی لڑائیوں کیلئے مسیح نازل ہوگا
اور کوئی شخص مہدی کے نام سے جو بنی فاطمہ سے ہوگا بادشاہ وقت ہوگا اور دونوں
ملکر خونریزیاں شروع کر دینگے خدا نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ یہ باتیں ہرگز صحیح نہیں ہیں
مدت ہوئی کہ حضرت مسیح علیہ السلام وفات پا چکے کشمیر میں محلہ خانیار میں آپکا
مزار موجود ہے۔ پس جبکہ مسیح کا آسمان سے اترنا باطل ثابت ہوا ایسا ہی کسی مہدی
غازی کا آنا باطل ہوا۔ اب جو شخص سچائی کا بھوکا ہے وہ اسکو قبول کرے۔ فقط

الحمد لله

وسلام علی عبادہ الذین اصطفے

درثمین



مطبع ضیاء الاسلام قادیان دارالامان میں باہتمام

حکیم فضل الدین صاحب مالک مطبع چھپی

قیمت ۳ ر تعداد جلد ۷۰۰

اطلاع

واضح ہو کہ اس کتاب مین حضرت اقدس مجدد الوقت مہدی و مسیح موعود جناب میرزا غلام احمد صاحب
رئیس قادیان علیہ وعلی نبینا الصلوۃ والسلام کی تصنیف کردہ کتب تا امروزہ مین سے کل
اشعار فارسی وارد و چھانٹ کر جمع کئے گئے ہین۔ قبل اس کے جو درثمین چھپی تہی اُس مین
بہت سے اشعار رہگئے تھے جو کہ اب اسمین داخل کئے گئے۔ یہ کتاب چند باتون کو
مد نظر رکھکر بہت شوق سے مکرر طبع کرائی گئی ہے۔ کئی دفعہ کے تجربہ سے ثابت ہوا کہ
جب ان اشعار کو مجلس مین پڑھا جاتا ہی تو ایک خاص اور عجیب اثر سامعین کے دلون پر
پڑتا ہی۔ بہت سے مخالف رجوع کر گئے۔ ان اشعار مین یہ کمال ہے کہ اگر کوئی انکا ورد
رکہے اور اکثر پڑھا کرے تو ممکن نہین کہ سچا محب اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم اور اسلام کا نہ بنجاتے۔ کیونکہ یہ اشعار۔ محبت الہیہ۔ تصوف۔ توحید اور بہت سے
حقایق و معارف قرآنیہ کے مضامین سے بھرے ہوئے ہین۔ شاعرانہ طرز کو بہی اعلیٰ طور
پر ادا کیا گیا ہے۔ یہ اشعار شوق و محبت اور جوش کے بڑھانے اور تزکیہ نفس کیلئے
ایک نہایت نیک اور عمدہ ذریعہ ہین۔ ان اشعار کے پڑہنے سے حضرت اقدس کے
بہت سے مضامین اور بہت سے دعوون معہ دلائل سے آگاہی ہوجاتی ہی۔ بعض
لوگ دیوانون کے پڑہنے کا بہت شوق رکہتے ہین انہین چاہیے کہ اس کتاب کو
پڑھین۔ دل بہی بہلاوین اور ثواب بہی حاصل کرین۔ قیمت علاوہ محصول ۳ ر۔ صاحبزادہ
منظور محمد صاحب قائم مقام مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس بمقام قادیان ضلع گورداسپور سے مل سکتی ہی۔

نشان آسمانی - اب بار دوم چہپی ہے۔ نعمت اللہ ولی کا تمام قصیدہ
درج کیا گیا ہے۔ ایک شخص کے اعتراض کا جواب بہی حضرت نے دیا ہی وہ بہی
اسمیں درج کیا گیا ہی۔ یہ تہوڑا سا مضمون نیا ہی قابل دید ہی۔ قیمت وہی ۳ ر علاوہ محصول

فقط ۲۲ مارچ ۱۹۰۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باری تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت اور مناجات مین اور اس امر کے اثبات مین کہ تمام ذرات کائنات پر ہر آن مین اسکا تصرف واختیار حکمران ہے فرماتے ہین ۔

براہین احمدیہ صفحہ ۴

ہردم از کاخ عالم آوازیست — کہ بکیش بانی و بناسازیست
نہ کس او را شریکے انبازیست — نے بکارش دخیل و ہمرازیست
این جہان را عمارت اندازیست — وازجہان برترست و ممتازیست
وحدہٗ لاشریک حیّ و قدیر — لم یزل لایزال فرد و بصیر
کارساز جہان و پاک و قدیم — خالق و رازق و کریم و رحیم
رہنمائے معلّمِ رہِ دین — ہادی و ملہمِ علومِ یقین
متصف با ہمہ صفاتِ کمال — برتر از احتیاجِ آل و عیال
بریکے حال ہست در ہمہ حال — رہ نیابد بدو فنا و زوال
نیست از حکم او برون چیزے — نہ ز چیز لیست او نہ چون چیزے
نتوان گفت لامس اشیاست — نے توان گفت این کہ دور از ماست
ذاتِ او گرچہ ہست بالاتر — نتوان گفت زیر دست دگر
ہرچہ آید بفہم و عقل و قیاس — ذات او برترست زان وسواس
ذات بیچون و چند افتادست — وز حدود و قیود آزادست
نہ وجودے بذات او انباز — نہ کسے در صفات او انباز
ہمہ پیدا ز دست قدرت او — کثرت شان گواہ وحدت او

گر شریکش بدے ز خلق دگر — گشتے این جملہ خلق زیر و زبر
ہرچہ از وصف خاکی و خاکست — ذات بیچون او ازان پاکست
بند بر پائے ہر وجود نہاد — خود ز ہر قید و بند ہست آزاد
آدمی بندہ ہست و نفسش بند — در دو صد حرص و آز سر بکمند
ہمچنین بندہ آفتاب و قمر — بند در سیر گاہ خویش مقر
ماہ را نیست طاقت این کار — کہ بتابد بروز چون احرار
نیز خورشید را نہ یارائے — کہ نہد بر سریر شب پائے
آب ہم بندہ ہست زین کہ مدام — بند در سر دویستے خودکام
آتشے تیز نیز بندۂ او — در چنین سوزشے فگندۂ او
گر برآرہی بہ پیش او فریاد — گرمیش کم نہ گردد اے استاد
پائے اشجار در زمین بندست — سخت در پا سلاسل افگندست
این ہمہ بستگان آن یکذات — بر وجودش دلائل و آیات
اے خداوند خلق و عالمیان — خلق و عالم ز قدرتت حیران
چہ مہیب ست شان و شوکت تو — چہ عجیب ست کار و صنعت تو
حمد را با تو نسبت از آغاز — نے در آن کس شریک نے انباز
توحیدی و بے نظیر و قدیم — متنزہ ز ہر قسیم و سہیم
کس نظیر تو نیست در دو جہان — بر دو عالم توئی خدائے یگان
زور تو غالب ست بر ہمہ چیز — ہمہ چیزے بہ جنب تو ناچیز
ترست ایمن کند ز ترس و خطر — ہر کہ عارف ترست ترسان تر
خلق جوید پناہ و سایۂ کس — وان پناہ ہمہ تو ہستی و بس
ہست یاد تو کلید ہر کارے — خاطرے بے تو خاطر آزارے
ہر کہ نالد بدرگہت بہ نیاز — بخت گم کردہ را بیابد باز
لطف تو ترک طالبان نکند — کس بکار رہت زیان نکند
ہر کہ با ذات تو سرے دارد — پشت بر روئے دیگرے دارد

زینکہ چون کار بر تو بگذارد
رو بہ اغیار از چہ رو آرد

ذات پاکت بس ست یار یکے
دل یکے جان یکے نگار یکے

ہر کہ پوشیدہ با تو در سازد
رحمتت آشکار بنوازد

ہر کہ گیرد درت بصدق وحضور
از در و بام او ببارد نور

ہر کہ راہت گرفت کارش شد
صد امیدے بروزگارش شد

ہر کہ راہ تو جست یافتہ است
تافت آن رو کہ سر نتافتہ است

وانکہ از ظل قربت تو رمید
بر در ہر کہ رفت ذلت دید

اے خداوند من گناہم بخش
سوئے درگاہ خویش راہم بخش

روشنی بخش در دل وجانم
پاک کن از گناہ پنہانم

دلستانی و دلربائی کن
بہ نگاہے گرہ کشائی کن

در دو عالم مرا عزیز توئی
وآنچہ مے خواہم از تو نیز توئی

براہین احمدیہ صفحہ ۸

فرد کامل و مکمل رحمت عالم و عالمیان ہادی انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت میں جسمیں نہایت لطیف طور پر توریت شریف کی بعض آیتوں کے آنحضرت کے وجود باجود پر منطبق ہونیکی طرف اشارہ کیا ہے اور آنحضرت کے وجود پاک کو جسمانی اور روحانی دونوں زبردست نشانوں کا کامل مظہر ثابت کیا ہے اور آخر میں ضرورت وجود انبیا علیہم السلام پر برہمو لوگوں کو سخت الزام دیا ہے

در دلم جوشد ثنائے سرورے
آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے

آنکہ جانش عاشق یار ازل
آنکہ روحش واصل آن دلبرے

آنکہ مجذوب عنایات حقست
ہمچو طفلے پروریدہ در برے

آنکہ در بر و کرم بحر عظیم
آنکہ در لطف اتم یکتا درے

آنکہ در جود و سخا ابر بہار
آنکہ در فیض و عطا یک خاورے

آن رحیم و رحم حق را آیتے | آن کریم وجود حق را مظہرے
آن رخ فرخ کہ یک دیدار او | زشت رو را مے کند خوش منظرے
آن دل روشن کہ روشن کردہ است | صد درون تیرہ را چون اخترے
آن مبارک پے کہ آمدات او | رحمتے زان ذات عالم پرورے
احمد آخر زمان کز نور او | شد دل مردم ز خور تابان ترے
از بنی آدم فزون تر در جمال | وز لآلی پاک تر در گوہرے
بر لبش جاری ز حکمت چشمۂ | در دلش پُر از معارف کوثرے
بہر حق دامان ز غیرش برفشاند | ثانیٔ او نیست در بحر و برے
آن چراغش داد حق کش تا ابد | نے خطر نے غم ز باد صرصرے
پہلوان حضرت رب جلیل | بر میان بستہ ز شوکت خنجرے
تیر او تیزی بہر میدان نمود | تیغ او ہر جا نمودہ جوہرے
کرد ثابت بر جہان عجز بتان | وانمودہ زور آن یک قادرے
تا نماند بے خبر از زور حق | بت ستا و بت پرست و بت گرے
عاشق صدق و سداد و راستی | دشمن کذب و فساد و ہر شرے
خواجہ و مر عاجزان را بندۂ | بادشاہ و بے کسان را چاکرے
آن ترحمہا کہ خلق از وی بدید | کس ندیدہ در جہان از مادرے
از شراب شوق جانان بیخودے | در سرش بر خاک بنہادہ سرے
روشنی از وے بہر قومے رسید | نور او رخشید بر ہر کشورے
آیت رحمان برائے ہر بصیر | حجت حق بہر ہر دیدہ ورے
ناتوانان را بہ رحمت دستگیر | خستہ جانان را بہ شفقت غمخورے
حسن رویش بہ ز ماہ و آفتاب | خاک کویش بہ ز مشک و عنبرے
آفتاب و مہ چہ مے ماند بدو | در دلش از نور حق صد نیرے
یک نظر بہتر ز عمر جاودان | گر فتد کس را بران خوش پیکرے
منکہ از حسنش ہمے دارم خبر | جان فشانم گر دہد دل دیگرے

یاد آن صورت مرا از خود برد — هر زمان مستم کند از ساغرے

مے پریدم سوئے کوئے او مدام — من اگر میداشتم بال و پرے

لاله و ریحان چه کار آید مرا — من سرے دارم بآن رو و سرے

خوبی او دامن دل مے کشد — مو کشانم مے برد زور آورے

دیده ام کو هست نور دیده ها — در اثر مهرش چو مهر انورے

تافت آن روے گران رو سر نتافت — یافت آن درمان که بگزید آن درے

هر که بے او زد قدم در بحر دین — کرد در اول قدم گم معبرے

امی و در علم و حکمت بے نظیر — زین چه باشد معجزے روشن ترے

آن شراب معرفت دادش خدا — کز شعاعش خیره شد هر اخترے

شد عیان از وے علی الوجه الاتم — جوهر انسان که بود آن مضمرے

ختم شد بر نفس پاکش هر کمال — لاجرم شد ختم هر پیغمبرے

آفتاب هر زمین و هر زمان — رهبر هر اسود و هر احمرے

مجمع البحرین علم و معرفت — جامع الاسمین ابر و خاورے

چشم من بسیار گردید و ندید — چشمه چون دین او صافی ترے

سالکان را نیست غیر از وے امام — رهروان را نیست جز وے رهبرے

جائے او جائے که طیر قدس را — سوزد از انوار آن بال و پرے

آن خداوندش بداد آن شرع و دین — کان نگردد تا ابد متغیرے

تافت اول بر دیار تازیان — تازیانش را شود درمان گرے

بعد ازان آن نور دین و شرع پاک — شد محیط عالمے چون چنبرے

خلق را بخشید از حق کام جان — وارهانیده زکام اژدرے

یک طرف حیران از و شاهان وقت — یکطرف مبهوت هر دانشورے

نے بعلمش کس رسید و نے بزور — در شکسته کبر هر متکبرے

او چه مے دارد بمدح کس نیاز — مدح او خود فخر هر مدحت گرے

هست او در روضه قدس و جلال — دور از خیال ما و جان بالاترے

اے خدا بر وے سلام ما رسان | ہم بر اخوانش ز ہر پیغمبرے
ہر رسولے آفتاب صدق بود | ہر رسولے بود مہر انورے
ہر رسولے بود ظلے دین پناہ | ہر رسولے بود باغے مثمرے
گر بدنیا نامدے این خیل پاک | کار دین ماندے سراسر ابترے
ہر کہ شکر بعث شان نارد بجا | ہست او آلاے حق را کافرے
آن ہمہ از یک صدف صد گوہرند | متحد در ذات و اصل و گوہرے
امتے ہرگز نبودہ در جہان | کاندر آن نامد بوقتے منذرے
اول آدم آخر شان احمدست | اے خنک آنکس کہ بیند آخرے
انبیا روشن گہر ہستند لیک | ہست احمد زان ہمہ روشن ترے
آن ہمہ کان معارف بودہ اند | ہر یکے از راہ مولی مخبرے
ہر کہ را علمے ز توحید حق ست | ہست اصل علمش از پیغمبرے
آن رسیدستش از رہ تعلیم ہا | گو شود اکنون ز نخوت منکرے
ہست قومے کج رو و ناپاک رای | آنکہ زین پاکان ہمی پیچد سرے
دیدۂ شان روئے حق ہرگز ندید | بس سیہ کردند روی دفترے
شور بختی ہائے بخت شان ببین | تا ز ہر چشم دگر بیزان از خورے
چشم گر بودے غنی از آفتاب | کس نبودے تیز بین چون شپرے
ہر کہ کورست و براہش صد مغاک | وائے بر وے گر ندارد رہبرے
قوم دیگر را چنین رائے رکیک | در نشستہ از جہالت در سرے
کان خدا ملکے دگر اندر جہان | از دیار شان ندیدہ خوشترے
ہمدگر روئے چو روی خوب شان | نامدش مرغوب طبع و خاطرے
لاجرم از ابتدائیش تا ابد | ماند و خواہد ماند آنجا بسترے
ملک دیگر گرچہ میرد در ضلال | مے نگردد زو گہے مستفسرے
داد مر یک ذرہ قومے را کتاب | ترک کردہ صد ہزاران معشرے
چون بروز ابتدا تقسیم کرد | در میان خلق از خیر و شرے

راستی درحصه اوشان فتاد
قول شان این ست کاندر غیرشان
لیک نامد نزدشان یک نیز هم
آنکه ایشان رانمودے راه حق
تاشدے دادار راحجت تمام
الغرض نزدیک شان دادار پاک
کوگذارد عالمے را در ضلال
خود ہمے دارد بیک قومے مدام
اینچنین پرحمق راے - این قوم را
عاقبت این راے زشت وبدخیال
چشم پوشیدند از صدچشمۂ
سخت ورزیدند کین با انبیا
آنچه کین شان بپاکان ثابت ست
خر بود اندر حماقت بے نظیر
نے سر تحقیق دارند وثبوت
نے دواۓ راشناسند از اثر
نے زکس پرسند از روۓ نیاز
نے بدل پرواے این تفتیش ها
بریکے مائل عدو صد ہزار
نے بدل خوف خداے کردگار
تیره جانان دیده ہا رادوخته
دیده ودانسته از حق قاصر اند
از براۓ حق تراشیده زجہل
آن خداۓ شان عجب باشد خدا

دیگران راکذب شد آبشخورے
آمده صدکاذب وحیلت گرے
آنکه بودے از خدا دین گسترے
در کشودے کذب ہر کذب آورے
بر سر ہر مسلم ومتنصرے
ہست ظالم تر زہر ظالم ترے
مبتلا در پنجۂ ہر ماکرے
ہمچو شیداۓ بکسے میل وسرے
حمق دیگر این که بر وے فاخرے
کرد ایشانرا عجب کور وکرے
سرنگون گشتند بریک آخورے
الامان از کین ہر متکبرے
از شیاطین کس ندارد باورے
لیک ایشانرا بہر موصد خرے
نے زنند از صدق پا بر معبرے
نے درختے راشناسند از برے
نے بصرف فکر خود متفکرے
کز ہمه دین ہا کدامین بہترے
فارغ از فرق اقل واکثرے
نے بخاطر بیم روز محشرے
سوخته در کین ورے چون اژدرے
دل نهاده درجہان غادرے
دائما درخانۂ خود منبرے
کو تغافل داشت از ہر کشورے

بهر الهام آمدش دائم پسند — یک زبان یک خطه کوته ترے
اینچنین رائے کجا باشد درست — کے خرد گردد بسویش رهبرے
کے گمان بد کند بر نیکوان — آنکه باشد نیک و نیکو محضرے
ماه را گفتن که چیزے نیست این — هست دشنامے نه زین افزون ترے
کور گر گوید کجا هست آفتاب — میشود در کوری اش رسوا ترے
در خور تابان مکن شک و گمان — تا ملامت را نه گردی درخورے
گر خدا خواهی چرا کج مے روی — چون نمے ترسی ز قهر قاهرے
چون نمے ترسی ز روز باز پرس — چون نه ترسی از حضور داورے
افترا سے شان چسان گشتت یقین — یا خدایت وانموده دفترے
نور شان یک عالمے را در گرفت — تو هنوز اے کور در شور و شرے
لعل تابان را اگر گوئی کثیف — زین چه کاهد قدر روشن جوهرے
طعنه بر پاکان نه بر پاکان بود — خود کنی ثابت که هستی فاجرے
بغض با مردان حق نامردی ست — آن بشر باشد که باشد بے شرے
وآنکه در کین و کراهت سوخت ست — نفس دون را هست صید لاغرے
صد مراتب به ز چشم اهل کین — چشم نابینا و کور و اعورے
بر سر کین و تعصب خاک باد — هم بفرق کین وران خاکسترے
جز به پابندی حق بند دگر — در نه گیرد با خدائے اکبرے
ما همه پیغمبران را چاکریم — همچو خاکے افتاده بر درے
هر رسولے کو طریق حق نمود — جان ما قربان بران حق پرورے
اے خداوندم به خیل انبیا — کش فرستادی به فضل اوفرے
معرفت هم ده چو بخشیدی دلم — مے بده زان سان که دادی ساغرے
اے خداوندم بنام مصطفیٰ — کش شدے در هر مقامے ناصرے
دست من گیر از ره لطف و کرم — در همه باشش یار و یاورے
تکیه بر زور تو دارم گرچه من — همچو خاکم بلکه زان هم کمترے

خلق خدا کی سچی ہمدردی اور مخلصانہ خیر خواہی

براہین احمدیہ صفحہ ۸۵

بدل دردے کہ دارم از برائے طالبان حق
نمے گردد بیان آن درد از تقریر کوتاہم

دل و جانم چنان مستغرق اندر فکر اوشان است
کہ نے از دل خبر دارم نہ از جان خود آگاہم

بدین شادم کہ غم از بہر مخلوق خدا دارم
ازین در لذتم کز درد مے خیز دز دل آہم

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است
ہمین کارم ہمین بارم ہمین رسمم ہمین راہم

نہ من از خود نہم در کوچۂ پند و نصیحت پا
کہ ہمدردی برد آنجا بہ جبر و زور و اکراہم

غم خلق خدا صرف از زبان خوردن چہ کار است این
گرش صد جان بہ پا ریزم ہنوزش عذر میخواہم

چو شام پر غبار و تیرہ حال عالمے بینم
خدا بر دے فرود آرد دعا ہائے سحرگاہم

براہین احمدیہ صفحہ ۸۷

خاکساریم و سخن از رہ غربت گوئیم
یعلم اللہ کہ بکس نیست غبارے مارا

ما نہ بیہودہ پئے این سر و کارے برویم
جلوۂ حسن کشد جانب یارے مارا

طالبان حق کو انصاف کی طرف توجہ دلانے اور عدم توجہ اور بے انصافی کی سوءِ عاقبت سے ڈرانے میں اور اس بات کے اظہار میں کہ حضرت کریم رحیم مسیح موعود نے دنیا کی مذاہب مشہورہ متعارفہ میں ایک زمانہ دراز غور و فکر کرنے اور منصفانہ تدبر کے بعد آخر اسلام کو سچا دین اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا راہ نما پایا

براہین احمدیہ صفحہ ۹۳

بیا اے طلبگار صدق و صواب
بخوان از سر خوض و فکر این کتاب

گرت بر کتابم فتد یک نگاہ
بدانی کہ تا جنت این ست راہ

مگر شرط انصاف و حق پروریست
کہ انصاف مفتاح دانشوریست

دو چیز ست چوبان دنیا و دین
دل روشن و دیدۂ دوربین

۵ کسے کو خرد دارد و نیز داد نخواهد مگر راه صدق و سداد

نه پیچد سر از آنچه پاک ست و راست نتابد رخ از آنچه حق و بجاست

چو بیند سخن راز حق پروری دگر در سخن کم کند داوری

الا اے که خواهی نجات از خدا بقصر نجات از در حق درآ

بحق گرد و حق را بخاطر نشان منه دل به باطل چو کژ خاطران

مشو عاشق زشت رو زینهار وگر خوب گم گردد از روزگار

زمین از زراعت تهی داشتن به از تخم خار و خسک کاشتن

اگر گردد ت دیدهٔ عقل باز بجوئی ره حق ز عجز و نیاز

طلبگار گردی بصدق دلی بخواب اندر اندیشه هم نگسلی

نگیری دمے استراحت از ان مگر چون ز حق باز یابی نشان

اجل بر سرت هستی ات چون حباب تو زین سان سر اندر نهاده بخواب

بآبا و اجداد پیشین نگر که چون درگذشتند زین رهگذر

بیادت نماندست انجام شان فراموش کردی در اندک زمان

نبودت با اجل چیست از مکر و بند چه دیوار داری کشیده بلند

چو ناگه نهنگ اجل در کشد چرا آدمی این چنین سرکشد

بدنیاے دون دل مبند ای جوان تماشاے آن بگذرد ناگهان

به دنیا کسے جاودانه نماند به یک رنگ و نسج زمانه نماند

بدست خود از حالت دردناک سپردیم بسیار کس را بخاک

چو خود دفن کردیم خلقے کثیر چرا یاد ناریم روز اخیر

ز خاطر چرا یادشان افگنیم نه ما آهنین جسم و روئین تنیم

بترس اے معاند ز قهر خدا که سخت ست قهر خداوند ما

به ناکردن ترس پروردگار بسا شهر ویران شدند و دیار

از ان بے هراسان نشانی نماند نشانے چه یک استخوانے نماند

همه زیرکی در هراسیدن ست دگر نه بلا بر بلا دیدن ست

به ناپاکی و خبث ها زیستن ... به از این چنین زیست نازیستن
بیا و بنه سوی انصاف گام ... زکین توبه کردن چرا شد حرام
یقین دان که قولم ز حق پروریست ... نه لاف و گزافست و نی سرسریست
بهر مذهبی غور کردم بسی ... شنیدم بدل حجت هر کسی
بخواندم ز هر ملتی دفتری ... بدیدم ز هر قوم دانشوری
هم از کودکی سوی این تاختم ... درین شغل خود را بینداختم
جوانی همه اندرین باختم ... دل از غیر این کار پرداختم
بماندم درین غم زمان دراز ... نخفتم ز فکرش شبانی دراز
نگه کردم از روی صدق و سداد ... به ترس خدا و بعدل و به داد
چو اسلام دینی قوی و متین ... ندیدم که بر منبعش آفرین
چنان دارد این دین صفا بیش بیش ... که حاسد ببیند در و روی خویش
نماید از آن گونه راه صفا ... که گردد بصدقش خرد رهنما
همه حکمت آموزد و عقل و داد ... رهاند ز هر نوع جهل و فساد
ندارد دگر مثل خود در بلاد ... خلافش طریقی که مثلش مباد
اصولش که هست آن مدار نجات ... چو خورشید تابد بصدق و ثبات
اصول دگر کیش ها هم عیان ... نه چیزی که پوشیدنش می توان
اگر نامسلمان خبر داشتی ... بجان جنس اسلام نگذاشتی
محمد مهین نقش نور خداست ... که هرگز چنوی بگیتی نخاست
تهی بود از راستی هر دیار ... بکردار آن شب که تاریک و تار
خدایش فرستاد و حق گسترید ... زمین را بدان مقدمی جان دمید
نهالیست از باغ قدس و کمال ... همه آل او همچو گلهای آل

اس بات کے اظہار مین کہ مقابلہ و مخالفت سے حقیقی صداقت کو اور بھی قوت و مدد ملتی ہے اور اضداد کا مقابلہ استمراری عادۃ اللہ ہے

براہین احمدیہ صفحہ ۹۸

گر نہ بودے در مقابل روی مکروہ و سیہ	کس چہ دانستے جمال شاہد گلفام را
گر نیفتادے بخصمے کار در جنگ و نبرد	کے شدے جوہر عیان شمشیر خون آشام را
روشنی را قدر از تاریکی است و تیرگی	در جہالت ہاست عزّ و قدر عقل تام را
حجت صادق زنقص و قدح روشن تر بود	عذر نامعقول ثابت مے کند الزام را

اسمین دکھلایا ہی کہ صادقون اور ماموران منجانب اللہ کو کن کن رنگون مین حضرت عزیز حکیم جل شانہ سی تائید اور نصرت پہنچتی ہی اور کس طرح اُن کے دشمن ہلاک ہوتے رہے ہین

براہین احمدیہ صفحہ ۱۱۴

خدا کے پاک لوگونکو خدا سے نصرت آتی ہی	جب آتی ہی تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہی
وہ بنتی ہی ہوا اور ہر خس رہ کو اڑاتی ہی	وہ ہو جاتی ہی آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہی
کبھی وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہی	کبھی ہو کر وہ پانی انپہ اک طوفان لاتی ہی
غرض رکتے نہین ہرگز خدا کے کام بندوں سے	بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہی

دنیا کی بود و نمود کی ناپائداری کا موثر طریق سی نقشہ کھینچکر نفسانی مالوفات و محبوباتکو راہ حق مین ٹھوکر کا پتھر ثابت کیا ہی اور عاشقان و شیدائیان حضرت حق سبحانہ و تعالی کی دل لبھانیوالی صفاتکو بیان کرکے مخالفان حق کو بیجا نخوت اور رعونت اور خلاف حق سے ڈرایا ہی اور آخر مین اسلام و قرآن کی طرف دعوت کرتے ہوئے دین اسلام اور قرآن سے اپنی فوق العادۃ دل چسپی اور محبت کا ثبوت دیا ہے

براہین احمدیہ صفحہ ۱۳۰

عیش دنیائے دون دمے چندست | آخرش کار با خداوندست

این سرائے زوال وموت وفناست | هر کہ بنشست اندرین برخاست

یک دمے رو بسوئے گورستان | وز خموشان آن بپرس نشان

کہ مآل حیات دنیا چیست | هر کہ پیدا شدست تا کے زیست

ترک کن کین وکبر وناز ودلال | تا نہ کارت کشد بسوئے ضلال

چون ازین کارگہ بہ بندی بار | باز نائی درین بلاد ودیار

اے ز دین بے خبر بجز غم دین | کہ نجاتت معلق ست بدین

هان تغافل مکن ازین غم خویش | کہ ترا کار مشکل ست بہ پیش

دل ازین درد وغم فگار بکن | دل چہ جان نیز هم نثار بکن

هست کارت همہ بآن یکذات | چون صبوری کنی ازو هیهات

بخت گردد چو زو بگردی باز | دولت آید ز آمدن بہ نیاز

چون تبری ز این چنین یارے | چون بدین ابلهی کنی کارے

این جهان ست مثل مردارے | چون سگے هر طرف طلبگارے

خنک آن مرد کو ازین مردار | روئے آرد بسوئے آن دادار

چشم بندد ز غیر و داد دهد | در سر یار سر بباد دهد

این همہ جوشش حرص وآز وهوا | هست تا هست مرد نابینا

چشم دل اندکے چو گردد باز | سر دگر گردد بر آدمی همہ آز

اے رسن هائے آز کردہ دراز | زین هوسها چرا نیائی باز

دولت عمر دمبدم بزوال | تو پریشان بفکر دولت ومال

خویش وقوم وقبیلہ پر ز دغا | تو بریدہ برائے شان ز خدا

این همہ را بگسستنت آهنگ | گر بصلحت کشند وگاہ بجنگ

خاک بر رشتہ کہ پیوندست | بگسلاند ز یار دل بندست

هست آخر بآن خدا کارت | نہ تو یار کسے نہ کس یارت

قدم خود بنه بخوف اتم | تا روی از جهان بصدق قدم
تا خدات محب خود سازد | نظر لطف بر تو اندازد
باده نوشی زعشق وزان باده | مست باشی وسبب خود افتاده
نیست این جائے گه مقام مدام | هوش کن تا نه بد شود انجام
مهر آن زنده نورست افزاید | مهر این مردگان چه کار آید
لقمهٔ ومعده وسرو دستار | سر بسر هست بخشش دادار
حق باری شناس وشرم بدار | پیش ازان کز جهان به بندی بار
رو ازو از چه رو بگردانی | سگ وفا مے کند تو انسانی
ترس باید ز قادرے اکبر | هر که عارف ترست ترسان تر
فاسقان در سیاه کاری اند | عارفان در دعا و زاری اند
اے خنک دیدهٔ که گریانش | اے همایون دلے که بریانش
وے مبارک کسیکه طالب اوست | فارغ از عمرو زید با رخ دوست
هر که گیرد ره خدائے یگان | آن خدایش بس ست در دو جهان
لاجرم طالب رضائے خدا | بگسلد از همه برائے خدا
شیوه اش مے شود فدا گشتن | بهر حق هم زجان جدا گشتن
در رضائے خدا شدن چون خاک | نیستی و فنا و استهلاک
دل نهادن در آنچه مرضی یار | صبر زیر مجاری اقدار
تو بحق نیز دیگرے خواهی | این خیال ست اصل گمراهی
گر دهندت بصیرت ومردی | از همه خلق سوئے حق گردی
در حقیقت بس ست یار یکے | دل یکے جان یکے نگار یکے
هر که او عاشق یکے باشد | ترک جان پیشش اندکے باشد
کوئے او باشدش زبستان به | روئے او باشدش زریحان به
هر چه دلبر بدو کند آن به | دیدن دلبرش زصد جان به
پا به زنجیر پیش دلدارے | به زهجران وسیر گلزارے

هر که دارد سیکے دلارامے　　جز بوصلش نیابد آرامے

شب به بستر تپد ز فرقت یار　　همه عالم بخواب و او بیدار

تا نه بیند صبوری اش ناید　　هر دمش سیل عشق برباید

در دل عاشقان قرار کجا　　تو به کردن ز روے یار کجا

حسن جانان بگوش خاطر شان　　گفت رازے که گفتنش نتوان

هم چنین ست سیرت عشاق　　صدق ورزان بایزد خلاق

جان منور بشمع صدق و یقین　　نور حق تافته بلوح جبین

کام یابان وزین جهان ناکام　　زیرکان دور تر پریده ز دام

از خود و نفس خود خلاص شده　　مهبط فیض نور خاص شده

در خداوند خویش دل بسته　　باطن از غیر یار بگسسته

پاک از دخل غیر منزل دل　　یار کرده بجان و دل منزل

دین و دنیا بکار او کردند　　بر درش افتاده چون گردند

ریزه ریزه شد انگینهٔ شان　　بوے دلبر دمد ز سینهٔ شان

نقش هستی بشست جلوه یار　　سر زد آخر ز جیب دل دلدار

گر بر آرند شعله هاے درون　　دود خیزد ز تربت مجنون

نے ز سر هوش نے ز پا خبرے　　در سر دلستان بخاک سرے

هر کسے را بخود سر و کارے　　کار دل دادگان بدلدارے

هر کسے را بعزت خود کار　　فکر ایشان همه بعزت یار

تو سر خویش تافته از دین　　حاصل روزگار تو همه از کین

در عناد و فساد افتاده　　داد و دانش ز دست خود داده

سر کشیده بناز و کبر و ریا　　وز تدین نهاده بیرون پا

چون خدات نداد نور درون　　عقل و هوش تو گشت جمله نگون

کفر گوئی عبادت انگاری　　فسق ورزی ثواب پنداری

صد حجابت بچشم خویش فرا　　باز گوئی که آفتاب کجا

پرده بردار تا به بینی پیش | جان ما سوختی بکوری خویش

تافتی سر ز منعم و منان | این بود شکر نعمت ای نادان

دل نهادن درین سراچهٔ دون | عاقبت مے کند ز دین بیرون

ترک کوے حق از وفا دورست | دل بغیر سے مده که غیورست

دانی و باز سرکشی از وے | این چه بر خود ستم کنی هی هی

هر چه غیر خدا بخاطر تست | آن بت تست ای بایمان سست

پر حذر باش زین بتان نهان | دامنِ دل ز دست شان برهان

چیست قدر کسے که شرکش کار | چون زنِ زانیه هزارش یار

صدق مے ورز و صدق پیشه بگیر | جانب صدق را همیشه بگیر

دیدهٔ تو بصدق بگشاید | یار رفته بصدق باز آید

صادق آن ست کو بقلب سلیم | گیرد آن دین که هست پاک و قدیم

دین پاک ست ملتِ اسلام | از خداے که هست علمش تام

زین که دین از برائے آن باشد | که ز باطل بحق کشان باشد

دین صفت هست خاصه فرقان | هر اصولش موثق از برهان

با براهین روشن و تابان | مے نماید ره خدائے یگان

من گر امروز سیم داشتمے | آن براهین بزر نگاشتمے

الله الله چه پاک دین ست این | رحمت رب عالمین ست این

آفتاب ره صواب ست این | بخدا به ز آفتاب ست این

مے برآرد ز جهل و تاریکی | سوے انوار قرب و نزدیکی

مے نماید بطالبان ره راست | راستی موجب رضاے خداست

گر ترا هست بیم آن دادار | به پذیر و ز خلق بیم مدار

چون بود بر تو رحمت آن پاک | دیگر از لعن و طعن خلق چه باک

لعنت خلق سهل و آسان ست
لعنت آن ست کو ز رحمان ست

راستی کے مخالفونکو سرزنش کرنے اور ضد و تعصب سے احتراز کرنیکو فرمائی ہین

براہین احمدیہ صفحہ ۱۳۸

یار و خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہین
خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہین

باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہین
حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہین

کب تک رہو گے ضد و تعصب مین ڈوبتے
آخر قدم بصدق اٹھاؤ گے یا نہین

کیونکر کرو گے رد جو محقق ہی ایک بات
کچھہ ہوش کرکے عذر سناؤ گے یا نہین

سچ سچ کہو اگر نہ بنا تم سے کچھہ جواب
پھر بھی یہہ منہ جہانکو دکھاؤ گے یا نہین

قرآن کریم کی مدح مین اور اس امر کے اظہار مین کہ یقین ا درصرف یقین ہی سے نجات ملتی ہی اور یہ راہ قرآن ہی نے طیار کی ہے

براہین احمدیہ صفحہ ۱۵۴

ہست فرقان آفتاب علم و دین
تا برندت از گمان سوئے یقین

ہست فرقان از خدا حبل المتین
تا کشندت سو سے رب العالمین

ہست فرقان روز روشن از خدا
تا دہندت روشنی دیدہ ہا

حق فرستاد این کلام بے مثال
تا رسی در حضرت قدس و جلال

دار وے شکست الہام خدا
کان نماید قدرت تام خدا

ہر کہ روے خود ز فرقان در کشید
جان او روئے یقین ہرگز ندید

جان خود را مے کنی در خود روی
باز میمانی ہمان کول و غوی

کاش جانت میل عرفان داشتے
کاش سعیت تخم حق را کاشتے

خود نگہ کن از سر انصاف و دین
از گمان ہا کسے شود کار یقین

ہر کہ را سوی لیش دری بکشودہ است
از یقین نے از گمان ہا بودہ است

قدر فرقان نزد تست ای غدار نیست
این ندانی کت جز از دوی یار نیست

وحی فرقان مردگان را جان دہد
صد خبر از کوچۂ عرفان دہد

از یقین ہا مے نماید عالمے
کان نہ بیند کس بصد عالم ہمے

الہام کی ضرورت ہین اور اس بیان مین کہ محض عقل کی مدد سے بلا انضمام الہام معرفت الٰہی حاصل نہین ہو سکتی

براہین احمدیہ صفحہ ۱۵۶

اے در انکار ماندہ از الہام
کردِ عقل تو عقل را بدنام

از خدا رو بخویش آوردی
این چہ آئین و کیش آوردی

تا نہ کس سر ز خویشتن تابد
راز توحید را چہ سان یابد

تا نہ بر فرق نفس پا بزنی
کے بہ پاک و پلید فرق کنی

ہر کہ شد تابع کلام خدا
رست از اتباع حرص و ہوا

از خود و نفس خود خلاص شدہ
مہبطِ فیض نور خاص شدہ

برتر از رنگ این جہان گشتہ
آنچہ ناید بوہم آن گشتہ

ما اسیران نفس امارہ
بے خدائیم سخت ناکارہ

تا میان بست وحی حق بر شاد
اے بسا عقدہائے ما کہ کشاد

نہ شود از تو کار ربانی
آسیائے تہی چہ گردانی

تو و علم تو ما و علم خدا
فرق بین از کجاست تا بکجا

آن یکے را نگار خویش ببر
دیگرے چشم انتظار بہ در

آن یکے ہمنشین بمہ روئے
دیگرے ہرزہ گرد در کوئے

آن یکے کام یافتہ بہ تمام
دیگرے سوختہ بفکرت کام

عارت آید ز عالم اسرار
خود ز خود دم زنی زہے پندار

ہمہ کار تو ناتمام افتاد
وہ چہ کارت بعقل خام افتاد

الہام کی ضرورت کی اثبات مین اور اس امر کے بیان مین کہ الہام کے حصول کے کونسے ذریعے ہین اور یہ کہ ساری صداقتون کا اصلی سرچشمہ اور ماخذ انبیاء علیہم السلام کا پاک وجود ہی ہے اور یہ کہ ابلہ برہمو اور نادان فلسفی اور انکا ہمرنگ نیچری کا غلط استعمال کرنیوالا راہ حق سے کسقدر دور جا پڑے ہین اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی پہچان عجز

اور انکسار اور تذلل اور اُسکے حضور مین کاملیت گرجانیسے حاصل ہوتی ہے

براہین احمدیہ صفحہ ۱۶۳

حاجت نورے بود ہر چشم را | این چنین افتاد قانون خدا

چشم بینا بے خور تابان کہ دید | کے چنین چشمے خداوند آفرید

چون تو خود قانون قدرت بشکنی | پس چرا بر دیگران سرمیزنی

آنکہ در ہر کار شد حاجت روا | چون روا داری کہ نبود رہنما

آنکہ اسپ و گاؤ خر را آفرید | تا رہد پشت تو از بار شدید

چون ترا حیران گذارد در معاد | اے عجب تو عاقل و این اعتقاد

چون دو چشمت دادہ اند اے بیخبر | پس چرا پوشی یکے وقت نظر

آنکہ زد ہر قدرتے گشتہ عیان | قدرت گفتار چون ماندے نہان

آنکہ شد ہر وصف پاکش جلوہ گر | پس چرا این وصف ماندے مستتر

ہر کہ او غافل بود از یاد دوست | چارہ ساز غفلتش پیغام اوست

تو عجب داری ز پیغام خدا | این چہ عقل و فکر تست اے خودنما

لطف او چون خاکیان را عشق داد | عاشقان را چون بیفگندے زیاد

عشق چون بخشید از لطف اتم | چون نہ بخشیدے دواے آن الم

خود چو کرد از عشق خود دلہا کباب | چون نہ کردے از سر رحمت خطاب

دل نیارامد بجز گفتار یار | گرچہ پیش دیدہا باشد نگار

پس چو خود دلبر بود اندر حجاب | کے توان کردن صبوری از خطاب

لیک آن داند کہ او دل دادہ است | در طریق عاشقی افتادہ است

حسن را با عاشقان باشد سرے | بے نظر ور کے بود خوش منظرے

عاشق آن باشد کہ او گم از خود است | در طریق عشق خود بینی بد است

لیکن استیصال این کبر و خودی | نیست ممکن جز بہ وحی ایزدی

ہر کہ ذوق یار جانی یافت ست | آن ز وحی آسمانی یافت ست

عشق از الہام آمد در جہان | درد از الہام شد آتش فشان

شوق و انس و الفت و مهر و وفا　　جمله از الهام مے دارد ضیا

هر که حق را یافت از الهام یافت　　هر رخے کو تافت از الهام تافت

تو نه اهل محبت زین سبب　　از کلام یار مے داری عجب

عشق مے خواهد کلام یار را　　رو بپرس از عاشق این اسرار را

این مگو کز درگهش دوریم ما　　ربط او با مشت خاک ما کجا

داند آن مردے که روشن جان بود　　کین طلب در فطرت انسان بود

دل نمے گیرد تسلی جز خدا　　این چنین افتاد فطرت ز ابتدا

دل ندارد صبر از قول نگار　　کاشتند این تخم از آغاز کار

آنکه انسان را چنین فطرت بداد　　چون کمال فطرتش دادے بباد

کار حق کے از بشر گردد ادا　　کے شود از کرگسے کار خدا

ما همه جهلیم و او دانائے راز　　ما همه کوریم و او را دیده باز

با خدا هم دعوی فرزانگی　　سخت جهلست و رگ دیوانگی

تافتن رو از خور تابان که من　　خود برآرم روشنی از خویشتن

علم را کور کرد است این خیال　　سرنگون افگند در چاه ضلال

تاز بر فطنت مکن گر فطنتے ست　　در ره تو این خردمندی بتے ست

عقل کان با کبر مے دارند خلق　　هست حمق و عقل پندارند خلق

کبر شهر عقل را ویران کند　　عاقلان را گمره و نادان کند

آنچه افزاید غرور و منیجی　　چون رساند تا خدایت اے غوی

خود روی در شرک اندازد ترا　　توبه کن از خود روی اے خودنما

هست مشرک از سعادت دور تر　　وز فیوض سرمدی مهجور تر

از خدا باشد خدا را یافتن　　نے به مکر و حیله و تدبیر و فن

تا نیائی پیش حق چون طفل خورد　　هست جام تو سراسر پر ز درد

شرط فیض حق بود عجز و نیاز　　کس ندیده آب بر جائے فراز

حق نیاز مے جوید آنجا ناز نیست　　از پر خود تا درش پرواز نیست

عاجزان را پرورد ذات اجل ‌ ‌ ‌ سرکشان محروم و مردود ازل

چون نیائی زیر تاب آفتاب ‌ ‌ ‌ کے فتد بر تو شعاعے در حجاب

آب شور اندر تکفت هست ای عزیز ‌ ‌ ‌ تا زها کم کن اگر داری تمیز

آب جان بخشی ز جانان آیدت ‌ ‌ ‌ رو طلب میکن اگر جان بایدت

هست آن آب بقا بس ناپدید ‌ ‌ ‌ کس بجز مصباح حق راهش ندید

آن خیالاتے که بینی از خرد ‌ ‌ ‌ پرتو آن هم ز وحی حق رسد

لیک چشم دیدنت چون باز نیست ‌ ‌ ‌ زین دل تو محرم این راز نیست

سرکشی از حق که من دانا دلم ‌ ‌ ‌ حاجت وحیش ندارم عاقلم

لغزشش تو حاجتے پیدا کند ‌ ‌ ‌ در دمے عقل ترا رسوا کند

عقل تو گورے مجصص از برون ‌ ‌ ‌ واندرونش چیست؟ یک لاشی زبون

منتهاے عقل تعلیم خداست ‌ ‌ ‌ هر صداقت را ظهور از انبیاست

هر که علمے یافت از تعلیم یافت ‌ ‌ ‌ تافت آن روئی کز و روحی نتافت

با زبان حال گوید روزگار ‌ ‌ ‌ اے قصیر العمر گیر آموزگار

طبع زاد ناقصان هم ناقص ست ‌ ‌ ‌ گر ترا گوشے بود حرفے بس ست

حق منزه از خطا تو پر خطا ‌ ‌ ‌ داوریها کم کن و بر حق بیا

عقل تو مغلوب صد حرص و هواست ‌ ‌ ‌ تکیه بر مغلوب کار اشقیاست

از کس و ناکس بیاموزی فنون ‌ ‌ ‌ عار داری زان حکیم بیچگون

از تکبر راه حق بگذاشتی ‌ ‌ ‌ این چه کردی این چه تخمے کاشتی

اے ستمگر این همان مولای ماست ‌ ‌ ‌ کز عطیاتش همه ارض و سماست

ابر و باران و مه و مهر آفرید ‌ ‌ ‌ کرد تابستان و سرما را پدید

تا بفضل او غذائے خود خوریم ‌ ‌ ‌ زنده مانیم و تن خود پروریم

آنکه بر تن کرد این لطف اتم ‌ ‌ ‌ کے کند محروم جان را از کرم

وحی فرقان ست جذب ایزدی ‌ ‌ ‌ تا برندت از خودی در بیخودی

هست قرآن دافع شرک نهان ‌ ‌ ‌ تا مرا و را هم ازو یابی نشان

تا رهی از کبر و خودبینی و ناز — تا شوی ممنون فضل کارساز
دور شو از کبر تا رحم آیدش — بندگی کن بندگی می بایدش
زندگی در مردن و عجز و بکاست — هر که افتادست او آخر نجاست
هست جام نیستی آبِ حیات — هر که نوشیدست او رست از ممات
عاقل آن باشد که جوید یار را — وز تذلل‌ها برآرد کار را
ابلهی بهتر از آن عقل و خرد — کت بچاه کبر و نخوت افگند
طالب حق باش و بیرون از خودآ — خودروی‌ها ترک کن بهر خدا
من ندانم این چه ایمان است و دین — دم زدن در جنب رب العالمین
تو کجا و آن قادر مطلق کجا — توبه کن این ابلهی‌ها کم نما
یک دمی گر رشح فیضش کم شود — این همه خلق و جهان برهم شود
بست هستی لاف استعلا مزن — وز گلیم خویش بیرون پا مزن
عابد آن باشد که پیشش فانی است — عارف آن کو گویدش لاثانی است
خویشتن را نیک اندیشیدهٔ — ای هداک الله چه بد فهمیده
این چنین بالا ز بالا چون پری — یا مگر زان ذات بیچون منکری
کاخ دنیا را چه دیدستی بنا — کت خوش افتادست این فانی سرا
دل چرا عاقل به بندد اندرین — ناگهان باید شدن بیرون ازین
از پی دنیا بریدن از خدا — بس همین باشد نشان اشقیا
چون شود بخشایش حق بر کسی — دل نمی ماند بدنیایش بسی
هوش کن کین جایگه جای فناست — با خدا می باش چون آخر خداست
زهر قاتل گر بدست خود خوری — من چه سان دانم که تو دانشوری
آن گروهی بین که از خود فانی اند — جان‌فشان بر گفتهٔ ربانی اند
فارغ افتاده ز نام عز و جاه — دل ز کف وز فرق افتاده کلاه
دور تر از خود به یاد آمیخته — آب رو از بهر روی ریخته
دیدن شان می دهد یاد از خدا — صدق ورزان در جناب کبریا

توز استکبار سر بر آسمان — پا زده بیرون ز راهِ بندگان
تا نه گردد عجز در نفست عیان — نور حقانی چسان تابد بران
تا نمیرد دانهٔ اندر زمین — کے ز یک صد میشود تو خودبین
نیست شو تا بر تو فیضانے رسد — جان بیفشان تا دگر جانے رسد
تا تو زار و عاجز و مضطر نهٔ — لائقِ فیضان آن رہبر نهٔ
چیست ایمان وحدهٔ پنداشتن — کارِ حق را با خدا بگذاشتن
چون ز آموزش خرد را یافتی — پس ز تعلیمش چرا سر تافتے
اندرونِ خویش را روشن مدان — آنچه مے تابد بتابد ز آسمان
کور ہست این دیده کش این نور نیست — کور ہست آن سینه کز شک دور نیست
صالحین و صادقین و اتقیا — جمله ره دیدند از وحی خدا
آن کجا عقلے که از خود داندش — فہم آن شخصے که او فہماندش
عقل بے وحیش بتیہ داری براه — بت پرستی ہا کنی شام و پگاه
پیش چشمت گر شدی این بت نہان — از سرشک تو شدی جوی روان
لیک از بدقسمتی چشمت نماند — بت پرستی آخرت چون بت نشاند
عقل در اسرار حق بس نارساست — آنچه گہه گہه میرسد ہم از خداست
گر خرد پاکیزه رائے آورد — آن نه از خود ہم ز جائے آورد
تو به عقل خویش در کبر شدید — ما فداے آنکه او عقل آفرید
در قیاسات ہی جانت اسیر — جان ما قربان علم آن بصیر
نیک دل با نیکوان دارد سرے — بر گہر تف مے زند بدگوہرے
ہست بر اسرار اسرار دگر — تا کجا تازد خر فکر و نظر
این چراغِ مرده از زد ہوا — چون رهِ باریک بنماید ترا
وحی یزدانی زره آگہه کند — تا بمنزل نور را ہمره کند
ما فتاده بے ہنر در جسم و جان — حمق باشد دم زنی با آن یگان
چیست دین خود را فنا انگاشتن — در سر ہستی قدم برداشتن

چون بیفتی با دو صد درد و نفیر ۔ کس ہمے خیزد کہ گردد دست گیر
باخبر را دل تپد بر بے خبر ۔ رحم بر کورے کند اہل بصر
ہم چنین قانون قدرت اوفتاد ۔ مر ضعیفان را قوی آرد بیاد
چون ازین قانون شود رحمان برون ۔ رحم یزدان از ہمہ باید فزون
آنکہ او ہر بار ما برداشت ست ۔ ہیچ رحمت را فرو نگذاشت ست
چون ز ما غافل شود در امر دین ۔ شرم ست آید از چنین انکار و کین
دل منہ در نہاکدان بے وفا ۔ یاد کن آخر وفاہائے خدا
بارہا شد بر تو ثابت کاین عقول ۔ مبتلا ہستند در سہو و ذہول
بارہا دیدی بعقل خود فساد ۔ بارہا زین عقل ماندی بے مراد
باز نخوت میکنی بر عقل خویش ۔ وز دلیری میروی نادیدہ پیش
نفس خود را پاک کن از ہر فضول ۔ ترک خود کن تا کند رحمت نزول
لیک ترک نفس کے آسان بود ۔ مردن و از خود شدن یکسان بود
این چنین دل کم بود در سینۂ ۔ کان بود پاک از غرور و کینۂ
در حقیقت مردم معنی کم اند ۔ گو ہمہ از رہ ہی صورت مردم اند
ہوش کن ای در چہے افتادۂ ۔ عقل و دین از دست خود در دادۂ
غیر محدودے بہ محدودے مجو ۔ کار نور محض از دودے مجو
آنچہ باید جست با عجز و نیاز ۔ تو مجو با کبر و خود بینی و ناز
وہ چہ خوب ست این اصول رہبری ۔ یادگار مولوی در مثنوی
زیرکی ضد شکست ست و نیاز ۔ زیرکی بگذار و با گولی بساز
زانکہ طفل خود را مادر نہار ۔ دست و پا باشد نہادہ در کنار

قرآن کریم کی مدح مین عاشقانہ ترانہ اور اس امر کے بیان مین کہ قول خداوندی اور قول بشر مین فرق بین ہونا ضروری ہی اور اسلئے قرآن کریم لاریب قول خداوندی ہے

جمال و حسن قرآن نور جان ہر مسلمان ہے | قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآن ہے
نظیر اسکی نہین جمتی نظر مین غور کر دیکھا | بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلام پاک رحمان ہے
بہار جاودان پیدا ہے اسکی ہر عبارت مین | نہ وہ خوبی چمن مین ہے نہ اس سا کوئی بستان ہے
کلام پاک یزدان کا کوئی ثانی نہین ہرگز | اگر لولوے عمان ہے وگر لعل بدخشان ہے
خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو | وہان قدرت یہان درماندگی فرق نمایان ہے
ملائک جسکی حضرت مین کرین اقرار لاعلمی | سخن مین اسکے ہمتائی کہان مقدور انسان ہے
بنا سکتا نہین اک پاؤن کیڑے کا بشر ہرگز | تو پھر کیونکر بنانا نور حق کا اسپہ آسان ہے
ارے لوگو کرو کچھ پاس شان کبریائی کا | زبان کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بوئے ایمان ہے
خدا سے غیر کو ہمتا بنانا سخت کفران ہے | خدا سے کچھ ڈرو یارو یہ کیسا کذب و بہتان ہے
اگر اقرار ہے تمکو خدا کی ذات واحد کا | تو پھر کیون اسقدر دل مین تمہارے شرک پنہان ہے
یہ کیسے پڑ گئے دل پر تمہارے جہل کے پردے | خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوف یزدان ہے
ہمین کچھ کین نہین بھائیو نصیحت ہے غریبانہ | کوئی جو پاک دل ہووے دل و جان اسپہ قربان ہے

اسباتکے اثبات مین کہ قرآن کریم کامل کتاب اللہ اور تمام متفرقہ صداقتوں کا یکجائی مجموعہ ہے اور خدائے عزوجل کے وجود مقدس کا بین نشان اور ثبوت صرف اسی کتاب نے دیا ہے اور اس کتاب مجید کے فیضان سے انکار کرنیوالا کافر نعمت ہے اور پھر تحدیث بالنعمت کیطور پر اپنے مبارک وجود کو فیض احدی کا مہبط منزل بیان فرمایا ہے

براہین احمدیہ صفحہ ۲۰۷

الا اے کمر بستہ بر افترا | مکش خویشتن را بہ ترک حیا
بخاصان حق کینہ ات تا بکجا | گہے شرمت آید ز گیہان خدا
چو چیزے بود در دلش اندرہی | برد ہر چہ بندی بود ابلہی
چو بر نیک گوہر گمان بد بری | بدانند مردم کہ بدگوہری
چو گوئی در پاک را پر غبار | غبار دو چشمت شود آشکار

سخن های پر خبث و بیمغز و خام — بود بر خبیثان نشانی تمام
نداند گفتن سخن جز دروغ — بر حق ندارد دروغ فروغ
نیارید یاد از حق سبب چگون — پسند افتادست دنیای دون
به دنیا کسی دل به بندد چرا — که ناگاه باید شدن زین سرا
سر انجام این خانه رنج ست و درد — به پیش نیایند مردان مرد
بدین گل میالای دل چون خسی — که عهد بقایش نماند بسی
زمان مکافات آید فراز — تو بر عیش دنیا بدین سان مناز
فریبی مخور از زر و سیم و مال — که هر مال را آخر آید زوال
نه آورده ایم و نه با خود بریم — تهی آمدیم و تهی بگذریم
الا تا نه تابی سر از روی دوست — جهانی نیرزد بیکموی دوست
خدائی که جان برره او فدا — نیابی رهش جز پی مصطفیٰ
ابو القاسم آن آفتاب جهان — که روشن شد از وی زمین و زمان
بشر کی بدی از ملک نیکتر — نه بودی اگر چون محمد ص بشر
نباید ترا شرم از کردگار — که اهل خرد باشی و با وقار
پس انگه شوی منکر آن رسول — که باید از و نور چشم عقول
ز سهو و ز غفلت رسیده نه — ز طور بشر پا کشیده نه
نباید ز تو کار رب العباد — مکن داوری از جهل و عناد
مدان ناقص اکمش چون جماد — کمال خدا را میفگن زیاد
تو خود ناقصی و دنی الصفات — منه تهمت نقص بر پاک ذات
خیالات بیهوده کردت تباه — خود از پای خود اوفتادی بچاه
خیالت شبی هست تاریک و تار — فزوده بر آن شب ازین صد غبار
نه دل را چو زندان بشب تا دکن — بترس و ز روز سزا یاد کن
اگر در هوا هم چو مرغان پری — دگر بر سر آب ها بگذری
دگر ز آتش آئی سلامت برون — دگر خاک را زر کنی از فسون

نیاری که حق را کنی زیر دست — مکن ژاژ خائی چو مجنون و مست

خدا هر که را کرد مهر منیر — نه گردد ز دست تو خاک حقیر

دل خود بهرزه مسوز اے دنی — نه کاهد ز مکر تو افزودنی

بهارست و باد صبا در چمن — کند نازها با گل و یاسمن

ز نسرین گل هائے فصل بهار — نسیم صبا مے وزد عطر بار

تو اے ابلہ افتاده اندر خزان — همه برگ افشانده چون مفلسان

به قران چرا بر سر کین دوی — نه دیدی ز قران مگر نیکوئی

اگر نامدے در جهان این کلام — نه ماندے به دنیا ز توحید نام

جهان بود افتاده تاریک و تار — ازو شد منور رخ هر دیار

به توحید راهے ازو شد عیان — ترا هم خبر شد که هست آن گمان

وگر نه به بین حال آبائے خویش — به انصاف بنگر در آن دین کیش

بود آن فرومایه بد گوهرے — که از منعم خود بتابد سرے

ز اندازه خویش برتر مپر — پزشکی مکن چون ندانی هنر

یقین دان که این کار یزدانی است — نه از دخل و تدبیر انسانی است

شد این دین بفضل خدا ارجمند — نه کار فریب ست و سالوس و بند

درخشد در و نور چون آفتاب — تو کوری نمی بینی اش زین حجاب

به ناپاکی دل مشو بد گمان — وگر حجتے است بنما عیان

به شوق دل آویختن را بساز — پس انگه به بین قدرت کارساز

گزین کن ز قوم مسیحے انجمن — که با یک تن از ما کند یک سخن

بسا هست فضل خداوند پاک — ز باطل پرستان نداریم باک

بجوشست فیض احد در دلم — که تابند هر طالبے بگسلم

خدارا در لطف ها هست باز — نسیم عنایات در اهتزاز

کسے کو بتابد سر از عدل و داد — کجا دم زند پیش صدق و سداد

کلام خدا هر دم از عز و جاه — کند روی ناشرمسارش سیاه

چسان راے شخصے بگردد بلند — که طغیان نفسش بگردن فگند
دل پاک وجولان فکر ونظر — دو جوهر بود لازم یکدگر
چو صوف صفا در دل آمیختند — مداد از سواد عیون ریختند
خدا آفریدت زیکمشت خاک — خودت دادنان تا نگردی هلاک
بهر حاجتت کرد حاجت روا — کشود از ترحم دو دست عطا
چه پاداش جودش چنین میدهی — که در علم خودرا نظیرش نهی
چه خود را برابر کنی باخدا — تعوذ بر چنین عقل و ادراک و رای
خدا چون کسے را بپستی فگند — بکوشش نیاریم کردن بلند
بکوشیم وانجام کار آن بود — که آن خواهش ورای یزدان بود

قرآن کریم کی عظمت وجلالت کو بیان کرتے اور پرہیبت تحدی اور معجزانہ دعوی سے عیسائیونکو دعوت الی الحق کرتے ہین۔

براہین احمدیہ صفحہ ۲۶۸

آؤ عیسائیو ادھر آؤ — نور حق دیکھو راہ حق پاؤ
جسقدر خوبیان ہین قرآن مین — کہین انجیل مین تو دکھلاؤ
سر پہ خالق ہے اسکو یاد کرو — یون ہی مخلوق کو نہ بہکاؤ
کب تلک جھوٹ سے کروگے پیار — کچھہ تو سچ کو بھی کام فرماؤ
کچھہ تو خوف خدا کرو لوگو — کچھہ تو لوگو خدا سے شرماؤ
عیش دنیا سدا نہین پیارو — اس جہانکو بقا نہین پیارو
یہ تو رہنے کی جا نہین پیارو — کوئی اس مین رہا نہین پیارو
اس خرابہ مین کیون لگاؤ دل — ہاتھ سے اپنے کیون جلاؤ دل
کیون نہین تمکو دین حق کا خیال — ہائے سو سو اٹھے ہی دلمین ابال
کیون نہین دیکھتے طریق صواب — کس بلا کا پڑا ہے دلپہ حجاب
اسقدر کیون ہے کین واستکبار — کیون خدا یاد سے گیا یکبار
تمنے حق کو بھلا دیا ہیہات — دل کو پتھر بنا دیا ہیہات

اے عزیزو سنو کہ بے قرآن حق کو ملتا نہین کبھی انسان
جن کو اس نور کی خبر ہی نہین اُن پہ اُس یار کی نظر ہی نہین
ہے یہ فرقان مین اک عجیب اثر کہ بناتا ہے عاشق دلبر
جسکا ہے نام قادرِ اکبر اُسکی ہستی ہے دی ہی پختہ خبر
کوئے دلبر مین کھینچ لاتا ہے پہر تو کیا کیا نشان دکہاتا ہے
دل مین ہر وقت نور بہرتا ہے سینہ کو خوب صاف کرتا ہے
اسکے اوصاف کیا کرون مین بیان وہ تو دیتا ہے جان کو اور اک جان
وہ تو چمکا ہے نیر اکبر اُس سے انکار ہو سکے کیونکر
وہ ہمین دلستان تلک لایا اُسکے پانے سے یار کو پایا
بحر حکمت ہے وہ کلام تمام عشق حق کا پلا رہا ہے جام
بات جب اسکی یاد آتی ہے یاد سے ساری خلق جاتی ہے
سینہ مین نقش حق جماتی ہے دل سے غیر خدا اٹھاتی ہے
دردمندون کی ہے دوا وہی ایک ہے خدا سے خدا نما وہی ایک
ہم نے پایا خور ہدیٰ وہی ایک ہم نے دیکھا ہے دلربا وہی ایک
اسکے منکر جو بات کہتے ہین یون ہی اک واہیات کہتے ہین
بات جب ہو کہ میرے پاس آوین میرے مونہہ پر وہ بات کہہ جاوین
مجھسے اُس دلستان کا حال سنین مجھسے وہ صورت و جمال سنین
آنکھہ پھوٹی تو خیر کان سہی نہ سہی یون ہی امتحان سہی

فرقان حمید کی مدح مین عاشقانہ غزل سرائی کرتے ہین

براہین احمدیہ صفحہ ۲۷

از نور پاک قرآن صبح صفا دمیده بر غنچه ہاے دلہا باد صبا وزیده
این روشنی و لمعان شمس الضحی ندارد وین دلبری و خوبی کس در قمر ندیده
یوسف بقعر چاہے محبوس ماند تنہا وین یوسفے کہ تن ہا از چاه برکشیده
از مشرق معانی صدہا دقائق آورد قد ہلال نازک زان نازکی خمیده

کیفیت علومش دانی چه شان دارد — شهدیست آسمانی از وحی حق چکیده
آن نیّر صداقت چون رو بعالم آورد — هر بوم شب پرستی در کنج خود خزیده
روئے یقین نه بیند هرگز کسے بدنیا — اِلّا کسے که باشد بارویش آرمیده
آنکس که عالمش شد شد مخزن معارف — وان بیخبر ز عالم کین عالمے ندیده
باران فضل رحمان آمد بمقدم او — بدقسمت آنکه از وے سوئے دگر دویده
میل بدی نباشد اِلّا رگے ز شیطان — آنرا بشر بدانم کز هر شرے رهیده
اے کان دلربائی دانم که از کجائی — تو نور آن خدائی کین خلق آفریده
میلم نماند باکس محبوب من توئی بس — زیرا که زان فغان رس نورت بما رسیده

دیگر

نور فرقان ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا — پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تہا پودہ — ناگہاں غیب سے یہ چشمہ اصفیٰ نکلا
یا الٰہی ترا فرقان ہے کہ اک عالم ہے — جو ضروری تہا وہ سب اسمین مہیا نکلا
سب جہان چہان چکے ساری دکانین دیکھین — مئے عرفان کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
کس سے اُس نور کی ممکن ہو جہان مین تشبیہ — وہ تو ہر بات مین ہر وصف مین یکتا نکلا
پہلے سمجہے تہے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقان — پہر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا
ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور — ایسا چمکا ہے کہ صد نیّر بیضا نکلا
زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دنیا مین — جنکا اس نور کے ہوتے بہی دل اعمیٰ نکلا
جلنے سے آگے ہی یہ لوگ تو جل جاتے ہین — جنکی ہر بات فقط جہوٹ کا پتلا نکلا

وحی اللہ یعنی قرآن کریم ہی سے تمام صداقتوں کا ظہور ہوا ہے

براہین صفحہ ۲۸۹

از وحی خدا صبح صداقت بدمیده — چشمیکه ندید آن صحف پاک چه دیده
کاخ دل ما شد زهمان ناقه معطر — وان یار بیامد که زما بو درمیده
آن دیده که نورے نگرفت ست ز فرقان — حقا که همه عمر ز کوری نرهیده
آن دل که جز از وے گل گلزار خدا جست — سوگند توان خورد که بویش نشمیده

باخورند ہم نسبت آن نور کہ بینم بے دولت و بدبخت کسانیکہ ازان نور	صد خور کہ بہ پیرامن او حلقہ کشیدہ سرتافتہ از نخوت و پیوند بریدہ

اس امر کے بیان مین کہ قرآن کریم نے دنیا کو کیا کیا فیوض و فوائد پہنچائے مین اور اسکے عشاق مین کیسی صفات و خواص پیدا ہو جاتی ہین اور وہ پاک جماعت اپنے کن نشانون سے دنیا مین پہچانی جاتی ہے اور ہر صدی کے سر پر ایک عارف القرآن ضرور آتا ہے جو بدعات سے ملت کو پاک و صاف کرتا اور دشمنون کے حملون کو رد کرتا ہے اور اس صدی پر عارف القرآن منبع الفیوض ذات پاک حضرت مسیح موعود کی ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اس بات پر افسوس کیا ہے کہ برہمو اور انکے حقیقی بھائی فلسفی مسلمانون (نیچری) نے اللہ تعالیٰ کو اسکی صفات کاملہ غیر منفکہ سے مسلوب کر کے جماد کی طرح معطل اور بیکار قرار دیا ہے اور نظام کائنات سے استدلال کر کے نظام روحانی یعنی سلسلہ وحی والہام و مکالمات الٰہیہ اور کشوفات صادقہ کا وجود ثابت کیا ہے کہ بلا بالائی مدد کے کوئی سفلی کارخانہ چل نہین سکتا۔ اور اس بیان مین کہ خودی اور عجب کی کینچلی اتار کر جبتک فنا فی اللہ کا جدید جامہ نہ پہنا جائے وصول الی اللہ حاصل نہین ہو سکتا اور عقل محض مجرد بلا مدد وحی و الہام سخت رہزن اور ٹھوکر کا پتھر ہے

براہین احمدیہ صفحہ ۳۰۸

اے سر خود کشیدہ از فرقان بانگ کم کن بہ پیش نور ہدا این چہ چشمے ست کور و سخت دکبود	پا نہادہ بہ لجہ طغیان تو بہ کن از فسوس و بازیہا کافتابے درو چو ذرہ نمود

تا نگیری کناره زین ره و خو
هست دور از کنار کشتی تو

با خدایت عناد و کین تا چند
خنده و بازییت بدین تا چند

خویشتن را مکش به ترک حیا
جائے گریه مشو باستهزا

مهر تابان چو بر فلک رخشید
چون توانی بخاک و خس پوشید

شب توان کرد صد فریب نهان
لیک در روز روشن این نتوان

نور فرقان نه تافت است چنان
کو بماند نهان ز دیده وران

آن چراغ هداست دنیا را
رهبر و رهنماست دنیا را

رحمتے از خداست دنیا را
نعمتے از سماست دنیا را

مخزن رازهاے ربانی
از خدا آله خدا دانی

برتر از پایهٔ بشر بکمال
دستگیر قیاس و استدلال

کارسازا تم بعلم و عمل
حجتش اعظم و اثر اکمل

هر که بر عظمتش نظر بگشاد
بے توقف خدایش آمد یاد

دانکه از کبر و کین ندید آن نور
کور ماند و ز نور حق مهجور

وه چه دارد ازان یگان اسرار
دل و جانم فدائے آن اسرار

پر ز نور جلال حضرت پاک
خور تابان ز اوج حق بر خاک

وه چه دارد خزائن اسرار
دل و جانم فدائے آن انوار

هست آئینه بهر روے خدا
عالمے را کشید سوے خدا

بے زبانان ازو فصیح شدند
زشت رویان ازو صبیح شدند

میوه از روضهٔ فنا خوردند
وز خود و آرزوے خود مردند

دست غیبے کشید دامن دل
پا بر آورد جذب یار ز گل

بود آن جذبه کلام خدا
که دل شان ربود از دنیا

سینهٔ شان ز غیر حق پرداخت
وز مے عشق آن یگان پر ساخت

چون شد آن نور پاک شامل شان
تافت از پرده بدر کامل شان

دور شد هر حجاب ظلمانی
شد سراسر وجود نورانی

خاطر شان بجذب پنهانی ... کرد مائل بہ عشق ربانی

آن چنان عشق تیز مرکب راند ... کہ ازان مشت خاک هیچ نماند

نے خودی ماند نے ہوا و ہوس ... او فتادہ بخاک و خون سرکس

عاشقان جلال روئے خدا ... طالبان زلال جوئے خدا

پر ز عشق و تهی ز هر آزے ... کشتہ وز ایشان نخاست آوازے

پاک گشتہ ز لوث هستی خویش ... رستہ از بند خود پرستی خویش

آن چنان یار در کمند انداخت ... کہ ندانند با دگر پرداخت

قدم خود زدہ براہ عدم ... گم بیادش ز فرق تا بقدم

ذکر دلبر غذائے نغز حیات ... حاصل روزگار و مغز حیات

سوختہ هر غرض بجز دلدار ... دوختہ چشم خود ز غیر نگار

دل و جان بر رخش فدا کردہ ... وصل او اصل مدعا کردہ

مردۂ خویشتن فنا کردہ ... عشق جوشید و کارها کردہ

از دیار خودی شدند جدا ... سیل پر زور بود برد از جا

لاجرم یافتند نور خدا ... چون خودی رفت شد ظهور خدا

تن چو فرسود دلستان آمد ... دل چو از دست رفت جان آمد

عشق دلبر بروے شان بارید ... ابر رحمت بکوے شان بارید

هست این قوم پاک را جاہے ... کہ ندارد جهان بدو راہے

دست بهر دعا چو بردارند ... مورد فیض هائے دادارند

کشف رازے گر از خدا خواهند ... ملهم از حضرت شهنشاہ اند

کس بسر وقت شان ندارد راه ... کہ نهان اند در قباب الله

گر نماید خدا یکے زانان ... برکابش دوند سلطانان

این همہ عاشقان آن یکتا ... نور یابند از کلام خدا

گرچہ هستند از جهان پنهان ... باز گہ گہ همے شوند عیان

هم چو خورشید و مہ برون آیند ... غیر را چہرہ نیز بنمایند

بالخصوص آر ... ادخزان — باغ مهر و وفا کند ویران

دل به بند در ... فنا — لب کشاید بمدحت دنیا

جیفه را کنند مدح و ثنا — وز خداوند جود استغنا

عاشق زر شوند و دولت و جاه — سرد گردد محبت آن شاه

شوکت و شان این سرای زوال — خوشش نماید بدیده جهال

بر زبانها شود مقام خدا — اندرون پر شود ز حرص و هوا

اندرین روزهای چون شب تار — دست گیرد عنایت دادار

می فرستد بخلق صاحب نور — تا شود تیرگی ز نورش دور

تا ز شور و فغان عاشق زار — خلق گردد ز خواب خود بیدار

تا شناسند مردمان ره راست — تا بدانند منکران که خداست

این چنین کس چو رو نهد بجهان — بر جهان عظمتش کند عیان

چون بیاید بهار باز آید — موسم لاله زار باز آید

وقت دیدار یار باز آید — بیدلان را قرار باز آید

ماه روی نگار باز آید — خور به نصف النهار باز آید

باز خندد بناز لاله و گل — باز خیزد ز بلبلان غلغل

دست غیبش بپرورد ز کرم — صبح صدقش کند ظهور اتم

نور الهام همچو باد صبا — نزدش آرد ز غیب خوشبوها

می شود ملهم از امور نهان — زان سرایر که خاصهٔ یزدان

تا نماید عیان حقیقت کار — تا زند سنگ بر سر انکار

هم چنین آن کریم و پاک قدیر — می کند روشنش چو مهر منیر

دیدها می کند بدو بینا — گوشها می کند بدو شنوا

هر که آمد بدو بصدق و صفا — یابد از وی شفا بحکم خدا

گفت پیغمبر ستوده صفات — از خدای علیم مخفیات

بر سر هر صدی بدون آید — آنکه این کار را همی شاید

تا شود پاک ملت از بدعات — تا بیابند خلق زو برکات
الغرض ذات اولیاء کرام — ہست مخصوص ملت اسلام
این مگو کین گزاف و لغو و خطاست — تو طلب کن ثبوت آن براست
اسے یکے ذرۂ ذلیل و خوار — چہ شود عاجز از تو آن دادار
ہمہ این راست ست لافے نیست — امتحان کن گر اعتراضے نیست
وعدہ کج بطالبان ندہم — کاذبم گر ازو نشان ندہم
من خود از بہر این نشان زادم — دیگر از ہر غمے دل آزادم
این سعادت چو بود قسمت ما — رفتہ رفتہ رسید نوبت ما
نعرہا میزنم براب زلال — ہمچو مادر دوان پئے اطفال
تا مگر تشنگان بادیہ ہا — گردم آیند زین فغان وصلا
لیک شرط است بعجز و صدق و صفا — آمدن با نیاز و خوف خدا
جستن از غربت و تذلل دل — واز خلوص و اطاعت کامل
گر کنون ہم کسے بتابد سر — گیرد از راہ عدل راہ دگر
نے ز ما پرسد و نہ خود داند — نے زکین روسے خود بگرداند
آن نہ انسان کہ کرمک دون ست — راندۂ بارگاہ بیچون ست
سرو کار سے بحق نے دارد — لاجرم لعنتش برد یارد
حجت مومنان براو ست تمام — کار ما پختہ گذرد او ہمہ خام
ایها الجامحون فی الشهواة — اکثروا ذکر هادم اللذاة
رفتنی است این مقام فنا — دل چہ بندی درین دو روزہ سرا
عمر اول بہ بین کجا رفت است — رفت و بنگر ز تو چہا رفت ست
پارۂ عمر رفت در خوردی — پارۂ را بسر کشی بردی
تازہ رفت و بماند پس خوردہ — دشمنان شاد و یار آزردہ
صد چو تو میچسے بخورد زمین — سر ہنوزت بر آسمان از کین
بشنو از وضع سالم گذران — چون کند از زبان حال بیان

گین جهان با کسے وفا نکند / نکند صبر تا جدا نکند

گر بود گوش بشنوی صد آه / از دل مردهٔ درون تباه

که چرا رو بتافتم ز خدا / دل نهادم در آنچه گشت جدا

قدر این ره بپرس از اموات / اے بسا گورها پر از حسرات

جائے آنست گر چنین جاسے / از تورع برون نهی پائے

هرچه اندازدت ز یار جدا / باش زان جمله کار و بار جدا

آخر اے خیره سرکشی تا چند / کس ز دلدار بگسلد پیوند

روئے دل را بتاب از اغیار / باش هردم بجست جوے نگار

رو بدو کن که رو رخ یارست / همه روها فدائے دلدارست

تو برون آ ز خود لقا این ست / تو درو محو شو بقا این ست

هرکه غافل ز ذات بیچون ست / او نه دانا که سخت مجنون ست

تا بکے رو بتابی از رخ دوست / دیگرے را نشان دهی که چو اوست

در دو عالم نظیر یار کجا / عاشقان را بغیر کار کجا

چو بدل آتشے ز عشق افروخت / دلستان ماند و غیر او همه سوخت

لیک این ست بخشش یزدان / تا نه بخشند یافتن نتوان

آن کسان را عطا شود ز خدا / کز کمند خودی شوند رها

زیر حکم کلام حق بروند / وز فرامین او برون نشوند

دیگرے را نمے دهند این جا / ور دهندش ثبوت آن هبا

غیر را آن وفا و مهر کجا / زهد خشک ست غایت عقلا

عاقلانے که بر خرد نازند / بے خبر از حقیقت و رازند

همچو گورے سپید کرده برون / اندرون پر ز خبث گوناگون

مر خدا را چو سنگ داده قرار / عاجز از نطق و ساکت از گفتار

آن خدائے که حیّ و قیوم ست / نزدشان یک وجود موهوم ست

آن حفیظ و قدیر رب عباد / نزدشان اوفتاده همچو جماد

خودپسندان بعقل خویش اسیر — فارغ از حضرت علیم وقدیر
آن که خودبین ومعجب افتادست — حضرت اقدسش کجا یادست
خوی عشاق عجز هست ونیاز — نشنیدیم عشق وکبر انباز
گر بجوئی سواء این ره راست — اندر انجا بجو که گردنجاست
اندر آنجا بجو که زور نماند — خود نمائی وکبر وشور نماند
فانیان را جهانیان نرسند — جانیان راز بانیان نرسند
خلق وعالم همه بستور وشراند — عشق بازان بعالم دگراند
تا نه کار دلت بجان برسد — چون پیامت ز دلستان برسد
تا نه از خود روی جدا گردی — تا نه قربان آشنا گردی
تا نیائی ز نفس خود بیرون — تا نه گردی برای او مجنون
تا نه خاکت شود بسان غبار — تا نه گرد غبار تو خون بار
تا نه خونت چکد برای کسے — تا نه جانت شود فدای کسے
چون دهندت بکوی جانان راه — خود کن از راه صدق وسوز نگاه
نیست این عقل مرکب آن راه — هوش کن هوش کن مشو گمراه
اصل طاعت بود فنا ز هوا — تو کجا و طریق عشق کجا
تو نشسته بجبر از اصرار — کرده ایمان فدای استکبار
این چه عقل تو این چه دانش ورای — که کنی هم سری بآن یکتا
این چه استاد ناقصت آموخت — این چه قهر خدا دو چشمت دوخت
این چه از فکر خود خطا خوردی — اول الدّن دردی آوردی
چون شود عقل ناقصت چو خدا — خاک زادی چه سان پرد بسما
آنچه صد سهو وصد خطا دارد — علم آن پاک از کجا آرد
سهو کن را ثنا کنی هیهات — آنچه سهو وخطا کنی هیهات
آنچه لغزد بهر قدم صد بار — چون ز دریا رساندت بکنار
این سراب ست سوی آن مشتاب — مے نماید ز دور چشمهٔ آب

کشتی تو شکسته است خراب / باز افتاده در تک گرداب
ناز کم کن برین چنین کشتی / کم خرام ای دنی بدین زشتی
نه رسی تا یقین ز راه قیاس / همه بر ظن و وهم هست اساس
گر ز فکر و نظر گداز شوی / این نه ممکن که اهل راز شوی
گرد و صد جان تو ز تن برود / این نه ممکن که شک و ظن برود
هست داروی دل کلام خدا / کی شوی مست جز بجام خدا
هست بر غیر راه آن بسته / همه ابواب آسمان بسته
تا نشد مشعلی ز غیب پدید / از شب تار جهل کس نرهید
باید اینجا ز کبرها دوری / تو بعقل و قیاس مغروری
این چه غفلت که خوشتن بین کیشی / وز خدا هیچگه نیندیشی
رو طلب کن وصال یار زیار / تکیه بر زور خود مکن زنهار
تا نه گردد نگون سرت به نیاز / پرده از نفس تو نگردد باز
تا نه ریزد ترا همه پر و بال / اندر اینجا پریدنست محال
ناتوانی ست قوت اینجا / این چنین قوتی بیار و بیا
پردهٔ نیست بر رخ دلدار / تو ز خود پردهٔ خودی بردار
هر که را دولت ازل شد یار / کار او شد تذلل اندر کار
آن در آمد به حضرت بیچون / که شد از تنگنای کبر برون
حق شناسی ز خودروی ناید / خودروی خودروی بیفزاید
از خودی حال خود خراب مکن / شب پری کار آفتاب مکن
تا بشر پر بود باستکبار / اندرونش تهی بود از یار
چون رسد عجز کس بحد تمام / شورش عشق را رسد هنگام
ای که چشمت ز کبر پوشیده / چه کنم تا کشایدت دیده
گر ترا در دلست صدق طلب / خودروی ها مکن ز ترک ادب
راز راه خدا بجو ز خدا / تو نه ای چون خدا بجای خود آ

بندگانیم بنده را باید　　که کند هرچه خواجه فرماید

منصب بنده نیست خودرائی　　خود نشستن بکار فرمائی

هرکه بر وفق حکم مشغول ست　　بر سر اجرت ست و مقبول ست

وانکه بی حکم خود تراشد کار　　مزد واجب نمی شود زنهار

ما ضعیفیم وافتاده بخاک　　خود چه دانیم راز حضرت پاک

ما همه هیچ اوست کامل ذات　　علم ما چون شود چو او هیهات

ذات بیچون که نام اوست خدا　　کی خیال خرد رسد آنجا

آنکه او آمدست از بر یار　　او رساند ز دلستان اسرار

آنچه ما فی الضمیر تست نهان　　کی چو تو داندش دگر انسان

پس تو ما فی الضمیر آن دادار　　مثل او چون بدانی ای غدار

آن که چشم آفرید نور دهد　　آن که دل داد او سرور دهد

چشم ظاهر ببین که چون ز کرم　　خالقش داد نیر اعظم

از برای مصالح دوران　　گاه پیدا نمود و گاه نهان

این چنین ست حال چشم درون　　آفتابش کلام آن بیچون

هوش دار ای بشر که عقل بشر　　دار و اندر نظر هزار خطر

سرکشیدن طریق شیطانی ست　　برخلاف سرشت انسانی ست

تا نه فضلش ره تو بگشاید　　صد فضولی بکن چه کار آید

در سرائر چه جای استنباط　　شتری چون خزد بسم خیاط

تو نه باخبر از ان کوی　　تو نه دانی جمال آن روی

خبری زو بمردمان چه دهی　　ماه نادیده را نشان چه دهی

سخن یار و سینه افسرده　　جامهٔ زنده است بر مرده

گر بری ریگ را بزرگ و بلند　　جنبش با دخواهدش افگند

هست ما را یکی که هر فیضان　　می شود زان محافظ تن و جان

آن خدائی که آفرید جهان　　هست هر آفریده را نگران

هر چه باید برای مخلوقات / از لباس و خوراک و راه نجات
خود مهیا کند بمنت وجود / که کریمست و قادرست و ودود
چشم خود کن بکشت صحرا باز / خوشه با خوشه ایستاده بناز
همه از بهر ماست تا بخوریم / د د در رنج گرسنگی نه بریم
آن که از بهر چند روزه حیات / اینقدر کرده است تائیدات
چون نه کردی برای دار بقا / نظری کن بعقل و شرم و حیا
سنگ افتد برا چنین فرهنگ / که ز صدق رست دور صد فرسنگ
گر کنی سوی نفس خویش خطاب / که په سانت گذر شود بجناب
خو دند لائی بیایدت ز درون / که ز تائید حضرت بیچون
تا بدا اندر قیاس و فهم کسی / که شود کار پیل از مگسی
پس چه ممکن که ذره امکان / خود کند کار حق بزور و توان
شان دادار پاک را بشناس / وز چنین کسر شان او بهراس
خویشتن را شریک او سازی / پیش او دم زنی بانبازی
این چه عقلست ای بتر ز دواب / این چه بر فهم تو فتاد حجاب
گر کسی گویدت باستحقار / که درین شهر چون تو هست هزار
نیستی از کسی بعقل فزون / با تو هم پایه اند مردم دون
مشتعل میشوی بکین خیزی / در دل آری که خون او ریزی
آنچه بر خود روا نمیداری / چون پسندی بحضرت باری
چون پسندی که کارساز امور / ابکمی هست وز سخن معذور
چون پسندی که واهب هر نور / بخل ورزید یا شدست قصور
چون پسندی که حضرت غیور / هست عاجز چو مردگان قبور
بهر تعظیم هست مذهب و دین / تف بران دین که میکند توهین
آنکه او خلق را ز باها داد / خاک را طاقت بیانها داد
چون بود گنگ بی زبان هیهات / شرمت آید ز پاک کامل ذات

جامع ہر کمال و عز و جلال ‏— چون بود ناقص است اسیر ضلال

ہمہ اوصاف او چو گشت عیان ‏— چون بماند ی تکلمش پنہان

دیدہ آخر برائے آن باشد ‏— کہ بدو مرد راہ دان باشد

دہ چہ این چشم ہست و این دیدہ ‏— کہ برو آفتاب پوشیدہ

گر بدل باشدت خیال خدا ‏— این چنین ناید از تو استغنا

از دل و جان طریق او جوئی ‏— وز سر صدق سوئے او پوئی

ہر کرا دل بود بدلدارے ‏— خبر شش پرسد از خبر دارے

گر نباشد لقائے محبوبے ‏— جوید از نزد یار مکتوبے

بے دلارام نایدش آرام ‏— گہہ بر دیش نظر گہے بکلام

آنکہ داری بدل محبت او ‏— نایدت صبر جز بہ صحبت او

فرقت او گر اتفاق افتد ‏— در تن و جان تو فراق افتد

دلت از ہجر او کباب شود ‏— چشمت از فتنش پر آب شود

باز چون آن جمال و آن روئے ‏— شد نصیب دو چشم ور کوئے

دست در دامنش زنی بجنون ‏— کہ ز نادیدنت دلم شد خون

این محبت بذرۂ امکان ‏— وز دل افگندۂ خدای یگان

لاؤ بالی فتادۂ زان یار ‏— فارغی زان جمال وزان گفتار

مردگان راہمے کشی بکنار ‏— وز دلارام زندۂ بیزار

کس شنیدی کہ قانع از یار ست ‏— عشق و صبر این دو کار دشوار ست

آنکہ در قعر دل فرود آید ‏— دیدہ از دیدنش نیاساید

تو دل خود بہ دیگران دادہ ‏— یکسر از یار فارغ افتادہ

این بود حال و طور عاشق زار ‏— این بود قدر دلبرائے مردار

عاشقان را بود ز صدق آثار ‏— اے سیہ دل ترا بعشق چہ کار

تا ز تو ہستی ات بدر نہ رود ‏— تخم شرک از دل تو بر نہ رود

پائے سعیت بلند تر نرود ‏— تا ترا دود دل بسر نہ رود

یا رپیدا شود دران هنگام | که تو گردی نهان زخود بتمام

تا نه سوزی زسوز و غم نرهی | تا نمیری زموت هم نرهی

چیست آن هیزه جان و تن کز سوخت | آتش اندر دلی بزن که نسوخت

کلبهٔ جسم خود بکن برباد | چون سمے گرد داز خدا آباد

پائے خود را جدا کن از تن خویش | چون نگیر دری صداقت پیش

هیچ چیزے چو ذات بیچون نیست | جگرے خون شود کزو خون نیست

گنج هاے جهان فدائے نگار | به زصد گنج خاک پای نگار

هر چه از دست او رسد آن به | خار او از هزار بستان به

ذلت از بهر او زعزت به | قلت از بهر او زکثرت به

مردن از بهر او حیات مدام | صد لذائذ فدائے آن آلام

ای که در کوئے دلستان گذری | یا وفا باش ورنه جان گذری

صادقانے که طالب یارند | جان فشانان ز بهر دلدارند

گر نیابند راه آن دلبر | از غمش جان کنند زیر و زبر

از دلارام رنگ میدارند | وز رهِ نام ننگ میدارند

لذتِ خود بدرد مے بینند | حسن در روی زرد مے بینند

تو که چون خر بگل فرو مانی | همت آن یلان چه میدانی

سهل باشد حکایت از غم و درد | داند آن کس که رو به غمها کرد

آفرین خدا بران جانے | که زخود شد برای جانانے

منزلِ یار خویش کرد بدل | وز هوا هارمید صد منزل

از خودی در شد و خدا را یافت | گم شد و دست رهنما را یافت

تو چه یابی که غافلی زین راه | وز جلال خدا نهٔ آگاه

همه کارت بعقل خام افتاد | همه سعی تو ناتمام افتاد

هیچو طوطی همین سخن یاد است | که بشر عاقل است و آزاد است

اے که دیوانهٔ سپهِ اموال | ده که در کار دین چنین اهمال

روی دل را بجانب دین کن — فکر آخر غم نخستین کن

حصر تو بر قیاس در همه حال — هست بر حمق تو یک استدلال

تا نه فرمان رسد باعلانی — چون شود کس مطیع فرمانی

تا نه حکمی شود ظهور پذیر — چون توانی شدن مطیع امیر

تا نه گردد کسی ز حق مامور — کفر و ایمان چسان کنند ظهور

تا نیاید اشارتی ز نگار — چه برآید ز دست عاشق زار

فرق در سرکش و مطیع خدا — جز به حکمش چسان شود پیدا

شرط تعمیل حکم چون حکم ست — پس وجودش بجوختن ای مست

ورنه این دعوی غلط بگذار — که رود م زیر حکم آن دادار

خود تراشیدن از خودی فرمان — آن نه حکم خداست ای نادان

نه بحرف ست و نی بعقل روا — که شود ظن خویش حکم خدا

حکم او آن بود که او فرمود — پس چو فرمود خود نگه کن زود

که ازین شد ثبوت وحی خدا — شد ضرورت مسلش زین جا

گر دهندت بصیرت دینی — در گمان نها هلاک خودبینی

بنگر آخر بعقل و فکر و قیاس — که خرد را نه محکم ست اساس

تا نه باشد رفیق او دگری — نایدش از رهِ یقین خبری

تا نه بینی بدیده یا جائی — یا نه یابی خبر ز بینائی

خود نه گوید ترا خرد زنهار — که چنین دارد آن مکان آثار

پس چه ممکن که دم زند بسعاد — که چنین اند آن دیار و بلاد

این چه حمق ست و اینچه بیراهی — که بجهل ست لاف آگاهی

چون روی از قیاس خود برهی — که ندیدی بعمر خویش گهی

چون شد از عالم دگر خبرت — ما درت دیده بود یا پدرت

ورندیدست کس چسان دانی — کم غرام ای دنی بعمر یا نی

تو که داری ز انبیا انکار — این همه کوری است و استکبار

یک نظر کن بفطرت انسان / که ندارند جوهرے یکسان
مختلف اوفتاد هر بشرے / کس بخیرے فزود کس بشرے
پس چو یک بیش و دیگرست کمے / هم چنین در قبول فیض همے
خود نگه کن کنون ز صدق و صفا / که چه ثابت همی شود زینجا
شب تارست و خوف بیش انگیز / از سر خود روی مده سر خویش
پس دیوار چون سخنے دانی / چون بدانی غیوب ربانی
در شگفتم که با چنین نقصان / از چه بر عقل مے شوی نازان
این چه عقل است وینچه معرفت است / اینچه قهر خدا و حشمت است
این جهانت چو عید خوش افتاد / وان وعید خدا نداری یاد
بشنو از وحی حق چه گوید راز / از جناب وحید و بے انباز
کان خردها که در دل عقلاست / همه یک ذرهٔ ز آتش ماست
آن کلام خدا نه بر فلک ست / تا بگوئی که هست دور از دست
یا بگوئی که کار هست محال / بر فلک رفتنم کدام مجال
نے بزیر زمین کلام خدا / تا بگوئی که چون خزم آنجا
چون ز قعر زمین برون آرم / خود چنین طاقتے نمے دارم
قطع عذر تو کرد داور پاک / نور عرش آمدست بر سر خاک
گر ترا رحم آن یگان بخشد / دولتت سوی او عیان بخشد
الله الله چه ریختت از انوار / هست رشح دگر دران گفتار
جهل گردد ز دیدنش یکسو / رو دهد صد گشایشے زان رو
نور بار آورد تلاوت او / عالمے زیر بار منت او
چشم بد دور اینچه هست جمال / هست یک چشمهٔ ز آب زلال
تا جهان رسم دلبری بنهاد / کس چو او دلبری ندارد یاد
آن شعاعے کزو شدست عیان / کس ندیده ز مهر و مه بجهان
چند بر عقل تمام تاز کنی / چه کنم تا تو دیده باز کنی

نقص خود بنگر و کمال خدا | ذلت خویشتن جلال خدا
از رہ عقل راہ رب مجید | کس ندیدست و کس نخواہد دید
اندر آنجا کہ سوختن باید | چون رہے از قیاس بکشاید
تا نشد وحی حق مدد فرما | تا نیاورد بو نسیم صبا
عقل را زان چمن نہ بود خبر | طائر فکر بود سوختہ پر
آن صبا نکہتے ز یار آورد | تا خرد نیز رو بکار آورد
بارہا آب خود نگار آورد | تا نخیل قیاس بار آورد
وقت عیش ست و موسم شادی | تو چہ در سوگ و ماتم افتادی
تند بادے بخواہ از دادار | تا خس و خار تو پرد یک بار
در خور و مہ شکے نگیر در راہ | تو ز دلدار خویش دیدہ بخواہ
گمرہی تا دمے کہ سر تابی | چون بجوئی ز صدق دل - یابی
نیستی طالب حقیقت راز | بس ہمین مشکل ست اے تاساز
بر وجودش ز صنعت استدلال | این مجاز ست نے چو اصل وصال
وصلش از آلۂ مجازی نیست | باز کن دیدہ جائے بازی نیست
گر بر آتش دو صد جگر سوزی | نیستت از قیاس پیروزی
خبرے نیستت ز جانانہ | مے زنی ہرزہ گام کورانہ
آن یقینے کہ بخشدت دادار | چون قیاس خودت نہد بکنار
آن یکے از دہان دلدارے | نکتہ ہاے شنید و اسرارے
وان دگر از خیال خود بگمان | پس کجا باشد این دو کس یکسان
اے کہ مغرور راہ مظنونی | تو نہ عاقل کہ سخت مجنونی
آن خدا را کز وست منت ہا | بشمری زیر منت عقلا
این خدا اسے عجیب در دل تست | کہ چنین ست زار و ماندہ و سست
تا نہ از عاقلان مدد ہا یافت | نتوانست سوئے خلق شتافت
کسے کہ پسندد خرد کہ آن اکبر | شہرتے یافت از طفیل بشر

شب تارست و دشت و بیم ددان ‌‌ چون بجوابی بغفلت ای نادان
خیز و بر حال خود نگاه بکن ‌‌ خطر راه بین و آه بکن
خیز و از نفس خود بپرس نشان ‌‌ که چه خواهد مراتب عرفان
می تپد از برای رفع حجاب ‌‌ یا قیاسش بس است در هر باب

تفسیر افلا تبصرون

افلا تبصرون گفت خدا ‌‌ خیز و در نفس جو تعطش ها
تو اسیری بصد هزار خطا ‌‌ هر خطای بتر ز اژدرها
عجب این کوری است و بی بصری ‌‌ که ازین کار خام بی خبری
سخن راست است نی خطاست ‌‌ تو نه فهمی سخن خطا اینجاست
ستر سربستهٔ و رای ورا ‌‌ که کشاید بدون وحی خدا
راز ذات نهان که گوید باز ‌‌ جز خدای که هست محرم راز
مشت خاکی فتاده است براه ‌‌ تند بادی بجوید از درگاه
تو نه فهمی هنوز این سخنم ‌‌ در دلست چون فروشوم چکنم
ای دریغا که دل ز درد گداخت ‌‌ درد ما را مخاطبی نشناخت
ای خور روی یار زود برا ‌‌ که دل آزرد از شب یلدا
یک نگاهی بس است در دین ها ‌‌ کاشش دیدی کسی ز خوف خدا
آشکار است کفر و ایمان هم ‌‌ گفتمت آشکار و پنهان هم
ترک خوف خدا و بدعملی ‌‌ این دو چیز اند تخم تیره دلی
ورنه روی نگار نیست نهان ‌‌ هر حجابی ز تست ای بیجان
از رگ جان قریب تر یار است ‌‌ هر نه از تو درازی کار است
هر که برخواست از خودی یکبار ‌‌ خود شنید بکار او دادار
حی و قیوم و قادر است نگار ‌‌ تو مپندار مرده ای مردار
میل رفتن گرست جانب یار ‌‌ جانب صدق را عزیز بدار
ور شکی هست خیز و تجربه کن ‌‌ تا شکوکت برآورم از بن
گر خرد پاک از خطا بودی ‌‌ هر خردمند با خدا بودی

کس نرست از ذہول و سہو و خطا
جز خداوند عالم الاشیا

نظرے کن ز روے استقرا
گر کسے رستہ است باز نما

ورنہ باز آ ز شورش و انکار
جیفۂ کذب را مخور زنہار

آخرت با خدا فتد سروکار
خود نگہ کن بترس زان دادار

در خرابات او فتاد دلے
خود بخود چون برون شود ز گلے

رو بہ باطل نہادۂ باز آ
دل بہ بدروے دادۂ باز آ

در مزابل فتادۂ باز آ
این کجا ایستادۂ باز آ

آخرا اے لافزن ز عقل و خرد
ہوش کن پا منہ برون از حد

دم زدن در خیالہاے محال
ہست شوریدہ مشربی و ضلال

ہر کہ رخت افگند بویرانہ
مے نماید بتر ز دیوانہ

چون چنین سر زنی ز راہ صواب
چہ نہ دانی کہ آخرست حساب

پاے تو لنگ منزل تو دراز
ترسمت چون رسی ازین تک و تاز

خود چنین ست فطرت انسان
کہ چو بیند کہ مشکل ست گران

اول از زور و تاب و طاقت خویش
میکند سعی و جہد بیش از بیش

تا مگر کار بستہ بگشاید
زیر بار سپاس کس ناید

چون بہ بیند کہ کار رفت از دست
رسن اختیار رفت از دست

رو نہد سوئے کوچۂ یاران
مددے جوید از مددگاران

زور دست برادران جوید
نزد ہر کاردان سے پوید

چون بماند ز ہر طرف ناچار
نالد آخر بدرگہ دادار

نعرہا مے زند بحضرت پاک
وز تضرع جبین نہد بر خاک

در خود بند و بگرید زار
کاے گشایندہ رہ دشوار

گنہ من بہ بخش و پردہ بپوش
تا نہ دشمن زند بشادی جوش

چون چنین فطرت بشر افتاد
زان سہ گونہ صفت کہ کردم یاد

آن حکیمش ز لطف بے پایان
حسب فطرت بداد ہم سامان

جهد خویش عقلش داد
راه فکر و قیاس و خوض کشاد

کار با همین امداد
رحم در قلب یکدگر بنهاد

پ قبائل و اقوام
کرد کار نظام و ربط تمام

و رپ حاجت فیوض خدا
کرد الهام را ز رحم عطا

تا رسد کار آدمی بکمال
تا میسر شود همه آمال

تا بحد یقین رسد تعلیم
تا دو گونه شود ره تفهیم

زان دو گونه مناهج تلقین
مے کشاید ره حصول یقین

هر طبیعت بحسب فهم و خیال
مے براید بدان ز چاه ضلال

غرض آن میل فطرتے که خدا
کرد در فطرت بشر پیدا

آن همی خواست وحی ربانی
نظرے کن بغور تا دانی

فطرتت چون فتاده است چنان
چون کشی سر ز فطرت ای نادان

اقتضاے طبیعت انسان
که نهادست ایزد منان

گه بشر را کشد بسوے قیاس
تا نهد کار را بعقل اساس

گاه دیگر کشد بمنقولات
تا بیارامد از بیان ثقات

زینکه آرام قلب و اطمینان
جز باخبار صادقان نتوان

نیز چون واجب ست در تعلیم
که بقدر خرد بود تفهیم

لاجرم ره کشاده اند دو تا
تا رسد هر طبیعتے بخدا

تا ذکی و غبی و اشرف و دون
ره بیابند سوے آن بیچون

دیگر این ست نیز هم برهان
بر ضرورات وحی آن رحمان

که چنین شهرت خداے یگان
هرگز از جهد عقلها نتوان

گر نه گفتے خدا انا الموجود
چون فتادے جهان بپرستش معبود

این همه شور هستی آن یار
که ازو عالم ست عاشق زار

خود بپرداخت آن خداے جهان
نه بشر کرد بر سرش احسان

ای دریغ اینچه آدمی زادند
کز خدا در خودی بیفتادند

عقل چون شد چو فیض وحی نبود
دیدہ را ز آفتاب ہست وجود

او اگر نور خود نہ بخشید سے
چشم ما خود بخود چسان دیدے

بلبل از فیض گل سخن آموخت
منکر از وے ہمان کہ چشم بدوخت

ہمہ عالم گواہ آلایش
ابلہ منکر ز وحی و القایش

مہر پاکان بجان خود بنشان
تا شوی جان من ہم از پاکان

این خرد جملہ خلق مے دارند
تا ز کم کن کہ چون تو بسیار اند

چارہ ما بغیر یار کجا
ما کجا ئیم و عقل زار کجا

زہر فرقت چشی و ناکامی
باز منکر ز وحی و الہامی

جان تو بر لب از نخوردن آب
باز از آب زندگی رو تاب

کور ہستی و کین بدیدہ وران
وہ چہ داری شقاوت و خسران

دارو سے درد دل ز فطنت ماست
آن بدار الشفائے وحی خداست

نشود عین زر تصور زر
زر ہمانست کو فتد بہ نظر

ہست بر عقل منّت الہام
کہ از و بخت ہر تصور خام

آن گمان بر دوین نمود فراز
آن نہان گفت و این کشود آن راز

آن فرو ریخت این بکف بسپرد
آن طمع داد وین بجا آورد

آن کہ بشکست ہر بت دل ما
ہست وحی خدای بے ہمتا

آنکہ ما را رخ نگار نمود
ہست الہام آن خدای ودود

آنکہ داد از یقین دل جامے
ہست گفتار آن دلارامے

وصل دلدار و مستی از جامش
ہمہ حاصل شدہ ز الہامش

وصل آن یار اصل ہر کامیست
وانکہ زین اصل غافل آن خامیست

بے عطیات ما ہمہ بے زاد
بے عنایات ما ہمہ برباد

اللہ جل شانہ کے کثرت انعامات اور بارش کی طرح فیضان الہامات کو محسوس کر کے بڑے ناز و نیاز سے اسکی ذات پاک کو خطاب کرتے

ہین اور اسکے ضمن مین اپنے وجود طیب کو آیۃ اللہ اور نشان راہ حق ثابت کرتے ہین اور دشمنان خدا کے اعتراض کو جو وہ تعداد ازواج جناب نبوت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کرتے ہین عجیب دلائل سے دفع کرتے ہین اور بالآخر عاشقان الٰہی کی صفات بیان کرتے ہوئے بڑی بارعب تحدی سے اپنے تئیں دلیل صداقت اور مظہر و مظہر خوارق و علامات الٰہیہ ثابت کرتے ہین

براہین احمدیہ صفحہ ۵۲۴

اے خدا اے چارۂ آزار ما
اے تو مرہم بخش جان ریش ما
از کرم برداشتی ہر بار ما
حافظ و ستاری از جود و کرم
بندہ درماندہ باشد دل طپان
عاجزے را ظلمتے گیرد براہ
حسن و خلق و دلبری بر تو تمام
آن خردمندے کہ او دیوانہ ات
ہر کہ عشقت در دل و جانش فتد
عشق تو گردد عیان بر روئے او
صد ہزاران نعمتش بخشی ز جود
خود نشینی از پئے تائید او
پس نمایان کارہا کاندر جہان
خود کنی و خود کنانی کار را
خاک را در یک دمے چیزے کنی
بر کسے چون مہربانی مے کنی

اے علاج گریہ ہائے زار ما
اے تو دلدار دل غم کیش ما
وز تو ہر بار و بر اشجار ما
بیکسان را یاری از لطف اتم
ناگہان درمان بر آری از میان
ناگہان آری بر و صد مہر و ماہ
صحبتے بعد از لقائے تو حرام
شمع بزم ست آنکہ او پروانہ ات
ناگہان جانے در ایمانش فتد
بوئے تو آید ز بام و کوئے او
مہر و مہ را پیشش آری در سجود
روئے تو یاد او فتد از دید او
سے نمائی بہر اکرامش عیان
خود دہی رونق تو آن بازار را
گر ظہور ش خلق گیرد روشنی
از زمینی آسمانی مے کنی

صد شعاعش میدهی چون آفتاب — تا نماند طالب دین در حجاب
تا ز تاریکی بر آید عالمے — تا نشان یابند از کویت همے
زین نشانها بدرگان کور و کراند — صد نشان بینند و غافل بگذرند
عشق ظلمت دشمنی با آفتاب — شب پران سرمدی جان در حجاب
آن شه عالم که نامش مصطفے — سیّد عشاق حق شمس الضحی
آنکه هر نورے طفیل نور اوست — آنکه منظور خدا منظور اوست
آنکه بهر زندگی آب روان — در معارف همچو بحر بےکران
آنکه بر صدق و کمالش در جهان — صد دلیل و حجت روشن عیان
آنکه انوار خدا بر روے او — مظهر کار خداے کوے او
آنکه جمله انبیاء و راستان — خادمانش همچو خاک آستان
آنکه مهرش میرساند تا سما — میکند چون ماه تابان در صفا
مے دهد فرعونیان را هر زمان — چون ید بیضاے موسیٰ صد نشان
آن نبی در چشم این کوران زار — هست یک شهوت پرستے کین شعار
شرمت آید اے سگ ناچیز و پست — مے نهی نام بلان شهوت پرست
این نشان شهوتی هست اے لئیم — کز رخش رخشان بود نور قدیم
در شبے پیدا شود روزش کند — در خزان آید دل افروزش کند
مظهر انوار آن بے چون بود — در خرد از هر بشر افزون بود
اتباعش آن دهد دل را کشاد — کش نه بیند کس بصد ساله جهاد
اتباعش دل فروزد جان دهد — جلوهٔ از طاقت یزدان دهد
اتباعش سینه نورانی کند — با خبر از یار پنهانی کند
منطق او از معارف پر بود — هر بیان او سراسر در بود
از کمال حکمت و تکمیل دین — پا نهد بر اولین و آخرین
وز کمال صورت و حسن اتم — جمله خوبان را کند زیر قدم
تابعش چون انبیا گردد ز نور — نورش افتد بر همه نزدیک و دور

شیر حق پر ہیبت از رب جلیل — دشمنان پیشش چو روباہ ذلیل
این چنین شیرے بود شہوت پرست — ہوش کن اے روبہے ناچیز و پست
چیستی اے کورک فطرت تباہ — طعنہ بر خوبان بدین روئے سیاہ
شہوت شان از سر آزادی است — نے اسیر آن چو تو آن قوم مست
خود نگہ کن آن یکے زندانی است — وان دگر داروغہ سلطانی است
گرچہ در یکجاست ہر دو را قرار — لیک فرقے ہست در وی آشکار
کار پاکان بر بدان کردن قیاس — کار ناپاکان بود اے بدحواس
کاملان کز شوق دلبر مے روند — با وے صد بارے سبکتر مے روند
این کمال آمد کہ با فرزند و زن — از ہمہ فرزند و زن یکسو شدن
در جہان و باز بیرون از جہان — بس ہمین آمد نشان کاملان
چون ستورے زیر بار افتد بسر — در رہی رفتن سریع و تیز تر
این چنین اسپے کجا آید بکار — نابکارست این در اسپانش مدار
اسپ آن اسپ ست کو بار گران — مے کشد ہم میرود بس خوش عنان
کاملے گر زن بدارد صد ہزار — صد کنیزک صد ہزاران کار و بار
پس گر افتد در حضور او فتور — نیست آن کامل ز قربت ہست دور
نیست آن کامل نہ مرد زندہ جان — گر خردمندی ز مردانش مخوان
کامل آن باشد کہ با فرزند و زن — با عیال و جملہ مشغولی تن
با تجارت با ہمہ بیع و شرا — یک زمان غافل نگردد از خدا
این نشان قوت مردانہ است — کاملان را بس ہمین پیمانہ است
سوختہ جانے ز عشق دلبرے — کے فراموشش کند با دیگرے
او نظر دارد بغیر و دل بہ یار — دست در کار و خیال اندر نگار
دل طپان در فرقت محبوب خویش — سینہ از ہجران یارست ریش ریش
اوفتادہ دور از روے کسے — دل دوان ہر لحظہ در کوے کسے
خم شدہ از غم چو ابروے کسے — ہر زمان پیچان چو گیسوئے کسے

دلبرش در شد بجان و مغز و پوست   راحت جانش بیاد روی دوست
جان شد او کے جان فراموشش شود   ہر زمان آید ہم آغوشش شود
دیده چون بر دلبر مست او فتد   ہر چہ غیر اوست از دست او فتد
غیر گو در بر بود دورست دور   یار دور افتاده ہر دم در حضور
کار و بار عاشقان کار جداست   برتر از فکر و قیاسات شماست
قوم عیارست دل در دلبرے   چشم ظاہر بین بدیوار و درے
جان خرد شان از پئے مہ پیکرے   بر زبان صد قصہا از دیگرے
فانیان را ماسوے از یار نیست   بچہ او زن بر سر شان بار نیست
با دو صد زنجیر ہر دم پیش یار   خار با او گل گل اندر ہجر خار
تو بیک خارے برای صد فغان   عاشقان خندان بپا جان فشان
عاشقان در عظمت مولی فنا   غرقہ دریائے توحید از وفا
کین و مہر شان ہمہ بہر خداست   قہر شان گر ہست آن قہر خداست
آنکہ در عشق احد محو و فناست   ہر چہ زو آید ز ذات کبریاست
فانی است و تیر او تیر حق ست   صید او در اصل نخچیر حق ست
آنچہ مے باشد خدا را از صفات   خود دمد در فانیان آن پاک ذات
خوے حق گردد در ایشان آشکار   از جمال و از جلال کردگار
لطف شان لطف خدا ہم قہر شان   قہر حق گردد نہ ہمچون دیگران
فانیان ہستند از خود دور تر   چون ملائک کارکن از داد گر
گر فرشتہ قبض جانے میکند   یا کرم بر نا توانے مے کند
این ہمہ سختی و نرمی از خداست   او ز خواہشہائے نفس خود جداست
ہم چنین میدان مقام انبیا   واصلان و فاصلان از ماسوا
فانی اند و آلہ ربانی اند   نور حق در جامہ انسانی اند
سخت پنہان در قباب حضرت اند   گم ز خود در رنگ آب حضرت اند
اختران آسمان زیب و فر   رفتہ از چشم خلائق دور تر

کس ز قدرِ نورِ شان آگاه نیست / زانکه ادنیٰ را با علیٰ راه نیست

کور کورانه زند راے دنی / چشم کورش بے خبر زان روشنی

هم چنین تو اے عدوّ مصطفےٰ / مے نمائی کوری خود را بما

بر قمر عوعو کنی از سگ رگی / نور مه کمتر نه گردد زین سگی

مصطفےٰ آئینه روے خداست / منعکس در وے همان خوئی خداست

گر ندیدستی خدا او را به بین / من رانی قد رای الحق این یقین

آنکه آویزد بمستان خدا / خصم او گردد جناب کبریا

دست حق تائید این مستان کند / چون کسے با دستِ حق دستان کند

منزل شان برتر از صد آسمان / پس نهان اندر نهان اندر نهان

پا فشرده در وفائے دلبرے / وز سرش بر خاک افتاده سرے

جانِ خود را سوخته بهر نگار / زنده گشته بعد مرگ صد هزار

صاحب چشم اند آنجا بے تمیز / چشم کوران خود نباشد هیچ چیز

روے شان آن آفتابے کاندران / چشم کوران خیره هم چون شپران

تو خودی زن زاے تو همچون زنان / ناقص ابن ناقص ابن ناقصان

خوب گر نزد تو زشت ست و تباه / پس چه خوانم نام تو اے روسیاه

کوریت صد پرده ها بر تو فگند / وین تعصبهائے تو بیخت بکند

اے بسا محبوب آن رب جلیل / پشت از کوری حقیر ست و ذلیل

اے بسا کس خورده صد جام فنا / پیش این چشمت پر از حرص و هوا

گر نماندے از وجود تو نشان / نیک بودے زین حیات چون سگان

زاغ گر زادے بجایت مادرت / نیک بود از فطرت بد گوهرت

زانکه کذب و فسق و کفرت در سرست / وین نجاست خواریت زان بدترست

تو هلاکی اے شقی سرمدی / زانکه از جان جهان سرکش شدی

اے در انکار و شکے از شاه دین / خادمان و چاکرانش را به بین

کس ندیده از بزرگانت نشان / نیست در دست تو بیش از داستان

لیک گر خواہی بیا بنگر زما — صد نشان صدق شان مصطفی
ہان بیا اے دیدہ بستہ از حسد — تا شعاعش پردۂ تو بر درد
صادقان را نور حق تابد مدام — کاذبان مردند و شد ترکی تمام
مصطفی مہر درخشان خداست — بر عدوش لعنت ارض و سماست
این نشان لعنت آمد کاین خسان — ماندہ اندر ظلمتے چون شپران
سینے دل صافی نہ عقل راہ بین — راندہ درگاہ رب العالمین
جان کنی صد کن بکین مصطفی — رہ نہ بینی جز بدین مصطفی
تا نہ نور احمد آید چارہ گر — کس سے نے گیرد ز تاریکی بدر
از طفیل اوست نور ہر نبی — نام ہر مرسل بنام او جلی
آن کتابے ہمچو خور دادش خدا — کز رخش روشن شد این ظلمت سرا
ہست فرقان طیب و طاہر شجر — از نشانہاے دہد ہر دم ثمر
صد نشان راستی درو پدید — نے چو دین تو بنایش بر شنید
پر ز اعجاز ست آن عالی کلام — نور یزدانی درو رخشد تمام
از خدائی ہا نمودہ کار را — بر دریدہ پردہ کفار را
آفتاب ست و کند چون آفتاب — گر نۂ کوری بیا بنگر شتاب
اے مزور گر بیائی سوے ما — وز و فارغت افگنی در کوے ما
وز سر صدق و ثبات و غمخوری — روزگارے در حضور ما بری
عالمے بینی ز ربانی نشان — سوے رحمان خلق و عالم را کشان
گر خلاف واقعہ گفتم سخن — راضیم گر تو سرم بری ز تن
راضیم گر خلق بر دارم کشند — از سر کین باصد آزارم کشند
راضیم گر باشدم این کیفرے — خون روان بر خاک افتادہ سرے
راضیم گر مال و جان و تن رود — وانچہ از قسم بلا بر من رود
گر دروغم رفتہ باشد بر زبان — راضیم بر ہر سزاے کاذبان
لیک گر تو زین سخن پیچی سرے — بر تو ہم نفرین رب اکبرے

زین سخنہا ہر کہ روگردان بود ‏ ‏ آن نہ مردے رہزن مردان بود

اے خدا پیچ جبینانے برار ‏ ‏ کز جفا با حق نے دارند کار

دل نے دارند و چشم و گوش ہم ‏ ‏ باز سرپیچان ازان بدراتم

دین شان بر قصہا دارد مدار ‏ ‏ گفتگوہا بر زبان دل بے قرار

فرق بسیارست در دید و شنید ‏ ‏ خاک بر فرق کسے کین را ندید

دید را کن جستجو اے ناتمام ‏ ‏ ورنہ در کار خودی بس سرد و خام

بر سماعت چون ہمہ باشد بنا ‏ ‏ آن نیفزاید چوے صدق و صفا

صد ہزاران قصہ از روے شنید ‏ ‏ نیست یکسان با چوے کان ہست دید

دین ہمان باشد کہ نورش باقی است ‏ ‏ وز شراب دید ہر دم ساقی است

دل مدہ الا بجزبے کز جمال ‏ ‏ وانماید بر تو آیات کمال

کور نی خود ترک کن ماہے بہ بین ‏ ‏ اے گدا برخیز و آن شاہے بہ بین

رو بہ بین و قد بہ بین و خد بہ بین ‏ ‏ وز محاسنہاے خوبان صد بہ بین

یکدم از خود دور شو بہر خدا ‏ ‏ تا مگر نوشی تو کاسات لقا

دین حق شہر خداے امجد است ‏ ‏ داخل او در امان ایزد است

در دمے نیک و خوش اسلوبی کند ‏ ‏ ہم چو خود زیبا و محبوبے کند

جانب اہل سعادت پے بزن ‏ ‏ تا شوی روزے سعید اے جان من

اے بقصد انکار و کین از کودنی ‏ ‏ رو در حق زن چرا سر مے زنی

نالہا کن کے خداوندیگان ‏ ‏ بگسلان از پاے من بند گران

تا مگر زان نالہاے دردناک ‏ ‏ دست غیبے گیردت ناگہ ز خاک

بے عنایات خدا کارست خام ‏ ‏ پختہ داند این سخن را والسلام

براہین احمدیہ جلد ۱ صفحہ الف

کرمک پروانہ را چون موت مے آید فراز ‏ ‏ مے فتد بر شمع سوزان از رہ شوخی و ناز

براہین احمدیہ جلد ۲ صفحہ د

پناہم آن توانائیست ہر آن ‏ ‏ ز جہل ناتوانانم مترسان

براہین احمدیہ صفحہ ۱۰۲

ہر کہ تف انگند بہ مہر منیر
ہم بر رویش فتد تف تحقیر
تا قیامت تف است بر رویش
قدسیان دور تر ز بد بویش

براہین احمدیہ صفحہ ۱۶۱

ترا عقل تو ہر دم پاے بند کبر میدارد
برو عقلے طلب کن کت ز خود بینی برون آرد
ہمان بہتر کہ ما آن علم حق از حق بیاموزیم
کہ این علمے کہ ما داریم صد سہو و خطا دارد
کہ گوید بہتر از قولش گر او خاموش بنشیند
کہ گیرد دست ای نادان گر او دست تو بگذارد
برو قدرش بہ بین و ز حجت بی اصل دم درکش
کہ این حجت کہ مے آری بلاہا بر سرت آرد

براہین احمدیہ صفحہ ۳۲۵

ناتوانان را کجا تاب و توان
تا نشان یابند خود زان بے نشان
عقل کوران رہنما جوید براہ
رہبری از دانش کوران مخواہ
عقل ما از بہر زاری و بکاست
دفع آزار جہالت از خدا است
عقل طفلست اینکہ گرید زار زار
شیر جز مادر نیاید زینہار

براہین احمدیہ صفحہ ۴۰۱

نہین محصور ہرگز راستہ قدرت نمائی کا
خدا کی قدرتوں کا حصر دعوی ہے خدائی کا

براہین احمدیہ صفحہ ۴۵۱

عشق ست کہ بر خاک مذلت غلطاند
عشق ست کہ بر آتش سوزان بنشاند
کس بہر کسے سر ندہد جان نفشاند
عشق ست کہ این کار بصد صدق کناند

براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۲

ہیچ محبوبے نماند ہمچو یار دلبرم
مہر و مہ را نیست قدرے در دیار دلبرم
آن کجا روئے کہ دارد ہمچو رویش آب و تاب
وان کجا باغے کہ میدارد بہار دلبرم

براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۶

چشم و گوش و دیدہ بندای حق گزین
یاد کن فرمان قل للمومنین
خاطر خود زین و آن یکسر بر آر
تا شود بر خاطرت حق آشکار

زیر پاکن دلبران این جہان | تا نماید چہرہ آن محبوب جان
کاملان حق اند ہم زیر زمین | تو بگوری با حیات این چنین
سالہا باید کہ خون دل خوری | تا بکوے دلستانے رہ بری
کے بآسانی رہے بکشاید ست | صد جنون باید کہ تا ہوش آیدت

براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۱

ہمچنین مرگ است کز یاران بپوشند رو یار ازا | بیکدم مے کند وقت خزان فصل بہار ازا

براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۳

ہست فرقان مبارک از خدا طیب شجر | نونہال و نیک پود و سایہ دار و پر ثمر
میوہ گر خواہی بیا زیر درخت میوہ دار | گر خردمندی مجنبان بید را بہر ثمر
ور نیاید باورت در وصف فرقان مجید | حسن آن شاہد بپرس از شاہدان باخود نگر
وانکہ او نامد پئے تحقیق در کین مبتلاست | آدمی ہرگز نباشد ہست او بدتر زخر

براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۴

اے خالق ارض و سما بر من در رحمت کشا | دانی تو آن درد مرا کز دیگران پنہان کنم
از بس لطیفی دلبرا در ہر رگ و تارم درآ | تا چون بجوید یا ہم ترا دل خوشتر از بستان کنم
در سرکشی اے پاک خو جان برکنم در ہجر تو | تا انسان ہمے گریم کز ویک عالمے گریان کنم
خواہی بقہرم کُن جدا خواہی بلطفم رو نما | خواہی بکش یا کن رہا کے ترک آن دامان کنم

قطعہ تاریخ طبع براہین احمدیہ منہ

کیا خوب ہے یہ کتاب سبحان اللہ | اک دم میں کرے ہے دین حق سے آگاہ
از بس کہ یہ مغفرت کا بتلاتی ہے راہ | تاریخ بھی یا غفور نکلی وہ واہ

۱۲۹۷

سرمہ چشم آریہ صفحہ ٹائٹل

بحمد اللہ کہ این کحل الجواہر | شد از کوہ صواب صدق ظاہر
مطالب از سرمہ گر روشنی چشم مے باید | کہ عاقل از دل و جان دوست دارد چشم بینا
کسانے کہ پوشیدہ چشم و دل اند | ہمانا کزین توتیا غافل اند

اے دلبر و دلستان و دلدار — وے جان جہان و نور انوار

لرزان ز تجلیت دل و جان — حیران ز رخت قلوب و ابصار

در ذات تو جز تحیرے نیست — ہنگام نظر نصیب افکار

در غیبی و قدرتت ہویدا — پنہانی و کار تو نمودار

دوری و قریب تر ز جان ہم — نوری و نہان تر از شب تار

آن کیست کہ منتہائے تو یافت — وان کو کہ شود محیط اسرار

کردی دو جہان عیان ز قدرت — بے مادہ و بے نیاز انصار

وین طرفہ کہ ہیچ کم نہ گردد — با آنکہ عطائے تست بسیار

حسن تو غنی کند ز ہر حسن — مہر تو بخود کشد ز ہر یار

حسن نمکینت ار نہ بودے — از حسن نہ بودے ہیچ آثار

شوخی ز تو یافت روئے خوبان — رنگ از تو گرفت گل بہ گلزار

سیمین ذقنان کہ سیب دارند — آمد ز ہمان بلند اشجار

این ہر دو از ان دیار آیند — گیسوئے بتان و مشک تاتار

از بہر ستایش جمالت — بینیم ہمہ چیز آئینہ وار

ہر برگ صحیفہ ہدایت — ہر جوہر و عرض شمع بردار

ہر نفس بتو رہے نماید — ہر جان بدہد صلائے این کار

ہر ذرہ فشاند از تو نورے — ہر قطرہ براند از تو انہار

ہر سو ز عجائب تو شورے — ہر جا ز غرائب تو اذکار

از یاد تو نور ہا بہ بینم — در حلقہ عاشقان خون بار

آنکس کہ بہ بند عشقت افتاد — دیگر نہ شنید پند اغیار

اے مونس جان چہ دلستانی — کز خود بربودیم بہ یکبار

از یاد تو این دلے بغم غرق — دارد گہرے نہان صدف وار

چشم و سر ما فدائے رویت — جان و دل ما بتو گرفتار

عشق تو بہ نقد جان خریدیم
بیزار از تو کہ سر ز دست زچہیم
سہل نیست کہ ترک خویش و پیوند

تا دم نہ زند دگر خریدار
در بہیچ علم نماند یار
کردیم و دست جز از تو دشوار

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۹۴

کس قدر ظاہر ہے نور اُس مبدأ الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
چاند کو کل دیکھہ کر مین سخت بیکل ہو گیا
کیونکہ کچھہ کچھہ تھا نشان اسمین جمال یار کا
اُس بہار حسن کا دل مین ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھہ ذکر ہمسے ترک یا تاتار کا
ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھین وہی رہ ہے ترے دیدار کا
چشمہ خورشید مین موجین تری مشہود ہین
ہر ستارے مین تماشا ہے تری چپکار کا
تو نے خود روحون پہ اپنے ہاتھہ سے چھڑکا نمک
اِس سے ہے شور محبت عاشقان زار کا
کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ مین رکھین ہین خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر اُن اسرار کا
تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہین
کس سے کہل سکتا ہے پیچ اس عقدہ دشوار کا
خوبرویون مین ملاحت ہے ترے اس حسن کی
ہر گل و گلشن مین ہے رنگ اُس تری گلزار کا
چشم مست ہر حسین ہر دم دکہاتی ہے تجھے
ہاتھہ ہے تیری طرف ہر گیسوے خمدار کا
آنکھ کے اندھو نکو حائل ہو گئی سو سو حجاب
ورنہ تھا قبلہ ترا رخ کافر و دیندار کا
ہین تری پیاری نگاہین دلبرا اک تیغ تیز
جن سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غم اغیار کا
تیرے ملنے کے لئے ہم مل گئے ہین خاک مین
تا مگر درمان ہو کچھہ اس ہجر کے آزار کا
ایکدم بھی کل نہین پڑتی مجھے تیرے سوا
جان گھٹتی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا
شور کیسا ہے ترے کوچہ مین لے جلدی خبر
خون نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنون وار کا

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۸۹

دنیا کی حرص و آز مین کیا کچھہ نکرتے ہین
نقصان جو ایک پیسہ کا دیکھین تو مرتے ہین
زر سے پیار کرتے ہین اور دل لگاتے ہین
ہوتے ہین زر کے ایسے کہ بس مر ہی جاتے ہین
جب اپنے دلبرونکو نہ جلدی سے پاتے ہین
کیا کیا نہ اُنکے ہجر مین آنسو بہاتے ہین
پر انکو اُس سجن کی طرف کچھہ نظر نہین
آنکھین نہین ہین کان نہین دل مین ڈر نہین

اُنکے طریق و دھرم مین گولاکھہ ہو فساد
کیساہی ہو عیان کہ وہ ہی جہوٹ اعتقاد

پر تب بہی مانتے ہین اسیکو بہر سبب
کیا حال کردیا ہی تعصب نے غضب

دل مین تُر بہی ہے کہ مرنا نہین کبہی
ترک اس عیال و قوم کو کرنا نہین کبہی

اسے غافلان و فاتحند این سرآے تمام
دنیاسے دون نماند و نماند کس مدام

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۰۱

اسے ز تعلیم وید آوارہ
منکر از فیض بخش ہموارہ

آن قدیرے کہ نیست زو چارہ
نزد تو عاجزست و ناکارہ

بشنوی گر بود بحق روے
شور قالوا بلی ز ہر سوے

آنکہ با ذات او بقا و حیات
چون نباشد بدیع ما آن ذات

ناتوانی ست طور مخلوقات
کے خدا اینچنین بود ہیہات

کے پسند د خرد کہ رب قدیر
ناتوان باشد و ضعیف و حقیر

نظرے کن بشان ربانی
داوری ہا مکن بنادانی

این چہ دین ست و اینچہ آئین ست
کہ خدا ناتوان و مسکین ست

گر بدین دین و کیش ہستی شاد
مایہ عمر را دہی برباد

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۷۲

اُن کو سودا ہوا ہے ویدونکا
اُنکا دل مبتلا ہے ویدونکا

آریو اس قدر کرو کیون جوش
کیا نظر آگیا ہے ویدونکا

نہ کیا ہے نہ کرسکے پیدا
سوچ لو یہ خدا ہے ویدونکا

عقل رکھتے ہو آپ بہی سوچو
کیون بہروسا کیا ہے ویدونکا

بے خدا کوئی چیز کیونکر ہو
یہ سراسر خطا ہے ویدونکا

ناستک مت کی وید ہین حامی
بس یہی مدعا ہے ویدونکا

(دہریہ مذہب)
اپنے مذہب کبہی نہین چلتے
کال سر پہ کہڑا ہے ویدونکا

صفحہ ۱۸۲

جس نے پیدا کیا وہی جانے
دوسرا کیونکر اسکو پہچانے

غیر کو غیر کی خبر کیا ہو
نظر دور کارگر کیا ہو

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۰۶

آنجا کہ محبتے نمک میریزد | ہر پردہ کہ بود از میان برخیزد
این نفس دنی کہ صد ہزارش ہنرست | خاموش شود چو عشق شور انگیزد
چون رنگ خودی رود کسے را ز عشق | یارش ز کرم برنگ خویش آمیزد

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۱۰

سینہ مے باید تہی از غیر یار | دل ہمے باید پر از یاد نگار
جان ہمے باید براہ او فدا | سر ہمے باید بپائے او نثار
ہیچ دانی چیست دین عاشقان | گویمت گر بشنوی عشاق وار
از ہمہ عالم فرو بستن نظر | لوح دل شستن ز غیر دوستدار

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۳۲

ترک خوبی مے کناند خو بتر | عشق را درمان بود عشق دگر
شیر با شیر سے نماید زور تن | مے توان آہن با آہن کوفتن
گر غریق اندر نجاست ہاست تن | رو بدریائے در آر و غوطہ زن

سرمہ چشم صفحہ ۲۳۹

چون گمانے کنم اینجا مدد روح قدس | کہ مرا در دل شان دیو نظرے آید
این مدد ہاست در اسلام چو خورشید عیان | کہ بہر عصر مسیحائے دگر سے آید

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۵۰

تا بر دلم نظر شد از مہر ماہ مارا | کر دست سیم خالص قلب سیاہ مارا
لطف عمیم دلبر ہر دم مرا بخواند | ہر چند مے زنند این اغیار راہ مارا
در کوے دلستانم چون خاک کو شب و روز | دیگر نشان چہ باشد اقبال و جاہ مارا

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۵۹

گر چہ ہر کس زرہ لاف بیانے دارد | صادق آنست کہ از صدق نشانے دارد

شحنۂ حق صفحہ ۳

نی ترسیم از مردن چنین غوغا از دل افگندیم | کہ ما مردیم زان روزے کہ دل از غیر برکندیم

دل وجان دررہ آن دلستان خود فداکردیم ۔ اگر جان ما زما خواہد بصد دل آرزومندیم

تاریخ طبع شحنۂ حق منہ صفحہ ۸۰

آن صید تیرہ بخت کہ بندی بپاے اوست ۔ شپر مثال بغض خورِی اختیار کرد

فرعون شد وعناد کلیمے بدل نشاند ۔ یکسر خزان شد وگلہا از بہار کرد

چون شحنۂ حق از پے تعزیر او بخاست ۔ چندان بجو فتش کہ تنش چون غبار کرد

تاریخ رد آن ہذیانش چہ حاجت است ۔ صیدے رکیک بود کہ موسی شکار کرد

۱۳۰۴ھ - بالحاں بندے بپائے صیدے

فتح اسلام صفحہ ٹائٹل

کیا شک ہی مانتے ہین تمہین اس مسیح کے ۔ جسکی مماثلت کو خدا نے بتا دیا

حاذق طبیب پاتے ہین تم سے یہی خطاب ۔ خوبونکو بھی تو تم نے مسیحا بنا دیا

فتح اسلام صفحہ ۶۷

اے خدا اے چارہ ساز ہر دل اندوہگین ۔ اے پناہ عاجزان آمرزگار مذنبین

از کرم آن بندۂ خود را بہ بخشش ہا نواز ۔ وین جدا افتادگان را از ترحم ہا بہ بین

در دلیست در دلم کہ گر از بیش آب چشم ۔ بردارم آستین برود تا بدامنم

مرثیہ تفرقہ (فتح اسلام صفحہ ۷۵) حالت اسلام

مے سزد گر خون ببارد دیدۂ ہر اہل دین ۔ بر پریشان حالی اسلام وقحط المسلمین

دین حق را گردش آمد صعبناک و سہمگین ۔ سخت شورے اوفتاد اندر جہان از کفر و کین

آنکہ نفس او ست از ہر خیر و خوبی بے نصیب ۔ مے تراشد عیب ہا در ذات خیر المرسلین

آنکہ در زندان ناپاکی ست محبوس واسیر ۔ ہست در شان امام پاکبازان نکتہ چین

تیر بر معصوم مے بارد خبیثے بدگہر ۔ آسمان را مے سزد گر سنگ بارد بر زمین

پیش چشمان شما اسلام در خاک اوفتاد ۔ چیست عذرے پیش حق اے مجمع المتنعمین

ہر طرف کفر ست جوشان ہمچو افواج یزید ۔ دین حق بیمار وبیکس ہمچو زین العابدین

مردم ذی مقدرت مشغول عشرتہا خویش ۔ خرم وخندان نشستہ با بتان نازنین

عالمان را روز وشب باہم فساد از جوش نفس ۔ زاہدان غافل سراسر از ضرورتہائے دین

ہر کسے از بہر نفس دون خود طرفے گرفت ۔ طرف دین خالی شد وہر دشمنے جست از کمین

اے مسلمانان چه آثار مسلمانی همین است
کار دنیا را چه استحکام در چشم شماست
موت آمد قریب ای غافلان فکری کنید
نفس خود را بسته دنیا مدارا ای هوشمند
دل مده الا به دلداری که ... دائم است
آن ... دیوانه باشد بود
هست جام عشق او آب حیات لازوال
اے برادر دل منه در دولت دنیای دون
تا توانی جهد کن از بهر دین با جان و مال
از عمل ثابت کن آن نوری که در ایمان تست
یاد ایامی که این دین مرجع هر کیش بود
بر زمین گسترده ظل تربیت از نور علم
این زمانی آنچنان آمد که هر ابن الجهول
صد هزاران ابلهان از دین برون بردند رخت
بر مسلمانان همه ادبار زین ره اوفتاد
گر نگردد عالمی از راه دین مصطفی
فکر ایشان غرق هر دم در ره دنیای دون
هر کجا در مجلسی فسق است ایشان صدر شان
با خرابات آشنا بیگانه از کوی هدی
رو بگردانید ز دلداری که صد اخلاص داشت
آن زمان دولت و اقبال ایشان در گذشت
از ره دین پروری آمد عروج اندر نخست
یا الهی باز کی آید ز توفیقت مدد
این دو فکر دین احمد مغز جان ما گداخت

دین چنین ابتر شما در سفیه دنیا رهین
یار را از دل برون کردید موت اولین
ورنه تا کی به زبان لطف و تحسین
تلخی ها ببینی ... از ناس چنین
تا مدد وردا همی یابی ز رب المحسنین
هوشیار آنکه مست ... وان یار حسین
هر که نوشیدست او هرگز نمیرد بعد زین
زهر خونریز است در هر قطره این انگبین
تا ز رب العرش یابی خلعت صد آفرین
دل چو دادی یوسفی را راه کنعان را گزین
عالمی را وا رهانید از ره دیو لعین
پای خود می زن ز عز و جاه بر چرخ برین
از سفاهت میکنند تکذیب این دین متین
صد هزاران جاهلان گشتند صید الماکرین
کز پی دین همت شان نیست با غیرت قرین
از ره غیرت نمی جنبند هم مثل جنین
مال ایشان غارت اندر راه نسوان و بنین
هر کجا هست از معاصی حلقه ایشان نگین
نفرت از ارباب دین با می پرستان همنشین
چون نبید اندر دل این قوم صدق المخلصین
شومی اعمال شان آورد ایامی چنین
باز چون آید بیاید هم ازین ره بالیقین
باز کی بینم آن فرخنده ایام و سنین
کثرت اعدای ملت قلت انصار دین

اے خدا زود آ و بر ما آب نصرت ہا ببار — یا مرا بردار یا رب زین مقام آتشین
اے خدا نور ہدیٰ از مشرق رحمت بر آر — گمرہان را چشم کن روشن تر آیات مبین
چون مرا بخشیدۂ صدق اندرین سوز و گداز — نیست امیدم کہ ناکامم بمیرانی درین
کاروبار صادقان ہرگز نماند ناتمام — صادقان را دست حق باشد نہان در آستین

فتح اسلام صفحہ ۲۳

شان احمد را کہ داند جز خداوند کریم — آنچنان از خود جدا شد کز میان افتاد میم
زان نمط شد محو دلبر کز کمال اتحاد — پیکر او شد سراسر صورت رب رحیم
بوئے محبوب حقیقی میدمد زان روئے پاک — ذات حقانی صفاتش مظہر ذات قدیم
گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد و ضلال — چون دل احمد نمی بینم دگر عرشے عظیم
منت ایزد را کہ من بر رغم اہل روزگار — صد بلا را میخرم از ذوق آن عین النعیم
از عنایات خدا و فضل آن دادار پاک — دشمن فرعونیانم بہر عشق آن کلیم
آن مقام و رتبت خاصش کہ بر من شد عیان — گفتمے گر دیدمے طبعے درین راہے سلیم
در رہ عشق محمد این سر و جانم رود — این تمنا این دعا این در دلم عزم صمیم

ازالہ اوہام صفحہ ۳

آن نہ دانا بود کز ناشکیبائی نفس — خویشتن را زود تر بر مسند انکار آورد
صبر باید طالب حق را کہ تخم اندر جہان — ہر چہ پنہان خاصیت دارد ہمان بار آورد
اندکے نور فراست باید اینجا مرد را — تا صداقت خویشتن را خود باظہار آورد
صادقان را صدق پنہانی نمی ماند نہان — نور پنہان بر جبین مرد انوار آورد
ہر کہ از دست کسے خورد است کاسات وصال — ہر زمان رویش سرور و اصل یار آورد

۱۴۷

ز عشاق فرقان و پیغمبریم — بدین آمدیم و بدین بگذریم

ازالہ اوہام صفحہ ۳۷۷

اے خدا جانم بر اسرارت فدا — امیان را مے دہی فہم و ذکا
در جہانت ہمچو من امی کجاست — در جہالت ہا مرا نشو و نماست
گر کسے بود مرا کردی بشر — من عجب تر از مسیحے بے پدر

جائے کہ از مسیح و نزولش سخن رود
گویم سخن اگرچہ ندارند باورم

کاندر دلم دمید خداوند کردگار
کان برگزیدہ را ز رہ صدق مظہرم

موعودم و بحلیہ ماثور آمدم
حیف ست گر بدیدہ نہ بینند منظرم

رنگم چو گندم ست و بمو فرق بین ست
ز انسان کہ آمدست در اخبار سرورم

این مقدمم نہ جائے شکوک ست والتباس
سید جدا کند ز مسیحائے احمرم

از کلمہ منارہ شرقی عجب مدار
چون خود ز مشرق ست تجلی نیرم

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسی کجاست تا بنہد پا بمنبرم

آن را کہ حق بہ جنت خلدش مقام داد*
چون بر خلاف وعدہ برون آید از ارم

چون کافر از ستم بپرستد مسیح را
غیوری خدا بسرش کرد ہمسرم

رو یک نظر بجانب قرآن ز غور کن
تا بر تو منکشف شود این راز مضمرم

یارب کجاست محرم راز مکاشفات
تا نور باطنش خبر آرد ز مخبرم

آن قبلہ رو نمود بگیتی بچار دہم
بعد از ہزار و سہ کہ بہ بیت انگند در حرم

خورشید آنچنان کرم منبع فیوض
کامدند اے یار ز ہر کوی و معبدم

اے معترض بخوف الہی صبور باش
تا خود خدا بیان کند آن نور اخترم

آخر نخواندہ کہ گمان نکو کنید
چون میروی برون ز حدودش برادرم

برمن چرا کشی تو چنین خنجر زبان
از خود نیم ز قادر ذو المجد اکرم

ماموریم و مرا چہ درین کار اختیار
رو این سخن بگو بخداوند آمرم

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر
از باغبان بترس کہ من شاخ مثمرم

حکم ست ز آسمان بزمین میرسانمش
گر بشنوم نگویمش آنرا کجا برم

اے قوم من بگفتۂ من تنگدل مباش
ز اول چنین مجوش ببین تا باخرم

من خود نگویم این کہ بلوح خدا ہمین ست
گر طاقتست محو کن آن نقش داورم

در تنگنائے حیرت و فکرم ز قوم خویش
یارب عنایتے کہ ازین فکر مضطرم

نی چشم ماندہ است نہ گوش و نہ نور دل
جز یک زبان شان کہ نیرزد بیک درم

* دیکھو انجیل متی × ءانت قلت للناس الخ

بد گفتنم ز نوع عبادت شمرده اند
ای دل تو نیز خاطر ایشان نگاهدار
اے منکر پیام سروش و ندائے حق
جانم گداخت از غم ایمانت ای عزیز
خواهی که روشنت شود احوال صدق ما
گوش دلم بجانب تکفیر کس کجاست
از طعن دشمنان خبرے چون شود مرا
من میزیم بوحی خدائے که با من است
من رخت برده ام بعمارات یار خویش
عشقش تبار و پود دل من درون بسته است
راز محبت من و او فاش گر شدے
ابناء روزگار ندانند راز من
بعد از رهم هر آنچه پسندید هیچ نیست
هر لحظه می خوریم ز جام وصال دوست
باد بهشت بر دل پرسوز من وزد
بد بوی حاسدان نرساند زیان به من
کارم ز قرب یار بجائے رسیده است
پایم ز لطف یار بجنت خزیده است
جوش اجابتش که بوقت دعا بود
هر سوی و هر طرف رخ آن یار بنگرم
ای حسرت این گروه عزیزان مرا ندید
گر خون شدست دل ز غم و درد شان چه شد
هر شب هزار غم بمن آید ز درد قوم
یارب بآب چشم من این کسل شان بشو

در چشم شان پلید تر از هر مزورم
کافر کنند دعوی حب پیمبرم
از من خطا مبین که خطا در تو بنگرم
دین طرفه تر که من بگمان تو کافرم
روشن شدی بخواه ازان ذات ذوالکرم
من مست جامهائے عنایات دلبرم
کاندر خیال دوست بخواب خوش اندرم
پیغام اوست چون نفس روح پرورم
دیگر خبر مپرس ازین تیره کشورم
مهرش نشسته است در ره دین مهر انورم
بسیار تن که جان بفشاندی برین درم
من نور خود نهفته ز چشمان شپرم
بد قسمت آنکه در نظرش هیچ محترم
هر دم انیس یار علی رغم منکرم
صد نکهت لطیف دهد دود مجمرم
من هر زمان ز نافه یادش معطرم
کانجا ز فهم و دانش اغیار برترم
وز فضل آن حبیب بدستست ساغرم
زان گونه زاریم نشنیدست مادرم
آن دیگرے کجاست که آید بخاطرم
وقتے بہ بینندم که ازین خاک بگذرم
هست آرزو که سر بره دهم درین سرم
یارب نجات بخش ازین روز پر شرم
کام وز تر شدست ازین درد بسترم

در باب چونکه آب بهر تو ریختیم
در یاد ... نحجه جز تو نماندست دیگرم

تا پیچی ز غموم با آخرے رسد
این ... مگر تمام شود روز محشرم

دل خون شدست از غم این قوم ناشناس
وز عالمان کج که گرفتند چنبرم

گر علم خشک و کوری باطن شره زند
هر عالم و فقیه شدے هیچ چاکرم

پس ننگ میکند اثر این منطقم نگر
... این کسان ز کلام منورم

علم آن بود که نور فراست رفیق اوست
این علم تیره را به پشیزی نمی‌خرم

... ورز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریه یاد کنند وقت خوشترم

اے قوم من اجنبیه نظار ہوے خبیث دار
تا دست خود بعجز ز بهر تو گسترم

گر همچو خاک پیش تو قدرم بود چه باک
چون خاک نیم که از خس و خاشاک کمترم

... ست بنفس او که نواز دو گر نه من
گه هم نه آدمی صدف استم نه گوهرم

ز انگونه دست او دلم از غیر خود کشید
گوئی گهے نه بود دگر در تصورم

... از خدا العشق محمد مخمرم
گر کافر این بود بخدا سخت کافرم

هر تار و پود من بسراید بعشق او
... دهی و از غم آن داستان پرم

من در حریم قدس چراغ صد آتم
دست ... مصحافظ است ز هر باد صرصرم

هر دم ز فلک شهادت صدقم همی دهد
ز آن فهم کدام غم که زمین گشت منکرم

والله که همچو کشتی نوحم ز کردگار
بیند ... آنکه دور بماند ز لنگرم

این آتشے که دامن آخر زمان بسوخت
از بهر چاره آتش بخدا نهر کوثرم

من نیستم رسول و نیاورده ام کتاب
هان ملهم استم و ز خداوند منذرم

یا رب بز اریم نظری کن بلطف و فضل
جز دست رحمت تو دگر نیست یاورم

جانم فدا شود بره دین مصطفی
این ست کام دل اگر آید میسرم

ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۶

در آن ابن مریم خدائی نبود
زموت وز فوتش رہائی نبود

رہا کرد خود را از شرک و دوئی
تو ہم کن چنین ابن مریم توئی

ازالہ اوہام صفحہ ۶۶۵

جو ہمارا تہا وہ اب دلبر کا سارا ہو گیا
آج ہم دلبر کے اور دلبر ہمارا ہو گیا

شکر لله ملگیا ہمکو وہ لعل بے بدل
کیا ہوا اگر قوم کا دل سنگ خارا ہو گیا

ازالہ صفحہ ٦٦٣

امت احمد نہان دارد دو ضد را در وجود
مے تو اند شد مسیحا میتواند شد یہود

زمرہ زیشان ہمہ بدطینتان را جائے ننگ
زمرہ دیگر بجائے انبیا دارد قعود

ازالہ صفحہ ٦٦٤

کیون نہین لوگو تمہین حق کا خیال
دل مین اٹھتا ہے مرے سو سو ابال

ابن مریم مر گیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا وہ محترم

مارتا ہے اسکو فرقان سر بسر
اُسکے مرجانیکی دیتا ہے خبر

وہ نہین باہر رہا اموات سے
ہو گیا ثابت یہ تیس آیات سے

کوئی مُردون سے کبھی آیا نہین
یہ تو فرقان نے بہی بتلایا نہین

عہد شد از کردگار بیچگون
غور کن در انہم لا یرجعون

اے عزیزو سوچ کر دیکھو ذرا
موت سے بچتا کوئی دیکھا بہلا

یہ تو رہنے کا نہین پیارو مکان
چل بسے سب انبیاؤ راستان

ہان نہین پاتا کوئی اِس سے نجات
یونہی باتین ہین بنائین واہیات

کیون تمہین انکار پر اصرار ہے
ہے یہ دین یا سیرت کفار ہے

برخلاف نص یہ کیا جوش ہے
سوچ کر دیکھو اگر کچھ ہوش ہے

کیون بنایا ابن مریم کو خدا
سنت الله سے وہ کیون باہر رہا

کیون بنایا اسکو باشان کبیر
غیب دان و خالق و حی و قدیر

مر گئے سب پر وہ مرنے سے بچا
اب تلک آئی نہین اُسپر فنا

ہے وہی اکثر پرندون کا خدا
اس خدادانی پہ تیرے مرحبا

مولوی صاحب یہی توحید ہے
سچ کہو کس دیو کی تقلید ہے

کیا یہی توحید حق کا راز تہا
جسپہ برسون سے تمہین اک ناز تہا

کیا بشر مین ہے خدائی کا نشان
الامان ایسے گمان سے الامان

ہے تعجب آپ کے اس جوش پر | فہم پر اور عقل پر اور ہوش پر
کیون نظر آتا نہین راہ صواب | پڑ گئے کیسے یہ آنکھونپر حجاب
کیا یہی تعلیم فرقان ہے بھلا | کچھہ تو آخر چاہیے خوف خدا
مومنون پر کفر کا کرنا گمان | ہے یہ کیا ایماندار و نکا نشان
ہم تو رکھتے ہین مسلمانون کا دین | دل سے ہین خدام ختم المرسلین
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہین | خاک راہ احمد مختار ہین
سارے حکمونپر ہمین ایمان ہے | جان و دل اس راہ پر قربان ہے
دے چکے دل اب تن خاکی رہا | ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا
تم ہمین دیتے ہو کافر کا خطاب | کیون نہین لوگو تمہین خوف عقاب
سخت شورے اوفتاد اندر زمین | رحم کن بر خلق اے جان آفرین
کچھہ نمونہ اپنی قدرت کا دکھا | تجھکو سب قدرت ہے اے رب الورا

ازالہ صفحہ ۸۲۵

عزیزان بے خلوص صدق بکشایند راہے را | مصفا قطرہ باید کہ تا گوہر شود پیدا

آسمانی فیصلہ صفحہ ۴

اے خدا وند رہنماے جہان | صادقان راز کاذبان برہان
آتش افتاد در جہان ز فساد | الغیاث اے مغیث عالمیان

آسمانی فیصلہ صفحہ ۱۸

اے خدا اے مالک ارض و سما | اے پناہ حزب خود در ہر بلا
اے رحیم و دستگیر و رہنما | ایکہ در دست تو فضل ست و قضا
سخت شورے اوفتاد اندر زمین | رحم کن بر خلق اے جان آفرین
امر فیصل از جناب خود نما | تا شود قطع نزاع دشمنہا
اک کرشمہ اپنی قدرت کا دکھا | تجھکو سب قدرت ہے اے رب الورا
حق پرستی کا مٹا جاتا ہے نام | اک نشان دکھلا کہ ہو حجت تمام

آسمانی فیصلہ ۳۶

گر خدا از بندہ خوشنود نیست
ہیچ حیوانے چو او مردود نیست
گر سگ نفس دنی را پروریم
از سگان کوچہ ہا ہم کمتریم
اے خدا اے طالبان را رہنما
اے کہ مہر تو حیات روح ما
بر رضائے خویش کن انجام ما
تا بر آید در دو عالم کام ما
خلق و عالم جملہ در شور و شر اند
طالبانت در مقام دیگر اند
آن یکے را کور مے بخشی بدل
وان دگر رامی گذاری پا بگل
چشم و گوش و دل ز تو گیرد ضیا
ذات تو سر چشمۂ فیض و ہدیٰ

آسمانی فیصلہ صفحہ ۶۴

ہمان بہ کہ جان در رہ او فشانم
جہان را چہ نقصان اگر من نمانم

نشان آسمانی

این ست نشان آسمانی
مثلش بنما اگر توانی
یا صوفی خویش را برون آر
یا تو بہ بکن ز بد گمانی
اے سخت اسیر بد گمانی
وے بستہ کمر بہ بدزبانی
سوزم کہ چسان شوی مسلمان
وین طرفہ کہ کافرم بخوانی
اگر خود آدمی کاہل نباشد در تلاش حق
خدا خود راہ بنماید طلبگار حقیقت را
رحمت خالق کہ حرز اولیا ست
ہست پنہان زیر لعنتہا خلق
خدا اے وہی لوگ کرتے ہین پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہین اسپر نثار
اسی فکر مین رہتے ہین روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہی کب
اسے دیچکے مال و جان بار بار
ابہی خوف دل مین کہ ہین نابکار
لگاتے ہین دل اپنا اس پاک سے
وہی پاک جاتے ہین اس خاک سے
چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دین بودے
ہمین بودے اگر ہر دل پر از نور یقین بودے

برکات الدعا صفحہ

اے اسیر عقل خود بر ہستی خود کم بناز
کین سپہر بو العجائب چون تو بسیار آورد
غیر را ہرگز نمی باشد گذر در کوے حق
ہر کہ آید ز آسمان اوراز آن یار آورد

خود بخود فہمیدن قرآن گمان باطل ست | ہر کہ از خود آورد او نجس و مردار آورد

برکات الدعا صفحہ ۲۸

روے دلبر از طلبگاران نمی دارد حجاب | می درخشد در خور و می تابد اندر ماہتاب
لیکن آن روے حسین از غافلان ماند نہان | عاشقے باید کہ بردارند از بہرش نقاب
دامن پاکش ز نخوت ہا نمی آید بدست | ہیچ راہے نیست غیر از عجز و درد و اضطراب
بس خطرناک ست راہ کوچۂ یار قدیم | جان سلامت بایدت از خود روی ہا سرتباب
تا کلامش فہم و عقل ناسزایان کم رسد | ہر کہ از خود گم شود او یابد آن راہ صواب
مشکل قرآن نہ از ابناء دنیا حل شود | ذوق آن می داند آن مستے کہ نوشد آن شراب
ایکہ آگاہی ندادندت ز انوار درون | در حق ما ہر چہ گوئی نیستی جائے عتاب
از سر وعظ و نصیحت این سخن ہا گفتہ ایم | تا مگر زین مرہمے بہ گردد آن زخم خراب
از دعا کن چارہ آزار انکار دعا | چون علاج مے ز مے وقت خمار و التہاب
ایکہ گوئی گر دعا ہا را اثر بودے کجاست | سوئے من بشتاب بنمایم ترا چون آفتاب
ہان مکن انکار زین اسرار قدرتہاے حق | قصہ کوتہ کن بہ بین از ما دعائے مستجاب

برکات الدعا صفحہ ۳۲

بیکسے شد دین احمد ہیچ خویش و یار نیست | ہر کسے در کار خود با دین احمد کار نیست
ہر طرف سیل ضلالت صد ہزاران تن ربود | حیف بر چشمے کہ اکنون نیز ہم ہشیار نیست
این خداوندان نعمت اینچنین غفلت چراست | بیخود از خوابید یا خود بخت دین بیدار نیست
اے مسلمانان خدارا یک نظر بر حال دین | آنچہ می بینیم بلاہا حاجت اظہار نیست
آتش افتاد است در رخش بخبر بیدایہ لان | دیدنش از دور کار مردم دیندار نیست
ہر زمان از بہر دین در خون دل من می تپد | محرم این درد ما جز عالم الاسرار نیست
آنچہ بر ما میرود از غم کہ داند جز خدا | زہر سے نوشیم لیکن زہرہ گفتار نیست
ہر کسے غمخواری اہل و اقارب می کند | اے دریغ این بیکسے را ہیچ کس غمخوار نیست
خون دین بینیم روان چون کشتگان کربلا | اے عجب این مردمان را ہیچ آن دلدار نیست
حیرتم آید چو بینم بذل شان در کار نفس | کاین ہمہ جود و سخاوت در رہ دادار نیست

اے کہ داری مقدرت ہم عزم تائیدات دین | لطف کن ما را نظر بر اندک و بسیار نیست
بین کہ چون در خاک می غلطد ز جور ناکسان | آنکہ مثل او بزیر گنبد دوار نیست
اندرین وقت مصیبت چارہ ما بیکسان | جز دعای بامداد و گریہ اسحار نیست
اے خدا ہرگز مکن شاد آن دل تاریک را | آنکہ او را فکر دین احمد مختار نیست
اے برادر پنج روز ایام عشرت ہا بود | دائما عیش و بہار گلشن و گلزار نیست

آئینۂ کمالات اسلام سرورق

بکوشید ای جوانان تا بدین قوت شود پیدا | بہار و رونق اندر روضہ ملت شود پیدا
اگر یاران کنون بر غربت اسلام رحم آید | باصحاب نبی نزد خدا نسبت شود پیدا
نفاق و اختلاف ناشناسان از میان خیزد | کمال اتفاق و خلت و الفت شود پیدا
بجنبید از پئے کوشش کہ از درگاہ ربانی | ز بہر ناصران دین حق نصرت شود پیدا
اگر امروز فکر عزت دین در شما جوشد | شما را نیز و الله زینت و عزت شود پیدا
اگر دست عطا در نصرت اسلام بکشائید | ہم از بہر شما تا گہ ید قدرت شود پیدا
ز بذل مال در راہش کسے مفلس نمی گردد | خدا خود می شود ناصر اگر ہمت شود پیدا
دو روز عمر خود در کار دین کوشید ای یاران | کہ آخر ساعت رحلت بصد حسرت شود پیدا
امید دین رو اگر دان امید تو روا گردد | ز صد نومیدی و یاس و الم رحمت شود پیدا
در انصار نبی بنگر کہ چون شد کار تا دانی | کہ از تائید دین سر چشمہ دولت شود پیدا
بجو از جان و دل تا خدمتے از دست تو آید | بقائے جاودان یابی گر این سنت شود پیدا
بمفت این اجر نصرت را دہندت ای اخی ورنہ | قضای آسمانست این بہر حالت شود پیدا
ہمی بینم کہ دادار قدیر و پاک مے خواہد | کہ باز آن قوت اسلام و آن شوکت شود پیدا
کریما صد کرم کن بر کسے کو ناصر دین ست | بلائے او بگردان گر گہے آفت شود پیدا
چنان خوش دار او را اے خدائے قادر مطلق | کہ در ہر کار و بار و حال او جنت شود پیدا
دریغ و درد قوم من ندا آمن نمی شنود | ز ہر درمے دہم پندش مگر عبرت شود پیدا
مرا با ور نمی آید کہ چشم خویش بکشایند | مگر وقتیکہ خوف و علت و خشیت شود پیدا
مرا دجال و کذاب و بتر از کافران گفتند | نمی دانم چرا از نور حق نفرت شود پیدا

عجب دارید اے ناآشنایان غافلان از دین / که از حق چشمهٔ حیوان درین ظلمت شود پیدا
چرا انسان تعجب ها کند در فکر این معنی / که خواب آلودگان را رافع غفلت شود پیدا
فراموشت شد اے توأم احادیث نبی الله / که نزد هر صدی یک مصلح امت شود پیدا

برکات الدعا حاشیہ صفحہ ۱۷

اے نیچری شوخ اینچه ایذا است / از دست تو فتنه هر طرف خاست
آن کس که ره کجت پسندید / دیگر نگزید جانب راست
لیکن چو ز غور و فکر بینم / از ماست مصیبتے که بر ماست
متروک شدست درس فرقان / زان روز هجوم این بلاهاست
نیچر نه باصل خویش بد بود / وین گم شد و نور عقل ها کاست
بر قطره نگون شدند یکبار / رو تافته زان طرف که دریاست
بر جنت و حشر و نشر خندند / کین قصه بعید از خردهاست
چون ذکر فرشتگان بیاید / گویند خلاف عقل داناست
اے سید سرگروه این قوم / هشدار که پائے تو نه برجاست
پیرانه سر این چه در سر افتاد / رو توبه کن این نه راه تقواست
ترسم که بدین قیاس یک روز / گوئی که خدا خیال بیجاست
اے خواجه برو که فکر انسان / در کار خدا ز نوع سوداست
آخر ز قیاس ها چه خیزد / بنشین که نه جائے شور و غوغاست
اے بنده بصیرت از خدا خواه / اسرار خدا نه خوان یغماست

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱

محبت تو دوائے هزار بیماری ست / بروئے تو که رهائی درین گرفتاری ست
پناه روئے تو جستن نه طور مستان ست / که آمدن به پناهت کمال هشیاری ست
متاع مهر رخ تو نهان نخواهم داشت / که خفیه داشتن عشق تو ز غداری ست
بر آن سرم که سر و جان فدائے تو بکنم / که جان بیار سپردن حقیقت یاری ست

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۱

ننگ و نام و عزت دنیا ز دامان ریختیم — یار آمیز دگر با ما بخاک آمیختیم

دل بدادیم از کف و جان در رہے انداختیم — وز پئے وصل نگارے حیلہ ہا انگیختیم

در نعت و مدح حضرت سیدنا و سید الثقلین محمد مصطفےٰ و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۲

چون زمن آید ثنائے سرور عالی تبار — عاجز از مدحش زمین و آسمان و ہر دو دار

آن مقام قرب کو دارد بدلدار قدیم — کس نداند شان آن از واصلان کردگار

آن عنایت ہا کہ محبوب ازل دارد بدو — کس بخوابے ہم ندیدہ مثل آن اندر دیار

سرور خاصان حق شاہ گروہ عاشقان — آنکہ روحش کرد طے ہر منزل وصل نگار

آن مبارک پے کہ آمد ذات با آیات او — رحمتے زان ذات عالم پرور و پروردگار

آنکہ دارد قرب خاص اندر جناب پاک حق — آنکہ شان او نہ فہمد کس ز خاصان و کبار

احمد آخر زمان (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اولین را جائے فخر — آخرین را مقتدا و ملجا و کہف و حصار

ہست درگاہ بزرگش کشتی عالم پناہ — کس نگردد روز محشر جز بپناہش رستگار

از ہمہ چیزے فزون تر در ہمہ نوع کمال — آسمانہا پیش اوج ہمت او ذرہ وار

مظہر نورے کہ پنہان بود از عہد ازل — مطلع شمسے کہ بود از ابتدا در استتار

صدر بزم آسمان و حجۃ اللہ بر زمین — ذات خالق را نشانے بس بزرگ و استوار

ہر رگ و تار وجودش خانہ یار ازل — ہر دم و ہر ذرہ اش پر از جمال دوستدار

حسن روئے او بہ از صد آفتاب و ماہتاب — خاک کوئے او بہ از صد نافہ مشک تتار

ہست او از عقل و فکر و وہم مردم دور تر — کے مجال فکر تا آن بحر ناپیدا کنار

روح او در گفتن قول بلیٰ اول کسے — آدم توحید و پیش از آدمش پیوند یار

(اشارہ سوئے الست بربکم قالوا بلیٰ) — (یعنی پیدا کنندہ توحید است اور گم شدن آن)

جان خود دادن پئے خلق خدا در فطرتش — جان نثار خستہ جانان بیدلان از انکسار

اندران وقتے کہ دنیا پر ز شرک و کفر بود — ہیچکس را خون نشد دل جز دل آن شہریار

ہیچکس از خبث شرک و جنس بت آگہ نشد — این خبر شد جان احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) را کہ بود از عشق زار

کس چه میداند کراز ان ناله ها یا شد خبر　　کان شفیقے کرد از بهر جهان در کنج غار
من نمی دانم چه دردے بود واندوه وغمے　　کاندران غارهی درآوردش حزین و دلفگار
نے ز تاریکی توحش نے ز تنهائی هراس　　نے ز مردن غم نه خوف گزدمی نی بیم مار
کشته قوم وفدائے خلق وقربان جهان　　نے بجسم خویش میلش نے به نفس خویش کار
نعره هاپر درد میزد از پئے خلق خدا　　شد تضرع کار او پیش خدا لیل ونهار
سخت شورے بر فلک افتاد زان عجز ودعا　　قدسیان را نیز شد چشم از غم آن اشکبار
آخر از عجز ومناجات وتضرع کردنش　　شد نگاه لطف حق بر عالم تاریک و تار
درجهان از معصیتها بود طوفان عظیم　　بود خلق از شرک وعصیان کور وکر در هر دیار
همچو وقت نوح دنیا بود پر از هر فساد　　هیچ دل خالی نبود از ظلمت وگرد وغبار
مر شیاطین را تسلط بود بر هر روح ونفس　　پس تجلی کرد بر روح محمد کردگار
منت او بر همه سرخ وسیاهی ثابت است　　آنکه بهر نوع انسان کرد جان خود نثار
یا نبی الله توئی خورشید راههای هدے　　بے تو تار در و برآمد عارف پرهیزگار
یا نبی الله لب تو چشمهٔ جان پرور است　　یا نبی الله توئی در راه حق آموزگار
آن یکے جوید حدیث پاک تو از زید وعمرو　　وان دگر از خود دهانت بشنودی انتظار
زنده آن شخصے که نوشد جرعه از چشمه ات　　زیرک آن مردیکه کرد است اتباعت اختیار
عارفان را انتهای معرفت علم رخت　　صادقان را انتهای صدق بر عشقت قرار
بے تو هرگز دولت عرفان نمی یابد کسے　　گرچه میرد در ریاضتها وجهد بیشمار
تکیه بر اعمال خود بے عشق رویت ابلهی است　　غافل از رویت نه بیند روے نیکی زینهار
در دمے حاصل شود نورے ز عشق روی تو　　کان نباشد سالکانرا حاصل اندر روزگار
از عجایبهای عالم هرچه محبوب وخوش است　　نشان آن هرچیز بینیم در وجودت آشکار
خوشتر از دوران عشق تو نباشد هیچ دور　　خوبتر از وصف ومدح تو نباشد هیچ کار
منکه بردم تجو بیهای بے پایان تو　　جان گدازم بهر تو گر دیگرے خند ستمگزار
هرکسے اندر نماز خود دعاها مے کند　　من دعاهای بر دیار تو ای بلغ بهار
یا نبی الله فدای هر سر موئے تو ام　　وقف راه تو کنم گر جان دهندم صد هزار

اتباع وعشق رویت از رہ تحقیق چیست — کیمیائے ہر دلی اکسیر جان ہر فگار

دل اگر خون نیست از ہہرت چہ چیز است آن دلی — ور نثار تو نگردد جان کجا آید بہ کار

دل نمی ترسد بہجر تو مرا از موت ہم — پائداری ہا ببین خوش میروم تا پای دار

راغب اندر رحمت یا رحمۃ اللہ آمدیم — ایکہ چون ما بر در تو صد ہزار امیدوار

یا نبی اللہ نثار روے محبوب توام — وقت راحت کردہ ام این سر کہ بر دوش ست بار

تا بمن نور رسول پاک را بنمودہ اند — عشق او در دل ہمی جوشد چو آب آبشار

آتش عشق از دم من ہمچو برقے می جہد — یکطرف اے ہمدمان خام از گرد و جوار

بر سر وحید ست دل تا دید روے او بخواب — اے بران روے وسرش جان و سر ویم نثار

صد ہزاران یوسفے بینم درین چاہ ذقن — وان مسیح ناصری شد از دم او بیشمار

تاجدار ہفت کشور آفتاب شرق و غرب — پادشاہ ملک و ملت ملجاء ہر خاکسار

کامران آن دل کہ زد در راہ او از صدق گام — نیکبخت آن سر کہ میدارد سر آن شہسوار

یا نبی اللہ جہان تاریک شد از شرک و کفر — وقت آن آمد کہ بنمائی رخ خورشید وار

بینم انوار خدا در روئے تو اے دلبرم — مست عشق روئے تو بینم دل ہر ہوشیار

اہل دل فہمند قدرت عارفان دانند حال — از دو چشم شپران پنہان خور نصف النہار

ہر کسے دارد سرے یا دلبرے اندر جہان — من فدائے روئے تو اے دلستان گلعذار

از ہمہ عالم دل اندر روئے خوبت بستہ ام — بر وجود خویشتن کردم وجودت اختیار

زندگانی چیست جان کردن براہ تو فدا — رستگاری چیست در بند تو بودن صیدوار

تا وجودم ہست خواہد بود عشقت در دلم — تا دلم دوران خون دارد بتو دارد مدار

یا رسول اللہ برویت عہد دارم استوار — عشق تو دارم ازان روزے کہ بودم شیرخوار

(یعنی عشق بود و عہد من فطرتی ست)

ہر قدم کاندر جناب حضرت بیچون زدم — دیدمت پنہان معین و حامی و نصرت شعار

در دو عالم نسبتے دارم بتو از بس بزرگ — پرورش دادی مرا خود ہمچو طفلی در کنار

یاد کن وقتیکہ در کشفم نمودی شکل خویش — یاد کن ہم وقت دیگر کامدی مشتاق وار

یاد کن آن لطف و رحمتہا کہ با من داشتی   وان بشارتہا کہ میدادی مرا از کردگار

یاد کن وقتے چو بنمودی بہ بیداری مرا   آن جمالے آن رخے آن صورتے رشک بہار

آنچہ مارا از دو شیخ شوخ آزارے رسید   یا رسول اللہ بپرس از عالم ذوالاقتدار

حال ما و شوخی این ہر دو شیخ بدزبان   جملہ میداند خداے حال دان و بردبار

نام من دجال و ضال و کافرے بنہادہ اند   نیست اندر زعم شان چون من پلید و زشت و خوار

ہیچکس را بر من مظلوم و غمگین دل نسوخت   جز تو کاندر خوابہا رحمت نمودی باربار

ہان خداوند کریم و دلبر و محبوب من   دادہ ہر دم میدہد تسکین مرا چون غمگسار

صبر کردیم از عنایاتش برین صد ضرب و کوفت   سرمہ در چشمے نیاید تا نمی گردد غبار

ایکہ تکفیر مسلمانان کنی از بخل و کین   شرمت آید از خدائے عادل و ذی اختیار

سہل باشد از زبان خویش تکفیر کسے   مشکل افتد آن زمان چون بپرسد از وے کردگار

کلمہ گویان را چرا کافر نہی نام اے اخی   گر تو داری خوف حق رو بیخ کفر خود برآر

پیر گشتی خلق پیران را نمے دانی ہنوز   ایزدت بخشد چو پیران صدق و سوز و اضطرار

گر کنی تکفیر قوم خود چہ کارے کردۂ   رو اگر مردی یہودے را باسلام اندر آر

چون نسیم صبح محشر پردہ بردارد ز کار   کیست کافر کیست مومن خود بگردد آشکار

گر خردمندی برو کن فکر نقش خود نخست   لاف ایمان خود چہ چیزے نور ایمان را بیار

چند بر تکفیر تازی چند استہزا کنی   رو بایمان خود و ما را بکفر ما گذار

نے ز فردوسم حکایت کن نہ از آلام نار   کز غم دین محمد میسریم شوریدہ وار

اندر آن وقتیکہ یاد آید مہم دین مرا   بس فراموشم شود ہر عیش و رنج ہر دو دار

صفحہ ۳۲

ایکہ دجالم بگفتی نیز ضال   چون نترسی از خدائے ذوالجلال

مومنے را نام کافر مے نہی   کافرم گر مومنی با این خیال

صفحہ ۵۵

بده از چشم خود آبے درختان محبت را | مگر روزے دهندت میوہاے پر حلاوت را
مه اسلام در باطن حقیقتها همے دارد | کجا باشد خبر زان مه گرفتاران صورت را
من از یار آمدم تا خلق را این ماه بنمایم | گرام روزم نمی بینی به بینی روز حسرت را
گر از چشم تو پنهانست شانم دم مزن بارے | که بد پرهیز بیمارے نه بیند روے صحت را
چو چشم حق شناس و نور عرفانت نه بخشیدند | نهادی نام کافر لاجرم عشاق ملت را
کجا از آستان مصطفے اے ابله بگریزیم | نمے یابیم در جاے دگر این جاه و دولت را
بحمد لله که خود قطع تعلق کرد این قومے | خدا از رحمت و احسان میسر کرد خلوت را
چه روزنها که میدیدم بدیدار چنین روها | بنازم دلبر خود را که بازم داد جنت را
چه میسوزی از آن فرقے که یا دلدار میدارم | اگر زوریست در دستت بگردان رزق قسمت را
به نخوتها نمی آید بدست آن دامن پاکش | کسے عزت ازو یابد که سوزد رخت عزت را
اگر خواهی ره مولی ز لاف علم خالی شو | که ره ندهند در کویش اسیر کبر و نخوت را
منه دل در تنعمهاے دنیا گر خدا خواهی | که میخواهد نگار من تهیدستان غربت را (الہامی)
مصفا قطرۂ باید که تا گوهر شود پیدا (الہامی) | کجا بیند دل ناپاک روے پاک حضرت را
نمی باید مرا یکذره عزتهاے این دنیا | منه از بهر ما کرسی که ماموریم خدمت را
همه خلق و جهان خواهد براے نفس خود عزت | خلاف من که میخواهم براه یار ذلت را
همه در دور این عالم امان و عافیت خواهند | چه افتاد این سر ما را که میخواهد مصیبت را
مرا هر جا که مے بینم رخ جانان نظر آید | درخشد در خور و در ماه بنماید ملاحت را
حریص غربت و عجزم از آن روزے که دانستم | که جا در خاطرش باشد دل مجروح غربت را
من آن شاخ خودی و خودروی از بیخ بر کندم | که می آرد ز ناپاکی بر نفرین و لعنت را
اگر از روضۂ جان و دل من پرده بردارند | به بینی اندر آن آن دلبر پاکیزه طلعت را
فروغ نور عشق او ز بام و قصر ما روشن | مگر بیند کسے آنرا که میدارد بصیرت را
نگاه رحمت جانان عنایتها بمن کرد است | وگرنه چون منے کے یابد آن رشد و سعادت را

نظر بازان علم ظاہر اندر علم خود تازند — ز دست خود فگندہ معنی و مغز حقیقت را

ہمہ فہم و نظر در پردہ ہائے کبر پوشیدند — چنان خواہند این خمر کہ پاکان جام قربت را

خدا خود قصہ شیطان بیان کردست تا دانند — کہ این نخوت کند ابلیس ہر اہل عبادت را

بلفاظی بسر کردند عمر خود بلا حاصل — دمے از بہر معنی ہا نمی یابند فرصت را

گزاف و لاف شان در ظاہر شرعست ہم باطل — کہ غافل از حقائق کسے نکو داند شریعت را

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ می فہمند — مگر مدفون یثرب را ندادند این فضیلت را

ز بوئے ناقہ عرفان چو محروم ازل بودند — پسندیدند در شان شہ خلق این مذلت را

ہمہ درہائے قرآن را چو خاشاکے بیفگندند — ز علم ناتمام شان چہا گم گشت ملت را

ہمہ عیسائیاں را از مقال خود مدد دادند — دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را

درین ہنگام پر آتش بخواب خوش چسان خسپم — زمان فریاد میدارد کہ بشتابید نصرت را

شب تاریک و بیم دزد و قوم ما چنین غافل — کجا زین غم روم یارب نما خود دست قدرت را

بخاک انگیزی شان بر ضیائے خود ہمی ترسم — نہان گشتے ماند آن نورے کہ حق بخشید فطرت را

کجا غوغائے شان بر خاطر من وحشتے آرد — کہ صادق بزدلی نبود اگر بیند قیامت را

صفحہ ۱۱۲

مصطفے را چون فروتر شد مقام — از مسیح ناصری اے طفل خام

آنکہ دست پاک او دست خداست — چون توان گفتن کہ از روحش جداست

آنکہ ہر کردار و قولش دین ماست — یکدم از جبریل بُعدش چون رواست

بر امام انبیا این افترا — چون نمے ترسید از قہر خدا

صفحہ ۲۲۴

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے — کوئی دین دین محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشان دکھلائے — یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا — نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے

اور دیون کو جو دیکھا تو کہین نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

تھک گئے ہم تو انہین یا تو نکو کہتے کہتے
ہر طرف دعوتون کا تیر چلایا ہم نے

آزمایش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

یونہی غفلت کی لحافون مین پڑے سوتے ہین
وہ نہین جاگتے سو بار جگایا ہم نے

جل رہے ہین یہ سبھی بغضونمین اور کینونمین
باز آتے نہین ہر چند ہٹایا ہم نے

آؤ لوگو کہ یہین نور خدا پاؤ گے
لو تمہین طور تسلی کا بتایا ہم نے

آج اُن نورونکا اک زور ہے اس عاجز مین
دل کو ان نورونکا ہر رنگ دلایا ہمنے

جب سے یہ نور ملا نور پیمبر سے ہمین
ذات سے حق کے وجود اپنا ملایا ہم نے

مصطفے پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اُس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

ربط ہے جان محمد سے مری جانکو مدام
دلکو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

اُس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم مین
لاجرم غیرونسے دل اپنا چھوڑایا ہمنے

مورد قہر ہوئے آنکھہ مین اغیار کے ہم
جب سے عشق اسکا تہ دل مین بٹھایا ہمنے

زعم مین انکے مسیحائی کا دعوی میرا
افترا ہے جسے از خود ہی بنایا ہمنے

کافر و ملحد و دجال ہمین کہتے ہین
نام کیا کیا غم ملت مین رکھایا ہمنے

گالیان سنکے دعا دیتا ہون انلوگونکو
رحم ہے جوش مین اور غیظ گھٹایا ہمنے

تیرے موںہہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

تیری الفت سے ہے معمور مرا ہر ذرہ
اپنے سینہ مین یہ اک شہر بسایا ہم نے

صف دشمن کو کیا ہمنے بہ حجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہمنے

نور دکھلا کے ترا سب کو کیا ملزم و خوار
سب کا دل آتش سوزان مین جلایا ہم نے

نقش ہستی تری الفت سے مٹایا ہمنے
اپنا ہر ذرہ تری رہ مین اُڑایا ہمنے

تیرا میخانہ جو اک مرجع عالم دیکھا
خم کا خم موںہہ سے بصد حرص لگایا ہم نے

شان حق تیرے شمائل مین نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اُس ذاتکو پایا ہمنے

چھوکے دامن تراہر دامسے ملتی ہی نجات
لاجرم در پہ ترے سر کو جھکایا ہمنے

دلبرا مجھکو قسم ہی ترے یکتائی کی
آپ کو تیری محبت مین بہلایا ہمنے

بخدا دلسے مری مٹ گئے سب غیر کے نقش
جب سے دل مین تیرا نقش جمایا ہمنے

دیکھکر تجھکو عجب نور کا جلوہ دیکھا
نور سے تیرے شیاطین کو جلایا ہمنے

ہم ہوے خیر امم تجھسے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑہنے سے قدم آگے بڑہایا ہمنے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح مین تیری وہ گاتے ہین جو گایا ہمنے

قوم کے ظلم سے تنگ آکے مرے پیارے آج
شور محشر تری کوچہ مین مچایا ہمنے

صفحہ ۲۸۱

پیشگوئی کا جب انجام ہویدا ہوگا
قدرت حق کا عجب ایک تماشا ہوگا

جھوٹ اور سچ مین جو ہی فرق وہ پیدا ہوگا
کوئی پا جائیگا عزت کوئی رسوا ہوگا

صفحہ ۳۵۸

چون مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

مے درخشم چون قمر تابم چو قرص آفتاب
کور چشم آنانکہ در انکارہا افتادہ اند

بشنوید اے طالبان کز غیب بخشند این ندا
مصلحے باید کہ در ہر جا مفاسد زادہ اند

صادقم و ز طرف مولی با نشانہا آمدم
صد در علم و ہدی بر روی من بکشادہ اند

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین
این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

دوستان خود را نثار حضرت جانان کنید
در رہ آن یار جانی جان و دل قربان کنید

آن دل خوش باش را کاندر جہان جوید خوشی
از پئے دین محمد کلبۂ احزان کنید

از تعیش ہا برون آئید اے مردان حق
خویشتن را از پئے اسلام سرگردان کنید

حضور مقدس مفخر الموجودات علیہ الصلوۃ والسلام کی نعت و ثنا مین عجب عاشقانہ نظم جسکے ضمن مین اپنے خادم الرسول ہونیکا اشارہ کرکے حریف کو اپنے مقابلہ سے ڈرایا ہی

عجب نوریست در جان محمد — عجب لعلے ست در کان محمد
ز ظلمتها دلے آنگه شود صاف — که گردد از محبان محمد
عجب دارم دل آن ناکسان را — که رو تابند از خوان محمد
ندانم هیچ نفسے در دو عالم — که دارد شوکت و شان محمد
خدا زان سینه بیزار است صد بار — که هست از کینه داران محمد
خدا خود سوزد آن کرم دنی را — که باشد از عدوان محمد
اگر خواهی نجات از مستی نفس — بیا در ذیل مستان محمد
اگر خواهی که حق گوید ثنایت — بشو از دل ثنا خوان محمد
اگر خواهی دلیلے عاشقش باش — محمد هست برهان محمد
سرے دارم فدائے خاک احمد — دلم هر وقت قربان محمد
بگیسوئے رسول الله که هستم — نثار روئے تابان محمد
درین ره گر کشندم ور بسوزند — نتابم رو ز ایوان محمد
بکار دین نترسم از جهانے — که دارم رنگ ایمان محمد
بسے سهل است از دنیا بریدن — بیاد حسن و احسان محمد
فدا شد در رهش هر ذره من — که دیدم حسن پنهان محمد
دگر استاد را نامے ندانم — که خواندم در دبستان محمد
بدیگر دلبرے کارے ندارم — که هستم کشتهٔ آن محمد
مرا آن گوشهٔ چشمے بباید — نخواهم جز گلستان محمد
دل زارم به پهلویم مجوئید — که بستیمش بدامان محمد
من آن خوش مرغ از مرغان قدسم — که دارد جا به بستان محمد
تو جان ما منور کردی از عشق — فدایت جانم اے جان محمد
دریغا گر دهم صد جان درین راه — نباشد نیز شایان محمد

چه هیبت با بداد ندا این جوان را | که تا یدکس بمیدان محمد
الا اے دشمن نادان بیراه | بترس از تیغ بران محمد
ره مولی که گم کردند مردم | بجو در آل و اعوان محمد
الا اے منکر از شان محمد | هم از نور نمایان محمد
کرامت گرچه بے نام و نشانست | بیا بنگر ز غلمان محمد

اے عزیزان مدد دین متین آن کارست | که بصد جهد میسر نشود انسان را

خاتمه اشعار در شکر و حمد حضرت اعلی پروردگار تعالی شانه و جل اسمه بجمیع الانوار

قربان تست جان من اے یار محسنم | با من کدام فرق تو کردی که من کنم
هر مطلب و مراد که می خواستم ز غیب | هر آرزو که بود بخاطر معینم
از جود داده همه آن مدعاے من | و ز لطف کرده گذر خود بمسکنم
هیچ آگهی نبود ز عشق و وفا مرا | خود داد بخشی متاع محبت بدامنم
این خاک تیره را تو خود اکسیر کرده | بود آن جمال تو که نمود ست احسنم
این صیقل دلم نه بزهد و تعبد ست | خود کرده بلطف و عنایات روشنم
صد منت تو هست برین مشت خاک من | جانم رهین لطف عمیم تو هم تنم
سهل ست ترک هر دو جهان گر رضا تو | آید بدست از پنه و کهف و مامنم
فصل بهار و موسم گل تا یدم بکار | کاندر خیال روے تو هر دم بگلشنم
چون حاجتے بود بادیب دگر مرا | من تربیت پذیر ز رب مهیمنم
زان سان عنایت ازلی شد قریب من | کامد نداشت یار ز هر کوی و برزنم
یلدب مرا بهر قدم استوار دار | وان روز خود مباد که عهد تو بشکنم
در کوے تو اگر سر عشاق را زنند | اول کشته ارادت تو عشق زندتم

ست بچن

جان فدائے آنکہ او جان آفرید | دل نثار آن کہ زو شد دل پدید

جان از و پیداست زین می جویدش | ربنا اللہ ربنا اللہ گویدش

گر وجود جان نبودے زو عیان | کے شدے مہر جمالش نقش جان

جسم و جان را کرد پیدا آن یگان | زین دو دو دل سوکھ و چو عاشقان

او نمک ہا ریخت اندر جان ما | جان جان ماست آن جانان ما

ہر وجودے نقش ہستی زو گرفت | جان عاشق رنگ مستی زو گرفت

ہر کہ نزدش خود بخود جانے بود | او نہ دانا سخت نادانے بود

گر وجود ما نہ زان رحمان بدے | جان ما با جان او یکسان بدے

آنکہ جان ما بجانش ہمسر ست | جائے ننگ و عارنے پرمیشر ست

سر مفہوم خدائی قدرت ست | منکر آن لائق صد لعنت ست

گر ندانی صدق این گفتار را | ہم ز نانک بشنو این اسرار را

گفت ہر نورے ز نور حق بتافت | ہر وجودے نقش خود زان دست یافت

وید می گوید کہ ہر جان چون خداست | خود بخود نے کردۂ رب الوراست

لیکن این مرد خدا اہل صفا | آنکہ کرد از کذب قومے را رہا

گفت ہر جائے ز دستش شد پدید | قادرست او جسم و جان را آفرید

فکر کن در گفتۂ این عارفان | رو چہ نالی بہر وید آریان

بود نانک عارف و مرد خدا | رازہائے معرفت را رہ کشا

وید زان راہ معارف دور تر | سادہ کی مہما بخانے بے ہنر

این نصیحت گر ز نانک بشنوی | در دو عالم از شقاوت ہا رہی

او نہ از خود گفت این گفتار را | گوش او بشنید این اسرار را

وید را از نور حق مہجور یافت | از خدا ترسید و راہ نور یافت

اے برادر ہم تو سوئے او بیا | دل چہ بندی در جہان بے وفا

آنانکه گشت کوچهٔ جانان مقام شان | ثبت است بر جریدهٔ عالم دوام شان
هرگز نمیرد آنکه دلش زنده شد بعشق | میر وکسیکه نیست مرامش مرام شان
اے مردہ دل مکوش پئے ہجو اہل دل | جہل و قصور تست نفہمی کلام شان

یہی پاک چولا ہے سکہون کا تاج | یہی کابلی مل کے گہر مین ہے آج
یہی ہے کہ نور و نسے معمور ہے | جو دور اس سے اُس سے خدا دور ہے
یہی جنم ساکہی مین مذکور ہے | جو انگد سے اسوقت مشہور ہے
اسی پر وہ آیات ہین بینات | کہ جن سے ملے جاودانی حیات
یہ نانک کو خلعت ملا سرفراز | خدا سے جو تہا دردکا چارہ ساز
اسی سے وہ سب راز حق پاگیا | اسی سے وہ حق کی طرف آگیا
اسی نے بلا سے بچایا اُسے | ہر اک بدگہر سے چہوڑایا اسے
ذرا سوچو سکہو یہ کیا چیز ہے | یہ اس مرد کے تن کا تعویذ ہے
یہ اُس بہگت کا رہگیا اک نشان | نصیحت کی باتین حقیقت کی جان
گر تمھون مین ہے شک کا اک احتمال | کہ انسان کے ہاتہون سے ہے دستمال
جو پیچہے سے لکہتی لکہاتی رہے | خدا جانے کیا کیا بناتی رہے
گمان ہے کہ نقلون مین ہو کچہہ خطا | کہ انسان نہ ہووے خطا سے جدا
مگر یہ تو محفوظ ہے بالیقین | وہی ہے جو تہا اسمین کچہہ شک نہین
اسے سر پہ رکہتے تہے اہل صفا | تذلل سے جب پیش آتی بلا
جو نانک کی مدح و ثنا کرتے تہے | وہ ہر شخص کو یہ کہا کرتے تہے
کہ دیکہا نہو جسنے وہ پارسا | وہ چولہ کو دیکہے کہ ہے رہنما
جسے اسکے مت کی نہ ہووے خبر | وہ دیکہے اسی چولہ کو اک نظر
اسے چوم کر کرتے رو رو دعا | تو ہو جاتا تہا فضل قادر خدا

اسیکا تو تہا معجزا نہ اثر — کہ نانک بچا جسے وقت خطر
بچا آگ سے اور بچا آب سے — اسی کے اثر سے نہ اسباب سے
ذرہ دیکھو انگد کی تحریر کو — کہ لکھتا ہے اس ساری تقریر کو
یہ چولا ہے قدرت کا جلوہ نما — کلام خدا اسپہ ہے جا بجا
جو شایق ہو نانک کے درشن کا آج — وہ دیکھے اسی چھوڑ کر کام و کاج
برس گذرے ہین چار سو کے قریب — یہ ہی نو بنو اک کرامت عجیب
یہ نانک سے کیون رہگیا اک نشان — بہلا اسمین حکمت تہی کیا دہان
یہی تہی کہ اسلام کا ہو گواہ — بتا وے وہ پچہلو نکو نانک کی راہ
خدا سے یہ تہا فضل اس مرد پر — ہوا اسکے درد و دنیا اک چارہ گر
یہ مخفی امانت سے کرتار کی — یہ تہی اک کلید اسکے اسرار کی
محبت مین صادق وہی ہوتے ہین — کہ اس چولہ کو دیکھہ کر روتے ہین
سنو مجھسے اے لوگو نانک کا حال — سنو قصہ قدرت ذو الجلال
وہ تہا آریہ قوم سے نیکذات — خردمند خوش خو مبارک صفات
ابہی عمر سے تہوڑے گذرے تہے سال — کہ دل مین پڑا اسکے دین کا خیال
اسی جستجو مین وہ رہتا مدام — کہ کس راہ سے پہنچو یاوی تمام
اسے وید کی رہ نہ آئی پسند — کہ دیکھا بہت اسکی باتو مین گند
جو دیکھا کہ یہ ہین سڑے اور گلے — لگا ہونے دل اسکا اوپر تلے
کہا کیسے ہو یہ خدا کا کلام — ضلالت کی تعلیم ناپاک خام
ہوا پہر تو یہ دیکھکر سخت غم — مگر دل مین رکہتا وہ رنج و الم
وہ رہتا تہا اس غم سے ہر دم اداس — زبان بند تہی دل مین ہو ہراس
یہی فکر کہاتا اسی صبح و شام — نہ تہا کوئی ہمراز نے ہمکلام
کبہی باپ کی جبکہ پڑتی نظر — وہ کہتا کہ اے میرے پیارے پسر

مین حیران ہون تیرا یہ کیا حال ہے — وہ غم کیا ہے جسسے تو پامال ہے
نہ وہ تیری صورت نہ وہ رنگ ہے — کہو کس سبب تیرا دل تنگ ہے
مجھے سچ بتا کھول کر اپنا حال — کہ کیون غم مین رہتا ہے اے پر ملال
وہ رو دیتا کہہ کر کہ سب خیر ہے — مگر دل مین اک خواہش سیر ہے
پھر آخر کو نکلا وہ دیوانہ وار — نہ دیکھی بیابان نہ دیکھا پہاڑ
اتارا اپنے مونڈھون سے دنیا کا بار — طلب مین سفر کر لیا اختیار
خدا کے لئے ہو گیا دردمند — تنعم کی راہین نہ آئین پسند
طلب مین چلا بیخود و بیحواس — خدا کی عنایات کی کرکے آس
جو پوچھا کسی نے چلے ہو کدہر — غرض کیا ہے جس سے کیا یہ سفر
کہا رو کے حق کا طلبگار ہون — تنا رہ پاک کرتا رہون
سفر مین وہ رو رو کے کرتا دعا — کہ اے میرے کرتار مشکلکشا
مین عاجز ہون کچھ بھی نہین خاک ہون — مگر بندہ درگہ پاک ہون
مین قربان ہون دل سے تیری راہ کا — نشان دے مجھے مرد آگاہ کا
نشان تیرا پاکر وہین جاؤنگا — جو تیرا ہو وہ اپنا ٹھیراؤنگا
کرم کرکے وہ راہ اپنی بتا — کہ جس مین ہوے اے میرے تیری رضا
بتایا گیا اسکو الہام مین — کہ پائیگا تو مجھکو اسلام مین
مگر مرد عارف فلان مرد ہے — وہ اسلام کے راہ مین فرد ہے
ملا تب خدا سے اسے ایک پیر — کہ چشتی طریقہ مین تہا دستگیر
وہ بیعت سے اسکے ہوا فیضیاب — سنا شیخ سے ذکر راہ صواب
پھر آیا وطن کی طرف اسکے بعد — ملے پیر کے فیض سے بخت سعد
کوئی دن تو پردہ مین مستور تہا — زبان چپ تہی اور سینہ مین قید تہا
نہان دل مین تہا درد و سوز و نیاز — شریرون سے چھپ چھپکے پڑھتا نماز

پہر آخر کو مارا صداقت نے جوش ‌ ‌ تعشق سے جاتی رہی اسکی ہوش

ہوا پہر تو حق کے چہپانے سے تنگ ‌ ‌ محبت نے بڑہ بڑہ کے دکہلائے رنگ

کہا یہ تو مجہسے ہوا اک گناہ ‌ ‌ کہ پوشیدہ رکہی سچائی کی راہ

یہ صدق و وفا سے بہت دور تہا ‌ ‌ کہ غیرون کے خوف سے دل چور تہا

تصور سے اسبات کے ہوگئے زار ‌ ‌ کہا رو کے ای میرے پروردگار

ترے نام کا مجہکو اقرار ہے ‌ ‌ ترا نام غفار و ستار ہے

بلا ریب تو حی و قدوس ہے ‌ ‌ ترے بن ہر اک راہ سالوس ہے

مجہے بخش ای خالق العالمین ‌ ‌ تو سبوح وانی من الظالمین

مین تیرا ہون ای میرے کردگار پاک ‌ ‌ نہین تیری راہون مین خوف ہلاک

ترے در پہ جان میری قربان ہے ‌ ‌ محبت تری خود مری جان ہے

وہ طاقت کہ ملتی ہے ابرار کو ‌ ‌ وہ دے مجہکو دکہلا کے اسرار کو

خطاوار ہون مجہکو وہ رہ بتا ‌ ‌ کہ حاصل ہو جس رہ سے تیری رضا

اسی عجز مین تہا تذلل کے ساتہہ ‌ ‌ کہ پکڑا خدا کی عنایت نے ہاتہہ

ہوا غیب سے ایک چولہ عیان ‌ ‌ خدا کا کلام اُسپہ تہا بیگمان

شہادت تہی اسلام کی جابجا ‌ ‌ کہ سچا وہی دین ہے اور رہنما

یہ لکہا تہا اسمین بخط جلی ‌ ‌ کہ اللہ ہے اک اور محمد نبی

ہوا حکم ہین اسکو ای نیک مرد ‌ ‌ اتر جائیگی اس سے وہ ساری گرد

جو پوشیدہ رکہنی کی تہی اک خطا ‌ ‌ یہ کفارہ اسکا ہے اے باوفا

یہ ممکن ہے کشفی ہو یہ ماجرا ‌ ‌ دکہایا گیا ہو بحکم خدا

پہر اس طرز پر یہ بنایا گیا ‌ ‌ بحکم خدا پہر لکہایا گیا

مگر یہ بہی ممکن ہے ای پختہ کار ‌ ‌ کہ خود غیب سے ہو یہ سب کاروبار

کہ پردے مین قادر کے اسرار ہین ‌ ‌ کہ عقلین وہان ہیچ و بیکار ہین

تو یک قطرہ داری ز عقل و خرد　　مگر قدر لش بجز بیحد و عدد

اگر بشنوی قصہ صادقان　　مجنبان سر خود چو مستہزیان

تو خود را خردمند فہمیدہ　　مقامات مردان کجا دیدہ

غرض اُس نے پہنا وہ فرخ لباس　　نہ رکھتا تھا مخلوق سے کچھہ ہراس

وہ پہرتا تھا کوچون مین چولے کے ساتھ　　دکھاتا تھا لوگون کو قدرت کا ہاتھہ

کوئی دیکھتا جب آکے دور سے　　تو ملتی خبر اسکو اُس نور سے

جسے دور سے وہ نظر آتا تھا　　اُسے چولہ خود بھید سمجھاتا تھا

وہ ہر لحظہ چولے کو دکھلاتا تھا　　اسی مین وہ ساری خوشی پاتا تھا

غرض یہ تھی تا یار خورسند ہو　　خطا دور ہو پختہ پیوند ہو

جو عشاق اُس ذات کے ہوتے ہین　　وہ ایسی ہی ڈر ڈر کے جان کہوتے ہین

وہ اُس یار کو صدق دکہلاتے ہین　　اسی غم مین دیوانہ بنجاتے ہین

وہ جان اسکی رہ مین فدا کرتے ہین　　وہ ہر لحظہ سو سو طرح مرتے ہین

وہ کہوتے ہین سب کچھہ بصدق و صفا　　مگر اسکی ہو جاتی ہے حاصل رضا

یہ دیوانگی عشق کا ہے نشان　　نہ سمجھے کوئی اسکو بجز عاشقان

غرض جوش الفت سے مجذوب وار　　یہ نانک نے چولا بنایا شعار

مگر اُس سے راضی ہو وہ دلستان　　کہ اُس بن نہین دل کو تاب و توان

خدا کے جو ہین وہ یہی کرتے ہین　　وہ لعنت سے لوگونکی کب ڈرتے ہین

وہ ہو جاتے ہین سارے دلدار کے　　نہین کوئی انکا بجز یار کے

وہ جان دینے سے بہی نہ گھبراتے ہین　　کہ سب کچھہ وہ کہو کر اسے پاتے ہین

وہ دلبر کی آواز بنجاتے ہین　　وہ اُس جان کے ہمراز بنجاتے ہین

وہ نادان جو کہتا ہے دربند ہے　　نہ الہام ہے اور نہ پیوند ہے

نہین عقل اسکو نہ کچھہ غور ہے　　اگر وید ہے یا کوئی اور ہے

یہ سچ ہے کہ جو پاک ہو جاتے ہین ۔ خدا سے خدا کی خبر لاتے ہین
اگر اُس طرف سے نہ آوے خبر ۔ تو ہو جائے یہ راہ زیر و زبر
طلبگار ہو جائین اسکے تباہ ۔ وہ مر جائین دیکہین اگر بند راہ
مگر کوئی معشوق ایسا نہین ۔ کہ عاشق سے رکہتا ہو یہ بغض و کین
خدا پر تو پہر یہ گمان عیب ہے ۔ کہ وہ راحم و عالم الغیب ہے
اگر وہ نہ بولے تو کیونکر کوئی ۔ یقین کرکے جانے کہ ہی مختفی
وہ کرتا ہی خود اپنے بہگتونکو یاد ۔ کوئی اسکی رہ مین نہین نامراد
مگر وید کو اس سے انکار ہے ۔ اسی سے تو بے خیر و بیکار ہی
کرے کوئی کیا ایسے طومار کو ۔ بلا کر دکہاوے نہ جو یار کو
وہ ویدون کا ایشر ہی یا اک حجر ۔ کہ بولے نہین جیسے اک گنگ و کر
تو پہر ایسے ویدون سے حاصل ہی کیا ۔ ذرہ سوچو اسے یارو بہر خدا
وہ انکار کرتے ہین الہام سی ۔ کہ ممکن نہین خاص اور عام سی
یہی سالکون کا تو تہا مدعا ۔ اسی سے تو کہلتی تہین آنکہین فدا
اگر یہ نہین پہر تو وہ مر گئے ۔ کہ بیہودہ جانکو فدا کر گئے
یہ ویدونکا دعوی سنا ہی ابہی ۔ کہ بعد انکے ملہم نہ ہوگا کبہی
وہ کہتے ہین یہ کوچہ مسدود ہی ۔ تلاش اسکی عارف کو بیہود ہی
وہ غافل ہین رحمان کے اُس داب سے ۔ کہ رکہتا ہی وہ اپنے احباب سے
اگر ان کو اس رہ سے ہوتی خبر ۔ اگر صدق کا کچہہ ہی رکہتے اثر
تو انکار کو جانتے جائے شرم ۔ یہ کیا کہہ دیا وید نے ہائے شرم
نہ جانا کہ الہام ہے کیمیا ۔ اسی سے تو ملتا ہی گنج لقا
اسی سے تو عارف ہوا وہ نوشتر ۔ اسی سے تو آنکہین کہلین اور گوشتر
یہی ہے کہ تائب ہی دیدار کا ۔ یہی ایک چشمہ ہی اسرار کا

منہ۔ بہر دم از دل و جان وصف یار خود بکنم ۔ من آن نیم کہ تغافل ز کار خود بکنم
اگرچہ در رہ جانان چو خاک گردیدم ۔ دلم تپد کہ فدائش غبار خود بکنم
بہر زمان بدلم این ہوس ہمی جوشد ۔ کہ ہرچہ ہست نثار نگار خود بکنم
رود دم بگلشن دلدادگان گزان باغم ۔ چرا بکوچہ غیرے قرار خود بکنم م

اسی سے ملے انکو نازک علوم — اسی سے تو انکی ہوئی جگ مین دہوم
خدا پر خدا سے یقین آتا ہے — وہ باتون سے ذات اپنی سمجھاتا ہے
کوئی یار سے جب لگاتا ہے دل — تو باتونسے لذت اٹہاتا ہے دل
کہ دلدار کی بات ہے اک غذا — مگر تو ہے منکر تجہے اس سے کیا
نہین تجہکو اس رہ کی کچہہ بہی خبر — تو واقف نہین اس سے ای بے ہنر
وہ ہے مہربان و کریم و قدیر — قسم اسکی - اسکی نہین ہے نظیر
جو ہون دل سے قربان رب جلیل — نہ نقصان اٹہاوین نہووین ذلیل
اسی سے تو نانک ہوا کامیاب — کہ دل سے تہا قربان عالی جناب
بتایا گیا اسکو الہام مین — کہ پاوے گا تو تجہکو اسلام مین
یقین ہے کہ نانک تہا ملہم ضرور — نہ کر وید کا پاس اسے پر غرور
دیا اسکو کرتار نے وہ گیان — کہ ویدونمین اسکا نہین کچہہ نشان
اکیلا وہ بہاگا ہنودونکو چہوڑ — چلا مکہ کو ہند سے منہ کو موڑ
گیا خانہ کعبہ کا کرنے طواف — مسلمان بنا پاک دل بیخلاف
لیا اسکو فضل خدا نے اٹہا — ملی دونون عالم مین عزت کی جا
اگر تو بہی چہوڑے یہ ملک ہوا — تجہے بہی یہ رتبہ کرے وہ عطا
تو رکہتا نہین ایک دم بہی روا — جو بیوی سے اور بچون سے ہو جدا
مگر وہ تو پہرتا تہا دیوانہ وار — نہ جی کو تہا چین اور نہ دل کو قرار
ہر اک کہتا تہا دیکہکر اک نظر — کہ ہے اسکی آنکہونمین کچہہ جلوہ گر
محبت کی تہی سینہ مین اک خلش — لیے پہرتی تہی اسکو دلکی تپش
کبہی شرق مین اور کبہی غرب مین — رہا گہومتا قلق اور کرب مین
پرندے بہی آرام کر لیتے ہین — مچانین بہی یہ کام کر لیتے ہین
مگر وہ تو اک دم نہ کرتا قرار — ادا کر دیا عشق کا کاروبار

کسی نے یہ پوچھی تھی عاشق سے بات
وہ نسخہ بتا جس سے جاگے تو رات

کہا نیند کی ہے دوا سوز و درد
کہاں نیند جب غم کرے چہرہ زرد

وہ آنکھیں نہیں جو کہ گریاں نہین
وہ خود دل نہیں جو کہ بریاں نہین

تو انکار سے وقت کھوتا ہے کیا
تجھے کیا خبر عشق ہوتا ہے کیا

مجھے پوچھ اور میرے دل سے یہ راز
مگر کون پوچھے بجز عشق باز

جو برباد ہونا کرے اختیار
خدا کے لئے ہے وہی بختیار

جو اسکے لئے کھوتے ہین پاتے ہین
جو مرتے ہین وہ زندہ ہوجاتے ہین

وہی وحدہ لاشریک اور عزیز
نہین اسکی مانند کوئی بھی چیز

اگر جان کرون اسکی رہ مین فدا
تو پھر بھی نہو شکر اسکا ادا

مین چولے کا کرتا ہون پھر کچھ بیان
کہ ہے یہ پیارا مجھے جیسے جان

ذرا جنم ساکھی کو پڑہا ہے جوان
کہ انگد نے لکھا ہے اسمین عیان

کہ قدرت کے ہاتھو نکلی تھی وہ رقم
خدا ہی نے لکھا یہ فضل و کرم

وہ کیا ہے یہی ہے کہ اللہ ہے ایک
محمد نبی اسکا پاک اور نیک

بغیر اسکے دل کی صفائی نہین
بجز اسکے غم سے رہائی نہین

یہ معیار ہے دین کے تحقیق کا
کھلا فرق دجال و صدیق کا

ذرہ سوچو یارو گر انصاف ہے
یہ سب کشمکش اسگھڑی صاف ہے

یہ نانک سے کرنی لگے جب جدا
رہے زور کر کرکے سب بے مدعا

کہا دور ہو جاؤ تم ہار کے
یہ خلعت ہے ہاتھو نسی کرتار کے

بشر سے نہین تا اتارے بشر
خدا کا کلام اسپہ ہے جلوہ گر

دعا کی تھی اُسنے کہ اسے کردگار
بتا مجھکو وہ اپنی خود کرکے پیار

یہ چولہ تھا اُس کی دعا کا اثر
یہ قدرت کے ہاتھو لگا تھا سربسر

یہی چھوڑ کر وہ ولی مر گیا
نصیحت تھی مقصد ادا کر گیا

اُسے مردہ کہنا خطا ہی خطا | کہ زندون مین وہ زندہ دل جا ملا
وہ تن گم ہوا یہ نشان رہگیا | ذرہ دیکھہ کر اسکو آنسو بہا
کہان ہے محبت کہان ہے وفا | پیار و نکا چولا ہوا کیون برا
وفادار عاشق کا ہی یہ نشان | کہ دلبر کا خط دیکھکر نا گمان
لگاتا ہے آنکھونسے ہوکر فدا | یہی دین ہے دلدادگان کا سدا
مگر جسکے دل مین محبت نہین | اسے ایسی باتونسے رغبت نہین
اٹھو جلد تر لاؤ فوٹوگراف | ذرہ کہینچو تصویر چولے کی صاف
کہ دنیا کو ہرگز نہین ہے بقا | فنا سب کا انجام ہے جز خدا
سو لو عکس جلدی کہ اب ہے ہراس | مگر اُسکی تصویر رہجائے پاس
یہ چولا کہ قدرت کی تحریر ہے | یہی رہنما اور یہی پیر ہے
یہ انگد نے خود لکہدیا صاف صاف | کہ ہے وہ کلام خدا بے گزاف
وہ لکہا ہے خود پاک کرتار نے | اسی حیّ و قیوم و غفار نے
خدا نے جو لکہا وہ کب ہو خطا | وہی ہے خدا کا کلام صفا
یہی راہ ہے جسکو بہولے ہو تم | اٹھو یار واب مت کرو راہ گم
یہ نور خدا ہے خدا سے ملا | ارے جلد آنکھونسے اپنے لگا
ارے لوگو تمکو نہین کچھہ خبر | جو کہتا ہون مین اسپہ رکہنا نظر
زمانہ تعصب سے رکہتا ہی رنگ | کرین حق کی تکذیب سب بیدرنگ
وہی دین کے راہ کی سنتا ہی بات | کہ ہو متقی مرد اور نیک ذات
مگر دوسرے سارے ہین پر عناد | پیارا ہے انکو غرور اور فساد
بناتے ہین باتین سراسر دروغ | نہین بات مین انکے کچھہ بہی فروغ
بہلا بعد چولے کے اب پر غرور | وہ کیا کسر باقی ہی جس سے تو دور
تو ڈرتا ہے لوگونسے اے بی ہنر | خدا سے تجھے کیون نہین ہے خطر

یہ تحریر چولہ کی ہے اک زبان ۔ سنو وہ زبان سے کرو کیا بیان

کہ دین خدا دین اسلام ہے ۔ جو ہو منکر اُس کا بد انجام ہے

محمد وہ نبیون کا سردار ہے ۔ کہ جسکا عدو مثل مردار ہے

تجھے چولہ سے کچھ تو آوے حیا ۔ ذرہ دیکھ ظالم کہ کرتا ہے کیا

کہو جو رضا ہو مگر سنلو بات ۔ وہ کہتا کہ جسمین نہین کچھ بات

کہ حق جسے کرنا کرتا ہے پیار ۔ وہ انسان نہین جو نہین حق گذار

کہو جبکہ پوچھے گا مولی حساب ۔ تو بہائیو بتاؤ کہ کیا ہے جواب

مین کہتا ہون اک بات ہے نیکنام ۔ ذرہ غور سے اسکو سنیو تمام

کہ بیشک یہ چولہ پر از نور ہے ۔ تمرد وفا سے بہت دور ہے

دکھاہین مگے چولہ تمہین کھول کر ۔ کہ دو اُس کا اثر ذرا بول کر

یہی پاک چولا رہا اک نشان ۔ گرو سے کہ تہا خلق پر مہربان

اسی پر دوشالے چڑھے اور زر ۔ یہی فخر سکھونکا ہے سربسر

یہی ملک و دولت کا تہا اک ستون ۔ عمل بد کئے ہو گئے سرنگون

خدا کے لئے چھوڑو اب بغض و کین ۔ ذرہ سوچو یا تو نکو ہو کرامین

وہ صدق و محبت وہ مہر و وفا ۔ جو نانک سے کہتے تہے تم پر ملا

دکھاؤ ذرا آج اُس کا اثر ۔ اگر صدق ہے جلد دوڑو ادہر

گرو نے تو کر کے دکھایا تمہین ۔ وہ رستہ چلو جو بتایا تمہین

کہان ہین جو نانک کے ہین خاکپا ۔ جو کرتے ہین اسکے لئے جان فدا

کہان ہین جو اسکے لئے مرتے ہین ۔ جو ہو واک اُسکا وہی کرتے ہین

کہان ہین جو ہوتے ہین اُس پر نثار ۔ جھکاتے ہین سر اپنے کو کرکے پیار

کہان ہین جو کہتے ہین صدق و ثبات ۔ گرو سے ملی جیسے شیر و نبات

کہان ہین کہ جب اُس سے کچھ پاتے تہے ۔ تعشق سے قربان ہو جاتے تہے

کہاں ہین جو الفت سی سرشار ہین | جو مرنے کو بہی دل سی تیار ہین

کہاں ہین جو وہ بخل سی دور ہین | محبت سی نانک کے معمور ہین

کہاں ہین جو اس رہ مین پرجوش ہین | گرو کے تعشق مین مدہوش ہین

کہاں ہین وہ نانک کے عاشق کہاں | کہ آیا ہے نزدیک امتحان

کہاں ہین جو بہرتے ہین الفت کا دم | اطاعت سی سر کو بنا کر قدم

ادہر آئین دیکہین یہ تصویر ہی | یہی پاک چولہ جہانگیر ہے

گرو جبکہ اس رہ پہ ہووین فدا | وہ چیلہ نہین جو نہ دے سر جہکا

اگر ہاتہہ سے وقت جاوے نکل | تو پہر ہاتہہ مل کے رونا ہی کل

نہ مردی ہی تیر اور تلوار سے | بنو مرد مردون کے کردار سے

سنو آتی ہی ہر طرف سے صدا | کہ باطل ہی ہر چیز حق کے سوا

کوئی دن کے مہمان ہین ہم سب ہی | خبر کیا کہ پیغام آوے ابہی

گرو نے یہ چولا بنایا شعار | دکہایا کہ اس رہ پہ ہومین نثار

وہ کیونکر ہوا ناسعید و نشاد | جو رکہتے نہین اس سے کچہہ اعتقاد

اگر مان لوگے گرو کا یہ واک | تو راضی کرو گے اسے ہو کے پاک

وہ احمق ہین جو حق کی رہ کہوتے ہین | عبث ننگ و ناموس کو روتے ہین

وہ سوچین کہ کیا لکہہ گیا پیشوا | وصیت مین کیا کہہ گیا برملا

کہ اسلام ہم اپنا دین رکہتے ہین | محمد کی رہ پر یقین رکہتے ہین

اٹہو سونیوالو کہ وقت آگیا | تمہارا گرو تمکو سمجہا گیا

نہ سمجہے تو آخر کو پچہتاؤ گے | گرو کے سراپون کا پہل پاؤ گے

کوئی اُس پلک سے جو دل لگاوے | کرے پاک آپکو تب اسکو پاوے

تمت

الحمد للہ والمنۃ

کہ رسالہ تالیف کردہ مجدد دوران مسیح الزمان

مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان موسوم بہ

الہامی الہامی

کیا شک ہے ماننے میں تمہیں اس مسیح کے جس کی مماثلت کو خدا نے بتا دیا ۔ حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی خطاب ۔ خوبوں کو بھی تو تم نے مسیحا بنا دیا

توضیح مرام

مسیح کا دوبارہ دنیا میں آنا

بار دوم ماہ جولائی سنہ ۱۸۹[illegible]ء

باہتمام شیخ نور احمد مالک مطبع ریاض ہند پریس امرتسر

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپا

قیمت بلا محصول ڈاک ۴/ر

تعداد جلد ۷۰۰



مسیح کا دوبارہ دُنیا مین آنا

مُسلمانون اور عیسائیون کا کسیقدر اختلاف کیساتھہ یہ خیال ہے کہ حضرت مسیح بن مریم اسی عنصری وجود سے آسمان کیطرف اُٹھائے گئے ہین۔ اور پھر وہ کسی زمانہ مین آسمان سے اُتر ینگے۔ مین اِس خیال کا غلط ہونا اپنے اسی رسالہ مین لکھہ چُکا ہون۔ اور نیز یہ بھی بیان کرچکا ہون کہ اُس نزول سے مُراد درحقیقت مسیح بن مریم کا نزول نہین بلکہ استعارہ کیطور پر ایک مثیل مسیح کے آنے کی خبر دیگئی ہی جس کا مصداق حسب اعلام و الہام الٰہی یہی عاجز ہے۔ اور مجھے یقیناً معلوم ہے کہ میری اِس رائے کے شایع ہونے کے بعد جسپر مین بیّنات الہام سے قائم کیا گیا ہون بہت سی قلمین مُخالفانہ طور پر اُٹھینگی اور ایک تعجب اور انکار سے بھرا ہوا شور عوام مین پیدا ہوگا۔ اور میرا ارادہ تھا کہ بالفعل مین کلام کو طول دینے سے مجتنب رہون اور اعتراضات کے پیش ہونے کے وقت اُنکے رفع دفع کے لئے مفصل جوابات و دلائل جیسے معترضین کے خیالات کے حالات موجودہ ہون پیش کرون۔ لیکن اب مجھے اُس ارادہ مین یہ نقص معلوم ہوتا ہے کہ میری کوتاہ قلمی کی حالت مین نہ صرف عوام الناس بلکہ مُسلمانون کے خواص بھی جو اُنکے بعض مولوی ہین بباعث اپنے قصور فہم کے جو اُنکی حالت متنزلہ کو لازم پڑا ہوا ہے اور نیز بوجہ متاثر ہونے کے ایک پورانے خیال سے خواہ نخواہ میری بات کو رد کرنے کے لئے مدعیانہ کھڑے ہونگے اور اپنے دعوے کے طرفدار بنکر بہرحال اُسی دعوے کی سچائی ثابت ہوجانا چاہین گے۔ پس مدعی ہوکر مقابل پر کھڑے ہوجانا اُنکے لئے سخت حجاب ہوجائے گا جس سے باہر نکلنا اور اپنی مشہود کردہ رائے سے رجوع کرنا اُنکے لئے مشکل بلکہ محال ہوگا۔ کیونکہ ہمیشہ یہی دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی مولوی ایک رائے کو علی رؤس الاشہاد ظاہر کر دیتا ہے اور اپنا فیصلہ ناطق اُسکو قرار دیتا ہے تو پھر اُس رائے سے عود کرنا اُسکو موت سے بدتر دکھائی دیتا ہے۔ لہذا مینے ترحماً لہ یہ چاہا کہ قبل اسکے کہ وہ مقابل پر آکر ہٹ اور ضد کی بلا مین پھنس جائین آپ ہی اُنکو ایسے صاف اور مدلل طور پر سمجھا دیا جائے کہ

جو ایک دانا اور منصف اور طالب حق کی تسلی کے لئے کافی ہو - اگر بعد مین پھر لکھنے کی ضرورت پڑیگی تو شاید ایسے لوگون کے لئے وہ ضرورت پیش آوے کہ جو غایت درجہ کے سادہ لوح اور غبی ہین جنکو آسمانی کتابون کے استعارات مصطلحات و دقائق تاویلات کی کچھ بھی خبر بلکہ مس تک نہین - اور **لایمسّہ** کی نفی کے نیچے داخل ہین -

اب پہلے ہم صفائی بیان کے لئے یہ لکھنا چاہتے ہین کہ بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابون کے رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کیساتھ آسمان پر جانا تصوّر کیا گیا ہے وہ دو نبی ہین - ایک یوحنّا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے - دوسرے مسیح بن مریم جنکو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہین - ان دونون نبیونکی نسبت عہد قدیم اور جدید کے بعض صحیفے بیان کر رہے ہین کہ وہ دونوں آسمان کیطرف اُٹھائے گئے - اور پھر کسی زمانہ مین زمین پر اُترینگے اور تم انکو آسمان سے آتے دیکھوگے - ان ہی کتابون سے کسیقدر ملتے جلتے الفاظ احادیث نبویہ مین بھی پائے جاتے ہین - لیکن حضرت ادریس کی نسبت جو بائبل مین یوحنّا یا ایلیا کے نام سے پکارے گئے ہین انجیل مین یہ فیصلہ دیا گیا ہے کہ یحییٰ بن ذکریا کے پیدا ہونے سے انکا آسمان سے اترنا وقوع مین آگیا ہے چنانچہ حضرت مسیح صاف صاف الفاظ مین فرماتے ہین کہ "یوحنّا جو آنے والا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو" - سو ایک نبی کے محکمہ سے ایک آسمان پر جانے والے اور پھر کسی وقت اترنے والے یعنی یوحنّا کا مقدمہ تو انفصال پا گیا اور دوبارہ اترنے کی حقیقت اور کیفیت معلوم ہو گئی چنانچہ تمام عیسائیون کا متفق علیہ عقیدہ جو انجیل کے رو سے ہونا چاہیئے یہی ہے کہ یوحنّا جس کے آسمان سے اُترنے کا انتظار تھا وہ حضرت مسیح کے وقت مین آسمان سے اس طرح پر اُترا آیا کہ ذکریا کے گھر مین اسی طبع اور خاصیت کا بیٹا ہوا جس کا نام یحییٰ تھا - البتہ یہودی اُسکے اُترنے کے اب تک منتظر ہین اُنکا بیان ہے کہ وہ سچ مچ آسمان سے اُترے گا - اوّل بیت المقدس کے منارہ پر اُس کا نزول ہوگا - پھر وہان سے یہودی لوگ اکٹھے ہو کر اُسکو کسی نردبان وغیرہ کے ذریعہ سے نیچے اتار لینگے - اور جب یہودیون کے سامنے وہ تاویل پیش کیجائے جو حضرت مسیح علیہ السلام نے یوحنّا کے اترنے کے بارے مین کی ہے تو وہ فی الفور غصہ سے بھر کر حضرت مسیح اور ایسے ہی حضرت یحییٰ کے حق مین ناگفتنی باتین سناتے ہین - اور اُسی نبی کے فرمودہ کو ایک ملحدانہ خیال تصور کرتے ہین - بہرحال آسمان سے اترنے کا لفظ جو تاویل رکھتا ہے مسیح کے بیان سے اسکی حقیقت ظاہر ہوئی اور اُن ہی کے بیان سے یوحنّا کے آسمان سے اترنے کا جھگڑا طے ہوا اور یہ بات

کھل گئی کہ آخر اترے تو کس طرح اترے۔ مگر مسیح کے اترنے کے بارے میں ابتک بڑے جوش سے بیان کیا جاتا ہے کہ وہ عمدہ اور شاہانہ پوشاک قیمتی پارچات کی پہنے ہوئے ✽ فرشتوں کے ساتھ آسمان سے اتریں گے۔ مگر ان دو قوموں کا اسپر اتفاق نہیں کہ کہاں اتریںگے۔ آیا مکہ معظمہ میں یا لندن کے کسی گرجا میں یا ماسکو کے شاہی کلیسا میں۔ اگر عیسائیوں کو پرانے خیالات کی تقلید رہزن نہ ہو تو وہ مسلمانوں کی نسبت بہت جلد سمجھ سکتے ہیں کہ مسیح کا اترنا اسی تشریح کیموافق چاہیے جو خود حضرت مسیح کے بیان سے صاف لفظوں میں معلوم ہو چکی ہے۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ ایک ہی صورت کے دو امر دو متناقض معنوں پر محمول ہو سکیں۔ یہ بات اہل الراے کے غور کے قابل ہے کہ اگر حضرت مسیح کی وہ تاویل جو انھوں نے یوحنا کے آسمان سے اترنے کی نسبت کی ہے فی الواقع صحیح ہے تو کیا حضرت مسیح کے نزول کے مقدمہ میں جو اسی پہلے مقدمہ کا ہمشکل ہے اسی تاویل کو کام میں نہیں لانا چاہیے جبکہ اتنے میں ایک نبی اس سربستہ راز کی اصل حقیقت کھول چکا ہے اور قانون قدرت بھی اسی کو چاہتا اور اُسی کو مانتا ہے تو پھر اس صاف اور سیدھی راہ کو چھوڑ کر ایک پیچیدہ اور قابل اعتراض راہ اپنی طرف سے کھودنا کیونکر قبول کرنے کے لائق ٹھہر سکتا ہے۔ کیا ذیعلم اور ایماندار لوگوں کا منشا جبکو مسیح کے بیان سے بھی پوری پوری مدد ملگئی ہے کسی اور طرف اپنا رُخ کر سکتا ہے اور مسیحی لوگ تو اسوقت سے دس برس پہلے اپنی یہ پیشگوئی بھی انگریزی اخباروں کے ذریعہ سے شایع کر چکے ہیں کہ تین برس تک مسیح آسمان سے اترنیوالا ہے۔ اب جو خدا تعالے نے اس اترنے والے کا نشان دیا تو مسیحیوں پر لازم ہے کہ سب سے پہلے وہی اُسکو قبول کریں تا اپنی پیشگوئی کے آپ ہی مکذب نہ ٹھہریں۔

عیسائی لوگ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ حضرت مسیح اُٹھائے جانے کے بعد بہشت میں داخل ہو گئے۔ لوقا کی انجیل میں خود حضرت مسیح ایک چور کو تسلی دیکر کہتے ہیں کہ "آج تو میرے ساتھ بہشت میں داخل ہوگا" ✠ اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ بھی متفق علیہ ہے کہ کوئی شخص بہشت میں داخل ہو کر پھر اس سے نکالا نہیں جائیگا گو کیسا ہی ادنیٰ درجہ کا آدمی ہو چنانچہ یہی عقیدہ

✽ حاشیہ۔ یہ پارچات از قسم پشمینہ یا ابریشم ہونگے جیسے چوشیا۔ گلبدن۔ اطلس۔ کمخواب۔ زربفت۔ نندی۔ لاہی یا معمولی سوتی کپڑے جیسے تن سکھ۔ تن زیب۔ اینک۔ چکن۔ گلشن۔ ململ۔ جالی۔ خاصہ۔ ڈوریا۔ چارخانہ۔ اور کس نے آسمان میں بُنے اور کس نے سیئے ہونگے ابتک کسی نے مسلمانوں یا عیسائیوں میں سے اسکا کچھ پتہ نہیں دیا۔

✠ دیکھو انجیل لوقا باب ۲۳ آیت ۴۳

مسلمانوں کا بھی ہے - اللہ جلّ شانہٗ قرآن شریف میں فرماتا ہے وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ - یعنے جو لوگ بہشت میں داخل کئے جائیں گے پھر اُس سے نکالے نہیں جائیں گے - اور قرآن شریف میں اگرچہ حضرت مسیح کے بہشت میں داخل ہونے کا بہ تصریح کہیں ذکر نہیں لیکن انکے وفات پاجانے کا تین جگہ ذکر ہے ✤ اور مقدس بندوں کیلئے وفات پانا اور بہشت میں داخل ہونا ایک ہی حکم میں ہے - کیونکہ بر طبق آیت قیل ادخل الجنة - وادخلی جنتی وہ بلا توقف بہشت میں داخل کئے جاتے ہیں - اب مسلمانوں اور عیسائیوں دونوں گروہ پر واجب ہے کہ اس امر کو غور سے جانچیں کہ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک مسیح جیسا مقرب بندہ بہشت میں داخل کرکے پھر اُس سے نکالدیا جائے؟ کیا اس میں خدا تعالےٰ کے اس وعدہ کا تخلف نہیں جو اسکی تمام پاک کتابوں میں بتواتر و تصریح موجود ہے کہ بہشت میں داخل ہونیوالے پھر اُس سے نکالے نہیں جائینگے؟ کیا ایسے بزرگ اور حتمی وعدہ کا ٹوٹ جانا خدا تعالےٰ کے تمام وعدوں پر ایک سخت زلزلہ نہیں لاتا؟ پس یقیناً سمجھو کہ ایسا اعتقاد رکھنے میں نہ صرف مسیح پر ناجائز مصیبت وارد کروگے بلکہ ان لغو باتوں سے خدا تعالیٰ کی کسرِ شان اور کمال درجہ کی بے ادبی بھی ہوگی - اس امر کو ایک بڑے غور اور دیدہ تعمق سے دیکھنا چاہیئے کہ ایک ادنیٰ اعتقاد سے جس سے نجات پانے کیلئے استعارہ کی راہ موجود ہے بڑی بڑی دینی صداقتیں آپکے ہاتھ سے فوت ہوتی ہیں - اور درحقیقت یہ ایک ایسا فاسد اعتقاد ہے جسمیں ہزاروں خرابیاں سخت اُلجھن کیساتھ گرہ در گرہ لگی ہوئی ہیں - اور مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے کیلئے موقعہ ہاتھ آتا ہے - مینے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ یہی معجزہ کفار مکّہ نے ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا تھا کہ آسمان پر ہمارے روبرو چڑھیں اور روبرو ہی اتریں اور انھیں جواب ملا تھا کہ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ یعنے خدا تعالےٰ کی حکیمانہ شان اِس سے پاک ہے کہ ایسے کھلے کھلے خوارق اس دار الابتلا میں دکھائے اور ایمان بالغیب کی حکمت کو تلف کرے -

---

✤ حاشیہ - قال اللہ تعالیٰ - فلمّا توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم - دیکھو سورہ مائدہ الجزو نمبر ۷ - وان من اھل الکتب الا لیومنن بہ قبل موتہ سورۃ النساء الجزو نمبر ۶ - اذ قال اللہ یاعیسےٰ انی متوفیک ورافعک الیّ - سورہ آل عمران الجزو نمبر ۳ - منہ

اب مین کہتا ہون کہ جو امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو افضل الانبیاء تھے جائز نہین اور سنت اللہ سے باہر سمجھا گیا وہ حضرت مسیح کے لئے کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟ یہ کمال بے ادبی ہوگی کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایک کمال کو مستبعد خیال کرین اور پھر وہی کمال حضرت مسیح کی نسبت قریب قیاس مان لین۔ کیا کسی سچے مسلمان سے ایسی گستاخی ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہین۔ اور یہ امر بھی قابل اظہار ہے کہ یہ خیال مذکورہ بالا جو کچھ عرصہ سے مسلمانون مین پھیل گیا ہے صحیح طور پر ہماری کتابون مین اس کا نام و نشان نہین بلکہ احادیث نبویہ کی غلط فہمی کا یہ ایک غلط نتیجہ ہے جسکے ساتھ کئی بیجا حاشیے لگا دیئے گئے ہین اور بے اصل موضوعات سے اسکو رونق دیگئی ہے اور تمام وہ امور نظر انداز کر دیئے گئے ہین جو مقصود اصلی کی طرف رہبر ہو سکتے ہین۔ اس بارے مین نہایت صاف اور واضح حدیث نبوی وہ ہے جو امام محمد اسمٰعیل بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح مین بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ لکھی ہے اور وہ یہ ہے:۔
کیف انتم اذا انزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم یعنے اسدن تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم مین اتریگا۔ وہ کون ہے؟ وہ تمہارا ہی ایک امام ہوگا جو تم ہی مین سے پیدا ہوگا۔ پس اس حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرما دیا کہ ابن مریم سے یہ مت خیال کرو کہ سچ مچ مسیح بن مریم ہی اتر آئے گا بلکہ یہ نام استعارہ کیطور پر بیان کیا گیا ہے۔ درحقیقت وہ تم مین سے تمہاری ہی قوم مین سے تمہارا ایک امام ہوگا جو ابن مریم کی سیرت پر پیدا کیا جائے گا۔" اسجگہ پرانے خیالات کے لوگ اس حدیث کے معنے اس طرح پر کرتے ہین کہ جب حضرت مسیح آسمان سے اترین گے تو وہ اپنے منصب نبوت سے مستعفی ہو کر آئین گے انجیل سے انہین کچھ غرض نہین ہوگی۔ امت محمدیہ مین داخل ہو کر قرآن شریف پر عمل کرینگے پنج وقت نماز پڑھینگے اور مسلمان کہلائینگے!!! مگر یہ بیان نہین کیا گیا کہ کیون اور کس وجہ سے یہ تنزل کی حالت انہین پیش آئے گی۔ بہرحال اسقدر ہمارے بھائیون مسلمان محمدیون نے آپ ہی مان لیا ہے کہ ابن مریم اسدن ایک مرد مسلمان ہوگا جو اپنے تئین امت محمدیہ مین سے ظاہر کریگا اور اپنی نبوت کا نام بھی نہ لیگا جو پہلے اسکو عطا کیگئی تھی۔ اور درحقیقت یہی ایک بھاری مشکل ہے کہ جو استعارہ کو حقیقت پر حمل کرنے سے ہمارے بھائیونکو پیش آگئی ہے جسکی وجہ سے انہین ایک نبی کا اپنے منصب نبوت سے محروم ہو جانا تجویز کرنا پڑا۔ اگر وہ ان صاف اور سیدھے معنونکو مان لین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک الفاظ سے پائے جاتے ہین جنکے

مطابق پہلے حضرت مسیح یوحنا نبی کے بارے مین بیان فرما چکے ہین تو ان تمام پر تکلف مشکلات سے مخلصی پا جائینگے نہ حضرت مسیح کی روح کو بہشت سے نکالنے کی حاجت پڑیگی اور نہ اُس مقدس نبی کی نبوت کا خلع تجویز کرنا پڑیگا۔ اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین ہجو ملیح کے مرتکب ہون گے اور نہ احکام قرآنی کے منسوخ ہونے کا اقرار کیا جائیگا۔

شاید آخری عذر ہمارے بھائیون کا یہ ہوگا کہ بعض الفاظ جو صحیح حدیثون مین حضرت مسیح کے علامات مین بیان کئے گئے ہین انکی تطبیق کیونکر کرین۔ مثلاً لکھا ہے کہ مسیح جب آئے گا تو صلیب کو توڑے گا اور جزیہ کو اٹھا دیگا اور خنزیرونکو قتل کر دے گا۔ اور اُسوقت آئے گا کہ جب یہودیت اور عیسائیت کی بدخصلتین مسلمانون مین پھیلی ہوئی ہونگی۔ میں کہتا ہون کہ صلیب کے توڑنے سے مراد کوئی ظاہری جنگ نہین بلکہ روحانی طور پر صلیبی مذہب کا توڑ دینا اور اُس کا بطلان ثابت کرکے دکھا دینا مراد ہے۔ جزیہ اٹھا دینے کی مراد خود ظاہر ہے جس سے یہ اشارہ ہے کہ ان دنونمین خود بخود دل سچائی اور حق کی طرف کھینچے جائینگے کسی لڑائی کی حاجت نہین ہوگی۔ خود بخود ایسی ہوا چلیگی کہ جوق در جوق اور فوج در فوج لوگ دین اسلام مین داخل ہوتے جائینگے۔ پھر جب دین اسلام مین داخل ہونے کا دروازہ کھل جائے گا اور ایک عالم کا عالم اس دین کو قبول کر لیگا تو پھر جزیہ کس سے لیا جائے گا۔ مگر یہ سب کچھ ایک دفعہ واقع نہین ہوگا۔ ہان ابھی سے اسکی بنا ڈالی جائیگی۔ اور خنزیروں سے مراد وہ لوگ ہین جنمین خنزیرونکی عادتین ہین۔ وہ اس روز حجت اور دلیل سے مغلوب کئے جائینگے۔ اور دلائل بیّنہ کی تلوار انھین قتل کریگی نہ یہ کہ ایک پاک نبی جنگلونمین خنزیروں کا شکار کھیلتا پھریگا۔

اے میری پیاری قوم! یہ سب استعارے ہین جنکو خدا تعالی کیطرفسے فہم دیا گیا ہے وہ نہ صرف آسانی سے بلکہ ایک قسم کے ذوق سے انکو سمجھ جائینگے۔ ایسے عمدہ اور بلیغ مجازی کلمات کو حقیقت پر اتارنا گویا ایک خوبصورت معشوق کا ایک دیو کی شکل مین نقشہ کھینچنا ہے۔ بلاغت کا تمام مدار استعارات لطیفہ پر ہوتا ہے۔ اسیوجہ سے خدا تعالے کے کلام نے بھی جو ابلغ الکلام ہے جسقدر استعارونکو استعمال کیا ہے اور کسی کلام مین یہ طرز لطیف نہین ہے۔ اب ہر جگہ اور ہر محل مین اُن پاکیزہ استعارونکو حقیقت پر حمل کرتے جانا گویا اُس کلام معجز نظام کو خاک مین ملا دینا ہے۔ پس اس طریق سے نہ صرف خدا تعالی کی مچھ بلاغت کلام کا اصلی منشاء درہم برہم ہوتا ہے بلکہ ساتھ ہی اس کلام کے اعلیٰ درجہ کی بلاغت کو برباد کر دیا

جاتا ہے خوبصورت اور دلچسپ طریقے تفسیر کے وہ ہوتے ہین جن مین متکلم کی اعلیٰ شان بلاغت اور
اُسکے روحانی اور بلند ارادون کا بھی خیال رہے نہ یہ کہ نہایت درجہ کے سفلی اور بدنما اور بے طرح
موٹے معنے جو ہجو ملیح کے حکم مین ہون اپنی طرف سے گھڑے جائین اور خدا تعالیٰ کی پاک کلام کو جو پاک
اور نازک دقائق پر مشتمل ہے صرف دہقانی لفظون تک محدود خیال کر لیا جائے۔ ہم نہین سمجھتے کہ
اُن نہایت دقیق اسرار کے مقابلہ پر جو خدا تعالےٰ کے کلام مین ہونے چاہیین اور بکثرت ہین کیون
بدشکل اور موٹے اور کریہ معنے پسند کئے جاتے ہین؟ اور کیون اُن لطیف معنون کی وقعت نہین
جو خدا تعالیٰ کی حکیمانہ شان کیموافق اور اُسکے عالی مرتبہ کلام کے مناسب حال ہین؟ اور ہمارے
علما کے دماغ اس بیوجہ سرکشی سے کیون پُر ہین کہ وہ الٰہی فلسفہ کے نزدیک آنا نہین چاہتے؟
جن لوگون نے ان تحقیقون مین اپنا خون اور پسینہ ایک کر دیا ہے انکو بیشک ہمارے اس بیان
سے نہ انکار بلکہ مزہ آئے گا اور ایک تازہ صداقت انکو ملیگی جسکو وہ بڑے مدوشد کیساتھ قوم مین
بیان کرین گے اور سالک کو ایک روحانی فائدہ پہنچائین گے۔ لیکن جنہون نے صرف سرسری
نگاہ ہی تک اپنی فکر اور عقل کو ختم کر رکھا ہے وہ بجز اسکے کہ ناحق کے اعتراضات کی میزان بڑھاوین
اور بیجا سختیہ قائم کرین اور کچھ اسلام کو اپنے وجود سے فائدہ نہین پہنچا سکتے۔

اب ہم یہ بیان کرنا چاہتے ہین کہ ہمارے ہادی اور سید مولیٰ جناب ختم المرسلین نے مسیح اوّل
اور مسیح ثانی مین ما بہ الامتیاز قائم کرنے کے لئے صرف یہی نہین فرمایا کہ مسیح ثانی ایک مرد
مسلمان ہوگا اور شریعت قرآنی کیموافق عمل کرے گا اور مسلمانون کی طرح صوم و صلوٰۃ وغیرہ احکام
فرقانی کا پابند ہوگا اور مسلمانون مین پیدا ہوگا اور انکا امام ہوگا اور کوئی جُداگانہ دین نہ لائیگا
اور کسی جداگانہ نبوت کا دعویٰ نہین کریگا بلکہ یہ بھی ظاہر فرمایا ہے کہ مسیح اول اور مسیح ثانی
کے حلیہ مین بھی فرق بیّن ہوگا۔ چنانچہ مسیح اوّل کا حُلیہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج
کی رات مین نظر آیا وہ یہ ہے کہ درمیانہ قد اور سرخ رنگ گھنگریالے بال اور سینہ کشادہ ہے
دیکھو صحیح بخاری صفحہ ۴۸۹۔ لیکن اسی کتاب مین مسیح ثانی کا حُلیہ جناب ممدوح نے یہ فرمایا
ہے کہ وہ گندم گون ہے اور اُسکے بال گھنگریالے نہین اور کانون تک لٹکتے ہین۔ اب
ہم سوچتے ہین کہ کیا یہ دونون ممیز علامتین جو مسیح اوّل اور ثانی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے بیان فرمائی ہین کافی طور پر یقین نہین دلاتین کہ مسیح اوّل اور ہے اور مسیح ثانی اور
ان دونوں کو ابن مریم کے نام سے پکارنا ایک لطیف استعارہ ہے جو باعتبار مشابہت طبع

اور روحانی خاصیت کے استعمال کیا گیا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اندرونی خاصیت کے مشابہت کے
رو سے دو نیک آدمی ایک ہی نام کے مستحق ہو سکتے ہیں اور ایسا ہی دو بد آدمی بھی ایک ہی بد مادہ
میں شریک مساوی ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کے قایم مقام کہلا سکتے ہیں مسلمان لوگ
جو اپنے بچوں کے نام احمد اور موسیٰ اور عیسیٰ اور سلیمان اور داؤد وغیرہ رکھتے ہیں تو در حقیقت اسی
تفاول کا خیال اُنہیں ہوتا ہے جس سے نیک فال کے طور پر ارادہ کیا جاتا ہے کہ یہ بچے بھی اُن بزرگوں کی
روحانی شکل اور خاصیت ایسی اتم اور اکمل طور سے پیدا کر لیں کہ گویا اُنہیں کا روپ ہو جائیں
اس جگہ اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثل بھی نبی چاہیئے کیونکہ مسیح نبی تھا تو اس کا اول
جواب تو یہی ہے کہ آنیوالے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی
بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت
فرقانی کا پابند ہوگا اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کریگا کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام
ہوں ماسوا اس کے اسمیں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس اُمت کیلئے
محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے گو اُس کیلئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے کیونکہ
وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے امور غیبیہ اُسپر ظاہر کیجاتی ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح
اُس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اُس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہ انبیا
کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیا کی طرح اُس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں باواز بلند ظاہر کرے
اور اُس سے انکار کرنیوالا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنے بجز اسکے
اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اُس میں پائے جائیں۔

اور اگر یہ عذر پیش ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیا پر نازل ہوتی ہے اُس پر مُہر
لگ چکی ہے میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی
پر مُہر لگائی گئی ہے بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس اُمت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے
مگر اس بات کو بحضور دل یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ نبوت جسکا ہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری رہیگا نبوت
تامہ نہیں ہے بلکہ جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں وہ صرف ایک جزئی نبوت ہے جو دوسرے
لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے جو انسان کامل کے اقتدا سے ملتی ہے جو
مستجمع جمیع کمالات نبوت تامہ ہے۔ یعنے ذات ستودہ صفات حضرت سیدنا و مولانا محمد
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فاعلم ارشدک اللہ تعالیٰ ان النبی محدث والمحدث نبی

باعتبار حصول نوع من انواع النبوت وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یبق
من النبوت الا المبشرات ای لم یبق من انواع النبوت الا نوع واحد وھی المبشرات
من اقسام الرویا الصادقۃ والمکاشفات الصحیحۃ والوحی الذی ینزل علی
خواص الاولیاء والنور الذی یتجلی علی قلوب قوم موجع۔ فانظر ایھا الناقد البصیر
الفھیم من ھذا اسد باب النبوۃ علی وجہ کلی بل الحدیث یدل علی ان النبوت
التامۃ الحاملۃ لوحی الشریعۃ قد انقطعت ولکن النبوۃ التی لیس فیھا الا المبشرات
فھی باقیۃ الی یوم القیامۃ لا انقطاع لھا ابداً۔ وقد علمت وقرات فی کتب الحدیث
ان الرویا الصالحۃ جزءٌ من ستۃ واربعین جزءً من النبوۃ ای من النبوۃ
التامۃ فلما کان للرویا نصیباً من ھذہ المرتبۃ فکیف الکلام الذی یوحی من اللہ
تعالیٰ الی قلوب المحدثین فاعلم ایدک اللہ ان حاصل کلامنا ان ابواب النبوۃ الجزئیۃ
مفتوحۃ ابداً ولیس فی ھذہ النوع الا المبشرات او المنذرات من الامور الغیبیۃ
او اللطائف القرآنیۃ والعلوم اللدنیۃ۔ واما النبوۃ التی تامۃ کاملۃ جامعۃ
لجمیع کمالات الوحی فقد آمنا بانقطاعھا من یوم نزل فیہ۔ وما کان محمدٌ ابا احدٍ
من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ اگر یہ استفسار ہو کہ جس خاصیت اور قوت
روحانی مین یہ عاجز اور مسیح بن مریم مشابہت رکھتے ہین وہ کیا شے ہے تو اس کا جواب یہ ہے
کہ وہ ایک مجموعی خاصیت ہے جو ہم دونون کے روحانی قوی مین ایک خاص طور پر رکھی گئی ہے
جس کے سلسلہ کی ایک طرف نیچے کو اور ایک طرف اوپر کو جاتی ہے۔ نیچے کی طرف سے مراد وہ
اعلیٰ درجہ کی دلسوزی اور غمخواری خلق اللہ ہے جو داعی الی اللہ اور اس کے مستعد شاگردون
مین ایک نہایت مضبوط تعلق اور جوڑ بخش کر نورانی قوت کو جو داعی الی اللہ کے نفس پاک مین موجود
ہے اُن تمام سرسبز شاخون مین پھیلاتی ہے۔ اوپر کیطرف سے مراد وہ اعلیٰ درجہ کی محبت
قوی ایمان سے ملی ہوئی ہے جو اول بندہ کے دل مین بارادہ الٰہی پیدا ہو کر رب قدیر کی محبت
کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور پھر اُن دونون محبتون کے ملنے سے جو درحقیقت نر اور مادہ
کا حکم رکھتی ہین ایک مستحکم رشتہ اور ایک شدید مواصلت خالق اور مخلوق مین پیدا
ہو کر الٰہی محبت کے چمکنے والی آگ سے جو مخلوق کی ہیزم مثال محبت کو پکڑ لیتی ہے ایک تیسری
چیز پیدا ہو جاتی ہے جس کا نام روح القدس ہے سو اس درجہ کے انسان کی روحانی

پیدایش اُس وقت سے سمجھی جاتی ہے جب کہ خدا تعالیٰ اپنے ارادہ خاص سے اُس میں اُس طور کی محبت پیدا کر دیتا ہے اور اس مقام اور اس مرتبہ کی محبت میں بطور استعارہ یہ کہنا بیجا نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت سے بھری ہوئی روح اس انسانی روح کو جو بارادہ الٰہی اب محبت سے بھر گئی ہے ایک نیا تولد بخشتی ہے اسی وجہ سے اس محبت کی بھری ہوئی روح کو خدا تعالیٰ کی روح سے جو نافخ المحبت ہے استعارہ کے طور پر ابنیت کا علاقہ ہوتا ہے اور چونکہ روح القدس ان دونوں کے ملنے سے انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ وہ اُن دونوں کیلئے بطور ابن ہے اور یہی پاک تثلیث ہے جو اس درجہ محبت کے لئے ضروری ہے جسکو ناپاک طبیعتوں نے مشرکانہ طور پر سمجھ لیا ہے اور ذرہ امکان کو جو ہالکۃ الذات باطلۃ الحقیقت ہے حضرت اعلیٰ واجب الوجود کے ساتھ برابر ٹھہرا دیا ہے۔

لیکن اگر اس جگہ یہ استفسار ہو کہ اگر یہ درجہ اس عاجز اور مسیح کے لئے مسلّم ہے تو پھر جناب سیدنا مولانا سید الکل و افضل الرسل حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کونسا درجہ باقی ہے سو واضح ہو کہ وہ ایک اعلیٰ مقام اور برتر مرتبہ ہے جو اسی ذات کامل الصفات پر ختم ہو گیا ہے جس کی کیفیت کو پہنچنا بھی کسی دوسرے کا کام نہیں چہ جائیکہ وہ کسی اور کو حاصل ہو سکے۔

شان احمد را کہ داند جز خداوند کریم — آنچنان از خود جدا شد کز میان افتاد میم
زان نمط شد محو دلبر کز کمال اتحاد — پیکر او شد سراسر صورت رب رحیم
بوئے محبوب حقیقی میدہد زان روئے پاک — ذات حقانی صفاتش مظہر ذات قدیم
گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد و ضلال — چون دل احمد نمی بینم دگر عرشے عظیم
منت ایزد را کہ من بر رغم اہل روزگار — صد بلا را می خرم از ذوق آن عین النعیم
از عنایات خدا و از فضل آن دادار پاک — دشمن فرعونیانم بہر عشق آن کلیم
آن مقام و رتبت خاصش کہ بر من شد عیان — گفتمے گر بدمے طبعی درین راہے سلیم
در رہ عشق محمد این سر و جانم رود — این تمنا این دعا این در دلم عزم صمیم

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ عالیہ کی شناخت کے لئے اس قدر لکھنا ضروری ہے کہ مراتب قرب و محبت باعتبار اپنی روحانی درجات کے تین قسم پر منقسم ہیں سب سے ادنیٰ

درجہ جو درحقیقت وہ بھی بڑا ہے یہ ہے کہ آتش محبت الٰہی لوح قلب انسان کو گرم تو کرے اور ممکن ہے کہ ایسا گرم کرے کہ بعض آگ کے کام اُس محرور سے ہو سکین لیکن یہ کسر باقی رہ جائے کہ اُس متاثر مین آگ کی چمک پیدا نہ ہو اس درجہ کی محبت پر جب خدا تعالیٰ کی محبت کا شعلہ واقع ہو تو اس شعلہ سے جس قدر روح مین گرمی پیدا ہوتی ہے اُس کو سکینت واطمینان اور کبھی فرشتہ وملک کے لفظ سے بھی تعبیر کرتے ہین۔

دوسرا درجہ محبت کا وہ ہے جو ہم اوپر بیان کر چکے ہین جسمین دونون محبتون کے ملنے سے آتش محبت الٰہی لوح قلب انسان کو اس قدر گرم کرتی ہے کہ اُس مین آگ کی صورت پر ایک چمک پیدا ہو جاتی ہے لیکن اُس چمک مین کسی قسم کا اشتعال یا بھڑک نہین ہوتی فقط ایک چمک ہوتی ہے جسکو روح القدس کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

تیسرا درجہ محبت کا وہ ہے جس مین ایک نہایت افروختہ شعلہ محبت الٰہی کا انسانی محبت کے مستعد فتیلہ پر پڑکر اُسکو افروختہ کر دیتا ہے اور اُس کے تمام اجزا اور تمام رگ و ریشہ پر استیلا پکڑ کر اپنے وجود کا اتم اور اکمل مظہر اُسکو بنا دیتا ہے اور اس حالت مین آتش محبت الٰہی لوح قلب انسان کو نہ صرف ایک چمک بخشتی ہے بلکہ معًا اُس چمک کے ساتھ تمام وجود بھڑک اُٹھتا ہے اور اُس کی لوئین اور شعلے اِردگرد کو روز روشن کی طرح روشن کر دیتے ہین اور کسی قسم کی تاریکی باقی نہین رہتی اور پورے طور پر اور تمام صفات کاملہ کے ساتھ وہ سارا وجود آگ ہی آگ ہو جاتا ہے اور یہ کیفیت جو ایک آتش افروختہ کی صورت پر دونون محبتون کے جوڑ سے پیدا ہو جاتی ہے اسکو روح امین کے نام سے بولتے ہین کیونکہ یہ ہر یک تاریکی سے امن بخشتی ہے اور ہر یک غبار سے خالی ہے اور اس کا نام شدید القویٰ بھی ہے کیونکہ یہ اعلیٰ درجہ کی طاقت وحی ہے جس سے قوی تر وحی متصور نہین اور اس کا نام ذو الافق الاعلیٰ بھی ہے کیونکہ یہ وحی الٰہی کے انتہائی درجہ کی تجلی ہے اور اس کو رائی ما رائی کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے کیونکہ اس کیفیت کا اندازہ تمام مخلوقات سے قیاس اور گمان اور وہم سے باہر ہے اور یہ کیفیت صرف دنیا مین ایک ہی انسان کو ملی ہے جو انسان کامل ہے جسپر تمام سلسلہ انسانیہ کا ختم ہو گیا ہے اور دائرہ استعدادات بشریہ کا کمال کو پہنچا ہے اور وہ درحقیقت پیدایش الٰہی کے خط ممتد کی اعلیٰ طرف کا آخری نقطہ ہے جو ارتفاع کے تمام مراتب کا انتہا ہے حکمت الٰہی کے ہاتھ نے ادنیٰ سے ادنیٰ خلقت سے اور اسفل سے اسفل

مخلوق سے سلسلہ پیدایش کا شروع کرکے اُس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے جسکا نام
دوسرے لفظون مین محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم جس کے معنے یہ ہین کہ نہایت تعریف کیا گیا ہے
یعنے کمالات تامہ کا مظہر سو جیسا کہ فطرت کے رو سے اُس نبی کا اعلیٰ اور ارفع مقام تھا ایسا ہی
خارجی طور پر بہی اعلیٰ وارفع مرتبہ وحی کا اُسکو عطا ہوا اور اعلیٰ وارفع مقام محبت کا ملا یہ وہ مقام
عالی ہے کہ مین اور مسیح دونون اُس مقام تک نہین پہنچ سکتے اس کا نام مقام جمع اور مقام
وحدت تامہ ہے پہلے نبیون نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر دی ہے
اسی پتہ ونشان پر خبر دی ہی اور اسی مقام کی طرف اشارہ کیا ہے اور جیسا مسیح اور اس عاجز
کا مقام ایسا ہے کہ اس کو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہین ایسا ہی
یہ وہ مقام عالیشان مقام ہے کہ گذشتہ نبیون نے استعارہ کیطور پر صاحب مقام ہذا کے
ظہور کو خدا تعالیٰ کا ظہور قرار دیدیا ہے اور اُس کا آنا خدا تعالیٰ کا آنا ٹھرایا ہی جیسا کہ حضرت مسیح نے بہی ایک مثال کو
پیش کرکے فرمایا ہے کہ انگورستان کا پہل لینے کیلیئے اول باغ کے مالک نے (جو خدا تعالیٰ ہے) اپنے
نوکرون کو بہیجا یعنے ابتدائی کے قرب والون کو جس سے مراد وہ تمام صلحا ہین جو حضرت مسیح کے زمانہ
مین اور اُسی صدی مین مگر کسیقدر اُن سے پہلے آئے۔ پہر جب باغبانون نے باغ کا پہل
دینے سے انکار کیا تو باغ کے مالک نے تاکید کے طور پر اپنے بیٹے کو اُنکی طرف روانہ
کیا تا اُس کو بیٹا سمجھکر باغ کا پہل اُس کے حوالہ کرین بیٹے سے مراد اس جگہ مسیح ہے جنکو
دوسرا درجہ قرب اور محبت کا حاصل ہے مگر باغبانون نے اُس بیٹے کو بہی باغ کا پہل نہ دیا
بلکہ اپنی زعم مین اُسے قتل کردیا بعد اس کے حضرت مسیح فرماتے ہین کہ اب باغ کا مالک خود
آئیگا یعنے خدا تعالیٰ خود ظہور فرمائیگا تا باغبانون کو قتل کرکے باغ کو ایسے لوگون کو دیدے
کہ اپنے وقت پر پہل دیدیا کرین اس جگہ خدا تعالیٰ کے آنے سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کا آنا ہے جو قرب اور محبت کا تیسرا درجہ اپنے لئے حاصل رکھتے ہین ❖ اور یہ سبب

حاشیہ — ہمارے سید ومولی جناب مقدس خاتم الانبیاء کی نسبت صرف حضرت مسیح نے ہی بیان نہین
کیا کہ آنجناب کا دنیا مین تشریف لانا درحقیقت خدا تعالیٰ کا ظہور فرمانا ہے بلکہ اس طرز کا کلام
دوسرے نبیون نے بہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین اپنی اپنی پیشگوئیون مین
بیان کیا ہی اور استعارہ کے طور پر آنجناب کے ظہور کو خدا تعالیٰ کا ظہور قرار دیا ہے بلکہ بوجہ جلالی

روحانی مراتب ہین کہ جو استعارہ کے طور پر مناسب حال الفاظ مین بیان کئے گئے ہین یہ نہین کہ حقیقی ابنیت اس جگہہ مراد ہے یا حقیقی الوہیت مراد لی گئی ہے۔

اس جگہ اسبات کا بیان کرنا بھی بے موقعہ نہ ہوگا کہ جو کچھہ ہمنے روح القدس اور روح الامین وغیرہ کی تعبیر کی ہے یہ درحقیقت ان عقاید سے جو اہل اسلام ملایک کی نسبت رکھتے ہین منافی نہین ہے کیونکہ محققین اہل اسلام ہرگز اس بات کے قائل نہین۔ کہ ملایک اپنے شخصی وجود کے ساتھ انسانون کی طرح پیرون سے چلکر زمین پر اُترتے ہین اور یہ خیال بہ بداہت باطل ہی ہے۔ کیونکہ اگر یہی ضرور ہوتا کہ ملایک اپنی اپنی خدمات کی بجا آوری کے لئے اپنی اصل وجود کے ساتھ زمین پر اُترا کرتے تو پھر اُنسے کوئی کام انجام پذیر ہونا بغایت درجہ محال تھا مثلاً فرشتہ ملک الموت جو ایک سکینڈ مین ہزارہا ایسے لوگون کی جانین نکالتا ہے جو مختلف بلاد و امصار مین ایک دوسرے سے ہزارون کوسون کے فاصلہ پر رہتے ہین اگر ہر یک کے لئے اس بات کا محتاج ہو کر اول پیرون سے چلکر اُس کے ملک اور شہر اور گھر مین جاوے اور پھر اتنی مشقت کے بعد جان نکالنے کا اُسکو موقعہ ملے تو ایک سیکنڈ کیا اتنی بڑی کارگذاری

کے مظہر اتم ہونے کے آنجناب کو خدا کر کے پکارا ہے چنانچہ حضرت داؤد کے زبور مین لکھا ہے تو حسن مین بنی آدم سے کہین زیادہ ہے تیرے لبون مین نعمت بنائی گئی اس لئے خدا نے تجھے کو ابد تک مبارک کیا (یعنے تو خاتم الانبیا ٹھہرا) اے پہلوان تو جاہ و جلال سے اپنی تلوار حمائل کر کے اپنی ران پر لٹکا امانت اور حلم اور عدالت پر اپنی بزرگواری اور اقبالمندی سے سوار ہو کر تیرا دہنا ہاتھ تجھے ہیبت ناک کام دکھائیگا۔ بادشاہ کے دشمنون کے دلون مین تیرے تیر تیزی کرتے ہین لوگ تیرے سامنے گر جاتے ہین اے خدا تیرا تخت ابد الاباد ہے تیری سلطنت کا آثار راستی کا عصا ہے تو نے صدق سے دوستی اور شر سے دشمنی کی ہے اسی لئے خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبون سے زیادہ تجھے معطر کیا ہے دیکھو زبور ۴۵۔

اب جاننا چاہیئے کہ زبور کا یہ فقرہ کہ اے خدا تیرا تخت ابد الاباد ہے تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے یہ محض بطور استعارہ ہے جس سے غرض یہ ہے کہ جو روحانی طور پر شان محمدی ہے اُس کو ظاہر کر دیا جائے پھر یسعیاہ نبی کی کتاب مین بھی ایسا ہی لکھا ہے چنانچہ

کے لئے تو کوئی ٹہینے کی مہلت بہی کافی نہین ہو سکتی کیا یہ ممکن ہے کہ ایک شخص انسانون کی
طرح حرکت کر کے ایک طرفۃ العین کے یا اُس کے کم عرصہ مین تمام جہان گہوم کر چلا آوے ہرگز
نہین بلکہ فرشتے اپنے اصلی مقامات سے جو اُنکے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہین ایک
ذرہ کے برابر بہی آگے پیچہے نہین ہوتے جیسا کہ خدا تعالیٰ اُنکی طرف سے قرآن شریف مین
فرماتا ہے۔ وما منا الا لہ مقام معلوم وانا لنحن الصافون۔ سورۃ صافات جزو ۲۳۔
پس اصل بات یہ ہے کہ جس طرح آفتاب اپنے مقام پر ہے اور اُسکی گرمی و روشنی زمین پر پہلکر
اپنے خواص کے موافق زمین کی ہر ایک چیز کو فایدہ پہنچاتی ہے اسیطرح روحانیات سماویہ خواہ اونکو

اُسکی عبارت یہ ہے دیکہو میرا بندہ جسے مین سنبہالونگا میرا برگزیدہ جس سے میراجی راضی ہے
مین نے اپنی روح اُس پر رکہی وہ قومون پر راستی ظاہر کریگا وہ نہ چلائیگا اور اپنی صدا بلند نہ کریگا اور
اپنی آواز بازارون مین نہ سنائیگا وہ مسلے ہوئے سینٹہے کو نہ توڑیگا اور سن کو جس سے دہوان اُٹہتا
ہے نہ بجہائیگا جب تک کہ راستی کو امن کے ساتہ ظاہر نہ کرے وہ نہ گہٹیگا نہ تہکیگا
جب تک کہ راستی کو زمین پر قایم نہ کرے اور جزیرے اُس کی شریعت
کے منتظر ہووین ..... خداوند خدا ایک بہادر کی مانند نکلیگا وہ جنگی
مرد کی مانند اپنی غیرت کو اُسکائیگا۔ الخ اب جاننا چاہیئے کہ یہ فقرہ کہ
خداوند خدا ایک بہادر کی مانند نکلیگا یہ بہی بطور استعارہ کے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلّم کی پُر ہیبت ظہور کا اظہار کر رہا ہے دیکہو یسعیاہ
نبی کی کتاب باب ۴۲۔ اور ایسا ہی اور کئی نبیون نے بہی اسی استعارہ
کو اپنی پیش گوئیون مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی شان
مین استعمال کیا ہے مگر چونکہ اُن سب مقامات کے لکہنے سے
طول ہو جاتا ہے اس لئے بالفعل اسیقدر پر کفایت کرتا ہون
اور مین نے جو اس جگہہ تین مراتب قرب اور محبت کے لکہہ
کر تیسرا مرتبہ کہ جو بزرگترین مراتب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلّم کے لئے ثابت کیا ہے یہ میریطرف سے ایک اجتہادی خیال نہین
بلکہ الہامی طور پر خدا تعالیٰ نے مجہہ پر کہولدیا ہے۔ منہ

یونانیون کے خیال کے موافق نفوس فلکیہ کہین یا وساتیر اور وید کی اصطلاحات کے موافق
ارواح کواکب سے اُنکو نامزد کرین یا نہایت سید ہے اور موحدانہ طریق سے ملایک اللہ کا
اُنکو لقب دین ٭ درحقیقت یہ عجیب مخلوقات اپنے اپنے مقام مین مستقر اور قرار گیر ہے
اور بحکمت کاملہ خداوند تعالیٰ زمین کی ہریک مستعد چیز کو اُس کے کمال مطلوب تک پہنچانے
کے لئے یہ روحانیات خدمت مین لگی ہوئے ہین ظاہری خدمات
بھی بجالاتے ہین اور باطنی بھی جیسے ہمارے اجسام اور ہماری تمام ظاہری
قوتون پر آفتاب اور ماہتاب اور دیگر سیارون کا اثر ہے ایسا ہی ہمارے دل اور دماغ
اور ہماری تمام روحانی قوتون پر یہ سب ملائک ہماری مختلف استعدادونکے موافق اپنا
اپنا اثر ڈال رہی ہین جو چیز کسی عمدہ جوہر بننے کی اپنے اندر قابلیت رکھتی ہے وہ اگرچہ خاک کا
ایک ٹکڑا ہے یا پانی کا وہ قطرہ جو صدف مین داخل ہوتا ہے یا پانی کا وہ قطرہ جو رحم مین پڑتا
ہے وہ اُن ملائک اللہ کی روحانی تربیت سے لعل اور الماس اور یاقوت اور نیلم وغیرہ
یا نہایت درجہ کا آبدار اور وزنی موتی یا اعلیٰ درجہ کے دل اور دماغ کا انسان بنجاتا ہے۔
وساتیر جسکو مجوسی لوگ الہامی مانتے ہین جسنے اپنی مدت ظہور کی وہ لمبی تاریخ بتلائی ہے جس کا
کروڑوان حصہ بھی وید کی مدت ظہور کی نسبت بیان نہین کیا گیا یعنے وید کی نسبت توصرف
ایک ارب چھیانوین کروڑ مدت ظہور محض دوسرون کے وہم اور گمان سے قرار دیگئی ہے
مگر وساتیر تین سنکہہ سے کچھہ زیادہ اپنی مدت ظہور آپ بیان کرتا ہے بلکہ یہ تو ہمنے ڈرتے
ڈرتے لکھا ہے وہان تو سنکہونکی حد سے زیادہ تین صفر اور بھی درمیان ہین۔ یہ کتاب
ان روحانیات کو جو کواکب اور سموات سے تعلق رکھتی ہین نہ صرف ملایک قرار دیتی ہے
بلکہ انکی پرستش کے لئے ہی تاکید کرتی ہے ایسا ہی وید بھی اُن روحانیات کو صرف
وسایط اور درمیانی خدمتگذار نہین مانتا بلکہ جابجا اُنکی استتت اور مہما کرتا ہے اور ان سے
مرادین مانگنے کی تعلیم دیتا ہے اور ممکن ہے کہ ان کتابون مین تحریف اور الحاق کے طور

٭ ملایک اس معنے سے ملایک کہلاتے ہین کہ وہ ملاک اجرام سماویہ اور ملاک اجسام
الارض ہین یعنے اُنکے قیام اور بقا کے لئے روح کیطرح ہین اور نیز اس معنے سے
بہی ملایک کہلاتے ہین کہ وہ رسولون کا کام دیتے ہین ٭ منہ

فوائد

پر یہ پرکھن تعلیمین نا یافتگی ہون جیسی وید مین اور بہی بہت سی بیجا تعلیمین پائی جاتی ہین مثلاً یہ تعلیم
کہ اس جہان کا کوئی خالق نہین ہے اور ہر ایک چیز اپنے اصل مادہ اور اصل حیات کے رُو
سے قدیم اور واجب الوجود اور اپنے وجود کی آپ ہی خدا ہے یا یہ تعلیم کہ کسی وجود کو تناسخ کے
منحوس چکر سے کبہی اور کسی زمانہ مین مخلصی حاصل ہو ہی نہین سکتی یا یہ تعلیم کہ ایک شوہر دار عورت
اولاد نرینہ نہ ہونے کی حالت مین کسی غیر آدمی سے ہمبستر ہو سکتی ہے تا اُس سے اولاد حاصل
کرے یا یہ تعلیم کہ بڑے بڑے مقدس لوگ بھی گو وید کے ہی رشی کیون نہ ہوں جن پر چارون
وید اُترے ہون ہمیشہ کی نجات کبہی نہین پا سکتے اور نہ لازمی طور پر ہمیشہ بزرگوار اور عزت کے
ساتھ یاد کرنے کے لایق ٹہر سکتے ہین بلکہ ممکن ہے کہ تناسخ کے چکر مین اگر اور اور جانداروں کی طرح
کچھ کا کچھ بن جائین بلکہ شاید بن گئے ہون اور اُنکے زعم مین خواہ کوئی انسان اوتارون سے بہی
زیادہ مرتبہ رکھتا ہو یا وید کے رشیون سے بہی بڑھ کر ہو اُس کے لئے ممکن بلکہ قانون قدرت کی
رو سے ضروری پڑا ہوا ہے کہ کسی وقت وہ کیڑا مکوڑا یا نہایت مکروہ اور قابل نفرت جانور بلکہ
کسی خسیس مخلوق کی نوع مین جنم لیوے - یہ سب باطل تعلیمین ہین جو انسانون کے رذیل خیالات
نے ایجاد کی ہین اور جن لوگون نے یہ تمام بے شرمی کے کام اور دور از عزت انتقالات اپنی
ہی نوع بلکہ اپنے بزرگون اور پیشواؤن کے لئے جایز رکھے ہین اونہون نے یہ بھی جایز رکھ لیا کہ کواکب
کی روحون سے مرادین مانگی جائین اونکی ایسی پرستش کیجائے جیسے خدا تعالی کی کرنی چاہیئے
لیکن قرآن شریف جو ہر یک طور سے توحید اور تہذیب کی راہ کہولتا ہے اُس نے ہرگز
روا نہین رکھا کہ اُس کے ساتھ کسی مخلوق کی پرستش ہو یا اسکی ربوبیت کی قدرت صرف
ناقص اور ناکارہ طور پر تسلیم کرین اور اسکو ہر یک چیز کا مبدء اور سرچشمہ نہ ٹہرائین یا کوئی
اور بے شرمی کا کام اپنے طریق معاشرت مین داخل کر لین -

اب پھر مین ملایک کے ذکر کیطرف عود کر کے کہتا ہون کہ قرآن شریف نے جس طرز سے
ملایک کا حال بیان کیا وہ نہایت سیدہی اور قریب قیاس راہ ہے اور بجز اُس کے ماننے
کے انسان کو کچھ بن نہین پڑتا **قرآن شریف** پر بدیدہ تعمق غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے
کہ انسان بلکہ جمیع کائنات الارض کی تربیت ظاہری و باطنی کے لئے بعض وسایط کا ہونا
ضروری ہے اور بعض بعض اشارات قرآنیہ سے نہایت صفائی سے معلوم ہوتا ہے کہ
بعض وہ نفوس طیبہ جو ملائیک کے موسوم ہین اُنکے تعلقات طبقات سماویہ سے الگ الگ

ہیں بعض اپنی تاثیرات خاصہ سے ہوا کے چلانے والے اور بعض مینہ کے برسانیوالے اور بعض بعض اور تاثیرات کو زمین پر اوتارنے والے ہیں پس اسمیں کچھ شک نہیں کہ بوجہ مناسبت نوری وہ نفوس طیبہ اُن روشن اور نورانی ستارون سے تعلق رکھتے ہونگے کہ جو آسمانون میں پائے جاتے ہین مگر اس تعلق کو ایسا نہیں سمجھنا چاہیئے کہ جیسے زمین کا ہر یک جاندار اپنی اندر جان رکھتا بلکہ اُن نفوس طیبہ کو بوجہ مناسبت اپنی نورانیت اور روشنی کے جو روحانی طور پر انہیں حاصل ہے روشن ستارون کے ساتھ ایک مجہول الکنہ تعلق ہے اور ایسا شدید تعلق ہے کہ اگر اُن نفوس طیبہ کا اُن ستارون سے الگ ہونا فرض کر لیا جائے تو پھر اُن کے تمام قوی میں فرق پڑ جائے گا انہین نفوس کے پوشیدہ ہاتھ کے زور سے تمام ستارے اپنے اپنے کام میں مصروف ہین اور جیسے خدا تعالیٰ تمام عالم کے لئے بطور جان کے ہے ایسا ہی (مگر اس جگہ تشبیہ کامل مراد نہین) وہ نفوس نورانیہ کواکب اور سیارات کے لئے جان کا ہی حکم رکھتے ہین اور اُنکے جدا ہو جانے سے انکی حالت وجودیہ میں بکلی فساد راہ پا جانا لازمی و ضروری امر ہے اور اجتک کسی نے اس امر مین اختلاف نہین کیا کہ جس قدر آسمانون مین سیارات اور کواکب پائے جاتے ہین وہ کائنات الارض کی تکمیل و تربیت کے لئے ہمیشہ کام مین مشغول ہین غرض یہ نہایت سچی ہوئی اور ثبوت کے چرخ پر چڑھی ہوئی صداقت ہے کہ تمام نباتات اور جمادات اور حیوانات پر آسمانی کواکب کا دن رات اثر پڑ رہا ہے اور جاہل سے جاہل ایک دہقان بھی اس قدر تو ضرور یقین رکھتا ہوگا کہ چاند کی روشنی پھلون کے موٹا کرنے کے لئے اور سورج کی دھوپ انکو پکانے اور شیرین کرنیکے لئے اور بعض ہوائین بکثرت پھل آنے کے لئے بلاشبہ موثر ہین اب جبکہ ظاہری سلسلہ کائنات کا ان چیزون کی تاثیرات مختلفہ سے تربیت پا رہا ہے تو اسمین کیا شک ہو سکتا ہے کہ باطنی سلسلہ پر بھی باذنہ تعالیٰ وہ نفوس نورانیہ اثر کر رہی ہین جنکا اجرام نورانیہ سے ایسا شدید تعلق ہے کہ جیسے جان کو جسم سے ہوتا ہے۔

اب اس کے بعد یہ بھی جاننا چاہیئے کہ اگرچہ بظاہر یہ بات نہایت دور از ادب معلوم ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ اور اُس کے مقدس نبیون مین افاضہ انوار وحی کے لئے کوئی اور واسطہ تجویز کیا جائے لیکن ذرا غور کرنے سے بخوبی سمجھ آ جائیگا کہ اس مین کوئی بے ادبی کی بات نہین بلکہ سراسر خدا تعالیٰ کے اُس عام قانون قدرت کے مطابق ہے

جو دنیا کے ہریک چیز کے متعلق کہلے کہلے طور پر مشہود و محسوس ہو رہا ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ انبیا علیہم السلام بھی اپنے ظاہری جسم اور ظاہری قویٰ کے لحاظ سے انھین وسایط کے محتاج ہین اور نبی کی آنکھ بھی گو کیسی ہی نورانی اور بابرکت آنکھ ہے مگر پھر بھی عوام کی آنکھون کی طرح آفتاب یا اُس کے کسی دوسرے قایم مقام کے بغیر کچھ دیکھ نہین سکتے اور بغیر توسط ہوا کے کچھ سن نہین سکتے لہذا یہ بات بھی ضروری طور پر ماننی پڑتی ہے کہ نبی کی روحانیت پر بھی ان سیارات کے نفوس نورانیہ کا ضرور اثر پڑتا ہوگا بلکہ سب سے زیادہ اثر پڑتا ہوگا کیونکہ جسقدر استعداد صافی اور کامل ہوتی ہے اُسیقدر اثر بھی صافی اور کامل طور پر پڑتا ہے۔

قرآن شریف سے ثابت ہے کہ یہ سیارات اور کواکب اپنے اپنے قالبون کے متعلق ایک ایک روح رکھتے ہین جنکو نفوس کواکب سے بھی نامزد کر سکتے ہین اور جیسے کواکب اور سیارون مین باعتبار اُنکے قالبون کے طرح طرح کے خواص پائے جاتے ہین جو زمین کی ہریک چیز پر حسب استعداد اثر ڈال رہے ہین ایسا ہی اُنکے نفوس نورانیہ مین بھی انواع اقسام کے خواص ہین جو باذن حکیم مطلق کائنات الارض کے باطن پر اپنا اثر ڈالتے ہین اور یہی نفوس نورانیہ کامل بندون پر بشکل جسمانی متشکل ہو کر ظاہر ہو جاتے ہین اور بشری صورت سے متمثل ہو کر دکھائی دیتے ہین۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ تقریر از قبیل خطابیات نہین بلکہ یہ وہ صداقت ہے جو طالب حق اور حکمت کو ضرور ماننی پڑیگی۔ کیونکہ جب ہمین ماننا پڑتا ہے کہ ضرور کائنات الارض کی تربیت اجرام سماویہ کی طرف سے ہو رہی ہے اور جہان تک ہم بطور استقرا اجسام ارضیہ پر نظر ڈالتے ہین اس تربیت کے آثار ہریک جسم پر خواہ وہ نباتات مین سے ہے خواہ جمادات مین سے خواہ حیوانات مین سے بدیہی طور پر ہمین دکھائی دیتے ہین پس اس صریح تجربہ کے ذریعہ سے ہم اس بات کے ماننے کے لئے بھی مجبور ہین کہ روحانی کمالات اور دل و دماغ کی روشنی کا سلسلہ بھی جہانتک ترقی کرتا ہے بلاشبہ ان نفوس نورانیہ کا اسمین بھی دخل ہے اس دخل کی رو سے شریعت غرا نے استعارہ کے طور پر اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولون مین ملائک کا واسطہ ہونا ایک ضروری امر ظاہر فرمایا ہے جس پر ایمان لانا ضروریات دین مین سے گردانا گیا ہے جن لوگون نے اپنی نہایت مکروہ نادانی سے اس الٰہی فلسفہ کو نہین سمجھا جیسے آریہ مذہب والے یا برہمو مذہب والے انہون نے جلدی سے بباعث اپنی بیوجہ بخل اور بغض

سکے جو ان کے دلون مین بھرا ہوا ہے تعلیم فرقانی پر یہ اعتراض جڑ دیا کہ وہ اللہ اور اُس کے رسولون مین ملائک کا واسطہ ضروری ٹھہراتا ہے اور اسباب کو نہ سمجھا اور نہ خیال کیا کہ خدا تعالیٰ کا عام قانون تربیت جو زمین پر پایا جاتا ہے اسی قاعدہ پر مبنی ہے ہندون کے رشی جن پر بقول ہندؤن کے چارون وید نازل ہوئے کیا وہ اپنی جسمانی قوی کے ٹھیک ٹھیک طور پر قائم رہنے مین تاثیرات اجرام سماویہ کے محتاج نہین تھے کیا وہ بغیر آفتاب کی روشنی کے صرف آنکھون کی روشنی سے دیکھنے کا کام لے سکتے تھے یا بغیر ہوا کے ذریعہ کے کسی آواز کو سن سکتے تھے تو اس کا جواب بدیہی طور پر یہی ہوگا کہ ہرگز نہین بلکہ وہ بھی اجرام سماویہ کی تربیت اور تکمیل کے بہت محتاج تھے ہندؤن کے ویدون نے ان ملائک کے بارے مین کہان انکار کیا ہے بلکہ اُنہون نے تو ان وسایط کے ماننے اور قابل قدر جاننے مین بہت ہی غلو کیا ہے یہانتک کہ خدا تعالیٰ کے درجہ سے اُنکا درجہ برابر ٹھہرا دیا ہے ایک رگ وید پر ہی نظر ڈالکر دیکھو کہ کس قدر اسمین اجرام سماویہ اور عناصر کی پرستش موجود ہے اور کیسی اُنکی استت اور مہما اور ثنا مین ورقون کے ورق سیاہ کردیئے ہین اور کس عاجزی اور گرگڑانے سے ان سے دعائین مانگی گئی ہین جو قبول ہی نہین ہوئین مگر شریعت فرقانی مین تو ایسا نہین کیا بلکہ اُن نفوس نورانیہ کو جو اجرام سماویہ سے یا عناصر یا دُخانات سے ایسا تعلق رکہتے ہین جیسے جان کا جسم سے تعلق ہوتا ہے صرف ملایک یا جنات کے نام سے موسوم کیا ہے اور اُن نورانی فرشتون کو جو نورانی ستارون اور سیارون پر اپنا مقام رکھتے ہین اپنی ذات پاک مین اور اپنے رسولون مین ایسے طور کا واسطہ نہین ٹھہرایا جس کے رو سے ان فرشتون کو با اقتدار یا با اختیار مان لیا جاوے بلکہ انکو اپنی نسبت ایسا ظاہر فرمایا ہے کہ جیسے ایک بیجان چیز ایک زندہ کے ہاتھ مین ہوتی ہے جس ہی وہ زندہ جس طور سے کام لینا چاہتا لیتا ہے اسی بنا پر بعض مقامات قرآن شریف مین اجسام کے ہر ایک ذرہ پر بھی ملایک کا نام اطلاق کردیا گیا ہے کیونکہ وہ سب ذات اپنے رب کریم کی آواز سنتے ہین اور وہی کرتے ہین جو انکو حکم دیا گیا ہو مثلاً جو کچھ تغیرات بدن انسان مین مرض کی طرف یا صحت کی طرف ہوتے ہین اُن تمام مواد کا ذرہ ذرہ خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق آگے پیچھے قدم رکھتا ہے۔

اب ذرا آنکھہ کھول کر دیکھہ لینا چاہیئے کہ اس قسم کی وسائط کے ماننے مین جو قرآن شریف مین قرار دیئے گئے ہین کونسا شرک لازم آتا ہے اور خدا تعالیٰ کی شان قدسی

مین کونسا فرق آجاتا ہے بلکہ یہ تو اسرار معرفت و دقایق حکمت کی وہ باتین ہین جو قانون قدرت کے صفحہ صفحہ مین لکھی ہوئی نظر آتی ہین اور بغیر اس انتظام کے ماننے کے خدا تعالی کی قدرت کاملہ ثابت ہی نہین ہوسکتی اور نہ اُسکی خدائی چل سکتی ہے بہلا جب تک ذرہ ذرہ اُس کا فرشتہ بنکر اُس کی اطاعت مین نہ لگا ہوا ہو تب تک یہ سارا کارخانہ اُسکی مرضی کے موافق کیونکر چل سکتا ہے ؟ کوئی ہمین سمجہاوے تو سہی اور نیز اگر ملایک سماویہ کے نظام روحانی سے خدا تعالی کی قادرانہ شان پر کچہہ دہبہ لگ سکتا ہے تو پہر کیا وجہ ہے کہ اہنین ملایک کے نظام جسمانی کے ماننے سے کہ جو نظام روحانی کا بعینہ ہمرنگ و ہمشکل ہی خدا تعالی کی قدرت کاملہ پر کوئی دہبہ نہین لگ سکتا بلکہ سچ تو یہی کہ آریہ وغیرہ ہمارے مخالفون نے فرط نابینائی سے ایسے ایسے بیجا اعتراضات کردیئے ہین جن کی اصل بناہت سے مشرکانہ حواشی کے ساتہ اُن کے گہر مین بہی موجود ہی اور ناحق بوجہ اپنی بے بصیرتی کے ایک عمدہ صداقت کو بطالت کی شکل مین سمجہ لیا ہے۔

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد ؏ عیب نماید ہنرش در نظر۔ یہ بہی یاد رکہنا چاہیئے کہ اسلامی شریعت کے رو سے خواص ملایک کا درجہ خواص بشر سے کچہہ زیادہ نہین بلکہ خواص الناس خواص الملایک سی افضل ہین اور نظام جسمانی یا نظام روحانی مین اُنکا وسایط قرار پانا اُن کی فضیلت پر دلائل نہین کرتا بلکہ قرآن شریف کی ہدایت کے رو سے وہ خدام کی طرح اس کام مین لگائے گئے ہین جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ وسخر لکم الشمس والقمر یعنی وہ خدا جسنے سورج اور چاند کو تمہاری خدمت مین لگا رکہا ہے۔ مثلا دیکہنا چاہیئے کہ ایک چٹہی رسان ایک شاہ وقت کی طرف سی اُس کے کسی ملک کے صوبہ یا گورنر کی خدمت مین چٹہیان پہنچا دیتا ہے تو کیا اس سی یہ ثابت ہوسکتا ہی کہ وہ چٹہی رسان جو اُس بادشاہ اور گورنر جنرل مین واسطہ ہی گورنر جنرل سی افضل ہے سو خوب سمجہ لو یہی مثال اُن وسایط کی ہی جو نظام جسمانی اور روحانی مین قادر مطلق کے ارادون کو زمین پر پہنچاتے اور اُسکے انجام دہی مین مصروف ہین اللہ جل شانہ قرآن شریف کے کئی مقامات مین بتصریح ظاہر فرماتا ہے کہ جو کچہہ زمین و آسمان مین پیدا کیا گیا ہے وہ تمام چیزین اپنے وجود مین انسان کی طفیلی ہین یعنے محض انسان کے فایدہ کی لیئے پیدا کی گئی ہین اور انسان اپنے مرتبہ مین سب سی اعلی و ارفع اور سب کا مخدوم ہی جس کی خدمتمین یہ چیزین لگا دی گئی ہین جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ وسخر لکم الشمس والقمر دائبین وسخر لکم الیل والنھار و اتکم من کل ماسالتموہ وان تعدوا نعمت اللہ لا

تحصوھا۔ ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعًا۔ اور مسخر کیا تمہارے لیئے سورج
اور چاند کو جو ہمیشہ پہرنے والے ہین یعنے جو باعتبار اپنی کیفیات اور خاصیات کے ایک حالت
پر نہین رہتے مثلًا جو ربیع کے مہینون مین آفتاب کی خاصیت ہوتی ہے وہ خزان کے مہینون مین
ہرگز نہین ہوتی پس اس طور سے سورج اور چاند ہمیشہ پہرتے رہتے ہین کبہی انکی گردش سے
بہار کا موسم آ جاتا ہے اور کبہی خزان کا اور کبہی ایک خاص قسم کی خاصیتین اُن سے ظہور
پذیر ہوتی ہین اور پہر اُس کے مخالف خواص ظاہر ہوتے ہین پہر آگے فرمایا کہ مسخر کیا تمہارے
لیئے رات اور دن کو اور دیا تمکو ہر ایک چیز مین سے وہ تمام سامان جسکو تمہاری فطرتون
نے مانگا یعنے ان سب چیزون کو دیا جن کے تم محتاج تھے اور اگر تم خدا تعالیٰ کی نعمتون کو
گننا چاہو تو ہرگز گن نہین سکوگے وہ وہی خدا ہے جس نے جو کچھ زمین پر ہے تمہارے
فائدہ کے لیئے پیدا کیا ہے اور پہر ایک اور آیت مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لقد خلقنا
الانسان فی احسن تقویم۔ یعنے انسان کو ہم نے نہایت درجہ کے اعتدال پر پیدا
کیا ہے اور وہ اس صفت اعتدال مین تمام مخلوقات سے احسن و افضل ہے اور پہر ایک
اور مقام مین فرماتا ہے کہ انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال فا
بین ان یحملنھا واشفقن منھا وحملھا الانسان انہ کان ظلومًا جھولًا۔
یعنے ہمنے اپنی امانت کو جس سے مراد عشق و محبت الٰہی اور مورد ابتلا ہو کر پہر پوری اطاعت
کرنا ہے آسمان کے تمام فرشتون اور زمین کی تمام مخلوقات اور پہاڑون پر پیش کیا جو بظاہر
قوی ہیکل چیزین تہین سو ان سب چیزون نے اُس امانت کے اُٹہانے سے انکار کر دیا
اور اُس کی عظمت کو دیکہکر ڈر گئین مگر انسان نے اُسکو اُٹہا لیا کیونکہ انسان مین یہ دو خوبیان
تہین ایک یہ کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ مین اپنے نفس پر ظلم کر سکتا تھا۔ دوسری یہ خوبی کہ وہ
خدا تعالیٰ کی محبت مین اس درجہ تک پہنچ سکتا تہا جو غیر اللہ کو بکلی فراموش کر دے پہر ایک
اور جگہ فرمایا ہے۔ واذ قال ربک للملئکۃ انی خالق بشرًا من طین فاذا سویتہ
ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین۔ فسجد الملئکۃ کلھم اجمعون
الا ابلیس۔ یعنے یاد کر وہ وقت کہ جب تیرے خدا نے جسکا تو مظہر اتم ہے فرشتون
کو کہا کہ مین مٹی سے ایک انسان پیدا کرنیوالا ہون سو جب مین اُسکو کمال اعتدال پر پیدا کرلون
اور اپنی روح مین سے اُس مین پہونک دون تو تم اُس کے لیئے سجدہ مین گرو یعنے کمال انکسار

سے اُسکی خدمت میں مشغول ہو جاؤ اور ایسی خدمتگذاری میں جھک جاؤ کہ گویا تم اُسے سجدہ کر رہے ہو پس سارے کے سارے فرشتے انسان مکمل کے آگے سجدہ میں گر پڑے مگر شیطان جو اس سعادت سے محروم رہ گیا۔ جاننا چاہیئے کہ یہ سجدہ کا حکم اُسوقت سے متعلق نہیں ہے کہ جب حضرت آدم پیدا کئے گئے بلکہ یہ علیحدہ ملایک کو حکم کیا گیا کہ جب کوئی انسان اپنے حقیقی انسانیت کے مرتبہ تک پہنچے۔ اور اعتدال انسانی اوسکو حاصل ہو جائے اور خدائیتعالیٰ کی روح اُسمین سکونت اختیار کرے تو تم اس کامل کے آگے سجدہ مین گرا کرو یعنے آسمانی انوار کے ساتھ اُس پر اُترو اور اُسپر صلوۃ بھیجو سو یہ اُس قدیم قانون کی طرف اشارہ ہے جو خدائیتعالیٰ اپنے برگزیدہ بندون کے ساتھ ہمیشہ جاری رکھتا ہے جب کوئی شخص کسی زمانہ مین اعتدال روحانی حاصل کرلیتا ہے اور خدائیتعالیٰ کی روح اُس کے اندر آباد ہوتی ہے یعنے اپنے نفس سے فانی ہو کر بقا باللہ کا درجہ حاصل کرتا ہے تو ایک خاص طور پر نزول ملائکہ کا اُسپر شروع ہو جاتا ہے اگرچہ سلوک کی ابتدائی حالات مین بھی ملایک اس کے نصرت اور خدمت مین لگے ہوئے ہوتے ہین لیکن یہ نزول ایسا اتم اور اکمل ہوتا ہے کہ سجدہ کا حکم رکھتا ہے اور سجدہ کے لفظ سے خدائیتعالیٰ نے یہ ظاہر کر دیا کہ ملائکہ انسان کامل سے افضل نہیں ہین بلکہ وہ شاہی خادمون کی طرح سجدات تعظیم انسان کامل کے آگے بجالا رہے ہین ایسا ہی خدائیتعالیٰ نے سورۃ الشمس مین نہایت لطیف اشارات و استعارات مین انسان کامل کے مرتبہ کو زمین آسمان کے تمام باشندون سے اعلیٰ و برتر بیان فرمایا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ والشمس وضحٰها والقمر اذا تلٰها والنهار اذا جلّٰها والليل اذا يغشٰها والسماء وما بنٰها والارض وما طحٰها ونفس وما سوّٰها فالهمها فجورها وتقوٰها قد افلح من زكّٰها وقد خاب من دسّٰها كذبت ثمود بطغوٰها اذ انبعث اشقٰها فقال لهم رسول الله ناقة الله وسقيٰها فكذبوه فعقروها فدمدم عليهم ربهم بذنبهم فسوّٰها ولا يخاف عقبٰها۔ یعنے قسم ہے سورج کی اور اُسکی دھوپ کی اور قسم ہے چاند کی جب وہ سورج کی پیروی کرے اور قسم ہے دن کی جب اپنی روشنی کو ظاہر کرے اور قسم ہے اُس رات کی جو بالکل تاریک ہو اور قسم ہے زمین کی اور اُسکی جس نے اُسے بچھایا اور قسم ہے انسان کے نفس کی اور اُسکی جس نے اُسے اعتدال کامل اور وضع استقامت کی جمیع کمالات متفرقہ عنایت کئے اور کسی کمال سے محروم نہ رکھا بلکہ سب کمالات متفرقہ جو پہلی قسمون کے نیچے ذکر کئے گئے ہین اُسمین جمع کر دی اس طرح پر کہ انسان کامل کا نفس

آفتاب اور اُسکی دہوپ کا بھی کمال اپنے اندر رکھتا ہے اور چاند کے خواص بھی اُسمین پائے جاتے ہین کہ وہ اکتساب فیض دوسرے سے کرسکتا ہے اور ایک نور سے بطور استفادہ اپنے اندر بھی نور لے سکتا ہے اور اُسمین روز روشن کے بھی خواص موجود ہین کہ جیسے محنت اور مزدوری کرنے والے لوگ دن کی روشنی مین کماحقہٗ اپنی کاروبار کو انجام دے سکتے ہین ایسا ہی حق کے طالب اور سلوک کی راہون کو اختیار کرنے والے انسان کامل کے نمونہ پر چلکر بہت آسانی اور صفائی سے اپنی مہمات دینیہ کو انجام دیتے ہین سو وہ دن کی طرح اپنے تئین بکمال صفائی ظاہر کرسکتا ہے اور ساری خاصیتین دن کی اپنے اندر رکھتا ہے ✝

اندہیری رات سے بہی انسان کامل کو ایک مشابہت ہے کہ وہ باوجود غایت درجہ کے انقطاع اور تبتل کے جو اُس کو منجانب اللہ حاصل ہے بحکمت ومصلحت الہی اپنی نفس کی ظلمانی خواہشون کی طرف بھی کبھی کبھی متوجہ ہوجاتا ہے یعنے جو جو نفس کے حقوق انسان پر رکھے گئے ہین جو بظاہر نورانیت کے مخالف اور مزاحم معلوم ہوتے ہین جیسے کہانا پینا سونا اور بیوی کے حقوق ادا کرنا یا بچون کی طرف التفات کرنا یہ سب حقوق بجالاتا ہے اور کچھ تہوڑی دیر کے لیے اس تاریکی کو اپنے لئے پسند کرلیتا ہے نہ اسوجہ سے کہ اُسکو حقیقی طور پر تاریکی کی طرف میلان ہے بلکہ اس وجہ سے کہ خداوند علیم وحکیم اُسکو اس طرف توجہ بخشتا ہے تا روحانی تعب ومشقت سے کسیقدر آرام پاکر پھر اُن مجاہدات شاقہ کے اُٹھانے کے لئے تیار ہوجائے جیساکہ کسی کا شعر ہے۔

چشم شہباز کاروانان شکار ❊ از بہر کشادن ست گر دوختہ اند ❊

سو اسی طرح یہ کامل لوگ جب غایت درجہ کی کوفت خاطر اور گدازش اور ہم وغم کے غلبہ

✝ سورج بحکمت الہی سات سو تین تعینات مین اپنے تئین متشکل کرکے دنیا پر مختلف قسمون کی تاثیرات ڈالتا ہے اور ہر یک تشکل کی وجہ سے ایک خاص نام اُس کو حاصل ہے اور یکشنبہ دوشنبہ سہ شنبہ وغیرہ درحقیقت باعتبار خاص خاص تعینات ولوازم وتاثیرات کے سورج کے ہی نام ہین جب یہ لوازم خاصہ بولنے کے وقت ذہن مین ملحوظ نہ رکھے جائین اور صرف مجرد اور اطلاقی حالت مین نام لیا جائے تو اُس وقت سورج کہین گے لیکن جب انہی سورج کے خاص خاص لوازم اور تاثیرات اور مقامات ذہن مین ملحوظ رکھکر بولین گے تو اسکو کبھی

کے وقت کسیقدر حظوظ نفسانیہ سے تمتع حاصل کر لیتے ہین تو پھر جسم ناتوان انکا روح کی رفاقت کے لئے از سر نو قوی اور توانا ہو جاتا ہے اور اس تھوڑی سی محجوبیت کی وجہ سے بڑے بڑے مراحل نورانی طے کر جاتا ہے اور ماسوا اِس کے نفس انسان مین رات کے اور دوسرے خواص دقیقہ بھی پائے جاتے ہین جنکو علم ہیئت اور نجوم اور طبعی کی باریک نظر نے دریافت کیا ہے ایسا ہی انسان کامل کے نفس کو آسمان سے بھی مشابہت ہے مثلاً جیسے آسمان کا پول اس قدر وسیع اور کشادہ ہے کہ کسی چیز سے پُر نہین ہو سکتا ایسا ہی اُن بزرگون کا نفس ناطقہ غایت درجہ کی وسعتین اپنے اندر رکھتا ہے اور باوجود ہزارہا معارف وحقایق کے حاصل کرنے کے پھر بھی ما عرفناک کا نعرہ مارتا ہی رہتا ہے اور جیسے آسمان کا پول روشن ستارون سے پُر ہے ایسا ہی نہایت روشن قوی اُسمین بھی رکھے گئے ہین کہ جو آسمان کے ستارون کی طرح چمکتے ہوئے نظر آتے ہین۔ ایسا ہی انسان کامل کے نفس کو زمین سے بھی کامل مشابہت ہے یعنے جیساکہ عمدہ اور اول درجہ کی زمین یہ خاصیت رکھتی ہے کہ جب اُس مین تخم ریزی کیجائے اور پھر خوب قلبہ رانی اور آبپاشی ہو اور تمام مراتب محنت کشاورزی کے اس پر پورے کر دیئے جائین تو وہ دوسری زمینون کی نسبت ہزارگونہ زیادہ پھل لاتی ہے اور نیز اُس کا پھل بہ نسبت اور پھلون کے نہایت لطیف اور شیرین ولذیذ اور اپنی کیت وکیفیت مین انتہائی درجہ تک بڑھا ہوا ہوتا ہے اسی طرح انسان کامل کے نفس کا حال ہے کہ احکام الٰہی کی تخم ریزی سے عجیب سرسبزی لیکر اُس کے اعمال صالحہ کی پودے نکلتے ہین اور ایسے عمدہ اور غایت درجہ کے لذیذ اُس کے پھل ہوتے ہین کہ ہر یک دیکھنے والے کو خدا تعالیٰ کی پاک قدرت یاد آکر سبحان اللہ سبحان اللہ کہنا پڑتا ہے سو یہ آیت ونفس وما سوّٰھا صاف طور پر بتلا رہی ہے کہ انسان کامل اپنے معنے اور کیفیت کی رو سے ایک عالم ہے اور عالم کبیر کے تمام شیون وصفات وخواص

بقیہ حاشیہ: دن کہین گے اور کبھی رات کبھی اسکا نام اتوار رکھین گے اور کبھی پیر اور کبھی سانون اور کبھی بھادون۔ کبھی اسوج کبھی کاتک غرض یہ سب سورج کے ہی نام ہین اور نفس انسان بھی باعتبار مختلف تعینات اور مختلف اوقات ومقامات وحالات مختلف نامون سے موسوم ہو جاتا ہے کبھی نفس زکیہ کہلاتا ہے اور کبھی امارہ کبھی لوامہ اور کبھی مطمئنہ غرض اُس کے بھی اتنے ہی نام

اجمالی طور پر اپنے اندر جمع رکہتا ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ نے شمس کی صفات سے شروع
کر کے زمین تک جو ہماری سکونت کی جگہ ہے سب چیزون کے خواص اشارہ کے طور
پر بیان فرمائے یعنے بطور قسمون کے اُنکا ذکر کیا بعد اس کے انسان کامل کے نفس کا ذکر
فرمایا تا معلوم ہو کہ انسان کامل کا نفس اُن تمام کمالات متفرقہ کا جامع ہے جو پہلی چیزون
مین جنکی قسمین کہائی گئین الگ الگ طور پر پائی جاتی ہین اور اگر یہ کہا جائے کہ خدا تعالے
نے اپنی مخلوق چیزون کے جو اُس کے وجود کے مقابل پر بے بنیاد و ہیچ ہین کیون قسمین کہائین
تو اسکا جواب یہ ہے کہ تمام قرآن شریف مین یہ ایک عام عادت و سنت الہی ہے کہ وہ بعض
نظری امور کے اثبات و حقایق کے لئے ایسے امور کا حوالہ دیتا ہے جو اپنے خواص کا عام طور پر
بین اور کہلا کہلا اور بدیہی ثبوت رکھتے ہین جیسا کہ اُسمین کسی کو بہی شک نہین ہو سکتا
کہ سورج موجود ہے اور اُس کی دہوپ بہی ہے اور چاند موجود ہے اور وہ نور آفتاب سے
حاصل کرتا ہے اور روز روشن بہی سب کو نظر آتا ہے اور رات بہی سب کو دکہائی دیتی
ہے اور آسمان کا پول بہی سب کی نظر کے سامنے ہے اور زمین تو خود انسانون کی سکونت
کی جگہ ہے اب چونکہ یہ تمام چیزین اپنا اپنا کہلا کہلا وجود اور کہلے کہلے خواص رکہتی ہین
جنمین کسیکو کلام نہین ہو سکتا اور نفس انسان کا ایسی چہپی ہوئی اور نظری چیز ہے کہ خود اُسکے
وجود مین ہی صدہا جہگڑے برپا ہو رہے ہین بہت سے فرقے ایسے ہین کہ وہ اسبات
کو مانتے ہی نہین کہ نفس یعنے روح انسان بہی کوئی مستقل اور قایم بالذات چیز ہے جو بدن
کی مفارقت کے بعد ہمیشہ کے لئے قایم رہ سکتی اور جو بعض لوگ نفس کے وجود اور اُسکی
بقا اور ثبات کے قائل ہین وہ بہی اُسکی باطنی استعدادات کا وہ قدر نہین کرتے جو کرنا چاہئے
تہا بلکہ بعض تو اتنا ہی سمجہ بیٹہے ہین کہ ہم صرف اسی غرض کے لئے دنیا مین آئے ہین کہ حیوانات
کی طرح کہاتے پیتے اور حظوظ نفسانی مین عمر بسر کرین وہ اس بات کو جانتے بہی نہین کہ نفس
انسانی کس قدر اعلی درجہ کی طاقتین اور قوتین اپنے اندر رکہتا ہے اگر وہ کسب کمالات
کی طرف متوجہ ہو تو کیسے تہوڑے ہی عرصہ مین تمام عالم کے متفرق کمالات و فضائل و
انوار پر ایک دائرہ کی طرح محیط ہو سکتا ہے سو اللہ جل شانہ نے اس سورہ مبارکہ مین

بقیہ حاشیہ — ہین جسقدر سورج کے مگر بخوف طول اسیقدر بیان کرنا کافی سمجہا گیا۔ منہ

نفس انسان اور پھر اُس کے بے نہایت خواص فاضلہ کا ثبوت دینا چاہا ہے پس اول اُس نے
خیالات کو رجوع دلانے کے لئے شمس اور قمر وغیرہ چیزوں کے متفرق خواص بیان کر کے
پھر نفس انسان کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہ جامع اُن تمام کمالات متفرقہ کا ہے اور جس حالت
مین نفس انسان مین ایسے اعلیٰ درجہ کے کمالات وخاصیات بہ تمامہا موجود ہین جو اجرام
سماویہ اور ارضیہ مین متفرق طور پر پائے جاتے ہین تو کمال درجہ کی نادانی ہوگی کہ ایسی
عظیم الشان اور مستجمع کمالات متفرقہ کی نسبت یہ وہم کیا جائے کہ وہ کچھ بھی چیز نہین جو موت
کے بعد باقی رہ سکے یعنے جبکہ یہ تمام خواص جو ان مشہور ومحسوس چیزوں مین ہین جن کا
مستقل وجود ماننے مین تمہین کچھ کلام نہین یہانتک کہ ایک اندھا بھی دھوپ کا احساس
کر کے آفتاب کے وجود کا یقین رکھتا ہے نفس انسان مین سب کے سب یکجائی طور پر
موجود ہین تو نفس کے مستقل اور قایم بالذات وجود مین تمہین کیا کلام باقی ہے کیا ممکن ہے کہ جو
چیز اپنی ذات مین کچھ بھی نہین وہ تمام موجود بالذات چیزوں کے خواص جمع رکھتی ہو اور اسجگہ قسم
کھانیکی طرز کو اس وجہ سے اللہ جل شانہ نے پسند کیا ہے کہ قسم قایم مقام شہادت کے ہوتی
ہے اسیوجہ سے حکام مجازی بھی جب دوسرے گواہ موجود نہ ہون تو قسم پر انحصار کر دیتے
ہین اور ایک مرتبہ کی قسم سے وہ فایدہ اُٹھا لیتے ہین جو کم سے کم دو گواہوں سے اُٹھا
سکتے ہین سو چونکہ عقلاً وعرفاً وقانوناً وشرعاً قسم شاہد کے قایم مقام سمجھی جاتی ہے لہذا اسی
بنا پر خدا تعالیٰ نے اسجگہ شاہد کے طور پر اُسکو قرار دیدیا ہے پس خدا تعالیٰ کا یہ کہنا کہ قسم ہے سورج
کی اور اُسکی دھوپ کی درحقیقت اپنے مرادی معنی یہ رکھتا ہے کہ سورج اور اسکی دھوپ یہ دونوں نفس انسان کے
موجود بالذات اور قایم بالذات ہونیکے شاہد حال ہین کیونکہ سورج مین جو جو خواص گرمی اور روشنی وغیرہ پائے جاتے ہین وہی
خواص معہ شیئے زاید انسان کے نفس مین بھی موجود ہین مکاشفات کی روشنی اور توجہ کی گرمی
جو نفوس کاملہ مین پائی جاتی ہے اُس کے عجائبات سورج کی گرمی اور روشنی سے کہین بڑھکر
ہین سو جب کہ سورج موجود بالذات ہے تو جو خواص مین اس کا ہم مثل اور ہم پلہ ہین بلکہ اس سے
بڑھکر یعنے نفس انسان وہ کیونکر موجود بالذات نہ ہوگا اسی طرح خدا تعالیٰ کا یہ کہنا کہ قسم ہے
چاند کی جب وہ سورج کی پیروی کرے اس کے مرادی معنے یہ ہین کہ چاند اپنی اِس
خاصیت کے ساتھ کہ وہ سورج سے بطور استفادہ نور حاصل کرتا ہے نفس انسان
کے موجود بالذات اور قایم بالذات ہونے پر شاہد حال ہے کیونکہ جس طرح چاند سورج

سے اکتساب نور کرتا ہے اسی طرح نفس انسان کا جو مستعد اور طالب حق ہے ایک دوسرے انسان کامل کی پیروی کرکے اس کے نور میں سے لے لیتا ہے اور اُس کے باطنی فیض سے فیضیاب ہوجاتا ہے بلکہ چاند سے بڑھکر استفادہ نور کرتا ہے کیونکہ چاند تو نور حاصل کرکے پھر چھوڑ بھی دیتا ہے مگر یہ کبھی نہیں چھوڑتا پس جبکہ استفادہ نور میں یہ چاند کا شریک غالب ہے اور دوسری تمام صفات اور خواص چاند کے اپنے اندر رکھتا ہے تو پھر کیا وجہ کہ چاند کو تو موجود بالذات اور قایم بالذات مانا جاوے مگر نفس انسان کے مستقل طور پر موجود ہونے سے بکلی انکار کردیا جائے غرض اسی طرح خدا تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کو جنکا ذکر نفس انسان کی پہلے قسم کھا کر کیا گیا ہے اپنے خواص کے رو سے شواہد اور ناطق گواہ قرار دیکر اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ نفس انسان واقعی طور پر موجود ہے اور اسی طرح ہر ایک جگہ جو قرآن شریف میں بعض بعض چیزوں کی قسمیں کھائی ہیں اُن قسموں سے ہر جگہ یہی مدعا اور مقصد ہے کہ تا امر بدیہہ کو اسرار مخفیہ کے لئے جو اُن کے ہمرنگ ہیں بطور شواہد کے پیش کیا جائے لیکن اس جگہ یہ سوال ہوگا کہ جو نفس انسان کے موجود بالذات ہونے کے لئے قسموں کے پیرایہ میں شواہد پیش کئے گئے ہیں اُن شواہد کے خواص بدیہی طور پر نفس انسان میں کہاں پائے جاتے ہیں اور اس کا ثبوت کیا ہے کہ پائے جاتے ہیں۔ اس وہم کے رفع کرنیکے لئے اللہ جلشانہ اس کے بعد فرماتا ہے۔ فالھمھا فجورھا وتقوٰھا قد افلح من زکٰھا وقد خاب من دسّٰھا یعنے خدا تعالیٰ نے نفس انسان کو پیدا کرکے ظلمت اور نورانیت اور ویرانی اور سرسبزی کی دونوں راہیں اُس کے لئے کھولدی ہیں جو شخص ظلمت اور فجور یعنے بدکاری کی راہیں اختیار کرے تو اوسکو اُن راہوں میں ترقی کے کمال درجہ تک پہنچایا جاتا ہے یہانتک کہ اندھیری رات سے اُسکی سخت مشابہت ہوجاتی ہے اور بجز معصیت اور بدکاری اور پُرظلمت خیالات کے اور کسی چیز میں اُسکو مزہ نہیں آتا ایسے ہی ہمصحبت اُسکو اچھے معلوم ہوتے ہیں اور ایسے ہی شغل اُس کے جی کو خوش کرتے ہیں اور اُسکی طبیعت کے مناسب حال بدکاری کے الہامات اُسکو ہوتے رہتے ہیں یعنی ہر وقت بدچلنی اور بدمعاشی کے ہی خیالات اُسکو سوجھتے ہیں کبھی اچھے خیالات اُسکے دل میں پیدا ہی نہیں ہوتے اور اگر پرہیزگاری کا نورانی راستہ اختیار کرتا ہے تو اُس نور کو مدد دینے والے الہام اُسکو ہوتے رہتے ہیں یعنے خدا تعالیٰ اُس کے دلی نور کو جو تخم کی طرح اُس کے دل میں موجود ہے اپنے الہامات خاصہ سے کمال تک پہنچا دیتا ہے اور اُسکے روشن مکاشفات کی آگ کو افروختہ کردیتا ہے تب وہ اپنے چمکتے ہوئے نور کو دیکھ کر اور

اُس کے افاضہ اور استفاضہ کی خاصیت کو آزما کر پورے یقین سے سمجھ لیتا ہے کہ آفتاب اور
ماہتاب کی نورانیت مجھ میں بھی موجود ہے اور آسمان کے وسیع اور بلند اور پر کواکب ہونے کے
موافق میرے سینہ میں انشراح صدر اور عالی ہمتی اور دل اور دماغ میں ذخیرہ روشن قویٰ
کا موجود ہی جو ستاروں کیطرح چمک رہے ہیں تب اُسی اسبات کے سمجھنے کیلئے اور کسی خارجی ثبوت کی کچھ بھی ضرورت نہیں ہوتی
بلکہ اسکے اندر ہی ایک کامل ثبوتکا چشمہ ہر وقت جوش مارتا ہی اور اس کے پیاسے دل کو سیراب کرتا رہتا
ہے اور اگر یہ سوال پیش ہو کر سلوک کے طور پر کیونکر ان نفسانی خواص کا مشاہدہ ہو سکے
تو اس کے جواب میں اللہ جل شانہ فرماتا ہے قد افلح من زکّٰھا وقد خاب من
دسّٰھا یعنے جس شخص نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا اور بکلی رزایل اور اخلاق ذمیمہ سے دست بردار
ہو کر خدا تعالے کے حکموں کے نیچے اپنے تئیں ڈالدیا وہ اُس مراد کو پہنچے گا اور اپنا نفس اُس کو
عالم صغیر کیطرح کمالات متفرقہ کا مجمع نظر آئیگا لیکن جس شخص نے اپنے نفس کو پاک نہیں کیا
بلکہ بیجا خواہشوں کے اندر گاڑدیا وہ اس مطلب کے پانے سے نامراد رہیگا ماحصل اس تقریر کا
یہ ہے کہ بلاشبہ نفس انسان میں وہ متفرق کمالات موجود ہیں جو تمام عالم میں پائے جاتے ہیں
اور اُن پر یقین لانے کے لئے یہ ایک سیدھی راہ ہے کہ انسان حسب منشاء قانون الٰہی تزکیہ
نفس کی طرف متوجہ ہو کیونکہ تزکیہ نفس کی حالتیں نہ صرف علم الیقین بلکہ حق الیقین کے طور
پر ان کمالات مخفیہ کی سچائی کھل جائیگی پھر بعد اس کے اللہ جل شانہ ایک مثال کے طور پر ثمود
کی قوم کا ذکر کر کے فرماتا ہے کہ اُنہوں نے بباعث اپنے جبلی سرکشی کے اپنے وقت کے نبی کو
جھٹلایا اور اُس تکذیب کے لئے ایک بڑا بدبخت اُنہیں سے پیش قدم ہوا اُس وقت کے
رسول نے اُنہیں نصیحت کے طور پر کہا کہ ناقۃ اللہ یعنے خدا تعالے کی اُونٹنی اور اُس کے پانی
پینے کی جگہ کا تعرض مت کرو۔ مگر اُنہوں نے نہ مانا اور اونٹنی کے پاؤں کاٹے سو اس جرم کی شامت
سے اللہ تعالیٰ نے اُن پر موت کی مار ڈالی اور اُنہیں خاک سے ملا دیا اور خدا تعالیٰ نے اس بات
کی کچھ بھی پرواہ نہ کی کہ اُنکے مرنے کے بعد اُن کی بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں اور بیکس عیال کا کیا
حال ہوگا یہ ایک نہایت لطیف مثال ہے جو خدا تعالیٰ نے انسان کے نفس کو ناقۃ اللہ سے
مشابہت دینے کے لئے اس جگہ لکھی ہے مطلب یہ ہے کہ انسان کا نفس بھی درحقیقت اسیغرض
کے لئے پیدا کیا گیا ہے کہ تا وہ ناقۃ اللہ کا کام دیوے اسکی فنافی اللہ ہونیکی حالتمیں خدا تعالیٰ
اپنی پاک تجلّی کے ساتھ اُس پر سوار ہو جیسے کوئی اُونٹنی پر سوار ہوتا ہے سو نفس پرست لوگوں

کو حق سے مونہہ پھیر رہے ہیں تہدید اور انداز کے طور پہ فرمایا کہ تم لوگ بھی قوم ثمود کی طرح ناقۃ اللہ
کا سقیا یعنے اُس کے پانی پینے کی جگہ جو یاد الہی اور معارف الہی کا چشمہ ہے جس پر اس ناقہ کی زندگی
موقوف ہے اُس پر بند کر رہے ہو اور نہ صرف بند بلکہ اُس کے پَیر کاٹنے کی فکر میں ہو تا وہ خدا تعالے
کی راہوں پر چلنے سے بالکل رہ جائے سو اگر تم اپنی خیر مانگتے ہو تو زندگی کا پانی اُس پر بند مت کرو
اور اپنی بے جا خواہشوں کے تیر و تبر سے اُس کے پَیر مت کاٹو اگر تم ایسا کرو گے اور وہ ناقہ
جو خدا تعالے کی سواری کے لئے تم کو دی گئی ہے مجروح ہو کر مر جائیگی تو تم بالکل نکمے اور
خشک لکڑی کی طرح متصور ہو کر کاٹ دیئے جاؤ گے اور پھر آگ میں ڈالے جاؤ گے اور
تمہارے مرنے کے بعد خدا تعالی تمہارے پس ماندوں پر ہرگز رحم نہیں کریگا۔ بلکہ تمہاری
معصیت اور بدکاری کا وبال انکے بھی آگے آئیگا اور نہ صرف تم اپنے شامت اعمال سے مرو گے
بلکہ اپنے عیال و اطفال کو بھی اسی تباہی میں ڈالو گے۔

ان آیات بینات سے صاف صاف ثابت ہو گیا کہ خداوند کریم نے انسان کو
سب مخلوقات سے بہتر اور افضل بنایا ہے اور ملایک اور کواکب اور عناصر وغیرہ جو کچھ
انسان میں اور خدا تعالی میں بطور وسائط کے دخیل ہو کر کام کر رہے ہیں وہ ان کا درمیانی
واسطہ ہونا انکی افضلیت پر دلالت نہیں کرتا اور وہ اپنے درمیانی ہونیکی وجہ سے انسان کو
کوئی عزت نہیں بخشتے بلکہ خود انکو عزت حاصل ہوتی ہے کہ وہ ایسی شریف مخلوق کی خدمت
میں لگائے گئے ہیں سو درحقیقت وہ تمام خادم ہیں نہ مخدوم اور اسی بارہ میں حضرت
سعدی شیرازی رحمۃ اللہ نے کیا اچھا کہا ہے۔

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند
تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
این ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمان بردار
شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری

اور پھر ہم بقیہ تقریر کی طرف عود کر کے کہتے ہیں کہ ملایک اللہ جیسا کہ ہم پہلے ہی بیان کر چکے
ہیں ایک ہی درجہ کی عظمت اور بزرگی نہیں رکھتے نہ ایک ہی قسم کا کام انہیں سپرد
ہے بلکہ ہر یک فرشتہ علیحدہ علیحدہ کاموں کے انجام دینے کے لئے مقرر کیا گیا ہے
دنیا میں جس قدر تم تغیرات و انقلابات دیکھتے ہو یا جو کچھ کمن قوۃ سے حیز فعل میں آتا ہی یا جس

قدر ارواح و اجسام اپنے کمالات مطلوبہ تک پہنچتے ہین ان سب پر تاثیرات سماویہ کام کر رہی ہین
یا کبھی ایک ہی فرشتہ مختلف طور کی استعدادون پر مختلف طور کے اثر ڈالتا ہے مثلاً جبرائیل
جو ایک عظیم الشان فرشتہ ہے اور آسمان کے ایک نہایت روشن نیّر سے تعلق رکھتا
ہے اُسکو کئی قسم کی خدمات سپرد ہین اُنہین خدمات کیموافق جو اُس کے نیّر سے لئے جاتے
ہین سو وہ فرشتہ اگرچہ ہریک ایسی شخص پر نازل ہوتا ہے جو وحی الٰہی سے مشرف کیا گیا ہو
(نزول کی اصل کیفیت جو صرف اثراندازی کے طور پر ہے نہ واقعی طور پر یاد رکھنی چاہیئے)
لیکن اُس کے نزول کی تاثیرات کا دائرہ مختلف استعدادون اور مختلف ظروف کی لحاظ
سے چھوٹی چھوٹی یا بڑی بڑی شکلون پر تقسیم ہو جاتا ہے نہایت بڑا دائرہ اوسکی روحانی تاثیرات
کا وہ دائرہ ہے جو خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی سے متعلق ہی اِسی وجہ سے جو معارف
وحقایق وکمالات حکمت وبلاغت قرآن شریف مین اکمل اور اتم طور پر پائے جاتے ہین یہ عظیم الشان
مرتبہ اور کسی کتاب کو حاصل نہین اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے (جیسا کہ پہلے بھی ہم اسکی طرف اشارہ
کر چکے ہین) کہ ہریک فرشتہ کی تاثیر انسان کے نفس پر دو قسم کی ہوتی ہے اول وہ تاثیر جو رحم
مین ہونے کی حالتمین باذنہٖ تعالیٰ مختلف طور کے تخم پر مختلف طور کا اثر ڈالتی ہی پھر دوسری
وہ تاثیر جو بعد طیاری وجود کے اُس وجود کی مخفی استعدادون کو اپنے کمالات ممکنہ تک پہونچانیکے
لئے کام کرتی ہے اُس دوسری تاثیر کو جب وہ نبی یا کامل ولی کے متعلق ہو وحی کے نام سے
موسوم کیا جاتا ہے اور یون ہوتا ہے کہ جب ایک مستعد نفس اپنے نور ایمان اور نور محبت
کے کمال سے مبدءِ فیوض کے ساتھہ دوستانہ تعلق پکڑ لیتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی زندگی
بخش محبت اُس کی محبت پر پرتوہ انداز ہو جاتی ہے تو اس حد اور اس وقت تک جو کچھہ انسان
کو آگے قدم رکھنے کے لئے مقدور حاصل ہوتا ہے یہ در اصل اُس پنہانی تاثیر کا اثر ظاہر ہوتا ہے
کہ خدائے تعالیٰ کے فرشتہ نے انسان کی رحم مین ہونے کی حالتمین کی ہوتی ہی پھر بعد اُس کے
جب انسان اس پہلی تاثیر کی کشش سی یہ مرتبہ حاصل کر لیتا ہے تو پھر وہی فرشتہ از سر نو
اپنا اثر نور سے بھرا ہوا اُس پر ڈالتا ہے مگر یہ نہین کہ اپنی طرف سے بلکہ وہ درمیانی خادم
ہونیکی وجہ سے اُس نالی کی طرح جو ایک طرف سے پانی کو کھینچتی اور دوسری طرف اُس پانی
کو پہنچا دیتی ہے خدا تعالیٰ کا نور فیض اپنے اندر کہینچ لیتا ہے پر ہمین اُس وقتمین کہ جب انسان
بوجہ اقتران محبتین روح القدس کی نالی کے قریب اپنے تئین رکھدیتا ہے معاً اُس نالی

مین سے فیض وحی اُس کے اندر گر جاتا ہے یا یون کہو کہ اسوقت جبرئیل اپنا نورانی سایہ اُس ستعد
دل پر ڈالکر ایک عکسی تصویر اپنی اس کے اندر رکھہ دیتا ہے تب جیسے اُس فرشتہ کا جو آسمان
پر مستقر ہے جبرئیل نام ہے اس عکسی تصویر کا نام بھی جبریل ہی ہوتا ہے یا مثلاً اس فرشتہ کا نام روح
القدس ہے تو عکسی تصویر کا نام بھی روح القدس ہی رکہا جاتا ہے سو یہ نہین کہ فرشتہ انسان کے
اندر گہس آتا ہے بلکہ اُس کا عکس انسان کے آئینہ قلب مین نمودار ہوجاتا ہے مثلاً جب تم نہایت
مصفی آئینہ اپنے موہنہ کے سامنے رکھ دوگے تو موافق دائرہ مقدار اُس آئینہ کے تمہاری شکل کا
عکس بلا توقف اُسمین پڑیگا یہ نہین کہ تمہارا موہنہ اور تمہارا سر گردن سے ٹوٹ کر اور الگ
ہوکر آئینہ مین رکھہ دیا جائیگا۔ بلکہ اُس جگہہ سے ہلنا جنبش کرنا چاہیئے صرف اُس کا عکس پڑیگا اور عکس بھی
ہر ایک جگہ ایک ہی مقدار پر نہین پڑے گا بلکہ جیسی جیسی وسعت آئینہ قلب کی ہوگی اُسی مقدار
کے موافق اثر پڑیگا مثلاً اگر تم اپنا چہرہ آرسی کے شیشہ مین دیکہنا چاہو کہ جو ایک چھوٹا سا شیشہ
ایک قسم کی انگشتری مین لگا ہوا ہوتا ہے تو اگرچہ اُسمین بھی تمام چہرہ نظر آئیگا مگر ہر ایک عضو اپنی اصلی
مقدار سے نہایت چھوٹا ہوکر نظر آئیگا لیکن اگر تم اپنے چہرہ کو ایک بڑے آئینہ مین دیکہنا چاہو جو
تمہاری شکل کے پورے انعکاس کے لئے کافی ہے تو تمہارے تمام نقوش اور اعضا چہرہ
کے اپنے اصلی مقدار پر نظر آجائینگے پس یہی مثال جبریل کے تاثیرات کی ہے ادنیٰ سے ادنیٰ
مرتبہ کے ولی پر جبریل ہی تاثیر وحی کی ڈالتا ہے اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے
دل پر بھی وہی جبریل تاثیر وحی کی ڈالتا رہا ہے لیکن ان دونون وحیون مین وہی فرق مذکورہ بالا آرسی
کے شیشے اور بڑے آئینہ کا ہے یعنے اگرچہ بظاہر صورت جبریل وہی ہے اور اُسکی تاثیرات بھی
وہی مگر ہر ایک جگہ مادہ قابلہ ایک ہی وسعت اور صفائی کی حالت پر نہین اور یہ جو اس جگہ مین
نے صفائی کا لفظ بھی لکہدیا تو یہ اس بات کے اظہار کے لئے ہے کہ جبریلی تاثیرات کا اختلاف صرف
کمیت کے ہی متعلق نہین بلکہ کیفیت کے بھی متعلق ہے یعنے صفائی قلب جو شرط انعکاس ہے
تمام افراد ملہمین کے ایک ہی مرتبہ تک پر کبھی نہین ہوتے جیسے تم دیکھتے ہو کہ سارے آئینے ایک
ہی درجہ کی صفائی ہرگز نہین رکہتے بعض آئینے ایسے اعلیٰ درجہ کے آبدار اور مصفی ہوتے ہین
کہ پورے طور پر جیسا کہ چاہیئے دیکھنے والے کی شکل ان مین ظاہر ہوجاتی ہے اور بعض ایسے
کثیف اور مکدر اور پرغبار اور دود آمیز جیسے ہوتے ہین کہ صاف طور پر اُنمین شکل نظر نہین آتی
بلکہ بعض ایسے بگڑے ہوئے ہوتے ہین کہ اگر مثلاً اُن مین دولون لب نظر آوین تو ناک دکہائی

نہین دیتا اور اگر ناک نظر آ گیا تو آنکھین نظر نہین آتین سو یہی حالت دلون کے آئینہ کی ہے جو نہایت درجہ کا مصفی دل ہے مصفا طور پر انعکاس ہوتا ہے اور کسیقدر مکدر ہے اُسمین اُسی قدر مکدر دکھائی دیتا ہے اور اکمل اور اتم طور پر یہ صفائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو حاصل ہے ایسی صفائی کسی دوسرے دل کو ہرگز حاصل نہین۔

اس جگہ اس نکتہ کا بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ خدائیتعالی جو علت العلل ہے جس کے وجود کے ساتھ تمام وجودون کا سلسلہ وابستہ ہے جب وہ کبھی مربیانہ یا قاہرانہ طور پر کوئی جنبش اور حرکت ارادی کسی امر کے پیدا کرنے کے لئے کرتا ہے تو وہ حرکت اگر اتم اور اکمل طور پر ہو تو جمیع موجودات کی حرکت کو مستلزم ہوتی ہے اور اگر بعض شیون کے لحاظ سے یعنے جزئی حرکت ہو تو اُسی کے موافق عالم کے بعض اجزا مین حرکت پیدا ہو جاتی ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ خدائے عزوجل کے ساتھ اُسکی تمام مخلوقات اور جمیع عالمون کا جو علاقہ ہے وہ اُس علاقہ سے مشابہ ہے جو جسم کو جان سے ہوتا ہے اور جیسے جسم کے تمام اعضا روح کے ارادون کے تابع ہوتے ہین اور جس طرف روح جھکتی ہے اُسی طرف وہ جھک جاتے ہین یہی نسبت خدا تعالی اور اُسکی مخلوقات مین پائی جاتی ہے۔ اگرچہ مین صاحب فصوص کی طرح حضرت واجب الوجود کی نسبت یہ تو نہین کہتا کہ خلق الاشیاء وھو عینھا مگر یہ ضرور کہتا ہون کہ خلق الاشیاء وھو کعینھا۔ ہذا العالم کصرح ممرد من قواریر دماء العنایۃ العظمی یجری تحتھا ولیفعل ما یرید یخیل فی عیون قاصرۃ کانہا ہو یحسبون الشمس والقمر والنجوم موثرات بذاتہا دلا موثر الا ہو۔

حکیم مطلق نے میرے پر یہ راز سربستہ کھولدیا ہے کہ یہ تمام عالم معہ اپنے جمیع اجزاء کے اُس علت العلل کے کامون اور ارادون کی انجام دہی کے لئے سچ مچ اُس کے اعضا کی طرح واقع ہے جو خود بخود قایم نہین بلکہ ہر وقت اُس روح اعظم سے قوت پاتا ہے جیسے جسم کی تمام قوتین جان کی طفیل سے ہی ہوتی ہین اور یہ عالم جو اُس وجود اعظم کے لئے قایم مقام اعضا کا ہے بعض چیزین اُس مین ایسی ہین کہ گویا اُس کے چہرہ کا نور ہین جو ظاہری یا باطنی طور پر اُس کے ارادون کے موافق روشنی کا کام دیتی ہین اور بعض ایسی چیزین ہین کہ گویا اُس کے ہاتھ ہین اور بعض ایسی ہین کہ گویا اُس کے پیر ہین اور بعض اُس کے سانس کی طرح ہین غرض یہ مجموعہ عالم خدائیتعالی کے لئے بطور اعضا کے واقعہ ہے اور تمام آب

وتاب اُس اندام کی اور ساری زندگی اُسکی اُسی روح اعظم سے ہے جو اُسکی قیوم ہے اور جو کچھ
اُس قیوم کی ذات مین ارادی حرکت پیدا ہوتی ہے وہی حرکت اُس اندام کے کل اعضا یا بعض مین
جیسا کہ اُس قیوم کی ذات کا تقاضا ہو پیدا ہو جاتی ہے۔
اس بیان مذکورہ بالا کی تصویر دکھلانے کیلئے تخیلی طور پر ہم فرض کر سکتے ہین کہ قیوم
العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جسکے بیشمار ہاتھ بیشمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت
سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کیطرح اُس وجود اعظم
کی تارین بھی ہین جو صفحہ ہستی کے تمام کنارون تک پھیل رہی ہین اور کشش کا کام دے
رہی ہین یہ وہی اعضا ہین جنکا دوسرے لفظون مین عالم نام ہے جب قیوم عالم کوئی حرکت
جزوی یا کلی کریگا تو اُسکی حرکت کے ساتھ اُس کے اعضا مین حرکت پیدا ہو جانا ایک لازمی امر
ہوگا اور وہ اپنے تمام ارادون کو انہین اعضا کے ذریعہ سے ظہور مین لائیگا نہ کسی اور طرح سے
پس یہی ایک عام فہم مثال اُس روحانی امر کی ہے کہ جو کہا گیا ہے کہ مخلوقات کی ہر ایک جزو
خدا تعالیٰ کے ارادون کی تابع اور اُس کے مقاصد مخفیہ کو اپنے خادمانہ چہرہ مین ظاہر کر رہی
ہے اور کمال درجہ کی اطاعت سے اُس کے ارادون کی راہ مین محو ہو رہی ہے۔ اور یہ اطاعت
اس قسم کی ہرگز نہین ہے جسکی صرف حکومت اور زبردستی پر بنا ہو بلکہ ہر ایک چیز کو خدا تعالےٰ
کی طرف ایک مقناطیسی کشش پائی جاتی ہے اور ہر ایک ذرہ ایسا بالطبع اُسکی طرف جھکا ہوا
معلوم ہوتا ہے جیسے ایک وجود کے متفرق اعضا اُس وجود کی طرف جھکے ہوئے ہوتے ہین
پس درحقیقت یہی سچ ہے اور بالکل سچ کہ یہ تمام عالم اُس وجود اعظم کے لئے بطور اعضا کے
واقعہ ہے اور اسی وجہ سے وہ قیوم العالمین کہلاتا ہے کیونکہ جیسی جان اپنے بدن کی قیوم
ہوتی ہے ایسا ہی وہ تمام مخلوقات کا قیوم ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو نظام عالم کا بالکل بگڑ جاتا۔
ہر ایک ارادہ اُس قیوم کا خواہ وہ ظاہری ہو یا باطنی دینی ہو یا دنیوی اسی مخلوقات کے توسط سے ظہور پذیر ہوتا
ہے اور کوئی ایسا ارادہ نہین کہ بغیر ان وسائط کے زمین پر ظاہر ہوتا ہو یہی قدیمی قانون قدرت ہے کہ جو ابتدا سے بندھا ہوا چلا آتا
ہے مگر اُن لوگون کی سمجھ پر سخت تعجب ہے کہ وہ ظاہری بارش ہونیکے لئے جو بادلون کے ذریعہ سے
زمین پر ہوتی ہے بخارات مائیہ کا توسط ضروری خیال کرتے ہین اور خود بخود قدرت سے
بغیر بادل کے بارش ہو جانا محال سمجھتے ہین لیکن الہام کی بارش کے لئے جو صاف دلون پر
ہوتی ہے ملایک کے بادلون کا توسط جو عندالشرع ضروری ہے اُسپر جہالت کی نظر سے

ہنستے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا خدا تعالیٰ بغیر ملایک کے توسط کے خود بخود الہام نہیں کر سکتا تھا وہ اس بات کے قایل ہیں کہ بغیر توسط ہوا کے آواز سُن لینا خلاف قانون قدرت ہے مگر وہ ہوا جو روحانی طور پر خدا تعالیٰ کی آواز کو ملہموں کے دلوں تک پہنچاتی ہے اُس قانون قدرت سے غافل ہیں وہ اس بات کو مانتے ہیں کہ ظاہری آنکھوں کی بصارت کے لئے آفتاب کی روشنی کی ضرورت ہے مگر وہ روحانی آنکھوں کے لئے کسی آسمانی روشنی کی ضرورت یقین نہیں رکھتے۔

اب جبکہ یہ قانون الٰہی معلوم ہو چکا کہ یہ عالم اپنے جمیع قویٰ ظاہری و باطنی کیساتھ حضرت واجب الوجود کے لئے بطور اعضا کے واقعہ ہے اور ہر یک چیز اپنے اپنے محل اور موقعہ پر اعضا ہی کا کام دے رہی ہے اور ہر یک ارادہ خدا تعالیٰ کا انہیں اعضا کے ذریعہ سے ظہور میں آتا ہے کوئی ارادہ بغیر ان کی توسط کے ظہور میں نہیں آتا تو اب جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے وحی میں جو پاک دلوں پر نازل ہوتی ہے جبریل کا تعلق جو شریعت اسلام میں ایک ضروری مسئلہ سمجھا گیا اور قبول کیا گیا ہے یہ تعلق بھی اسی فلسفہ حقہ پر ہی مبنی ہے جسکا ابھی ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ حسب قانون قدرت مذکورہ بالا یہ امر ضروری ہے کہ وحی کے القا یا ملکہ وحی کے عطا کرنیکے لئے بھی کوئی مخلوق خدا تعالیٰ کے الہامی اور روحانی ارادہ کو بمنصہ ظہور لانے کے لئے ایک عضو کیطرح بنکر خدمت بجا لاوے جیسا کہ جسمانی ارادوں کے پورا کرنے کے لئے بجا لا رہے ہیں سو وہ وہی عضو ہے جسکو دوسرے لفظوں میں **جبریل** کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جو بہ تبعیت حرکت اُس وجود اعظم کے سچ مچ ایک عضو کی طرح بلا توقف حرکت میں آجاتا ہے یعنے جب خدا تعالیٰ محبت کرنے والے دل کی طرف محبت کے ساتھ رجوع کرتا ہے تو حسب قاعدہ مذکورہ بالا جسکا ابھی بیان ہو چکا ہے جبریل کو بھی جو سانس کی ہوا یا آنکھ کے نور کیطرح خدا تعالیٰ سے نسبت رکھتا ہے اُس طرف ساتھ ہی حرکت کرنی پڑتی ہے یا یوں کہو کہ خدا تعالیٰ کی جنبش کیساتھ ہی وہ بھی بلا اختیار و بلا ارادہ اسی طور سے جنبش میں آجاتا ہے کہ جیسا اصل کی جنبش سے سایہ کا ملنا طبعی طور پر ضروری امر ہے پس جب جبریلی نور خدا تعالیٰ کی کشش اور تحریک اور نفخ نورانیہ سے جنبش میں آجاتا ہے تو معاً اس کی ایک عکسی تصویر جسکو روح القدس کے ہی نام سے موسوم کرنا چاہیئے محبت صادق کے دل میں منقش ہو جاتی ہے اور اُسکی محبت صادقہ کا ایک عرض

لازم ٹھہر جاتی ہے تب یہ قوۃ خداء تعالیٰ کے آواز سُننے کے لئے کان کا فائدہ بخشتی ہے اور اس کے عجائبات کے دیکھنے کے لئے آنکھون کی قایم مقام ہو جاتی ہے اور اس کے الہامات زبان پر جاری ہونیکے لئے ایک ایسی محرک حرارت کا کام دیتی ہے جو زبان کے پہیہ کو زور کے ساتھ الہامی خط پر چلاتی ہے اور جب تک یہ قوت پیدا نہ ہو اُسوقت تک انسان کا دل انہی کیطرح ہوتا ہے اور زبان اُس ریل کی گاڑی کی طرح ہوتی ہے جو چلنے والے انجن سے الگ پڑی ہو لیکن یاد رہے کہ یہ قوت جو روح القدس سے موسوم ہے ہر یک دل مین یکسان برابر پیدا نہین ہوتی بلکہ جیسے انسان کی محبت کامل یا ناقص طور پر ہوتی ہے اُسی اندازہ کیموافق یہ جبریلی نور اس پر اثر ڈالتا ہے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ روح القدس کی قوت جو دونون محبتون کے ملنے سے انسان کے دلمین جبریلی نور کے پرتوہ سے پیدا ہو جاتی ہے اس کے وجود کے لئے یہ امر لازم نہین کہ ہر وقت انسان خداتعالیٰ کا پاک کلام سُنتا ہی رہے یا کشفی طور پر کچھہ دیکھتا ہی رہے بلکہ یہ تو انوار سماویہ کے پانے کے لئے اسباب قریبہ کیطرح ہے یا یون کہو کہ یہ ایک روحانی روشنی روحانی آنکھون کے دیکھنے کے لئے یا ایک روحانی ہوا روحانی کانون تک آواز پہونچانے کے لئے منجانب اللہ ہے اور ظاہر ہے کہ جب تک کوئی چیز سامنے موجود نہ ہو تو مجرد روشنی کچھہ دکھا نہین سکتی اور جب تک متکلم کے موہنہ سے کلام نہ نکلے مجرد ہوا کانون تک کوئی خبر نہین پہونچا سکتی سو یہ روشنی یا یہ ہوا روحانی حواس کے لئے محض ایک آسمانی موید عطا کیا جاتا ہے جیسے ظاہری آنکھون کے لئے آفتاب کی روشنی اور ظاہری کانون کے لئے ہوا کا ذریعہ مقرر کیا گیا ہے اور جب باریتعالیٰ کا ارادہ اس طرف متوجہ ہوتا ہے کہ اپنا کلام اپنے کسی ملہم کے دل تک پہنچاوے تو اُسکی اس متکلمانہ حرکت سے معاً جبریلی نور مین القا کے لئے ایک روشنی کیموج یا ہوا کیموج یا ملہم کی تحریک لسان کے لئے ایک حرارت کی موج پیدا ہو جاتی ہے اور اُس تموج یا اُس حرارت سے بلا توقف وہ کلام ملہم کی آنکھون کے سامنے لکھا ہوا دکھائی دیتا ہے یا کانون تک اُسکی آواز پہنچتی ہے یا زبان پر وہ الہامی الفاظ جاری ہوتے ہین اور روحانی حواس اور روحانی روشنی جو قبل از الہام ایک قوت کی طرح ملتی ہے یہ دونون قوتین اس لئے عطا کیجاتی ہین کہ تا قبل از نزول الہام الہام کے قبول کرنے کی استعداد پیدا ہو جائے کیونکہ اگر الہام ایسی حالت مین نازل کیا جاتا کہ ملہم کا دل

حواس روحانی سے محروم ہوتا یا روح القدس کی روشنی دل کی آنکھہ کو پہنچی نہ ہوتی تو وہ الہام الہی کو کن آنکھون کی پاک روشنی سے دیکھہ سکتا سو اسی ضرورت کی وجہ سے یہ دونون پہلے ہی سے ملہمین کو عطا کی گئین اور اس تحقیق سے یہ بھی ناظرین سمجھہ لین گے کہ وحی کے متعلق جبریل کے تین کام ہین۔

اوّل یہ کہ جب رحم مین ایسے شخص کے وجود کے لئے نطفہ پڑتا ہے جسکی فطرت کو اللہ جل شانہٗ اپنی رحمانیت کے تقاضا سے جس مین انسان کے عمل کو کچھہ دخل نہین ملہمانہ فطرت بنانا چاہتا ہے تو اُس پر اُسی نطفہ ہونیکی حالتمین جبریلی نور کا سایہ ڈال دیتا ہے تب ایسے شخص کی فطرت منجانب اللہ الہامی خاصیت پیدا کرلیتی ہے اور الہامی حواس اُسکو مل جاتے ہین۔

پھر دوسرا کام جبریل کا یہ ہے کہ جب بندہ کی محبت خدا تعالیٰ کی محبت کے زیر سایہ آپڑتی ہے تو خدا تعالیٰ کی مربیانہ حرکت کی وجہ سے جبریلی نور مین بھی ایک حرکت پیدا ہوکر محب صادق کے دل پر وہ نور جا پڑتا ہے یعنے اُس نور کا عکس محب صادق کے دل پر پڑکر ایک عکسی تصویر جبریل کی اُسمین پیدا ہوجاتی ہے جو ایک روشنی یا ہوا یا گرمی کا کام دیتی ہے اور بطور ملکہ الہامیہ کے ملہم کے اندر رہتی ہے ایک سرا اسکا جبریل کے نور مین غرق ہوتا ہے اور دوسرا ملہم کے دل کے اندر داخل ہوجاتا ہے جسکو دوسرے لفظون مین روح القدس یا اُسکی تصویر کہہ سکتے ہین۔

تیسرا کام جبریل کا یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ کیطرف سے کسی کلام کا ظہور ہو تو ہوا کیطرح موج مین آکر اس کلام کو دل کے کانون تک پہنچا دیتا ہے یا روشنی کے پیرایہ مین افروختہ ہوکر اُسکو نظر کے سامنے کر دیتا ہے یا حرارت محرکہ کے پیرایہ مین تیزی پیدا کرکے زبان کو الہامی الفاظ کی طرف چلاتا ہے۔

اس جگہ مین اُن لوگون کا وہم بھی دور کرنا چاہتا ہون جو ان شکوک اور شبہات مین مبتلا ہین جو اولیا اور انبیاء کے الہامات اور مکاشفات کو دوسرے لوگون کی نسبت کیا خصوصیت ہوسکتی ہے کیونکہ اگر نبیون اور ولیون پر امور غیبیہ کہلتے ہین تو دوسرے لوگون پر بھی کبھی کبھی کہلجاتی ہین بلکہ بعض فاسقون اور غایت درجہ کے بدکارون کو بھی سچی خوابین آجاتی ہین بلکہ بعض پرلے درجہ کے بدمعاش اور شریر آدمی اپنے ایسے مکاشفات بیان کیا کرتے ہین کہ آخر وہ سچے نکلتے ہین پس جبکہ اُن لوگون کے ساتھہ جو اپنے تئین نبی یا کسی اور خاص درجہ کے آدمی تصور کرتے ہین ایسے ایسے بدچلن آدمی بھی شریک ہین جو بدچلنیون اور بدمعاشیون مین چھٹے ہوئے

اور شہرہ آفاق ہیں تو نبیوں اور ولیوں کی کیا فضیلت باقی رہی سو میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ درحقیقت یہ سوال جس قدر اپنی اصل کیفیت رکھتا ہے وہ سب درست اور صحیح ہے اور جبریلی نور کا پچہترواں حصہ تمام جہان میں پھیلا ہوا ہے جس سے کوئی فاسق اور فاجر اور پرلے درجہ کا بدکار بھی باہر نہیں بلکہ میں یہاں تک مانتا ہوں کہ تجربہ میں آچکا ہے کہ بعض اوقات ایک نہایت درجہ کی فاسقہ عورت جو کنجریوں کے گروہ میں سے ہے جس کی تمام جوانی بدکاری میں ہی گذری ہے کبھی سچی خواب دیکھ لیتی ہے اور زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ ایسی عورت کبھی ایسی رات میں بھی کہ جب وہ بادہ بسر و آشنا ببر کا مصداق ہوتی ہے کوئی خواب دیکھ لیتی ہے اور وہ سچی نکلتی ہے مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا کیونکہ جبریلی نور آفتاب کی طرح جو اس کا ہیڈ کوارٹر ہے تمام معمورہ عالم پر حسب استعداد انکی اثر ڈال رہا ہے اور کوئی نفس بشر دنیا میں ایسا نہیں کہ بالکل تاریک ہو کم سے کم ایک ذرہ سی محبت وطن اصلی اور محبوب اصلی کی ادنیٰ سی ادنیٰ سرشت میں بھی ہے اس صورت میں نہایت ضروری تھا کہ تمام بنی آدم پر یہاں تک کہ ان کے مجانین پر بھی کسیقدر جبریل کا اثر ہوتا اور فی الواقعہ ہے بھی کیونکہ مجانین بھی جنکو عوام الناس مجذوب کہتے ہیں اپنی بعض حالات میں بوجہ اپنی ایک طور کے انقطاع کے جبریلی نور کے نیچے جا پڑتے ہیں تو کچھ کچھ انکی باطنی آنکھوں پر اس نور کی روشنی پڑتی ہے جس سے وہ خدا تعالیٰ کے تصرفات خفیہ کو کچھ کچھ دیکھنے لگتی ہے مگر ایسی خوابوں یا ایسے مکاشفات سے نبوت اور ولایت کو کچھ صدمہ نہیں پہونچتا اور انکی شان بلند میں کچھ بھی فرق نہیں آتا اور کوئی التباس حیران کرنے والا واقعہ نہیں ہوتا کیونکہ درمیان میں ایسا فرق بین ہے کہ جو بدیہی طور پر ہر یک سلیم العقل سمجھ سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ خواص اور عام کی خوابیں اور مکاشفات اپنی کیفیت اور کمیت اتصالی و انفصالی میں ہرگز برابر نہیں ہیں جو لوگ خدا تعالیٰ کے خاص بندے ہیں وہ خارق عادت کے طور پر نعمت غیبی کا حصہ لیتے ہیں دنیا ان نعمتوں میں جو انہیں عطا کیجاتی ہیں صرف ایسے طور کی شریک ہے جیسے شاہ وقت کے خزانہ کے ساتھ ایک گدا اور بوجہ ایک درہم کے حاصل رکھنے کیوجہ سے شریک خیال کیا جائے لیکن ظاہر ہے کہ اس ادنیٰ مشارکت کیوجہ سے نہ بادشاہ کی شان میں کچھ شکست آسکتی ہے اور نہ اس گدا کی کچھ شان بڑھ سکتی ہے اور اگر ذرہ غور کرکے دیکھو تو یہ ذرہ مثال مشارکت ایک کرم شب تاب بھی جسکو پٹ بیجنا یا جگنو بھی کہتے ہیں آفتاب کے ساتھ رکھتا ہے تو کیا وہ اس مشارکت کیوجہ سے آفتاب کی عزت

مین سے کوئی حصہ لیسکتا ہے سو جاننا چاہیئے کہ درحقیقت تمام فضیلتین باعتبار اعلیٰ درجہ کی کمال کے جو کمیت اور کیفیت کے رو سے حاصل ہو پیدا ہوتی ہین یہ نہین کہ ایک حرف کی شناخت سے ایک شخص فاضل اجل کا ہم پایہ ہو جائیگا یا اتفاقاً ایک مصرعہ بن جانے سے بڑے شاعر نکا ہم پلہ کہلائیگا۔ ذرہ مثال شراکت سے کوئی نوع حکمت یا حکومت کے خالی نہین اگر ایک بادشاہ سارے جہان کی حکومت کرتا ہی تو ایسا ہی ایک مزدور آدمی اپنی جھونپڑی مین اپنی بچون اور اپنی بیوی پر حاکم ہی۔ رہی یہ بات کہ خدا تعالیٰ نے نیک بختون اور بدبختیون مین مشارکت کیون رکھی اور تخم کے طور پر غافلین کے گروہ کو نعمت غیبی کا کیون حصہ دیا اس کا جواب یہ ہی کہ الزام اور اتمام حجت کیلئے تا اس تخمی شراکت کیوجہ سے ہر یک منکر کاملون کی حالت کا گواہ ہو جائے کیونکہ جبکہ وہ اپنی چھوٹے سے دائرہ استعداد مین کچھہ نمونہ اُن باتون کا دیکھتا ہے جو اُن کاملون کی زبان سے سُنتا ہے پس اس تھوڑی سی جھلک کیوجہ سے اس کے لئے یہ ممکن نہین کہ اپنی سیحی دل سے اُن الہامی امور کو بکلی غیر ممکن سمجھے سو وہ اس روحانی خاصیت کا ایک ذرا سا نمونہ اپنے اندر رکھنے کیوجہ سے خدا تعالیٰ کے الزام کے نیچے ہی جسکے رو سے بحالت انکار وہ پکڑا جائیگا جیسا کہ آجکل کے آریہ خیال کر رہے ہین کہ خدا تعالیٰ نے چارون ویدون کو نازل کرکے پھر یک لخت ہمیشہ کیلئے الہامات کی صف کو لپیٹ دیا ہی۔ مگر خدا تعالیٰ کا قانون قدرت اُنہین ملزم کرتا ہے جبکہ وہ بچشم خود دیکھتے ہین کہ یہ سلسلہ انکشافات غیبیہ کا ابتک جاری ہی اور اُنمین سے فاسق آدمی بھی کبھی کبھی سچی خوابین دیکھہ لیتے ہین پس ظاہر ہے کہ وہ خدا جسنے اپنا روحانی فیض نازل کرنیسے اس زمانہ کے فاسقون اور دنیا پرستون کو بھی محروم نہین رکھا اور با اینہمہ باوجود فقدان کامل مناسبت کے کبھی کبھی رشحات فیض نازل کرتا ہے تو اپنی نیک بندون پر جو اسکی مرضی پر چلین اور اکمل اور اتم طور پر اُس سے مناسبت رکھین کیا کچھہ نازل کرتا نہین ہوگا اور ایک بھید اس تخمی مشارکت مین یہ ہی کہ تا ہر یک شخص کو وہ کیسا ہی فاسق اور بدکار یا کافر خونخوار ہو اس مشارکت پر غور کرنیسے سمجھہ لیوی کہ خدا تعالیٰ نے اُسی ہلاک کرنیکے لئے پیدا نہین کیا بلکہ اُس نے اُس کے اندر ترقی کی راہ رکھی ہی اور اُسکو بھی تخم کیطور پر ایک نمونہ دیا ہے جسمین وہ آگے قدم بڑھا سکتا ہی اور وہ فطرتاً خدا تعالیٰ کی خوان نعمت سے محروم نہین ہین ہان اگر آپ بے راہی اختیار کرکے اُس نور کو جو اُس کے اندر رکھا گیا ہی غیر مستعمل چھوڑ کر آپ محروم بنجاوی اور اُن طبعی طریقون کو جو نجات پانے کے طریق ہین دیدہ و دانستہ چھوڑ دیوے تو یہ خود اُس کا ساختہ پرداختہ ہے جس کا بدنتیجہ اُسے بھگتنا پڑے گا ۔

یاددہانی

جو کچھہ ہمنے رسالہ فتح اسلام مین آلہی کارخانہ کے بارے مین جو خداوند عزوجل کیطرف سے ہمارے سپرد ہوا ہے پانچ شاخون کا ذکر کر کے دینی مخلصون اور اسلامی ہمدردون کی ضرورت امداد کے لئے لکھا ہی اُسکی طرف ہماری بااخلاص اور پرجوش بھائیون کو بہت جلد توجہ کرنی چاہیے کہ تا یہ سب کام باحسن طریق شروع ہو جائین ؂

(الراقم مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور)

اطلاع بخدمت علمأ اسلام

جو کچھہ اس عاجز نے مثیل مسیح کے بارے مین لکھا ہے یہ مضمون متفرق طور پر تین رسالون مین درج ہے یعنے فتح اسلام اور توضیح مرام اور ازالہ اوہام مین پس مناسب ہی کہ جبتک کوئی صاحب ان تینون رسالون کو غور سے نہ دیکھہ لین تب تک کسی مخالفانہ رائے ظاہر کرنیکے لئے جلدی نہ کرین۔ والسلام علی من اتبع الھدٰے ؂

الراقم خاکسار مرزا غلام احمد

التماس ہے ہماری غلطی کی فہرست کتب رسالہ فتح اسلام کے صفحہ ۳۹ و ۴۰ پر دی ہے ۹۰ صاحب تجویز یا چاہین تو کتاب سے طلب فرما سکتے ہین

خاکسار شیخ نور احمد مالک مطبع ریاض ہند امرتسر ۱۰ اگست ۱۸۹۱ء

بقلم شیخ ظہور احمد کاتب ۱۰ اگست ۱۸۹۱ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام

سراج منیر

۱۳۱۴ھ

مشتمل بر نشانہائے رب قدیر



قادیان دار الامن و الامان
مئی ۱۸۹۷ء

ایک مبارک تجویز

براہین احمدیہ مصنفہ حضرت امام صادق حجۃ اللہ المسیح الموعود والمہدی المسعود
کی اشد ضرورت معلوم کرکے میرے بعض دوست تجویز فرماتے ہیں کہ یہ مبارک کتاب
دوبارہ چھپوائی جائے اسطور پر کہ جو برادران طریقت ایک یا زیادہ نسخہ لینا چاہیں وہ اپنے
نام نامی سے خاکسار کو اطلاع دیں۔ دو سو نام کے رجسٹر ہونے پر یہ کتاب چھپوائی جائیگی
ہر ایک بھائی کو بطور چندہ مبلغ آٹھ روپے فی نسخہ کے حساب میں میرے دوبارہ لکھنے پر
بھیجنے ہونگے۔ خریداروں کی تعداد بڑھنے پر رقم چندہ کم بھی ہوسکتی ہے۔ جسقدر نسخے
طبع ہونگے ان میں سے خریداروں کو دیکر باقی کل بلا قیمت حضرت اقدس امام ہمام کے
کتب خانہ میں داخل کی جاوینگی اس معاملہ میں خط وکتابت خاکسار سے ہونی چاہیے۔

بنیز رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب منعقدہ لاہور

آخر مئی ۱۸۹۷ء تک شائع ہو جائیگی اس میں حضرت اقدس امام کامل کی معجزنما تقریر دلپذیر
کے علاوہ جسے منکر غیر مذاہب بالاتفاق صداقت اسلام کے معترف ہوئے وہ تقریریں بھی
درج ہیں جو اس جلسہ میں دیگر علماء اسلام و وکلائے مذاہب دیگر نے کہیں۔
قیمت ایک روپیہ بلا محصول ڈاک بھیجنے پر یا بذریعہ ویلیوپی ایبل پارسل حبی فی اللہ
خواجہ **غلام محی الدین** صاحب تاجر پشمینہ محلہ چہل بی بیاں
لاہور سے رپورٹ مل سکتی ہے۔

خاکسار خواجہ کمال الدین بی اے پروفیسر
اسلامیہ کالج لاہور یکم مئی ۱۸۹۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جاء الحق و زہق الباطل ان الباطل کان زہوقا

بنگر ای قوم نشان ہای خداوند قدیر | چشم بکشا کہ بہر چشم نشانے است کبیر

رو بدو آر کہ گر او بپذیرد رو تافت | ورنہ این روی سیہ ہست بتر از خنزیر

چون بتابی سر خود زان ملک ارض و سما | گر بگیرد ز غضب پس چہ پنہ ہست و ظہیر

قمر و شمس و زمین و فلک و آتش و آب | ہمہ در قبضۂ آن یار عزیز اند اسیر

قدسیان جملہ بلرزند ازان ہیبت پاک | انبیا را دل و جان خون و الم دامنگیر

جنت و دوزخ سوزندہ ازو مے لرزند | تو چہ چیزی چہ ترا مرتبہ اے کرم حقیر

چند این جنگ و جدل ہا بخدا خواہی کرد | توبہ کن توبہ مگر در گذرد از تقصیر

من اگر در نظر یار مقامے دارم | پس چہ نقصان ز تکذیب تو و از تکفیر

لعنت آن است کہ از سوی خدا می بارد | لعنت بہ گہران است یکے ہرزہ نفیر

ای ہمہ در رہ دین است رہے بس دشوار | خاک شو خاک مگر باز کنندش اکسیر

تو ہلاکی اگر از کبر بتابی سر خویش | من ازو آمدم و با تو بگویم چو نذیر

آن خدائے کہ ازو خلق و جہان بیخبر اند | بر من او جلوہ نمود ست گر اہلی بپذیر

اما بعد واضح ہو کہ اسوقت مین خدا تعالیٰ کے ایک بھاری نشان کو بیان کرونگا تا کہ وہ لوگ جو اسکو غور سے پڑھین اور پھر اُس سے فائدہ اُٹھائین۔ یقیناً یاد رکھین کہ خدا کاذب کو وہ عزت نہین دیتا جو اُس کے پاک نبیون اور برگزیدون کو دیجاتی ہے۔ مُردار خوار کاذب کا کیا حق ہے کہ آسمان اُسکے لئے نشان ظاہر کرے اور زمین اُسکے لئے خارق عادت عجوبے دکھلائے

سوای قوم کے بزرگو! اور دانشمندو! ذرہ ٹھنڈے ہوکر واقعات پر غور کرو۔ کیا یہ واقعات کاذبون سے ملتے ہین۔ یا سچون سے کبھی کسی نے سُنا کہ کاذب کیلئے آسمانپر نشان ظاہر ہوئے۔ کبھی کسی نے دیکھا کہ کاذب اپنے اعجوبون مین صادقون پر غالب آسکا۔ کیا کسیکو یاد ہے کہ کاذب اور مفتری کو افترا کے دن سے پچیس ۲۵ برس تک مُہلت دیگئی جیسا کہ اس بندہ کو۔ کاذب یون ملاجاتا ہے جیسے کھٹمل اور ایسا نابود کیاجاتا ہے جیسا کہ ایک بُلبلہ۔ اگر کاذبون اور مفتریون کو اتنی مدتون تک مُہلت دیجاتی اور صادقون کے نشان انکی تائید کیلئے ظاہر کئے جاتے تو دُنیا مین اندھیر پڑجاتا اور کارخانہ الوہیت بگڑجاتا۔ پس جب تم دیکھو کہ ایک مدعی پر بہت شور اُٹھا۔ اور اُسکی مخالفت کی طرف دُنیا جھک گئی اور بہت آندھیان چلین اور طوفان آئے پر اُسپر کوئی زوال نہ آیا تو فی الفور سنبھل جاؤ اور تقویٰ سے کام لو۔ ایسا نہ ہو کہ تم خدا سے لڑنے والے ٹھہرو۔"

صادق تمہارے ہاتھ سے کبھی ہلاک نہین ہوگا۔ اور راستباز تمہارے منصوبون سے تباہ نہین کیاجائے گا۔ تم بدقسمتی سے بات کو دور تک مت پہونچاؤ کہ جسقدر تم سختی کروگے وہ تمہاری طرف ہی عود کریگی۔ اور جسقدر اُسکی رُسوائی چاہوگے وہ الٹ کر تم پر ہی پڑیگی۔ ای بدقسمتو! کیا تمھین خدا پر بھی ایمان ہے یا نہین۔ خدا تمھاری مُرادون کو اپنی مُرادون پر کیونکر مقدم رکھ لے۔ اور اس سلسلہ کو جس کا قدیم سے اُستنے ارادہ کیا ہے کیونکر تمہارے لئے تباہ کرڈالے۔ تم مین سے کون ہے جو ایک دیوانہ کے کہنے سے اپنے گھر کو مسمار کردے اور اپنے باغ کو کاٹ ڈالے۔ اور اپنے بچون کا گلا گھونٹ دے۔ سوای نادانو! اور خدا کی حکمتون سے محرومو! یہ کیونکر ہو کہ تمہاری احمقانہ دعائین منظور ہوکر خدا اپنے باغ اور اپنے گھر اور اپنے پروردہ کو نیست و نابود کرڈالے۔ ہوش کرو اور کان رکھکر سنو! کہ آسمان کیا کہہ رہا ہے۔ اور زمین کے وقتون اور موسمون کو پہچانو تا تمہارا بھلا ہو۔ اور تا تم خشک درخت کی طرح کاٹے نجاؤ اور تمہاری زندگی کے دن بہت ہون۔ بیہودہ اعتراضون کو چھوڑدو۔ اور ناحق کی نکتہ چینیون سے پرہیز کرو اور فاسقانہ خیالات سے اپنے تئین بچاؤ۔ جھوٹے الزام مجھ پر مت لگاؤ کہ حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ کیا تم نے نہین

پڑھا کہ محدث بھی ایک مرسل ہوتا ہے۔ کیا قراءت ولا محدث کی یاد نہیں رہی۔ پھر یہ کیسی بیہودہ نکتہ چینی ہے کہ مرسل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اے نادانو! بھلا بتلاؤ کہ جو بھیجا گیا ہے اسکو عربی میں مرسل یا رسول ہی کہینگے یا اور کچھ کہینگے۔ مگر یاد رکھو کہ خدا کے الہام میں اسجگہ حقیقی معنی مراد نہیں جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ بلکہ جو مامور کیا جاتا ہے وہ مرسل ہی ہوتا ہے۔ یہہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اس بندہ پر نازل فرمایا ہے اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں۔ سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ ولکل ان یصطلح سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو اسنے ایسے لفظ استعمال کئے۔

ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا۔ قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے۔ کیا تمنے وہ حدیثیں نہیں پڑھیں جنمیں رسول رسول اللہ آیا ہے۔ عرب کے لوگ تو اب تک انسان کے فرستادہ کو بھی رسول کہتے ہیں۔ پھر خدا کو کیوں یہ حرام ہو گیا کہ مرسل کا لفظ مجازی معنوں پر بھی استعمال کرے۔ کیا قرآن میں یہ فقالوا انا الیکم مرسلون بھی یاد نہیں رہا انصافاً دیکھو کیا یہی تقویٰ کی بنا ہے۔ آخر خدا کے حضور میں پوچھے جاؤ تو بتاؤ کہ میرے کافر ٹھہرانے کیلئے تمہارے ہاتھ میں کونسی دلیل ہے۔ بارہا کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے بیشک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ اور جیسے یہ محمول نہیں ایسے ہی وہ نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کیلئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے۔ جسنے سمجھنا ہو سمجھ لے۔ میرے پر یہی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بکلی بند ہیں۔ اب کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کے رو سے آسکتا ہے اور نہ کوئی قدیم نبی۔ مگر ہمارے ظالم مخالف ختم نبوت کے دروازوں کو پورے طور پر بند نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان کے نزدیک مسیح اسرائیلی نبی کے

واپس آنے کیلئے ابھی ایک کھڑکی کھلی ہے۔ پس جب قرآن کے بعد بھی ایک حقیقی نبی آگیا اور وحی نبوت کا سلسلہ شروع ہوا تو کہو کہ ختم نبوت کیونکر اور کیسا ہوا۔ کیا نبی کی وحی وحی نبوت کہلائیگی یا کچھ اور۔ کیا یہ عقیدہ ہے کہ تمہارا فرضی مسیح وحی سے بکلی بے نصیب ہو کر آئے گا؟ توبہ کرو اور خدا سے ڈرو اور حد سے مت بڑھو۔ اگر دل سخت نہیں ہوگئے تو اس قدر کیوں دلیری ہے کہ خواہنخواہ ایسے شخص کو کافر بنایا جاتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقی معنوں کی رو سے خاتم الانبیاء سمجھتا ہے اور قرآن کو خاتم الکتب تسلیم کرتا ہے۔ تمام نبیوں پر ایمان لاتا ہے اور اہل قبلہ ہے اور شریعت کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھتا ہے۔

اے مفتری لوگو! مینے کسی نبی کی توہین نہیں کی۔ مینے کسی عقیدہ صحیحہ کے برخلاف نہیں کہا پر اے تم حسودو تمہیں توہین کیا کروں۔ تم تو قائل ہو کہ جزئی فضیلت ایک ادنی شہید کو ایک بڑے نبی پر ہو سکتی ہے۔ پھر کیا ہے کہ مین خدا کا فضل اپنے پر مسیح سے کم نہیں دیکھتا۔ مگر یہ کفر نہیں یہ خدا کی نعمت کا شکر ہے۔ تم خدا کے اسرار کو نہیں جانتے اسلئے کفر سمجھتے ہو۔ اسکو کیا کہو گے جو کہا گیا **ھو افضل من بعض الانبیاء** اگر مین تمہاری نظر مین کافر ہون تو بس ایسا ہی کافر جیسا کہ ابن مریم یہودی فقیہوں کی نظر مین کافر تھا۔ میرے پاس خدا کے فضل کی اس سے بھی بڑھکر باتین ہین مگر تم انکی برداشت نہین کر سکتے۔ خوب یاد رکھو کہ مجھکو کافر کہنا **آسان** نہین۔ تمنے ایک بھاری بوجھ سر پر اٹھایا ہے اور تم سے ان سب باتوں کا جواب پوچھا جائے گا۔!!

اے بد قسمت لوگو! تم کہاں گرے کونسی چھپی ہوئی بد اعمالیاں تھیں جو تمہین پیش آگئین۔ اگر تم مین ایک ذرہ بھی نیکی ہوتی تو خدا تمہین ضائع نکرتا۔ ابھی کچھ تھوڑا وقت ہے اور بہت سا ثواب کھو چکے ہو باز آجاؤ۔ کیا خدا سے اس بیوقوف کی طرح لڑائی کرو گے جو زور آور کے آگے سے نہین ہٹ جاتا یہان تک کہ مار سے پیسا جاتا اور کچلا جاتا ہے اور آخر ہڈیاں چور ہو کر اور مردہ سا ہو کر زمین پر گر پڑتا ہے۔ یہودیوں نے لڑائی سے کیا لیا اور تم کیا لو گے؟ **ھذا وعد الموت من خاصم** ۔ بہت کچھ صوفیوں نے بھی انسانی کمالات کا اقرار کیا تھا کہ کہانتک انسان پہونچتا ہے

آج وہ بھی سو گئے۔ اے عقلمندو! میرے کاموں سے مجھے پہچانو۔ اگر مجھ سے وہ کام اور وہ نشان ظاہر نہیں ہوتے جو خدا کے تائید یافتہ سے ظاہر ہونے چاہئیں تو تم مجھے مت قبول کرو لیکن اگر ظاہر ہوتے ہیں تو اپنے تئیں دانستہ ہلاکت کے گڑھے میں مت ڈالو۔ بدظنیاں چھوڑو۔ بدگمانیوں سے باز آجاؤ کہ ایک پاک کی توہین کی وجہ سے آسمان سرخ ہو رہا ہے اور تم نہیں دیکھتے۔ اور فرشتوں کی آنکھوں سے خون ٹپک رہا ہے اور تمہیں نظر نہیں آتا۔ خدا اپنے **جلال** میں ہے۔ اور در و دیوار **لرزہ** میں۔ کہاں ہے وہ عقل جو سمجھ سکتی ہے۔ کہاں ہیں وہ آنکھیں جو وقتوں کو پہچانتی ہیں۔ آسمان پر ایک حکم لکھا گیا۔ کیا تم اس سے ناراض ہو؟ کیا تم رب العزت سے پوچھو گے کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ اے نادان انسان! باز آجا کہ صاعقہ کے سامنے کھڑا ہونا تیرے لئے اچھا نہیں۔!!!

اپنے ظلموں کو دیکھو اور اپنی شوخیوں پر غور کرو کہ خدا نے اول ایک نشان قائم کیا اور آتھم کو دو طور کی موت دی۔ اول یہ کہ وہ اخفائے حق اور دروغگوئی کا ملزم ٹھہر کر اپنی صفائی کسی طور سے ثابت نہ کر سکا۔ نہ نالش سے نہ قسم سے نہ کسی اور ثبوت سے۔ دوسرے یہ کہ خدا کے وعدہ کے موافق اخفا پر اصرار کرنے کے بعد جلد فوت ہو گیا۔ اب بتلاؤ کہ اس پیشگوئی کی تصدیق میں تمہیں کیا مشکلات پیش آئیں؟ کیا آتھم زندہ رہا؟ کیا آخر وہ نہیں مر گیا؟ کیا پیشگوئی میں صاف اور صریح طور پر یہ شرط نہ تھی کہ حق کی طرف رجوع کرنے سے موت میں تاخیر ہو گی۔ پھر کیا تم میں سے کوئی قسم کھا سکتا ہے کہ آتھم پر قرائن عقلیہ کی رو سے یہ الزام قائم نہیں ہوا کہ اس نے اپنے اقوال اور افعال اور بیہودہ عذرات سے یہ ثابت کر دیا کہ وہ پیشگوئی کے بعد ضرور ڈرتا رہا اور وہ اس بات کا ثبوت نہیں دے سکا کہ کیوں اس ڈر کو جس کا اسکو خود اقرار تھا تعلیم یافتہ سانپ وغیرہ بے دلیل عذرات کی طرف منسوب کیا جائے۔ حالانکہ اس ثبوت کو دلوں میں بٹھانے کیلئے قسم اور نالش دو عمدہ ذریعے اسکے لئے کھلے تھے۔ اب بتلاؤ کیا اس نے قسم کھائی؟ کیا اس نے نالش کی؟ کیا اس نے اپنے سچا ہونے کا کوئی اور ثبوت دیا؟ کچھ تو مونہہ سے کہو! کچھ تو پوچھو! کہ اس نے

✤ **نوٹ** ایک امام کے ظہور کی نسبت جو اسلام میں پیشگوئی ہے اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی مہدی خونی یا مسیح غازی ظہور کریگا۔ یہ تمام باتیں نادانوں کے خیال ہیں بلکہ یہ امر مقدر ہے کہ آسمانی نشانوں اور عقلی دلائل کے ساتھ نظر عقل کو تیز کریں اور غفلت کیساتھ ایمان کو دلوں میں اتاریں۔ منہ

خوف کا اقرار کرکے اور محض بہتان اور افترا سے سانپ وغیرہ کو اپنے خوف کی بنا قرار دیکر ان خود تراشیدہ عذرات کے ثابت کرنیکے لئے کیا کیا دلائل پیش کئے۔ اے کم بخت متعصبو! کیا تم کبھی نہیں مرو گے؟ کیا وہ دن نہیں آئے گا کہ جب تم رب العالمین کے حضور میں کھڑے کئے جاؤ گے۔ اگر اسی شکل کا کوئی دُنیا کا مقدمہ ہوتا اور تم اس کے اسیسر یا منصف مقرر کئے جاتے تو بیشک تم ایسے شخص کو کہ آتھم کیطرح اپنے عذرات کا کچھ ثبوت نہ دیسکتا جھوٹا ٹھہراتے اور انسانی عدالت سے ڈر کر سچے اظہار لکھوا دیتے۔ مگر اب تم سمجھتے ہو کہ خدا تم سے دور ہے اور کچھ سُنتا نہیں اور مواخذہ کا دن بہت فاصلہ پر ہے۔!!!

سچ کہو کیا آتھم پاکدامن مرگیا؟ اور اپنے سر پر ہماریطرف سے کوئی الزام نہیں لیگیا؟ تمھیں قسم ہے ذرہ مجھے سُناؤ کہ کیا تمنے میرے اشتہاروں میں نہیں پڑھا کہ آتھم اخفاءِ حق پر اصرار کرنے کے بعد جلد مرجائے گا۔ سو ایسا ہی ہوا۔ اور وہ ہمارے آخری اشتہار سے جو اتمام حجت کی طرح تھا سات ماہ کے اندر فوت ہوگیا۔ پس یہ کیسی بے ایمانی ہے جو اس قوم کے خبیث طبع لوگوں نے عیسائیوں کیساتھ ہاتھ جا ملائے اور آسمانی آواز کی مخالفت کی اور شیطانی آواز کے مصدق ہوگئے۔ پر یہ تو اچھا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو پورا کیا۔ کم بخت سعد اللہ نو مسلم اور محمد علی واعظ ابتک رو رہے ہیں جو پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اے شیاطین کے گروہ تم راستی کو کب تک چھپاؤ گے؟ کیا تمھاری کوششوں سے حق نابود ہو جائے گا۔ خدا سے لڑو جسقدر لڑسکتے ہو۔ پھر دیکھو کہ فتح کسکی ہے کیونکہ حکم خواتیم پر ہے۔ اے بیحیا قوم! آتھم مقابل پر آنیسے ڈرا مگر تم نہ ڈرے۔ وہ لعنتوں کیساتھ کچلا گیا مگر مقابل پر نہ آیا۔ اُسکو چار ہزار روپیہ کے انعام کا وعدہ دیا گیا۔ اُسکو جرأت نہ ہوئی کہ ایک قدم بھی ہماری طرف آوے۔ یہانتک کہ قبر میں پہونچگیا۔ وہ نالش کرنیسے بھی ڈرا۔ اور جب عیسائیوں نے اُسپر زور دیا تو اُسنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیا تو کیا ابھی تک ثابت نہ ہوا کہ وہ اپنے مقابلہ کو خلاف حق جانتا تھا۔ اور دل میں خوف بھرا ہوا تھا۔ مگر پھر بھی اخفاءِ حق کیوجہ سے خدا نے

اُسکو نہ چھوڑا۔ اور خدا کے وعدہ کیموافق اور ٹھیک ٹھیک اُسکے الہام کے منشاء کے مطابق وہ مرگیا۔ اور مولویوں اور عیسائیوں کا مونہہ سیاہ کرگیا۔ وہ مجھسے عمر مین بجز چند سال کچھ زیادہ نہ تھا۔ سعد اللہ نومسلم کی بدذاتی ہے کہ اُسکو پیر فرتوت قرار دیتا ہے۔ یہ یہودی چاہتا ہے کہ کسیطرح پیشگوئی مخفی ہوجائے۔ سوائے مخالفو ابیحیائی سے جسقدر چاہو انکار کرو۔ مگر حقیقت کھل گئی اور عقلمندوں نے سمجھ لیا ہے کہ پیشگوئی نہ ایک پہلو سے بلکہ چار پہلو سے پوری ہوگئی ✤ آتھم کو اُس رجوع اور خوف کا فائدہ دیا گیا جو اوسکے ظہور مین آیا جیسا کہ الہامی شرط تھی اور پیشگوئی کا ایک جزو تھا۔ اور یہ رجوع پیشگوئیکو سُنتے ہی اُسمین پیدا ہوگیا تہا کیونکہ وہ اسلامی مرتد تھا۔ اور یسوع کی خدائی کے بارہ مین خود ہمیشہ کھٹکے مین رہتا تھا اور تاویلین کیا کرتا تھا۔ اور مجھپر ابتدا سے اُسکو نیک ظن تھا کیونکہ وہ اس ضلع مین ہوکر میرے ابتدائی حالات سے خوب واقف تہا۔ یہ ممکن نہ تھا کہ وہ مجھے جھوٹا سمجھتا۔ اسیوجہ سے پیشگوئیکے سُنانے کیوقت اُس کا رنگ زرد ہوگیا تھا اور اُسکی حالت متغیر ہوگئی تہی۔ اور جب مینے کہا کہ تمنے اپنی کتاب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجّال کہا ہے یہ اُسکی سزا ہے جو تمکو ملیگی۔ تو اُسکے مونہہ پر ہوائیان اُڑنے لگین اور دونون ہاتھ اُسنے اپنے کانونپر رکھے گویا وہ اسوقت توبہ کررہا تھا۔ میرے خیال مین ہے کہ اسوقت ستر آدمی کے قریب اُس جلسہ نصاریٰ مین ہونگے۔ غرض اُس کا رجوع نہ دیر کے بعد بلکہ اسی دم سے شروع ہوگیا تہا۔ اور اخیر میعاد تک اُسنے دیوانونکی طرح دنونکو بسر کیا۔

اب اس سے زیادہ بدذاتی کیا ہوگی کہ باوجود ایسے صاف صاف واقعات کے پھر کہا جاتا ہے کہ پیشگوئی پوری نہین ہوئی لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔ رجوع کا لفظ جو شرط مین داخل ہے ایک دل کا فعل تھا جو اُسیوقت سے شروع ہوگیا تھا۔ کھلے کھلے اسلام کا شرط مین کہان لفظ ہے کیا ایک مشرک ایسی سخت پیشگوئی کیوقت مستقیم رہ سکتا تھا۔ ہر ایک کو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ پیشگوئی اُسی دن سے شروع نہین ہوئی بلکہ براہین احمدیہ مین بارہ ۱۲ برس پہلے اسکی خبر دیگئی ہے اور ساتھ ہی لیکھرام کی پیشگوئیکی خبر تھی۔ اگر تم غور سے صفحہ (۲۳۹) ور (۲۴۰) اور (۲۴۱) براہین احمدیہ کا پڑھو تو یہ تمام نقشہ

✤ (۱) ایک پہلو یہ کہ جو الہام مین شرط تھی اس شرط کی پابندی سے آتھم کی موت مین تاخیر ہوگئی (۲) دوم یہ کہ آتھم اخفاء شہادت سے موافق الہام جلد فوت ہوگیا۔ (۳) سوم یہ کہ عیسائیوں کے مکر اور مولویوں کی باہمی سازش سے براہین احمدیہ کی پیشگوئی صفحہ ۲۴۱ پوری ہوگئی (۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی جو عیسائیوں اور سلطان دہلی کے لئے لکھی گئی تھی وہ بھی پوری ہوگئی۔ منہ

تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا۔ آثار سابقہ اور احادیث نبویہ میں مہدی آخر زمان کی نسبت یہ لکھا گیا تھا کہ اوائل حال میں اسکو بیدین اور کافر قرار دیا جائے گا۔ اور لوگ اُس سے سخت بغض رکھینگے اور مذمت کیساتھ اُسکو یاد کرینگے اور دجال اور بے ایمان اور کذاب کے نام سے اُسکو پکارینگے اور یہ سب مولوی ہونگے۔ اور اُن مولویوں سے بدتر زمین پر اس امت میں سے کوئی نہیں ہوگا سو کچھ مدت ایسا ہوتا رہیگا۔ پھر خدا آسمانی نشانوں سے اُسکی تائید کریگا۔ اور اُسکے لئے آسمان سے آواز آئیگی کہ یہ خلیفۃ اللہ المہدی ہے۔ مگر کیا آسمان بولیگا جیسا انسان بولتا ہے؟ نہیں بلکہ مُراد یہ ہے کہ ہیبت ناک نشان ظاہر ہونگے جنسے دل اور کلیجے ہل جائینگے۔ تب خدا لوگوں کو اسکی محبت کیطرف پھیر دیگا اور اُسکی قبولیت زمین میں پھیلا دیجائیگی۔ یہانتک کہ کسی جگہ چار آدمی مل کر نہیں بیٹھینگے جو اُس کا ذکر محبت اور ثنا کیساتھ نکرتے ہوں۔ سو براہین کے یہ صفحات مذکورہ بالا انھیں واقعات کا نقشہ کھینچ رہے ہیں۔ اول مجھکو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ لوگ تجھکو گمراہ اور جاہل اور شیطانی خیال کا آدمی خیال کرینگے۔ دُکھ دینگے۔ اور طرح طرح کی باتیں بولینگے اور ٹھٹھے کرینگے۔ اور پھر فرمایا کہ میں سب ٹھٹھا کرنیوالوں کیلئے کافی ہونگا۔ اور پھر فرمایا قل عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم مؤمنون یہ اسبات کی طرف اشارہ کیا کہ اُن دنوں میں آسمانی نشانیاں ظاہر ہونگی۔ پھر بعد اسکے صفحہ ۲۴۱ میں آتھم کی نشانی کا ذکر فرمایا اور ساتھ ہی خبر دیدی کہ اس نشان پر عیسائیوں اور یہودی صفت مُسلمانوں کا بلوہ ہوگا۔ اور وہ مکر کرینگے اور خدا بھی مکر کریگا۔ اور خدا کے مکر غالب آتے ہیں۔ پھر بعد اسکے فرمایا کہ ان مکروں کے بعد خدا حق کو ظاہر کر دیگا۔ اور فتح عظیم ہوگی۔ سو لیکھرام کے واقعہ کو خدا نے فتح عظیم کر کے دکھلایا۔ اور بجز خدا کے یہ کسی کی مقدور میں نہ تھا کہ ایسے معرکہ کے انجام کی خبر دیتا اور غلبہ کی بشارت سُناتا۔!

دوسری پیشگوئی لیکھرام کے بارہ میں ہے جسکی نسبت براہین کے انھیں الہامات میں اشارہ ہے۔ اور براہین احمدیہ میں عیسائیوں کے مکر کے بعد یہ الہام لکھا ہے الفتنۃ ھھنا فاصبر کما صبر اولوالعزم یعنی جب وہ مکر کرینگے تو ایک بڑا فتنہ برپا ہوگا اور ملک میں

باطل کی حمایت مین شور پڑجائیگا - اور صادق کو کاذب ٹھہرادیا جائیگا - اور کاذبون کو حق بجانب سمجھ لینگے اب اے آنکھون والو! اسقدر سچائی کا خون کرکے جہنم کی آگ مین مت پڑو - دیکھو کسقدر عظمت اس پیشگوئی مین ہے کہ بارہ برس پہلے اس کا نقشہ کھینچکر دکھلایا گیا ہے - اور اسکی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی ایک اثر منقول ہے کہ عیسائیون سے جھگڑا ہوگا تب زمین سے آواز آئیگی کہ آل عیسیٰ حق پر ہی اور آسمان سے آواز آئیگی کہ آل محمد حق پر ہے - اب سچ کہو کہ ابھی تک آواز آئی یا نہین؟ اگر تم شرارت مین بڑھوگے تو وہ اپنی قدرت نمائی مین بڑھیگا - کیا کوئی ہے جو اسکو تھکا سکے؟ -

اب ہم لیکھرام کی پیشگوئی کو مفصل طور پر مع اصل عبارات اُن کتابون کے اسجگہ درج کرتے ہین جنمین یہ پیشگوئی موجود ہی اور ناظرین کو توجہ دلاتے ہین کہ خدا تعالی کا خوف کرکے ان مقامات کو غور سے پڑھین اور پھر سوچین کہ کیا یہ انسان کا کام ہی یا اُس خدا کا جو زمین و آسمان کا مالک اور تمام طاقتون کا خداوند ہی - یاد رہے کہ جن کتابونکی ذیل مین عبارتین لکھی جاتی ہین وہ تمام عبارتین اسجگہ بعینہ درج کی گئی ہین - ایکحرف کی زیادتی یا کمی اُنمین نہین یہانتک کہ پیشگوئی کے سر پر کی وہ غزل جسکی ابتدا مین یہ مصرع ہی ؎ عجب نوریست درجان محمد - اُسکے نیچے جو پیشگوئی کے دکھلانیکے لئے ہاتھ بنایا گیا تھا وہ ہاتھ بھی بعینہٖ اُسی موقعہ پر لگادیا ہی تا اس سالہ کے پڑھنے والے بکلی اُس نقشہ پر مطلع ہوجائین جو لیکھرام کے مرنیسے چار برس پہلے اُسکی موت کیلئے کھینچا گیا تھا اور با این ہمہ ہر یک شہر مین یہ کتابین ملسکتی ہین - اور کئی برسون سے پنجاب اور ہندوستان مین شائع ہورہی ہین جس کا جی چاہے اصل کتابون مین دیکھ لے -

اسجگہ ایک ضروری بات جو یاد رکھنے کے لائق ہی اور جو ہمارے اس کتاب کی روح اور علت غائی ہے وہ یہ ہے کہ یہ پیشگوئی ایک بڑے مقصد کے ظاہر کرنیکے لئے کیگئی تھی یعنی اس بات کا ثبوت دینے کیلئے کہ آریہ مذہب بالکل باطل اور وید خدا تعالی کی طرف سے نہین - اور ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالی کے پاک رسول اور برگزیدہ نبی اور اسلام خدا تعالی کی طرف سے سچا مذہب ہے - اور یہی بار بار لکھا گیا تھا اور اسی مقصد کے پورا

کرنیکے لئے دُعائین کی گئی تھین - سو اس پیشگوئی کو نری ایک پیشگوئی خیال نہین کرنا چاہیے بلکہ یہ خُدا تعالیٰ کی طرف سے ہندوؤن اور مسلمانون مین ایک آسمانی فیصلہ ہی - کچھ مُدت سے ہندوؤن مین تیزی بڑھ گئی تھی - خاص کر کے یہ لیکھرام تو گویا اس بات پر اعتقاد نہین رکھتا تھا کہ خدا بھی ہے - سو خُدا نے ان لوگونکو چمکتا ہوا نمونہ دکھلایا - چاہیے کہ ہر یک شخص اس سے عبرت پکڑے جو شخص خُدا کے مقدس نبیونکی بات مین زبان کھولتا ہی کبھی اُس کا انجام اچھا نہین ہو سکتا -

لیکھرام اپنی موت سے آریون کو ہمیشہ کی عبرت کا سبق دیگیا ہی - چاہیے کہ اُن شرارتون سے دست بردار ہون جو دیانند نے ملک مین پھیلائین اور نرمی اور لطف اور سچی محبت اور تعظیم کیساتھ اسلام سے برتاؤ کرین - آیندہ انھین اختیار ہی - بعض احمق جو مسلمان کہلا کر آریونکی طرف جھکے تھے اب انکی توبہ کا وقت ہی انھین دیکھنا چاہیے کہ اسلام کا خُدا کیسا غالب ہے ؟ آریون کو اس پیشگوئی کیوقت بذریعہ چھپے ہوے اشتہارونکے اطلاع دیگئی تھی کہ اگر تمھارا دین سچا ہے اور اسلام باطل تو اسکی یہی نشانی ہی کہ اس پیشگوئیکے اثر سے اپنے وکیل لیکھرام کو بچالو اور جہانتک ممکن ہی اُسکے لئے دعائین کرو اور دعاؤن کیلئے مہلت بہت تھی - لیکن خُدا کے قہری ارادہ کو وہ لوگ بدل نسکے - یقیناً سمجھنا چاہیے کہ جو چھری لیکھرام پر چلائی گئی یہ وہی چھری تھی جو وہ کئی برس تک ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی مین چلاتا رہا - پس وہی زبان کی تیزی چھری کی شکل پر متمثل ہو کر اُسکے پیٹ مین گھس گئی - جبتک آسمانپر چھری نہ چلے زمین پر ہرگز چل نہین سکتی - لوگ سمجھتے ہونگے کہ لیکھرام اب مارا گیا - لیکن مین تو اُسوقت سے مقتول سمجھتا تھا جب میرے پاس ایک فرشتہ خونی شکل مین آیا اور اُسنے پوچھا کہ "لیکھرام کہان ہے" چنانچہ یہ سب مضمون اُن پیشگوئیون مین پڑھو گے جو ذیل مین لکھی جاتی ہین -

اول (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء مین پنڈت لیکھرام کی نسبت صرف اسقدر صفحہ ۴ مین پیشگوئی ہے) کہ لیکھرام صاحب پشاوری کی قضا و قدر وغیرہ کے متعلق غالباً اس رسالہ مین بقید وقت و تاریخ کچھ تحریر ہو گا - اگر کسی صاحب پر کوئی ایسی پیشگوئی شاق گذرے تو وہ مجاز ہین

کہ یکم مارچ ۱۸۹۳ء سے یا اُس تاریخ سے جو کسی اخبار مین پہلی دفعہ یہ مضمون شائع ہو ٹھیک ٹھیک دو ہفتہ کے اندر اپنی دستخطی تحریر سے مجھکو اطلاع دین تا وہ پیشگوئی جسکے ظہور سے وہ ڈرتے ہین اندراج رسالہ سے علیحدہ رکھی جائے اور موجب دل آزاری سمجھکر کسیکو اُسپر مطلع نہ کیا جائے۔ اور کسیکو اُسکے وقت ظہور سے خبر نہ دیجائے۔ پھر بعد اسکے پنڈت لیکھرام کا کارڈ پہونچا کہ مین اجازت دیتا ہون کہ میری موت کی نسبت پیشگوئی کیجائے مگر میعاد مقرر ہونی چاہیے۔ پھر بعد اس کے مفصلہ ذیل الہامات ہوئے۔

دُوم - الہام مندرجہ رسالہ کرامات الصادقین مطبوعہ صفر ۱۳۱۱ ہجری

وَعدنی ربّی واستجاب دُعائی فی رجل مُفسدٍ عدوّ اللّٰہ وَرسُولہ المسمّی لیکھرام الفشاوری واخبرنی انہ من الھالکین - انہ کان یسبّ نبی اللّٰہ ویتکلّم فی شانہ بکلمات خبیثۃ - فدعوت علیہ - فبشرنی ربّی بموتہ فی ستۃ سنۃ انّ فی ذالک لاٰیۃ للطّالبین - یعنی خدا تعالیٰ نے ایک دشمن اللہ اور رسول کے بارہ مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیان نکالتا ہی اور ناپاک کلمے زبان پر لاتا ہی جس کا نام لیکھرام ہی مجھے وعدہ دیا اور میری دُعا سُنی اور جب مینے اُسپر بددُعا کی تو خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ چھہ سال کے اندر ہلاک ہوجائگا - یہ اُنکے لئے نشان ہی جو سچے مذہب کو ڈھونڈھتے ہین -

سُوم - الہام مندرجہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء ملحقہ کتاب آئینہ کمالات اسلام۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عجب نوریست در جان محمد | عجب لعلے ست در کان محمد
ز ظلمتہا دلے آنگہ شود صاف | کہ گردد از محبان محمد
عجب دارم دل آن ناکسان را | کہ رو تابند از خوان محمد
ندانم ہیچ نفسے در دو عالم | کہ دارد شوکت و شان محمد
خدا زان سینہ بیزار است صد بار | کہ ہست از کینہ داران محمد
خدا خود سوزد آن کرم دنی را | کہ باشد از عدوان محمد
اگر خواہی نجات از مستی نفس | بیا در ذیل مستان محمد
اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت | بشو از دل ثنا خوان محمد
اگر خواہی دلیلے عاشقش باش | محمد ہست برہان محمد
سرے دارم فدائے خاک احمد | دلم ہر وقت قربان محمد

بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم — نثار روئے تابان محمدؐ
دریں رہ گر کشندم ور بسوزند — نتابم رو ز ایوان محمدؐ
بکار دین نترسم از جہانے — کہ دارم رنگ ایمان محمدؐ
بسے سہل است از دنیا بریدن — بیاد حسن و احسان محمدؐ
فدا شد در رہش ہر ذرّہ من — کہ دیدم حسن پنہان محمدؐ
دگر استاد را نامے ندانم — کہ خواندم در دبستان محمدؐ
بدیگر دلبرے کارے ندارم — کہ ہستم کشتۂ آن محمدؐ
مرا آں گوشۂ چشمے بباید — نخواہم جز گلستان محمدؐ
دل زارم بہ پہلویم مجوئید — کہ بستیمش بدامان محمدؐ
من آں خوش مرغ از مرغان قدسم — کہ دارد جا بہ بستان محمدؐ
تو جان ما منور کردی از عشق — فدایت جانم اے جان محمدؐ
دریغا گر دہم صد جان دریں راہ — نباشد نیز شایان محمدؐ
چہ ہیبت ہا بدادند این جوان را — کہ ناید کس بمیدان محمدؐ
الا اے دشمن نادان و بیراہ — بترس از تیغ بُرّان محمدؐ
رہ مولیٰ کہ گم کردند مردم — بجو در آل و اعوان محمدؐ
الا اے منکر از شان محمدؐ — ہم از نور نمایان محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشان است — بیا بنگر ز غلمان محمدؐ



لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک پیشگوئی

واضح ہو کہ اس عاجز نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں جو اس کتاب کے ساتھ شامل کیا گیا تھا اندرمن مرادآبادی اور لیکھرام پشاوری کو اس بات کی دعوت کی تھی کہ اگر وہ خواہشمند ہوں تو انکی قضاء و قدر کی نسبت بعض پیشگوئیاں شائع کی جائیں۔ سو اس اشتہار کے بعد اندرمن نے تو اعراض کیا اور کچھ عرصہ کے بعد فوت ہو گیا۔ لیکن لیکھرام نے بڑی دلیری سے ایک کارڈ اس عاجز کی طرف روانہ کیا کہ میری نسبت جو پیشگوئی چاہو شائع کرو میری طرف سے اجازت ہے۔ سو اسکی نسبت جب توجہ کی گئی تو اللہ جلّ شانہٗ کی طرف سے یہ الہام ہوا

عِجْلٌ جَسَدٌ لَّهٗ خُوَارٌ لَهٗ نَصَبٌ وَّعَذَابٌ

یعنی یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہے جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے۔ اور اسکے لئے

ان گستاخیون اور بدزبانیون کے عوض مین سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے جو ضرور اسکو ملیگا اور اسکے بعد آج جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء روز دوشنبہ ہے اس عذاب کا وقت معلوم کرنیکے لئے توجہ کیگئی تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آجکی تاریخ سے جو بیس فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیونکی سزا مین یعنی اُن بے ادبیونکی سزا مین جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین کی ہین عذاب شدید مین مبتلا ہوجائیگا۔ سو اب مین اس پیشگوئی کو شایع کر کے تمام مسلمانون اور آریون اور عیسائیون اور دیگر فرقون پر ظاہر کرتا ہون کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ مین آجکی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفون سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ مین خدا تعالیٰ کی طرف سے نہین اور نہ اسکی روح سے میرا یہ نطق ہے۔ اور اگر مین اس پیشگوئی مین کاذب نکلا تو ہر یک سزا کے بھگتنے کیلئے مین طیار ہون۔ اور اس بات پر راضی ہون کہ مجھے گلے مین رسہ ڈالکر کسی سولی پر کھینچا جائے اور باوجود میرے اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیشگوئی مین جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیون سے بڑھکر رسوائی ہے۔ زیادہ اس سے کیا لکھون۔

واضح رہے کہ اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت بے ادبیان کی ہین جنکے تصور سے بھی بدن کانپتا ہے۔ اسکی کتابین عجیب طور کی تحقیر اور توہین اور دشنام دہی سے بھری ہوئی ہین کون مسلمان ہے جو اُن کتابون کو سُنے اور اُسکا دل اور جگر ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو۔ با این ہمہ شوخی و خیرگی یہ شخص سخت جاہل ہے عربی سے ذرہ مس نہین۔ بلکہ دقیق اردو لکھنے کا بھی مادہ نہین۔ اور یہ پیشگوئی اتفاقی نہین بلکہ اس عاجز نے خاص اسی مطلب کے لئے دُعا کی جس کا یہ جواب ملا۔ اور یہ پیشگوئی مسلمانون کیلئے بھی نشان ہے کاش وہ حقیقت کو سمجھتے اور اُنکے دل نرم ہوتے۔ اب مین اُسی خدائے عزوجل کے نام پر ختم کرتا ہون جسکے نام سے شروع کیا تھا۔ والحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد ن المصطفٰے افضل الرسل وخیر الورٰی سیدنا وسید کل ما فی الارض والسما۔ خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ (۲۰ فروری ۱۸۹۳ء)

✤ اب آریون کو چاہیئے کہ سب ملکر دعا کرین کہ یہ عذاب اُنکے اس وکیل سے ٹلجائے۔

چہارم جواب اعتراض مندرجہ ٹائٹل پیج برکات الدعا معہ خبر مندرجہ حاشیہ صفحہ ۲ ٹائٹل پیج

نمونہ دعائے مستجاب

انیس ہند میرٹھ اور ہماری پیشگوئی پر اعتراض

اس اخبار کا پرچہ مطبوعہ ۲۵ مارچ ۱۸۹۳ء جس میں میری اُس پیشگوئی کی نسبت جو لیکھرام پشاوری کے بارہ میں میں نے شائع کی تھی کچھ نکتہ چینی ہے مجھکو ملا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض اور اخباروں پر بھی یہ کلمۃ الحق شاق گذرا ہے۔ اور حقیقت میں میرے لئے خوشی کا مقام ہے کہ یوں خود مخالفوں کے ہاتھوں اسکی شہرت اور اشاعت ہو رہی ہے۔ سو میں اسوقت اس نکتہ چینی کے جواب میں صرف اس قدر لکھنا کافی سمجھتا ہوں کہ جس طور اور طریق سے خدا تعالیٰ نے چاہا اسی طور سے کیا میرا اسمیں دخل نہیں۔ ہاں یہ سوال کہ ایسی پیشگوئی مفید نہیں ہوگی اور اس میں شبہات باقی رہجاینگے اس اعتراض کی نسبت میں خوب سمجھتا ہوں کہ یہ پیش از وقت ہے۔ میں اس بات کا خود اقراری ہوں اور اب پھر اقرار کرتا ہوں کہ اگر جیسا کہ معترضوں نے خیال فرمایا ہے پیشگوئی کا ماحصل آخر کار یہی نکلا کہ کوئی معمولی تپ آیا یا معمولی طور پر کوئی درد ہوا یا ہیضہ ہوا اور پھر اصلی حالت صحت کی قائم ہوگئی تو وہ پیشگوئی متصور نہیں ہوگی اور بلاشبہ ایک مکر اور فریب ہوگا۔ کیونکہ ایسی بیماریوں سے تو کوئی بھی خالی نہیں۔ ہم سب کبھی نہ کبھی بیمار ہو جاتے ہیں۔ پس اس صورت میں میں بلاشبہ اُس سزا کے لائق ٹھہروں گا جس کا ذکر میں نے کیا ہے۔ لیکن اگر پیشگوئی کا ظہور اس طور سے ہوا کہ جس میں قہر الٰہی کے نشان صاف صاف اور کھلے طور پر دکھائی دیں تو پھر سمجھو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ پیشگوئی کی ذاتی عظمت اور ہیبت دنوں اور وقتوں کے مقرر کرنے کی محتاج نہیں۔ اس بارہ میں تو زمانہ نزول عذاب کی ایک حد مقرر کر دینا کافی ہے۔ پھر اگر پیشگوئی فی الواقعہ ایک عظیم الشان ہیبت کیساتھ ظہور پذیر ہو تو وہ خود دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اور یہ سارے خیالات اور یہ تمام نکتہ چینیاں جو پیش از وقت دلوں میں پیدا ہوتی ہیں ایسی معدوم ہو جاتی ہیں کہ منصف مزاج اہل الرائے ایک انفعال کیساتھ اپنی رایوں سے رجوع کرتے ہیں ماسوا

اسکے یہ عاجز بھی تو قانون قدرت کے تحت مین ہی۔ اگر میری طرف سے بنیاد اس پیشگوئی کی صرف اسیقدر ہے کہ مینے صرف یاوہ گوئی کیطور پر چند احتمالی بیماریونکو ذہن مین رکھکر اور اٹکل سے کام لیکر یہ پیشگوئی شائع کی ہے تو جس شخص کی نسبت یہ پیشگوئی ہے وہ بھی تو ایسا کر سکتا ہی۔ کہ انھین اٹکلونکی بنیاد پر میری نسبت کوئی پیشگوئی کردے۔ بلکہ مین راضی ہون کہ بجائے چھ برس کے جو مینے اُسکے حق مین میعاد مقرر کی ہے وہ میرے لئے دس برس لکھدے۔ لیکھرام کی عمر اسوقت شاید زیادہ سے زیادہ تیس برس کی ہوگی اور وہ ایک جوان قوی ہیکل عمدہ صحت کا آدمی ہے۔ اور اس عاجز کی عمر اسوقت پچاس برس سے کچھ زیادہ ہے اور ضعیف اور دائم المرض اور طرح طرح کے عوارض مین مبتلا ہے۔ پھر باوجود اسکے مقابلہ مین خود معلوم ہوجائیگا کہ کونسی بات انسان کی طرف سے ہی اور کونسی بات خدا تعالی کیطرف سے۔

اور معترض کا یہ کہنا کہ ایسی پیشگوئیون کا اب زمانہ نہین ہے ایک معمولی فقرہ ہے جو اکثر لوگ مونہہ سے بولدیا کرتے ہین۔ میری دانست مین تو مضبوط اور کامل صداقتونکے قبول کرنیکے لئے یہ ایک ایسا زمانہ ہی کہ شاید اسکی نظیر پہلے زمانون مین کوئی بھی ملنسکے۔ ہان اس زمانہ سے کوئی فریب اور مکر مخفی نہین رہ سکتا۔ مگر یہ تو راستبازون کے لئے اور بھی خوشی کا مقام ہے کیونکہ جو شخص فریب اور سچ مین فرق کرنا جانتا ہے وہی سچائی کی دلسے عزت کرتا ہے اور بخوشی اور دوڑ کر سچائی کو قبول کرلیتا ہے۔ اور سچائی مین کچھ ایسی کشش ہوتی ہے کہ وہ آپ قبول کرا لیتی ہے۔ ظاہر ہے کہ زمانہ صدہا ایسی نئی باتونکو قبول کرتا جاتا ہے جو لوگون کے باپ دادون نے قبول نہین کی تھین۔ اگر زمانہ صداقتون کا پیاسا نہین تو پھر کیون ایک عظیم الشان انقلاب اسمین شروع ہے۔ زمانہ بیشک حقیقی صداقتون کا دوست ہی نہ دشمن۔ اور یہ کہنا کہ زمانہ عقلمند ہی اور سیدھے سادھے لوگون کا وقت گذر گیا ہی۔ یہ دوسرے لفظون مین زمانہ کی مذمت ہی۔ گویا یہ زمانہ ایک ایسا بدزمانہ ہے کہ سچائیکو واقعی طور پر سچائی پاکر پھر اُسکو قبول نہین کرتا۔ لیکن مین ہرگز قبول نہین کرونگا کہ فی الواقع ایسا ہی ہے۔ کیونکہ مین دیکھتا ہون کہ زیادہ تر میری طرف رجوع کرنیوالے اور مجھسے فائدہ اٹھانیوالے

وہی لوگ ہین جو نوتعلیم یافتہ ہین جو بعض انمین سے بی اے اور ایم اے تک پہونچے ہوے ہین اور مین یہ بھی دیکھتا ہون کہ یہ نوتعلیم یافتہ لوگون کا گروہ صد اقتنو کو بڑے شوق سے قبول کرتا جاتا ہے۔ اور صرف اسیقدر نہین بلکہ ایک تو مسلم اور تعلیم یافتہ یورشین انگریزون کا گروہ جنکی سکونت مدراس کے احاطہ مین ہے ہماری جماعت مین شامل اور تمام صداقتنو پر یقین رکھتے ہین۔

اب مین خیال کرتا ہون کہ مینے وہ تمام باتین لکھدی ہین جو ایک خدا ترس آدمی کے سمجھنے کیلئے کافی ہین۔ آریون کا اختیار ہے کہ میرے اس مضمون پر بھی اپنی طرف سے جسطرح چاہین حاشیے چڑھاوین مجھے اسبات پر کچھ بھی نظر نہین کیونکہ مین جانتا ہون کہ اسوقت اس پیشگوئی کی تعریف کرنا یا مذمت کرنا دونون برابر ہین۔ اگر یہ خدا تعالی کیطرف سے ہے اور مین خوب جانتا ہون کہ اسی کیطرف سے ہے تو ضرور ہیبت ناک نشان کیساتھ اسکا وقوعہ ہوگا اور دلونکو ہلا دیگا۔ اور اگر اسکی طرف سے نہین تو پھر میری ذلت ظاہر ہوگی اور اگر مین اسوقت رکیک تاویلین کرونگا تو یہ اور بھی ذلت کا موجب ہوگا۔ وہ ہستی قدیم اور وہ پاک و قدوس جو تمام اختیارات اپنے ہاتھ مین رکھتا ہے وہ کاذب کو کبھی عزت نہین دیتا۔ یہ بالکل غلط بات ہے کہ لیکھرام سے مجھکو کوئی ذاتی عداوت ہے مجھکو ذاتی طور پر کسی سے بھی عداوت نہین بلکہ اس شخص نے سچائی سے دشمنی کی اور ایک ایسے کامل اور مقدس کو جو تمام سچائیون کا چشمہ تھا توہین سے یاد کیا۔ اسلئے خدا تعالے نے چاہا کہ اپنے ایک پیارے کی دنیا مین عزت ظاہر کرے۔ والسلام علی من اتبع الہدے۔

لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک اور خبر (منجملہ حاشیہ ٹائٹل پیج برکات الدعا)

آج جو ۲ اپریل ۱۸۹۳ء مطابق ۱۴ ماہ رمضان ۱۳۱۰ھ ہے صبح کیوقت تھوڑی سی غنودگی کیحالت مین مینے دیکھا کہ مین ایک وسیع مکان مین بیٹھا ہوا ہون اور چند دوست بھی میرے پاس موجود ہین۔ اتنے مین ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اسکے چہرہ پر سے خون ٹپکتا ہے میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ مینے نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک نئی خلقت اور شمائل کا شخص ہے گویا انسان نہین ملائک شداد غلاظ مین سے ہے۔ اور اسکی ہیبت دلون پر طاری تھی اور مین اسکو دیکھتا ہی تھا کہ اسنے مجھسے پوچھا کہ ”لیکھرام کہان ہے“ اور ایک اور شخص کا نام لیا کہ وہ کہان ہے۔ تب مینے اسوقت سمجھا کہ یہ شخص لیکھرام اور اس دوسرے شخص کی سزا دہی کیلئے مامور کیا گیا ہے مگر مجھے معلوم نہین رہا کہ وہ دوسرا شخص کون ہے۔ ہان یہ یقینی طور پر یاد رہا ہے کہ وہ دوسرا شخص انھین چند آدمیون مین سے تھا جنکی نسبت مین اشتہار دیچکا ہون اور یہ یکشنبہ کا دن اور ۴ بجے صبح کا وقت تھا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

لیکھرام کی نسبت آریوں کے خیالات اُسکے قتل کئے جانے کے بعد

اخبار عام مطبوعہ چہارشنبہ ۱۰ مارچ ۱۸۹۷ء مین میری نسبت اشارہ کر کے یہ لکھا ہے کہ ایک عیسائی ڈپٹی صاحب کی نسبت پیشگوئی فوت ہونے کی درعرصہ ایکسال مشتہر کیگئی تھی اور اخبارون مین اسکی چرچا تھی۔ اور خدانخواستہ اُن ایام مین اگر ڈپٹی صاحب کے ساتھ ایسا واقعہ ہوجاتا (یعنی قتل کا واقعہ) جس کا خمیازہ لیکھرام صاحب کو بھگتنا پڑا ہے تب اور صورت تھی" اب ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ ایڈیٹر صاحب کی اس تقریر کا کیا مطلب ہے۔ بس یہی مطلب ہے کہ اگر ڈپٹی آتھم صاحب قتل ہوجاتے تو ایڈیٹر صاحب کے خیال مین گورنمنٹ کو پیشگوئی کرنیوالے کی نسبت فی الفور توجہ پیدا ہوتی اور وہ تفتیش ہوتی جو اب نہین ہے۔ غالباً اس تقریر سے ایڈیٹر صاحب کی کوئی نیت نیک ہوگی۔ مگر چونکہ وہ ایک سطحی خیال اور خلاف واقعہ سمجھ کا ایک داغ ساتھ رکھتی ہے اسلئے افسوس کی جگہ ہے۔ ایڈیٹر صاحب کی تقریر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہین ہوئی۔ لیکن ہم مختصر طور پر یاد دلاتے ہین کہ وہ پیشگوئی بڑی صفائی سے پوری ہوئی۔ آتھم صاحب میرے ایک پورانے ملاقاتی تھے۔ انھون نے ایکمرتبہ زبانی اور ایک خاص رقعہ کے ذریعہ سے بھی الحاح کیا تھا کہ اگر میری نسبت کوئی پیشگوئی ہو اور وہ سچی نکلی تو مین کسی قدر اپنی اصلاح کرون گا۔ سو خدا نے اُنکی نسبت یہ پیشگوئی ظاہر کی کہ وہ پندرہ مہینے کے عرصہ مین ہاویہ مین گرینگے مگر اس شرط سے کہ اس عرصہ مین حق کی طرف انھون نے رجوع نہ کیا ہو۔ پس چونکہ خدا کی پیشگوئی مین ایک شرط تھی اور آتھم صاحب خوفناک ہوکر اس شرط کے پابند ہوگئے تھے پس ضرور تھا کہ وہ اُس شرط سے فائدہ اُٹھاتے۔ کیونکہ ممکن نہین کہ خدا کی شرط پر کوئی عمل کرکے پھر اس سے نفع نہ اُٹھائے۔ لہذا شرط کی تاثیر سے اُنکی موت مین کسی قدر تاخیر ہوگئی۔ اگر کہو کہ اس کا کیا ثبوت ہے کہ دل مین اُنھون نے اسلام کی طرف رجوع کر لیا تھا یا اُنپر اسلامی پیشگوئی کا خوف غالب آگیا تھا تو جواب اس کا یہ ہے کہ جب خدا نے مجھے اطلاع دی کہ آتھم نے شرط سے فائدہ اُٹھایا ہے اور اسکی موت مین ہمنے کچھ تاخیر ڈالدی تو مینے آتھم صاحب کو چار ہزار روپیہ کے انعام پر قسم کھانیکے لئے بلایا کہ اگر درپردہ اسلام کی طرف رجوع نہین کیا یا اسلامی ہیبت اُنکے دل پر طاری نہین ہوئی تو چاہیئے

میں ان میں آکر قسم کھائیں۔ یا اگر قسم نہیں تو نالش کرکے اپنے اس خوف کے وجوہ کو جن کا انکو اقرار ہے بپایہ اثبات پہونچاویں۔ مگر انھوں نے نہ قسم کھائی نہ نالش کی باوجودیکہ انکو صاف اقرار تھا کہ میں میعاد پیشگوئی کے اندر ڈرتا رہا۔ مگر اسلامی ہیبت سے نہیں بلکہ تعلیم یافتہ سانپ اور حملوں وغیرہ سے اور چونکہ وہ خوف کو چھپا نہ سکے اسلئے یہ بہانے بنائے اور ثبوت کچھ نہ دیا اور اسی وجہ سے انکو قسم کی طرف بلایا گیا تھا۔ تا اگر وہ سچے ہیں تو قسم کھالیں۔ مگر باوجود چار ہزار روپیہ نقد دینے کے قسم نہ کھائی۔ نہ نالش سے اپنے ان بہتانوں کو ثابت کیا۔ یہانتک کہ قبر میں داخل ہوگئے میرے الہام میں یہ بھی تھا کہ اگر آتھم سچی گواہی نہیں دیگا اور نہ قسم کھائیگا تب بھی **اصرار کے بعد جلد مرے گا**۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آتھم صاحب میرے آخری اشتہار سے **سات مہینے** کے اندر مر گئے۔ اور عجیب تر یہ کہ اُنکے اس تمام قصہ کی بارہ برس قبل از وقوع براہین احمدیہ کے الہامات میں خبر موجود ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۴۱ براہین احمدیہ۔ پھر ایسی صاف اور روشن پیشگوئی کی نسبت یہ گمان کرنا کہ وہ پوری نہیں ہوئی کسقدر انصاف کا خون کرنا ہے۔ کیا آتھم صاحب کی اس پیشگوئی میں کوئی شرط نہیں تھی؟ اور اگر تھی تو کیا آتھم صاحب نے اپنے اقوال اور افعال سے **اُس شرط** کا پورا ہونا ثابت نہیں کیا؟ کیا آتھم صاحب میرے اس الزام کو قبر میں ساتھ نہیں لیگئے کہ انھوں نے خوف کا اقرار کرکے پھر یہ ثابت کرکے نہ دکھلایا کہ وہ خوف کسی تعلیم یافتہ سانپ وغیرہ حملوں کی وجہ سے تھا نہ اسلامی پیشگوئی کے رُعب کی وجہ سے۔ وہ ہمیشہ مباحثات کرتے تھے مگر پیشگوئی کے بعد ایسے چپ ہوئے کہ چپ ہونیکی حالت میں ہی گذر گئے۔

پس پیشگوئی تین طور سے پوری ہوئی **اول** اپنی شرط کی رو سے کہ شرط پر عمل کرنے سے اُس کا فائدہ آتھم کو دیا گیا۔ **دوم** اخفاء شہادت کے بعد جو وعدہ موت تھا اس وعدہ کے رو سے۔ **سوم** براہین احمدیہ کے اس الہام کے رو سے جو اس واقعہ سے بارہ برس پہلے ہو چکا تھا۔ اب سوچو کہ اس سے بڑھکر اگر کسی پیشگوئی میں صفائی ہوگی تو اور کیا ہوگی۔ اگر کوئی سچائی کو چھوڑ کر باتیں بناوے تو ہم اس کا مونہہ بند نہیں کر سکتے۔ لیکن آتھم کی نسبت جو الہام کے الفاظ ہیں وہ ایسے صاف ہیں کہ ایک حق کے طالب کو بجز انکے ماننے کے کچھ بن نہیں پڑتا۔ اور براہین احمدیہ کا الہام جو آتھم صاحب کی نسبت ہے جو بارہ برس پہلے اس پیشگوئی سے تقریباً تمام اسلامی دنیا میں شائع ہو چکا ہے اسپر غور کرنیوالے تو سجدہ میں گرینگے

کہ کیسا عالم الغیب خدا ہے جسنے پہلے سے ان تمام آیندہ واقعات اور جھگڑونکی خبر دیدی۔
چونکہ اکثر اہل دنیا کو آجکل اُس برتر ہستی پر ایمان نہیں ہے اسلیئے اُنکے خیالات نسبتہً اسکے کہ نیک ظنی کی طرف جائیں بدظنی کیطرف زیادہ جاتے ہیں۔ یہ بالکل غلطی ہے اگر گورنمنٹ نے لیکھرام کے مقدمہ مین سُستی کی ہے اور آتھم کے مقدمہ مین اگر وہ قتل ہوجاتا تو سُستی نکرتی ہم کہتے ہین کہ بیشک یہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ ہندو اور مسلمانون کو دونون آنکھونکی طرح برابر دیکھے۔ کسی کی رعایت نکرے جیسا کہ فی الواقعہ یہ عادل گورنمنٹ ایسا ہی کر رہی ہے۔ لیکن مین پوچھتا ہون کہ کیا کوئی گورنمنٹ خدا سے بھی لڑسکتی ہے۔ بیشک گورنمنٹ کا فرض ہے کہ کسی نابکار خونی کو پکڑے اُسکو پھانسی دے اور بدتر سے بدتر سزا کیساتھ اسکو تنبیہ کرے تا دوسرے عبرت پکڑین اور ملک مین امن قائم رہے۔ اگر آتھم قتل ہوجاتا تو بیشک وہ شخص پھانسی ملتا جو آتھم کا قاتل ہوتا۔ اسیطرح جب ثابت ہوگا کہ لیکھرام کا فلان شخص قاتل ہے اور وہ گرفتار ہوگا تو ایسا ہی وہ بھی پھانسی ملے گا۔ گورنمنٹ کا اسمین کیا قصور ہے؟ اور کونسی سُستی ہے کس قاتل کو آریہ صاحب کس ثبوت کیساتھ گرفتار کرانا چاہتے ہین جسکے پکڑنے مین گورنمنٹ متامل ہے؟ لیکن گورنمنٹ خدا کی پیشگوئیون مین دخل نہین دیسکتی۔ جسقدر گورنمنٹ اسکی طرف توجہ کریگی اُسیقدر ان پیشگوئیونکو آسمانی اور بے لوث اور پاک پائیگی۔ آخر یہ گورنمنٹ اہل کتاب ہے اور اُس خدا سے منکر نہین ہے جو پوشیدہ بھیدونکو جانتا ہے۔ اور آنیوالے زمانہ کی ایسے طور سے خبر دیسکتا ہے کہ گویا وہ موجود ہے۔ کیا چھ سال کی میعاد بیان کرنا اور عید کے دوسرے دن کا پتہ دینا اور صورت موت بیان کر دینا یہ خدا سے ہونا محال ہے؟ اگر خدا سے محال ہے تو ان قیدون کیساتھ انسان کی اپنی پیشگوئی کیونکر ممکن ہے۔ کیا دور دراز عرصہ سے ایسی صحیح خبرین دینا انسان کا کام ہے؟ اگر ہے تو اسکی دُنیا مین کوئی نظیر پیش کرو۔ گورنمنٹ کو یہ فخر ہونا چاہیے کہ اس ملک مین اور اُسکے زمانہ بادشاہت مین خدا اپنے بعض بندون سے وہ تعلق پیدا کر رہا ہے کہ جو قصے ان اور کہانیون کیطور پر کتابون مین لکھا ہوا ہے۔ اس ملک پر یہ رحمت ہے کہ آسمان زمین سے نزدیک ہوگیا ہے۔ ورنہ دوسرے ملکون مین اسکی نظیر نہین!

یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ مختلف مقامات پنجاب سے کئی خط میرے پاس پہونچے ہین جنمین بعض آریہ صاحبونکے جوشون اور نامناسب منصوبون کا تذکرہ ہے۔ میرے پاس وہ خط بحفاظت موجود ہین اور اسجگہ کے بعض آریہ کو بیتے وہ خط دکھلا دئیے ہین۔ چنانچہ ایک خط جو گوجرانوالہ سے

ایک معزز اور رئیس کا مجھکو پہونچا ہے۔ اس کا مضمون یہ ہے۔ کہ یہانجگہ دو دن تک جلسہ ماتم لیکھرام ہوتا رہا اور قاتل کے گرفتار کنندہ کے لئے ہزار روپیہ انعام قرار پایا ہے اور دو سو اسکے لئے جو نشان دہی کرے۔ اور خارجا سُنا گیا ہے کہ ایک خفیہ انجمن آپ کے قتل کیلئے منعقد ہوئی ہے × اور اس انجمن کے ممبر قریب شہرون کے لوگ (جیسے لاہور امرتسر بٹالہ او خاص گوجرانوالہ کے ہین) منتخب ہوئے ہین۔ اور تجویز یہ ہے کہ بیس ہزار روپیہ چندہ ہو کر کسی شریر طامع کو اس کام کیلئے مامور کرین تا وہ موقعہ پاکر قتل کر دے ✝ چنانچہ دو ہزار روپیہ تک چندہ کا بندوبست ہو بھی گیا ہے۔ باقی دوسرے شہرون اور دیہات سے وصول کیا جائیگا"۔ پھر بعد اسکے صاحب راقم لکھتے ہین کہ اگرچہ آپ حافظ حقیقی کی حمایت مین ہین تاہم رعایت اسباب ضروری ہے۔ اور میرے نزدیک ایسے وقتین شہر مسلمانون سے بھی پرہیز لازم ہے۔ کیونکہ وہ طامع اور بد باطن ہین۔ کچھ تعجب نہین کہ وہ بظاہر بیعت مین داخل ہو کر آریونکی طمع دہی سے اس کام کیلئے جرأت کرین"۔ پھر صاحب راقم لکھتے ہین کہ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس شور قتل کے سرگروہ اس شہر کے بعض وکیل اور چند عہدہ دار سرکاری اور بعض آریہ رئیس و سرگروہگان لاہور کے ہین جیسے مجھے خبر پہونچی ہے مینے عرض کر دیا واللہ اعلم"۔ اور اسی کا مصداق ایک خط پشاور سے اور کئی اور جگہ سے پہونچے ہین اور مضمون قریب قریب ہے۔ یہ سب خط محفوظ ہین۔ اور جیسا کہ بعض آریہ صاحبونکے اخبار نے ظاہر کیا ہے وہ بتلا رہا ہے کہ ایسے جوش کیوقت یہ خیالات بعید نہین ہین۔ چنانچہ ضمیمہ اخبار پنجاب سماچار لاہور مین میری نسبت یہ چند سطرین لکھی ہین۔ "ایک حضرت نے شاید اپنی مصنفہ کتاب موعود مسیحی مین یہ پیشگوئی بھی کی کہ پنڈت لیکھرام چھہ سال کے عرصہ مین عید کے دن نہایت دردناک حالت مین مرے گا۔ یہ پیشگوئی اب قریب تھی کیونکہ غالباً سنہ ۱۸۹۷ء چھٹا سال تھا اور ۵ مارچ سنہ ۱۸۹۷ء آخری عید چھٹے سال کی تہی۔ علانیہ بذریعہ تحریر و تقریر کہا کرتے تھے کہ پنڈت کو مار ڈالینگے۔ اور مزید بران یہ کہ پنڈت اس عرصہ مین اور فلان دن مین ایک دردناک حالت مین مریگا۔

✝ براہین احمدیہ کا وہ الہام یعنی یا عیسیٰ انی متوفیک جو سترہ برس سے شائع ہو چکا ہے اسکے اسوقت خوب معنے کھلے یعنی یہ الہام حضرت عیسیٰ کو اُسوقت بطور تسلی ہوا تھا جب یہود اُنکے مصلوب کرنیکے لئے کوشش کر رہے تھے۔ اور اسجگہ بجای یہود ہنود کوشش کر رہے ہین۔ اور الہام کے یہ معنے ہین کہ مین تجھے ایسی ذلیل اور لعنتی موتون سے بچاؤنگا۔ دیکھو اس واقعہ نے عیسیٰ کا نام اس عاجز پر کیسے چسپان کر دیا ہے۔ منہ

× یہی خبر اخبار پیسہ اخبار مین بھی لکھی ہے۔ منہ

کیا آریہ دھرم کے اس مخالف اور چند ایک کتب کے ایک خاص مصنف کو (یعنی اس عاجز کو) اس سازش سے کوئی تعلق نہیں ہے؟" اس اخبار والے نے اور ایسا ہی دوسروں نے اس پیشگوئی سے نتیجہ نکالا ہو کہ یہہ ایک منصوبہ تھا جو پیشگوئی کے طور پر مشہور کیا گیا۔ جیسا کہ وہ اسی اخبار کے دوسرے صفحہ مین لکھتا ہو کہ "یہ قتل کئی ایک اشخاص کی مدت کی سوچی اور سمجھی ہوئی اور پختہ سازش کا نتیجہ ہو" ہم اسبات کو خود مانتے اور قبول کرتے ہین کہ پیشگوئی کی تشریح مین بار بار تفہیم الٰہی سے یہی لکہا گیا تھا کہ وہ ہیبت ناک طور پر ظہور مین آئیگی۔ اور نیز یہ کہ لیکھرام کی موت کسی بیماری سے نہین ہوگی۔ بلکہ خدا کسی ایسے کو اسپر مسلط کریگا جسکی آنکھون سے خون ٹپکتا ہوگا۔ مگر جو پنجاب سماچار دہم مارچ ۱۸۹۷ء مین الہام کے حوالہ سے عید کا دن لکھا ہو یہ اسکی غلطی ہے۔ الہام کی عبارت یہ ہو ستعرف یوم العید والعید اقرب یعنی تو اس نشان کے دن کو جو عید کی مانند ہے پہچان لے گا۔ اور عید اس نشان کے دن سے بہت قریب ہوگی۔ یہ خدا نے خبر دی ہے کہ عید کا دن قتل کے دن کے ساتھ ملا ہوا ہوگا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ عید جمعہ کو ہوئی اور شنبہ کو جو شوال ۱۳۱۴ھ کی دوسری تاریخ تھی لیکھرام قتل ہوگیا۔

سو اس تمام پیشگوئی کا ماحصل یہہ ہے کہ یہ ایک ہیبت ناک واقعہ ہوگا جو چھ سال کے اندر وقوع مین آئے گا۔ اور وہ دن عید کے دن سے ملا ہوا ہوگا۔ یعنی دوسری شوال کی ہوگی۔

اب سوچو کیا یہ انسان کا کام ہے کہ تاریخ بتلائی گئی۔ دن بتلایا گیا۔ سبب موت بتلایا گیا۔ اور اس حادثہ کا وقوعہ ہیبت ناک طرز سے ظہور مین آنا بتلایا گیا۔ اس کا تمام نقشہ برکات الدعا کے مضمون مین کھینچکر دکھلایا گیا۔ کیا یہ کسی منصوبہ باز کا کام ہوسکتا ہے کہ چھ برس پہلے ایسے صریح نشانون کے ساتھ خبر دیدے اور وہ خبر پوری ہوجائے۔ توریت گواہی دیتی ہے کہ جھوٹے نبی کی پیشگوئی کبھی پوری نہین ہوسکتی۔ خدا اسکے مقابل پر کھڑا ہوجاتا ہے تا دنیا تباہ نہ ہو جیسا کہ لیکھرام نے بھی ایک بیہودہ چالاکی سے انہین دنون مین میری نسبت یہ اشتہار دیا تھا کہ تم تین برس کے عرصہ تک مرجاؤگے۔ پس کیون وہ کسی قاتل سے سازش نکرسکا تا اسکی بات پوری ہوتی۔

ایک اور بات سوچنے کے لائق ہے کہ یہ بدگمانی کہ اُنکے کسی مرید نے ماردیا ہوگا یہ شیطانی خیال ہے۔ ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ مریدون کا مرشد کیساتھ ایک نازک تعلق ہوتا ہے اور اعتقاد کی بنا تقویٰ اور طہارت اور نیکوکاری پر ہوتی ہے۔ لوگ جو کسی کے مرید ہوتے وہ اسی نیت سے مرید ہوتے ہین کہ وہ سمجھ لیتے ہین کہ یہ شخص باخدا ہو اسکے

دل مین کوئی فریب اور فساد کی بات نہین - پس اگر وہ ایک ایسا بدکار اور لعنتی شخص ہے کہ کسی کی موت کی جھوٹھی پیشگوئی اپنی طرفسے بناتا ہے اور پھر جب اسکی میعاد ختم ہونیپر ہوتی ہے تو کسی مرید کے آگے ہاتھ جوڑتا ہے کہ اب میری عزت رکھ لے اور اپنے گلے مین رسہ ڈال اور مجھے سچا کرکے دکھلا - اب مین منصفون سے پوچھتا ہون کہ کیا ایسے پلید اور لعنتی انسان کا یہ چال چلن دیکھکر اور یہ شیطانی منصوبہ سنکر کوئی مرید اس کا معتقد رہ سکتا ہے کیا وہ مرشد کو ایک بدکار ملعون اور فاسق فاجر خیال نہین کریگا ؟ اور کیا وہ اسکو یہ نہین کہے گا کہ اے بدکار ہمارے ایمان کو خراب کرنیوالے کیا تیری پیشگوئیونکی اصلیت یہی تھی - کیا تیرا یہ منشاء ہے کہ جھوٹھ تو تو بولے اور رسہ دوسرے کے گلے مین پڑے اور اسطرح تیری پیشگوئی پوری ہو -

جسقدر دنیا مین نبی اور مرسل گذرے ہین یا آگے مامور اور محدث ہون کوئی شخص انکے مریدون مین اسحالتمین داخل نہین ہو سکتا تہا اور نہ ہوگا جبکہ انکو مکار اور منصوبہ باز سمجھتا ہو - یہ رشتہ پیری مریدی نہایت ہی نازک رشتہ ہے - ادنی بدظنی سے اسمین فرق آجاتا ہے - مینے ایکدفعہ اپنے مریدونکی جماعت مین دیکھا کہ بعض انمین سے صرف اسوجہ سے میری نسبت شبہ مین پڑ گئے کہ مینے ایک عذر بیماری سے جسکی انھین اطلاع نہین تھی نماز کے قعدہ التحیات مین دہنے پیر کو کھڑا نہین رکھا تھا - اتنی بات مین دو آدمی باتین بنانے لگے اور شبہات مین پڑ گئے کہ یہ خلاف سنت ہے - ایکمرتبہ چائے کی پیالی بائین ہاتھ سے مینے پکڑی کیونکہ میرے دہنے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹی ہوئی اور کمزور ہے - اسی پر بعض نے نکتہ چینی کی کہ خلاف سنت ہے - اور ہمیشہ ایسا ہوتا رہتا ہے کہ بعض نو مرید ادنی ادنی باتون پر اپنی نافہمی سے ابتلا مین پڑجاتے ہین - اور ادنی ادنی خانگی امور تک نکتہ چینیان شروع کر دیتے ہین جیسا کہ حضرت موسی کو بھی اسیطرح تکلیف دیتے تھے - کیونکہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ اسکے پیرو ہر ایک انسان کے قول و فعل کو راستبازی اور تقوی کے پیمانہ سے ناپتے ہین - اور اگر اسکے مخالف پاتے ہین تو پھر فی الفور اس سے الگ ہو جاتے ہین -

سو سوچنا چاہیئے کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایسے لوگ اس بدمعاش شخص کیساتھ وفا کر سکین جس کا تمام کاروبار مکر ون اور منصوبون سے بھرا ہوا ہے اور لوگونکو ناحق کے خون کرنیکے لئے مامور

کرنا چاہتا ہے تا اُس کا ناک نہ کٹے اور پیشگوئی پوری ہو۔ کوئی انسان عمداً اپنے ایمان کو برباد کرنا نہیں چاہتا پھر اگر ایسی سازش مین بفرض محال کوئی مُرید شریک ہو تو تمام مُریدونمین یہ بات کیونکر پوشیدہ رہ سکتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ہماری جماعت مین بڑے بڑے معزز داخل ہین۔ بی اے۔ اور ایم اے اور تحصیلدار اور ڈپٹی کلکٹر اور اکسٹرا اسسٹنٹ اور بڑے بڑے تاجر۔ اور ایک جماعت علما وفضلا۔ تو کیا یہ تمام لچون اور بدمعاشون کا گروہ ہے؟ ہم باواز بلند کہتے ہین کہ ہماری جماعت نہایت نیک چلن اور مہذب اور پرہیزگار لوگ ہین۔ کہان ہے کوئی ایسا پلید اور لعنتی ہمارا مُرید جس کا یہ دعویٰ ہو کہ ہمنے اُسکو لیکھرام کے قتل کے لئے مامور کیا تھا؟ ہم ایسے مُرشد کو اور ساتھ ہی ایسے مُرید کو کتون سے بدتر اور نہایت ناپاک زندگی والا خیال کرتے ہین کہ جو اپنے گھر سے پیشگوئیان بنا کر پھر اپنے ہاتھ سے اپنے مکر سے اپنے فریب سے اُنکے پوری ہونیکے لئے کوشش کرے اور کراوے۔

پس افسوس کہ اخبار پنجاب سماچار مطبوعہ ۱۰ مارچ مین سازش کا الزام جو ہمپر لگایا ہے یہ کسقدر سچائی کا خون ہے۔ مین صاحب اخبار سے پوچھتا ہون کہ آپ لوگون مین بھی بڑے بڑے اوتار گذرے ہین۔ جیسے راجہ رامچندر صاحب۔ اور راجہ کرشن صاحب۔ کیا آپ لوگ اُنکی نسبت یہ گمان کرسکتے ہین کہ اُنھون نے پیشگوئی کر کے پھر اپنی عزت رکھنے کے لئے ایسا حیلہ کیا ہو کہ کسی اپنے چیلہ کی منت خوشامد کی ہو کہ اُسکو اپنی کوشش سے پوری کر کے میری عزت رکھ لے اور پھر اُنکے چیلے انکو اچھا آدمی سمجھتے ہون۔ ہان یہ تو ہوسکتا ہے کہ ایک بدمعاش ڈاکو کیساتھ اور چند بدمعاش جمع ہون اور ایسے کام خفیہ طور پر کرین۔ لیکن اس میرے مُریدونکے سلسلے مین جسکے ساتھ مہدی موعود اور مسیح موعود ہونیکا دعویٰ بھی بڑے زور سے ہے یہ حرامزدگی کے کام میلان نہین کھاتے ہر ایک مرید اس بلند دعویٰ کو دیکھکر نہایت اعلیٰ سے اعلیٰ پرہیزگاری کا نمونہ دیکھنا چاہتا ہے۔ پس کیونکر ممکن ہے کہ دعویٰ تو یہ ہو کہ مین وقت کا عیسیٰ ہون اور جھوٹی پیشگوئیونکو اسطرح پورا کرنا چاہے کہ مُریدون کے آگے ہاتھ جوڑے کہ مجھسے قصور ہو گیا میری پردہ پوشی کرو جاؤ آپ مرو اور کسی طرح میری پیشگوئی سچی کرو۔ کیا ایسا مُردار ایک پاک جماعت کا مالک ہوسکتا ہے؟ کہان ہے تمھارا پاک کانشنس اے مہذب آریو!؟ اور کہان ہے فطرتی زیرکی اے آریہ کے دانشمندو؟! ہمارا یہ اصول ہے کہ کل بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اُسکے گھر مین آگ لگ گئی اور یہ نہین اُٹھتا کہ تا آگ بجھانیمین مدد دے تو مین سچ سچ کہتا ہون

کہ وہ مجھسے نہیں ہے۔ اگر ایک شخص ہمارے مریدوں میں سے دیکھتا ہو کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے اور وہ اُسکے چھڑانے کے لئے مدد نہیں کرتا تو میں تمہیں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اسلام اس قوم کے بدمعاشوں کا ذمہ دار نہیں ہے۔ بعض ایک ایک روپیہ کی لالچ پر بچوں کا خون کر دیتے ہیں۔ ایسی وارداتیں اکثر نفسانی اغراض سے ہوا کرتی ہیں۔ اور پھر بالخصوص ہماری جماعت جو نیکی اور پرہیزگاری سیکھنے کیلئے میرے پاس جمع ہے وہ اسلئے میرے پاس نہیں آتے کہ ڈاکوؤں کا کام مجھسے سیکھیں اور اپنے ایمان کو برباد کریں۔ میں حلفاً کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ مجھے کسی قوم سے دشمنی نہیں۔ ہاں جہانتک ممکن ہے اُنکے عقائد کی اصلاح چاہتا ہوں۔ اور اگر کوئی گالیاں دے تو ہمارا شکوہ خدا کی جناب میں ہے نہ کسی اور عدالت میں۔ اور با این ہمہ نوع انسان کی ہمدردی ہمارا حق ہے۔ ہم اسوقت کیونکر اور کن الفاظ سے آریہ صاحبوں کے دلوں کو تسلی دیں کہ بدمعاشی کی چالیں ہمارا طریق نہیں ہیں۔ ایک انسان کی جان جانے سے تو ہم دردمند ہیں اور خدا کی ایک پیشگوئی پوری ہونے سے ہم خوش بھی ہیں۔ کیوں خوش ہیں؟ صرف قوموں کی بھلائی کے لئے۔ کاش وہ سوچیں اور سمجھیں کہ اس اعلیٰ درجہ کی صفائی کے ساتھ کئی برس پہلے خبر دینا یہ انسان کا کام نہیں ہے۔ ہمارے دل کی اسوقت عجیب حالت ہے۔ درد بھی ہے اور خوشی بھی۔ درد اسلئے کہ اگر لیکھرام رجوع کرتا زیادہ نہیں تو اتنا ہی کرتا کہ وہ بدزبانیوں سے باز آجاتا تو مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اُسکے لئے دعا کرتا۔ اور میں امید رکھتا تھا کہ اگر وہ ٹکڑے ٹکڑے بھی کیا جاتا تب بھی زندہ ہو جاتا۔ وہ خدا جسکو میں جانتا ہوں اُس سے کوئی بات ان ہونی نہیں۔ اور خوشی اسبات کی ہے کہ پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہوئی آتھم کی پیشگوئی پر بھی اس نے دوبارہ روشنی ڈالدی۔ کاش اب لوگ سوچیں اور سمجھیں اور قوموں کے درمیان سے بغض اور کینہ دور ہو جائیں کیونکہ عداوت اور دشمنی کی زندگی مرنے کے قریب ہے۔

اور اگر اب بھی کسی شک کرنیوالے کا شک دور نہیں ہو سکتا۔ اور مجھے اس قتل کی سازش میں شریک سمجھتا ہے جیسا کہ ہندو اخباروں نے ظاہر کیا ہے تو میں ایک نیک صلاح دیتا ہوں کہ جس سے سارا قصہ فیصلہ ہو جائے اور وہ یہ ہے کہ **ایسا شخص** میرے سامنے **قسم** کھاوے جس کے الفاظ یہ ہوں کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شخص سازش قتل میں شریک یا اسکے حکم سے واقعہ قتل ہوا ہے۔ پس اگر یہ صحیح نہیں ہے تو اے قادر خدا **ایک برس** کے اندر مجھپر وہ عذاب نازل کر جو ہیبت ناک عذاب ہو۔ مگر کسی انسان کے ہاتھوں سے نہ ہو۔ اور نہ انسان کے منصوبوں کا اس میں کچھ دخل

متصور ہو سکے۔ **پس اگر یہ شخص** ایک برس تک میری بد دعا سے بچ گیا تو میں مجرم ہوں اور اس سزا کے لائق کہ ایک قاتل کے لئے ہونی چاہیئے۔ اب اگر کوئی بہادر کلیجہ **والا** آریہ ہے جو اس طور سے تمام دنیا کو شبہات سے چھڑا دے تو اس طریق کو اختیار کرے۔ یہ طریق نہایت سادہ اور راستی کا فیصلہ ہے۔ شاید اس طریق سے ہمارے مخالف مولویوں کو بھی فائدہ پہونچے۔ میں نے سچے دل سے یہ لکھا ہے۔ مگر یاد رہے کہ ایسی آزمایش کرنیوالا خود قادیان میں آوے اس کا کرایہ میرے ذمہ ہوگا۔ جانبین کی تحریرات چھپ جائینگی۔ اگر خدا نے اسکو ایسے عذاب سے **ہلاک** کیا جسمیں انسان کے ہاتھوں کی آمیزش نہ ہو تو میں کاذب ٹھہرونگا۔ **اور تمام دنیا گواہ** رہے کہ اس صورت میں اُسی سزا کے لائق ٹھہرونگا جو مجرم قتل کو دیجاتی ہے۔ یہ اسجگہ سے دوسرے مقام نہیں جاسکتا۔ مقابلہ کرنیوالیکو آپ آنا چاہیئے۔ مگر مقابلہ کرنیوالا ایک ایسا شخص ہو جو دل کا بہت بہادر اور جوان اور مضبوط ہو۔ اب بعد اسکے سخت بیحیائی ہوگی کہ کوئی غائبانہ میرے پر ایسے ناپاک شبہات کرے۔ میں نے طریق فیصلہ آگے رکھدیا ہے۔ اگر میں اسکے بعد رو گردان ہو جاؤں تو مجھ پر خدا کی لعنت اور اگر کوئی اعتراض کرنیوالا بہتان سے باز نہ آوے اور اس طریق فیصلہ سے طالب تحقیق نہ ہو تو اسپر لعنت۔ اے شتاب کار لوگو جیسا کہ تمہارا گمان ہے مجھے کسی قوم سے عداوت نہیں۔ ہر یک نوع انسان سے ہمدردی ہے اور جہانتک میرے بدن میں طاقت ہے اس ہمدردی کے لئے مشغول ہوں۔ اور میں جیسا کہ قوموں کا ہمدرد ہوں ایسا ہی گورنمنٹ انگلشیہ کا شکر گذار اور سچے دل سے اس کا خیر خواہ ہوں اور مفسدہ پردازوں سے بیدل بیزار ہوں۔ ایک اور نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ پنڈت لیکھرام کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی تھی اسکے وقوع سے

سترہ برس پہلے براہین احمدیہ میں اس پیشگوئی کی خبر دیگئی ہے جیسا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں یہ الہام ہے لَنْ تَرْضٰی عَنْکَ الْیَھُوْدُ وَلَا النَّصَارٰی۔ وَخَرَقُوْا لَہٗ بَنِیْنَ وَبَنَاتٍ بِغَیْرِ عِلْمٍ۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ۔ اَلْفِتْنَۃُ ٭ ھٰھُنَا فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ

٭ حاشیہ۔ براہین احمدیہ میں تین فتنوں کا ذکر ہے۔ اول بڑا فتنہ عیسائی پادریوں کا جنھوں نے مکاری سے تمام جہان میں شور مچادیا کہ آتھم کی پیشگوئی جھوٹی نکلی اور یہودی صفت مولویوں اور انکے ہم مشرب مسلمانوں کو ساتھ ملا لیا دیکھو صفحہ ۲۴۱۔ دوسرا فتنہ جو دوسرے درجہ پر ہے محمد حسین بٹالوی کا فتنہ ہے جس فتنہ کی نسبت براہین کے صفحہ ۵۱۰ میں یہ لکھا ہے۔ وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْ کَفَّرَ اَوْقِدْ لِیْ یَا ھَامَانُ لَعَلِّیْ اَطَّلِعُ اِلٰی

اولوا العزم - قل ربّ ادخلنی مدخل صدق ولا تیئس من روح الله الا ان روح الله قریب - الا ان نصر الله قریب - یاتیک من کل فج عمیق - یاتون من کل فج عمیق - ینصرک الله من عنده - ینصرک رجال نوحی الیهم من السماء - لا مبدل لکلمات الله - انا فتحنا لک فتحًا مبینا - یعنی پادری لوگ اور یہودی صفت مسلمان تجھسے راضی نہین ہونگے - اور خدا کے بیٹے اور بیٹیان انھون نے بنا رکھی ہین - انکو کہدے کہ خدا وہی ہے جو ایک ہی اور بے نیاز ہے نہ اس کا کوئی بیٹا اور نہ وہ کسی کا باپ اور نہ کوئی اس کا ہم کفو اور یہ لوگ مکر کرینگے (یہ آتھم کی ظہور پیشگوئی کیطرف اشارہ ہے) اور خدا بھی مکر کریگا کہ ان کو ذرہ مہلت دیگا تا اپنے جھوٹھے خیالات سے خوش ہو جائین - اور پھر فرمایا کہ اسوقت پادریون اور یہود صفت مسلمانون کی طرف سے ایک فتنہ برپا ہوگا - پس تو صبر کر جیسا کہ اولوا العزم نبیون نے صبر کیا - اور خدا سے اپنے صدق کا ظہور مانگ یعنی دعا کر کہ پیشگوئی کے چھپا نہین جو جو پادریون اور یہود صفت مسلمانون نے لوگونکو دھوکے دیئے ہین وہ دھوکے دور ہو جائین - اور پھر فرمایا کہ خدا کی رحمت سے نومید نہ ہو - کیونکہ خدا کی رحمت

الی موسیٰ - وانی لاظنه من الکاذبین - تبت یدا ابی لهب وتب ماکان له ان یدخل فیها الا خائفا - وما اصابک فمن الله الفتنة ههنا فاصبر کما صبر اولوا العزم - الا انها فتنة من الله لیحب حبا جما - حبا من الله العزیز الاکرم عطاء غیر مجذوذ - یعنی وہ زمانہ یاد رکھ کہ جب ایک منکر تجھسے مکر کریگا اور اپنے دوست ہامان کو کہے گا کہ فتنہ کی آگ بھڑکا کہ مین موسیٰ کے خدا پر اطلاع پانا چاہتا ہون اور مین گمان کرتا ہون کہ وہ جھوٹھا ہے - ابولہب کے دونون ہاتھ ہلاک ہو گئے اور وہ آپ بھی ہلاک ہو گیا اسکو نہین چاہیے تھا کہ تکفیر اور تکذیب کے امر مین دخل دیتا مگر ایسا کہ ڈرتا ہوا ان باتونکو پوچھ لیتا کہ جو اسکو سمجھ نہین آتی تھین - اور جو کچھ تجھے پہونچیگا وہ خدا کی طرف سے ہوگا - آجکل ایک فتنہ ہوگا پس تجھے صبر کرنا چاہیے جیسا کہ اولوا العزم نبی صبر کرتے رہے - یاد رکھ کہ وہ فتنہ خدا کی طرف سے ہوگا تا وہ تجھسے بہت ہی پیار کرے خدا کا پیار جو العزیز الاکرم ہے - یہ وہ عطا ہے جو واپس نہین لیجائیگی - اسوقت مجھے یہ سمجھ آیا ہے کہ الہام مین ہامان سے مراد نذیر حسین محدث دہلوی ہے کیونکہ پہلے سب سے محمد حسین اسکی طرف التجا لیگیا - اور یہ کہا کہ اوقد لی یاهامان اسکا یہ مطلب ہی کہ تکفیر کی بنیاد ڈالدے تا دوسرے اسکی پیروی کرین اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نذیر حسین کی عاقبت تباہ ہے اگر توبہ کرکے نہ مرے - اور ممکن ہی کہ ابولہب سے مراد نذیر حسین ہی ہو - اور محمد حسین کا انجام اس آیت پر ہو امنت بالذی امنت به بنو اسرائیل کیونکہ بعض رویا اس عاجز کی اس تاویل کی موید ہین - بس خدا کے فضل سے کچھ تعجب

اس ابتلا کے دونوں کے بعد جلد آئیگی۔ خدا کی نصرت ہر ایک راہ سے آئیگی۔ لوگ دور دور سے تیرے پاس
آئیں گے۔ خدا نشان دکھلانے کے لئے اپنے پاس سے تیری مدد کریگا یعنی بلا واسطہ نشان دکھائے گا
اور نیز وہ لوگ بھی مدد کرینگے جنکے دلوں پر ہم خود آسمان سے وحی نازل کرینگے یعنی بعض نشان بالواسطہ
بھی ہم ظاہر کرینگے۔ مطلب یہ کہ بعض پیشگوئیاں براہ راست ظہور میں آئینگی اور بعض کے ظہور کیلئے
ایسے انسان واسطہ ٹھہر جائینگے جنکے دلوں میں ہم ڈالدینگے۔ خدا کی باتیں کبھی نہیں ٹلینگی اور کوئی
نہیں جو انکو روک سکے۔ ہم پادریوں کے مکر کے بعد ایک کھلی کھلی فتح تجھکو دینگے۔

ان الہامات میں خدا تعالیٰ نے صاف لفظوں میں فرمادیا کہ اول پادری لوگ اور یہود
صفت مسلمان مکر کے رو سے ایک پیشگوئی کی حقیقت کو چھپائینگے تا تیری سچائی چھپی رہے اور ظاہر
نہ ہو۔ پھر بعد اسکے یوں ہوگا کہ ہم ارادہ فرمائینگے کہ تیری سچائی ظاہر ہو اور تیری پیشگوئی کی حقانیت کھلجاوے
تب ہم دو قسم کے نشان ظاہر کرینگے۔ ایک وہ جنمیں انسانوں کے افعال کا دخل نہیں۔ جیسے مذہبی
جلسہ میں **پہلے سے ظاہر کیا گیا کہ یہ مضمون تمام مضامین پر غالب**
رہے گا اور اس پیشگوئی کے پورا کرنے میں انسانوں کا ذرہ دخل نہیں ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

نہیں کہ یہ متواتر تائیدوں کو دیکھکر آخر توبہ کرے اور ہامان مارا جائے۔ تیسرا فتنہ جو تیسرے درجہ پر ہے لیکھرام
کی موت کا فتنہ ہے یعنی آریوں کی بدگمانیاں اور ضرر رسانی کے لئے پوشیدہ کوششیں جیسا کہ بعض اخبار
میں بھی انکے قتل کے ارادوں کا ذکر ہے اور براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۰ میں اس فتنہ اور اسکے ساتھ
کے نشان کی نسبت یہ الہام ہے **میں اپنی چمکار دکھلاؤنگا اپنی قدرت**
نمائی سے تجھکو اٹھاؤنگا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا
نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور
بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا۔ الفتنۃ ھٰھنا فاصبر
کما صبر اولوا العزم فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا۔ یعنی یہاں ایک فتنہ ہوگا پس
صبر کر۔ اور جب خدا مشکلات کے پہاڑ پر تجلی کریگا تو انھیں پاش پاش کردیگا۔ یہ براہین احمدیہ کے
الہام ہیں۔ مگر اس تحریر کے وقت ابھی ایک الہام ہوا۔ اور وہ یہ ہے۔

سلامت بر تو اے مرد سلامت

بلکہ مخالفانہ کوششیں ہوئیں اور ہر ایک چاہتا تھا کہ میرا مضمون غالب رہے آخر پیشگوئی کے مضمون کے موافق ہمارا مضمون غالب ہوا اور دوسرا ان الہامات براہین احمدیہ میں یہ وعدہ تھا کہ ہم وہ نشان ظاہر کرینگے جنمیں انسانوں کے افعال کا دخل ہوگا سو اسکے مطابق لیکھرام کی نسبت پیشگوئی ظہور میں آئی۔ کیونکہ یہ نشان بالواسطہ ظاہر ہوا اور کسی نے لیکھرام کو قتل کر دیا۔ پس ظاہر ہے کہ اس پیشگوئی میں کسی انسان کے دلکو خدا نے ابھارا تا اسکو قتل کرے اور ہر ایک پہلو سے اسکو موقعہ دیا کہ تا وہ اپنا کام انجام تک پہونچاوے × پس خدا تعالیٰ نے جو فتح عظیم کے ذکر سے پہلے پیشگوئیکے ظاہر کرنیکے لئے دو مختلف فقرونکو ذکر فرمایا اول یہ کہ ینصرک اللہ من عندہ دوم یہ کہ ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء اس تقسیم کی یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے پادریونکو شرمندہ کرنیکے لئے فرمایا کہ اگر تمنے ہمارے ایک نشان کو مخفی کرنا چاہا تو کیا حرج ہے ہم اسکے عوض میں دو نشان ظاہر کرینگے۔ ایک وہ نشان جو بلا واسطہ ہمارے ہاتھ سے ہوگا اور دوسرا وہ نشان جو ایسے لوگونکے ہاتھ سے ظہور میں آجائیگا جنکے دلونمیں ہم ڈالدینگے کہ تم ایسا کرو تب فتح عظیم ہوگی۔ اب انصاف سے دیکھو اور ایمان سے نظر کرو کہ یہ دونو نشان یعنی نشان جلسہ مذاہب اور نشان موت لیکھرام ۱۷ برس بعد شائع ہونے براہین احمدیہ کے ظہور میں آئے ہیں۔ کیا یہ انسانکی طاقت ہو سکتی ہے؟

یہ بھی ظاہر ہے کہ جلسہ مذاہب سے پہلے جو اشتہار الہامی شائع کئے گئے تھے انمیں صاف طور پر لکھا گیا تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ مضمون تمام مضامین پر غالب ہیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ دیکھو اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ اخبار آبزرور مخبر دکن۔ پیسہ اخبار۔ سراج الاخبار۔ مشیر ہند۔ وزیر ہند سیالکوٹ صادق الاخبار بہاولپور پس یہ خدا کا بلا واسطہ فعل تھا کہ ہر یک دلکے خواہش کے مخالف اُنسے اقرار کرایا کہ وہی مضمون غالب رہا اور دوسرے نشان میں قاتل کے دلمیں قتل کیے خواہش ڈالدی اور اسطرح پر دونوں نشان بلا واسطہ اور بالواسطہ خلق اللہ کو دکھلا کر پادریوں اور اسلامی مولویوں اور ہندوؤں کے مکر کو ایکدم میں پاش پاش کر دیا۔ اور ممکن نہ تھا کہ وہ اپنی شرارتوں سے باز آجاتے جبتک خدا ایسے کھلے کھلے نشان ظاہر نکرتا۔ اسی کی طرف وہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۰۶ میں اشارہ فرماتا ہے اور کہتا ہے لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین حتی تاتیھم البینۃ وکان کیدھم عظیما۔ یعنی ممکن نہ تھا کہ نصاریٰ اور مخالف مسلمان اور ہندو اپنے انکاروں سے باز آجاتے جبتک انکو کھلا کھلا نشان نہ ملتا۔ اور انکا مکر بہت بڑا تھا۔ پھر بعد اسکے اسی صفحہ میں فرمایا کہ اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔ یہ سب اسکی طرف

× پیسہ اخبار اور سٹیزن گورنمنٹ میں لکھا ہے کہ لیکھرام کا ایک عورت سے ناجائز تعلق تھا یعنی وہ اس عورت کے کسی وارث کے ہاتھ سے قتل کیا گیا کیسی ذلت کی موت ہوئی اور اگر اسکا نام شہادت ہو تو گویا یوں کہنا چاہیئے کہ وہ کسی عورت کی نگہ کی چھری سے شہید ہو چکا تھا آخر ظاہری چھری بھی اسی صورت پر اسکو لگ گئی۔ اگر قتل کا سبب یہی ہے تو لیکھرام کی پاک زندگی کا خوب ثبوت ہے۔ منہ

اشارہ ہے کہ پادری عبداللہ آتھم کی پیشگوئی کو باعث اپنے اخفا کے لوگوں پر مشتبہ کر دیا تھا۔ پس اگر لیکھرام کی نسبت جو پیشگوئی تھی جسکی شوخیوں نے ثابت کر دیا تھا کہ وہ رجوع کرنیوالا نہیں ایسی ہی مخفی رہجاتی تو تمام حق خاک میں ملجاتا۔ اور نادان لوگوں کے خیالات سخت ناپاک ہوجاتے اور جاہل قریب قریب دہریوں کے بنجاتے۔ سو آسمانوں اور زمینوں کے مالک نے چاہا کہ لیکھرام حق کے اظہار کا فدیہ ہو اور سچے دین کی سچائی ظاہر کرنیکے لئے بطور بلیدان کے ہوجائے۔ سو وہی ہوا جو خدا نے چاہا۔ ایک انسان کے مارے جانے کی ہمدردی بجائے خود ہے۔ مگر یہ بات بہت دلوں کو تاریکی سے نکالنے والی ہے کہ خدا نے جلسہ مذاہب کے نشان کے بعد یہ ایک عظیم الشان نشان دکھلایا۔ چاہیئے کہ ہر ایک روح اُس ذات کو **سجدہ کرے** جس نے ایک بندہ کی جان لیکر ہزاروں مردوں کو زندہ کرنیکی بنیاد ڈالی۔ اور پھر اسی پیشگوئی کی طرف براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۲۲ میں یہ الہام اشارہ فرماتا ہے کہ **"بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد۔ پاک محمد مصطفے نبیوں کا سردار۔ رب الافواج اسطرف توجہ کریگا** اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے مونہہ کی باتیں ہیں"۔ پس جس عظیم الشان نشان کا اس الہام میں وعدہ ہے وہ یہی ہے جس سے مطابق الہام ہذا کے اعلاء کلمہ اسلام ہوا اور صفحہ ۵۵۷ براہین احمدیہ میں اسی نشان کا ذکر ہے جس کا پہلا فقرہ یہ ہے کہ میں اپنی چمکار دکھلاؤنگا یعنی ایک جلالی نشان ظاہر کرونگا۔ اور سرمہ چشم آریہ میں ایک کشف ہے جسکو گیارہ برس ہوگئے۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ خدا نے ایک خون کا نشان دکھلایا وہ خون کپڑوں پر پڑا جو اب تک موجود ہے یہ خون کیا تھا وہی لیکھرام کا خون تھا۔ خدا کے آگے جھک جاؤ کہ وہ برتر اور بے نیاز ہے۔ !!!

بعض آریہ اخبار والوں نے یہ تعجب کیا کہ لیکھرام کی نسبت جو پیشگوئی کیگئی ہے اور اُسکی مدت بتائی گئی۔ دن بتایا گیا۔ موت کا ذریعہ بتایا گیا۔ یہ باتیں کب ہوسکتی ہیں جبتک ایک بھاری سازش اسکی بنیاد نہ ہو۔ چنانچہ پرچہ ضمیمہ سماچار لاہور ۱۰ مارچ ۱۸۹۷ء اور ضمیمہ انیس ہند میرٹھ ۱۰ مارچ ۱۸۹۷ء نے اسبارہ میں بہت زہر اگلا ہے۔ ایڈیٹر انیس ہند اپنے پرچہ کے ۱۳ صفحہ میں یہ بھی لکھتا ہے کہ "ہمارا ماتھا تو اسیوقت ٹھنکا تھا جب مرزا غلام احمد قادیانی نے انکی وفات کی بابت پیشگوئی کی تھی ورنہ ان حضرت کو کیا علم غیب تھا؟" اب واضح ہو کہ یہ تمام صاحب آپ اسبات کو تنقیح طلب ٹھہراتے ہیں کہ کیا خدا نے اس شخص کو علم غیب دیا تھا؟ اور کیا خدا سے ایسا ہونا ممکن ہے؟ سو اسوقت ہم بطور نمونہ بعض

اور پیشگوئیوں کو درج کرتے ہیں تا ان **نظائر** کو دیکھکر آریہ صاحبوں کی **آنکھیں کھلیں** اور وہ یہ ہیں

اوّل - احمد بیگ ہوشیارپوری کی موت کی پیشگوئی - جسکی نسبت لکھا گیا تھا کہ وہ تین برس کی میعاد میں فوت ہو جائیگا - اور ضرور ہے کہ اپنے مرنیسے پہلے اور مصیبتیں بھی دیکھے چنانچہ اسنے اس اشتہار کے بعد اپنے پسر کے فوت ہونیکی مصیبت دیکھی - اور پھر اسکی ہمشیرہ عزیزہ کی وفات کا ناگہانی واقعہ اسکی نظر کے سامنے وقوع میں آیا - اور بعد اسکے وہ تین سال کی میعاد کے اندر خود بمقام ہوشیارپور فوت ہوگیا ✤ اب بتاؤ کہ اسکی موت میں میر یلیر فسے کسکے ساتھ سازش ہوئی تھی - کیا تپ محرقہ کے ساتھ ؟!

دوسری پیشگوئی شیخ مہر علی رئیس ہوشیارپور کی مصیبت کے بارہ میں تھی جو اسپر ناحق کے خون کا الزام لگایا گیا تھا شیخ مذکور ہوشیارپور میں زندہ موجود ہے اُسکو پوچھو کہ کیا اس مقدمہ کے آثار ظاہر ہونیسے پہلے مینے اپنے **خدا** سے خبر پاکر کوئی اطلاع اسکو دی ہے یا نہیں ؟

تیسری پیشگوئی سردار محمد حیات خان جج کی نسبت اسوقت کی گئی تھی جب سردار مذکور ایک ناحق کے الزام میں ماخوذ ہوگیا تھا - اب پوچھنا چاہیے کہ کیا درحقیقت کوئی ایسی پیشگوئی نامبردہ کی مخلصی کے بارہ میں اُس وقت کیگئی تھی یا اب بنائی گئی ہے اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ اس پیشگوئی کا براہین میں بھی ذکر ہے -

---

✤ اس پیشگوئی کے دو حصے تھے ایک احمد بیگ کی نسبت اور ایک اسکے داماد کی نسبت - اور پیشگوئیکے بعض الہامات میں جو پہلے سے شائع ہو چکے تھے یہ شرط تھی کہ توبہ اور خوف کیوقت تاخیر ڈالدیجائیگی سو افسوس کہ احمد بیگ کو اس شرط سے فائدہ اٹھانا نصیب نہ ہوا کیونکہ اسوقت اسکی بدقسمتی سے اُسنے اور اُسکے تمام عزیزوں نے پیشگوئیکو انسانی مکر اور فریب پر حمل کیا اور ٹھٹھا اور ہنسی شروع کردی اور وہ ہمیشہ ٹھٹھا اور ہنسی کرتے تھے کہ پیشگوئیکے وقت نے اپنا مونہہ دکھلا دیا اور احمد بیگ ایک مرتبہ تپ کے ایکدو دن کے حملہ سے ہی اس جہان سے رخصت ہوگیا - تب تو انکی آنکھیں کھل گئیں اور داماد کی بھی فکر پڑی اور خوف اور توبہ اور نماز روزہ میں عورتیں لگ گئیں اور مارے ڈر کے اُنکے کلیجے کانپ اُٹھے - پس ضرور تھا کہ اس درجہ کے خوف کیوقت خدا اپنی شرط کیموافق عمل کرتا - سو وہ لوگ سخت احمق اور کاذب اور ظالم ہیں جو کہتے ہیں کہ داماد کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی - بلکہ وہ بدیہی طور پر حالت موجودہ کیموافق پوری ہوگئی اور **دوسرے پہلو کی انتظار ہے** - منہ

چوتھی پیشگوئی سید احمد خان کے سی ایس آئی کی نسبت خدا تعالیٰ سے الہام پاکر اشتہار یکم فروری ۱۸۸۶ء مین کیگئی تھی کہ انکو کوئی سخت صدمہ پہونچنے والا ہے۔ اب سید احمد خان صاحب کو پوچھنا چاہیئے کہ اس پیشگوئی کے بعد آپکو کوئی ایسا سخت صدمہ پہونچا ہے یا نہین جو معمولی ہم و غم نہ ہو بلکہ وہ امر ہو جو جانکو زیروزبر کرنیوالا ہو۔

پانچوین پیشگوئی مینے اپنے لڑکے **محمود** کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا۔ اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جو ابتک موجود ہین اور ہزارون آدمیون مین تقسیم ہوئے تھے چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد مین پیدا ہوا اور اب نوین سال مین ہے ✻

چھٹی پیشگوئی **شریف** کے بارہ مین جو میرا تیسرا لڑکا ہے کیگئی تھی۔ اور رسالہ نور الحق مین پیش از وقت خوب شائع ہو گئی تھی۔ چنانچہ اسکے موافق لڑکا پیدا ہوا جو اب خدا کے فضل سے چند روز تک دوسرا سال کو ختم کرنیوالا ہے۔

ساتوین پیشگوئی اشتہار ۱۸۸۶ء مین دلیپ سنگ کے بارہ مین تھی جو وہ قصد پنجاب سے ناکام رہیگا اور صدہا ہندو اور مسلمانون کو عام جلسون مین یہ پیشگوئی سنا دی گئی تھی۔

آٹھوین پیشگوئی جلسہ مذاہب کے نتیجہ کی نسبت تھی کہ ہمین میرا مضمون غالب رہے گا۔ اور یہ اشتہارات لاہور اور دوسرے مقامات مین پیش از وقت ہزارون ہندو مسلمانون مین تقسیم کر دیئے گئے تھے۔ اب سول ملٹری گزٹ کو پڑھو اور آبزرور سے سوال کرو اور مشیر ہند اور وزیر ہند اور پیسہ اخبار اور صادق الاخبار اور سراج الاخبار اور مخبر دکن کو ذرہ غور سے پڑھو تا معلوم ہو کہ کس زور سے الہام الٰہی نے اپنی سچائی ظاہر کی۔

نوین پیشگوئی قادیان کے ایک ہندو بشمبر داس نام کے ایک فوجداری مقدمہ کے متعلق تھی یعنی بشمبر داس

✻ بعض جاہل محض جہالت سے یہ شبہ پیش کرتے ہین کہ جب پہلے لڑکے کا اشتہار دیا تھا اسوقت لڑکی کیون پیدا ہوئی۔ مگر وہ خوب جانتے ہین کہ اس اعتراض مین وہ سراسر خیانت کر رہے ہین۔ اگر وہ سچے ہین تو ہمین دکھلا وین کہ پہلے اشتہار مین یہ لکھا تھا کہ پہلے ہی حمل مین بلا واسطہ لڑکا پیدا ہو جائیگا اور اگر پیدا ہونے کے لئے کوئی وقت اس اشتہار مین بتلایا نہین گیا تھا تو کیا خدا کو اختیار نہین تھا کہ جسوقت چاہتا اپنے وعدہ کو پورا کرتا۔ ہان سبز اشتہار مین صریح لفظون مین بلا توقف لڑکا پیدا ہونے کا وعدہ تھا۔ سو محمود پیدا ہو گیا۔ کسقدر یہ پیشگوئی عظیم الشان ہے۔ اگر خدا کا خوف ہے تو پاک دل کے ساتھ سوچو۔ منہ

بقید ایکسال مقید ہو گیا تھا۔ اور اُسکے بھائی **شرمپت** نام نے جو سرگرم آریہ ہے مجھسے دُعا کی التجا کی تھی اور نیز یہ پوچھا تھا کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ مینے دُعا کی اور کشفی نظر سے مینے دیکھا کہ مین اس دفتر مین گیا ہون جہان اُسکی قید کی مثل تھی۔ مینے اس مثل کو کھولا اور برس کا لفظ کاٹکر اسکی جگہ چھ مہینے لکھدیا اور پھر مجھے الہام الٰہی سے بتلایا گیا کہ مثل چیف کورٹ سے واپس آئیگی اور برس کی جگہ چھ مہینے رہجائیگی لیکن بری نہیں ہوگا۔ چنانچہ مینے یہ تمام کشفی واقعات شرمپت آریہ کو جو ابتک زندہ موجود ہے نہایت صفائی سے بتلا دیئے۔ اور جب مینے بتلایا اور بعینہٖ وہ باتین ظہور مین آگئین تو اُسنے میری طرف لکھا کہ آپ خدا کے نیک بندے ہو اسلئے اُسنے آپ پر غیب کی باتین ظاہر کر دین۔ پھر مینے

نوٹ۔ پنڈت لیکھرام کا اس طرز سے مارا جانا آریہ صاحبونکو ایک سبق دیتا ہے اور وہ یہ کہ آیندہ کسی نومسلم کے شدھ کرنیکے لیکر کوشش نکرین۔ اگر کوئی اسلام مین داخل ہوتا ہے تو اسکو ہونے دین۔ آخر شدھ ہو نیوالیکو دیکھ لیا کہ اسکا نتیجہ کیا ہوا اور دوسرے اس واقعہ سے یہ بھی سبق ملتا ہے کہ آیندہ یہ خواہشین نکرین کہ کوئی دوسرا لیکھرام یعنی بد زبان پیدا ہو بلکہ اسکا ثانی تلاش کرنا چاہیئے۔ لیکن اگر فی الواقعہ وہ بات صحیح ہے جو پیسہ اخبار اور سفیر مین لکھی گئی ہے یعنی یہ کہ اسکے قتل کا سبب صرف بدکاری ہے اور یہ کام کسی غیرتمند لڑکی کے باپ یا خاوند کا ہے جیسا کہ بقول پیسہ اخبار کثرت رائے اسطرف ہے تو آیندہ نیک چلن واعظ تلاش کرنا چاہیئے۔! تعجب کی بات ہے کہ جبکہ یقین بموجب بیان پیسہ اخبار کے زیادہ مشہور روایت یہی ہے کہ واردات قتل کا موجب کوئی ناجائز تعلق ہے تو کیون اسطرف تحقیقات کیلئے توجہ نہین کیجاتی اور کیون ایسے ہندوں کو پکڑا نہین جاتا جنکے موہنہ سے یہ باتین نکلین اور کیا بعید ہے کہ وہی بات ہو کہ ڈھنڈورا شہر مین لڑکا بغل مین۔ منہ

نوٹ۔ بعض صاحب عیسائیون میں سے اعتراض کرتے ہین کہ اگرچہ لیکھرام کی نسبت پیشگوئی پوری ہو گئی مگر ہندؤن نے اسکو مرنے کے بعد ذلت کی نظر سے نہین دیکھا۔ ایسا عذر ایک عیسائی کے موہنہ سے نکلنا نہایت افسوس کی بات ہے۔ بھلا منصف بتلاوین کہ جب ہمنے پیشگوئی کے پورا ہونیکو اسلام کی سچائی کا ایک معیار ٹھہرایا تھا اور خدا نے لیکھرام کو مار کر مسلمانونکی ہندؤن پر ڈگری کر دی تو اسکے یقین نہ صرف لیکھرام بلکہ بحیثیت مذہبی اس تمام فرقہ کی عزت مین فرق آگیا۔ رہی لاش کی عزت تو لاش کا ڈاکٹر کے ہاتھ سے چیرا جانا کیا یہ عزت کی بات ہے اور چال چلن کی عزت کا یہ حال ہے کہ پیسہ اخبار ۱۳ مارچ ۱۸۹۷ء مین لکھا ہے کہ اس شخص کے مارے جانیکے مشہور روایت یہ ہے کہ یہ شخص کسی عورت سے ناجائز تعلق رکھتا تھا اور یہی عام طور پر کہا جاتا اور یقین کیا جاتا ہے"۔ فقط۔ پس اس سے زیادہ ذلت کا اور کیا نمونہ ہوگا کہ جان بھی گئی اور اکثر شہر کے لوگ اسکی وجہ بدکاری ٹھہراتے ہین۔ منہ

نوٹ۔ ایک نشان عقلمند ونکے لئے یہ ہے کہ شیخ نجفی نے چالیس دقیقہ مین نشان دکھلانیکا وعدہ کیا تھا۔ اور ہمنے یکم فروری ۱۸۹۷ء سے چالیس روز مین دیکھو حاشیہ اشتہار یکم فروری ۱۸۹۷ء صفحہ ۳ جسکی عبارت یہ ہے۔ اگر نشانے از ما دیدن خواہد یعنی چہل روز بظہور آمد و از نشان یعنی اگر شیخ نجفی چیزے بظہور رسانید ہمین دلیل بر صدق ما و کذب شان خواہد بود سو یکم فروری ۱۸۹۷ء سے ۳۵ دن تک یعنی چالیس روز کے اندر نشان موت پنڈت لیکھرام وقوع مین آگیا۔ نجفی صاحب یہ تو بتلا دین کہ یکم فروری ۱۸۹۷ء سے آجتک کتنے دقیقے گذر گئے ہین۔ افسوس کہ نجفی نے کسی منارہ سے گر کے ہی نہ دکھلایا۔ گر ہمین لاف و گزاف شیخی است
شیخ نجدی بہتر از صد نجفی است

براہین احمدیہ مین یہ تمام الہام اور کشف شائع کردیا۔ یہ شخص شرمپت نہایت متعصب آریہ ہے جسکو میرے خیال مین آریہ مذہب کی حمایت مین خدا کی بھی کچھ پرواہ نہین۔ مگر بہرحال خدا نے اُسکو میرا گواہ بنا دیا۔ اگر مینے اس قصہ مین ایک ذرہ جھوٹھ بولا ہے تو وہ قسم کھا کر ایک اشتہار اس مضمون کا شائع کردے کہ مین پرمیشر کی قسم کھاکر کہتا ہون کہ یہ بیان سراسر جھوٹھ ہے اور اگر جھوٹھ نہین تو میرے پر ایک برس تک سخت عذاب نازل ہو ✤ پس اگر اُسپر وہ فوق العادت عذاب نازل نہ ہوا کہ خلقت بول اٹھے کہ یہ خدا کا عذاب ہی تو مجھے جس موت سے چاہو ہلاک کرو۔ اسمین میری طرفسے یہ شرط ہے کہ انسان کے ذریعہ سے وہ عذاب نہ ہو محض بلا واسطہ آسمانی عذاب ہو۔

یہ تو ممکن ہے کہ یہ شخص قوم کی رعایت سے یونہی انکار کردے۔ یا بغیر اس قسم پیش کردہ کے اشتہار بھی دیدے۔ کیونکہ مینے اس قوم مین خدا کا خوف نہین پایا۔ مگر ممکن نہین کہ وہ قسم کھاوے اگرچہ دوسرے آریہ اُسکو ہلاک کردین۔ لیکن اگر قسم کھالے تو خدا کی غیرت ایک بھاری نشان دکھائیگی۔ ایسا نشان دکھائیگی کہ دُنیا مین فیصلہ ہوجائے گا۔ اور زمین آسمانی نور سے بھر جائیگی۔

دسوان نشان

یہ ہے کہ خُدا نے پنڈت دیانند کے مرنیسے تین مہینے یا چار مہینے پہلے اسکی موت کی مجھکو خبر دی۔ اور مینے اسی آریہ کو جسکا قبل اس سے ذکر ہوچکا ہے خبر دیدی اور نیز اور کئی لوگوں کو اطلاع کی۔ چنانچہ اُس الہام کے بعد عرصہ مذکورہ بالا تک پنڈت مذکور کے مرنیکی خبر آگئی یہ پیشگوئی بھی براہین احمدیہ مین درج ہے۔ اگر وہ آریہ منکر ہو تو میرا وہی جواب ہی جو مین پہلے دیچکا ہون۔

گیارھوین پیشگوئی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے الہام سے مجھکو خبر دی تھی کہ تجھے زبان عربی مین ایک اعجازی بلاغت و فصاحت دی گئی ہے اور اُسکا مقابلہ کوئی نہین کریگا۔ اس پیشگوئی کی طرف براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۳۹ مین اشارہ ہے جہان فرمایا ہے اِن ھذا الا قول البشر واعانہ علیہ قوم آخرون۔ قل فاتوا بمثلہ ان کنتم صادقین۔ ھذا من رحمۃ ربک یتم نعمتہ علیک لیکون آیۃ للمومنین۔ یعنی مخالف کہینگے کہ یہ تو انسان

✤ جو کچھ شرمپت آریہ کا قصہ بیان کیا گیا ہے اسمین ایک ذرہ مبالغہ کی آمیزش نہین مین خدا تعالیٰ کی قسم کھاکر کہتا ہون کہ سب کا کل سچ اور صحیح ہے پس جو شخص میرے پر مبالغہ اور باتکو زیادہ کردینے کی تہمت لگاوے وہ ظلم کرتا ہے اور ظلم کا علاج وہی ہے جو مینے لکھدیا ہے۔ منہ

کا قول ہے اور اور لوگوں نے اسکی مدد کی ہے - کہہ اسپر دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو یعنی مقابلہ کر کے دکھلاؤ۔
بلکہ یہ خدا کی رحمت سے ہے - تا وہ اپنی نعمت تیرے پر پوری کرے اور تا مومنوں کیلئے نشان ہو - یعنی تیری سچائی
پر یہ ایک نشان ہوگا - چنانچہ ایسا ہی ہوا ✤ اس عرصہ مین بہت سی عمدہ عمدہ کتابین زبان عربی مین
بالتزام محاسن ادب و بلاغت و فصاحت اس عاجز نے لکھین اور مخالفین کو انکے مقابلہ کیلئے ترغیب
دلائی یہانتک کہ پانچہزار روپیہ تک انعام دینا کیا اگر وہ نظیر بنا سکین - لیکن وہ بمقابل اُن کتابون کے
کچھ بھی لکھ نسکے سو اگر یہ خدا تعالیٰ کا فعل نہ ہوتا تو صدہا کتابین مقابلہ پر لکھی جاتین - خصوصاً اس حالت
مین کہ جبکہ اپنے صدق و کذب کا مدار انہین پر رکھا گیا تھا - اور صاف لفظون مین کہدیا گیا تھا کہ اگر وہ اس
نشانکو بالمقابل کسی تالیف کے پیش کرنیسے توڑ سکین تو ہمارا دعوی جھوٹھا ٹھہریگا - لیکن وہ لوگ مقابلہ
سے بالکل عاجز رہے - اور ایسا ہی وہ پادری صاحبان جو ادنیٰ ادنیٰ جاہل مرتد کا نام مولوی رکھدیتے
ہین اس مقابلہ اور معارضہ سے ایسے عاجز ہوئے جو اسطرف انھون نے مونہہ بھی نہین کیا - اور اس
پیشگوئی مین کمال یہ ہے کہ یہ اُن عربی کتابونکے وجود سے سولہ سترہ برس پہلے لکھی گئی - کیا انسان
ایسا کر سکتا ہے - ؟!!

بارھوین پیشگوئی جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۳۸ اور ۲۳۹ مین لکھی ہے **علم قران** ہے اس
پیشگوئی کا ماحصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تجھکو علم قرآن دیا گیا ہے ایسا علم جو باطل کو نیست
کرے گا - اور اسی پیشگوئی مین فرمایا کہ دو انسان ہین جنکو بہت ہی برکت دیگئی - ایک وہ **معلم** جس کا
نام **محمد مصطفےٰ** صلی اللہ علیہ وسلم ہے - اور ایک یہ **متعلم** یعنی اس کتاب کا لکھنے والا - اور یہ
اُس آیت کی طرف بھی اشارہ ہے جو قرآن شریف مین اللہ جل شانہ فرماتا ہے **واٰخرین
منھم لما یلحقوا بھم** - یعنی اس نبی کے اور شاگرد بھی ہین جو ہنوز ظاہر نہین ہوئے اور آخری زمانہ
مین اُن کا ظہور ہوگا - یہ آیت **اسی عاجز** کی طرف اشارہ تھا - کیونکہ جیسا کہ ابھی الہام مین
ذکر ہو چکا ہے یہ عاجز روحانی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگردون مین سے ہے - اور یہ
پیشگوئی جو قرآنی تعلیم کی طرف اشارہ فرماتی ہے اسی کی تصدیق کے لئے کتاب کرامات الصادقین

✤ اسی پیشگوئی کا موئید براہین احمدیہ کا وہ الہام ہے جہان لکھا ہے **یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک** - یعنی
اے احمد تیرے لبون پر رحمت جاری کی گئی ہے یعنے فصاحت بلاغت - منہ

لکھی گئی تھی جسکی طرف کسی مخالف نے رخ نہین کیا۔ اور مجھے اُس خدا کی قسم ہے جسکے ہاتھ مین میری جان ہے کہ مجھے قران کے حقائق اور معارف کے سمجھنے مین ہر ایک روح پر غلبہ دیا گیا ہے۔ اور اگر کوئی مولوی مخالف میرے مقابل پر آتا جیسا کہ مینے قرانی تفسیر کیلئے بار بار انکو بلایا تو خدا اُسکو ذلیل اور شرمندہ کرتا۔ سو فہم قران جو مجھکو عطا کیا گیا یہ اللہ جل شانہ کا ایک نشان ہے۔ مین خدا کے فضل سے امید رکھتا ہون کہ عنقریب دُنیا دیکھے گی کہ مین اس بیان مین سچا ہون۔ اور مولویون کا یہ کہنا کہ قرآن کے معنے اسیقدر درست ہین جو احادیث صحیحہ سے نکل سکتے ہین اور اس سے بڑھکر بیان کرنا معصیت ہے چہ جائیکہ موجب کمال سمجھا جائے۔ یہ سراسر خیالات باطلہ ہین۔ ہمارا دعوی ہے کہ قران اصلاح کامل اور تزکیہ اتم اور اکمل کیلئے آیا ہے اور وہ خود دعوی کرتا ہے کہ تمام کامل سچائیان اُسکے اندر ہین جیسا کہ فرماتا ہے فِیۡهَا كُتُبٌ قَیِّمَةٌ تو اس صورت مین ضرور ہے کہ جہانتک سلسلہ معارف اور علوم الہیہ کا مُمتد ہو سکے وہانتک قرآنی تعلیم کا بھی دامن پہونچا ہوا ہو۔ اور یہ بات صرف مین نہین کہتا بلکہ قرآن خود اس صفت کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور اپنا نام اکمل الکتب رکھتا ہے پس ظاہر ہے کہ اگر معارف الہیہ کے بارہ مین کوئی حالت منتظرہ باقی ہوتی جسکا قرآن شریف نے ذکر نہین کیا تو قرآن شریف کا حق نہین تھا کہ وہ اپنا نام اکمل الکتب رکھتا۔ حدیثونکو ہم اس سے زیادہ درجہ نہین دیسکتے کہ وہ بعض مقامات میں بطور تفصیل اجمالات قرانی ہین۔ سخت جاہل اور نااہل وہ اشخاص ہین کہ جو قران شریف کی تعریف اس طور سے نہین کرتے جو قرآن شریف مین موجود ہے بلکہ اسکو معمولی اور کم درجہ پر لانیکے لئے کوشش کر رہے ہین۔ غرض ایک پیشگوئی یہ بھی ہے جو جناب الہی کی طرفسے مجھکو عطا ہوئی جسکا مقابلہ کوئی مخالف نہین کرسکا۔ اور خدا نے تمام معاندین کو ذلیل کیا۔ قران کے اعجازی معارف جو غیر محدود ہین انپر ایک یہ بھی دلیل ہے کہ ظاہر اور معمولی معنے تو ہر ایک مومن اور فاسق اور مسلم اور کافر کو معلوم ہین اور کوئی وجہ نہین جو معلوم نہ ہون تو پھر نبیون اور عارفون کو انپر کیا فوقیت ہوئی اور پھر اسکے کیا معنی ہونگے کہ لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الۡمُطَهَّرُوۡنَ۔

تیرھوین پیشگوئی وہ ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ مین لکھی گئی ہے اور وہ یہ ہے

الا انّ نصر اللہ قریب ۔ یاتیک من کل فجّ عمیق ۔ یاتون من کل فجّ عمیق ۔ یعنی خدا کی مدد تجھے دور دور سے پہونچے گی اور لوگ دور دور سے تیرے پاس آئیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔ اور ہمارے مخالف بھی جانتے ہیں کہ ہندوستان کے کناروں تک ہمارے سلسلہ کے مددگار موجود ہیں ۔ اور پشاور سے لیکر بمبئی اور مدراس اور کلکتہ تک لوگ دور دور کا سفر اٹھاکر قادیان میں پہنچتے ہیں اور یہ پیشگوئی سترہ سال کی ہے اور اسوقت لکھی گئی تھی کہ جب اس رجوع خلائق کا نام ونشان نہ تھا ۔ اب سوچنا چاہیے کہ کیا یہ انسان کا فعل ہے ؟ کیا انسان اسباتپر قادر ہے کہ ایسی پوشیدہ اور نہاں در نہاں باتیں کہ ایک عمر کے بعد ظاہر ہونیوالی تھیں پہلے سے بتلادے ۔ ؟!

چودھویں پیشگوئی جو براہین کے اسی صفحہ ۲۳۹ میں ہے یہ ہے ۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ✽ لا مبدل لکلمات اللہ ظلموا وانّ اللہ علی نصرھم لقدیر ۔ یعنی خدا وہ ہے جسنے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کیساتھ بھیجا تا کہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کرے کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے انپر ظلم ہوا اور خدا انکی مدد کریگا ۔ یہ آیات قرآنی الہامی براہین میں اس عاجز کے حق میں ہیں اور رسول سے مراد مامور اور فرستادہ ہے جو دین اسلام کی تائید کے لئے ظاہر ہوا ۔ اس پیشگوئی کا ماحصل یہ ہے کہ خدا نے جو اس مامور کو مبعوث فرمایا ہے یہ اسلئے فرمایا کہ تا اسکے ہاتھ سے دین اسلام کو تمام دینوں پر غلبہ بخشے اور ابتدا میں ضرور ہے کہ اس مامور اور اسکی جماعت پر ظلم ہو لیکن آخر میں فتح ہوگی اور یہ دین اس مامور کے ذریعہ سے تمام ادیان پر غالب آجائیگا اور دوسری تمام ملتیں بینہ کے ساتھ ہلاک ہو جائینگی ۔ دیکھو ! یہ کسقدر عظیم الشان پیشگوئی ہے اور یہ وہی پیشگوئی ہے جو ابتدا سے اکثر علماء کہتے آئے ہیں کہ یہ مسیح موعود کے حق میں ہے اور اسکے وقت میں پوری ہوگی ۔ اور براہین احمدیہ میں سترہ برس سے مسیح موعود کے دعوے سے پہلے درج ہے ۔ تا خدا ان لوگوں کو شرمندہ کرے کہ جو اس عاجز کے دعوی کو انسان کا افترا خیال کرتے ہیں ۔ براہین خود گواہی دیتی ہے کہ اسوقت اس عاجز کو اپنی نسبت مسیح موعود ہونے کا خیال بھی

✽ حدیثوں میں جو یہ پیشگوئی ہے کہ مسیح موعود کے وقتمیں تمام ملتیں ہلاک ہوجائینگی مگر اسلام ۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بجز اسلام کوئی مذہب باقی نہیں رہیگا کیونکہ ایسا ہوتا تو قرآن کے منافی ہے اُن آیتوں میں غور کرو جہاں لکھا ہے کہ یہود اور نصاری قیامت تک رہینگے ۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ تمام مذاہب مُردہ اور ذلیل ہوجائینگے اور اسلام کے مقابل پر مرجائینگے مگر اسلام کہ وہ اپنی روشنی اور زندگی اور غلبہ ظاہر کریگا ۔ منہ

نہین تھا اور پُرانے عقیدہ پر نظر تھی۔ لیکن خدا کے الہام نے اسیوقت گواہی دی تھی کہ تو مسیح موعود ہے۔ کیونکہ جو کچھ آثار نبویہ نے مسیح کے حق مین فرمایا تھا الہام الٰہی نے اس عاجز پر جما دیا تھا۔ یہانتک کہ اسی براہین احمدیہ مین نام بھی عیسیٰ رکھدیا۔ چنانچہ صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ مین یہ الہام موجود ہے یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامہ ثلۃ من الاولین وثلۃ من الاخرین یعنے اے عیسیٰ مین تجھے طبعی وفات دونگا اور اپنی طرف اٹھا دونگا۔ اور تیرے تابعین کو اُن لوگوںپر غلبہ بخشونگا جو مخالف ہونگے اور تیرے تابعین دو قسم کے ہونگے پہلا گروہ اور پچھلا گروہ۔ یہ آیت حضرت مسیح پر اُسوقت نازل ہوئی تھی کہ جب انکی جان یہودیونکے منصوبونسے نہایت گھبراہٹ مین تھی اور یہودی اپنی خباثت سے اُن کے مصلوب کرنے کی فکر مین تھے تا بجرمانہ موت کا داغ انپر لگ کر توریت کی ایک آیت کیموافق انکو ملعون ٹھہرادین کیونکہ توریت مین لکہا تھا کہ جو لکڑی پر لٹکایا جائے وہ لعنتی ہے۔ چونکہ صلیب کو جرائم پیشہ سے قدیم طریق سزا دہی کی وجہ سے ایک مناسبت پیدا ہوگئی تھی اور ہر ایک خونی اور نہایت درجہ کا بدکار صلیب کے ذریعہ سے سزا پاتا تھا اسلئے خدا کی تقدیر نے راستبازونپر صلیب کو حرام کر دیا تھا تا پاک کو پلید سے مشابہت پیدا نہ ہو۔ پس یہ عجیب بات ہے کہ کوئی نبی مصلوب نہین ہوا تا انکی سچائی عوام کی نظر مین مشتبہ نہ ہو جاے۔

غرض اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کو ایسے اضطراب کے زمانہ مین تسلی دی تہی کہ جب یہودی انکے مصلوب کرنیکی فکر مین تھے۔ اب جو یہ آیت براہین احمدیہ مین اس عاجز پر بطور الہام نازل ہوئی تو اسمین ایک باریک اشارہ یہ ہے کہ اس عاجز کو بھی ایسا واقعہ پیش آئے گا کہ لوگ قتل کرنے یا مصلوب کرانے کے منصوبے کرینگے تا یہ عاجز جرائم پیشہ کی سزا پا کر حق مشتبہ ہو جائے۔ سو اس آیت مین اللہ تعالیٰ اس عاجز کا نام عیسیٰ رکھکر اور وفات دینے کا ذکر کرکے ایسا فرماتا ہے کہ یہ منصوبے پیش نہین جائینگے اور مین انکی شرارتونسے محافظ

ہون گا۔ اور اسی الہام کے آگے جو صفحہ ۵۵ مین الہام ہے اُسمین ظاہر فرمایا گیا کہ ایسا کب ہوگا اور اُسدن کا نشان کیا ہے۔ یعنے ایسے منصوبے جو قتل کے لئے کئے جائینگے وہ کب اور کسوقت مین ہونگے۔ اور کن امور کا انسے پہلے ظاہر ہونا ضروری ہے۔ سو اسی الہام کے بعد مین جو الہام ہے اسمین اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے۔ **مین اپنی چمکار دکھلاؤنگا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھکو اٹھاؤنگا** (یہ رافعک الیّ کی تفسیر ہے) **دنیا مین ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اسکو قبول نکیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کردے گا**۔ اس الہام مین اللہ تعالیٰ نے صاف لفظوں مین فرما دیا کہ قتل کی سازشوں کا وقت وہ ہوگا کہ جب ایک چمکدار نشان کن حملہ کی صورت پر ظاہر ہوگا۔ چنانچہ اس الہام کے بعد جو عربی مین الہام ہے وہ بھی اس مضمون قتل کے فتنہ کی طرف اشارہ کرتا ہے اور وہ یہ ہے **الفتنة ههنا فاصبر كما صبر اولوا العزم۔ فلمّا تجلّی ربّه للجبل جعله دكا۔ قوّة الرحمن لعبيد الله الصمد۔ مقام لا تترقی العبد فيه بسعی الاعمال**۔ ترجمہ۔ ہے کہ جب یہ چمکتا ہوا نشان ظاہر ہوگا تو اُسوقت ایک فتنہ برپا ہوگا ✤ (یہ وہی فتنہ سازش قتل ہے جسکی مناسبت سے الہام مذکورہ مین اس عاجز کو یا عیسیٰ کرکے پکارا گیا تھا یعنے قتل کرنے یا مصلوب کرانے کے ارادہ کا فتنہ) اس الہام مین پہلے اس عاجز کا نام عیسیٰ رکھا گیا اور پھر وعدہ کیا گیا ہے کہ مین تجھے وفات دونگا اور وہی آیت جو قرآن شریف مین حضرت عیسیٰ کی وفات کے وعدہ

✤ **حاشیہ** آریوں اور ہندؤن نے جسقدر جا بجا خفیہ جلسے اور پوشیدہ مشورے اس عاجز کے قتل کے لئے کئے ہین انکی نسبت اسوقت میرے پاس پچاس کے قریب خط پہونچے ہین۔ بعض اُن مین سے گمنام ہندؤن کے خط ہین اور بعض معتبر مسلمانون کے خط ہین جنکو ان مشورون کی اطلاع ہوئی۔ اسوقت خطوط کی نقل کی اجگہ ضرورت نہین وہ سب میرے پاس محفوظ ہین۔ لیکن ہندو اخبار مین سے کچھ بطور نمونہ نقل کرتا ہون تا معلوم ہو کہ وہ ابتلاء جو یہود کی شرارتون سے حضرت عیسیٰ کو پیش آیا تھا وہی مجھکو پیش آگیا۔ اور اس فتنہ کے لفظ سے جو الہام **الفتنة ههنا** مین پایا جاتا ہے وہی ابتلا مراد ہے۔ اور اسی بنا پر مع بعض دوسرے وجوہ کے اس عاجز کا نام عیسیٰ رکھا گیا۔ یہود کا فتنہ دو حصہ پر مشتمل تھا ایک وہ حصہ تھا جو حضرت عیسیٰ

کے متعلق ہے اس عاجز کے حق مین الہام ہوئی یعنی یا عیسیٰ انی متوفیك ورافعك الیّ۔
اور جیسا کہ ابھی مین لکھ چکا ہون اس بشارت کی حضرت عیسیٰ کے حق مین بھی ضرورت پڑی تھی کہ اسوقت یہودیون
کی ہر روز کی دھمکیونسے انکی جان خطرہ مین تھی۔ اور یہودی لوگ ایک ایسی موت کی انکو دھمکی دیتے تھے
جس موت کو ایک مجرمانہ موت سمجھ سکتے ہین۔ اور جسپر توریت کے رو سے بھی راستبازی کی شان کو دھبہ لگتا ہے

کے قتل کے لئے انکے اپنے منصوبے تھے۔ اور دوسرا وہ حصہ تھا کہ جو وہ گورنمنٹ روم کو حضرت عیسیٰ کی
گرفتاری اور قتل کیلئے افروختہ کرتے تھے۔ سو ان دونون ہی وہی معاملہ پیش آیا۔ صرف فرق اتنا رہا
کہ وہان یہود تھے اور یہان ہنود۔ سو پہلا حصہ جو قتل کیلئے خانگی سازشین ہین ان کا نمونہ ایم آر
بشیشر داس کے اس مضمون سے معلوم ہوتا ہے جو اُسنے اخبار آفتاب ہند مطبوعہ ۱۰ مارچ ۱۸۹۷ء
کے صفحہ ۵ پہلے کالم مین چھپوایا ہے جس کا عنوان یہ ہے **"مرزا قادیانی خبردار"** اور پھر بعد
اسکے لکھا ہے کہ "مرزا قادیانی بھی امروز فردا کا مہمان ہے بکری کی مان کب تک خیر منا سکتی ہے
آجکل ہنود کے خیالات مرزا قادیانی کی نسبت بہت بگڑے ہوئے ہین پس مرزا قادیانی کو خبردار
رہنا چاہیئے کہ وہ بھی بکر عید کی قربانی نہ ہو جاوے" اور پھر اخبار رہبر ہند لاہور ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء مین
صفحہ ۱۴ پہلے کالم مین لکھا ہے "کہتے ہین کہ ہندو قادیان والے کو قتل کرائینگے"۔

اور دوسرا حصہ جو گورنمنٹ کے افروختہ کرنیکے متعلق ہے اسکے اخبارات مفصلہ ذیل ہین جو
ہندوؤن کی طرفسے نکلے ہین بیان ہے۔ چنانچہ اخبار پنجاب سماچار ۲۷ مارچ ۱۸۹۷ء جو ایک ہندو پرچہ
لاہور سے نکلتا ہے اسطرح اپنے صفحہ پانچ مین گورنمنٹ کو افروختہ کرتا ہے۔ "سب سے اول اس خیال
کو (یعنے سازش قتل کے خیال کو) پیدا کرنیوالی مرزا غلام احمد قادیانی کی پیشگوئی ہے" پھر اسی
اخبار کے صفحہ ۶ مین لکھا ہے کہ "مرزا صاحب اس باتکو تسلیم کرتے ہین کہ پنڈت جی کی موت
دوسری شوال کو ہونی تھی" یعنے پیشگوئی مین جو دوسری شوال کی طرف اشارہ تھا اور
ویسا ہی وقوع مین آیا تو بس یہ کافی دلیل ہے کہ پیشگوئی کرنے والے کی سازش سے یہ قتل ظہور
مین آیا۔ پھر یہی اخبار ۱۰ مارچ ۱۸۹۷ء کے پرچہ مین لکھتا ہے "ایک حضرت نے (یعنے اس عاجز
نے) اپنی مصنفہ کتاب موعود مسیحی مین یہ پیشگوئی بھی کی تھی کہ پنڈت لیکھرام چھ سال کے عرصہ
مین عید کے دن نہایت دردناک حالتمین مرے گا" اب یہ پرچہ عید کے دن کا نام لیکر گورنمنٹ
کو اسبات کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ ایسا پتہ دینا انسان کے منصوبہ پر دلالت کرتا ہے۔ مگر عید کا دن
بیان کرنے مین غلطی کرتا ہے۔ الہام الٰہی مین دوسری شوال کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے[۱]۔ پھر

[۱] خدا تعالیٰ نے الہام مین لیکھرام کا نام عجل جسد لہ خوار رکھا ہے یعنی گوسالہ سامری۔ اسمین بھی یہی اشارہ ہے کہ عید
کے دوسرے دن وہ ہلاک ہوگا کیونکہ توریت مین ابتک لکھا ہوا موجود ہے کہ سامری کا گوسالہ بھی عید کے دن نیست و نابود کیا گیا
تھا۔ اور عید کا دوسرا دن بھی عید کے حکم مین ہے۔ منہ

اسلئے خدا تعالیٰ نے ایسے پُرخطر وقت مین ایسی پلید اور لعنتی موت سے انکو بچالیا۔ پس اس الہام مین جو
اسی آیت کیساتھ اس عاجز کو ہوا یہ ایک نہایت لطیف پیشگوئی ہے جو آجکے وقت سے سترہ برس پہلے کیگئی

اسی پرچہ کے صفحہ ۲ مین لکھتا ہے "قتل کیلئے آدمی مقرر کیا گیا ادھر سے مصنف موعود مسیح کی پیشگوئی بھی
قریب تھی کیونکہ غالباً ۱۸۹۷ء چھٹا سال تھا اور پانچ مارچ سنہ حال آخری عید چھٹے سال کی تھی" اسمین جسقدر
غلطیان ہین حاجت بیان نہین۔ بہرحال اس تقریب سے اسکا مطلب یہ ہے کہ یہ منصوبہ مقرر کیا گیا تھا کہ عید پر
یا عید کے قریب قتل کیا جائے۔ پھر اسی خیال کو قوت دینے کیلئے اسی اخبار مین لکھتا ہے کہ "قتل کسی ایک شخص
کی مدت کی سوچی اور سمجھی ہوئی اور پختہ سازش کا نتیجہ ہے جسکی تجاویز امرتسر اور گورداسپورہ کے نزدیک اور ادھر
دہلی اور بمبئی کے اردگرد مدت سے ہو رہی تھین۔ کیا یہ غیر اغلب ہے کہ اس سازش کا جنم اُن اشخاص سے ہوا ہو کہ جو
علانیہ بذریعہ تحریر و تقریر کہا کرتے تھے کہ پنڈت کو مار ڈالینگے اور مزید برآن یہ کہ پنڈت اس عرصہ مین اور فلان
دن ایک دردناک حالت مین مرے گا۔ کیا آریہ دھرم کے مخالف مینا ایک کتب کے ایک خاص مصنف کو اس سازش
سے کوئی تعلق نہین ہے" اسمین گورنمنٹ کو یہ پرچہ یہ جتلانا چاہتا ہے کہ کیا ایسا شخص جسنے میعاد مقرر کر دی قتل کا
دن بتلادیا اور زبان سے کہتا رہا کہ فلاں دن مرے گا اسکو قتل کے منصوبہ مین کچھ سازش نہین؟ پھر ایک اور
اخبار جس کا نام اخبار عام ہے اپنے پرچہ ۱۶ مارچ ۱۸۹۷ء صفحہ ۳ مین لیکھرام کے قاتل کی نسبت لکھتا ہے "طرح
طرح کی افواہین مشہور ہین۔ اور قادیانی صاحب کا رویہ سب سے نرالا ہے . . . . سخت افسوس سے
قبول کرنا پڑتا ہے کہ مرزا قادیانی صاحب کا فرض ہے کہ جب الہام کے زور سے انہون نے لیکھرام
کے قتل کی پیشگوئی کی تھی اسی الہام کے زور سے بتلادین کہ قاتل اسکا کون ہے" پھر ایڈیٹر اخبار عام
اپنے پرچہ ۱۰ مارچ ۱۸۹۷ء مین لکھتا ہے کہ "اگر ڈپٹی صاحب یعنی آتھم کے ساتھ ایسا واقعہ ہو جاتا
جس کا خمیازہ لیکھرام کو بھگتنا پڑا تب اور صورت تھی" یعنے اس حالت مین گورنمنٹ
پیشگوئی کرنے والے سے ضرور مواخذہ کرتی۔ ایسا ہی انیس ہند میرٹھ لیکھرام کے مارے جانے
کی طرف اشارہ کر کے اپنے پرچہ مارچ مین لکھتا ہے کہ "ہمارا ماتھا تو اسیوقت ٹھنکا تھا کہ جب
مرزا غلام احمد قادیانی سے لیکھرام کی موت کی نسبت پیشگوئی کی تھی کیا اسکو علم غیب تھا"
اور ایسا ہی کئی اور ہندو اخبارون مین متفرق طریقون سے اپنے مفسدانہ
خیالات کو ظاہر کیا ہے۔ اور مین سمجھتا ہون کہ اس سے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین
کیونکہ پنجاب مین انکے ان مفسدانہ منصوبون کا ایسا شور پڑا ہوا ہے کہ شاذ نادر
کوئی ان سے بے خبر ہوگا۔ منہ

اور یہ باآواز بلند بتلا رہی ہے کہ وہی واقعہ اسجگہ بھی پیش آئیگا۔ اور اس عاجز کو عیسیٰ کے نام سے مخاطب کر کے یہ کہنا کہ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤنگا۔ یہ درحقیقت اُس واقعہ کا نقشہ دکھلاتا ہے جو حضرت عیسیٰ کو پیش آیا تھا اور وہ واقعہ یہ تھا کہ یہودنے اس ارادہ سے انکو قتل کرنا چاہا تھا کہ اُن کا کاذب ہونا ثابت کریں۔ اور انھوں نے یہ پہلو ہاتھ میں لیا تھا کہ ہم صلیب کے ذریعہ سے اسکو قتل کرینگے۔ اور مصلوب لعنتی ہوتا ہے۔ اور لعنت کا مفہوم یہ ہے کہ انسان بے ایمان اور خدا سے برگشتہ اور دور اور مہجور ہو۔ اور اسطرح پر اُن کا کاذب ہونا ثابت ہوجائے گا۔ اور خدا نے انکو تسلی دی کہ تو ایسی موت سے نہیں مریگا جس سے یہ نتیجہ نکلے کہ تو لعنتی اور خدا سے دور اور مہجور ہے بلکہ میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا یعنی زیادہ سے زیادہ تیرا قرب ثابت کروں گا ✠ اور یہود اپنے اس ارادہ میں نامراد رہینگے۔ پس لفظ رفع کے مفہوم میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی بھی ایک پیشگوئی مخفی تھی کیونکہ جس سچائی کے زیادہ ظاہر ہونے کا وعدہ تھا وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے وقوع میں آئی۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنے ایک سچے نبی کو بغیر شہادت کے نہ چھوڑا۔

غرض یہی پیشگوئی اس عاجز کی نسبت براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے موجود ہے اور آجسے سترہ برس پہلے شائع ہوچکی۔ سو یہ الہام وہی شان نزول اپنے ساتھ رکھتا ہے جو حضرت مسیح کے متعلق ہونیکی حالتیں اُسکے ساتھ تھی یعنے جیسا کہ اسوقت میں یہ وحی اسی غرض سے حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئی تھی کہ انکو پیش از وقت خبر دیجائے کہ تیری نسبت قتل کے منصوبے ہونگے اور میں تجھکو بچالوں گا اسی غرض سے یہ الہام بھی ہے۔ اگر فرق ہے تو صرف اتنا ہے کہ اسوقت قتل کے

✠ حاشیہ۔ وعدہ اس عاجز کو بھی دیا گیا کہ میں تجھے وفات دوں گا اور اپنی طرف اُٹھاؤں گا چنانچہ اُسی آیت کو بطور الہام اس عاجز کے حق میں بھی نازل فرمایا ہے جس سے ہمارے علماء رفع عنصری مُراد لیتے ہیں۔ اور میں دلائل سے ثابت کرچکا ہوں کہ یہ آیت میرے حق میں بھی الہام ہوئی ہے۔ تو اب کیا میری نسبت بھی یہ عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ میں مع جسم عنصری آسمان کی طرف اُٹھایا جاؤں گا۔ اگر کہو کہ تمہارا الہام ثابت نہیں تو یہ عذر فضول ہوگا کیونکہ جس لطیف پیشگوئی پر یہ الہام مشتمل ہے وہ ظہور میں آگئی ہے پس اسی دلیل سے الہام کا سچا ہونا ثابت ہوگیا۔ منہ

منصوبے کرنیوالے یہود تھے اور اب ہنود ہین۔ اور یہود نے حضرت مسیح کی تکذیب کے لئے یہ پہلو سوچا تھا کہ اُنکو مصلوب کر کے توریت کے رو سے اُن کا لعنتی ہونا کھل جائے گا اور سچا پیغمبر لعنتی نہین ہو سکتا۔ پس اسطرحپر اُنکا جھوٹھا ہونا دلونپر جم جائیگا۔ اور ایسی ذلت کیساتھ زندگی کا خاتمہ ہو کر پھر اُن کا کوئی بھی نام نہین لیگا۔ اسی ذلت کی موت کا بھاری غم تھا جسنے تمام رات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دعا کرنیکا جوش دیا اور عین صلیب کے وقت "ایلی ایلی لما سبقتنی" اُنکے مونہہ سے کہلایا۔ ورنہ ایک نبی کو اپنی موت کا کیا غم ہو سکتا ہے۔ یہ بہادر قوم تو موت کے غم کو پیرون کے نیچے کچلتی ہے۔ ایسا ڈر نبی کے دل کی طرف کیونکر منسوب کر سکین بلکہ لعنت کے فتنہ کا ڈر تھا جو اُنکے دلکو کھا گیا تھا۔ آخر اُس راستباز کو خدا نے بچا لیا۔ اور براہین احمدیہ کی اس پیشگوئی مین یہ اشارہ ہے کہ یہی منصوبہ تمہارے لئے ایک قوم کریگی۔ چنانچہ ان دنونمین لیکھرام کی موتکے بعد ہنود نے یہی کیا اور کر رہے ہین۔ لیکن انھون نے میری تکذیب کیلئے یہ دوسرا پہلو سوچا ہے کہ اگر ممکن ہو تو اسکو بھی عید کے قریب قریب قتل کر دین اور اسطرحپر اپنی پیشگوئیکو یاد کر کے دلونسے اسلامی عظمت کو مٹا دین اور لوگونکو اسطرف توجہ دلا دین کہ جیسا کہ لیکھرام ایک پیش از وقت پیشگوئی کیموافق قتل ہو گیا ایسا ہی یہ شخص بھی پیش از وقت ہماری پیشگوئی کیموافق قتل ہو گیا پس اگر وہ خدا کا الہام ہو سکتا ہے تو ہماری بات کو بھی خدا کا الہام کہنا چاہیئے۔ سو اسطرحپر دُنیا مین ایک گڑبڑ پڑ جائیگا اور لوگ ہندؤنکے ایک مُردہ کے مقابل مسلمانون کے ایک مُردہ کو دیکھکر اس نتیجہ تک پہونچ جائینگے کہ دونوں انسانی منصوبے ہین۔ اور اسطرحپر بآسانی اس شخص کا کاذب ہونا ثابت ہو جائیگا۔ سو یہود اور ہنود تکذیب کی مدعا مین واحد ہین صرف جُدا جُدا دو پہلو انکو سوجھے۔ پس خدا نے اسوقت سے سترہ برس پہلے سمجھا دیا کہ جیسا کہ یہود اپنے ارادہ مین ناکام رہے ہنود بھی اپنے ارادہ مین ناکام رہینگے اور صاف لفظونمین سمجھا دیا کہ یہ منصوبہ قتل اُسوقت ہو گا کہ جب ایک چمکتا ہوا نشان حملہ کے رنگ مین ظہور مین آئیگا اور اس حملہ کے بعد ایک فتنہ ہو گا اُسی فتنہ کی مشابہ جو مسیح کی نسبت ہوا تھا۔ اور پھر اسی الہام کیساتھ عربی مین الہام ہے جسکے یہ معنے ہین کہ خدا مشکلات کے پہاڑ دور کر دیگا اور یہ سب رحمان کی قوت سے ہو گا۔

اور پھر اسی الہام کی تائید مین براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۰۶ مین ایک الہام ہے جسمین

ہندؤں اور عیسائیوں کیلئے ایک کھلے کھلے نشان کا وعدہ کیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین حتی تاتیھم البینۃ وکان کیدھم عظیما۔ یعنی مشرک اور عیسائی بجز ایک کھلے کھلے نشان کے اپنی تکذیب سے باز آنیوالے نہیں تھے اور ان کا مکر بہت بڑا تھا۔ اور پھر فرمایا کہ اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑجاتا۔ یہ وہی کھلا کھلا نشان ہے جسکو دوسری جگہ چمکار کے لفظ سے تعبیر کیا ہے جو لیکھرام کی موت کا نشان ہے اور صاف ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نے نہایت صفائی سے اس نشان کو ظاہر کیا ہے کیونکہ اس پیشگوئی میں میعاد بتلائی گئی تھی۔ عید کا دوسرا دن بتلایا گیا تھا۔ اور موت بذریعہ قتل بتلائی گئی تھی۔ اور کشفی عبارت صاف بتلاتی تھی کہ موت اتوار کو ہوگی اور رات کیوقت ہوگی۔ سو یہ ساری باتیں اسیطرح ظہور میں آگئیں جیسا کہ پہلے سے کہی گئی تھیں۔ اور ہندوں کا سازش کا الزام اور قتل کرنیکے ارادہ کا الزام اس پیشگوئی کی صفائی پر کچھ غبار نہیں ڈال سکتا۔ کیونکہ ابھی ہم بیان کرچکے ہیں کہ براہین احمدیہ میں پیشگوئی موجود ہے کہ اس نشان کے ظہور کیوقت ایک فتنہ ہوگا اور وہ فتنہ اُس فتنہ سے مشابہ ہوگا کہ جو حضرت عیسیٰ کی نسبت یہود نے اٹھایا تھا۔ یعنی یہ کہ گورنمنٹ کے ذریعہ سے مصلوب کروانیکی کوشش یا خود قتل کرنیکا منصوبہ کرنا۔

اور اسجگہ یاد رہے کہ جو کچھ ہندو اور ہمارے دوسرے مخالف اس پیشگوئی پر گرد وغبار ڈالنا چاہتے ہیں **ایسا کبھی نہیں ہوگا** کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے اسلئے خدا تعالیٰ اِسکو ہرگز ضائع نہیں کریگا۔ بلکہ وہ روز بروز اسکی صفائی ظاہر کریگا۔ اور جیسے جیسے لوگوں کو یہ پیشگوئی سمجھ آتی جائیگی ویسے ویسے اسکی طرف کھینچے جائینگے۔ کیا اس پیشگوئی کی عظمت کیلئے یہ کافی نہیں کہ علاوہ ان تمام تصریحات کے جو اس پیشگوئی میں موجود ہیں براہین احمدیہ میں بھی سترہ برس پہلے اس واقعہ سے اس پیشگوئی کی خبر دیگئی ہے۔

پندرھوین پیشگوئی ڈپٹی عبد اللہ آتھم کی نسبت پیشگوئی ہے جو **نہایت صفائی** سے پوری ہوگئی۔ آتھم مذکور کی نسبت پیشگوئی کے الہام میں صاف طور پر یہ **شرط** تھی کہ اگر حق کیطرف رجوع کریگا تو موت میں تاخیر ڈالدیجائیگی۔ چنانچہ اُسنے پیشگوئی کی میعاد میں اپنے اقوال اور افعال سے حق کی طرف رجوع کرنا ثابت کردکھلایا۔ اُسنے نہ صرف خوف کا اقرار کیا بلکہ وہ پیشگوئی کی میعاد میں اپنے گوشۂ خلوت میں مردہ کیطرح پڑا رہا* اس عرصہ میں ایکمرتبہ اسکو بخار آیا تو وہ روتا ہوا بولا کہ

* آتھم پیشگوئی کی میعاد میں جو پندرہ مہینے تھی اپنی پہلی عادتیں یعنی مباحثات اور مسافرت سے ایسا دستکش ہوگیا کہ گویا اُسکی تمام پہلی زندگی میں نہیں باقی جاتی اُسنے اس میعاد میں بقدر ایک سطر بھی کوئی مخالفانہ مضمون نہیں نکالا۔ پس یہ نہایت صاف اور واضح ثبوت اسبات پر ہے کہ وہ ایام پیشگوئی میں اپنی قدیم عادتوں سے رکا رہا۔ اور یہی رجوع تھا۔ منہ

ہاتھ مین پکڑا گیا۔ اُسنے میعاد کے اندر تمام مباحثات چھوڑ دیئے گویا اُسکے مونہہ مین زبان نہ تھی
میعاد کے دنون مین اُسنے اپنی عجیب تبدیلی دکھلائی کہ گویا یہ وہ آتھم ہی نہین ہے۔ پس اگرچہ یہ
تبدیلی اور ہراس اور غم کہ اُسکے چہرہ سے نمایان تھا رجوع کیلئے کافی دلیل تھی۔ لیکن اس سے بڑھکر
اُسنے یہ بھی ثبوت دیدیا کہ جب مینے اُسکو کہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تو میعاد کے اندر
ضرور ڈرتا رہا اور عیسائیت کے بیباکانہ طریق سے ضرور دستکش ہو کر ہیبت اسلام سے متاثر ہوگیا
تھا جو رجوع کے اقسام مین سے ایک قسم ہے اور اگر یہ بات صحیح نہین ہے تو تجھے قسم کھانا چاہیے
جسپر ہم چار ہزار روپیہ بلا توقف تجھے دیدینگے۔ لیکن اُسنے قسم نہ کھائی اور نہ نالش سے اپنے
اُن جھوٹے الزامونکو ثابت کیا جو اپنے خوف کی بنا ٹھہرائی تھی۔ یعنے یہ الزام کہ گویا ہمنے ایک سانپ تعلیم
یافتہ اُسکی طرف چھوڑا تھا اور بعض مسلح سپاہی بھیجے تھے۔ پس اُسکی اس کاروائی سے صاف طور پر
ثابت ہوگیا کہ ضرور اُسنے رجوع کیا۔ اور الہامی عبارت مین یہ بھی تھا کہ اگر رجوع پر قائم نہ رہے گا اور
حق کو چھپائیگا تو جلد مر جائیگا۔ چنانچہ وہ حق کا اخفا کر کے ہمارے آخری اشتہار سے سات ماہ کے
اندر فوت ہوگیا۔ الہام کیموافق اُس کا مرنا بھی صاف گواہی دیتا ہے کہ وہ صرف رجوع کے باعث سے
کچھ دنون تک زندہ رہ سکا تھا۔ یہ کیسی صاف بات ہے کہ الہام الٰہی مین آتھم کیلئے ایک زندہ رہنے
کا پہلو تھا اور ایک مرنیکا پہلو۔ سو خدا نے پیشگوئی کے الفاظ کیمطابق دونون پہلوؤنکو پورا کر کے دکھلا دیا
کیا زندہ رہنے کا پہلو جو شرط الہامی ہے پیچھے سے بنا دیا ہے اور پہلے الہام مین درج نہین تھا؟
اگر ایسی ہی سمجھ ناقص ہے تو ایک موٹے طور پر سمجھ لو کہ الہام کے لفظون مین ہاویہ کا ذکر تھا اور ہاویہ
کا کمال موت سے تعبیر کیا گیا تھا۔ اب سچ کہو کہ کیا آتھم پیشگوئی کی میعاد کے اندر بے چینی مین نہین رہا
جو ہاویہ کا مصداق ہے؟ کیا کہہ سکتے ہو کہ وہ آرام اور تسلی سے رہا؟ کیا یہ سچ نہین کہ وہ میعاد
سے خارج ہو کر اور عیسائیت پر اصرار کر کے ہمارے آخری اشتہار سے سات ماہ تک مر گیا؟
کیا دکھلا سکتے ہو کہ اب تک وہ کہین زندہ بیٹھا ہے؟ کیا یہ ایسی باتین ہین جو کسیکو سمجھ نہین آسکتین؟
سو انکار پر اصرار اگر بے ایمانی نہین تو اور کیا ہے؟ سچ تو یہ ہے کہ دُنیا کسی پہلو سے خوش
نہین ہو سکتی۔ آتھم نے نرمی اور شرم اختیار کی اور اُس کا دل خوف سے بھر گیا سو خدا نے الہام
کی شرط کے موافق خوف کے ایام مین اسکو مہلت دیدی مگر دُنیا کے لوگون نے پھر بھی کہا کہ

"آتھم کیون نہین مرا" اور لیکھرام نے کچھ خوف نکیا اور شوخی دکھلائی اسلیئے خدا تعالی نے ٹھیک
ٹھیک میعاد کے اندر اسکو ہلاک کیا اور دنیا کے لوگون نے کہا کہ "کیون لیکھرام مرگیا ضرور کوئی
خفیہ سازش ہوگی"۔ سو وہ جو میعاد کے اندر مرنیسے بچایا گیا اسپر بھی مخالفونکا شور اٹھا کہ کیون
بچایا گیا اور جو میعاد کے اندر پکڑا گیا اسپر بھی شور اٹھا کہ کیون پکڑا گیا۔

اور جیسا کہ لیکھرام کی نسبت سترہ برس پہلے براہین احمدیہ مین خبر موجود ہے ایسا
ہی آتھم کی نسبت بھی براہین احمدیہ مین خبر موجود ہے۔ جو شخص براہین احمدیہ کا صفحہ ۲۴۱ غور
سے پڑھیگا اسکو اس بات کو ماننا پڑیگا کہ درحقیقت براہین احمدیہ مین اس فتنہ نصاری کی جو آتھم
کی میعاد گذرنے کے بعد ظہور مین آیا خبر دیگئی ہے۔ ان باتون پر غور کرنیسے ایک ایماندار کا ایمان
قوت پاتا ہے۔ لیکن افسوس کہ ہمارے مخالف دن بدن بے ایمانی مین بڑھتے جاتے ہین
نہ معلوم انکی قسمت مین کیا لکھا ہے۔ مولویونکی حالت پر تو بہت ہی افسوس ہے کہ انکو آثار نبویہ
کے ذریعہ سے آتھم کی پیشگوئی کی نسبت خبر دیگئی تھی مگر انھون نے اس خبر کی بھی کچھ پروا نہین
کی۔ ایک دانشمند انسان جب براہین احمدیہ کو کھولکر صفحہ ۲۴۱ مین نصاری کے ذکر اور انکے
مکر اور حق پوشی کی پیشگوئی کے بعد پھر اس الہام کو پڑھیگا کہ **الفتنۃ ھھنا فاصبر کما صبر
اولوا العزم** اور پھر آگے چلکر جب پانسو گیارہ ۵۱۱ صفحہ پر ایک مفتری اور بیباک مسلمان کے ذکر
کے بعد پھر اس الہام کو پڑھیگا کہ **الفتنۃ ھھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم** اور پھر آگے
چلکر جب صفحہ ۵۵۷ مین ایک چمکتے ہوئے نشان کے ذکر کے بعد پھر اس الہام کو پڑھیگا
الفتنۃ ھھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم۔ تو ان تین فتنون کے تصور سے جو صفحہ
۲۴۱ اور صفحہ ۵۱۱ - اور ۵۵۷ براہین احمدیہ مین اسوقت سے سترہ برس پہلے لکھی ہوئی
ہین طبعاً اسکے دل مین ایک سوال پیدا ہوگا کہ یہ تین فتنے کیسے ہین جنمین سے ایک عیسائیون
سے تعلق رکھتا ہے اور ایک کسی منصوبہ باز مسلمان سے اور ایک کھلے کھلے نشان کے ظہور
کے وقت سے۔ اور پھر جب واقعات کی تلاش مین پڑیگا تو وہ تین بھاری بلوے اسکی نظر کے
سامنے آجائینگے جو ہر ایک انمین سے فتنہ عظیم کہلانے کا مستحق ہے۔ تب خدا کا عمیق علم دیکھکر
ضرور سجدہ کریگا جسنے اسوقت یہ خبرین دین جبکہ ان تینون فتنونکا **نام و نشان نہ تھا**۔
اگر یہ تینون فتنے چیستان کیطرح پر کسی واقعات کے جاننے والے کے سامنے پیش کئے جائین

توفی الفور وہ جواب دیگا کہ ایک فتنہ آتھم کی پیشگوئی کے متعلق کا ہے جو عیسائیون اور اُنکے حامی بخیل
مسلمانون سے ظہور مین آیا یعنے اُن مسلمانون نے جن کا نام اس پیشگوئی مین یہود رکھا ہے - اور دوسرا
فتنہ محمد حسین بٹالوی کی تکفیر کا فتنہ ہے - اور تیسرا وہ فتنہ جو ہندؤن کی طرف سے نشان الٰہی کے
ظہور کے بعد وقوع مین آیا - یہ تین فتنے ہین جو پر شور بلوہ کی طرح ظہور مین آئے جنکی خدا نے سترہ
برس پہلے خبر دیدی تھی - !!!

اس بات سے کوئی انکار نہین کرسکتا کہ ان تینون فتنون مین سے کوئی فتنہ بھی قومی شور
وغوغا سے خالی نہ تھا اور ہر ایک مین انتہائی درجہ کا جوش بھرا ہوا تھا - اور ہر ایک مین غیر معمولی
غل غپاڑہ اٹھا تھا - چنانچہ عیسائیون کا فتنہ اُسوقت وقوع مین آیا تھا جب آتھم میعاد پیشگوئی کے
بعد زندہ پایا گیا - پادریونکو **خوب معلوم تھا** کہ الہامی پیشگوئی مین صریح شرط تھی کہ آتھم رجوع
کی حالت مین جو ایک دلی فعل ہے میعاد مین مرنے سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے اور یہ بھی وہ خوب جانتے
تھے کہ آتھم پیشگوئی کی ہیبت سے ضرور ڈرتا رہا - اور وہ ایام میعاد مین عیسائیت کے تعصب پر
قائم نہین رہ سکا - اور اُنکی مجلسون سے بھاگ کر فیروزپور کے گوشہ خلوت مین جا بیٹھا - اور
نیز انکو خوب معلوم تھا کہ ایک دفعہ بیماری کی وقتمین اُسنے یہ بھی کہا کہ "مین پکڑا گیا" - اور
خوب جانتے تھے کہ فطرتاً اُسکی روح ڈرنیوالی تھی - اور انھین کما حقہ اس بات کا علم تھا کہ اُسنے
اپنی حرکات سے خوف ظاہر کیا استقامت ظاہر نہین کی - اور پہلی وضع متعصبانہ کو ایسا بدل دیا
کہ اثناء میعاد مین دین اسلام کی مخالفت مین کبھی دو سطر کا مضمون بھی کسی اخبار مین نہین
چھپوایا - اور نہ کوئی رسالہ نکالا جیسا کہ اُسکی قدیم سے عادت تھی اور نہ کسی مسلمان سے بحث
کی بلکہ اسطرح پر دنونکو گذارا جیسا کہ کسی نے خاموشی کا روزہ رکھا ہوا ہوتا ہے - اور پھر طرفہ یہ
کہ چار ہزار روپیہ دینے پر بھی قسم نہ کھائی - اور مارٹن کلارک سر پیٹ پیٹ کر رہ گیا مگر نالش
نکی اور تعلیم یافتہ سانپ وغیرہ الزامونکو ثابت نکر سکا - ان تمام وجوہات سے پادری صاحبونکو
یقینی علم تھا کہ وہ بزدل اور ڈرپوک نکلا - اور میعاد کے بعد بھی وہ اپنا قصہ یاد کرکے رو دیا لیکن
پادریون نے خدا تعالیٰ کا خوف نکیا - اور امرتسر کے بازارون مین اُسکو لئے پھرے کہ دیکھو آتھم
صاحب زندہ موجود ہے اور پیشگوئی جھوٹی نکلی - بہت سے پلید طبع مولوی جو نام کے مسلمان
تھے اور چند نالائق اور دُنیا پرست اخبار والے اُنکے ساتھ ہوگئے اور لعن طعن اور تکذیب اور

تیرا بازہی مین انکے بھائی بن بیٹھے اور بڑے جوش سے اسلام کی تحقیر کرائی۔ پھر کیا تھا عیسائیونکو اور بھی موقعہ ہاتھہ لگا۔ پس انھون نے پشاور سے لیکر الہ آباد اور بمبئی اور کلکتہ اور دور دور کے شہرون تک نہایت شوخی سے ناچنا شروع کیا اور دین اسلام پر ٹھٹھے کئے اور یہ سب مولوی یہودی صفت اور اخبارون والے انکے ساتھہ خوش خوش اور ہاتھہ مین ہاتھہ ملائے ہوئے تھے۔ انپر آسمان سے خدا کی لعنت برس رہی تھی مگر انکو نظر نہین آتی تھی۔ اسوقت وہ غضب الٰہی کے نیچے تھے۔ مگر نفسانی جوش کے گرد وغبار سے اندھے کیطرح ہو رہے تھے۔ یہ لوگ اسوقت شیطانی آواز کے مصدق تھے اور آسمان کی آواز کی کچھہ پرواہ نتھی۔ انھین دنونمین ایک بے نصیب نالائق مسلمان ایڈیٹر نے لاہور سے اپنے اخبار مین آتھم کو مخاطب کر کے اور میرا نام لیکر لکھا کہ آتھم صاحب خلق اللہ پر احسان کرینگے اگر نالش کر کے اس شخص کو سزا دلائینگے"۔ اس نادان نے اپنے ان پر جوش لفظون سے مُردہ کو بلانا چاہا۔ مگر چونکہ وہ مرچکا تھا اسلئے ہل نسکا۔ اور خدا تعالی جانتا ہے کہ مین خود چاہتا تھا کہ اگر آتھم نے قسم نہین کھائی تو بارے نالش ہی کرتا۔ مگر آتھم تو مردہ تھا۔ زندہ خدا کی پیشگوئی کا رُعب اسکو ہلاک کر گیا تھا گو بظاہر جیتا نظر آتا تھا۔ مگر اسمین جان نتھی۔ مین سچ سچ کہتا ہون کہ اگر یہ سب لوگ اُسکو ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیتے تب بھی وہ کبھی نالش نکرتا۔ اور اگر مین ایک کروڑ روپیہ بھی اُسکو دیتا تو کبھی قسم نہ کھاتا۔ اسکا دل میرا قائل ہوگیا تھا اور زبانپر انکار تھا۔ اور مین خوب جانتا ہون کہ اس معاملہ مین آتھم سے زیادہ میری سچائی کا اور کوئی گواہ نتھا۔ غرض پادریون نے آتھم کے معاملہ مین حق پوشی کر کے بہت شوخی کی اور امرتسر سے شروع کر کے پنجاب اور ہندوستان کے بڑے بڑے شہرونمین ناچتے پھرے اور بہروپ نکالے اور ایسا شور وغوغا کیا کہ ابتداء عملداری انگریزی سے آجتک اسکی کوئی نظیر نہین ملسکتی۔ اور اس جھوٹھی خوشی مین جسکے مقابل انھین کا کانشنس انکے مونہہ پر طمانچے مارتا تھا بہت برا نمونہ دکھایا۔ اور گندی گالیون سے بھرے ہوئے میری طرف خط بھیجے اور وہ شور کیا اور وہ شوخی ظاہر کی کہ گویا ہزارون فتح انکے نصیب ہوگئین اور ہزارون اشتہار چھپوائے مگر پھر بھی اتنے اور اسقدر جوش کیساتھہ آتھم کا مُردہ جنبش نکر سکا اور اس جھوٹھی فتح کی خوشی مین اُسنے کوئی دو ورقہ رسالہ بھی شائع نکیا۔ بلکہ ایک اخبار مین شائع کر دیا کہ یہ تمام فتنہ اور شور وغوغا جو عیسائیونکی طرف سے ہوا یہ میرے خلاف مرضی ہوا مین انکے ساتھہ متفق نہین۔ اور گو سچی گواہی کو چھپایا مگر مخالفانہ تیزی اور چالاکی سے بھی چپ رہا یہانتک کہ الہام الٰہی کیموافق ہمارے

آخری اشتہار سے سات مہینہ کے اندر فوت ہوگیا۔ غرض بڑا بھاری فتنہ یہ تھا جسمین دین اسلام پر ٹھٹھا کیا گیا۔ اور جسمین بدبخت مولویون اور دوسرے جاہل مسلمانون نے پادریونکی ہان کیساتھ ہان ملا کر اپنا مونہہ کالا کیا۔ اور ایک الہامی پیشگوئی کی ناحق تکذیب کی اور اسلام کی سخت توہین کے مرتکب ہوئے۔ اب صفحہ ۲۴۱ براہین احمدیہ غور سے پڑھو اور انصاف کرو کہ کیسی صفائی سے اس فتنہ کی اسمین خبر ہے اور کیسا صاف صاف لکھا ہے کہ اول عیسائی مکر کرینگے اور پھر صدق ظاہر ہو جائیگا۔

دوسرا فتنہ جو دوسرے درجہ پر تھا محمد حسین بٹالوی کی تکفیر کا فتنہ تھا۔ اسمین بھی عوام کا شور وغوغا پادریونکی شور وغوغا سے کچھ کم نتھا۔ اسی فتنہ کی تقریب پر بمقام دہلی سات یا آٹھ ہزار کے قریب مکفر اور مکذب جامع مسجد مین میرے مقابل پر اکھٹے ہوئے تھے۔ اگر عنایت الٰہی شامل نہوتی تو ایک خطرناک بلوہ برپا ہو جاتا۔ غرض اس فتنہ کا بانی محمد حسین بٹالوی تھا اور اُسکے ساتھ نذیر حسین دہلوی تھا جسکی نسبت اللہ تعالیٰ نے اس الہام مین فرمایا جو صفحہ ۵۱۱ مین درج ہے تبت یدا ابی لھب وتب ماکان لہ ان یدخل فیھا الا خائفا یعنی دونون ہاتھ ابی لہب کے ہلاک ہوگئے جس سے اُسنے فتوی تکفیر لکھا۔ اور وہ آپ بھی ہلاک ہوگیا۔ اُسکو نہین چاہیے تھا کہ اس مقدمہ مین دخل دیتا مگر ڈرتا ہوا۔ یہ فتنہ بھی پشاور سے لیکر کلکتہ بمبئی حیدرآباد اور تمام بلاد پنجاب اور ہندوستان مین پھیل گیا۔ اور جاہل مسلمانون نے رافضیونکی طرح مجھپر لعنت بھیجنا ثواب کا موجب سمجھا۔ اور مسلمانونکے باہمی تعلقات ٹوٹ گئے اور بھائی بھائی سے اور بیٹا باپ سے علیحدہ ہوگیا۔ سلام ترک کیا گیا یہانتک کہ ہماری جماعت مین سے کسی مُردہ کا جنازہ پڑھنا بھی موجب کفر سمجھا گیا۔

تیسرا فتنہ جو تیسرے درجہ پر ہے وہ فتنہ ہے جو ابلیکھرام کی موت پر کھلا کھلا نشان ظاہر ہونیکے وقت ہندوؤن سے وقوع مین آیا اور انھون نے جہانتک اُنکی طاقت تھی فتنہ کو انتہا تک پہونچایا اور قتل کے منصوبے کئے اور کر رہے ہین اور گورنمنٹ کو اکسایا اور اکسا رہے ہین۔* اس فتنہ کیساتھ چونکہ ایک ایسا کھلا کھلا نشان ہے جس سے مخالفونکے دلانپر زلزلہ آگیا ہے اور فتح عظیم حاصل ہوئی ہے۔ اور بہت سے اندھے سوجاکھے ہوتے جاتے ہین اسلئے یہ فتنہ تیسرے درجہ پر ہے۔

یہ تین فتنے ہین جنکا براہین احمدیہ مین آجسے سترہ برس پہلے ذکر ہے۔ اب اگر

* ۸ اپریل ۱۸۹۷ء کو صاحب ڈسٹرکٹ سپرانٹنڈنٹ پولیس کی معرفت خانہ تلاشی کرائی۔ منہ

بڑے سے بڑے متعصب مسلمان یا عیسائی یا ہندو کے سامنے یہ **کتاب براہین احمدیہ** رکھدیجائے اور ان تینوں فتنوں کے مقامات اسکو دکھلائے جائیں اور حلفاً اس سے پوچھا جائے کہ یہ تینوں فتنے واقعی طور پر وقوع میں آچکے یا نہیں اور کیا یہ پیشگوئی کے طور پر براہین احمدیہ میں لکھے گئے تھے یا نہیں اور کیا یہ **واقعات ثلثہ** جو بڑے زور شور سے ظہور میں آچکے نہیں بتلاتے اور گواہی نہیں دیتے کہ حقیقت میں **ایک فتنہ** عیسائیوں کیطرف سے بھی ہوا جسمیں لاکھوں انسانوں کا شور وغوغا ہوا اور گروہ کے گروہ نہایت پُرجوش صورت میں بازاروں میں پھرتے تھے اور بہروپ نکالتے تھے اور **دوسرا فتنہ** حقیقت میں **محمد حسین** بٹالوی کیطرف سے ہوا جسنے مسلمانوں کے خیالات کو اس عاجز کی نسبت بھڑکتی ہوئی آگ کے حکم میں کر دیا اور بھائیوں کو بھائیوں سے اور باپوں کو بیٹوں سے اور دوستوں کو دوستوں سے علیحدہ کر دیا اور رشتے ناطے توڑ ڈالے۔ اور **تیسرا فتنہ** لیکھرام کی موت کیوقت اور نشان الٰہی کے ظاہر ہونے کے حسد سے ہندوؤں کی طرفسے ہوا اس فتنہ کے جوش میں کئی معصوم بچے قتل کئے گئے راولپنڈی میں قریباً چالیس آدمیوں کو زہر دیا گیا اور مجھکو قتل کی دھمکیاں دی گئیں اور گورنمنٹ کو مشتعل کرنیکے لئے سعی کیگئی اور آئندہ معلوم نہیں کہ کیا کچھ کرینگے٭ اب بتلاؤ کہ کیا یہ سچ نہیں کہ جیسے براہین احمدیہ میں تصریح اور تفصیل کے ساتھ تین فتنوں کا ذکر کیا گیا تھا وہ تینوں فتنے ظہور میں آگئے کیا محمد حسین بٹالوی یا سید احمد خان صاحب کے سی ایس آئی۔ یا نذیر حسین دہلوی یا عبدالحق غزنوی یا رشید احمد گنگوہی یا محمد بشیر بھوپالی یا غلام دستگیر قصوری یا عبداللہ ٹونکی پروفیسر لاہور یا مولوی محمد حسن رئیس لدھیانہ قسم کھا سکتے ہیں کہ یہ تین فتنے جنکا ذکر پیشگوئی کیطور پر براہین احمدیہ میں کیا گیا ہے ظہور میں نہیں آگئے اگر کوئی صاحب ان صاحبوں میں سے میرے الہام کی سچائی کے منکر ہیں تو کیوں خلقت کو تباہ کرتے ہیں میرے مقابل پر قسم کھا جائیں کہ یہ تینوں فتنے جو براہین احمدیہ میں بطور پیشگوئی ذکر کئے گئے ہیں یہ پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں اور اگر پوری ہوگئی ہیں تو اے خدائے قادر اکتالیس دن تک ہمپر وہ عذاب نازل کر جو مجرموں پر نازل ہوتا ہے پس اگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے اور بلا واسطہ کسی انسان کے وہ عذاب جو آسمان سے اترتا اور کھا جانے والی آگ کیطرح کذاب کو نابود کر دیتا ہے اکتالیس روز کے اندر نازل نہ ہوا تو میں جھوٹا اور میرا تمام کاروبار جھوٹا ہوگا اور میں حقیقت میں تمام لعنتوں کا مستحق ٹھیروں گا اور اگر وہ کسی دوسرے شخص کی طرفسے اس قسم کی پیشگوئیاں جنکو خود بیان کرنے والے اپنی تحریروں اور چھپی ہوئی کتابوں کے ذریعہ سے مخالفوں اور موافقوں میں پیش از وقت شائع کر دیا ہو اور اپنی عظمت میں میری پیشگوئیوں کے

٭ ۸ اپریل ۹۷ء کو میرے گھر کی تلاشی کیگئی منہ

مساوی ہوں اس زمانہ میں دکھا دیں جنہیں الٰہی قوت سے مس ہو تب بھی میں جھوٹا ہو جاؤنگا
اور قسم کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ جو صاحب قسم کھانے پر آمادہ ہوں وہ قادیان میں آکر میرے روبرو قسم
کھا دیں میں کسی کے پاس نہیں جاؤں گا یہ دجال کا کام ہے پس جو لوگ باوجود مولویت کی لاف کے ایسی
سستی کریں تو خود کاذب ٹھہریں گے اگر ہم نے اس شخص کو جسکا نام دجال رکھتے ہیں مغلوب کرلیں تو
گویا تمام دنیا کو بدی سے چھڑا دینگے اور قسم کے وقت یہ شرط نہایت ضروری ہوگی کہ میں انکی
قسم سے پہلے پورے دو گھنٹے تک عام جلسہ میں ان پیشگوئیوں کی سچائی کے دلائل انکے سامنے
بیان کروں گا تا وہ جلدی کر کے ہلاک نہ ہو جائیں اور نیز ان پر حجت پوری ہو اور ان کا حق نہیں ہوگا
کہ بجز قسم کھانے کے ایک کلمہ بھی منہ پر لائیں خاموشی سے دو گھنٹے تک میرا بیان کو سنیں گے
پھر حسب نمونہ مذکورہ قسم کھا کر اپنے گھروں میں جائیں گے اور یاد رہے کہ میں نے سید احمد خان صاحب
کا نام منکرین کی مد میں اسلئے لکھا ہے کہ ان کو خدا کے اس الہام بلکہ وحی سے بھی انکار ہے جو خدا سے
نازل ہوتی اور علم غیب کی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے چونکہ وہ بھی اب عمر کی منزل کو طے کر چلے ہیں میں نہیں
چاہتا کہ وہ یورپ کی کورانہ خیالات کی پیروی کر کے اس غلطی کو قبر میں لیجائیں اب گو وہ متوجہ ہوں
اور اسبات کو ٹھٹھے میں اڑائیں مگر میں نے جو تبلیغ کرنی تھی وہ کر چکا ہوں میں ڈرتا ہوں کہ میں پوچھا جاؤں
کہ ایک بندۂ گمشدہ کو تم نے کیوں تبلیغ نہ کی۔

بعض **نادان** کہتے ہیں کہ ہر دفعہ **عذاب اور موت** کی پیشگوئیاں
کیوں کی جاتی ہیں یہ نادان نہیں جانتے کہ ہر ایک نبی انذاری پیشگوئیاں کرتا رہا ہے اگر یہ روا نہیں ہے
تو اس کے کیا معنے ہیں کہ **مسیح موعود کے دم سے مخالف مرینگے**۔

غرض یہ تو صاحب ہیں جو قسم کے لئے منتخب کئے گئے ہیں کیونکہ ہر ایک انمیں سے
ایک جماعت اپنے ساتھ رکھتا ہے پس اُسکے ساتھ فیصلہ کرنے سے جماعت کا فیصلہ خود ضمناً ہو جائیگا
قسم کا یہی مضمون ہوگا کہ پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں اور پہلے سے براہین احمدیہ میں انکا ذکر نہیں ہے
اسبات کو بخوبی یاد رکھنا چاہئے کہ اگرچہ منکرین اپنی جہالت اور نادانی سے بات بات میں تکذیب کرتے
ہیں اور ہر ایک پیشگوئی کو خلاف واقعہ قرار دیتے ہیں مگر وہ تکذیب ان کی جو ایک ہولناک فتنہ
کے رنگ میں پیدا ہوئی اور بلوہ کی حد تک پہنچ گئی جسکے ساتھ ایک طوفان بے تمیزی کا اٹھا اور خطرناک
نتیجے پیدا ہوئے وہ [illegible] مرتبہ وقوع میں آئی اسی کا نام براہین احمدیہ میں فتنہ عظیمہ کہا گیا اور یہ کتاب یعنی براہین احمدیہ

آجکل ان سے ستر برس پہلا تمام ملک میں بلکہ بلاد عرب اور فارس تک شائع ہو چکی ہے - اور یہ تین فتنے جس قوت
اور عظمت سے ظہور میں آئے اور جس ہیبت ناک شور کے ساتھ اس ملک کے کناروں تک انکو پھیلایا گیا
یہ ایسا امر نہیں ہے جو کسی سے مخفی رہا ہو بلکہ پنجاب اور ہندوستان کے مرد اور عورت اور ہندو اور مسلمان
ان تینوں فتنوں کو ایسے طور سے یاد رکھتے ہیں کہ ہرگز امید نہیں کہ کبھی تذکرہ **ان فتن ثلاثہ** کا صفحہ
تواریخ میں سے مٹ سکے پس جو شخص ان تینوں فتنوں کے پُرہیبت واقعات پر اطلاع پا کر پھر براہین احمدیہ
میں ان کی خبر دیکھنا چاہے یا براہین احمدیہ میں ان تینوں فتنوں کی پیشگوئی پڑھکر پھر واقعات خارجیہ
میں اُن کا نمونہ دیکھنا چاہے تو ان دونوں صورتوں میں یقین کامل اسکو ہو جائیگا کہ براہین احمدیہ میں
انہیں تین فتنوں کا ذکر ہے جو ظہور میں آگئے یا یوں کہو کہ جو تین فتنے ظہور خارجی میں مشاہدہ کیے گئے
وہ وہی تینوں ہیں جو براہین احمدیہ میں پہلے سے مندرج ہیں۔ اب سوچو کہ آتھم کے متعلق جو پیشگوئی
تھی جسکی نسبت عیسائیوں اور یہودی صفت مولویوں نے شور مچایا اور لیکھرام کی نسبت جو
پیشگوئی تھی جسکی نسبت آریوں نے طوفان برپا کیا یہ دونوں کس چٹان مضبوط پر رکھی گئی ہیں **اے
مسلمانوں کی اولاد** حد سے بڑھتی نہ جاؤ ممکن ہے کہ انسان اپنی عقل اور اپنے اجتہاد سے
ایک رائے کو صحیح سمجھے اور در اصل وہ رائے غلط ہو اور ممکن ہے کہ ایک شخص کو کاذب خیال کرے اور در اصل وہ
سچا ہو تم سے پہلے بہت لوگوں کو دھوکے لگے تم کیا چیز ہو کہ تمہیں نہ لگیں پس ڈرو اور تقویٰ کی راہ
اختیار کرو تا امتحان میں نہ پڑو میں بار بار کہتا ہوں کہ اگر یہ انسان کا فعل ہوتا تو کب کا تباہ کیا جاتا
اور قبل اسکے جو تمہارا ہاتھ اُٹھتا خدا کا ہاتھ اُسکو تباہ کر دیتا دیکھو خدا فرماتا ہے **فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ
اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ** یعنی غیب کو چنے ہوئے فرستادوں کے سوا کسی پر نہیں
کھولا جاتا اب سوچو اور خوب غور سے اس کتاب کو پڑھو کہ کیا وہ غیب جسکی اس آیت میں تعریف ہے کامل طور پر
پیش نہیں کیا گیا میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ تمہیں دکھایا گیا اگر اُن اندھوں کو دکھایا جاتا کہ اس
صدی سے پہلے گذر گئے تو وہ اندھے نہ رہتے سو تم روشنی کو پا کر اسکو رد نہ کرو خدا تمہیں روشن آنکھیں
دینے کیلئے طیار ہے اور پاک دل بخشنے کیلئے مستعد ہے وہ نئے طور سے اپنی ہستی تم پر ظاہر کرنا چاہتا ہے
اُس کے ہاتھ ایک نیا آسمان اور نئی زمین بنانے کیلئے اُٹھے ہوئے ہیں سو تم مزاحمت مت کرو اور سعادت سے
جلد جھک جاؤ تم اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو اور اپنی ذریت کے دشمن نہ ہو تا خدا تم پر رحم کرے اور تا وہ
تمہارے گناہ بخشے اور تمہارے دلوں میں برکت دے۔ دیکھو آسمان کیا کر رہا ہے اور زمین کو کیونکر

کھینچ رہا ہے افسوس کہ تم نے **صدی** کے سر کو بھی بھلا دیا۔

پندرہوین پیشگوئی

جو آتھم کی پیشگوئی اور لیکھرام کی پیشگوئی سے نہایت مناسبت رکھتی ہے وہ الہام ہے جو آتھم کی میعاد گذرنے کے بعد رسالہ انوار الاسلام مین شائع کیا گیا تھا وہ یہ ہے اطلع اللّٰہ علی ھمّہ وغمّہ ولن تجد لسنّۃ اللّٰہ تبدیلا۔ ولا تعجبوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔ وبعزتی وجلالی انک انت الاعلیٰ۔ ونمزق الاعداء کل ممزق۔ انا نکشف السرّ عن ساقہ۔ یومئذ یفرح المؤمنون۔ ثلّۃ من الاولین وثلّۃ من الاخرین۔ ھذہ تذکرۃ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا۔ یعنی خدا نے دیکھا کہ آتھم کا دل ہم و غم سے بھر گیا اور خدا کی سنت مین تو تبدیلی نہین پائیگا یعنی ڈرنے والے دل کے لئے عذاب کی پیشگوئی کو تاخیر مین ڈالدینا یہی اسکی سنت ہے۔ اور جو [illegible] ظہور مین آیا اس سے کچھ تعجب مت کرو اور اگر تم ایمان پر قائم رہو گے تو آخر غلبہ تمہین کو ہو گا [illegible] اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ آخر تو ہی غالب ہو گا اور ہم دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالین گے۔ ہم الہامی پیشگوئی کے مخفی امور کو اس کی پنڈلی سے ننگا کر کے دکھائین گے اسدن مومنین خوش ہون گے پہلا گروہ بھی اور پچھلا گروہ بھی یہ خدا کیطرف سے ایک یاد دہانی ہے سو جو چاہے قبول کرے۔ اب دیکھو کہ یہ پیشگوئی تین برس سے کچھ زیادہ عرصہ کی ہے یعنی اسوقت کی کہ جب آتھم کی میعاد کا آخری دن تھا اس مین خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ یہ اثر پیشگوئی کا جو نادانون پر مشتبہ ہے اسکو ہم ننگا کر کے دکھلا دینگے پس اس نے لیکھرام کے نشان کے بعد اپنے وعدہ کے موافق اُس مخفی امر کو ننگا کر کے دکھلا دیا اور براہین احمدیہ کی پیشگوئیون کو ایک آئینہ کیطرح آگے رکھدیا۔ پس اس کا یہ فضل اس زمانہ پر ہے جو اس نے نئی معرفت کا سرچشمہ کھولا **مبارک وہ جو اس سے حصہ لیوے** اور یہ جو فرمایا تھا کہ پہلا گروہ بھی اسوقت خوش ہو گا اور پچھلا گروہ بھی یہ تمام پیشگوئیان اسوقت ظہور مین آگئیں چنانچہ لیکھرام کے نشان کے ظاہر ہونے سے اہل ایمان کی قوت ایمانی بہت بڑھ گئی اور انکو وہ خوشی پہنچی جسکا اندازہ کرنا مشکل ہے ہزارون ایماندارون پر رقت طاری ہو گئی اور وجد کے جوش سے خوشی آنسوؤن کے راہ سے نکلی گویا پوشیدہ خدا کو انہون نے آنکھون سے

دیکھا یہ عجیب واقعہ پیش آیا کہ ہندو اور آریہ تو لیکھرام کے غم سے روئے اور ایماندار ون اور صادقون کا گروہ زیادت معرفت کی خوشی سے رویا براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۲ مین جو الہامات مندرجہ ذیل ہین جو ایک پیشگوئی تھی وہ اسی نشان کے بعد کامل طور پر مینے پوری ہوتی دیکھی اور وہ یہ ہے۔
اصحاب الصفۃ وما ادرٰک ما اصحاب الصفۃ ترٰی اعینہم تفیض من الدمع یصلون علیک۔ ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان وداعیا الی اللہ وسراجا منیرا۔ املوا۔ ترجمہ حجرہ کی ہمنشین۔ اور تو کیا جانتا ہے کہ کیا ہین حجرہ کے ہمنشین۔ تو دیکھیگا کہ ان کی آنکھون سے آنسو جاری ہون گے۔ تجھپر درود بھیجین گے اسے ہمارے خدا ہمنے ایک منادی کرنے والے کو سنا جو تیرے نام کی منادی کرتا اور لوگونکو ایمان کیطرف بلاتا اور خدای واحد لاشریک کیطرف دعوت کرتا ہے اور ایک چمکتا ہوا چراغ ہے لکھ لو
اور انوار الاسلام کی مذکورہ بالا پیشگوئی مین یہ بھی صاف طور پر لکھا ہے کہ اس نشان کے بعد ایک اور گروہ بھی اس جماعت کے ساتھ شامل ہو جائیگا اور وہ دونون گروہ اس نشان پر خوش ہون گے۔ چنانچہ یہ پیشگوئی اب پوری ہو رہی ہے اور بہت مخالفون کے انکسار ی خط پر خط آرہے ہین جو ہم غلطی پر تھے فالحمد للہ علیٰ ذالک

سولوین پیشگوئی

براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۲۷ مین ایک آریہ کے متعلق ایک پیشگوئی ہے جسکا نام ملاوامل ہے وہ ابھی تک بقید حیات ہے یہ شخص دق کے مرض مین مبتلا ہوگیا تھا ایک دن وہ میرے پاس آکر اپنی زندگی سے نا امید ہو کر بہت بیقراری سے رویا مجھے یاد پڑتا ہے کہ اس نے اس روز متوحش خواب بھی دیکھا تھا جہان تک کہ مجھے یاد ہے خواب یہ تھا کہ اسکو ایک زہریلے سانپ نے کاٹا ہے اور تمام بدن مین زہر سرایت کر گیا ہے اس خواب نے اسکو نہایت غمگین کر دیا تھا اور پہلے سے ایک نرم تپ تھی جو کھانیکے بعد تیز ہو جاتی تھی سخت گھبراہٹ مین اسکو ڈالا ہوا تھا اس لئے وہ بیقراری اور قریب قریب مایوسی کی حالت مین تھا وہ میرے پاس آکر رویا اس لئے میرا دل اسکی حالت پر نرم ہوا اور مینے حضرت احدیت مین اس آریہ کے حقمین دعا کی جیسا کہ اس پہلے آریہ کے حقمین دعا کی تھی جس کا نام شرمپت ہے تب مجھے یہ الہام ہوا جو براہین

کے صفحہ ۷۴ مین موجود ہی قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَّسَلَامًا یعنی ہمنے تپ کی آگ کو کہا کہ سرد اور
سلامتی ہوجا چنانچہ اُسی وقت اُسکو جو موجود تھا اُس الہام سے خبر دی گئی اور کئی اور لوگون کو اطلاع دی گئی
کہ وہ ضرور میری دعا کی برکت سے صحت پاجائیگا چنانچہ بعد اس کے ایک ہفتہ نہین گذرا ہوگا کہ وہ آریہ خدا
کے فضل سے صحت پاگیا - اگرچہ اب آریون کی ایسی حالت ہے کہ ان کو سچی گواہی ادا کرنا موت سے بدتر ہی
لیکن مین اللہ تعالیٰ کی قسم کھاکر کہتا ہون کہ یہ واقعہ سراسر صحیح ہے اور ایک ذرہ اسمین آمیزش
مبالغہ نہین اگر ان واقعات کے مضمون کے کسی حصہ مین مجھے شک ہوتا تو مین ان واقعات کو
ہرگز نہ لکھتا اور مبالغہ کرنا اور اپنی طرف سے زیادہ باتین ملا دینا لعنتی انسانون کا کام ہے اور یہ دونو
واقعات شرمپت اور ملاوامل کے بھی براہین احمدیہ مین لکھے ہوئے ہین پس جو لوگ ان شبہات مین پڑتے ہین کہ
مخالفون کیلئے ضرر رسانی کے ہی الہام ہوتے ہین وہ ان دونون الہامون پر غور کرین کیونکہ یہ دونو
آریہ ہین ہمارا کام تمام مخلوق کی ہمدردی ہے بھلا آریہ ہی کوئی مثال دین کہ انہون نے اس قسم کی ہمدردی
کسی مسلمان سے کی ہو مین سچ سچ کہتا ہون کہ سچی محبت سے خدا کے بندون کی خیر خواہی کرنا بجز سچے
مسلمان کے کسی سے ممکن ہی نہین ہان ریاکاری کے ساتھ ممکن ہو تو ہو مگر دل کے پاک انشراح سے
ٹھیک ٹھیک اصول پر قدم مار کر دوسرون کو یہ باتین حاصل نہین ہو سکتین مسلمان بالطبع مدارات
کو چاہتے ہین اس لئے کھانے پینے مین بھی ہندون سے پرہیز نہین کرتے مگر ہندو ہمین نفرت بھی ایک
بخل کی نشانی ہے - ہان کسی نافرمان پر خدا کا غضب ہونا خواہ وہ مسلمان ہو یا عیسائی یا ہندو
یہ اور بات ہے ہمدردی کے اصول سے اسکو کچھ تعلق نہین -

اور مینے جو ان دونون آریون کے واقعات پیش کرنیکے وقت قسم کھائی
ہے یہ اس لئے کہ مین باور نہین کرتا کہ وہ کم سے کم اسقدر حق پوشی کیلئے طیار نہ ہو جائین کہ میری
نسبت یہ الزام دین کہ اس نے اصل واقعات مین کمی بیشی کر دی ہے اور نیز اسلئے قسم کھائی
ہے کہ آجکل آریون کو اسلام کے ساتھ ایک خاص بغض ہے -

اور مین دوبارہ اللہ جل شانہ کی قسم کھاکر کہتا ہون کہ ایک ذرہ
ان واقعات مین تفاوت نہین خدا موجود ہے اور جھوٹے کے جھوٹ کو خوب جانتا ہے اگر مینے جھوٹ بولا
ہے یا مینے ان مضمون کو ایک ذرہ کم و بیش کر دیا ہے تو نہایت ضروری ہے کہ ایسا ظن کرنیوالا خدا
کی قسم کھاکر یہ شہادت دیدے کہ مین جانتا ہون کہ اس شخص نے جھوٹ بولا ہے یا اس نے کم و بیش کر دیا ہے اور اگر نہین بھی

تو ایک سال تک اس تکذیب کا وبال مجھ پر پڑے اور ابھی میں بھی قسم کھا چکا ہوں پس اگر میں جھوٹا ہونگا یا میں نے ان قصوں کو کم و بیش کیا ہوگا تو اس دروغگوئی اور افترا کی سزا مجھے بھگتنی پڑے گی لیکن اگر میں نے پوری دیانت سے لکھا ہے اور خدا حالی جانتا ہے کہ میں نے پوری دیانت سے لکھا ہے تب مکذب کو خدا بے سزا نہیں چھوڑے گا۔ یقیناً سمجھو کہ خدا ہے اور وہ ہمیشہ سچائی کی مدد کرتا ہے اگر کوئی امتحان کیلئے اٹھے وہی میری مراد ہے کیونکہ امتحان سے خدا ہم میں اور مخالفوں میں فیصلہ کردیگا ہمارے مخالف مولویوں کیلئے بھی یہ موقع ہے کہ ان لوگوں کو اٹھا دیں جیسا کہ آتھم کے اٹھانیکی لئے کوشش کی تھی۔ فیصلہ ہو جانا ہر ایک کیلئے مبارک ہے اس سے دنیا کو پتہ لگ جائیگا کہ خدا موجود ہے اور سچوں کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ دیانند اور لیکھرام اسکا چیلہ اس جہان سے گذر گئے مگر دہریت اور بخل اور تعصب کی بدبو باقی چھوڑ گئے اور میں چاہتا ہوں کہ وہ بدبو دور ہو اسلئے میں اس آریہ سے بھی قسم سے فیصلہ چاہتا ہوں جیسا کہ پہلے آریہ سے درخواست کی گئی ہے اور میں یقیناً جانتا ہوں بلکہ آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ خدا راستی کا حامی ہے اور راستی کے مخالف کا دشمن ہے سچی بات کی گواہی دینی ایک ایماندار کے لئے مشکل نہیں مگر آریوں کے لئے آجکل بہت مشکل ہے غرض اگر کوئی مکذب ہو یہ آریہ ہو یا دوسرا آریہ تو قسم کھا کر مجھ سے فیصلہ کرلے میں جانتا ہوں کہ وہ خدا جو ہمارا خدا ہے ایک کھا جانیوالی آگ ہے وہ جھوٹے کو کبھی نہیں چھوڑے گا۔ لیکن اگر سچا ہوگا تو اسکا کوئی نقصان نہیں۔ اب دیکھو ثبوت اسے کہتے ہیں کہ دین کے دشمنوں کے حوالہ سے اس بابرکت پیشگوئی کی سچائی ظاہر کی گئی ہے دنیا میں اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا کہ ایسے دین کے دشمن جیسا کہ آجکل آریہ ہیں خدا کی پیشگوئیوں کی سچائی کے گواہ ہوں کیا ایسی گواہیاں اور ایسے موجودہ نشان عیسائیوں کے پاس بھی ہیں اگر ہیں تو ایک آدہ بطور نظیر کے پیش تو کریں پس یقیناً سمجھو کہ سچا خدا وہی خدا ہے جسکی طرف قرآن شریف بلاتا ہے اُس کے سوا سب انسان پرستیاں یا سنگ پرستیاں ہیں بیشک مسیح ابن مریم نے بھی اُس چشمہ سے پانی پیا ہے جس سے ہم پیتے ہیں اور بلاشبہ اس نے بھی اُس پھل میں سے کھایا ہے جس سے ہم کھاتے ہیں لیکن ان باتوں کو خدائی سے کیا تعلق اور ابنیت سے کیا علاقہ ہے عیسائیوں نے مسیح کو ایک مفید خدا بنانے کا ذریعہ بھی خوب نکالا یعنی لعنت اگر لعنت نہ ہو تو خدائی بیکار اور ابنیت لغو۔ لیکن باتفاق تمام اہل لغت ملعون ہونیکا مفہوم یہ ہے کہ خدا سے دل برگشتہ ہو جائے۔ بے ایمان ہو جائے۔ مرتد ہو جائے۔ خدا کا دشمن ہو جائے

تباہ دل ہو جائے۔ کتون اور سورون اور بندرون سے بدتر ہو جائے جیسا کہ توریت بھی
گواہی دے رہی ہے پس کیا یہ مفہوم بھی ایک سکینڈ کے لئے مسیح کے حق مین تجویز کرسکتے ہین
کیا کبھی ایسا زمانہ آیا تھا کہ وہ خدا کا پیارا نہین رہا تھا۔ کیا اُس پر وہ وقت آیا تھا کہ اُسکا دل خدا سے
برگشتہ ہو گیا تھا۔ کیا کبھی اُس نے بے ایمانی کا ارادہ کیا تھا۔ کیا کبھی ایسا ہوا کہ وہ خدا کا دشمن اور خدا
اس کا دشمن تھا۔ پس اگر ایسا نہین ہوا تو اُس نے اُس لعنت مین سے کیا حصہ لیا جسپر نجات کا تمام
مدار ٹھیرایا گیا ہے۔ کیا توریت گواہی نہین دیتی کہ مصلوب لعنتی ہے پس اگر مصلوب لعنتی ہوتا ہے
تو بیشک وہ لعنت جو عام طور پر مصلوب ہونیکا نتیجہ ہے مسیح پر پڑی ہوگی لیکن لعنت کا مفہوم
دنیا کے اتفاق کی رو سے خدا سے دور ہونا اور خدا سے برگشتہ ہوتا ہے فقط کسی پر مصیبت پڑنا یہ
لعنت نہین ہے بلکہ لعنت خدا سے دوری اور خدا سے نفرت اور خدا سے دشمنی ہے اور لعین لعنت
کی رو سے شیطان کا نام ہے۔ اب خدا کے لئے سوچو کہ کیا روا ہے کہ ایک راستباز کو خدا کا دشمن
اور خدا سے برگشتہ بلکہ شیطان نام رکھا جائے اور خدا کو اُسکا دشمن ٹھیرایا جائے۔ بہتر ہوتا کہ عیسائی
اپنے لئے دوزخ قبول کر لیتے مگر اُس برگزیدہ الشان کو ملعون اور شیطان نہ ٹھیراتے۔ ایسی نجات
پر لعنت ہے جو بغیر اس کے جو راستبازون کو بے ایمان اور شیطان قرار دیا جائے مل نہین سکتی۔

فان اشریف نے یہ خوب سچائی ظاہر کی کہ مسیح کو صلیبی موت سے بچا کر لعنت کی پلیدی سے بری
رکھا اور انجیل بھی یہی گواہی دیتی ہے کیونکہ مسیح نے یونس کے ساتھ اپنی تشبیہ پیش کی ہے اور
کوئی عیسائی اس سے بیخبر نہین کہ یونس مچھلی کے پیٹ مین نہین مرا تھا پھر اگر یسوع قبر مین مردہ پڑا
رہا تو مردہ کو زندہ سے کیا مناسبت اور زندہ کو مُردہ سے کونسی مشابہت۔ پھر یہ بھی معلوم ہے
کہ یسوع نے صلیب سے نجات پا کر شاگردون کو اپنے زخم دکھلائے پس اگر اُسکو دوبارہ زندگی جلالی
طور پر حاصل ہوئی تھی تو اُس پہلی زندگی کے زخم کیون باقی رہ گئے کیا جلال مین کچھ کسر باقی رہ گئی تھی
اور اگر کسر رہ گئی تھی تو کیونکر اُمید رکھین کہ وہ زخم پھر کبھی قیامت تک مل سکینگے۔ یہ بیہودہ
قصے ہین جنپر خدائی کا شہتیر رکھا گیا ہے۔ مگر وقت آتا ہے بلکہ آگیا کہ جسطرح روئی کو دھنکا جاتا ہے
اسیطرح خدا تعالیٰ ان تمام قصون کو ذرہ ذرہ کر کے اُڑا دے گا۔ افسوس کہ یہ لوگ نہین سوچتے
کہ یہ کیسا خدا تھا جسکے زخمون کیلئے مرہم بنانیکی حاجت پڑی تم سن چکے ہو کہ عیسائی اور رومی اور یہودی
اور مجوسی دفترون کی قدیم طبی کتابین جو ابتک موجود ہین گواہی دے رہی ہین کہ یسوع کی چوٹون کیلئے

ایک مرہم طیار کیا گیا تھا جسکا نام مرہم عیسی ہے جو ابتک قرابا دینوں میں موجود ہے ہنیں کہہ سکتے کہ وہ مرہم نبوت کی زمانہ سے پہلے بنایا ہوگا کیونکہ یہ مرہم حواریوں نے طیار کیا تھا اور نبوت سے پہلے حواری کہاں تھے یہ کبھی ہنیں کہہ سکتے کہ ان زخموں کا کوئی اور باعث ہوگا نہ صلیب کیونکہ نبوت کی تین برس کے عرصہ مین کوئی اور ایسا واقعہ بجز صلیب ثابت ہنیں ہوسکتا اور اگر ایسا دعوی ہو تو بار ثبوت بذمہ مدعی ہے جائی شرم ہے کہ یہ **خدا** اور یہ **زخم** اور یہ **مرہم**۔ واقعی صحیح اور سچی حقیقتوں پر کہاں کوئی پردہ ڈال سکتا ہے اور کون خدا کے ساتھ جنگ کرسکتا ہے۔ ہمیشہ کیلئے سچا **قیوم** صرف وہ اکیلا خدا ہے جو تجسم اور تجزی سے پاک اور ازلی ابدی ہے اور جھوٹے خدا کیلئے اتنا ہی غنیمت ہے کہ اس نے ایک ہزار نوسو برس تک اپنی خدائی کا سکہ قلب چلالیا آگے یاد رکھو کہ یہ جھوٹی خدائی بہت جلد ختم ہونیوالی ہے وہ دن آتے ہین کہ عیسائیوں کے سعادت مند لڑکے سچے خدا کو پہچان لین گے اور پُرانے بچھڑے ہوئے وحدہ لاشریک کو روتے ہوئے آملین گے۔ یہ مین ہنین کہتا بلکہ وہ **روح** کہتی ہے جو میرے اندر ہے جسقدر کوئی بجائے خود لڑسکتا ہے لڑے جسقدر کوئی مکر کرسکتا ہے کرے بیشک کرے لیکن آخر ایسا ہی ہوگا۔ یہ اہل بات ہے کہ زمین و آسمان مبدل ہوجائین۔ یہ آسان ہے کہ پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دین لیکن یہ وعدے مبدل ہنین ہونگے

ستر ہوین پیشگوئی

یہ پیشگوئی وہی جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۳۹ میں درج اور وہ یہ ہے یتم نعمتہ علیک لیکون ایۃ للمؤمنین۔ یعنی خدا اپنی نعمتیں تجھپر پوری کریگا تا وہ مومنین کیلئے نشان ہون یعنی دنیا کی زندگی مین جو کچھ تجھے نعمتیں دی جائینگی وہ سب بطور نشان ہونگی یعنی قول بھی نشان ہوگا جیسا کہ لوگوں نے جلسہ مذاہب لاہور اور عربی کتابوں میں دیکھ لیا۔ اور فعل بھی نشان ہوگا جیسا کہ خدا کے فعل بطور نشان میرے واسطے ظہور میں آرہے ہیں اور اولاد بھی نشان ہوگی جیسا کہ خدا نے شیک ادی دہ بابرکت اولاد کا وعدہ دیا اور پورا کیا۔ اور خدا کی مالی نصرت بھی نشان ہوگی جیسا کہ خدا نے براہین احمدیہ میں مالی نصرت کا وعدہ دیا ہے اور وہ وعدہ اب پورا ہوا اور پورب اور پچھم سے لوگ آئے اور مشرق اور مغرب سے معاون پیدا ہوئے اور جیسا کہ صفحہ ۲۴۱ مین فرمایا تھا ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء یاتون من کل فج عمیق یعنی وہ لوگ تیری مدد کرینگے جنکے دلوں میں ہم آپ ڈالین گے وہ دور دور سے اور بڑی گہری راہوں سے آئینگے۔ چنانچہ اب وہ پیشگوئی جو آج کے دن سے سترہ برس پہلے لکھی گئی تھی ظہور

ہین آتی کسکو معلوم تہا کہ ایسے سچے اخلاص اور تعبت سے لوگ دمشق نول ہو جاینگے دیکھو کہان اور کس فاصلہ پر مدراس ہے جسمین سے خدا تعالی کا ارادہ **سیٹھ عبد الرحمن حاجی اللہ رکھا** کو معہ انکے تمام عزیزون اور دوستون کے کھینچ لایا جنہون نے آتے ہی اخلاص اور خدمات مین وہ ترقی کی کہ صحابہ کے رنگ مین محبت پیدا کرلی اور کہان ہے بمبئی جسمین **منشی زین الدین ابراہیم** جیسے مخلص پر جوش طیار کئے گئے اور کہان ہے حیدر آباد دکن جسمین ایک جماعت پر جوش مخلصون کی طیار کیکئی کیا یہ وہی باتین ہہین جنکی نسبت پہلے سے براہین مین خبر دیگئی تھی۔

اٹھارہوین پیشگوئی

یہ پیشگوئی وہ ہے کہ جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۲ مین مندرج ہے یہ **قل عندی شہادۃ من اللہ فھل انتم مؤمنون۔ قل عندی شہادۃ من اللہ فھل انتم مسلمون۔** یعنی کہہ میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے پس کیا تم اسپر ایمان لاؤگے۔ کہہ میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے کیا تم اسکو قبول کروگے۔ یہ دونون فقرے بطور پیشگوئی کے ہین اور ایسے آسمانی نشانون کیطرف اشارہ کررہے ہین جو بطور پیشگوئی کے ہون کیونکہ خدا کی گواہی نشان کہلاتی ہے چنانچہ بعد اسکے یہ گواہی دی کہ **خسوف کسوف** رمضان مین کیا جیساکہ آثار مین **مہدی موعود** کی نشانیون مین آچکا تھا۔ پھر دوسری گواہی خدا نے یہ دی کہ آتھم کی پیشگوئی پر عیسائیون نے واقعات کو چھپا کر مکر کیا اور یہودی صفت مولویون نے انکی ہان کے ساتھ ہان ملائی اور وہ شیطانی آوازین جو عیسائیونکی حمایت مین زمین پر شیطانون یعنی مولویون نے دی پھر خدا نے اخفائے شہادت کے بعد آتھم کو ہلاک کیا اور اس پیشگوئی کی تصدیق کے لیئے لیکھرام کے نشان کو ظاہر کیا اور وہ آسمانی آواز تھی جسنے شیطانی آواز کو کالعدم کردیا یہی آثار نبویہ مین پہلے سے لکھا ہوا تھا جو آتھم کی پیشگوئی مین پورا ہوا تیسری خدا کی گواہی وہ پیشگوئی تھی جو جلسہ مذاہب سے پہلے شائع کی گئی تھی۔ چوتھی خدا کی گواہی لیکھرام کے مارے جانیکا نشان تھا جسنے مخالفون کی کمر توڑدی یہ پیشگوئی جن لوازم اور تصریحات کے ساتھ بیان کی گئی اور شائع کی گئی تھی وہ تمام لوازم ایسے تھے کہ کوئی دانا باور نہین کریگا کہ انکا انجام دینا انسان کے حد اختیار مین ہوسکتا ہے کیونکہ اسمین میعاد بتلائی گئی تھی دن بتلایا گیا تھا* تاریخ بتلائی گئی تھی وقت بتلایا گیا

* **حاشیہ** خروج باب ۳۲ سے ثابت ہوتا ہے کہ گوسالہ سامری کے تیست و نابود کرنیکا ارادہ

اور صورت موت بلائی گئی تھی یعنی یہ کہ کسطرح سے مریگا بیماری سے یا قتل سے اور پیشگوئی کے اشارات
یہ بھی ظاہر کرتے ہین کہ جن لوگون نے اس گوسالہ کی ثناخوانی کو پرستش تک پہنچایا اور سچائی کا خون کیا
اور اُس کی تعریف مین غلو کیا وہ بھی خدا تعالی کی نظر مین اُس قوم کیطرح ہین جنھون نے سامری کے
گوسالہ کی پرستش کی تھی اللہ تعالی سورۃ الاعراف مین فرماتا ہے ان الذین اتخذوا
العجل سینالھم غضب من ربھم وذلۃ فی الحیوۃ الدنیا وکذلک
نجزی المفترین یعنی جنھون نے گوسالہ پرستی کی اُنپر غضب کا عذاب پڑیگا اور دنیا کی زندگی مین
اُنکو ذلت پہنچیگی اور اسیطرح ہم دوسرے مفتریون کو سزا دینگے- اور یہ ایک لطیف اشارہ ان
گوسالہ پرستون کیطرف بھی ہے جو اس دوسرے گوسالہ یعنی لیکھرام کی پرستش کرتے مین ظلم اور
خونریزی کے ارادون تک پہنچ گئے خدا تعالی کے علم سے کوئی شی باہر نہین وہ خوب جانتا تھا کہ ہندو بھی لیکھرام کی
پرستش کرکے اسکو گوسالہ بنائینگے اس لیے اُس نے کذالک کے لفظ سے لیکھرام کے قصہ کی طرف اشارہ کردیا- توریت
خروج باب ۳۲ ایت ۳۵ سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالی نے بنی اسرائیل گوسالہ پرستی کے سبب سے موت بھیجی تھی یعنی ایک وبا
اُنمین پڑ گئی تھی جس سے وہ مرگئے تھے- اور اس عذاب کی خبر کیوقت اللہ تعالی نے یہ بھی فرمایا تھا
کہ جو لوگ ایمان لائینگے مین اُنکو نجات دونگا جیسا کہ فرماتا ہے والذین عملوا السیئات
ثم تابوا من بعدھا وامنوا ان ربک من بعدھا لغفور رحیم- یعنی
جنھون نے گوسالہ پرستی کی دھن مین بُرے کام کیے پھر بعد اس کے توبہ کی اور ایمان لائے تو خدا تعالے
ایمان کے بعد اُن کے گناہ بخشدے گا اور اُن پر رحم کرے گا کیونکہ وہ غفور اور رحیم ہے-

بقیہ حاشیہ یہود کی عید کے دن مین کیا گیا تھا مگر آگ مین جلانا اور باریک پیسنا اور غبار کی مانند بنانا
جیسا کہ ۳۲ باب خروج مین لکھا ہے یہ فرصت طلب کام تھا اس بڑے کام نے ضرور
رات کا کچھ حصہ لیا ہوگا کیونکہ حضرت موسی اُسوقت اُترے تھے جب گوسالہ پرستی کا میلہ
خوب گرم ہوگیا تھا اور یہ وقت غالباً دوپہر کے بعد مین ہوگا اور پھر کچھ عرصہ ناراضگی اور
غضب مین گذرا لہذا یہ قطعی امر ہے کہ سونے کا جلانا اور خاک کیطرح کرنا کچھ حصہ رات
تک جو دوسرے دن مین محسوب ہوتے ہی ختم ہوا ہوگا سو خدا تعالی نے جو لیکھرام کے لئے
گوسالہ سامری کا نام اختیار فرمایا اس نام مین یہ بھید پوشیدہ تھا کہ عید کے دوسرے دن
اس کی تباہی کا سامان ہوگا جیسا کہ گوسالہ سامری کا ہوا- اور چونکہ گوسالہ پر اگرچہ چھری پھرتی ہے

اور لیکھرام کے مقدمہ مین آیت کریمہ کا یہ اشارہ ہے کہ جنھون نے ناحق الہام کی تکذیب کی اور قتل کی سازشین کی اور گورنمنٹ کو قتل کے لئے بھڑکایا اور پھر بعد اس کے توبہ کی اور ایمان لائے تو خدا اُن پر رحم کریگا اسی مقام کے متعلق اس عاجز کو الہام ہوا ہے یا مسیح الخلق عدوانا یعنی اے خلقت کیلئے مسیح ہماری متعدی بیماریون کے لئے توجہ کر اور براہین احمدیہ کے صہ۵۱۹ مین اسی کیطرف اشارہ ہے جیساکہ وہ عز اسمہ فرماتا ہے انت مبارک فی الدنیا و الاخرۃ امراض الناس و برکاتہ ان ربک فعال لما یرید یعنی تجھے دنیا اور آخرت مین برکت دی گئی ہے خدا کی برکتون کے ساتھ لوگون کی بیماریون کی خبر لے کہ تیرا رب جو چاہتا ہی کرتا ہے۔ دیکھو یہ کس زمانہ کی خبرین ہین اور نہ معلوم کس وقت پوری ہون گی ایک وہ وقت ہی جو دعا سے مرینگے اور دوسرا وہ وقت آتا ہی جو دعا سے زندہ ہون گے۔

انیسوین پیشگوئی

یہ پیشگوئی جو براہین کے صہ۲۴۳ مین ہے یہ ہے رب ارنی کیف تحی الموتی رب اغفر وارحم من السماء - رب لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین - رب اصلح امۃ محمد ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون اذا جاء نصر اللہ والفتح وانتھی امر الزمان الینا الیس ھذا بالحق۔

ترجمہ یعنی اے میرے رب مجھے دکھلا کہ تو کیونکر مردون کو زندہ کرتا ہے - اے میرے رب مغفرت فرما اور آسمان سے رحم کر - اے میرے رب مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تو خیر الوارثین ہے - اے میرے رب امت محمدیہ کی اصلاح کر - اے ہمارے رب ہم مین اور ہماری قوم مین سچا فیصلہ کردے اور تو سب فیصلہ کرنیوالون سے بہتر ہے - یہ لوگ ارادہ کرین گے کہ خدا کے نور کو اپنے مُنہ کی پھونکون سے بجھادین اور خدا اپنے نور کو پورا کریگا۔ اگرچہ کافر کراہت ہی کرین۔

بقیہ حاشیہ اسلئے مجمل کے لفظ مین ہی جو الہام مین اختیار کیا گیا یہ طریق نشر مخفی ہے اور لیکھرام کی موت کی نسبت جو پیشگوئی ہے کہ وہ عید کے دوسرے دن قتل کیا جائیگا اس مین الہام الٰہی وہ ہے کہ جو کتاب کرامات الصادقین کے صہ۵ مین لکھا ہوا ہے یعنی۔ ستعرف یوم العید والعید اقرب

جب خدا کی مدد آئیگی اور اسکی فتح نازل ہوگی اور دلوں کا سلسلہ ہماری طرف رجوع کریگا اور ہمارا نظر آ ٹھہرے گا تب کہا جائیگا کہ کیا یہ سچ نہیں تھا۔ اس تمام الہام میں یہ پیشگوئی ہے کہ ضروری ہے کہ قوم مخالفت کرے اور اس سلسلہ کے نابود کرنے کے لئے پوری کوشش کرے اور ہرگز نہ چاہے کہ یہ سلسلہ قائم رہ سکے لیکن خدا اس سلسلہ کو ترقی دیگا یہانتک کہ زمانہ اسی طرف اُلٹ آئیگا اور بعد اس کے کہ لوگوں نے اکیلا چھوڑ دیا ہوگا پھر اسطرف رجوع کریں گے۔ اب دیکھو کہ یہ پیشگوئی کیسی صفائی سے پوری

بقیہ حاشیہ اس کے پہلے کا شعر یہ ہے الا انني في كل حرب غالب ۰ فكد ني بما زوّرت فالحق يغلب ۰ یعنی میں ہر ایک جنگ میں غالب ہوں پس دروغ آرائی سے جسطرح چاہے مکر کر پس حق غالب ہو جائیگا۔ اور پھر دوسرے شعر میں اس شعر کی تشریح کی کہ حق کیونکر غالب ہوگا اور وہ یہ ہے وبشرني ربي وقال مبشرا: ستعرف يوم العيد والعيد اقرب ۰ یعنی میرے رب نے مجھے بشارت دی اور بشارت دیکر کہا کہ تو عنقریب عید کے دن کو یعنی خوشی کے دن کو پہچان لے گا اور اُسدن سے معمولی عید بہت قریب ہوگی یعنی حق کے غالب ہونیکا وہ دن ہوگا اس لئے مومنوں کی وہ عید ہوگی اور معمولی عید اُس سے ملی ہوئی ہوگی اور اسی شعر کی تشریح ٹائٹل پیج یعنی سرورق کے صفحہ اخیر اسی کتاب کرامات الصادقین میں لکھی ہوئی ہے اور یہی لفظ بشرنی ربی جو اس شعر کے سر پر ہے وہاں بھی موجود ہے اور وہ یہ ہے وبشرني ربي بموته في ست سنة ان في ذلك لاٰية للطالبين۔ یعنی خدا تعالیٰ نے مجھے بشارت دی کہ لیکھرام چھ سال کے عرصہ میں مر جائیگا اور اسی بشارت کیطرف انجام آتھم کے قصیدہ میں وہ شعر جو بماہ ستمبر ۱۸۹۶ء شیخ محمد حسین بٹالوی کو مخاطب کرکے لکھے گئے ہیں اشارہ کر رہے ہیں اور جیسا کہ تعرف کا لفظ شعر ستعرف یوم العید میں موجود ہے اس قصیدہ میں بھی محمد حسین کو مخاطب کر کے ستعرف موجود ہے اور جیسا کہ وہ قصیدہ جسمیں یہ الہام ہے یعنی ستعرف العيد والعيد اقرب محمد حسین کے لئے اور اُس کو مخاطب کرکے لکھا گیا تھا ایسا ہی اس قصیدہ میں بھی محمد حسین بٹالوی مخاطب ہے اور وہ شعر یہ ہیں۔

تب ايها الغالي وتاتي ساعة	تمشي تعض يمينك الشلاء
اے غلو کرنے والے توبہ کر کیونکہ وہ وقت آتا ہے	کہ تو اپنے خشک ہاتھ کو کاٹے گا

ہوئی براہین احمدیہ کے زمانہ مین علما کا کچھ شور و غوغا نہ تھا بلکہ جو تکفیر کے فتنہ کا بانی ہے اُس نے کمال ثنا و صفت سے براہین احمدیہ کا ریویو لکھا تھا پھر ایک مدت دراز کے بعد تکفیر کا طوفان اُٹھا اور ایکمدت تک اپنا زور دکھلاتا رہا اور اب پھر الہام الٰہی کے موافق وہ سیلاب کچھ کم ہوتا جاتا ہے اور وہ وقت آتا ہے کہ نور کی نمایان فتح اور تاریکی کی کھلی کھلی شکست ہو۔

بیسوین پیشگوئی

یہ پیشگوئی براہین احمدیہ مین آتھم کی نسبت ہی جو ص ۲۴۱ مین ہے اور ہم اس کو مفصل لکھ چکے ہین اور مدت ہوئی کہ آتھم صاحب اس دنیا سے کوچ کر کے اپنے ٹھکانہ پر پہنچ گئے مین ہمارے مخالفون کو اب اسمین تو شک نہین کہ آتھم مرگیا ہے جیسا کہ لیکھرام مرگیا ہے اور جیسا کہ احمد بیگ مرگیا ہے لیکن اپنی نابینائی سے کہتے ہین کہ آتھم میعاد کے اندر نہین مرا **اے نالائق قوم** جو شخص خدا کی وعید کے موافق مرچکا اب اس کی میعاد غیر میعاد کی بحث کرنا کیا حاجت ہی بھلا دکھلاؤ کہ اب وہ کہان اور کس شہر مین بیٹھا ہے تم سن چکے ہو کہ اُسپر تو میعاد کے اندر ہی **ھاویہ** کی آنچ شروع ہوگئی تھی شرط پر اُس نے عمل کیا اس لئے کوئی چند روز ہیجان کیطرح بسر کئے آخر اُس آگ نے اُسکو نہ چھوڑا اور بھسم کر دیا۔

یہ خدا تعالیٰ کی عینی قدرتون کا ایک بھاری نمونہ ہے کہ آتھم کے قصہ کی سترہ برس پہلے

بقیہ حاشیہ

تاتیك ایاتی فتعرف وجہہا — فاصبر ولا تترك طریق حیاء
میرے نشان تیرے تک پہنچین گے پس تو انہین شناخت کریگا — پس صبر کر اور حیا کا طریق مت چھوڑ

انی لشر الناس ان لم یاتنی — نصر من الرحمن للاعلاء
مین تمام مخلوقات مین سے بدتر ہونگا — اگر خدا کی مدد مجھکو میرے بلند کرنے کے لئے نہ پہونچے

ھل تطمع الدنیا مذلۃ صادق — ھیھات ذالك تخیل السفہاء
کیا دنیا یہ امید رکھتی ہے کہ صادق ذلیل ہوجائیگا — یہ کہان ممکن ہی بلکہ یہ تو سادہ لوحون کا خیال ہے

من ذالذی یخزی عزیز جنابہ — الارض لا تفنی شموس سماء
خدا کے عزیز کو کون ذلیل کرسکتا ہے — کیا زمین کو طاقت ہی جو آسمانی آفتاب کو فنا کرے

یاربنا افتح بیننا بکرامۃ — یا من یری قلبی ولب لحائی
اے میرے رب ایک کرامت دکھلا کر ہم مین فیصلہ کر۔ اے وہ خدا جو میرے دل اور میرے وجود کے مغز کو جانتا ہے

منہ

براہین احمدیہ مین خبر درج کر دی گئی پہلے اُس بحث کیطرف اشارہ کر دیا گیا جو توحید اور تثلیث کی بارہ مین بمقام امرتسر ہوئی تھی اور اس کے بارہ مین فرمایا گیا کہ قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد ۔ پھر عیسائیون کے اُس مکر کی خبر دی گئی جو حق پوشی کے لئے میعاد کے گذرنے کے بعد اُنہون نے کیا پھر اُس مکارانہ فتنہ پر اطلاع دی گئی جو عیسائیون کی طرف سے نہایت متعصبانہ جوش کے ساتھ ظہور مین آیا اور پھر آخر صدق کے ظاہر ہونیکی بشارت دی گئی اور پھر اس الہام کے ساتھ جو ص ٢٤١ مین ہے یعنی انا فتحنا لک فتحا مبینا فتح عظیم کی خوشخبری سنائی گئی ۔ اب بتلاؤ کیا یہ انسان کا کام ہے آجکل کھولو اور دیکھو کہ آتھم کی پیشگوئی کیسی عظیم الشان جسکی خبر [illegible] دیتی ہے

اکیسوین پیشگوئی

یہ پیشگوئی براہین احمدیہ کے ص ٢٤١ مین درج ہے فتح الولی فتح وقربناہ نجیا اشجع الناس ۔ ولو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ ۔ انار اللہ برھانہ ترجمہ فتح وہی ہے جو اس ولی کی فتح ہے اور ہم نے ہمرازی کے مقام پر اسکو قرب بخشا ہے ۔ تمام لوگون سے زیادہ بہادر ہے اگر ایمان ثریا پر چلا گیا ہوتا تو یہ اُس کو وہان سے لے آتا خدا اس کے برہان کو روشن کریگا

بائیسوین پیشگوئی

یہ پیشگوئی بھی براہین احمدیہ ص ٢٤١ مین ہے اور وہ یہ ہے کہ انک باعیننا یرفع اللہ ذکرک ویتم نعمتہ علیک فی الدنیا والاخرۃ تو ہماری آنکھون کے سامنے ہے خدا تیرا ذکر اونچا کریگا اور خدا اپنی نعمتین دنیا اور آخرت مین تیرے پر پوری کر دیگا ۔ اور یہ جو فرمایا کہ تیرا ذکر اونچا کریگا اس کے یہ معنی ہین کہ دنیا اور دین کے خاص لوگ تعریف کے ساتھ تیرا ذکر کرینگے اور اونچے مرتبون والے تیری ثنا مین مشغول ہون گے ۔ اب کیا یہ تعجب نہین کہ جو شخص کافر اور حقیر شمار کیا جاتا ہے اور دجال اور شیطان کہا جاتا ہے اسکا انجام یہ ہو کہ دین اور دنیا کے بلند مراتب والے سچے دل سے اُسکی تعریفین کرینگے

تئیسوین پیشگوئی

یہ پیشگوئی براہین کے ص ٢٤٢ مین مرقوم ہے انی رافعک الی ۔ والقیت علیک محبۃ منی

وبشر الذین اٰمنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم- واتل علیھم ما اوحی الیک من ربک ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس- ترجمہ میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور میں اپنی طرف سے محبت تیرے پر ڈالوں گا یعنی بعد اس کے کہ لوگ دشمنی اور بغض کرینگے یکدفعہ محبت کیطرف لوٹائے جائینگے جیسا کہ یہی ھدیٰ موعود کی نشانوں میں سے ہے اور پھر فرمایا کہ جو لوگ تیرے پر ایمان لائینگے انکو خوشخبری دے کہ وہ اپنے رب کے نزدیک قدم صدق رکھتے ہیں- اور جو میں تیرے پر وحی نازل کرتا ہوں تو انکو سنا خلق اللہ سے منہ مت پھیر اور ان کی ملاقات سے مت تھک اور اس کے بعد الہام ہوا- ووسّع مکانک یعنی اپنے مکان کو وسیع کرلے- اس پیشگوئی میں صاف فرمادیا کہ وہ دن آتا ہے کہ ملاقات کرنیوالوں کا بہت ہجوم ہوجائیگا یہانتک کہ ہر ایک کا تجھسے ملنا مشکل ہوجائیگا پس تو اسوقت ملال ظاہر نہ کرنا اور لوگوں کی ملاقات سے تھک نہ جانا- سبحان اللہ یہ کس شان کی پیشگوئی ہے اور آج سے ۱۷ برس پہلے اسوقت بتلائی گئی ہے کہ جب میری مجلس میں شاید دو تین آدمی آتے ہونگے اور وہ بھی کبھی کبھی اس سے کیا علم غیب خدا کا ثابت ہوتا ہے-

چوبیسوین پیشگوئی

پیشگوئی براہین کے صفحہ ۴۸۹ میں ہے اور وہ یہ ہے انت وجیہ فی حضرتی اخترتک لنفسی- انت بمنزلۃ توحیدی وتفریدی فحان ان تعان وتعرف بین الناس- یعنی تو میری جناب میں وجیہ ہے- میں نے تجھے چن لیا- تو مجھسے ایسا ہے جیسے میری توحید اور تفرید- پس وہ وقت آگیا جو تیری مدد کی جائیگی اور تو لوگوں میں مشہور کیا جائیگا- یہ اسوقت کی پیشگوئی ہے کہ اس چھوٹے سے گاؤں میں بھی بہتیرے ایسے تھے جو مجھسے ناواقف تھے- اور اب جو اس پیشگوئی پر ۱۷ برس گذر گئے تو پیشگوئی کے مفہوم کے مطابق اس عاجز کی شہرت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ اس ملک کے غیر قوموں کے بچے اور عورتیں بھی اس عاجز سے بیخبر نہیں ہونگی جس شخص کو ان دونوں زمانوں کی خبر* ہوگی کہ وہ وقت کیا تھا اور اب کیا ہے تو بلا اختیار اس کی روح بول اٹھیگی کہ یہ عظیم الشان علم غیب انسانی طاقتوں سے ایسا بعید ہے کہ جیسا کہ ایک مکھی کی طاقت سے ایک قوی ہیکل ہاتھی کا کام

* نوٹ- اس خاکسار سراج الحق جمالی نے خدا کے فضل سے دونوں زمانے دیکھے اور ایمان میں ترقی ہوئی اور خدا سے دعا ہے کہ ہمیشہ کو پورا کمال اور ترقی اس امام برحق اور معصوم کی وکیلائے اور اس صادق کی معیت میں رکھکر ایمان کو ترقی دے- نعمانی

پچیسوین پیشگوئی

یہ پیشگوئی براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۰ مین موجود ہے اور وہ یہ ہے سبحان اللہ تبارک وتعالیٰ زاد مجدک ینقطع اباءک ویبدء منک ترجمہ۔ پاک ہے وہ خدا جو مبارک اور بلند ہے تیری بزرگی کو اس نے زیادہ کیا اب یون ہوگا کہ تیرے باپ دادا کا نام منقطع ہو جائیگا اور ان کا ذکر مستقل طور پر کوئی نہین کریگا اور خدا تیرے وجود کو تیرے خاندان کی بنیاد ٹھیرا لیگا۔

اس پیشگوئی مین دو وعدے ہین (۱) اول یہ کہ خدا ابھی اور اولاد اس خاندان مین پیدا کریگا اور دوسرے یہ کہ تمام شرف اور مجد کا ابتدا اس عاجز کو ٹھیرا دیا جائیگا اور وہ پیشگوئی جو ایک مبارک لڑکے کے لئے کی گئی تھی وہ الہام بھی درحقیقت اسی الہام کا ایک شعبہ ہے اُس وقت نادانون نے شور مچایا تھا کہ پیشگوئی کے قریب زمانہ مین لڑکا پیدا نہین ہوا بلکہ لڑکی پیدا ہوئی یہ تمام شور اسلئے تھا کہ یہ نادان خیال کرتے تھے کہ پیشگوئی کا بلا فاصلہ پوری ہونا ضروری ہے اور الہامات ہین خدا تعالیٰ کی یہ غرض نہین ہوئی بلکہ اگر ہزار لڑکی پیدا ہو کر بھی پھر اُن صفات کا لڑکا پیدا ہوا تو بھی کہا جائیگا کہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ ہان اگر الہام الٰہی مین بلا فاصلہ کا لفظ موجود ہوتا تو تب اس لفظ کی رعایت سے پیشگوئی کا ظہور مین آنا ضروری ہوتا۔

چھبیسوین پیشگوئی

چھبیسوین پیشگوئی براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۱ مین یہ ہے وما کان اللہ لیترک حتی یمیز الخبیث من الطیب واللہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون ترجمہ۔ خدا تجھے نہین چھوڑیگا جب تک پاک اور پلید مین فرق نہ کرلے۔ اور خدا اپنے امر پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہین جانتے۔

ستائیسوین پیشگوئی

یہ پیشگوئی براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۲ مین ہے اور وہ یہ ہے اردت ان استخلف فخلقت آدم یعنی مینے خلیفہ بنانے کا ارادہ کیا سو مینے آدم کو پیدا کیا۔ اور دوسرے مقام مین اسی کی تشریح مین یہ الہام ہے وقالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا قال انی اعلم ما لا تعلمون یعنی لوگون نے کہا کہ کیا تو ایسے آدمی کو خلیفہ بناتا ہے جو زمین پر فساد برپا کریگا

خدا نے کہا کہ میں اُسمیں وہ چیز جانتا ہوں جسکی تمہیں خبر نہیں۔ جیسا کہ دوسرے الہام میں اسی براہین میں فرمایا ہے انت منّی بمنزلۃ لا یعلمہا الخلق یعنی تو مجھسے اُس مقام پر ہے جس سے دنیا کو خبر نہیں۔ اب ظاہر ہے کہ یہ پیشگوئی نو سترہ سال سے براہین احمدیہ میں شائع ہو چکی اور جس فتنہ کیطرف یہ پیشگوئی اشارہ کرتی ہے وہ سالہا سال بعد میں ظہور میں آیا۔ چنانچہ مولویوں نے اس عاجز کو مفسد ٹھہرایا کفر کے فتوے لکھے گئے نذیر حسین دہلوی نے (علیہ ما یستحقہ) تکفیر کی بنیاد ڈالی اور محمد حسین بٹالوی نے کفار مکہ کیطرح بہ خدمت اپنے ذمہ لے کر تمام مشاہیر اور غیر مشاہیر سے کفر کے فتوے اُسپر لکھوالئے اور جیسا کہ الہام الٰہی سے ظاہر ہوتا ہے براہین احمدیہ میں پہلے سے خبر دی گئی تھی کہ ایسے فتوے لکھے جائینگے۔ اور آثار نبویہ میں بھی ایسا ہی آیا تھا کہ اُس مہدی مسعود پر کفر کا فتویٰ لگایا جائیگا سو وہ سب لکھا ہوا پورا ہوا۔

اٹھائیسویں پیشگوئی

یہ پیشگوئی براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۶ میں ہے اور وہ یہ ہے یحیی الدین و یقیم الشریعۃ یا اٰدم اسکن انت و زوجک الجنۃ۔ یا مریم اسکن انت و زوجک الجنۃ یا احمد اسکن انت و زوجک الجنۃ۔ نفخت فیک من لدنی روح الصدق (ترجمہ) دین کو زندہ کریگا اور شریعت کو قائم کریگا۔ اے آدم تو اور تیرا زوج بہشت میں داخل ہو جاؤ اے مریم تو اور تیرا زوج بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ اے احمد تو اور تیرا زوج بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ میں نے اپنے پاس سے صدق کی روح تجھمیں پھونکی۔ یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے اور تین ناموں سے تین واقعات آیندہ کی طرف اشارہ ہے جنکو عنقریب لوگ معلوم کرینگے اور اس الہام میں جو لفظ لَدُنْ کا ذکر ہے اُسکی شرح کشفی طور پر یوں معلوم ہوئی کہ ایک فرشتہ خواب میں کہتا ہے کہ یہ مقام لدن جہاں تجھے پہنچایا گیا یہ وہ مقام ہے جہاں ہمیشہ بارشیں ہوتی رہتی ہیں اور ایک دم بھی بارش نہیں تھمتی۔

انتیسویں پیشگوئی

یہ وہ پیشگوئی ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۰۶ میں درج ہے اور وہ یہ ہے لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین حتی تاتیھم البینۃ (ترجمہ) اور یہ

اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا - یہ خدا کی ایک ایسے نشان کی طرف اشارہ ہے جو دنیا کو ہلاک ہونے سے بچالے گا - اور الہام کے یہ معنی ہیں کہ ممکن تھا کہ اہل کتاب اور ہندو اپنے تعصب اور عداوت سے باز نہ آتے جب تک ہیں ایک کھلا کھلا نشان انکو دیتا اور اگر میں ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا اور حق مشتبہ ہو جاتا۔

تیسوین پیشگوئی

یہ وہ پیشگوئی ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۵ مین درج ہے اور وہ یہ ہے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ یعنی ایک کھلی کھلی فتح ہم تجھکو دینگے تا ہم تیرے اگلے پچھلے گناہ بخشدین - یہ استعارہ اپنی رضامندی ظاہر کرنے کیلئے بیان فرمایا ہے - مثلاً ایک آقا اپنے کسی غلام سے ایسے حکیمانہ طور سے وقت بسر کرتا ہے جو نادان خیال کرتے ہین کہ وہ اُسپر ناراض ہے تب اس آقا کی غیرت جوش مارتی ہے اور اُس غلام کی سرافرازی کیلئے کوئی ایسا کام کرتا ہے کہ گویا اُسنے اُس کے اگلے پچھلے تمام گناہ بخشدئے ہین یعنی ایسی رضامندی ظاہر کرتا ہے کہ لوگون کو یقین ہو جاتا ہے کہ ایسا مہربان اُسپر کبھی ناراض نہین ہوا تھا ہے - پھر اس کے بعد اسی صفحہ مین ایک تصویر دکھلائی گئی ہے اور وہ تصویر اس عاجز کی ہے سبز پوشاک ہے اور تصویر نہایت رعبناک ہے جیسے سپہ سالار مسلح فتحیاب اور دائین بائین تصویر کے یہ لکھا ہے حُجَّةُ اللّٰهِ الْقَادِر - سُلْطَانُ اَحْمَدُ مُخْتَار - اور تاریخ یہ لکھی ہے سوموار کا روز انیسوین ذی الحجہ ۱۳۰۰ھ مطابق ۲۴ اکتوبر ۱۸۸۳ء اور ۹ کاتک سمبت ۱۹۴۰ بکرم - یہ تمام عبارت براہین کے صفحہ ۵۱۵ اور صفحہ ۵۱۶ مین موجود ہے - یہ کشف بتلا رہا ہے کہ ہتھیار کے ذریعہ سے ایک نشان ظاہر ہوگا سو لیکھرام کا نشان اسطرح وقوع مین آیا پھر اس کے بعد صفحہ ۵۱۶ مین یہ الہامی عبارت ہے اَلَیْسَ اللّٰهُ بِکَافٍ عَبْدَهٗ - فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا - وَکَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا - فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَکًّا وَاللّٰهُ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكَافِرِيْنَ - وَلِنَجْعَلَهٗ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا یعنی کیا خدا اپنے بندہ کو کافی نہین ہے پس خدا نے اُسکو اُس الزام سے بری کیا جو کافرون نے اُسپر لگایا - اور وہ خدا کے نزدیک وجیہ ہے اور خدا نے مشکلات کے پہاڑ کو پاش پاش کیا اور کافرون کے مکر کو سُست کیا اور ہم اُسکو اپنی رحمت سے ایک نشان ٹھیرائین گے

(حاشیہ: یعنی اسلام کیلئے ایک ہتھیار ہے)

اور ابتدا سے ایسا ہی مقدر تھا۔ اس الہام مین خدا تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے کہ ہندو لیکھرام کے قتل کے بعد سازش قتل کا ایک الزام لگائین گے اور ایک مکر کرینگے تا وہ الزام پختہ ہو جائے ہم اس ملہم کی بریت ظاہر کر دین گے اور اُن کے مکر کو سُست کر دینگے اور مشکلات کے پہاڑ آسان ہو جاینگے اب کچھ ضرور نہین کہ ہم کسی کو اس پیشگوئی کیطرف توجہ دلاوین خود اہل انصاف سوچین اور اسقدر کھلے کھلے غیبی امور سے انکار کر کے اپنی عاقبت کو خراب نکرین۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اس پیشگوئیمین جو لیکھرام کو عجل سے نسبت دی گئی اس مین کئی مناسبتون کا لحاظ ہے (۱) اول یہ کہ جیسا کہ گوسالہ سامری بیجان تھا ایسا ہی یہ بھی بیجان تھا اور سچائی کی روح اُسمین نہین تھی (۲) دوسرے یہ کہ جیسا کہ اُس بیجان گوسالہ کے اندر سے مہمل آواز آتی تھی ایسا ہی اس کے اندر سے بھی مہمل آواز آتی تھی (۳) تیسرے یہ کہ جیسا کہ وہ بیجان گوسالہ عید کے دن نیست و نابود کیا گیا تھا ایسا ہی عید کے دنون مین ہی یہ بھی نیست و نابود کیا گیا (۴) چوتھے یہ کہ جیسا کہ وہ گوسالہ قوم کے سونے کے زیور سے بنایا گیا تھا ایسا ہی یہ گوسالہ بھی قوم کی مالی جمعیت کیوجہ سے طیار ہوا (۵) پانچوین یہ کہ جیسا کہ وہ گوسالہ آخر قوم کی مفتری لوگون کیلئے طرح طرح کے عذاب اور دکھون کا موجب ہوا ایسا ہی اس گوسالہ کی مفتری پجاریون کا انجام ہوگا۔

اکتیسوین پیشگوئی

یہ وہ پیشگوئی ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۲۲ مین درج ہے

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائی محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد۔ پاک محمد مصطفےٰ نبیون کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست کر دیگا اور تیری ساری مرادین تجھے دیگا۔ رب الافواج اسطرف توجہ کرے گا۔ اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتین ہین۔ جناب الٰہی کے احسانات کا دروازہ کھلا ہے اور اُس کی پاک رحمتین اسطرف متوجہ ہین۔

بتیسوین پیشگوئی

یہ وہ پیشگوئی ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۶ اور صفحہ ۵۵۷ پر درج ہے اور وہ یہ ہے یعیسٰی

انی متوفیک و رافعک الی و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ - مین اپنی چمکار دکھلاؤن گا - اپنی قدرت نمائی سے تجھکو اٹھاؤن گا - دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملون سے اُس کی سچائی ظاہر کر دیگا الفتنۃ ھھنا فاصبر کما صبر اولوالعزم یہ پیشگوئی لیکھرام کے حق مین تھی جو پوری ہوگئی اور تفصیل اسکی گذر چکی ہے - اور اس کا بقیہ بیان ابھی آنے والے ہین - اور اسی کے متعلق براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۰ اور صفحہ ۵۱۱ مین یہ الہام ہے ویخوفونک من دونہ - ائمۃ الکفر لا تخف انک انت الاعلیٰ ینصرک اللہ فی مواطن - ان یومی لفصل عظیم - یعنی تجھے کافر ڈرائینگے مگر آخر غلبہ تجھی کو ہوگا - خدا کئی میدانون مین تیری فتح کریگا - میرا دن بڑے فیصلہ کا دن ہوگا - یظل ربک علیک ویغیثک - ویرحمک - یعصمک اللہ من عندہ وان لم یعصمک الناس وان لم یعصمک الناس یعصمک اللہ من عندہ - انی منجیک من الغم - انت منی بمنزلۃ لا یعلمہا الخلق - کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی لا مبدل لکلماتہ (ترجمہ) خدا اپنی رحمت کا سایہ تجھپر کریگا اور تیرا فریاد رس ہوگا اور تجھپر رحم کریگا وہ تجھے آپ بچائیگا اگرچہ انسانون مین سے کوئی بھی نہ بچاوے - پھر مین کہتا ہون کہ اگرچہ انسانون مین سے کوئی بھی نہ بچاوے پر وہ تجھے آپ بچائیگا - مین تجھے غم سے بچاؤن گا تو مجھسے وہ قرب رکھتا ہے جسکا خلقت کو علم نہین - خدا نے یہ لکھ چھوڑا ہے کہ مین اور میرے رسول غالب ہونگے سو خدا کے کلمے کبھی نہین بدلین گے -

تینتیسوین پیشگوئی

یہ پیشگوئی براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۸ اور ۵۵۹ مین درج ہے اور وہ یہ ہے سَلَامٌ عَلَیْکَ یَا اِبْرَاھِیْمُ اِنَّکَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ - حِبُّ اللّٰہِ خَلِیْلُ اللّٰہِ - اَسَدُ اللّٰہِ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّکَ سُھُوْلَۃً فِیْ کُلِّ اَمْرٍ بَیْتُ الْفِکْرِ وَبَیْتُ الذِّکْرِ - وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا - مُبَارِکٌ وَّمُبَارَکٌ وَّکُلُّ اَمْرٍ مُّبَارَکٍ یُّجْعَلُ فِیْہِ - رُفِعْتَ وَجُعِلْتَ مُبَارَکًا - وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْاَمْنُ

وَهُوَ حَيْثُ دَفَتَ ترجمہ تیرے پر سلام اے ابراہیم آج تو ہمارے نزدیک بامرتبہ اور امین ہے خدا کا دوست۔ خدا کا خلیل۔ خدا کا شہر۔ ہمنے ہر ایک امر مین تیرے لئے آسانی کردی۔ بیت الفکر اور بیت الذکر۔ اور جو اُس مین داخل ہوا وہ امن مین آگیا۔ وہ بیت الذکر برکت دینے والا اور برکت دیا گیا ہے۔ اور ہر ایک برکت کا کام اُس مین کیا جائیگا۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور کسی ظلم سے ایمان کو مکدر نہین کیا انہین کو امن دیا جائیگا اور وہی ہدایت یافتہ ہون گے۔
بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو گھر کے ساتھ چھت پر بنائی گئی ہے اور یہ الہام کہ مبارک و مبارک و کل امر مبارک یجعل فیہ یہ اُس مسجد کی بنا کا مادہ تاریخ ہے اور نیز یہ اُس کے آیندہ برکات کیلئے ایک پیشگوئی ہے جنکے ظہور کے لیے اب بنا ڈالی گئی ہے۔

چونتیسوین پیشگوئی

یہ پیشگوئی کتاب براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۶ مین درج ہے اور وہ یہ ہے وہ تجھے بہت برکت دیگا یہانتک کہ بادشاہ تیرے کپڑون سے برکت ڈھونڈین گے اور اسی کے متعلق ایک کشف ہے اور وہ یہ ہے کہ عالم کشف مین مینے دیکھا کہ زمین نے مجھسے گفتگو کی اور کہا یَا وَلِیَّ اللّٰہِ کُنْتُ لَا اَعْرِفُکَ یعنی اے خدا کے ولی مین تجھکو پہچانتی نہ تھی۔

پینتیسوین پیشگوئی

شیخ محمد حسین بٹالوی صاحب رسالہ اشاعت السنہ جو بانی مبانی تکفیر ہے اور جسکی گردن پر نذیر حسین دہلوی کے بعد تمام مکفرون کے گناہ کا بوجھ ہے اور جس کے آثار بظاہر نہایت ردی اور یاس کی حالت کے ہین اس کی نسبت تین مرتبہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ اپنی اس حالت پر ضلالت سے رجوع کرے گا اور پھر خدا اُس کی آنکھیں کھولے گا وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ
اور ایک مرتبہ مینے خواب مین دیکھا کہ گویا مین محمد حسین کے مکان پر گیا ہون اور میرے ساتھ ایک جماعت ہے اور ہمنے وہین نماز پڑھی اور مینے امامت کرائی اور مجھے خیال گذرا کہ مجھسے نماز میں یہ غلطی ہوئی ہے کہ مینے ظہر یا عصر کی نماز مین سورۂ فاتحہ کو بلند آواز سے پڑھنا شروع کر دیا تھا پھر مجھے معلوم ہوا کہ مینے سورۂ فاتحہ بلند آواز سے نہین پڑھی بلکہ صرف تکبیر بلند آواز سے کہی

پھر جب ہم نماز سے فارغ ہوے تو مین کیا دیکھتا ہون کہ محمد حسین ہمارے مقابل پر بیٹھا ہے اور اُس
وقت مجھے اُسکا سیاہ رنگ معلوم ہوتا ہے اور بالکل برہنہ ہے پس مجھے شرم آئی کہ مین اسکی طرف
نظر کرون پس اُسی حال مین وہ میرے پاس آگیا مینے اُسسے کہا کہ کیا وقت نہین آیا کہ تو صلح
کرے اور کیا تو چاہتا ہے کہ تجھسے صلح کیجائے اُس نے کہا کہ ہان پس وہ بہت نزدیک آیا
اور بغلگیر ہوا اور وہ اُسوقت چھوٹے بچہ کیطرح تھا پھر مینے کہا کہ اگر تو چاہے تو اُن باتون سے
درگذر کر جو مینے تیرے حق مین کہین جنسے تجھے دکھہ پہنچا اور خوب یاد رکھہ کہ مینے کچھہ نہین کہا
مگر صحت نیت سے اور ہم ڈرتے ہین خدا کے اُس بھاری دن سے جبکہ ہم اُس کے سامنے
کھڑے ہون گے اُس نے کہا کہ مینے درگذر کی تب مینے کہا کہ گواہ رہ کہ مینے وہ تمام باتین تجھے
بخشدین جو تیری زبان پر جاری ہوئین اور تیری تکفیر اور تکذیب کو مینے معاف کیا اسکے
بعد ہی وہ اپنے اصلی قد پر نظر آیا اور سفید کپڑے نظر آئے پھر مینے کہا جیسا کہ مینے خواب مین
دیکھا تھا آج وہ پورا ہو گیا پھر ایک آواز دینے والے نے آواز دی کہ ایک شخص جس کا نام
سُلطان بیگ ہے جان کندن مین ہے مینے کہا کہ اب عنقریب وہ مرجائیگا کیونکہ مجھے خواب مین
دکھلایا گیا ہے کہ اُس کی موت کے دن صلح ہوگی پھر مینے محمد حسین کو یہ کہا کہ مینے خواب مین یہ
دیکھا تھا کہ صلح کے دن کی یہ نشانی ہے کہ اُس دن بہاء الدین فوت ہو جائیگا محمد حسین نے
ان باتون کو سُنکر نہایت تعظیم کی نظر سے دیکھا اور ایسا تعجب کیا جیسا کہ ایک شخص ایک واقعہ
صحیحہ کی عظمت سے تعجب کرتا ہے اور کہا یہ بالکل سچ ہے اور واقعی بہاء الدین فوت ہو گیا
پھر مینے اُس کی دعوت کی اور اُس نے ایک خفیف عذر کے بعد دعوت کو قبول کر لیا [illegible]
اُسکو کہا کہ مینے خواب مین یہ بھی دیکھا تھا کہ صلح بلا واسطہ ہوگی سو جیسا کہ دیکھا تھا ویسا ہی
ظہور مین آگیا اور یہ بدھ کا دن اور تاریخ ۱۲ دسمبر ۱۸۹۲ء تھی۔

چھتیسوین پیشگوئی

چھتیسوین پیشگوئی یہ ہے جیسا کہ مین ازالہٴ اوہام مین لکھہ چکا ہون خدا تعالی نے مجھے خبر دی
کہ تیری عمر اسّی برس یا اس سے کچھہ کم یا کچھہ زیادہ ہوگی اور یہ الہام قریباً بیس یا بائیس برس کے
عرصہ کا ہے جس سے بہت لوگون کو اطلاع دی گئی اور ازالہٴ اوہام مین بھی درج ہوکر شائع ہو گیا

سینتیسوین پیشگوئی

سینتیسوین پیشگوئی یہ ہے کہ خدا تعالی نے مجھے خبر دی ہے کہ ان اشتہارات کی تقریب پر جو آریہ قوم اور پادریوں اور سکھوں کے مقابل پر جاری ہوئے ہین جو شخص مقابل پر آئیگا خدا اُس میدان مین میری مدد کرے گا۔ اسی طرح اور بھی پیشگوئیان ہین جو متفرق کتابون مین لکھی گئی ہین۔ اور ایسے خوارق پانچہزار کے قریب پہنچ چکے ہین جنکے دیکھنے والے اکثر گواہ اب تک زندہ موجود ہین۔ اور ہر ایک شخص جو ایک مدت تک صحبت مین رہا ہے اُس نے بچشم خود مشاہدہ کیا ہے اور کر رہے ہین پس اُن بدقسمت لوگون کی حالت پر افسوس ہے کہ جو کہتے ہین کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ اور پیشگوئی نہین ہوئی یہ نادان نہین سمجھتے کہ جس حالت مین اُن کی اُمت سے یہ انوار اور برکات ظاہر ہو رہے ہین اور دوسرے کسی نبی کی امت سے یہ نشان ظاہر نہین ہوتے تو کسقدر سچائی کا خون کرنا ہے کہ ایسے سرچشمہ برکات سے انکار کیا جائے بلکہ حق تو یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک نہ ہوتا تو کسی نبی کی نبوت ثابت نہ ہوسکتی۔

ظاہر ہے کہ صرف قصّون اور کہانیون کو پیش کرنا اسکا نام تو ثبوت نہین ہے یہ قصّے تو ہر ایک قوم مین بکثرت پائے جاتے ہین **لعنت** ہے ایسے دل پر جو صرف قصّون پر اپنے ایمان کی بنیاد ٹھہرائے۔ خصوصًا وہ لوگ جنہون نے **ایک انسان کے بچہ** عاجز کو خدا بنا لیا۔ دیکھا نہ بھالا قربان گئی خالہ۔

ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہین تو تمام سلسلہ نبوّت مین سے اعلی درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلی درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہین یعنی وہی نبیون کا سردار رسولون کا فخر تمام مرسلون کا سرتاج جسکا نام محمد مصطفی و احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہین مل سکتی تھی وہ کیسی کتابین ہین جو ہمین بھی اگر ہم اُن کے تابع ہون مردود اور مخذول اور سیاہ دل کرنا چاہتے ہین کیا اُن کو زندہ بوت کہنا چاہیے جنکے سایہ سے ہم خود مردہ ہو جاتے ہین یقینًا سمجھو کہ یہ سب مُردے ہین کیا مُردہ کو مُردہ روشنی بخش سکتا ہے یسوع کی پرستش کرنا صرف ایک بت کی

پرستش کرتا ہے۔ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر وہ میرے زمانہ میں ہوتا تو اُسکو انکسار کے ساتھ میری گواہی دینی پڑتی گو کوئی اسکو قبول کرے یا نہ کرے مگر یہی سچ ہے اور سچ میں برکت ہے کہ آخر اُسکی روشنی دنیا پر پڑتی ہے تب دنیا کی تمام دیواریں چمک اُٹھتی ہیں مگر وہ جو تاریکی میں پرست ہوں سو آخری وصیت یہی ہے کہ ہر ایک روشنی ہمنے رسول نبی امی کی پیروی سے پائی ہے اور جو شخص پیروی کریگا وہ بھی پائے گا اور ایسی قبولیت اُسکو ملے گی کہ کوئی بات اُس کے آگے انہونی نہیں رہیگی **زندہ خدا** جو لوگوں سے پوشیدہ ہے اُس کا خدا ہوگا اور **جھوٹے خدا** سب اُسکے پیروں کے نیچے کچلے اور روندے جائینگے وہ ہر ایک جگہ مبارک ہوگا اور الٰہی قوتیں اُس کے ساتھ ہونگی **وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدیٰ**

اب ہم اس رسالہ کو اس وصیت پر ختم کرتے ہیں کہ اسے سچائی کے طالبو سچائی کو ڈھونڈو کہ اب آسمان کے دروازے کھلے ہیں۔ اور اسے ہماری قوم کے نادان مولویو یہ وہی خدا کے دن ہیں جنکا وعدہ تھا سو آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ زمین پر کیا ہو رہا ہے اور کیسے سچائی کے بادشاہ مقدس رسول کو پیروں کے نیچے کچلا جاتا ہے کیا اس پاک نبی کی توہین میں کچھ کسر رہ گئی کیا ضرور نہ تھا کہ زمین کے اس طوفان کے وقت آسمان پر کچھ ظاہر ہوتا سو اس لئے خدا نے ایک بندہ کو اپنے بندوں میں سے چن لیا تا اپنی قدرتیں دکھلاوے اور اپنی ہستی کا ثبوت دے اور وہ جو سچائی سے ٹھٹھے کرتے اور جھوٹ سے محبت رکھتے ہیں اُنکو جتلاوے کہ میں ہوں اور سچائی کا حامی ہوں اگر وہ ایسے فتنہ کے وقت میں اپنا چہرہ نہ دکھلاتا تو دنیا گمراہی میں ڈوب جاتی اور ہر ایک نفس دہریہ اور ملحد ہو کر مرتا یہ خدا کا فضل ہے کہ انسانی کشتی کو عین وقت میں اُس نے تھام لیا یہ **چودھوین صدی** کیا تھی **چودھوین رات کا چاند** تھا جسمیں خدا نے اپنے نور کو چاروں طرح زمین پر پھیلا دیا۔ اب کیا تم خدا سے لڑوگے کیا فولادی قلعہ سے اپنا سر ٹکراؤ گے کچھ شرم کرو اور سچائی کی آگے مت کھڑے ہو۔ خدا نے دیکھا ہے کہ زمین بدعت اور شرک اور بدکاریوں سے جل گئی ہے اور نجاست کو پسند کیا جاتا ہے اور سچائی کو رد کیا جاتا ہے سو اس نے جیسا کہ اس کی قدیم سے عادت ہے دنیا کی اصلاح کے لئے توجہ کی۔ کیونکہ سچی تبدیلی آسمان سے ہوتی ہے نہ زمین سے اور سچا ایمان اوپر سے ملتا ہے نہ نیچے سے۔ اسلئے اُس رحیم خدا نے چاہا کہ ایمان

✤ اس زمانہ کے مولویوں کی نسبت میں وہی کہتا ہوں جو آثار میں پہلے سے کہا گیا ہے منہ

کو تازہ کرے اور ان لوگون کے لئے جنکو اشتہارون کے ذریعہ سے بلایا گیا ہے یا آیندہ بلایا جائے ایسا نشان دکھلائے۔ اور مجھے میرے خدا نے مخاطب کرکے فرمایا ہے۔ **اَلْاَرْضُ وَالسَّمَآءُ مَعَکَ کَمَا ھُوَ مَعِیْ + قُلْ لِیَ الْاَرْضُ وَالسَّمَآءُ۔ قُلْ لِیَ سَلَامٌ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ یَاْتِیْ نَصْرُ اللّٰہِ۔ اِنَّا سَنُنْذِرُ الْعَالَمَ کُلَّہٗ۔ اِنَّا سَنُنْزِلُ۔ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا**۔ یعنی آسمان اور زمین تیرے ساتھ ہے جیساکہ وہ میرے ساتھ ہے۔ کہہ آسمان اور زمین میرے لئے ہے۔ کہہ میرے لئے سلامتی ہے۔ وہ سلامتی جو خدا قادر کی حضور مین سچائی کی نشست گاہ مین ہے۔ خدا ان کے ساتھ ہے جو اس سے ڈرتے ہین اور جنکا اصول یہ ہے کہ خلق اللہ سے نیکی کرتے رہین۔ خدا کی مدد آتی ہے۔ ہم تمام دنیا کو متنبہ کرینگے۔ ہم زمین پر اُترین گے۔ مین ہی کامل اور سچا خدا ہون میرے سوا اور کوئی نہین۔

ان الہامات مین نصرت الٰہی کے پُر زور وعدے ہین مگر یہ تمام مدد آسمانی نشانون کے ساتھ ہوگی وہ لوگ ظالم اور ناسمجھ اور بیوقوف ہین جو ایسا خیال کرتے ہین کہ **مسیح** موعود اور **مہدی** موعود تلوار لیکر آئیگا۔ نبوت کے نوشتے پکار پکار کر کہتے ہین کہ اس زمانہ مین تلوارون سے نہین بلکہ آسمانی نشانون سے دلون کو فتح کیا جائیگا اور پہلے بھی تلوار اُٹھانا خدا کا مقصد تھا۔ بلکہ جنہون نے تلوارین اُٹھائین وہ تلوارون سے ہی مارے گئے۔ غرض یہ آسمانی نشانون کا زمانہ ہے خونریزیون کا زمانہ نہین احمقون نے بڑی تاویلین کرکے خدا کی پاک شریعت کو بڑی شکلون مین دکھایا ہے۔ آسمانی قوتین جسقدر اسلام مین ہین کسی دین مین نہین ہوئین **اسلام تلوار کا محتاج ہرگز نہین**۔

الرّاقم میرزا غلام احمد قادیانی ۲۳ ذی القعدہ سنہ ۱۳۱۴

نظم منشی گلاب الدین صاحب رہتاسی

اللہ اللہ صدی چودھوین کا جاہ و جلال | رحمت حق سے ملا ہے اسے کیا فضل و کمال
جسمین مامور من اللہ ہوا ایک بندۂ حق | تاکہ اسلام کی رونق کو کرے پھر وہ بحال
جس کے آنیکی خبر مخبر صادق نے بھی دی | آسمان پر سے اُتر آیا وہ صاحب اقبال

* نوٹ ضمیر **ھو** اس تاویل سے ہے کہ اس کا مرجع مخلوق ہے منہ

قادیان میں جائے قیام اُسکا **غلام احمد** نام
دین کی تجدید لگی ہونے بصد شد و مد
ہوکے نورانی غذاؤں سے لگے ہونے سیر
شرک و بدعت کی سیاہی تو لگی ہونے دور
راز سربستہ بہت علم لدنی کے کھلے
وحی و الہام کی ماہیتیں روشن ہوئیں آج
کھل گیا آج کہ ہے معجزہ زندہ **قرآن**
ہر مخالف کا کٹا تیغ براہین سے سر
پیشگوئیوں کے کھلے بھید رسالت کے بھی راز
معنی اعجاز نبوت کی فرشتوں کا نزول
حل ہوے نکتے تصوف کے ولایت کے بھی بھید
الغرض ہوگئے حل سیکڑوں عقدے لاحل
منصفو غور کرو کیا ہے زمانہ الٹا
مثل شیشہ کے نبی اور ولی ہوتے ہیں
خود تو شپر کی طرح آنکھوں سے معذور ہیں اور
علم ظاہر تو ہے العلم حجاب الاکبر
موسی و خضر کے قصہ کو بھی کیا بھول گئے
خضر کے پیچھے چلے جاؤ عقیدت سے **گلاب**

جھاڑی اسلام نے پھر جن کے سبب سے پروبال
دیکھو جس شخص کو کرتا ہے یہی قیل و قال
پیاسے برکات کی بارش سے ہوئے مالا مال
نظر آنے لگا توحید کا اب حسن و جمال
دیکھلی کشف و کرامات کی اک زندہ مثال
شب معراج کا عقدہ کھلا اور طور کا حال
سب جہان مان گیا سامنا اسکا ہے محال
ہوگئے غیر مذاہب بھی بحجت پامال
کھل گیا **عیسی مریم** کا نزول اجلال
قلب مومن پہ جو ہوتے ہیں الہی افضال
مانا سب نے کہ نہیں خارق عادت بھی محال
دس جواب اسکو ملے جسنے کیا ایک سوال
کہتے ہیں **عیسی موعود** کو آیا دجال
نظر آتا ہے سدا شیشہ میں اپنا خط و خال
عیب سورج کو لگاتے ہیں یا حسن و جمال
علم باطن سے سدا پاتا ہے انسان کمال
کر دیا موسی کو حیران چلا خضر وہ چال
خیر و خوبی سے اگر چاہتے ہو تم حال و قال

فہرست آمدنی چندہ برای طیاری مہمان خانہ و چاہ وغیرہ

نام	رقم	نام	رقم	نام	رقم
منشی عبدالرحمن صاحب اہلمد محکمہ جرنیلی	للعه	ابراہیم سلیمان کپتی مدراس	ے	سیٹھ اسحق اسمعیل صاحب بنگلور	[illegible]
مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی	للعه	سیٹھ والجی لالجی صاحب "	ے	میرزا خدا بخش صاحب اتالیق نواب صاحب مالیر کوٹلہ	ے
عرب حاجی مہدی صاحب بغدادی نزیل مدراس	ے	سیٹھ صالح محمد حاجی اللہ رکھا "	ے	اہلیہ میرزا صاحب موصوف	[illegible]
سیٹھ عبدالرحمن حاجی اللہ رکھا مدراس	ے	مولوی سلطان محمود صاحب "	ے	شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور	ے
اہلیہ ماہی حکیم فضل الدین صاحب بھیروی	ے	شیخ محمد جان صاحب وزیرآبادی	ے	منشی کرم الہی صاحب ازکوہ شملہ	[illegible]
خیرالدین سیکھوان قریب قادیان	عه	امام الدین سیکھوان قریب قادیان	عه	نواب خان صاحب تحصیلدار جہلم	ے
جلال الدین صاحب بلانی ضلع گجرات	عه	عبدالعزیز صاحب پٹواری سیکھوان	عه	نبی بخش صاحب نمبردار بٹالہ	ے
عبدالحق صاحب کراچی والہ لدھیانہ	عه	خلیفہ نورالدین صاحب جمون	ے	محمد صدیق صاحب سیکھوان قریب قادیان	عه

نام	رقم	نام	رقم	نام	رقم
زین الدین محمد ابراہیم صاحب انجنیر بمبئی	ہے	شمس الدین محمد ابراہیم صاحب بمبئی	سے	شہاب الدین شمس الدین صاحب بمبئی	للعہ
مہدی حسین صاحب	ہہ	نور محمد صاحب	۶	فتح محمد خان صاحب نمبردار لیہ ڈیرہ اسمٰعیل خان	عمہ
بابو چراغ الدین صاحب سٹیشن ماسٹر لیہ	۶	میرزا افضل بیگ صاحب مختار قصور	عمہ	ڈاکٹر بورہ خان صاحب قصور	ہے
عبد اللہ خان صاحب برادر تحصیلدار جہلم	عہ	اکبر علی شاہ صاحب موجیانوالہ ضلع گجرات	۶	مولوی محمد قاری صاحب امام مسجد قصبہ بان جہلم	۶
فضل الٰہی صاحب فیض اللہ چک قریب قادیان	۶	حافظ نور محمد صاحب فیض اللہ چک قریب قادیان	عہ	چراغ علی صاحب تھہ غلام نبی قریب قادیان	عہ
عبد اللہ صاحب تھہ غلام نبی قریب	عہ	غلام قادر صاحب تھہ غلام نبی قریب	۲ر	نظام الدین صاحب ″ ″	۲ر
عبد الخالق صاحب رفوگر امرتسر	۶	غلام محمد صاحب امرتسر شیر انوالہ کٹڑہ	عہ	گلاب الدین صاحب بھلوال ریاست جموں	۶
محمد اسمٰعیل صاحب سوداگر پشمینہ امرتسر	عمہ	نبی بخش صاحب رفوگر امرتسر	ہے	والدہ عبد العزیز صاحب پٹواری شیخوان	۶
اہلیہ عبد العزیز صاحب پٹواری مذکور	۶	جمال الدین صاحب شیخوان	عہ	شاہدین صاحب سٹیشن ماسٹر دومنہ ضلع جہلم	سے
غلام حسین صاحب اسسٹنٹ سٹیشن وینہ	عہ	خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن چکراتہ	عمہ	محمد خان صاحب کپور تھلہ	سے
وزیر الدین صاحب ہیڈ ماسٹر سجانپور کانگڑہ	عہ	قاضی ضیاء الدین صاحب قاضی کوٹ	عہ	قاضی محمد یوسف صاحب قاضی کوٹ	۶
فضل الدین صاحب قاضی کوٹ	عہ	قاضی فضل الدین صاحب	ہہ	نور احمد صاحب درویش کے	عہ
اہلیہ نبی بخش صاحب رفوگر امرتسر	عمہ	سید صلیب علی شاہ صاحب تھانہ دار ڈنگہ	ہے	منشی غلام الٰہی بہیرہ سوداگر پیراں داد اہلمد	۱۲ر
مہر ساون شیخوان	-	عبد العزیز صاحب ٹیلر ماسٹر سیالکوٹ	عہ	اہلیہ عبد العزیز صاحب مذکور	۲ سے
سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹ	عہ	اہلیہ شاہ صاحب موصوف دو لیو	للعہ	منشی اللہ دتا خان صاحب سیالکوٹ	عمہ
محمد الدین صاحب کنسٹبل پولیس ″	سے	شیخ عطا محمد صاحب سب اورسیر ″	عہ	حکیم احمد الدین صاحب ″	عہ
حکیم محمد دین صاحب ″	عہ	مولا بخش صاحب بوٹ فروش ″	۶	سید نواب شاہ صاحب مدرس ″	۶
سید چراغ شاہ صاحب عنایت اللہ صاحب	۱ر	سید محمد صاحب ملازم پولیس فضل الدین زرگر	۲ر	مستری نظام الدین و گلاب خان صاحبان اوورسیئر	۱۱ر
سید امیر علی شاہ صاحب سارجنٹ پولیس درجہ اول	عمہ	محمد الدین صاحب اپیل نویس ″	عمہ	علی گوہر خان صاحب برانچ پوسٹ ماسٹر جالندھر	عمہ
مولوی قطب الدین صاحب بدوملی	عہ	قادر بخش صاحب لدھیانہ ہے محمد اکبر صاحب پٹیالہ	ہے	منشی رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر گورداسپور	ہے
شاہ رکن الدین احمد صاحب کڑا سجادہ نشین	عمہ	مولوی غلام محی الدین صاحب مدرس نور محل	عمہ	بابو غلام محی الدین صاحب پھلور ضلع جالندھر	۶
مرزا نیاز بیگ صاحب ضلعدار نہر ملتان	ہے	سیٹھ موسیٰ صاحب بنی پور ملک اسلم صدر بازار	ہے	شرف الدین صاحب کوٹلہ فقیر ضلع جہلم	للعہ
حافظ عبد الرحمٰن صاحب لیہ	عمہ	منشی عزیز اللہ صاحب سرہندی پوسٹ ماسٹر نادون کانگڑہ	۶	ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب پٹیالہ	ہے
مولوی عبید اللہ خان صاحب مولوی محمد حسن خان صاحب پٹیالہ	عہ	شیخ محمد حسین صاحب مراد آبادی مراسلہ نویس پٹیالہ	سے	شیخ عبد اللہ صاحب و شیخ عباد اللہ صاحب پٹیالہ	ہے
شیخ کرم الٰہی عہ حافظ نور محمد صاحب عہ	ہے	مصطفیٰ و مرتضیٰ صاحبان محمد افضل دہلی	سے	مولوی یوسف صاحب سنوری حافظ عظیم بخش صاحب	۱۲ر
پسران شیخ ظہور علی مرحوم و ہمشیرہ اکبر علی	۲ر	شیخ عبد الصمد معلم سنوری	ہہ	ماسٹر غلام محمد صاحب سیالکوٹ	عمہ
سید محمد علی صاحب مدرس ہائی سکول بھاسنگہ	عہ	مولوی کرم الدین صاحب امام مسجد قلعہ سوبھاسنگھ	عہ	مولوی عبد الکریم صاحب ″	عمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خط و کتابت

اس عرصہ میں جو کچھ مکرمی خواجہ غلام فرید صاحب چشتی پیر نواب صاحب بہاولپور سے اس عاجز کی خط و کتابت ہوئی محض بہ نیت فائدہ عام وہ تمام خطوط جانبین چھاپ دئیے جاتے ہیں شاید کسی بندہ خدا کو اُس سے فائدہ ہو وَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔

خواجہ صاحب کا وہ پہلا خط جو ضمیمہ انجام آتھم کے ۳۹ صفحہ پر طبع ہوا

مِن فقیر باب اللہ غلام فرید سجادہ نشین الی جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب الارباب والصلوٰۃ علی رسولہ الشفیع یوم الحساب وعلی الہ والاصحاب والسلام علیکم وعلی من اجتہد واصاب اما بعد قد ارسلت الیّ الکتاب وبہ دعوت الی المباہلۃ وطالبت بالجواب وانّی وان کنت عدیم الفرصۃ ولکن رایت جزءہ من حسن الخطاب فاسوق العتاب اعلم یا اعز الاحباب انّی من بدو حالک واقف علی مقام تعظیمک لنیل الثواب وما جرت علی لسانی کلمۃ فی حقک الا بالتبجیل

ورعاية الآداب والآن اطلعك بانی معترف بصلاح حالك بلا ارتياب وموقن بانك من عباد الله الصلحين وفی سعيك المشكور مثاب وقد اوتيت الفضل من الملك الوهاب ولك ان تسئل من الله تعالیٰ خير عاقبتی وان ادعو لك بحسن مآب ولولا خوف الاطناب لازددت فی الخطاب والسلام علی من سلك سبيل الصواب فقط ۲۳ رجب ۱۳۱۴ھ سن بمقام چاچڑان (مہر: فقیر غلام فرید خادم الفقرا ۱۳۰۱)

ترجمہ تمام تعریفیں اُس خدا کے لئے ہیں جو رب الارباب ہے اور درود اُس رسول مقبول پر جو یوم الحساب کا شفیع ہے اور نیز اُس کے آل اور اصحاب پر اور نیز سلام اور ہر ایک پر جو راہ صواب میں کوشش کرنیوالا ہو اس کے بعد واضح ہو کہ مجھے آپ کی وہ کتاب پہنچی جسمین مباہلہ کیلئے جواب طلب کیا گیا ہے اور اگرچہ مین عدیم الفرصت تھا تاہم مینے اُس کتاب کی ایک جزو جو حُسن خطاب اور طریق عتاب پر مشتمل تھی پڑھی ہے سوای عزیز حبیب تجھے معلوم ہو کہ مین ابتدا سے تیرے لئے تعظیم کرنیکے مقام پر کھڑا ہوں تا مجھے ثواب حاصل ہو اور کبھی میری زبان پر بجز تعظیم اور تکریم اور رعایت آداب کے تیرے حق مین کوئی کلمہ جاری نہین ہوا اور اب مین تجھے مطلع کرتا ہوں کہ مین بلاشبہ تیرے نیک حال کا معترف ہوں اور مین یقین رکھتا ہوں کہ تو خدا کے صالح بندوں مین سے ہے اور تیری سعی عند اللہ قابل شکر ہے جسکا اجر ملیگا اور خدائے بخشندہ بادشاہ کا تیرے پر فضل ہے میرے لئے عاقبت بالخیر کی دُعا کر اور مین آپ کے لئے انجام خیر و خوبی کی دعا کرتا ہوں اگر مجھے طول کا اندیشہ نہ ہوتا تو مین زیادہ لکھتا والسلام علی من سلك سبيل الصواب

اسکا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

من عبد الله الاحد غلام احمد عافاه الله وايد الی الشيخ الكريم السعيد حبی فی الله غلام فريد۔ السلام عليكم ورحمة الله وبركاته اما بعد فاعلم ايها العبد الصالح قد بلغنی منك مكتوب صحيح

بسطر الاخلاص والمحبة وكتب بانامل الحب والالفة جزاك الله
خير الجزاء وحفظك من كل انواع البلاء انی وجدت ريح التقوى
فی كلماتك فما اضوع رياك وما احسن عوذج نفحاتك وقد
اخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی امری واثنی علی احبابی وا
زمری وقال لا يصدقه الا صالح ولا يكذبه الا فاسق فبشرى لك
ببشارة المصطفى وواهاً لك من الرب الاعلى ومن تواضع لله
فقد رُفِع ومن استكبر فرُذ ودُفِع وانی ما زلتُ مذ رئيتُ كتبك
والست اخلاقك وادابك ادعو لك فی الحضرة واسئل
الله ان يتوب عليك بانواع الرحمة وقد سرنی حسن صفاتك
ورزانة حصاتك وعلمت انك خُلقت من طينة الحرية
واُعطيت مكارم السجية واحن الی لقائك بهوى الجنان
ان كان قدر الرحمن وقد سمعت بعض خصائص نباهتك ومآثر
وجاهتك من مخلصى الحليم المولوى نور الدين فالان زاد
مكتوبك يقينا علی اليقين وصار الخبر عيانا والظن برهانا
فادعو الله سبحانه ان يُبقى مجدك وبنيانك ويُفيض عليك رحمته
وغفرانه وكنت قلت للناس انك لا تلوى عذارك ولا تظهر
انكارك فابشرتُ بان كلمتی قد تمت وان فراستی ما اخطأت
ورغبنی خلقك فی ان افوز بمرآك واُسر بلقياك فارجو ان تسرنی
بالمكتوبات حتی تجیٔ من الله وقت الملاقات والان ارسل اليك
مع مكتوبی هذا ضميمة كتابی كما ارسلته الی احبابی وفيها
ذكرك وذكر مكتوبك وارجو ان تقرءها ولو كان حرج فی بعض
خطوبك والسلام عليك وعلى اعزتك وشعوبك فقط بمن قاديان

خواجہ صاحب کا دوسرا خط

بخدمت جناب میرزا صاحب عالی مراتب مجموعہ محاسن بیکران مستجمع اوصاف بے پایان مکرم معظم برگزیدۂ خدائے احد جناب میرزا غلام احمد صاحب متع اللہ الناس ببقائہ وسرنی بلقائہ والنعمہ بآلائہ۔ پس از سلام مسنون الاسلام وشوق تمام و دعائی اعتلائی نام وارتقائی مقام واضح و لائح باد۔ نامۂ محبت ختامہ الفت شمامہ مشحون مہربانی ہائے تامہ معہ کتاب مرسلہ رسیدہ چہرہ کشائی مسرت تازہ و فرحت بی اندازہ گشت مخفی مباد کہ این فقیر از بدو حال خود بتقاضائی فطرت در عرصۂ میدان افتادن و بضرورت قدم در معارک مناقشات نہادن پسند ندارد و چندانکہ می تواند خود را از مدخل طوفان نزاع بمعنی بر می آرد وچون اکثر مردم را موافقت ہوا از طلب حق باز داشتہ است و تعصب مجاری تحقیق را بخاک جہل فرا انباشتہ بران بجنگ گفتار ہا نارسیدہ و غایت کار ہا نادیدہ غوغائی برمی انگیزند وہمان غبار جہالت کہ بہوائی عناد بر داشتہ بسر خویش می بیزند ورنہ ثمرہ کار ہا بر نیت صحیح است و دلالت کنایت ابلغ از تصریح پوشیدہ نماند کہ درین جز زمان کسانے از علمائی وقت از فقیر مطالبہ جواب کردہ اند کہ ہیچ کسی را (یعنی آنصاحب را) کہ باتفاق علماء چنین وچنان ثابت شدہ است چرا نیکو دہندہ شدہ اند و از چہ رو در دستے حسن ظن داشتہ چون تحریر ایشان مملو بود از کمال جوش و ترکیب الفاظ ایشان با برق طیش ہا ہم آغوش نظر برآنکہ مضامین شان بر غلیان دلہا گواہ است و بر نیت ہر کس خدائی دانا تر آگاہ و بہ ہیچکس گمان بد بردن شیوہ اہل صفا نیست و بے تحقیق کسی را منافق یا مطیع نفس دانستن روا نہ فقیر را در کار شان ہم گمان بد گران می نمود زیر آنکہ اگر نیت صادق داشتہ باشند غلط شان بمثابہ خطا فی الاجتہاد خواہد بود ورنہ گوش محبت نیوش ہر قدر کہ از غایت کار آن مکرم ذخیرہ آگاہی انباشت دل الفت شامل زیادہ از آن در اخلاص افزود کہ داشت دعا است کہ از عنایت حق سببے بہتر پیدا آید و ساعتی نیکو روئی نماید کہ حجاب مباعدت جسمانی و نقاب مسافت طولانی از میان برخیزد و اگر یار سال مضمونیکہ در جلسۂ مذاہب پیش کردہ اند مسرور فرمایند منت باشد والسلام مع الاکرام فضائل و کمالات مرتبت مولوی نور الدین صاحب سلام شوق مطالعہ فرمایند و صاحبزادہ سراج الحق صاحب نیز۔ الراقم فقیر غلام فرید الچشتی النظامی مقام چاچڑان شریف

(مہر) ۲۰ ماہ شعبان المعظم سنہ ۱۳۱۳ ہجریہ نبویہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جواب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت حضرت مخدوم و مکرم الشیخ الجلیل الشریف السعید حبی فی اللہ **غلام فرید**
صاحب کان اللہ معہ ورضی عنہ وارضاہ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
امابعد نامۂ نامی وصحیفہ گرامی افتخار نزول فرمودہ باعث گونان گون مسرت ہا گردید وبمقتضای
آیہ کریمہ **انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون** از چندین ہزار علما وصلحا
بوئے آشنائی از کلمات طیبات آن مخدوم بشنیدم شکر خدا کہ این سرزمین ازان مردان حق خالی
نیست کہ در اظہار کلمۃ الحق از لوم ہیچ لائمی نمی ترسند ۔ ونورے دارند از جناب احدیت و
فراستی دارند از حضرت عزت پس فطرۃ صحیحہ مطہرہ ایشان سوئے حق ایشان رامی کشد و در احقاق
حق **روح القدس** تائید شان می فرماید فالحمد للہ ثم الحمد للہ کہ مصداق این امور آن
مخدوم را یافتیم ۔ اے برادر مکرم رجوع مشائخ وقت سوئے این عاجز بسیار کم است و فتنہ ہا از ہر سو
پیدا پیش ازین حبی فی اللہ حاجی **منشی احمد جان** صاحب لدھیانوی کہ مؤلف کتاب طب روحانی
نیز بودند بکمال محبت واخلاص بدین عاجز ارادتے پیدا کردند وبعض مریدان نااہل در ایشان چیزہا
گفتند کہ بدین مشیخت وشہرت کجا افتاد چون اوشان را ازان کلمات اطلاع شد معتقدان خود را در
مجلسی جمع کردند وگفتند کہ حقیقت این است کہ ما چیزے دیدیم کہ شما نمی بینید پس اگر از من قطع تعلق
می خواہید بسیار خوب است مرا خود پروائے این تعلق ہا نماندہ ازین سخن شان بعض مریدان اہل
دل بگریستند واخلاصے پیدا کردند کہ پیش ازان نیز نمی داشتند ومرا وقت ملاقات گفتند کہ عجب کارست
کہ مرا افتادہ کہ من قصد مصمم کردہ بودم کہ اگر مرا می گذارند من ایشان را نگذارم لیکن امر برعکس آن پدید آمد
وقسم خوردند کہ اکنون بآن خدمتہا پیش می آیند کہ قبل ازین ازان نشانے نبود این بزرگ مرحوم چون
بعد از مراجعت حج وفات کردند اعزہ ووابستگان خود را بار بار ہمین نصیحت نمودند کہ بدین عاجز
تعلق ہائے ارادت داشتہ باشید ووقت عزیمت حج مرا نوشتند کہ مرا حسرتہا ست کہ من زمان ہمنشینی
بسیار کمتر یافتم وعمرے گردابی وآن بر باد رفت و فرزندان وہمہ مردان وزنان کہ اعزہ شان بودند

بوصیت شان عمل کردند و خود را درسلک بیعت این عاجز کشیدند چنانچہ از روزگارے دراز فرزندان آن بزرگ سکونت لدّہیانہ را ترک کردہ اند و مع عیال خود نزد من در قادیان می مانند۔

و شیخے دیگر **پیر صاحب العلم** است کہ برائے من خواب دیدند و درباره من از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در مجلسی عظیم شہادت دادند و سوے من آن مکتوبے نوشتند کہ در **ضمیمہ انجام آتھم** از نظر آن مکرم گذشتہ باشد۔

اما ہنوز جماعت این عاجز بدان تعداد نرسیدہ کہ برمن از خدائے من عدد آن کشوف گردیدہ بود میدانم کہ تا اکنون جماعت من از **ہشت ہزار** دو سہ کم یا زیادہ خواہد بود۔

اے مخدوم و مکرم این سلسلہ سلسلہ خداست و بنائیست از دست قادرے کہ ہمیشہ کارہائے عجائب می نماید او از کار و بار خود پرسیدہ نمی شود کہ چرا چنین کردی مالک است ہرچہ خواہد می کند از خوف او آسمان و زمین می جنبند و از ہیبت او ملائک می لرزند و مرا او در **الہام** خود **آدم** نام نہادہ و گفت **اردتُ ان استخلف فخلقتُ اٰدم** چرا کہ می دانست کہ بر من نیز مورد اعتراض **اتجعل فیھا من یفسد فیھا** خواہم گردید پس ہر کہ مرا می پذیرد فرشتہ است نہ انسان و ہر کہ سر می پیچد **ابلیس** است نہ آدمی این **قول خدا گفتہ** نہ من۔

فطوبیٰ للذین احبونی وما عادونی وصافونی وما اذونی وقبلونی وما ردونی اولٰئک علیھم صلوات اللّٰہ واولٰئک ھم المھتدون

و آنچہ آن مخدوم نقل **مضمون جلسہ مذاہب** طلب کردہ بودند پس سبب توقف این شد کہ من منتظر بودم کہ جزوے از مضمون مطبوع نزدم رسد تا بخدمت بفرستم چنانچہ امروز یک حصہ ازان رسید کہ بخدمت روانہ میکنم و ہم چنین آیندہ نیز بطور ریحہ وقتاً فوقتاً می رسد انشاء اللہ تعالیٰ بخدمت روانہ خواہم کرد و **قبولیت این مضمون** ازین ظاہر است کہ اخبارہای سرکاری کہ ہیچ جزوے سرکارے ندارند و صرف آن اخبار را نویسند کہ عظمتے داشتہ باشند **تعریف** آن مضمون بنحوی کردہ اند کہ تا حدّ **اعجاز** رسانیدہ اند چنانچہ **سول ملٹری** می نویسد کہ چون این مضمون خواندہ شد بر ہمہ مردم عالم محویت طاری بود و بالاتفاق نوشتند کہ **سر ہمہ مضامین** ہمین غالب آمد بلکہ نوشتند کہ دیگر مضامینے بہ نسبت آن چیزے نبودند پس این فضل خداست کہ پیش ازین

واقعه از الہام وکلام خود مرا اطلاع نیز داد ومن نیز پیش از وقت آن اعلام آلہی را بذریعه اشتہار مشتہر کردم پس عظمت این واقعه نور علی نور شد **فالحمد للہ علی ذالک**

و آنچه آن مکرم درباره شکوه وشکایت علماء ارقام فرموده بودند درین باب چه گوئیم وچه نویسیم **مقدمهٔ من وایشان برآسمان ست** پس اگر من کاذبم ودر علم حضرت باری عزاسمه مفتری ودعوی من کذب وخیانتی دد جل است ورین صورة از خدا دشمن تر ہے درحق من کسی نیست وجلد تر مرا از بیخ خواہد برکند وجماعت مرا متفرق خواہد ساخت زیرآنکه او مفتری را ہرگز بحالت امن نمی گذارد لیکن اگر من ازو وا زطرف اوستم وبحکم او آمدم وہیچ خیانتی در کاروبار خود ندارم پس شک نیست که او زالسان تائید من خواہد کرد که از قدیم در تائید صادقان سنت او رفته است واز لعنت این مردم نمی ترسم لعنت آن ست که از آسمان ببارد وچون از آسمان لعنت نیست پس لعنت خلق امریست سہل که ہیچ راستبازے ازان محفوظ نمانده لیکن برائے آن مخدوم بحضرت عزت دعا میکنم که محض از سعادت فطرة خود ذب مخالفان این عاجز کرده اند پس العزیز خدا با تو باشد وعاقبت تو محمود باد **جزاک اللہ خیر الجزا واحسن الیک فی الدنیا والعقبیٰ وکان معک اینما کنت وای خلک اللہ فی عباده المحبوبین امین**

مثنوی

اے **فرید** وقت در صدق وصفا
با تو باد آن رو که نام او خدا

بر تو بارد رحمت یار ازل
در تو تابد نور دلدار ازل

از تو جانِ من خوش ست اے خوشخصال
دیده ست مردے درین قحط الرجال

در حقیقت مردم معنی کم اند
گو ہمه از روئے صورت مردم اند

اے مرا روئے محبت سوئے تو
بوئے انس آمد مرا از کوئے تو

کس ازین مردم بمار وئے نه کرد
این نصیبت بود اے فرخنده مرد

ہر زمان باسے لعنتے یا دم کنند
خسته دل از جور وبیداد م کنند

کس بچشم یار صدیقے نشد
تا بچشم غیر زندیقے نشد

کافرم گفتند و دجال لعین — بہر قتلم ہر لئیمی در کمین
بنگر این بازی کنان را چون چہند — از حسد بر جان خود بازی کنند
مومنی را کافری دادن قرار — کار جان بازیست نزد ہوشیار
زانکہ تکفیری کہ از ناحق بود — واپس آید بر سر اہلش فتد
سفلۂ کو غرق در کفر نہان — ہرزہ نالد بہر کفر دیگران
گر خبر زان کفر باطن داشتی — خویشتن را بد تری انگاشتی
تا مرا از قوم خود ببریدہ اند — بہر تکفیرم چہا کوشیدہ اند
افتراہا پیش ہر کس بردہ اند — وز حیا تنہا سخن پروردہ اند
تا مگر لغزد کسی زان افترا — سادہ لوحی کافر انگارد مرا
در رہ ما فتنہ ہا انگیختند — با نصاری بہر خود آمیختند
کافرم خوانند از جہل و عناد — این چنین کوری بدنیا کس مباد
بخل و نادانی تعصبہا فزود — کین بجوشید و دو چشمشان ربود
ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفی ما را امام و مقتدا
اندرین دین آمدہ از مادریم — ہم برین از دار دنیا بگذریم
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست — بادۂ عرفان ما از جام اوست
آن رسولی کش محمد ہست نام — دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او باشیر شد اندر بدن — جان شد و با جان بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را برو شد اختتام
ما ازو نوشیم ہر آبی کہ ہست — زو شدہ سیراب سیرابی کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائی بود — آن نہ از خود از ہمان جائی بود
ما ازو یابیم ہر نور و کمال — وصل دلدار ازل بی او محال
اقتدای قول او در جان ماست — ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک و از خبرہای معاد — ہرچہ گفت آن مرسل رب العباد

آن همه از حضرت احدیست منکر آن مستحق لعنت است
معجزات او همه حق اند و راست منکر آن منکر دین خداست

معجزات انبیا و سابقین آنچه در قرآن بیانش بالیقین
بر همه از جان و دل ایمان ماست هر که انکار می کند از اشقیاست

یک قلم دوری ازان بعیش کتاب نزد ما کفرست و خسران و تباب
لیک دونان را ز عرشش آگه نیست هر دلی از سر آن آگاه نیست

تا نباشد طالبی پاک اندرون تا بجوشد عشق یار بیچگون
راز قرآن را کجا فهمد کسی بهر نوری نور می باید بسی

این نه من قرآن همین فرموده است اندرو شرط نطهر بوده است
گر بقرآن هر کسی را راه بود پس چرا شرط نطهر را فزود

نور را داند کسی کو نور شد وز حجاب سرکشی ها دور شد
این همه کوران که تکفیرم کنند بیخبر ز انوار قرآن غافل اند
لا یمسه الا المطهرون

بیخبر از رازهای این کلام هرزه گویان ناقصان و ناتمام
در کف شان استخوانی بیش نیست در سر شان عقل و اندیشه نیست

مرده اند و فهم شان مرده از هم بی نصیب از عشق و از دلدار هم
الغرض فرقان مدار دین ماست او امین خاطر غمگین ماست

نور فرقان می کشد سوی خدا می توان دیدن ازو روی خدا
ما چه سان بینیم زان دلبر نظر هیچ روی او کجا روی دگر

روی من از نور روی او بتافت یافت از فیضش دل من هر چه یافت
چون دو چشمم کش ندادند آن جمال جان من قربان آن شمس الکمال

همچنین عشقم بروی مصطفی دل پرد چون مرغ سوی مصطفی
تا مرا دادند حسنش خبر شد دلم از عشق او زیر و زبر

منکه می بینم رخ آن دلبری جان فشانم گر دهد دل دیگری
ساقی من هست آن جان پروری هر زمان مستم کند از ساغری

محو روی او شدست این روی من بوی او آید ز بام و کوی من
بسکه من در عشق او هستم نهان من همانم من همانم من همان

جان من از جان او یابد غذا از گریبانم عیان شد آن ذکا
احمد اندر جان احمد شد پدید اسم من گردید آن اسم وحید

فارغ افتادم ز بد و از عز و جاه دل ز کف و از فرق افتاده کلاه
بر من این بهتان که من زان آستان تافتم سر این چه کذب فاسقان

سر نتابد زان ره من چون منی لعنت حق بر گمان دشمنی
آن منم کاندر ره آن سروری در میان خاک و خون بینی سری

تیغ گر بارد بکوی آن نگار آن منم کاول کند جان را نثار
گر همین کفرست نزد کین وری خوش نصیبی آنکه چون من کافری

کافرم گفتند و دجال لعین من نمیدانم این چه ایمانست و دین
این طبیعتهاشان چون سنگهاست در بر شان گر دلی بودی کجاست

کار ایشان هر زمانی افتراست یار ایشان هر دمی حرص و هواست
دل پر از خبث است و باطن پر ز شر صحبت نیت از ایشان دورتر

صحبت نیت چو باشد در دلی بر گل صدق و وفا چون بلبلی
بر شرارتها نمی بندد میان ترسد از دانای اسرار نهان

لیکن این بیباکی و ترک حیا افترا بر افترا بر افترا
این نه کار مومنان و اتقیاست این نه خوی بندگان با صفاست

هر که او هر دم پرستار هوا من چسان دانم که ترسد از خدا
خویشتن را نیک اندیشیده اند تا کی این مردم چه فهمیده اند

اتباع نفس اعراض از خدا پس همین باشد نشان اشقیا
هر که زینسان خبث در جانش بود کافرم [illegible] ایمانش بود

من بهر این دم بخواندم آن کتاب / کان بتره او فتاد از ارتیاب
هم خبرها پیش کردم زان رسول / و صدوق از فضل حق پاک از فضول

لیکن ایشان را بحق رو سے نبود / پیش گرگے گریهٔ میشے چه سود
کافرم گفتند و رو تافتند / آن یقین گو یا دلم بشگافتند

اندر ایشان خوب گفت آن شاه دین / کافران حل برون چون سوسنین
هر زمان قرآن مگر در سینها / حب دنیا هست و کبر و کینه ها

دانش دین نیز لاف است و گزاف / پشت هم بودند وقت هر مصاف
جاهلانی غافل از رازی زبان / هم ز قرآن هم ز اسرار نهان

کبرشان چون تا کمال خود رسید / غیرت حق پرده هائے شان درید
دشمنان دین چو شمر نابکار / دین چو زین العابدین بیمار و زار

تن همی لرزد دل و جان نیز هم / چون جفا نتهائے ایشان شد بکم
مکرها بسیار کردند دشمنند / تا نظام کار ما بر هم زنند

لیکن آن امری که هست از آسمان / چون زوال آید برو از حاسدان
من چه چیزم جنگشان با آن خداست / کز دو دستش این ریاض و این بناست

هر که او ویرو بکار ما بر حق / او ستاده از پئے پیکار حق
فانی ایم و تیر ما تیر حق است / صید ما در اصل نخچیر حق است

صادقے دارد پناه آن یگان / دست حق در آستین او نهان
هر که با دست خدا پیچد زکین / پیچ خود کند چو شیطان لعین

ای بسا نفسے که همچو بلعم است / کار او از دست موسیٰ بر هم است
آمدم بر وقت چون ابر هما / با[illegible] آمده لیکن ایشان بالطبع پلید

آسمان انبوه من بار دلستان / هم زمین الوقت گوید بر زبان
این دو شاهد بهر من استاده اند / باز در من تا قصان افتاده اند

های این مردم عجب کور و کر اند / صد نشان بینند غافل بگذرند
این چنین ایمان چرا با لا برند / یا مگر زان ذات بیچون منکر اند

او چو بر کس مهربانی می کند / از زمینی آسمانی می کند
عزتش بخشد ز فضل و لطف و جود / مهر بر پیشش آرد در سجود

من نثار خود ادعائے کرده ام / امر حق شد اقتدائے کرده ام
کار حق است این نه از مکر بشر / دشمن این دشمن آن داور گر

آن خدا کاین عاجزی را چیده است / رحمتش در کوئے ما بارید است
مردم و جانان پس اندرون پدید / گم شدم آخر رخے آمد پدید

میل عشق دلبری پر زور بود / غالب آمد رحمت ما را در ربود
من ندارم مایهٔ کردار ما / عشق جوشید و از و شد کار ما

بهر من شد نیستی طور خدا / چون خودی رفت آمد آن نور خدا
روبه و کردم گرد ان روی او / هر دل فرخنده مائل سوئے او

در دو عالم مثل او روئی کجاست / جز سر کوئش مرا کوئی کجاست
آن کسان کز کوچهٔ او غافل اند / از سگان کوچه ما هم کمتر اند

عشق و عالم جمله در شور و شر اند / عاشقانش در جهان دیگر اند
آن جهان چون هند بر کس ناپدید / از جهان آن کور و بدبختی چه دید

راه حق بر صادقان کی بسته است / هر که جوید و امنش آید بدست
هر که جوید جلوش از صدق و صفا / ره دهندش سوئے آن رب السما

صادقان را می شناسد چشم یار / کید و مکر اینجا نمی آید بکار
صدق می باید برائے وصل دوست / هر که بے صدقش بجوید احمق اوست

صدق ورزی در جناب کبریا / آخرش می یابد از تمکین وفا
صد درے مسدود بکشاید بصدق / یار رفته باز می آید بصدق

صدق ورزان را بهیبت شانها / کز پئے شان بشکفد اندر جهان
دوختنه در صورت دلبر نظر / و از نثار و سینه مردم بیخبر

کار عشقی با عملها بسته اند — رسته آن دلها که بهرش خسته اند
از سخنها کی شود این کار و بار — صدق می باید که تا آید نگار
علم با عالم بسی دارد براه — بت پرستی ها کند شام و پگاه
گر بعلم خشک کار دین بدی — هر لئیمی راز دار دین بدی
یار ما دارد بباطن ها نظر — هان بشو نازان تو با فخر دگر
هست آن عالی جنابی بس بلند — بهر وصلش شورها باید فگند
زندگی در مردن خود و بجاست — هر که افنا دست او آخر بجاست
تا نه کار درد کس تا جان رسد — کی فغانش تا در جانان رسد
هر که ترک خود کند یابد خدا — چیست وصل از نفس خود گشتن جدا
لیک ترک نفس کی آسان بود — مردن از خود شدن یکسان بود
تا نه آن بادی وزد بر جان ما — کور باید ذرهٔ امکان ما
کی درین گرد و غباری ساخته — می توان دید آن رخ آراسته
تا نه قربان خدای خود شویم — تا نه محو آشنای خود شویم
تا بنا شیم از وجود خود برون — تا نه گردد پر ز مهرش اندرون
تا نه بر ما مرگ آید صد هزار — کی حیاتی تازه بینیم از نگار
تا نه ریزد هر پر و بالی که هست — مرغ این ره را بسر منزل شکست
بد نصیبی آنکه وقتش شد بباد — یار آ از ره دل [illegible]
از غرورمندان مرا انکار نیست — لیکن این ره راه وصل یار نیست
تا نهان شد عشق و سودا و جنون — جلوه ننماید نگار بیچگون
چون نهان هست آن عزیز محترم — هر کسی را کی گزیند لاجرم
آن همی گو عاقلان بگزیده اند — از تکلف روی حق پوشیده اند
پرده ها بر پرده ها افراخته — مطلبی نزدیک دور انداخته
ما که با دیدار او رو تافتیم — از ره عشق و فنایش یافتیم
ترک خود کردیم بهر آن خدا — از فنائے ها پدید آمد لقا
اندرین ره درد سر بسیار نیست — جان بخواهد دادنش دشوار نیست
گر نه او خواندی مرا از فضل و جود — صد فضولی کردمی بیسود بود
از نگاهی این گدا را شاه کرد — قصه های راه ما کوتاه کرد
راه خود بر من گشود آن دلستان — دامنش تا لسان که گل را باغبان

هر که در عهدم ز من ماند جدا — می کند بر نفس خود جور و جفا

پر ز نور دلستان شد سینه ام — شد ز دستش صیقل آئینه ام
پیکرم شد پیکر یار ازل — کار من شد کار دلدار ازل
بسکه جانم شد نهان در یار من — بوی یار آمد ازین گلزار من
نور حق داریم زیر چادری — از گریبانم بر آمد دلبری
احمد آخر زمان نام من است — آخرین جا همین جام من است
طالب راه خدا را مژده باد — کش خدا بنمود این وقت مراد
بسکه یارم نهان شد از نظر — از خبرداری همین پرسد خبر
هر که جویان نگاری می بود — کی بیک جابش قراری می بود
می دود هر سو همی دیوانه وار — تا مگر آید نظر آن روی یار
هر که عشق دلبری در جان اوست — دل ز دستش اوفتد از هجر دوست
عاشقان را صبر و آرامی کجا — توبه از روی دلارامی کجا
هر کرا عشق رخ یاری بود — روز و شب با آن رخش کاری بود
گر قلقش گر التفاتی اوفتد — در تن و جانش فراقی اوفتد
یک زمانی زندگی بی روی یار — می کند بر وی پریشان روزگار
باز چون بیند جمال و روی او — میدود چون بیحواسی سوی او
بهر مند در دامنش دست از جنون — گر فراقت شد الم ای یار خون

همچنین صدق ار بود اندر دلے
تا فشاند [illegible] تابان کہ من
عالمے را نور کرد از خیال
آن [illegible] کہ [illegible]

گل بجوید جای چون بلبلے
خود برآمد روشنی از خویشتن
سرنگون افگند در چاہ ضلال
آید [illegible] بہر روئے یار
ورنہ با بابت خدا کار است خام

گر تو افتی در صدد رد و نفیر
این ہمین آثار ناکامی بود
سوئے آب تشنہ را باید شتافت
خاک گردد تا [illegible] واپس بایدش
پختہ داند این سخن را والسلام

کس ہمی خیزد کہ گردد دستگیر
ہیچ شقوت نخوت و خامی بود
ہر کہ جست از صدق دل آخر بیافت
گم شود تا کس ہمی بنمایدش

[illegible] بیرون آمد از حال [illegible] از قال و از جوشیدن [illegible] تکلفات کوشیدن اکنون آن میکہ تخفیف تصدیع بکنم [illegible] ول را بدل راہ [illegible] انویم مولوی حکیم نورالدین و صاحبزادہ محمد سراج الحق بجا السلام علیکم مولوی صاحب بذکر خیر آن مکرم اکثر رطب اللسان می مانند عجیب کہ او شان در اندک صحبتے ولی محبت و اخلاص بآن مکرم چندبار این خارق از آن مخدوم ذکر کردہ اند کہ مرا یک درود شریف برای خواندن ارشاد فرمودند کہ ازین زیارت حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم خواہد شد چنانچہ ہمان شب مشرف بزیارت شدم۔ والسلام۔ الراقم خاکسار غلام احمد از قادیان۔

خواجہ صاحب کا تیسرا خط

بخدمت جناب [illegible] آگاہ معارف پناہ حقائق نگاہ شریعت انتباہ المستظہر باللہ المعرض عما سواہ المویدین اللہ الصمد جناب مرزا غلام احمد صاحب مکارم لاانتہا سلمہ اللہ الاحد۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جوش اشتیاق ہمچون مکارم اخلاق آن سلالۃ النفس والآفاق از حد بیرون ہست و محبت بآن مجاہد فی سبیل اللہ روز افزون۔ منت جوادی جنت کہ اوقات این فقیر را بعنایت بے غایت بر مجاری عافیت ظاہر و باطن جاری فرمود۔ و تا ہمیں آن مرضیۃ الشمائل محمود الخصائل از جناب عزت خطابش مسئول و مقصود۔ سلک لآلی آبدار محبت و وداد و عقد جواہر تابدار صداقت و اتحاد اعنی نامۂ اخلاص ختامہ مملو بمواد خلوص و صفا و محشو بذخائر خلت و اصطفا، ورود کرم آمود نمودہ مسرور نا محصور فرمود فقیر از الفاظ الفت آئیز و معانی انبساط خیز و معارف حیرت انگیز آن غواص [illegible] الم [illegible] القلب فراہم نمود۔ و ورود مضمون جلسۃ المذاہب مرسلہ آنصاحب کہ باوجود آذوقۃ خاطر [illegible] ادراک [illegible] بود [illegible] ہموارہ باین تجارت رفیع الغایات بعنایات غیبیہ و تفضلات لاریبیہ موید و مکرم باشند و فقیر را مستبشر حالات مسرت سمات و الفت مآب ساکن فضائل پر رسائل و ارقام کرائم رقائم مبتہج سیفر مودہ باشند ۲۴ شوال المکرم ۱۳۱۴ ہجریہ قدسیہ الراقم فقیر غلام فرید الچشتی النظامی

سجادہ نشین از چاچران شریف

مہر: فقیر غلام فرید خادم الفقراء

مطبع ضیاء الاسلام قادیان ۱۰ شوال ۱۳۱۴ھ

فہرست کتب موجودہ مع قیمت علاوہ محصول ڈاک

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
جلد چہارم براہین احمدیہ اردو	للعہ	سراج منیر مع رسالہ خط وکتابت	۲ر
شحنۂ حق اردو	۶ر	حجۃ اللہ عربی مع ترجمہ اردو	۸ر
برکات الدعا اردو	۴ر	استفتاء	۴ر
انوار الاسلام	۴ر	ازالہ اوہام دو حصے	سے
تفسیر سورہ فاتحہ کرامات الصادقین عربی	١٢ر	آئینہ کمالات الاسلام اردو	۶
نور الحق عربی مع ترجمہ اردو	۱۲ر	[illegible] عربی با ترجمہ فارسی	
سر الخلافہ عربی	۲ر	[illegible] عربی	۲ر
رسالہ ابلاغ یعنی انجام آتھم و دعوت قوم		ست بچن مع آریہ دھرم اردو	۱۲ر
خدائی فیصلہ مکتوب عربی مع ترجمہ فارسی	۱۲ر	تحفہ قیصریہ زیر طبع	
اتمام الحجۃ عربی و اردو	۳ر	حصہ اول نور القرآن	۳ر
سرمہ چشم آریہ اردو	۱۲ر	" دوم "	۸ر
جنگ مقدس	۸ر		

بذریعہ ویلیو پی ایبل یا پہلے منی آرڈر کے آنے سے
یہ کتابیں مل سکتی ہیں

مرزا غلام احمد قادیانی

الراقم عیسائی صاحبونکی خیرخواہ

مرزا غلام احمد قادیانی

(۱۰۰۰)

اشتہار انعامی ایکہزار روپیہ

مین اس وقت ایک مستحکم وعدہ کے ساتھہ یہ اشتہار
شائع کرتا ہون کہ اگر کوئی صاحب عیسائیونمین سے یسوع
کے نشانون کو جو اُس کی خدائی کی دلیل سمجھے جاتے ہین
میرے نشانون اور فوق العادت خوارق سے قوت ثبوت
اور کثرت تعداد مین بڑھے ہوئے ثابت کرسکین تو مین اُنکو ایکہزار
روپیہ بطور انعام دونگا مین سچ سچ اور حلفاً کہتا ہون کہ اسمین تخلف
نہین ہوگا مین ایسے ثالث کے پاس روپیہ جمع کراسکتا ہون جسپر فریقین کا
اطمینان ہو اس فیصلہ کیلئے غیر منصف ٹھیرائے جاینگے

درخواستین جلد آنی چاہیئین۔

۲۴ جنوری

۸۸ء

+ نوٹ اگر درخواست کرنے والے ایک سے زیادہ ہون تو روپیہ آپسمین تقسیم کرسکتے ہین منہ

حُجَّۃُ اللّٰہ

مطبوعہ مطبع ضیاء الاسلام

قادیان دار الامن والامان

۲۴ ذی الحجّہ

سنہ ۱۳۱۴

ھ

الإعلان فاسمعوا يا أهل العدوان

ايها الناظرون اعلموا رحمكم الله ورزقكم قدرا حسنا من التفضلات الجليلة والالطاف
الخفية ان هذه رسالتي قد الفت بالعناية الالهية محفوفة بالاسرار
الانيقة الربانية ومشتملة على شيء من الادب والملح البيانية
فكانها حديقة مخضرة تغرد فيها بلابل على دوحة الصفاء وتصبي
ثمراتها قلوب الادباء ومن امعن فيها باخلاص النية واصدق
الطوية فلا شك انه يقر بفصاحة كلماتها وبراعة عباراتها ويقر
بانها احلى واملح من التدوينات الرسمية وعليها طلاوة اكثر من المقالات
الانسانية واما الذي جبل على سيرة النقمة والعناد فيجحد بفيه
ويترك متعمدا طرق القسط والسداد ولو كان نفسه من المستيقنين فنحن نقبل
الان على زمر تلك المنكرين ولقد وعينا اسماءهم فيما سبق من
ذكر المكفرين والمكذبين اعني شيخ البطالة وامثاله من المتعسفين
المتعصبين فليناضلوني في هذا ولو متظاهرين بامثالهم وليبرهنوا
على كمالهم والا كشفت عن سترهم واخزيتهم في اعين جهالهم ومن
يكتب منهم كتابا كمثل هذه الرسالة الى ثلثة اشهر او الى الاربعة فقد
كذبني صدقا وعدلا واثبت انني لست من الحضرة الاحدية فهل في الحي
حي يقضي هذه الخطة وينجي من التفرقة الامة وليستظهر بالادباء
ان كان جاهلا لا يعرف طرق الانشاء وليعلم انه من المغلوبين وسيذهب الله
ببصره ببرق من السماء فيغشيه كما يغشى الحجر عين الحرباء ويطفاء وطيس
المفترين ايها المكذبون الكذابون ما لكم لا تجيئون ولا تناضلون
وتدعون ثم لا تبارزون ويل لكم ولما تفعلون يا معشر الجاهلين

المعلن غلام احمد القادياني

ضمیمہ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — حجۃ اللہ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

قُتِلَ الانسانُ مَا اَکفرہ

ایّها الناظرون۔ والادباء المنقّدون۔ انتم تعلمون۔ انّی الّفتُ من قبل

ای بینندگان و ادیبان در مغشوش و غیر مغشوش فرق کنندگان شما می دانید که من پیش ازین چند کتابها

اے دیکھنے والو اور کلام کے کھوٹے اور کھرے میں فرق کرنیوالو تم جانتے ہو کہ مینے پہلے اس سے چند کتابیں

هذا کتبا فی العربیّة۔ وزیّنتها کالبیوت المشیّدة المزدانة۔ ورأیتم انّها تحکی

در عربی نوشته ام   و آن کتاب ها را چنان زینت دادم که خانه ها زینت داده و بلند کرده میشوند

عربی میں لکھی تھیں   اور ان کتابوں کو مینے ایسی زینت دی تھی جیسا کہ گھروں کو زینت دیا جاتا اور بلند

الدُرر العمّانیة۔ وتسقی الالبان العرفانیة۔ وکنتُ اتوقّع انّ العلماء یعدّونها من

شما دیده اید که آن کتابها درهای عمانی را میمانند و شیرهای معرفت می نوشانند و من توقع میداشتم که علما آن تالیف ها را از جمله نشانها

کیا جاتا ہے۔ اور تمنے دیکھا ہے کہ وہ کتابیں موتیوں سے مشابہت رکھتی ہیں اور معرفت کا دودھ پلاتی ہیں اور میں امید رکھتا تھا کہ مولوی لوگ

الآیات۔ ویشدّون لرؤیتها حُبُکَ النطاق بصحّة النیّات۔ وما زلتُ

خواهند شمرد۔ و برای دیدن من ازار بند یا رچه کمر خود بصحت نیت خواهند بست   و من همیشه دل خود

ان کتابوں کو منجملہ نشانوں کے شمار کرینگے اور انکے دیکھنے کیلئے اپنی کمر کو صحت نیت کیساتھ باندھینگے   اور میں ہمیشہ اس امید

اُسلّی بالی بهذا الامل حتّی وجدتهم فاسد النیّة والعمل۔ وبدا انّ فراستی قد اخطأت۔

را بدین امید بی غم میکردم۔ تا آنکه ایشان را در نیت و عمل تباه یافتم۔   و ظاهر شد که فراست من خطا کرد

کیساتھ دل کو تسلی دیتا تھا یہانتک کہ مینے انکو نیت اور کام میں خراب پایا۔   اور ظاہر ہو گیا کہ میری فراست

واعین العلماء ما انفتحت۔ وتراءی الیأس وآثار الرجاء انقطعت۔ وبلغ الامر

و چشمهای علما کشاده نشدند   و نومیدی ظاهر شد و نشان امید منقطع شدند۔ و کار بجائی رسید

خطا کی۔ اور مولویوں کی آنکھیں نہیں کھلیں۔ اور نومیدی ظاہر ہو گئی اور امید کی نشانیاں منقطع ہو گئیں اور اس حد تک

الی حد - ان الشیخ الذی ھو للطالبین کسد - زری علی مقالی - و
کہ شیخ بٹالہ کہ برائے طالبان مثل دیوار مانع است بر کلام من عیب جوئی کرد - و
نوبت پہنچ گئی کہ شیخ بٹالہ جو طالبون کے لئے ایک روک ہے میری کلام پر اسنے نکتہ چینی کی
تکلم فی اقوالی - وقال ان ھو الا قول رقیق وما ھو بکلام جزل بل
در سخن من کلام کرد و گفت شک نیست کہ آں قول زشت است و کلامے خوب نیست - بلکہ
اور کہا کہ وہ قول رکیک ہے اچھا نہین بلکہ
کسقط وھزل - ولیس من غرر البیان - ولا من محاسن الکنایات
سخن بے فائدہ و بیہودہ است و بیانے واضح و محاسن کنایات نیست
غلط اور بیہودہ ہے اور بیان واضح اور عمدہ کلام نہین ہے -
والتبیان - وکلما رصّعت فی کتبی من الجواھر العربیۃ - والنوادر
و آں تمام جواہر عربیہ و نوادر ادبیہ
اور وہ تمام جواہر عربیہ اور نوادر ادبیہ اور لطائف
الادبیۃ - واللطائف البیانیۃ - والنکات المبتکرۃ المصبیۃ - اراد
و لطائف بیانیہ و نکات دلکش کہ در کتاب خود نشاندہ بودم این
بیانیہ اور دلکش نکتے کہ مینے اپنی کتابون مین لکھے اس مفسد نے
المفسد المذکور ان یطفی نورھا - ویمنع ظھورھا - ویجعل الناس
مفسد خواست کہ آں ہمہ نور را منطفی کند و از ظاہر شدن باز دارد و مردم را از
چاہا کہ اُن کے نور کو بجھا دے اور ظاہر ہونے سے روکے اور لوگوں کو
من المنکرین - او المرتابین - ومع ذالک ادعی انہ فی الادب رحیب
منکران یا شک کنندگان کند و با این ہمہ دعوی کرد کہ او در علم ادب فراخ دست
منکروں یا شک کرنیوالون مین سے کردے - اور پھر اسکے ساتھ یہ دعوی بھی کیا کہ وہ علم ادب
الباع - خصیب الرباع - ومن المتفردین وکذالک خدع الناس
و بسیار مالدار است و از آناں ہست کہ متفرد ہستند و ہمچنین بہ تلبیس ہائے خود
مین فراخ دست اور بہت مالدار ہے اور ان لوگوںمین سے ہے جو یگانہ ہوتے ہین اور اسیطرح اپنی حق پوشی سے

بتلبیساته - واضحك الاطفال بخزعبیلاته - وجاء نزوہ

مردم را فریب داد ودبکارہاے باطل خود اطفال را بخندانید ودروغ صریح

لوگون کو دھوکہ دیا اور اپنے باطل کاموں سے لڑکوں کو ہنسایا اور صریح جھوٹ

مبین - وجئنا بلولوء رطب فما استجاد - ونفضنا علیه عجمات

آورد وما مروارید تازہ آوردیم پس جید و خوب ندانست وبرو درختہائی خرما فشاندیم

لایا - اور ہم تازہ موتی لائے پس اُسنے انکو اچھا نہ سمجھا - اور ہمنے درخت کھجور

فما استحلا ثمارنا وما ادّی الوداد - بل زاد بخلا وعنادا کالمستکبرین

پس بر ما را شیرین ندانست و دوستی ننمود بلکہ در بخل وعناد ہمچو متکبران زیادہ شد

اسپر جھاڑی پس اُسنے انکو شیرین نیال نکیا بلکہ متکبروں کی طرح بخل اور عناد مین

وقال انّ کتب هذا الرجل مملوّة من الاغلاط - والاغلوطات - ومبعدة

وگفت کہ کتابہاے این شخص از غلطی ہا پر ہستند و از لطائف

بڑھہ گیا - اور کہا کہ اس شخص کی کتابین غلطیوں سے پُر ہین - اور لطائف

من لطائف الادب وملح المحاورات - ولیست کماء معین - فما حکم

ادب و نمکینی محاورات دور داشتہ شدہ اند وہمچو آب روان نیستند پس بچیزے

ادب اور نمکینی محاورات سے خالی ہین - اور صاف پانی کی طرح نہین ہین - پس

بما وجب - بل اخفی الحق ومنع وحجب - وتصدّی لخدع العوام

حکم نکرد کہ واجب بود بلکہ حق را پوشیدہ کرد و از مردم باز داشت و برائے فریب دادن عوام پیش آمد

وہ بات نہ کی جو واجب تھی بلکہ سچ کو چھپایا اور لوگو نکو روکا اور عوام کو دھوکہ دیا

بعد ما شغف بالکلام - وکان یعلم انّ کتم الشهادة ماثمة - وتکذیب

بعد ازانکہ بکلام من فریفتہ شد و او میدانست کہ گواہی پوشیدہ کردن گناہ است - وتکذیب

بعد اسکے کہ میری کلام پر فریفتہ ہوا - اور وہ خوب جانتا تھا کہ گواہی کا پوشیدہ کرنا گناہ ہے اور

الصادق معصیة - ولکنه آثر الدنیا علی الاخرة - والنفس الامّارة

صادق معصیت است مگر او دنیا را بر آخرت اختیار کرد ونفس امارہ را

صادق کی تکذیب معصیت ہے - لیکن اُسنے آخرت کو چھوڑا اور دُنیا کو اختیار کیا - اور نفس امارہ کو

علی الحضرة الاحدية - وارادالله ان يرفعه فاخلد الی الارض

بر حضرت احدیت مقدم داشت - وخدا تعالی خواست که او را بردارد پس او ہمچو فاسقان سوے

حضرت احدیت پر مقدم رکھا اور خدا تعالی نے چاہا کہ اسکو اٹھا دے پس وہ فاسقوں کی

كالفاسقين - وليس فی نفسه جوهر من غير تصلف كالنسوان - و

زمین میل کرد و در ہر نفس او بجز لاف زنی ہمچو زنان

طرح زمین کی طرف جھک گیا - اور اسمیں بجز لاف زنی کے اور بغرض دھوکہ زبان

خدع الناس بتزويق اللسان - وانه من المزورين - يريد ان يطفاء

آراستن زبان برائے فریب دادن مردم ہیچ جوہر نیست و او از دروغ آرایان است اراده میکند که از ظلم

آرائی کرنے کے اور کوئی جوہر نہیں اور وہ جھوٹ کو آرایش دینے والوں سے ہے - ارادہ

نورا - ظلما وزورا - ويزيد الناس رهقا وكفورا - ويصرف عن

و زور نور را بمیراند و مردم را در ظلم و کفران زیاده کند و جاہلان را از حق

کرتا ہے کہ نور کو بجھا دے - اور لوگوں کو ظلم اور کفران میں زیادہ کرے - اور حق سے

الحق قوما جاهلين - والله انه لا يعلم ما البلاغة وافنانها - وكيف

باز گرداند و بخدا که او نمی داند که بلاغت چیست و شاخہای آن چیست و چگونه

جاہلوں کو پھیر دے - اور بخدا وہ نہیں جانتا کہ بلاغت کسے کہتے ہیں اور اُس کی

يحق ادائها وبيانها - وما وصل مقاما من مقامات فهم الكلام - و

حق بیان او ادا می تواند شد و از مقامات فہم کلام بہ ہیچ مقامے نرسیده و

شاخیں کیا ہیں - اور کیونکر اسکے بیان کا حق ادا ہوتا ہے - اور فہم کلام کے مقامات میں سے کسی

ان هو كالانعام - ومن المحرومين -

صرف مانند چارپایان و محرومان است -

مقام تک وہ نہیں پہنچا - اور صرف چارپایوں اور محروموں کی طرح ہے -

فالامر الذی ينجی الناس من غوائل تزويراته - وهباء

پس امرے که مردم را از دروغگوئی او رہائی بخشد

پس وہ بات جو لوگوں کو اُس کے جھوٹ سے نجات دے گا یہ ہے کہ

مقالاته - ان نعرض علیه کلاماً منا وکلاماً آخر من بعض العرب

این است که ما بر و کلام خود و کلام دیگران از عرب عربا پیش کنیم

ہم اُس پر اپنا کلام اور بعض دوسرے ادیب عربوں کا کلام پیش کرین - اور

العرباء - ونلبس علیه اسمنا واسم تلك الادباء - ثم نقول ابلونا

و بر و نام خود و نام آن ادیبان پوشیده داریم باز بگوئیم که مارا خبرده

اپنا اور اُن کا نام اُسپر پوشیدہ رکھین - اور پھر اُسکو کہین کہ ہمین بتلا

بقولنا وقول هولاء - ان کنت فی زرایتك من الصادقین -

که قول ما کدام است و قول ایشان کدام اگر در عیب گیری راست گو ہستی -

کہ ان میں سے ہمارا کلام کونسا ہے اور اُنکا کلام کونسا ہے اگر تو سچّا ہے -

فان عرف قولی وقولهم واصاب فیما نوی - وفرّق کفلق الحبّ

پس اگر قول مرا و قول اوشان را شناخت و در شناختن خطا نکرد و چون دانه و خسته آن جُدا

پس اگر اُسنے میرا قول اور اُنکا قول شناخت کرلیا اور گٹھلی اور دانہ کی طرح فرق کرکے

من النوی - فنعطیه خمسین روپیة صلة

کرده نمود پس ما او را پنجاه روپیه بطور انعام یا

دکھلادیا پس ہم اُسکو پچاس روپیہ بطور انعام یا تاوان

منا او غرامة - ونحسب منه ذالك کرامة - ونعده من

تاوان خواهیم داد و درین کرامت او خواهیم شمرد و از ادباء فاضل

دین گے - اور یہ اُس کی کرامت سمجھی جائے گی - اور ہم اُسکو ادباء

الادباء الفاضلین - ونقبل انه کان فی مازری من الصادقین -

او را خواهیم شمرد وقبول خواهیم کرد که او در عیب گیری راست گو بود

فاضلین میں سے شمار کرین گے اور قبول کرین گے کہ وہ عیب گیری میں راست گو

فان کان راضیاً بهذا الاختبار - ومتصدیاً لهذا المضمار - فلیخبرنا

پس اگر بدین آزمایش راضی باشد و برائے این میدان طیار باشد - پس باید که

تھا - پس اگر اس آزمایش کے ساتھ راضی ہو اور اس میدان کے لئے طیار ہو تو

بنیّۃٍ صالحۃ کالابرار۔ ولیشیع ھذا العزم فی الجرائد والاخبار۔
ارا ہمچو نیکوکاران خبر دہد ۔ و این عزم را در اخبار ہمچو یقین کنندگان
بھلے مانسوں کی طرح ہمیں خبر دے۔ اور چاہیئے کہ اس قصد کو اخباروں میں یقین
کاھل الحق والیقین۔
شایع کناند۔
کرنے والوں کی طرح شایع کر دے۔
وانّا نبعد اطلاعی علٰی ذالک الاشتہار۔ سارسل الیہ
مگر من پس بعد از اطلاع برین اشتہار چند ورق برائے امتحان
مگر میں پس میں اشتہار پر اطلاع پانے کے بعد چند ورق امتحان کے لیئے
اوراقا للاختبار۔ لیحکم اللّٰہ بینی وبین ھذا الکفار۔ وھو احکم
سوئے او خواہم فرستاد تا کہ خدا تعالی در من و او فیصلہ فرماید و خدا احکم
اسکی طرف بھیجدونگا تا کہ خدا تعالی مجھ میں اور اس میں فیصلہ کردیوے اور وہ
الحاکمین۔ وانّی اریٰ مذ اعوام انّ ھذا الرجل لا یمتنع من الھذیان۔
الحاکمین است و من از چند سال مے بینم کہ این شخص از بیہودہ گوئی باز نمے آید
احکم الحاکمین ہے اور میں کئی برس سے دیکھ رہا ہوں کہ یہ شخص بیہودہ گوئی سے باز نہیں آتا
ولا یتقی اخذ اللّٰہ الدیّان۔ فالجانی بخلہ الی ھذا الامتحان۔
و از مواخذہ خدا تعالی نمی ترسد پس بخل او مرا برائے این امتحان بیقرار کرد
اور خدا تعالی کے مواخذہ سے نہیں ڈرتا۔ سو اسکے بخل نے اس امتحان کے لئے مجھے مجبور کیا۔
فان جاء المضمار واثبت ما ادّعی۔ ومازکلی من کلمات اخری۔
پس اگر در میدان آمد و آنچہ دعوی کرد ثابت نمود و کلمات مرا از کلمات دیگران جدا
پس اگر میدان میں آیا اور جو دعوی کیا تھا اسکو ثابت کر دکھلایا۔ اور میرے کلموں کو دوسروں کے کلموں سے
فلہ ما سمع منّا ووعی۔ وان شمّر ذیلہ وانثنی۔ وماطالبنا ما وعدنا
کرد پس او را آن انعام خواہیم داد کہ از ما شنیدہ ویاد داشت و اگر دامن چیدہ برگشت و مطالبہ وعدہ ما نکرد
علیحدہ کرکے دکھلا دیا سو ہم اسکو وہ انعام دینگے جو ہمسے سن چکا ہے اور اگر اپنا دامن سمیٹ لیا اور پھر گیا اور ہمارا وعدہ

ومآ انبری - بل انساب و دخل جحرہ وانزوی - وماترک التکذیب

وپیش نیامد بلکہ برفت و داخل سوراخ خود شد و پوشیدہ گشت وتکذیب را ترک نہ کرد

کا مطالبہ نہ کیا اور اپنے سوراخ مین داخل ہوگیا اور چھپ گیا اور تکذیب سے باز نہ آیا

وما انتھی - فان لہ جہنم لا یموت فیھا ولا یحیی - والسلام علی من اتبع الھدی -

وباز نیامد - پس برآے او جہنم است کہ درونہ زندہ خواہد ماند ونہ خواہد مرد - وسلام برآنکہ پیروی ہدایت کرد -

پس اسکے لئے وہ دوزخ ہے کہ جسمین وہ نہ مرے گا نہ زندہ رہ سکیگا -

المعلن

مرزا غلام احمد القادیانی

۲۶ مئی ۱۸۹۷ء

ایک گواہی

مفصلہ ذیل اشتہار ایک فقیر مجذوب نے جو سیالکوٹ ✝ مین قریب بارہ سال سے مقیم ہی ہمارے پاس شایع کرنیکے لئے بھجوایا ہے لہذا ہم اسجگہ اسکی نقل مطابق اصل بلفظہ کردیتے ہین - اور وہ یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشتہار واجب الاظہار

خدا کے فضل اور الہام سے - روح جناب رسول مقبول صلعم سے - روح کل شہدا سے - روح کل ابدالون سے - روح کل اولیا سے جو زمین پر ہین - اور ان روحون سے جو چودہ طبقونکی خبر رکھتی ہین - مینے ان سب سے الہام اور گواہی پائی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو اللہ جل شانہ نے بھیجا ہے -

✝ اس مجذوب کی اس نواح مین بہت عظمت اور شہرت ہے -

رسول مقبول کے دین میں سخت فتنے برپا ہو گئے - وہ حد درجہ کا ضعیف ہو گیا - ہزاراں ملعون فرقے جیسے نصاریٰ اور رافضی پیدا ہو کر لوگوں کی گمراہی کا باعث ہوئے - اسلئے مسیح موعود کو بھیجنے کی ضرورت ہوئی - اسوقت یہ جو خوفناک فتنے پیدا ہوئے ان کی اصلاح ایک بھاری نبی کا کام تھا - مگر چونکہ رسول مقبول کے بعد کوئی نبی نہیں آنا تھا خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کو جو رسول مقبول کے دستار مبارک ہیں بھیجا - جو لوگ خیال کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ ابن جسم سے زندہ آسمان پر اٹھائے گئے وہ جھوٹے ہیں کوئی آسمان پر موت کا مزہ چکھے بغیر اور جسم کے ساتھ نہیں گیا - اے علما گدی نشینو ! اے فقرا گدی نشینو ! اے اہل بیت گدی نشینو ! سن رکھو ! عنقریب آسمان سے بڑی بھاری جلالی گواہی اس سلسلہ کی سچائی کی ظاہر ہونے والی ہے - ! خود خدا بڑے زور سے گواہی دے گا - پھر تم اس مخالفت میں بڑے ذلیل اور شرمندے ہو گے - یہ میرا اشتہار سچا ہے - یہ لوح محفوظ کی نقل ہے - میں دیکھتا ہوں اس مخالفت سے خدا تعالیٰ تم پر سخت ناراض ہے - رسول مقبول تم سے حد درجہ بیزار ہے -

المشتہر

فقیر محمد - سیالکوٹ - برلب ایک باغ بستی والا

۲۸ مئی ۱۹۰۷ء

ایک عمدہ تجویز

ارادہ ہے کہ حضرت اقدس جناب مسیح موعود کے وہ مضامین جو متفرق ہیں مثلاً اشتہارات مطبوعہ - قلمی خطوط اور وہ مضامین جو کسی اخبار کے رسالہ یا کسی اخبار میں طبع ہوئی ایک جگہ جمع کرکے کتاب کی صورت میں طبع کئی جائیں - پس جن صاحب کے پاس ۱۸۹۶ء سے پہلے کا جو کوئی اشتہار (مطبوعہ) ہو اسکے عنوان - تاریخ - خلاصہ مضمون اور تعداد صفحہ سے مطلع فرمادیں - تا کہ اگر دفتر میں وہ نہ ہو تو ان سے عاریتاً طلب کیا جائے - اور جن صاحب کے پاس حضرت اقدس کا کوئی خط جو ہیچ کے معاملہ کی نسبت نہ ہو اور مفید عام ہو اسکی ایک نقل بلکہ وہ اصل خط ہی عاریتاً چند روز کیلئے بھیجدیں بعد نقل انشاء اللہ واپس کیا جائیگا - یہ بھی واضح رہے کہ خریداران کی کافی درخواستیں بہم پہنچنے پر اس کتاب کی طبع کا انتظام ہوگا - پس شائقین ساتھ ہی درخواست خریداری ارسال فرماویں - خط و کتابت صاحبزادہ سراج الحق صاحب جمالی نعمانی کے نام ہونی چاہیے - فقط

المشتہر منظور محمد مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس - مقام قادیان دارالامان - یکم جون

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی

سخن ریزد مرا از شهریارے — که هستم بر درے امیدوارے
خداوندے که جان بخش جهانست — بدیع و خالق و پروردگارے
کریم و قادر و مشکل کشائے — رحیم و محسن و حاجت برارے
فتادم بر درش زیرا که گویند — برآید در جهان کارے زکارے
چو آن یار وفادار آیدم یاد — فراموشم شود هر خویش و یارے
بغیر او چسان بندم دل خویش — که بے رویش نمے آید قرارے
دلم در سینهٔ ریشم مجوئید — که بستیمش بدامان نگارے
دل من دلبرے را تختگاهے — سر من در ره یارے نثارے
چگویم فضل او بر من چگونست — که فضل اوست ناپیدا کنارے
عنایتهائے او را چون شمارم — که لطف اوست بیرون از شمارے
مرا کاریست با آن دلستانے — ندارد کس خبر زان کاروبارے
بنالم بر درش زانسان که نالد — بوقت وضع حملے باردارے
مرا با عشق او وقتےست معمور — چه خوش وقتے چه خرم روزگارے
ثناها گویمت ای گلشن یار — که فارغ کردی از باغ و بهارے

ذبّ المفترین

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَادِبُوْنَنِیْ لَایُحَارِبُوْنَ اِلَّااللّٰہَ فَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

بُرد باری می کند زور آورے جا ہلے فہمد کہ ہستم برترے

اسوقت میرے سامنے وہ کاغذ پڑے ہین جنمین نام کے مُسلمانون نے مُجھکو گالیان دی ہین چنانچہ اُنمین سے ایک عبدالحق غزنوی ہے جو اپنے اشتہار مین مجھے دجّال ٹھہرا کر اپنے اشتہار کے عنوان مین لکھتا ہے کہ ضَرْبُ النِّعَالِ عَلٰی وَجْہِ الدَّجَّال یعنی اس دجّال کے مونہہ پر جوتی مارتا ہون۔ سو یہ تو اُسنے سچ کہا کیونکہ درحقیقت وہ خود دجّال ہے اور آسمان سے اُسیکے مونہہ پر جوتی پڑی نہ کسی اور کے مونہہ پر۔ ابھی معلوم نہین کہ کہانتک اُس کا سر نرم کیا جائے گا۔ ابھی تو جلسہ مذاہب سے اسوقت تک صرف دو آسمانی جوتے اُسکے سر پر پڑے ہان ضرب شدید سے پڑے جس سے کچھ ہڈیان ٹوٹی ہونگی۔ معلوم نہین کہ کسوقت اس بدبخت نے یہ کلمہ مونہہ سے نکالا تھا کہ دُعا کیطرح اُسکے حق مین قبول ہوگیا۔ پھر اُسی اشتہار مین یہ نادان میری نسبت لکھتا ہے کہ لعنت کا طوق اُسکے گلے مین ہے۔ مگر اب اُسے پوچھنا چاہیے کہ ذرہ آنکھین کھولکر دیکھے کہ کسکے گلے مین ہے؟ ذرہ سمجھکر بولے کہ مذہبی جلسہ کے الہامی اشتہار نے کسکے مونہہ کو سیاہ کیا۔ لیکھرام کی موت نے کسکے گلے مین لعنت کا طوق ڈالدیا۔ بار بار یہ شخص آتھم کی پیشگوئی کی نسبت اعتراض کرتا ہے۔ جاہل کو ابتک سمجھ نہین آتا کہ آتھم کی پیشگوئی ٭ جیسا کہ الہام کے الفاظ اور الہام کی شرط تھی کامل صفائی سے پوری

حاشیہ

٭ آتھم کے حالات کے بارے مین جو کچھ انوار الاسلام مین چھپا تھا وہ پھر بطور مختصر فائدہ عام کے لئے لکھا جاتا ہے اور وہ یہ ہے

یہ بات بالکل سچ اور یقینی اور الہام کے مطابق ہے کہ اگر مسٹر عبداللہ کا دل جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی توہین اور تحقیر اسلام پر قائم رہتا اور اسلامی عظمت کو قبول کرکے حق کی طرف

ہوگئی شرط کیموافق خداے کریم نے اُسکی موت مین تاخیر ڈالدی اور پھر الہام کیموافق اُسکو سات مہینہ کے اندر ماردیا۔ چونکہ آتھم ڈرا اسلیئے خدانے اُسکے معاملہ مین اپنی صفت رحم کو دکھلایا۔ اور لیکھرام نہین ڈرا اسلیئے خدانے اُسکے معاملہ مین اپنی صفت قہر کو دکھلایا۔ سو خُدانے ان دونون پیشگوئیون سے اپنی **جمالی** اور **جلالی** صفات کا نمونہ دکھلادیا۔ اور ہر ایک کی حالت کیموافق معاملہ کیا۔ آتھم پیشگوئیکو سُنکر تمام شوخیون سے کنارہ کش ہوگیا۔ مگر لیکھرام نہ ہوا۔ آتھم نے تمام مُباحثات مسلمانون سے چھوڑ دیئے۔ مگر اسنے ہرگز نہ چھوڑے۔ آتھم اُسدن تک جو میعاد کے دن پورے ہوئے مُردہ کیطرح پڑا رہا اور روتا رہا۔ مگر یہ ہنستا اور ٹھٹھے کرتا رہا۔ اُسنے شرم دکھلائی۔ مگر لیکھرام نے بے شرمی اور شوخی ظاہر کی۔ اور اُسنے اپنا مونہہ بند کرلیا۔ اور لیکھرام نے گالیونسے اپنا مونہہ کھولا۔ اور خُدانے آتھم کی نسبت مجھے مُخاطب کرکے فرمایا کہ **اَطَّلَعَ اللّٰہُ عَلٰی ھَمِّہٖ وَغَمِّہٖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا** یعنی خدانے دیکھا کہ آتھم کا دل ہم وغم سے بھر گیا۔ اسلیئے اُس رحیم خدانے تاخیر ڈالدی۔ اور پھر فرمایا کہ یہ کبھی نہین ہوگا کہ خدا اپنی عادتونکو بدل لے یعنی وہ ڈرنیوالے کیساتھ سختی نہین کرتا۔ مگر لیکھرام نہ ڈرا اور اسکی بدقسمتی سے آتھم کا ڈرنا اُسکو دلیر کرگیا یہی وجہ ہے کہ آتھم کی نسبت خُدانے نرمی سے معاملہ کیا کیونکہ وہ نرم رہا۔ اور لیکھرام سے سختی سے کیونکہ اُسنے سختی دکھلائی۔ اور یہی وجہ ہے کہ آتھم کی نسبت صرف ایکدفعہ الہام ہوا اور وہ بھی شرط کیساتھ۔ اور لیکھرام کے عذاب کے بارہ مین بار بار قہری الہام ہوئے۔ غرض آتھم

حاشیہ در حاشیہ

رجوع کرنے کا کوئی حصہ نہ لیتا تو اُسی میعاد کے اندر اُسکی زندگی کا خاتمہ ہوجاتا۔ لیکن خدا تعالیٰ کے الہام نے مجھے جتلادیا کہ ڈپٹی عبداللہ آتھم نے اسلام کی عظمت اور اُسکے رُعب کو تسلیم کرکے حق کی طرف رجوع کرنیکا کسیقدر حصہ لیلیا۔ جس حصہ نے اُسکے وعدہ موت اور کامل طور کے ہاویہ مین تاخیر ڈالدی۔ اور ہاویہ مین تو گرا لیکن اُس بڑے ہاویہ سے **تھوڑے دنونکے لئے بچگیا** جسکا نام موت ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ الہامی لفظون اور شرطون مین سے کوئی ایسا لفظ یا شرط نہین ہے جو **بے تاثیر** ہو۔ یا جسکا کسیقدر موجود ہوجانا اپنی تاثیر پیدا نہ کرے۔ لہذا ضرور تھا کہ جسقدر مسٹر عبداللہ آتھم کے دل نے حق کی عظمت کو قبول کیا اُسکا فائدہ اُسکو پہونچ جائے۔ سو خُدا تعالیٰ نے ایسا ہی کیا۔ اور

کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی وہ ایسی عظیم الشان پیشگوئی ہے جو سترہ برس پہلے اسوقت سے براہین
مین بھی اُسکا ذکر موجود ہے۔ اور نیز آثار نبویہ مین بھی اُسکا ذکر پایا جاتا ہے۔ اس پیشگوئی کی دونون پہلوؤن
کے رو سے تکمیل ہو چکی اور آتھم ایکمدت سے مرچکا۔ پھر کیا ابتک وہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔
لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ کیا آتھم باکرہ لڑکی تھا جو بغیر کسی سبب قوی کے مقابل پر آنیسے شرم
کی۔ آخر کوئی تو سبب تھا۔ وہ یہی سبب تھا کہ پیشگوئی کو سنتے ہی اسلامی ہیبت اُسکو کھا گئی
وہ اندر ہی اندر گداز ہو گیا اور کسی جرأت کے لائق نہ رہا نہ قسم کے لائق اور نہ نالش کے لائق
جب قسم کیلئے بلایا جاتا تھا تو اُسکا کلیجہ کانپ جاتا تھا۔ جب نالش کے لئے ابھارا جاتا تھا تو اُسکا
کانشنس اُسکے مونہہ پر طمانچے مارتا تھا۔ مسیح نے خود قسم کھائی۔ پولوس نے کھائی۔ اُسنے
کیون اشد ضرورت کیوقت نہ کھائی۔ اگر حملے ہوئے تھے تو نالش کرتا اور سزا دلاتا۔ اُسکا حق
تھا۔ اُسنے کیون نالش نکی۔ اے غزنوی لوگو! کسقدر تمھین سچائی سے دشمنی ہے۔ کیا کوئی حد
بھی ہے؟ کیا تمھارا یہی تقوی ہے جسکو لیکر تم پنجاب مین آئے؟!! ایک مسلمان کو کافر بناتے
ہو اور خدا کے صریح اور کھلے کھلے نشانونکا انکار کرتے ہو۔ اور پادریونکو اپنی دجالی باتون سے
مدد دیتے ہو۔ کیا تمھین ایسا کرنا روا تھا؟ کیا خدا ایک دجال اور کذاب کی عظمت اور قبولیت کو
زمین پر پھیلا رہا ہے؟ اور تم جیسے نیک بختونکو ذلیل کر رہا ہے۔ یا اُسکو دھوکہ لگ گیا ہے
کیا وہ دلون کے بھید دیکھ جاننے والا نہین؟ کیا تم سچائی کو نابود کردوگے؟ کیا وہ نور جو آسمان

حاشیہ

بھی ہے فرمایا اطلع اللہ علی ھمہ وغمہ۔ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ولا تعجبوا و
لا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین وبعزتی وجلالی انک انت
الاعلی۔ ونمزق الاعداء کل ممزق۔ ومکر اولئک ھو یبور۔ انا نکشف
السر عن ساقہ یومئذ یفرح المومنون۔ ثلۃ من الاولین وثلۃ من
الاخرین وھذہ تذکرۃ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا۔ ترجمہ یہ ہو کہ خدا
تعالی نے اُسکے ہم و غم پر اطلاع پائی اور اُسکو مہلت دی جبتک کہ وہ بیباکی اور سخت گوئی
اور تکذیب کی طرف میل کرے اور خدا تعالی کے احسان کو بھلا دے (یہ معنے فقرہ مذکورہ کے
تفہیم الہی سے ہین) اور پھر فرمایا کہ خدا تعالی کی یہی سنت ہے اور تو ربانی سنتون مین تغیر اور تبدل

سے اُترا ہے تم اُسکو مونہہ کی پھونکوں سے بجھا دو گے ؟ اگر تم نیک انسانکی ذریت ہو تو بدی میں اپنے تئیں مت ڈالو ! سمجھ جاؤ اور سنبھل جاؤ ! کہ ابھی وقت ہے۔ اور آیت لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ کو غور سے پڑھو۔ آگے تمہارا اختیار ہے۔!

پھر اسی اشتہار میں اسی بزرگ عبد الحق نے اور بھی گالیاں دی ہیں۔ چنانچہ صفحہ ۲ و ۳ و ۴ میں میری نسبت لکھا ہے۔ "وہ بدکار شیطان لعنتی۔ لعن وطعن کا جوت اُس کے سر پر ذلیل خوار خستہ خراب اللہ عزوجل کا دشمن۔ خدا کے ولی عبد الحق کا دشمن" پھر اخیر اشتہار میں پیشگوئی کرتا ہے کہ "عنقریب اللہ کا غضب تیرے پر اُتریگا" میں کہتا ہوں کہ اسے نااہل نادان تو نے یہ اچھا نہیں کیا کہ خدا پر افترا کیا۔ اب دیکھ ! کہ وہ غضب تیرے پر اُترا یا کسی اور پر ؟ کیا تیرے گلے میں لعنت کا رسہ پڑا یا کسی اور کے گلے میں ؟ تو نے اُسی اپنے اشتہار میں دعوی کیا تھا کہ میں آگ میں جا سکتا ہوں اور نہیں جلونگا۔ اور دریا پر چلنے کیلئے حاضر ہوں اور نہیں ڈوبونگا۔ اور ایک مہینہ تک کوٹھڑی میں بند رہنے کیلئے موجود ہوں اور نہیں مرونگا۔ لیکن اے نابکار ! انہیں شوخیوں کی وجہ سے اسوقت خدا نے تیرا مونہہ کالا کیا۔ خدا کے کھلے کھلے نشان نے تجھے عذاب کی آگ میں ڈالا اور تو جل گیا اور بچ نہیں سکا۔ تیرے لئے یہ عذاب تھوڑا نہیں ہوا کہ تمام قوموں میں اس نشان کی عظمت ظاہر ہوئی۔ اس آگ نے بیشک تجھے جلا کر راکھ کر دیا۔ تو ندامت کے دریا میں بھی ڈوب گیا اور اُس پر چل نہ سکا۔ اور تو خذلان کی اندھیری

بقیہ حاشیہ

نہیں پائیگا۔ اس فقرہ کے متعلق یہ تفہیم ہوئی کہ عادت اللہ اسیطرح جاری ہے کہ وہ کسی پر عذاب نازل نہیں کرتا جبتک ایسے کامل اسباب پیدا نہ ہو جائیں جو غضب الہی کو مشتعل کریں۔ اور اگر دل کے کسی گوشہ میں بھی کچھ خوف الہی مخفی ہو اور کچھ دھڑکہ شروع ہو جائے تو عذاب نازل نہیں ہوتا اور دوسرے وقت پر جا پڑتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ کچھ تعجب مت کرو اور غمناک مت ہو اور غلبہ تمہیں کو ہے اگر تم ایمان پر قائم رہو۔ یہ اس عاجز کی جماعت کو خطاب ہے۔ اور پھر فرمایا کہ مجھے میری عزت اور جلال کی قسم ہے کہ تو ہی غالب ہے (یہ اس عاجز کو خطاب ہے) اور پھر فرمایا کہ ہم دشمنوں کو پارہ پارہ کر دیں گے۔ یعنی انکو ذلت پہونچے گی اور اُنکا مکر ہلاک ہو جائے گا اسمیں یہ تفہیم ہوئی کہ تم ہی فتحیاب ہو نہ دشمن۔ اور خدا تعالی بس نہیں کریگا اور نہ باز آئیگا

کوٹھڑی مین بھی بند کیا گیا - اور وہین مر گیا - دیکھ! خدا کی غیرت نے تجھے کیا کیا دکھلایا - ذرہ آنکھ
کھول اور دیکھ کہ تیرا انکبر کیدا ساتجھے پیش آگیا تو مجھے کہتا تھا کہ تو آگ مین جلیگا - اور دریا مین
غرق ہوگا - اور کوٹھڑی مین مریگا - اے بدقسمت اب دیکھ! کہ یہ تینون باتین کسپر وارد ہوئین؟
تجھپر یا مجھپر - سچ کہہ! کیا اس عذاب کی آگ نے تجھے نہین جلایا؟ کیا تو قسم کھا سکتا ہے کہ اس
آگسے تیرا دل کباب نہین ہوا؟ اور کیون نہ ہوا جبکہ ایسی کھلی کھلی پیشگوئی پوری ہوئی جسمین تمام ہندؤن
کو خود اقرار ہے کہ یہ وہ اعلیٰ درجہ کی پیشگوئی ہے جسمین پیش از وقت سارے پتے بتلائے
گئے تھے - میعاد بتلائی گئی - موت کا دن بتلایا گیا - صورت موت بتلائی گئی - اور آیت لا
یظہر علی غیبہ احدًا نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ ایسی کھلی کھلی پیشگوئی صرف خدا کے مرسلون
کو دیجاتی ہے - نہ منجمون سے ہو سکتی ہے نہ دیبا لو نسے - پس کیا یہ وہ آگ نہین جنے تیرے
دلکو جلا دیا؟ کیا تو اب خدا کے کلام سے انکار کریگا؟ یا خودکشی کرکے مر جائیگا؟ کیا تو قسم کھا سکتا
ہے کہ ابتک تو ندامت کے دریا مین غرق نہین ہوا - کیا تجھپر اور تمام لوگونپر ابتک نہین کھلا کہ
تو خذلان کی اندھیری کوٹھڑی مین بند کیا گیا؟ اور تیری دعاؤن اور تیرے اس شیطانی الہام
کے برخلاف جو تو نے اشتہار کے آخر مین لکھا تھا ظہور مین آیا؟ اے تیرہ بخت! کیا تو ابتک جیتا
ہے؟ نہین نہین! تیری فضولیون نے تجھے ہلاک کر دیا - تو اُن تین عذابون مین آپ ہی پڑ گیا
جنکے ذریعہ سے میری موت تجویز کرتا تھا!!! فاعتبروا یا اولی الابصار -!!

بقیہ حاشیہ

جبتک دشمنونکے تمام مکر ونکی پردہ دری نہ کرے اور اُنکے مکر کو ہلاک نہ کر دے یعنی جو مکر بنایا گیا
اور مجسّم کیا گیا اسکو توڑ ڈالیگا اور اسکو مردہ کرکے پھینک دیگا - اور اُسکی لاش لوگونکو دکھا دیگا
اور پھر فرمایا کہ ہم اصل بھید کو اسکی پنڈلیونمین سے ننگا کرکے دکھا دینگے یعنی حقیقت کو کھولدینگے
اور فتح کے دلائل بیّنہ ظاہر کرینگے + اور اُس دن مومن خوش ہونگے - پہلے مومن بھی اور پچھلے
مومن بھی - اور پھر فرمایا کہ وجہ مذکورہ سے عذاب موت کی تاخیر ہماری سنت ہے جسکو ہمنے
ذکر کر دیا - اب جو چاہے وہ راہ اختیار کرلے جو اُسکے رب کیطرف جاتی ہے - اس مین
بدظنی کرنے والون پر زجر اور ملامت ہے - اور نیز اسمین یہ بھی تفہیم ہوئی ہے کہ
جو سعادتمند لوگ ہین اور جو خدا ہی کو چاہتے ہین اور کسی بخل اور تعصب یا جلد بازی یا سوء فہم

+ یہ لیکھرام کی موت کی طرف اشارہ تھا - منہ

پھر عبد الحق نے لکھا ہے کہ آتھم کی پیشگوئیکے نہ پوری ہونیکے وقت کسقدر عیسائیوں اور مسلمانوں نے تمپر لعنتیں کین۔ یہی سزا دجال کذاب کی تہی۔ اسکا جواب یہ ہے کہ حکم خواتیم پر ہے نافہموں اور نادانوں نے نبیوں اور رسولوں سے بھی اوائل حال مین ایسا ہی کیا ہے۔ پھر آخر اپنی ناسمجھیوں پر روئے۔ مین تمھین سچ سچ کہتا ہوں کہ اسجگہ بھی ایسا ہی ہوگا۔

یہ بھی یاد رہے کہ اس عبد الحق اور اُسکی جماعت کا ایک قلمی خط بھی رمضان کے مہینہ کے سر پر میرے پاس پہونچا۔ چونکہ وہ گالیوں سے بھرا ہوا تھا۔ اسلئے مینے نہ چاہا کہ رمضان مین اُسکا جواب لکھون مگر وہ خط حضرات غزنوی صاحبوں کا ابتک موجود ہے۔ اور گالیان جو مجھے دی ہین وہ یہ ہین "دس ہزار تیر پر لعنت لعنت لعنت لعنت عشرہ الف مائتہ کافر اکفر دجّال شیطان فرعون۔ قارون۔ ہامان۔ اُڑ پوپو وادی کا وحشی کلب بلہث یعنی جنگلی کتا" ان افغانونکی **شیرین زبانی** اور **تقوی** کا یہ نمونہ ہے۔

اور ایک اور صاحب جو دُشنام دہی مین عبد الحق کے چھوٹے بھائی یا بڑے بھائی ہین اپنے پرچہ **درۃ الاسلام** مین بہت سی گندہ زبانی کیساتھ آتھم کی پیشگوئی کا ذکر کرتے ہین۔ اب مین کہانتک اُنکو بار بار بتلاؤن کہ آتھم تو پیشگوئیکے موافق زندہ بھی رہا اور مرا بھی۔ اُسنے خوف دکھلایا اور بے شرمی ظاہر نکی۔ اسلئے خدا نے وعدہ کیموافق اس سے نرمی کی اور کچھ تاخیر کردی۔ اور لیکھرام نے متواتر شوخیان ظاہر کین اسلئے قادر قہار نے

حاشیہ در حاشیہ

کے اندھیرے مین مبتلا نہین وہ اس بیان کو قبول کرینگے اور تعلیم الہی کیموافق اُسکو پائینگے لیکن جو اپنے نفس اور اپنے نفسانی ضد کے پیرو یا حقیقت شناس نہین وہ بیباکی اور نفسانی ظلمت کی وجہ سے اسکو قبول نہین کرینگے۔

الہام الہی کا ترجمہ معہ تفہیمات الہیہ کے کیا گیا۔ جس کا ماحصل یہی ہے کہ قدیم سے الہٰی سنت اسیطرح پر ہے کہ جبتک کوئی کافر اور منکر نہایت درجہ کا بیباک اور شوخ ہو کر اپنے ہاتھ سے اپنے لئے اسباب ہلاکت پیدا نہ کرے تبتک خدا تعالیٰ تعذیب کیطور پر اسکو ہلاک نہین کرتا۔ اور جب کسی منکر پر عذاب نازل ہونے کا وقت آتا ہے۔ تو اُسمین وہ اسباب پیدا ہو جاتے ہین جنکی وجہ سے اسپر حکم ہلاکت لکھا جاتا ہے۔ عذاب الہی کے لئے یہی قانون قدیم ہے اور یہی سنت

اسکو پکڑ لیا۔ **یہ دونون نمونے** آتھم اور لیکھرام کے معرفت کے بھوکون پیاسون کیلئے نہایت مفید ہین۔ انسے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خدا کیسا رحیم و کریم ہے جو نرمی کرنیوالون سے نرمی کرتا ہے۔ اور کیسا غیور ہے جو چالاکی کرنیوالونکو جلد پکڑتا ہے۔ آتھم کا پیشگوئی کے سننے سے ٹھنڈا اور سرد ہو جانا اور لیکھرام کا شوخ ہو جانا ضرور چاہتا تھا کہ دو مختلف نتیجے پیدا ہون۔ اے نادانون! کیا یہ روا تھا کہ خدا کی الہامی شرط پوری نہ ہوتی؟! یا وہ نرمی کے محل پر نرمی استعمال نکرتا اور ڈرنیوالیکو فی الفور اٹھا کر پتھر مارتا؟!

یہ بھی سُن چکے ہو کہ الہام مین رجوع کی شرط لگا کر آتھم کی فطرتی خاصیت کیطرف اشارہ کر دیا تھا۔ اگر اُسکی فطرت مین خوف قبول کرنیکی قوت نہ ہوتی تو خدا رجوع کی شرط الہام مین ظاہر نکرتا۔ اور رجوع ایک فعل قلب ہے جسمین ظاہری اسلام شرط نہین۔ سو آتھم نے اپنے اقوال افعال سے ظاہر کر دیا کہ وہ ضرور اُس شرط کا پابند ہوگیا۔ پس وہ رحیم خدا جسنے فرمایا ہے کہ جب کشتی مین بیٹھنے والے غرق ہونیکے وقت میری طرف رجوع کرین تو مین انکو اسوقت نجات دیدیتا ہون۔ گو جانتا ہون کہ بعد مین پھر اپنی شقاوت کی طرف عود کر آئینگے۔ اُسی بُردبار خدا نے آتھم کو الہامی شرط کا اُسکے رجوع پر فائدہ دیدیا۔ اور پھر آتھم بعد اسکے دین اسلام کے ردّ کی تالیفات مین مشغول نہین ہوا اور نہ نالش کی اور نہ قسم کھائی۔ یہانتک کہ اس دُنیا سے گذر گیا۔ اور خوف کا اقرار کیا۔ پس اگرچہ بے ایمانونکا تو کچھ علاج نہین مگر ایمان دار آتھم کی اِس

مستمرہ اور یہی غیر متبدل قاعدہ کتاب الٰہی نے بیان کیا ہے۔ اور غور کرنیسے ظاہر ہوگا کہ جو مسٹر عبداللہ آتھم کے بارہ مین یعنی سزا پانے کے بارہ مین الہامی شرط تھی وہ درحقیقت اسی سُنّت اللہ کے مطابق ہے کیونکہ اُسکے الفاظ یہ ہین کہ **بشرطیکہ حق کیطرف رجوع نکرے**

لیکن مسٹر عبداللہ آتھم نے اپنی مضطربانہ حرکات سے ثابت کر دیا کہ اُسنے اس پیشگوئی کو تعظیم کی نظر سے دیکھا جو الہامی طور پر اسلامی صداقت کی بنیاد پر گئی تھی۔ اور خدا تعالےٰ کے الہام نے بھی مجھکو یہی خبر دی کہ ہمنے اُسکے ہم اور غم پر اطلاع پائی۔ یعنی وہ اسلامی پیشگوئی سے خوفناک حالتین پڑا اور اسپر رعب غالب ہوا۔ اُسنے اپنے افعال سے دکھا دیا کہ اسلامی پیشگوئی کا کیسا ہولناک اثر اُسکے دلپر ہوا اور کیسی اُسپر گھبراہٹ اور دیوانہ پن اور دلکی حیرت

حاشیہ

کنارہ کشی اور خاموشی سے ضرور رجوع کا نتیجہ نکالینگے۔ یہ بار ثبوت آتھم کی گردن پر تھا کہ وہ اقرار
خوف کے بعد ہمکو اور ہر ایک منصف کو یہ موقعہ نہ دیتا کہ اُسکے اقوال اور افعال سے ہم رجوع کا نتیجہ
نکال سکتے۔ بلکہ چاہیے تھا کہ وہ قسم سے یا نالش سے یا کسی اور طرح پر اثبات دعوی سے اپنی اُس
بزدلی کو جو پندرہ مہینہ تک اس سے برابر ظہور مین آتی رہی اسلامی ہیبت کے وجوہ سے الگ کر کے
دکھلاتا۔ پس یہ بڑی بدذاتی ہے کہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ آتھم کے دل نے پیشگوئی کی عظمت کو ایکذرہ
قبول نہین کیا تھا اور وہ اپنی سابقہ شوخیوں پر میعاد کے اندر برابر قائم تھا۔ ایڈیٹر درۃ الاسلام لکھتا ہے
کہ ایمان کیلئے اقرار باللسان شرط ہے۔ تو اسکا یہی جواب ہی کہ ای نادان الہام مین لفظ رجوع ہی جو درحقیقت
فعل قلب ہی اور اسکے لئے اقرار لسان شرط نہین۔ اقرار لسان معاد کی نجات کیلئے شرط ہے
مگر ایسی نجات کیلئے جو صرف دُنیا کیلئے ہو صرف دل کا خوف کافی ہے۔ یہ ضرور نہین کہ کسی کے منہ کو گویا
بنایا جائے بلکہ **یکتمُ ایمانہ** بھی تو قران مین موجود ہے۔!

پھر یہی شخص لکھتا ہے کہ مارچ سنہ ۱۸۸۶ مین اشتہار دیا تھا کہ لڑکا پیدا ہوگا۔ لیکن بعد اسکے
لڑکی پیدا ہوئی۔ لیکن ای نادانو! اول کے اندھو! مین کب تک تمھین سمجھاؤنگا۔ مجھے وہ
اشتہار سنہ ۱۸۸۶ **دکھلاؤ** جسمین کہان لکھا ہے کہ اسی سال مین لڑکا پیدا ہونا ضروری ہے۔ پھر
یہی شخص لکھتا ہے کہ "تمھین اپنے جھوٹے الہام پر ذرہ شرم نہ آئی" پر مین کہتا ہون کہ اے سیاہ
دل الہام جھوٹا نہین تھا تجھ مین خود الہی کلام کے سمجھنے کا مادہ نہین۔ الہام مین کوئی ایسا لفظ

غالب آگئی اور کیسے الہامی پیشگوئی کے رعب نے اسکے دلکو ایک کچلا ہوا دل بنا دیا یہانتک کہ وہ سخت بیتاب ہو کر
شہر بشہر اور ہر ایک جگہ ہراسان اور ترسان پھرتا رہا اور اس مصنوعی خدا پر اُسکا توکل نہ رہا جسکو خیالات کی کجی اور [illegible]
کی تاریکی نے الوہیت کی جگہ دے رکھی ہی وہ کتون سے ڈرا اور سانپون کا اُسکو اندیشہ ہوا اور اندر کے مکانوں
بھی اسکو خوف آیا۔ اسپر خوف اور وہم اور دلی سوزش کا غلبہ ہوا اور پیشگوئی کی پوری ہیبت اسپر طاری ہو گئی
اور وقوع سے پہلے ہی اس کا اثر اسکو محسوس ہوا اور بغیر اسکے کہ کوئی امرتسر سے اُسکو نکالے آپ ہی ہراسان
اور ترسان اور پریشان اور بیتاب ہو کر شہر بشہر بھاگتا پھرا اور خدا نے اسکے دل کا آرام چھین لیا اور پیشگوئی سے
سخت متاثر ہو کر سراسیموں اور خوف زدوں کی طرح جا بجا بھٹکتا پھرا اور الہام الہی کا رعب اور اثر اُسکے دل پر ایسا
مستولی ہوا کہ اُسکی راتین ہولناک اور دن بیقراری سے بھر گئے۔ اور حق کی مخالفت کیجاتی ہین جو جو دہشتین اور

نہ تھا کہ اس حمل مین ہی لڑکا پیدا ہو جائیگا - اب بجز اسکے مین کیا کہون کہ **لعنۃ اللہ علی الکاذبین**
بیشک مجھے الہام ہوا تھا کہ موعود لڑکے سے تو مین برکت پاؤنگی - مگر ان اشتہارات مین کوئی ایسا
الہی الہام نہین جسنے کسی لڑکے کی تخصیص کی ہو کہ یہی موعود ہے - اگر ہے تو لعنت ہی تمپر اگر تو وہ
الہام **پیش نکرے** - ہان دوسرے حمل مین جیساکہ پہلے سے مجھے ایک اور لڑکے کی بشارت
ملی تھی لڑکا پیدا ہوا - سو یہ بجائے خود ایک مستقل پیشگوئی تھی جو پوری ہو گئی جسکا ہمارے مخالفوں کو
صاف اقرار ہے - ہان اگر اس پیشگوئی مین کوئی ایسا الہام بھی لکھا ہے جس سے ثابت ہوتا ہو کہ الہام نے
اسیکو موعود لڑکا قرار دیا تھا تو **کیون** وہ الہام پیش نہین کیا جاتا - پس جبکہ تم الہام کے پیش کرنے
سے عاجز ہو تو کیا یہ لعنت تمپر ہے یا کسی اور پر - اور یہ کہنا کہ اُس لڑکے کو بھی مسعود کہا ہے - تو ای
نابکار مسعود تو نیکی اولاد مسعود ہی ہوتی ہے الا شاذ نادر - کون باپ ہے جو اپنے لڑکے کو سعادت
اطوار نہین بلکہ شقاوت اطوار کہتا ہے - کیا تمھارا یہی طریق ہے ؟ اور بالفرض اگر میری یہی مراد
ہوتی تو میرا کہنا اور خدا کا کہنا ایک نہین ہے - مین انسان ہون ممکن ہے کہ اجتہاد سے ایک
بات کہون اور وہ صحیح نہ ہو - پر مین پوچھتا ہون کہ وہ خدا کا الہام **کونسا** ہے کہ مینے ظاہر کیا
تھا کہ پہلے حمل مین ہی لڑکا پیدا ہو جائے گا یا جو دوسرے مین پیدا ہوگا - وہ درحقیقت وہی موعود
لڑکا ہوگا اور وہ الہام پورا نہ ہوا اگر ایسا الہام میرا تمھارے پاس موجود ہے **تو تمپر لعنت
ہے اگر وہ الہام شائع نہ کرو !**

قلق اُس شخص پر وارد ہوتا ہے جو یقین رکھتا ہے یا ظن رکھتا ہے کہ شاید عذاب الہی نازل ہو جاوے - یہ سب
علامتین اُسمین پائی گیئن اور وہ عجیب طور پر اپنی بے چینی اور بے آرامی جا بجا ظاہر کرتا رہا اور خدا تعالی نے
ایک حیرتناک خوف اور اندیشہ اُسکے دل مین ڈالدیا کہ ایک بات کا کھٹکا بھی اسکے دلکو صدمہ پہونچاتا رہا
اور ایک کتے کے سامنے آنیسے بھی اسکو ملک الموت یاد آیا اور کسی جگہ اسکو چین نہ پڑا اور ایک سخت ویرانے
مین اُسکے دن گذرے اور سراسیمگی اور پریشانی اور بیتابی اور بیقراری نے اسکے دلکو گھیر لیا اور ڈرانیوالے
خیال رات دن اسپر غالب رہے اور اُسکے دلکے تصورون نے عظمت اسلامی کو رد نکیا - بلکہ قبول کیا - اسلیئے
وہ خدا جو رحیم و کریم اور سزا دینےمین دھیما ہے اور انسان کے دلکے خیالات کو جانچتا اور اسکے تصورات
کیموافق اس سے عمل کرتا ہے - اسنے اُسکو اس صورت پر نپایا جس صورت مین فی الفور کامل ہاویہ کی سزا

اور پھر تمہارا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ "احمد بیگ کا داماد اب تک زندہ ہے"۔ سو مین کہتا ہون کہ
کہ اے نابکار قوم! کب تک تو اندھی اور گونگی اور بہری رہیگی؟ اور کب تک تیری آنکھین اُس نور
کو نہین دیکھینگی جو اتارا گیا؟ سُن اور سمجھ! کہ اُس الہام کے دو ٹکڑے تھے ایک احمد بیگ کے متعلق
اور ایک اُسکے داماد کے متعلق۔ سو تم سُن چکے ہو کہ احمد بیگ میعاد کے اندر فوت ہو گیا۔
اور **وہ دن آتا ہے** کہ تم سُن لوگے کہ اُسکے داماد کی نسبت بھی پیشگوئی پوری ہو گئی
خدا کی باتین ٹل نہین سکتین۔! اور یہ اعتراض جو تم کرتے ہو نئے نہین۔ نوشتون کو پڑھو کہ
پہلے بدفہم لوگون نے بھی ایسے ہی اعتراض نبیون پر بھی کئے ہین۔ تمہارے دل اُنسے مشابہ
ہو گئے۔ اور تمہارا یہ کہنا کہ "میعاد کے اندر وہ کیون فوت نہین ہوا؟" یہ تمہاری بے ایمانی
یا ناسمجھی ہے۔ الہام **توبی توبی فان البلاء علی عقبک** مین صاف توبہ کی شرط
تھی اور یہ الہام احمد بیگ اور اُسکے داماد دونون کیلئے تھا۔ کیونکہ عقب لڑکی اور لڑکی کی اولاد کو
کہتے ہین۔ اور یہ احمد بیگ کی بیوی کی والدہ کو خطاب تھا کہ تیری لڑکی اور لڑکی کی لڑکی پر خاوند
مرنے کی بلا ہے اگر توبہ کرو گی تو تاخیر موت کیجائیگی۔ پس احمد بیگ کی زندگی کے وقت کسی نے
اس الہام کی پرواہ نکی۔ اور جب احمد بیگ فوت ہو گیا تو اُسکی بیوہ عورت اور دیگر پسماندون کی
کمر ٹوٹ گئی۔ وہ دُعا اور تضرع کیطرف بدل متوجہ ہو گئے۔ جیسا کہ سنا گیا ہے کہ اب تک احمد بیگ
کے داماد کی والدہ کا کلیجہ اپنے حال پر نہین آیا۔ سو خدا دیکھتا ہے کہ وہ شوخیون مین کب
آگے قدم رکھتے ہین۔ پس اُسوقت وعدہ اُسکا پورا ہو گا جب یہ سب کچھ پورا ہو گا۔ تب نہ مین بلکہ ہر ایک
دانا تمپر لعنت بھیجے گا۔ **کیونکہ تمنے خدا کا مقابلہ کیا۔!**

یعنی موت بلاتوقف اُسپر نازل ہوتی اور ضرور تھا کہ وہ کامل عذاب اُسوقت تک تھمارہے جبتک کہ وہ
بیباکی اور شوخی سے اپنے ہاتھ سے اپنے لئے ہلاکت کے اسباب پیدا کرے۔ اور الہام الٰہی نے بھی
اسیطرف اشارہ کیا تھا کیونکہ الہامی عبارتین شرطی طور پر عذاب موت کے آنیکا وعدہ تھا نہ مطلق
بلاشرط وعدہ لیکن خدا تعالیٰ نے دیکھا کہ مسٹر عبداللہ آتھم نے اپنے دل کے تصورات سے اور اپنے
اقوال سے اور اپنی حرکات سے اور اپنے خوف شدید سے اور اپنے ہولناک اور ہراسان دل سے عظمت
اسلامی کو قبول کیا اور یہ حالت ایک رجوع کرنیکی قسم ہے جو الہام کے استثنائی فقرہ سے کسیقدر تعلق رکھتی ہے

اور پھر ایک اور صاحب اپنا نام شیخ نجفی ظاہر کر کے میرے مقابل پر آئے ہیں۔ اور مجھے
کذاب اور دجال اور جاہل ٹھہراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خسوف و کسوف کا نشان قیامت کو ظاہر ہوگا نہ
اب" اس نادان کو یہ بھی خبر نہیں کہ اگر خسوف کسوف بطور نشان مہدی ظاہر ہوگا جیسا کہ دار قطنی
وغیرہ کتب حدیث میں صریح ہے تو قیامت کو اس نشان سے فائدہ کون اٹھائے گا بلکہ اسوقت تو
مہدی کا آنا ہی محال ہوگا جب خدا نے ہی نظام شمسی کو توڑ کر خلقت کا خاتمہ کرنا چاہا تو کون مہدی اور کہاں کے
اسکے نشان۔ وہ تو قیامت کا زمانہ آگیا۔ ہمین کسکو کلام ہو سکتا ہے کہ مہدی کا زمانہ تجدید کا زمانہ ہی۔ اور
خسوف کسوف اسکی تائید کیلئے ایک نشان ہے۔ سو وہ نشان اب ظاہر ہو گیا جسکو قبول کرنا ہو قبول کرے
اور جیسا کہ حدیث میں لکھا تھا چاند گرہن اس پہلی رات میں ہوا جو چاند کی تین راتوں میں سے پہلی رات ہی۔ اور
سورج گرہن ان دنوں کے نصف میں ہوا جو سورج گرہن کیلئے مقرر ہیں۔ اور اسطرح یہ پیشگوئی نہایت
صفائی سے پوری ہو گئی۔ چونکہ زمانہ کے علماء سورج اور چاند کی طرح ہوتے ہیں۔ سو اس پیشگوئی میں اشارہ
تھا کہ سورج اور چاند کا کسوف خسوف علماء کے دلونکی تاریکی پر شاہد ہے کہ جو کچھ زمین میں ہوتا ہے
آسمان اسکو دکھلا دیتا ہے۔

اور پھر یہی صاحب اپنے خط عربی میں جو ژولیدہ زبانی سے بھرا ہوا ہے مجھکو لکھتے ہیں
کہ اگر تو میرے مقابل پر آوے تو میں اپنا علم عربی تجھکو دکھلاؤں۔ حالانکہ انکے اسی عربی خط سے انکے
علم کا بخوبی اندازہ ہو گیا۔ اور معلوم ہو گیا کہ بجز چند چرائے ہوئے فقروں اور مسروقہ الفاظ کے انکی

کیونکہ جو شخص عظمت اسلامی کو رد نہیں کرتا بلکہ اس کا خوف اسپر غالب ہوتا ہے وہ ایک طور سے اسلام کی
طرف رجوع کرتا ہے۔ اور اگرچہ ایسا رجوع عذاب آخرت سے بچا نہیں سکتا مگر عذاب دنیوی میں بیباکی کے
رنگ تک ضرور تاخیر ڈالدیتا ہے یہی وعدہ قرآن کریم اور انجیل میں موجود ہی۔ اور جو کچھ ہمنے مسٹر
عبد اللہ آتھم کی نسبت اور اسکے دل کی حالت کے بارہ میں بیان کیا یہ باتیں بے ثبوت نہیں۔ بلکہ مسٹر
عبد اللہ آتھم نے اپنے تئیں سخت مصیبت زدہ بنا کر اور اپنے تئیں شدائد غربت میں ڈالکر اور اپنی زندگی
کو ایک ماتمی پیرایہ پہنا کر اور ہر روز خوف اور ہراس کی حرکات صادر کر کے اور ایک دنیا کو اپنی پریشانی
اور دیوانہ پن دکھلا کر نہایت صفائی سے اسبات کو ثابت کر دیا ہے کہ اسکے دل نے اسلامی عظمت اور
صداقت کو قبول کر لیا۔ کیا یہ بات جھوٹھ ہی کہ اسنے پیشگوئی کے **رعبناک مضمون** کو

گھنٹہ مین اور کچھ نہین اور ایسا ہی عبدالحق نے بھی اپنے اشتہار مذکورہ بالا مین یہی لاف زنی کی ہے
اور میری نسبت لکھا ہے کہ "وہ یہ کتابین جو وہ شائع کرتا ہے عربی دان لوگونسے عربی کرا کے چھپواتا
ہے اور مجھے یقیناً معلوم ہے کہ اُسکو عربی کی ہرگز لیاقت نہین اگر اُسکو ضرور لیاقت دیگئی ہے
تو مجھسے عام علماء کی مجلس مین عربی زبان مین بحث کرے دونونکی عربی قلمبند ہوجائیگی بعدہٗ علماؤن
پر پیش کیجائے گی اگر فوقیت لیگیا تو مانا جائیگا کہ یہ رسائل عربی اُسنے بنائے ہین اور بحث تقریری
بالمشافہ ہوگی اگر بحث مین تجھسے کچھ نہ بنا تو لعنت اللہ علی الکاذبین" اسکے جواب مین ضمیمہ انجام آتھم
مین اُسکو لکھا گیا کہ ہم مقابلہ کیلئے طیار ہین لیکن تمھین یاد رہے کہ ہم بار بار لکھ چکے ہین کہ یہ عربی
کتابین اسلئے تالیف نہین ہوئین کہ لوگ ہمین عربی دان سمجھین اور مولوی خیال کرین۔ بلکہ ان کتابون
مین بار بار یہ جتلایا گیا ہے کہ یہ خدا کا نشان ہے اور بطور معجزہ کے مجھکو دیا گیا ہے تا میرے دعویٰ پر
یہ بھی ایک دلیل ہو سو مینے کب اور کہان لکھا ہے کہ عربی کتابونسے یہ مطلب ہے کہ اگر کوئی مغلوب
ہو تو مجھے عربی دان مان لے۔ سو یہ اقرار کرنا چاہیے کہ اگر تم باوجود اتنے دعویٰ فضیلت اور عربی
دانی کے میرے جیسے انسان سے صاف شکست کھا جاؤ جسکی نسبت تمھین اسی اشتہار مین اقرار ہے
کہ اس شخص کو عربی دانی کی ہرگز لیاقت نہین تو یہ نشان تم تسلیم کرلوگے اور یقین دلسے سمجھ لوگے
کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرفسے ایک معجزہ ہے اور اُسیوقت توبہ کرکے میری بیعت مین داخل ہوجاؤ گے
لیکن دو مہینے کے قریب عرصہ گذر گیا کہ ابتک عبدالحق کیطرفسے کوئی جواب نہین آیا۔ گویا وہ مرگیا

پورے طور پر اپنے پر ڈال لیا اور جسقدر ایک انسان ایک سچی اور واقعی بلا سے ڈر سکتا ہے اسیقدر وہ اس
پیشگوئی سے ڈرا۔ اُس کا دل ظاہری حفاظتونسے مطمئن نہ ہوسکا اور حق کے رُعب نے اُسکو دیوانہ سا بنا دیا
سو خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ اُسکو ایسی حالت مین ہلاک کرے کیونکہ یہ اُسکے قانون قدیم اور سنت قدیمہ کے
مخالف ہے اور نیز یہ الہامی شرط سے مغائر اور برعکس ہے۔ اور اگر الہام اپنی شرائط کو چھوڑ کر اور طور
پر ظہور کرے تو گو جاہل لوگ اس سے خوش ہون مگر ایسا الہام الہام الٰہی نہین ہوسکتا اور یہ غیر ممکن
ہے کہ خدا اپنی قرار داده شرطونکو بھول جائے۔ کیونکہ شرائط کا لحاظ رکھنا صادق کے لئے ضروری
ہے اور خدا اصدق الصادقین ہے۔ ہان جسوقت مسٹر عبداللہ آتھم اس شرط کے نیچے سے اپنے
تئین باہر کرے اور اپنے لئے اپنی شوخی اور بے باکی سے ہلاکت کے سامان پیدا کرے تو

اب منصفین کو سوچنا چاہیے کہ یہ لوگ حق پوشی کیلئے کیسے دجالی کام کر رہے ہین اور کسقدر شیطانی جھوٹھونکو استعمال کرکے لوگونکو تباہ کرتے ہین۔ اگر یہ شخص اپنی عربی دانی مین سچا تھا اور فی الواقعہ مجھکو محض امّی اور ناخواندہ اور جاہل سمجھتا تھا تو اُسکو تو خدا نے موقعہ دیا تھا کہ مین مقابلہ کرنے پر آمادہ ہوگیا تھا اور مینے حتمی وعدہ سے کہدیا تھا کہ اگر مین مغلوب ہوگیا تو مین اپنے تئین جھوٹھا سمجھونگا لیکن اگر مین غالب ہوا تو مجھے سچا سمجھنا چاہیے تو پھر کیا سبب تھا کہ وہ گریز کر گیا۔ کیا یہ انصاف کی بات تھی کہ اگر مین مغلوب ہوجاؤن تو مجھے اپنے دعوی مین جھوٹھا سمجھا جاوے لیکن اگر مین غالب ہوجاؤن تو مجھے صرف ایک عربی دان سمجھا جائے۔ کیا مینے یہ تمام عربی کتابین مولوی کہلانیکے شوق سے شائع کی تھین۔ مجھے تو مولویت کے لفظ سے قدیم سے نفرت ہے اور بدل بیزار ہون کہ کوئی مجھکو مولوی کہے۔ مینے تو ان کتابونکی تالیف سے صرف خدا کا نشان پیش کیا تھا۔ کیونکہ یہ ولایت کامل طور پر ظل نبوت ہے۔ خدا نے نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اثبات کیلئے پیشگوئیان دکھلائین سو اسجگہ بھی بہت سی پیشگوئیان ظہور مین آئین۔ خدا نے دعاؤنکی قبولیت سے اپنے نبی علیہ السلام کی نبوت کا ثبوت دیا سو اسجگہ بھی بہت سی دعائین قبول ہوئین۔ یہی نمونہ استجابت دعا کا جو لیکھرام مین ثابت ہوا غور سے سوچو۔!!!۔ ایسا ہی خدا نے اپنے نبی کو شق القمر کا معجزہ دیا سو اسجگہ بھی قمر اور شمس کے خسوف کسوف کا معجزہ عنایت ہوا۔۔ ایسا ہی خدا نے اپنے نبی کو فصاحت بلاغت کا معجزہ دیا سو اسجگہ بھی فصاحت بلاغت کو اعجاز کیطور پر دکھلایا۔ غرض فصاحت بلاغت کا ایک

وہ دن نزدیک آجائین گے اور سزائے ہاویہ کامل طور پر نمودار ہوگی اور پیشگوئی عجیب طور پر اپنا اثر دکھائے گی۔

اور توجہ سے یاد رکھنا چاہیے کہ ہاویہ مین گرائے جانا جو اصل الفاظ الہام ہین وہ عبداللہ آتھم نے اپنے ہاتھ سے پورے کئے اور جن مصائب مین اُسنے اپنے تئین ڈال لیا اور جس طرز سے مسلسل گھبراہٹون کا سلسلہ اُسکے دامنگیر ہوگیا اور ہول اور خوف نے اُسکے دلکو پکڑ لیا یہی **اصل ہاویہ** تھا۔ اور سزائے موت اُسکے کمال کیلئے ہے جسکا ذکر الہامی عبارت مین موجود بھی نہین۔ بیشک یہ مصیبت ایک ہاویہ تھا جسکو عبداللہ آتھم نے اپنی حالت کیموافق بھگت لیا لیکن وہ بڑا ہاویہ جو موت سے تعبیر کیا گیا ہے اسمین کسیقدر مہلت دیگئی کیونکہ حق کا رعب اُسنے

الٰہی نشان ہے اگر اسکو توڑ کر نہ دکھلاؤ تو جس دعوی کیلئے یہ نشان ہے وہ اس نشان اور دوسرے نشانوں سے ثابت اور پھر خدا کی حجت قائم ہے۔

یہ جواب تھا جو عبدالحق کو لکھا گیا تھا۔ لیکن اب چونکہ وقت حد اور اندازہ سے گذر گیا اور اسطرف سے کوئی جواب نہ آیا اور شیخ نجفی نے بھی چندروز کی مصلحت کیلئے صدیق اکبر اور فاروق اعظم کا پیچھا چھوڑ کر میری طرف اپنے تبرّون کے تمام تیرونکو جھکا دیا اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس لافزن نجدی اور غزنوی کی سرکوبی کیلئے چند مختصر ورق عربی کے بطور نشان لکھی جائیں اور پھر اپنے صدق اور کذب کا حصر رکھا جائے۔ کیونکہ اگر خدا میرے ساتھ ہے اور مین خوب جانتا ہون کہ وہ میرے ساتھ ہے تو وہ ان لوگونکو مقابلہ کی طاقت نہین دیگا۔ اسلئے مینے لیکھرام کی موت کے بعد ۸ رمارچ ۱۸۹۷ء کو اس مضمون کے لکھنے کا ارادہ کیا۔ لیکن بباعث ضروری اشتہارات کے شائع کرنے مین کچھ توقف ہو گیا۔ اب ۱۷ رمارچ ۱۸۹۷ء سے لکھنا شروع کیا ہے سو یقین رکھتا ہون کہ مین اس اردو تمہید کے بعد ایک ہفتہ تک اسقدر عربی مضمون انشاء اللہ القدیر اسی کے فضل اور قوت اور توفیق سے لکھ لونگا جو مخالفونکے لئے بصورت نشان تجلّی کریگا۔ اور مین اسوقت وعدہ محکم کرتا ہون کہ اگر کوئی شخص ان دونون مین سے یعنی نجفی اور غزنوی مین سے اس میعاد کے اندر جو سترہ مارچ ۱۸۹۷ء سے اشاعت کے دن تک ہو سکتی ہے یعنی اُسدن کہ یہ رسالہ انکے پاس پہونچ جائے اس مضمونکی نظیر اسکے حجم اور ضخامت کیمطابق اور اسکی نظم اور نثر کیموافق بالمقابل شائع کردے اور پروفیسر عربی مولوی عبداللہ صاحب یا کوئی اور پروفیسر جو مخالف تجویز کرین ایسی قسم کھا کر جو مؤکد بعذاب الٰہی ہو جلسہ عام مین کہدین کہ یہ مضمون تمام مراتب بلاغت اور فصاحت کے رو سے مضمون پیش کردہ سے بڑھکر یا برابر ہے اور پھر قسم کھانے والا میری دُعا کے بعد **اکتالیس دن** تک عذاب الٰہی مین ماخوذ نہ ہو تو مین اپنی کتابین جلا کر

اپنے سر پر لیلیا۔ اسلئے وہ خدا تعالیٰ کی نظر مین اُس شرط سے کسیقدر فائدہ اُٹھانیکا مستحق ہو گیا جو الہامی عبارت مین درج ہے۔ اور ضرور ہے کہ ہر ایک امر کا ظہور اُسی طور سے ہو جس طور سے خدا تعالیٰ کے الہام مین وعدہ ہوا اور مین یقین رکھتا ہون کہ اب ہمارے بیانمین وہی شخص مخالفت کریگا جسکو مسٹر عبداللہ آتھم کے ان تمام واقعات پر پوری اطلاع نہ ہوگی اور یا جو تعصب اور بخل اور دیدہ دلی سے حق پوشی کرنا چاہتا ہو۔

جو میرے قبضہ مین ہونگی اُنکے ہاتھ پر توبہ کرونگا اور اس طریقہ سے روز کا جھگڑا طے ہو جائیگا اور اسکے بعد جو شخص مقابل پر نہ آوے تو پبلک کو سمجھنا چاہیئے کہ وہ جھوٹا ہے۔

اور یہ کہنا کہ ممکن ہے کہ تم کسی دوسرے سے لکھوا کر اپنے نام پر پیش کرو گے۔ اس کا جواب اسی قدر کافی ہے کہ ایسا دوسرا عربی دان **تمہین بھی** مل سکتا ہے بلکہ تم جو ہر وقت لاف مارتے ہو کہ تمہارے ساتھ ہزارہا علماء ہین وہ سب زعم تمہارا ہے میرے ساتھ صرف جاہلون یا منشیون کی گروہ ہے تو اب تمہین شرم نہین آتی کہ ایسی باتین منہ پر لاؤ۔ تمہارے پاس تو مدد دینے کیلئے زیادہ سامان ہین۔ اور ادیب کے آگے ہاتھ جوڑنے کی ضرورت کے وقت اُسکے قدمون پر ہی گر جاؤ آخر وہ رحم کریگا اور تمہین کچھ بنا دیگا۔ اور یہ بھی ہے کہ یہ تحریر گو میری ہو یا تمہارے پاگلانہ خیال سے کسی اور کی اس سے تمہین کیا غرض اور کیا واسطہ جبکہ مین اسپر حصر رکھتا ہون کہ اس تحریر کی نظیر پیش ہونیسے مین سمجھ لونگا کہ مین کاذب ہون تو تمہاری طرف سے کوشش ہونی چاہیئے کہ اسکی نظیر پیش کرو۔ اگر تم سچے ہو تو ضرور اپنی کوشش مین کامیاب ہو جاؤ گے۔ کیونکہ خدا سچون کو ضائع نہین کرتا اور اُسکے عزیز ذلیل نہین ہوتے۔ اور مین مکرر کہتا ہون کہ اسی میعاد مین تمہین بالمقابل رسالہ شائع کر دینا چاہیئے جس میعاد مین ابتدا سے سترہ مارچ ۱۸۹۷ء سے میرا رسالہ شائع ہو۔ اگر اس مین تخلف ہوگا تو پھر تمہارے بیہودہ عذرات کی طرف التفات نہین کیا جائیگا۔ اب مین عربی رسالہ لکھتا ہون

وَمَا توفیقی الّا باللّٰہ رَبّ انصرنی مِن لدنک رَبّ آیدنی مِن لدنک
رَبّ انّ قومی طردونی فآونی مِن لدنک رَبّ انّ
قومی لعنونی فارحمنی من لدنک ارحمنی یا ربّ الارض
والسّماء ارحمنی یا ارحم الرحماء ۔ وَلَا
راحم الّا انت ۔ انک انت ولیّی فی الدنیا
والآخرۃ وانت ارحم الرّاحمین توکلت
علیک وانت لا تضیع
المتوکّلین

عذر ۔ اس عربی مضمون میں اگر کوئی سخت لفظ ہو تو میاں عبدالحق صاحب غزنوی معذور رکھیں۔ کیونکہ بقول اُنکے اس عاجز کو عربی لکھنے کی لیاقت نہیں اور لکھنے والے کوئی اور فاضل ہیں جو عربی کو لکھتے ہیں۔ پس الزام اُن نامعلوم آدمیوں پر ہے نہ ایسے شخص پر جو عربی نہیں جانتا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي جعلني مظهر الآيات۔ وصيّرني ظلّ سيّد الكائنات۔
اُس خدا کو تمام تعریف ہے جسنے مجھے نشانوں کا جائے ظہور بنایا۔ اور سرور کائنات کا ظلّ مجھے ٹھہرا دیا۔

وجعل اسمي كاسمه بانواع التفضّلات۔ فاتمّ النعم على لاحمده واكون له
اور میرے نام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے مشابہ بنادیا۔ اسطرح پر کہ اپنی نعمتوں کو میرے پر پورا کیا تا میں اسکی بہت

احمد تحت السّماوات۔ ونضّر بي ايمان الناس ليحمد وني واكون محمدا بين المخلوقات۔
تعریف کر کے احمد کے نام کا مصداق ہوں۔ اور میرے سبب سے لوگوں کے ایمان کو تازہ کیا تا وہ میری بہت تعریف کریں اور میں

فانا احمد وانا محمّد كما جاء في الرّوايات۔ واعطيت حقيقة اسمي نبيّنا فخر
محمد کے نام کا مصداق ہوں۔ پس میں احمد ہوں اور میں محمد ہوں جیسا کہ روایتوں میں آیا ہے۔ اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں

الموجودات۔ كانعكاس الصّور في المرآة فنصلّي ونسلّم على هذا النبيّ الامّيّ
ناموں کی حقیقت عطا فرمائی گئی ہے جیسا کہ آئینہ میں صورتوں کا انعکاس ہو جاتا ہے۔ پس ہم اُس نبی اُمّی پر درود اور سلام بھیجتے ہیں

الّذي تنعكس انواره في الصّالحين والصّالحات۔ وتفتح باسمه ابواب البركات۔
جسکے انوار نیک مردوں اور نیک عورتوں میں چمکتے ہیں۔ اور اسکے نام کیساتھ برکتوں کے دروازے

وتتمّ بنوره حجّة الله على الكافرين والكافرات۔ وعلى آله الطّاهرين
کھولے جاتے ہیں۔ اور اسکے نور کیساتھ کافروں پر خدا کی حجّت پوری ہوتی ہے۔ اور درود اور سلام اسکے آل پر جو پاک

والطّاهرات۔ واصحابه المحبوبين والمحبوبات۔ وجميع عباد الله الصّالحين
مرد اور پاک عورتیں ہیں۔ اور اسکے اصحاب پر جو خدا کے پیارے بندے اور پیاری کنیزکیں ہیں۔ اور ایسا ہی تمام نیک بندوں پر

أمّا بعد فاعلموا أيها الطالبون- والأخيار المسترشدون- انّ الله أتمّ حجّتي

بعد اسکے اے طالبو اور اچھے لوگو جو رشد کو ڈھونڈنے والے ہو تمہیں معلوم ہو کہ خدا نے میری حجت کو دشمنوں

على الأعداء- وأرى لي الخوارق وأسبغ من العطاء- ورأيتم كيف نزلت الآيات

پر پورا کر دیا- اور میرے لئے اُسنے نشان دکھلائے اور میرے پر اپنی بخشش کو کامل کیا- اور تمنے دیکھا کہ کیونکر آسمان سے

من السماء- وكيف فتحت الأبواب للطلباء- ثم الذين بخلوا يكفروننى لاعنين

نشان اُترے- اور کیونکر طالبوں کے لئے دروازے کھولے گئے- پھر وہ جو بخل کرتے ہیں وہ لعنت کرتے ہوئے انکار ظاہر

ويتركون الديانة والدين- جرّدوا من غير حق سيف العدوان- وشهروا حسامًا

کرتے ہیں- اور دین کو بھی چھوڑتے ہیں اور دیانت کو بھی- انہوں نے ظلم کی تلوار ناحق کھینچ رکھی ہے- اور گالی اور زیادہ گوئی

السبّ والطغيان- وما كانوا منتهين- انهم يؤذوننى ويسبّوننى- ويكفروننى

کی خنجر اُنکے ہاتھ میں برہنہ ہے- اور باز نہیں آتے- وہ مجھے دُکھ دیتے ہیں اور دشنام دہی کرتے ہیں- اور

ولا أعلم لم يكفروننى- أيكفّرون رجلًا يقول انّى من المسلمين- يصرّون على

مجھے کافر ٹھہراتے ہیں اور میں نہیں جانتا کہ کیوں ٹھہراتے ہیں- کیا وہ اُس آدمی کو کافر کہتے ہیں جو مسلمان ہونے کا اقرار کرتا ہے گمراہی

سُبل الضلال والنكوب- فأين خوف الله وتقوى القلوب- وأين سير

اور بیراہی کے طریقوں پر اصرار کرتے ہیں- پس کہاں ہے خوف خدا اور دلوں کی پرہیزگاری؟ اور کہاں ہیں صلحا

الصالحين- أما جاءتهم الآيات- أما ظهرت البيّنات- أما حصحص الحق و

کی خصلتیں؟ کیا اُنکے پاس نشان نہیں آئے؟ کیا کھلے کھلے خوارق ظاہر نہیں ہوئے؟ کیا حق نہیں کھل گیا؟ اور

رُفع الشبهات- افتعاهدوا على انهم لا يرجعون الى حق مبين- أو تقاسموا على

شبہات نہیں مٹ گئے؟ کیا انہوں نے باہم عہد کر لیا ہے کہ حق کی طرف رجوع نہیں کرینگے؟ یا باہم قسمیں کھا لی

انهم يصرّون على تكذيب وتوهين- أيخوّفوننى بالسبّ والشتم والتكفير- و

ہیں کہ تکذیب اور توہین پر اصرار کرتے رہیں گے؟ کیا مجھے گالی اور کافر کہنے کے ساتھ ڈراتے ہیں؟ اور

يتربّصون بي الدوائر بالحيل والتدابير- والله يعلم كيد الخائنين- انّه يعلم ما

تدبیروں اور حیلوں سے میرے پر گردشوں کی امید رکھتے ہیں؟ خدا تعالیٰ خیانت کرنیوالوں کے مکر کو خوب جانتا ہے- وہ میرے دل کی باتوں

في نفسي ونفسهم وانّه لا يحبّ المفسدين- وانى عنده مكين أمين- وانّ بيني

اور اُنکے دل کی باتوں کو جانتا ہے اور وہ مفسدوں کو دوست نہیں رکھتا- اور میں اسکے نزدیک بامرتبہ اور امین ہوں- اور مجھمیں

وبينه سرّ لا يعلمه الا هو فويل للمعتدين - اتحسب الاعداء انّ العداوة خير

اور اسمین ایک بھید ہے جو اسکو بغیر خدا کے کوئی نہین جانتا پس حد سے بڑھنے والون پر واویلا ہو - کیا دشمن یہ جانتے ہین کہ دشمنی کرنا

لهم بل هي شرّ لهم لو كانوا متفكرين - ايظنون انّهم يهدّون ما بنته انامل

انکے لئے بہتر ہے؟ نہین! بلکہ بد ہے اگر وہ سوچین - کیا وہ گمان کرتے ہین کہ خدا تعالیٰ کی عمارت کو وہ مسمار

الرحمٰن - او يجوحون ما غرسته ايدي الله ذي المجد والسلطان - كلّا بل انّهم

کر دینگے؟ یا اس درخت کو جڑ سے اکھاڑ دینگے جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا ہے؟ ہرگز نہین! بلکہ وہ تو

من المفتونين -

آزمایش مین پڑے ہوئے ہین -

يا معشر الجهلاء والسفهاء - وزمر الاعداء والاشقياء - ا انتم تطفئون

اے جاہلون اور کم عقلون کے گروہ! اور دشمنون اور بدبختون کی جماعتو! کیا تم جناب الٰہی

نور حضرة الكبرياء - او تدوسون الصّادقين - اتقوا الله ثم اتقوا ان كنتم عاقلين

کے نور کو بجھا دوگے؟ یا سچون کو پیرون کے نیچے کچل دوگے؟ ڈرو خدا سے ڈرو اگر عقلمند ہو -

ايها الناس فارقوا فرش الكرىٰ - فانّ الوقت قد دنىٰ - وانّ امر الله اتىٰ - و

اے لوگو خواب کے فرشون سے الگ ہو جاؤ! کیونکہ وقت نزدیک آگیا - اور خدا کا حکم پہونچ گیا - اور

انه يريد ليحيي الموتىٰ - فهل تريدون حياتاً لا نزع بعده ولا ردىٰ - وهل تحبّون

وہ ارادہ کرتا ہے کہ مُردون کو زندہ کرے - پس کیا تم ایک ایسی زندگی چاہتے ہو جسکے بعد نہ جانکندن ہے، نہ موت - اور کیا تم پسند

ان يرضىٰ عنكم ربكم الاعلىٰ - او تصعّرون خدكم معرضين -

کرتے ہو کہ خدا تم سے راضی ہو جائے - یا مونھ پھیرنا اور کنارہ کرنا تمھین پسند ہے -

واعلموا انّي اُعطيت قميص الخلافة - وتسربلت لباسها من

اور جانلو کہ مجھے قمیص خلافت دیا گیا ہے - اور جناب الٰہی سے وہ لباس

حضرة العزة - فارحموا انفسكم ولا تعتدوا كلّ الاعتداء - الا ترون الى ما

مینے پہنا ہے - پس تم اپنے نفسون پر رحم کرو اور حد سے زیادہ مت بڑھو - کیا تم وہ نشان نہین دیکھتے

تنزّل من السماء - اما بقي فيكم رجل من المتقين - ولو كان هذا الامر من

جو آسمان سے اترے ہین؟ کیا تم مین ایک بھی پرہیزگار باقی نہین رہا؟ اور اگر یہ کام بجز خدا کے اور کسی کا

غیر الرحمان - لمزقه الله قبل تمزیقکم یا اھل العدوان - انظروا کیف عنتم

ہوتا تو تمہارے کاٹنے سے پہلے خدا اُسکو کاٹ دیتا۔ دیکھو تمنے کیسی تکلیف

بل متم فی جھد الصباح والمساء - ومددتم الی الله ید المسئلة والدعاء - فرددتم

اٹھائی بلکہ صبح شام کی کوشش مین مر گئے۔ اور خدا کی طرف سوال اور دُعا کا ہاتھ پھیلا ا - پس تم

مخذولین فی الحافرة - وما حصل الا اضاعة الوقت وزفرات الحسرة - فما لکم

ناکام نامراد واپس کئے گئے۔ اور تمہین بجز وقت ضائع کرنے اور حسرۃ کی آہو نکے اور کچھ حاصل نہ ہوا۔ پس

لا تفکرون فی اقدار تنزل - ولا ترغبون فی انوار تستکمل - اھذا فعل الانسان

کیا سبب کہ تم اُس قضاء و قدر مین فکر نہین کرتے جو اتر رہی ہے؟ اور اُن نوروں کے لئے خواہش نہین کرتے جو کامل ہو رہی ہین؟

اھذا من الکاذب الدجال الشیطان - فلا تھلکوا انفسکم بجھلات اللسان

کیا یہ انسان کا فعل ہے؟ اور کیا یہ کاذب اور دجال اور شیطان کیطرف سے ہے؟ پس تم زبان کی جہالت کیساتھ اپنے نفسوں کو ہلاک

واستعینوا متضرعین - یا حسرة علیکم انکم لا تنظرون متوسمین - واذا نظرتم

مت کرو - اور تضرع کرتے ہوئے خدا سے مدد چاہو - تم پر افسوس اگر تم فراست کی نگاہ سے نہین دیکھتے - اور جب دیکھتے

نظرتم لاعبین - ولا تمعنون خاشعین - اتترکون فی ھذا اللھو واللعب - ولا

ہو تو کھیل کیطور پر دیکھتے ہو - اور دلکی غربت سے نہین سوچتے - کیا تم اسی لہو و لعب مین چھوڑے جاؤ گے! اور ایک

تقادون الی نار ذات اللھب - ولا تسئلون عما عملتم مستکبرین - لا تلھکم

بھڑکنے والی آگ کیطرف کھینچے نہین جاؤ گے! اور اُن کاموں سے پوچھے نہین جاؤ گے جو تکبر کیساتھ تمنے کئے تمہارے

اموالکم واولادکم - فان الحمام میعادکم - ثم قھر الله یصطادکم - واین المفر

مال اور تمہاری اولاد تمہین دھوکہ نہ دے - کیونکہ موت تمہارا وعدہ ہے - پھر تم قہر الٰہی کے شکار ہو جاؤ گے - آسمان

من رب السموات والارضین -

اور زمین کے پیدا کرنے والے سے تم کہان بھاگ سکتے ہو۔

وقد رئیتم آیة الکسوف فنسیتموھا - ثم رئیتم آیت الله فی آتھم

تمنے کسوف کا نشان دیکھا اور اُسکو بھلا دیا - پھر تمنے خدا کا نشان آتھم مین دیکھا

فکذبتموھا - وتجلت لکم آیة موت لیکھ فما قبلتموھا - وقرءتم کتب بلاغة

اور اُسکی تکذیب کی - اور تمہارے لئے موت لیکھ کا نشان ظاہر ہوا اور تمنے اسکو قبول نہ کیا - اور تمنے اُن کتابونکو

رائعة فيها آية فصاحةٍ مُعجِبَة - فكأنكم ما قرءتموها - وظهرت في ندوة المذاهب

پڑھا جسکی بلاغت تعجب مین ڈالنے والی تھی - پس گویا تمنے انکو نہین پڑھا - اور جلسہ مذاہب مین کئی نشان

آيات فنبذتموها - وقد كانت معها انباء الغيب فما باليتموها - وكأين من

ظاہر ہوئے سو تمنے انکو ہاتھ سے پھینکدیا - اور اُن نشانوں کے ساتھ غیب کی خبرین تھین سو تمنے کچھ پرواہ نہ کی اور کئی اور

آيات شاهدتموها - فكأنكم ما شاهدتموها - وكم من عجائب آنستموها - فما

نشان تمنے دیکھے پس گویا نہ دیکھے اور کئی عجائب کاموں کا تمنے مشاہدہ کیا

ظلّت لها أعناقكم خاضعين - والآن اشرقت آية في عجل جسد له خوار - فهل

پس تمہاری گردنین انکے لئے نہ جھکین - اور اب لیکھرام مین جو گوسالہ بیجان تھا نشان ظاہر ہوا - پس کیا

فيكم من يقبلها كالاحرار - او تولّون مُدبرين - وتقولون ان آتھم مامات في

تم مین کوئی ایسا شخص ہے جو آزادوں کی طرح اسکو قبول کرے - یا تم پیٹھ پھیر دوگے - اور تم کہتے ہو کہ آتھم میعاد کے اندر

الميعاد - وتعلمون انه خاف فيه قهر رب العباد - ففكروا ألم يجب ان تُرعى

نہین مرا - اور تم جانتے ہو کہ وہ خدا کے قہر سے ڈرا - پس سوچ لو کہ کیا واجب نہ تھا کہ الہامی

شريطة الالهام - ويؤخر اجله الى يوم ينكر كاللئام - وقد سمعتم انه ما تألّى اذا

شرط کی رعایت کیجاتی اور اُسوقت تک اسکو مہلت دیجاتی جو انکار کرے - اور تم سن چکے ہو کہ جب وہ قسم کیلئے بلایا

دُعي للاقسام - ومَا ذهب مُستغيثا الى الحكام - فانظروا اما تحقق كذبه - اما بلغ

گیا تو اُسنے قسم نہین کھائی اور نہ نالش کی اب غور کرو کہ کیا اُس کا جھوٹھ ثابت نہ ہوا کیا

الامر الى الانجام - انه زجّى الزمان في صمت وسكوت - وأتمّ الميعاد كمضطرب

یہ امر اتمام حجت تک نہین پہونچا - اُسنے پیشگوئی کا زمانہ خاموشی مین گذارا اور بیقراری اور سرگردانی

مبهوت - وألقى نفسه في متاعب وشوائب - وتراءى مُنكسرا كأنه ذي نوائبه

مین میعاد کے زمانہ کو بسر کیا - اور اپنے نفس کو طرح طرح کی تکالیف مین ڈالا - اور ایسا شکستہ حال اپنے تئین ظاہر کیا کہ گویا وہ

ومَا تفوّه بكلمة يخالف الاسلام - حتى اكمل الايام - فهذه القرائن تحكم ببداهة

مصیبتوں کا مارا ہوا ہے - اور وہ ایک بھی ایسا کلمہ زبان پر نہ لایا جو اسلام کے مخالف ہو - یہانتک کہ اُسنے پیشگوئی کی میعاد کو پورا کیا - پس یہ تمام قرائن

انه خشي عظمة الاسلام بكمال خشية - وكان من قبل يجادل المسلمين - ويخاصم

بیداہت حکم کرتے ہین کہ وہ عظمت اسلام سے ضرور ڈرا اور پہلے اُس سے وہ مسلمانوں سے بحث و مباحثہ کیا کرتا تھا - اور موذی پن

كالموذيين - واما بعد نباء الالهام - فامتنع من النزاع والخصام - وصار كقلم

کیطرح کُترتا تھا۔ مگر اس پیشگوئی کے بعد وہ چپ ہوگیا اور تمام بحث و مباحثہ اُسنے چھوڑ دیا۔ اور ایک ناکارہ قلم کیطرح

ردى - وسيف صدى - وجهل اوصاف المصاف - والخلاف الخلاف - وكنت

یا ایک زنگ خوردہ تلوار کیطرح بنگیا اور لڑائی کی تعریف کو بھول گیا اور مخالفت کے پیشانو نکو فراموش کردیا۔ اور

اعطيه اربعة آلاف - اذا قمت الحلاف - فما مالي - بل ولي - فانظروا هذه

میں اُسکو قسم کھانے پر چار ہزار روپیہ دیتا تھا مگر اُسنے قسم نہ کھائی بلکہ مونہہ پھیر دیا۔ پس دیکھو کیا یہ نیچون

علامة الصادقين - ثم اذا انقضت اشهر الميعاد - فقسى قلبه ورجع الى

کی علامتیں ہیں پھر جب میعاد کے مہینے گذر گئے تو اسکا دل سخت ہوگیا۔ اور انکار اور

الانكار والعناد - فلذلك مات بعد ما انكر وابى - ولو انكر فى الميعاد لمات

عناد کی طرف اُسنے رجوع کرلیا۔ پس وہ اسی لئے مرگیا کہ اُسنے انکار کرنا شروع کیا۔ اور اگر میعاد کے اندر انکار کرتا تو میعاد

فيها وفنا - فلا شك ان هذا النباء سوّد وجوه المنكرين - وارغم معاطس

کے اندر ہی مرجاتا۔ پس کچھ شک نہیں کہ اس پیشگوئی نے منکروں کے مونہہ کو کالا کردیا اور انکی ناک کو خاک کے ساتھ

المكذبين - وان فيه آيات للطالبين - وانه مكتوب فى كتابى البراهين

رگڑ دیا اور اسمیں ڈھونڈنیوالوں کیلئے نشان ہیں۔ اور یہ پیشگوئی میری کتاب براہین احمدیہ میں لکھی ہوئی ہے

وانه يوجد فى اخبار خاتم النبيين - فامنوا به ان كنتم مؤمنين -

اور نیز احادیث خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی ہے۔ پس ایمان لاؤ اگر ایمان لا سکتے ہو۔

ومن آياتى ان الاحرار نافسوا فى مصافاتى - وآثروا العن الخلق

اور میرے نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ شریف لوگوں نے میری دوستی میں رغبت کی اور میری دوستی کیلئے لعنت

لموالاتى - وتركوا انفسهم لنفائس نكاتى - وصبوا الى رويتى وجاؤا تحت راياتى -

خلق کو قبول کیا۔ اور اپنے عزیز و نکو میرے معارف کیلئے چھوڑا۔ اور میرے دیکھنے کی طرف مائل ہوئے اور میرے جھنڈے کے نیچے آگئے۔

ان فى ذالك لآيات للمتدبرين - ومن آياتى ان العدا رغبوا عن معارضتى -

اسمیں تدبر کرنیوالوں کیلئے نشان ہیں۔ اور منجملہ میرے نشانوں کے یہ ہے کہ دشمنوں نے میرے مقابلہ سے کنارہ کیا

بعد ما رأوا عارضتى - ووجدوا كالبخيل القالى - بعد ما وجدوا عذوبة مقالى -

بعد اسکے کہ میری قوت کلام کو پایا۔ اور بخیل دشمنی رکھنے والے کیطرح غصہ کیا بعد اسکے جو میری شیریں کلامی کو پایا۔

والفوا بالحسد کالشام - بعد ما الفوا درر الکلام - ان فی ذالک لآیات للمتعمقین -

اور ناکسوں کی طرح حسد سے الفت کی بعد اسکے جو میری کلام کے موتی انھیں معلوم ہوئے - اسمیں غور کرنیوالوں کے لئے نشانیاں ہیں

ومن آیاتی انی لبثت علی ذالک عمرا من الزمان - ولا یمھل من افتری علی اللہ

اور میرے نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ میں اس دعوی الہام پر ایک عمر سے قائم ہوں - اور مفتری کو خدا تعالی کی طرف سے مہلت

الدیان - ان فی ذالک لآیات للمتوسمین - ومن آیاتی انی اعطیت عقیدۃ -

نہیں دیجاتی - اسمیں اہل فراست لوگوں کے لئے نشان ہیں - اور میرے نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ میں ایسا عقیدہ دیا گیا

یدرء عن الطالب کل شبھۃ - ویکشف عن بیضۃ السر مح حقیقۃ - ان فی

ہوں کہ جو طالب کا ہر ایک شبہ دور کرتا ہے - اور بھید کے انڈے میں سے حقیقت کا زردہ ظاہر کرتا ہے - اسمیں دیکھنے

ذالک لآیات للمستبصرین - ومن آیاتی ان الزمان نظم لی فی سلک الرفاق -

والوں کے لئے نشان ہیں - اور میرے نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ زمانہ میرے رفیقوں میں منسلک کیا گیا -

وانشئ المناسبات فی الانفس والآفاق - وکذالک ارسلت عند خفوق رایۃ

اور انفسی اور آفاقی مناسبات پیدا ہو گئیں - اور اسیطرح میں اسوقت بھیجا گیا کہ جب نامرادی کا جھنڈا

الاخفاق - ان فی ذالک لآیات للمتفرسین - ومن آیاتی ان اللہ شحذ سیف

جنبش کر رہا تھا اسمیں فراست والوں کے لئے نشانیاں ہیں - اور میرے نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ خدا نے میرے

بیانی - واری جواھرہ بغرار برھانی - ان فی ذالک لآیات للناظرین - ومن آیاتی

بیان کی تلوار کو تیز کیا - اور میرے برہان کی تیزی کیساتھ اسکے جوہر دکھلائے - بتحقیق اسمیں دیکھنے والوں کے لئے نشان ہیں - اور

ان الحق ما استسر حتی حینا - وجعل قلبی لہ عرینا - وجعلت لہ مجددا امینا -

میری نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دم بھی سچائی مجھسے پوشیدہ نہیں ہوئی اور میرا دل اسکا تندولگاہ بنایا گیا اور میں اسکے لئے تازہ

ان فی ذالک لآیات للمتاملین -

کرنیوالا اور کھول کر بیان کرنیوالا مقرر کیا گیا - اسمیں فکر کرنیوالوں کے لئے نشان ہیں

ایھا الناس قد جاءکم لطف رب العباد - وتعھدکم فضلہ تعھد

اے لوگو! تمھارے پاس خدا کی مہربانی آئی اور اسکے فضل نے تمھاری خبر گیری

العھاد عند امحال البلاد - فلا تردوا نعم اللہ ان کنتم شاکرین - أأنتم

کی جیسا کہ وقت بارش خشکسالی کیوقت خبر گیری کرتی ہے پس اگر تم شکر گزار ہو تو خدا کی نعمتوں کو رد نہ کرو - کیا تم اسکی

تهدّون ما شاد - أو تمنعون ما اراد - وقد رئيتم انكم لم تستطيعوا ان تاتوا

بنا کردہ کو مسمار کر دوگے - یا جو کچھ اُسنے ارادہ کیا اسکو روک دوگے - اور تمنے دیکھ لیا کہ تمھین طاقت نہین ہوئی کہ میری کلام جیسی

بكلام مِنْ مثل كلامي - حتى سكتم وصمتم متندمين من افحامي - واشيع

کلام بنا لاؤ - یہانتک کہ تم خود شرمندہ ہوکر چپ ہوگئے اور لاجواب ہوگئے - اور وہ کتابین

الكتب المملوة بالنكات النخب - ولطائف النظم وبدائع النثر ومحاسن

شائع کیگئین جو برگزیدہ نکتون کے ساتھ پر تھین اور لطائف نظم اور نثر سے لبالب تھین اور محاسن ادب سے

الادب - فما كان جوابكم الا ان قلتم انها مِنْ قوم آخرين - فانظروا كيف

مملو تھین - پس تمھارا بجز اسکے کچھ جواب نہ تھا کہ یہ کتابین اور لوگونکی بنائی ہوئی ہین - پس دیکھو تم کسطرح عاجز

عجزتم ثم صُرفت قلوبكم عن الحق فصرتم قوماً عمين حتى اذا احتدّ منكم

ہوگئے پھر تمھارے دل حق سے پھیر دئے گئے پس تم ایک اندھی قوم ہوگئے - یہانتک کہ جب تم تیز ہوئے حجت بازی

الحجاج - وامتدّ اللجاج - ونبح النجفيّ والغزنويّ - وقالا انه جاهل غويّ -

کرنے لگے اور تمھاری لڑائی لمبی ہوگئی اور نجفی اور غزنوی نے یاوہ گوئی کی اور کہا کہ یہ ایک جاہل گمراہ ہے -

كتبتُ رسالتي هذه لتكون حجة على المفترين - وليفتح الله بيني وبينكم

تب مینے یہ رسالہ لکھا تا افترا کرنیوالوں پر حجت ہو اور تا مجھمین اور تم مین خدا تعالے

وهو خير الفاتحين -

فیصلہ کر دے اور وہ بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے -

وقال الذي آذاني مِنْ جماعة عبد الجبار - ان هذا دجال واكفر

اور عبد الجبار کی جماعت مین سے ایک موذی نے کہا کہ یہ شخص دجال اور اکفر الکفار

الكفار - وجاهل لا يعلم العربية ولا شيئاً مِنَ النكات والاسرار - واعانه

ہے - اور ایک جاہل ہے جو عربی کو نہین جانتا اور نہ نکات اور اسرار سے خبر رکھتا ہے - اور اس

عليه قوم مِنَ العلماء المتبحرين - وكذالك ظنّ النجفي فانظر كيف تشابهت

تالیف پر بڑے بڑے علما نے مدد کی ہے - اور اسیطرح نجفی نے ظن کیا پس دیکھ کیونکر تجاوز کرنیوالوں کے دل

قلوب المعتدين - وما اثبت احد منهم انهم ارضعوا ثدي الادب - او اعطوا

باہم مشابہ ہوگئے - اور انمین سے کسی نے ثابت نہکیا کہ وہ پستان ادب کے دودھ پلائے گئے ہین - یا علوم برگزیدہ

مِنَ العلوم النخب۔ وَمَا جَاؤُنی بالدبیب۔ وَلا بالخبیب۔ بل تکلّموا کالنساء

دیئے گئے ہیں اور میرے پاس نہ نرم رفتار میں آئے اور نہ تیز رفتار میں۔ بلکہ عورتوں کی طرح چھپی چھپی باتیں

مُتستّرین۔ وما انکروا بصحة النیّة۔ بل کبخیل خاطب الدُّنیا الدنیّة۔ و

کین اور صحت نیت سے انکار نہیں کیا بلکہ اس بخیل کی طرح جو دنیا کا چاہنے والا ہو۔ اور

نبّھھم الله فما تنبّھوا۔ وایقظتھم الاٰیات فما استیقظوا۔ الم یروا آیة کبریٰ۔ اذ

انکو خدا تعالیٰ نے خبردار کیا پس خبردار نہیں ہوئے اور نشانوں نے انکو جگایا پس وہ نہیں جاگے۔ کیا انھوں نے ایک بڑا نشان نہ دیکھا۔

اھراق قاتل دمًا واولغ فیہ المُدیٰ۔ وکان المقتول آریة خبیثا ومن العدا۔

جب قاتل نے ایک خونریزی کی اور اسکے اندر اپنی چھری کو داخل کیا۔ اور مقتول ایک آریہ خبیث اور دشمنوں میں سے تھا

فابکی الله من سخر من الدّین وسبّ وھجا۔ والقاہ فی عذاب لا یُقضیٰ۔ ونار

پس خدا نے اس ایسے شخص کو رلایا جو دین اسلام سے ٹھٹھا کرتا اور گالیاں نکالتا تھا۔ اور اسکو ایسے عذاب میں ڈالدیا جس کا کبھی

لا یمُوت فیھا ولا یحییٰ۔ وضیّع کلما صنع وھدّم کلما علا۔ انّ فی ذالک لاٰیات

خاتمہ نہیں اور ایسی آگ میں جھونک دیا جس میں نہ مریگا اور نہ زندہ رہیگا۔ اور اُسکے تمام کاروبار کو ضائع کیا اور اسکی ہر ایک بلند کردہ

لاولی النھیٰ۔ وکانَ نباء آتھم یحکی السُّھا۔ بما خفی من اعین العمی وما تجلّیٰ۔

کو مسمار کیا۔ اسمیں عقلمندوں کیلئے نشان ہیں۔ اور آتھم کی بابت جو پیشگوئی کی گئی تھی وہ خفا میں ستارہ سہا کے مشابہ تھی اور اندھوں کی نظر سے بہت

فالقت ھذہ الاٰیاة علیہ رداءھا۔ فاشرقا کشمس الضُّحی۔ واضاء اعقول

پوشیدہ تھی اور ظاہر نہ تھی۔ پس اس روشنی نے اسپر چادر ڈالدی۔ پس دونوں دوپہر کے آفتاب کی طرح چمک اٹھیں۔ اور عقلمندوں کی عقلوں کو

العاقلین وجذبا الی الحق من اتا۔ وھٰذہ آیة عذراء۔ وشمس بیضاء۔ فلیھتد

روشن کیا اور آنیوالے کو حق کی طرف کھینچ لیا اور یہ ایک نیا نشان ہے اور آفتاب روشن ہے پس چاہیئے

مَنْ شاء۔ انّ الله یحبّ التوّابین ویحبّ المتطھّرین۔

کہ ہدایت قبول کرے جو چاہے۔ خدا توبہ کرنیوالوں اور پاکی طلب کرنیوالوں سے پیار کرتا ہے۔

وانھا تشفی النفس۔ وتنفی اللبس۔ وتوضح المعمّیٰ۔ وتکشفُ السرّ

اور یہ لیکھرام کے قتل کا نشان جانکو تسلی دیتا ہے۔ اور شبہ کو دور کرتا ہے۔ اور معمّی کو کھولتا ہے۔ اور بھید کی پنڈلی اور

عنْ ساقہ والنحیٰ۔ وتتم الحجة علی المجرمین۔ فیاحسرة علی المخالفین۔ انّھم

امر پوشیدہ کی ساق دکھلاتا ہے۔ اور مجرموں پر حجت پوری کرتا ہے پس افسوس مخالفوں پر کہ وہ

يتركون احكم الحاكمين۔ فكان الله شرّق وهم غرّبوا۔ ودعا لجمع الثمار

احکم الحاکمین کو چھوڑتے جاتے ہیں۔ پس گویا خدا مشرق کی طرف گیا اور یہ لوگ مغرب کیطرف۔ اور اسنے پھلوں کے جمع کرنے

وهم احتطبوا۔ وامر ان يوتوني عذبًا فعذّبوا۔ وما اجتنبوا الاذى بل كادوا

کیلئے کہا اور انھوں نے خشک لکڑیاں جمع کیں۔ اور حکم کیا کہ مجھے میٹھا پانی دیں اور انھوں نے عذاب کیا۔ اور دکھ دینے سے پرہیز نہ کی بلکہ

ان يجتبوا۔ فردّ الله نيّاتهم عليهم فانقلبوا مخذولين۔

نزدیک ہوگئے کہ بیلی توڑ ڈالیں۔ پس خدا نے انکی نیتیں انپر ڈال دیں سو انجام اُن کا نامرادی تھی۔

ومنهم رجل من الغزنيّ يسمّونه عبد الحق۔ وانّه سبّ وشتم

اور اُنہیں سے ایک غزنوی شخص ہے جسکو عبد الحق کہتے ہیں اور اُسنے گالیاں دیں اور

ووثب سفاهة كالبقّ۔ وانه فويسقة يذعر الاسود في جحره بالغقّ۔ وانّ

پشہ کی طرح اُچھلا اور وہ ایک چوہا ہے شیروں کو اپنے سوراخ میں آواز سے ڈراتا ہے۔ اور شیطان

الخنّاس زقّه فبالغ في الزقّ۔ وانه كذّب آية الكسوف كما كذّب من قبل

نے اُسکو غذا دی پس پوری غذا دی۔ اور اُسنے کسوف خسوف کے نشان کی تکذیب کی جیسا کہ کفار نے

آية القمر المنشق۔ وانّ الشيطان لقّ عينه فذهب ببصره باللقّ۔ وما

شق القمر کی تکفیر کی اور شیطان نے اسکی آنکھ پر ماری پس آنکھ نکالدی اور وہ

نق الاكدجاجة فنذبحه بمدى الحق۔ ونريه جزاء النقّ۔ فما يخومنا بالهرب

مرغی کی طرح آواز کر رہا ہے پس ہم سچائی کی چھری سے اُسکو ذبح کر دینگے اور اُسکے آواز کی اُسکو جزا چکھا ئینگے۔ پس ہم سے

والهق۔ ولا ينفعه كيد الكائدين۔ وانه ارسل الي كتابه المملوّ من السبّ

بھاگنے کیساتھ نجات نہیں پائیگا اور کوئی مکر اسکو فائدہ نہیں دیگا۔ اور اُسنے اپنی وہ کتاب جو گالیدن اور تکفیر سے پر تھی میری طرف

والتكفير۔ وخدع الناس بانواع الدقارير۔ وذكر فيه كتابي هذا۔ وقال اهذا

بھیجی اور اسطرح طرح کے جھوٹھوں سے لوگوں کو دھوکا دیا اور میری کتاب کا ذکر کیا اور لوگوں کو کہا کیا ایسی

من هذا۔ كلّا بل انه من النوكى۔ ولا يكاد يبين۔ وخاطبني وادّعى كعارف

کتاب اس شخص کی تالیف ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ یہ تو جاہل ہے اور بلیغ بات کہنے پر قادر نہیں۔ اور مجھے مخاطب کرکے ایک

الحقيقة۔ وقال انك لست مولف هذه الكتب الانيقة۔ ولا بآ عذر

حقیقت شناس کیطرح دعوی کیا اور کہا کہ تو ان عمدہ کتابوں کا مولف نہیں ہے اور نہ ان لطیف

تلك الرسائل الرشيقة - والنكات الدقيقة العميقة - بل استمليتها من رجال

رسالون کا موجد اور نہ ان نکات عمیقہ کا نکالنے والا - بلکہ تو نے ان کتابوں کو اس صناعت

هذه الصناعة - ثم عزوتها الى نفسك لتحمد بالفضل والبراعة - وانا نعرف

کے مردوں سے لکھوایا ہے - پھر تو نے انکو اپنے نفس کیطرف نسبت دیدی ہو تا بزرگی اور کمال عقلمندی کیساتھ تعریف

مبلغ علمك وما كنا غافلين -

کیا جائے - اور ہم تیرا اندازہ علم جانتے ہیں اور ہم غافل نہیں -

وشابهه فى قوله شيخ طويل اللسان - كثير الهذيان - و

اور ایک شیخ لمبی زبان والا بہت ہذیان والا عبد الحق سے مشابہ ہے -

زعم انه من فضلاء الزمان - وانه نجفي ومن المتشيعين - وانه ارسل الي

اُسنے گمان کیا ہے کہ وہ زمانہ کے فاضلوں میں سے ہو - اور یہ شیخ نجفی ہے اور شیعہ ہے - اور اُسنے عربی میں میری طرف

مكتوبه فى العربية - ليخدع الناس بالكلم الملفقة - ولتعظمه قلوب العامة

ایک خط لکھا تا اپنے پر تکلف جوڑے ہوئے فقروں کے ساتھ لوگوں کو دھوکا دے اور تا کہ عوام الناس

وليستميل اليه زمر الجاهلين - وما كان قوله الا فضلة قول الفضلاء

کے دل اسکی بزرگی کریں - اور تا کہ جاہلوں کو اپنی طرف میل کرے - اور اس کا قول صرف فاضلوں کے قول کا ایک فضلہ تھا

وعذرة كلمتهم العذراء - فالعجب من جهله انه ماخاف ازراء القادحين

اور اُنکے کلمہ باکرہ کی ایک نجاست تھی - پس اسکی جہالت سے تعجب ہو کہ وہ عیب گیروں کے عیب گیری سے نہیں ڈرا

ووقف موقف مندمة وما ارى الوجه كالمتندمين - بل انه معذالك

اور ندامت کی جگہ پر کھڑا ہوا اور شرمندوں کی طرح مونہہ نہ دکھلایا بلکہ اُسنے باوجود اسکے

بلغ السب والشتم الى الكمال - وما غادر سبا الا كتبه كالسفيه

سب اور شتم کو کمال تک پہونچا دیا - اور کسی گالی کو نہ چھوڑا جسکو کمینہ رذیلوں کی طرح نہ لکھا

الرذال - ولا يعلم ما الايمان وما شيم المومنين - ومثل قلبه المنقبض

اور نہیں جانتا کہ ایمان کیا ہے اور مومنوں کی خصلتیں کیا ہیں - اور اُسکے منقبض دل کی مثال

كمثل يوم جوه مزمهر - ودجنه مكفهر - عاري الجلدة - بادي الجردة شقي

ایسی ہے جیسا کہ وہ دن جو سخت سرد ہو - اور اس کا بادل تہ بتہ جما ہوا ہو - برہنہ پوست اور آشکارا برہنگی ایک بدبخت ہے

خسرفی الدُنیا والدّین - یسبّنی ویشتمنی بطغواہ - ولا ینظر الیٰ مآل مساب

دین اور دنیا میں نقصان اٹھانیوالا ہے اپنے حد سے گذر جانیکے سبب سے مجھے گالیان دیتا ہے - اور نہیں دیکھتا کہ آریہ گالیان

مِنَ الآریۃ وَمَاواہ - وانّ السعید من اتعظ بسواہ - وَاَنّیٰ لہ الرشد والھدیٰ -

دینے والے کا کیا انجام ہوا اور نیک بخت وہ ہوتا ہے جو دوسرے کے حال سے نصیحت پکڑتا ہے - اور اسکو رشد اور ہدایت کہان

وانہ لا یعلم ما التقیٰ - ولا الادب المنتقیٰ - وانہ سلک سُبل الھالکین -

نصیب ہو وہ تو نہیں جانتا کہ پرہیزگاری کسکو کہتے ہین اور نہ ادب برگزیدہ کی اسکو خبر ہے - اور وہ مرنے والوں کی راہ چلا ہے -

لا یبالی الحشر واھوالہ - ولا قھر اللّٰہ ونکالہ - وکلّما کتب فلیس الّا کیدٌ

قیامت اور اسکے خوف کی کچھ پرواہ نہین رکھتا اور نہ خدا کے قہر اور وبال سے ڈرتا ہے - اور جو کچھ اسنے لکھا وہ ایک مکر ہے

اَو اُحبولۃ صَید - اراد ان یفتن قلوب الجماعۃ - بافتنانہ فی البراعۃ - واَرَی

یا دام صید ہے اُسنے ارادہ کیا کہ اپنی جماعت کے دلونکو تفنن کلام کیساتھ فریفتہ کرے اور اُسکے

کفّہ الیَراعَ - لیُری السّفھاء البَعاعَ - ولکنّہ ھتک استارہ - واری فی کل قدم

ہاتھ نے قلم کو روان کیا تا نادانونکو اپنی متاع دکھلائے مگر اُسنے اپنے پردے پھاڑ دیئے اور ہر ایک قدم مین اپنی لغزش

عثارہ - وافضی فی حدیث یُفضحہ - ودخل ناراً تلفحہ - فمثلہ کمثل رجل

دکھلائی اور اس باتکو شروع کیا جو اُسکو رسوا کریگی اور اس آگ مین داخل ہوا جو اسکو جلا دیگی پس اسکی اُس شخص کی مثال

شھّر خزیہ بدقّہ - اوجدع مارن انفہ بکفّہ - فلحق بالملومین المخذولین -

ہے جسنے اپنی رسوائی کو اپنے دف کیساتھ مشہور کیا یا اپنی ناک کو اپنے ہاتھ کیساتھ کاٹا پس ملامت اٹھانیوالے اور گمنام لوگون مین جا ملا -

ومعذالک سبّنی لیجُیر فقدان فضل بیانہ - بفضول لسانہ - واما نحن فلا

اور باوجود اسکے مجھکو گالیان دین تا اپنی بیہودہ گوئی سے اپنی ژولیدہ بیانی کو چھپا دیوے مگر ہم اسکی دشمنی اور

نتاسّف علیٰ ما قال وقال - ولا نطیل فیہ المقال - فانہ من قوم تعودوا السبّ

قول پر کچھ تاسف نہین کرتے اور نہ اسمین کچھ زیادہ کہنا چاہتے ہین کیونکہ وہ ایک ایسی قوم مین سے ہے جنکو گالیان

والانتصاب للازرآت - وحسبوہ لانفسہم من اعظم الکمالات - فنستکفی باللّٰہ

دینے اور عیب گیری کی عادت ہے اور اس عادت کو انھون نے اپنا کمال سمجھا ہوا ہے پس ہم انکے فتنہ مین

الافتتان بمفتریاتہ - ونعوذ بہ من نیاتہ وجلاتہ - وما نلتفت الی السبّ

مبتلا ہونیسے خدا کو اپنے لئے کافی جانتے ہین اور اسکی نیتون سے خدا کی پناہ ڈھونڈتے ہین اور ہم گالی کی طرف توجہ نہین کرتے

کما عطت ھو من العناد۔ ونفوض امرنا الیٰ رب العباد۔ وھو احکم الحاکمین
جیسا کہ اُسنے عناد سے کیا اور ہم اپنا امر خدا تعالیٰ کو سونپتے ہین اور وہ احکم الحاکمین ہے

وکیف یکذبنی مع انہ ما نقض براھینی۔ وما دوّن کذ وینی۔ وما تصدیت
اور کیونکر یہ شخص تکذیب کرتا ہے حالانکہ اُسنے میرے دلائل کو نہین توڑا اور میرے مقابلہ پر کچھ لکھ نہین سکا اور مینے ایسے دعوی کو

لدعوی ما کان معہ الدلائل۔ بل عرضت دلائل ازید مما یسئل السائل۔ و
پیش نہین کیا جسکے ساتھ دلائل نہ ہون بلکہ مینے زیادہ سے زیادہ جو لوگ پوچھتے ہین دلائل پیش کر دیئے ہین اور

ما کان کلامی بالغیب بضنین۔
میرا کلام غیب گوئی سے بخیل نہین ہے۔

وقد ثبت عند جمیع الحکام۔ وولاۃ الاحکام۔ ان الدعاوی تجب
اور تمام حکام اور والیان حکم کے نزدیک یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بعد دلائل کے دعووں کا قبول

قبولھا بعد الادلۃ۔ کما تجب الاعیاد بعد الاھلۃ۔ وکنت ادعیت انی انا
کرنا واجب ہو جاتا ہے جیسا کہ بعد ہلال عید کے عید کرنا واجب ہو جاتا ہے اور مینے دعوی کیا تھا کہ مین مسیح موعود

المسیح الموعود۔ والامام المھدی المعھود۔ فاری اللہ آیاتہ علیٰ ذالک الادعاء۔
اور مہدی موعود ہون پس اللہ تعالیٰ نے اس دعوی پر اپنے نشان دکھلائے

وسکّت وبکّت زمر الاعداء۔ واری آیۃ تارۃ فی زی الایجاد۔ واخری فی
اور تمام دشمنوں کو ساکت اور لاجواب کیا اور کبھی نشان کو ایجاد کی صورت پر دکھلایا اور کبھی معدوم

صورۃ الاعدام والافناد۔ واعجز الاعداء مرۃ بخوارق الاقوال۔ واخری
کر دینے کی صورت پر ظاہر کیا اور کبھی قولی نشان کیساتھ مخالفوں کو عاجز کیا اور کبھی فعلی

اخزاھم بعجائب الافعال۔ وایدنی ربی فی کل موطن ومقام۔ وما بقی
نشان کے ساتھ انکو رسوا کیا اور میرے رب نے ہر ایک مقام اور میدان مین میری مدد کی اور کوئی دقیقہ

دقیقۃ من تبکیت وافحام۔ ومُزّقوا کل ممزق من اللہ مخزی المفسدین۔
اتمام حجت کا باقی نہین رہا اور خدا تعالیٰ کی طرف سے خوب پارہ پارہ کیئے گئے

ثم فیض قدر اللہ لنصبھم ووصبھم۔ انھم طعنوا فی علمی وفخروا بدراعتھم و
پھر انکی بد تقدیر کی وجہ سے خدا کی مشیت نے انکو اس طرف کھینچا کہ انھوں نے میرے علم اور لیاقت مین طعن کیا اور اپنی علمی لیاقت اور عبا پر ناز کیا اور

ادبهم - وکانوا علیها مصرّین - ومکروا ومکر الله والله خیر الماکرین -
ا پر اصرار کیا اور انہوں نے مکر کیا اور خدا نے بھی مکر کیا اور خدا سب سے بہتر مکر کرنیوالا ہے -
فوالله ما فکرت فی الاملاء والانشاء - وما کنت من الادباء والفصحاء
پس بخدا میں نے املا اور انشاء میں کچھ فکر نہیں کیا اور میں ادیبوں میں سے نہیں تھا اور
وما احتاج یراعی الی من یراعی کالرفقاء - بل کنت لا اعلم ما البلاغة والبراعة -
میری قلم کسی مددگار کی محتاج نہیں ہوئی بلکہ میں نہیں جانتا تھا کہ بلاغت کسے کہتے ہیں
ولا ادری کیف تحصل هذه الصناعة - فبینما انا فی حیرة من هذه الازراء -
اور نہیں جانتا تھا کہ یہ صناعت کیونکر حاصل ہوتی ہے پس اسحالیکہ میں اس نکتہ چینی سے حیرت میں تھا
وقد تواتر طعنهم کالسفهاء - اذ صبّ علی قلبی نور من السماء - ونزل علیّ
اور ان کا طعن بیوقوفوں کی طرح تواتر تک پہونچ چکا تھا پس یکدفعہ ایک نور میرے دل پر ڈالا گیا اور ایک چیز
شیئ کنزول الضیاء - فصرت ذا مقول جریّ - وقول سحبانیّ - فتبارك الله
روشنی کی طرح اتری پس میں صاحب زبان رواں اور صاحب قول سحبان وائل ہوگیا پس مبارک ہے
احسن الخالقین - ولکن ما تسلت به عمایات هذه العلماء - وظنوا
وہ خدا جو احسن الخالقین ہے لیکن اسکے ساتھ ان علماء کی نابینائی دور نہ ہوئی اور گمان کیا
انّ رجلا اعاننی او جمعا من الفضلاء - وانها ثمرة شجرة الاخرین - ثم بدا
کہ ایک شخص نے میری مدد کی ہے یا ایک گروہ فضلا نے میں مدد کی ہے اور وہ فصاحت اوروں کے درخت کا پھل ہے - پھر انکو
لهم انّ یعارضونی مشافهین - فاذا قمت فکانهم کانوا من المیّتین - والان
سوجھی کہ وہ بدو بدو مجھ سے مقابلہ کریں پس جب میں کھڑا ہوا تو گویا وہ میت تھے اور اب
ما بقی فی کفهم الا الرفث والایذاء - وکذالك سبّنی النجفی وما یدری ما الحیاء
انکے ہاتھ میں بجز گالیوں اور ایذا کے اور کچھ باقی نہیں رہا - اور اسیطرح نجفی نے مجھے گالیاں دیں اور نہیں جانتا کہ
ولکنا لا ندفع السبّ بالسبّ - وما کان لحمام ان یجحر نفسه کالضبّ - او
حیا کیا چیز ہے مگر ہم گالی کو گالی کیساتھ جواب نہیں دیتے اور کبوتر کی شان میں یہ داخل نہیں کہ اس سوراخ میں داخل ہو جیسے
کالتنین - وما نشکوه علی ما فعل - ولا نتاسف علی ما افتعل - فانهم قوم
سوسمار داخل ہوتی ہو یا سانپ - اور ہم اس شخص کا اسکے کام پر کچھ شکوہ نہیں کرتے اور نہ اسکے بہتان پر کچھ افسوس کرتے ہیں کیونکہ

ماعصم من السنهم خاتم النبیین۔ بل اللہ الذی ھو احکم الحاکمین۔ و
جو انکی زبان سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بھی بچ نہیں سکے بلکہ وہ خدا بھی جو احکم الحاکمین ہے اور

لاخلفاء نبی اللہ ولا امہات المومنین۔
نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفے انکی زبان سے بچے اور نہ ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو امہات المومنین تھیں۔

الا تری کیف ظنوا ظن السوء فی حضرۃ اصدق الصادقین۔
کیا تو نہیں دیکھتا کہ ان لوگوں نے حضرت اصدق الصادقین میں کسطرح ظن بد کیا

وکذبوا انباء الاستخلاف وقالوا ان علیاً من المظلومین۔ فارادوا ھدم
اور استخلاف کی پیشگوئی کی تکذیب کی اور کہا کہ علی مظلوم ہے۔ پس ان لوگوں نے اس عمارت

ماشاد الرحمٰن۔ وکفروا بما جاء بہ القران۔ وما ھذا الا ظلم مبین۔ و
کو مسمار کرنا چاہا جسکو خدا نے بنایا اور قرآنی اخبار کی تکذیب کی اور یہ صریح ظلم ہے اور

قالوا ان علیاً نفد عمرہ مبتلاً بلقوۃ النفاق۔ وما خلق فی طینتہ جرءۃ
ان لوگوں نے کہا کہ علی تمام عمر نفاق کے لقوہ میں مبتلا رہا اور اسکی طینت میں راست گوئی کی جرءت

الصدق وما تفوق در اخلاص الاخلاق۔ واذا استخلف الکفار فما
پیدا نہیں کی گئی تھی اور اُسنے ظاہر و باطن ایک بنانیکا دودھ نہیں پیا تھا۔ اور جب کفار کو خلافت ملی تو اسنے انکار

ابی۔ بل اطاعھم وعقد لھم مع رفقتہ الحُبا۔ امرّ امر الاسلام۔ فاٰثر
نہ کیا بلکہ اطاعت کی اور بیٹھا اور پنڈلی کو معہ اپنے رفیقوں کے انکے لئے باندھا۔ اسلام کا امر مشکل ہو گیا پس اسنے

الانصات۔ وامّر الفسّاق فمعھم اکل وبات۔ وما ذمّھم بل انشد فی
خاموشی کو اختیار کیا اور فاسق امیر کئے گئے پس اُسنے انکے ساتھ کھایا اور شب باشی اختیار کی اور انکی بدگوئی نہ کی بلکہ

حمدھم الابیات۔ وکان ھذا خلقہ حتی مات۔ اھذا ھو اسد المتشیعین۔
انکی تعریف میں شعر بنائے۔ اور یہی اس کا خلق تھا یہانتک کہ مر گیا کیا یہی شیعوں کا شیر ہے؟

وقالوا انہ عارض امہ الصدیقۃ۔ وما بالی الشریعۃ ولا الطریقۃ۔
اور کہتے ہیں کہ اُسنے اپنی ماں صدیقہ کا مقابلہ کیا۔ اور نہ شریعت کی کچھ پرواہ رکھی اور

ولم یکن برّاً بوالدتہ ولا تقیاً۔ بل اعق وصار جباراً شقیاً۔ اٰثر النفاق ولم یصبر
نہ طریقت کی اور اپنی ماں سے نیکو کار نہیں تھا بلکہ عاق اور جبار اور شقی تھا نفاق کو اختیار کیا اور سختی اور

علی ضر و مسغبة - واتبع النفس وترك التقی كارض معطلة - اسر الغل و

بھوکھ پر صبر نہ کر سکا — اور نفس کی پیروی کی اور پرہیزگاری کو زمین خالی کیطرح چھوڑ دیا اور کینہ کو پوشیدہ

لكن ما نظر بعين غضبی - واختار النفاق فی كل قدم وحابی - بجد لکل من تبرع

رکھا مگر خشمگین آنکھ سے نہ دیکھا — اور نفاق کو ہر ایک قدم میں اختیار کیا اور رخاص کیا - جسنے بخشش کیسا تھو احسان

بالھی - ولو کان عدو الدین والتقی - واذا عرض علیه حطام فقال لنفسه ھا - و

کیا اسکو سجدہ کر دیا اگرچہ وہ دین اور تقوی کا دشمن ہو — اور جب کوئی مال دنیا پر پیش کیا گیا تو اپنے نفس کو کہا کہ لیلے اور

انثنی علی الکافرین طمعا فی الموات - لا خوفا من عقوبات الموات - وصلی خلفھم

زمین کے حاصل کرنیکے لئے کافروں کی تعریف کی — نہ اس خیال سے کہ انکی مخالفت سے خوف مرگ کا اندیشہ ہو - اور

للصلات - لا لبرکات الصلوة - اتخذ النفاق شرعة - والاقتباس منه

انکے انعام کیلئے انکے پیچھے نماز پڑھتا رہا نہ نماز کی برکتوں کیلئے - نفاق کو طریقہ پکڑا — اور اس کسب کو اپنی غذا پکڑی

نجعة - وصرف الله عنه المعارف - ولو کان زمر من معارف - فما بقی معه

اور خدا نے اس سے لوگوں کے مونہہ پھیر دیئے اور اگرچہ وہ آشنا تھے — پر اسکے ساتھ

من سروات الصحابة - ولا سرایا الملة - حتی رجع مضطرا ومخذولا الی

صحابہ کے جوانمردوں میں سے کوئی نہ رہا اور نہ اسلام کے لشکر میں سے کوئی اس کا ساتھی ہوا - یہانتک کہ بیقرار اور ناکام ہو کر

باب الصدیق - وکان یعلم انه کالزندیق - لکن البطن الجاءه الیه -

ابوبکر صدیق کے دروازہ پر آیا اور جانتا تھا کہ یہ زندیقوں کی طرح ہے — مگر پیٹ نے اسکو اسکی طرف جانیکے لئے بیقرار کر دیا

وما وجد حطب تنور المعدة الا لدیه وان صاحبه اغتال بعض ولده فما امتنع

اور اپنے معدہ کے تنور کا ایندھن اُسنے اُسیکی پاس پایا — اور عمرؓ نے اسکی بعض اولاد کو قتل کر دیا۔ مگر وہ

من التردد الیه - وفجعه بالفدك فما غار علیه - بل کان علی بابه کالمعتکفین

پھر بھی اسکی طرف جانیسے باز نہ آیا - اور ابوبکر نے فدک کے معاملہ میں اسکو درد پہنچایا مگر پھر بھی اسکو غیرت نہ آئی اور

وتواتر علیه جور الشیخین حتی جرت عبرة العینین کالعینین - فما انتھی

ابوبکر کے دروازہ سے پر اعتکاف کرنیوالوں کی طرح پڑا رہا اور اسپر شیخین کا ظلم متواتر ہوا یہانتک کہ آنکھوں سے آنسوؤں کے چشمے جاری

من الرجوع الی ھذین الکافرین - بل ابدی الاطاعة بالنفاق والمین -

ہوئے مگر وہ انکے پاس جانیسے باز نہ آیا — بلکہ نفاق اور جھوٹ سے اطاعت کو ظاہر کیا۔

واشتد عليه غصبهم ونهبهم حتى صفرت الراحة - وفقدت الراحة

اور انھون نے غارتگری سے اُسکو تباہ کیا یہانتک کہ ہتھیلی خالی ہوگئی اور آرام جاتا رہا

فما ترك لقياهم - وما كره ريّاهم - بل كان يستمر على بابهم - ويشتري فضله

مگر اُسنے اُنکا ملنا نہ چھوڑا اور اُنکی خوشبو سے بیزار نہوا بلکہ لازمی طور پر حاضر ہوتا رہا اور اُنکے دانتوں کے فضلہ کو

انيابهم - وما باعدهم كالمستنكفين - بل كان يحلق لهم ديباجته - ويعرض

ہضم کرتا رہا اور عار رکھنے والونکی طرح اُنسے علیحدہ نہ ہوا بلکہ اُنکی خدمت مین اپنی آبرو کو بٹہ لگاتا تھا اور اپنی حاجت

عليهم حاجته - ويدور على ابوابهم كالسائلين الملحفين - وكان عليه

اُنکے پاس پیش کرتا تھا اور اُنکے دروازون پر سوالیونکی طرح پھرتا تھا اور اُسکو چاہیے تھا

ان يترك المدينة واهلها الكافرين المرتدين - ولو كانوا من المترفين

کہ مدینہ کو اور اُسکے باشندونکو جو کافر اور مرتد تھے چھوڑ دیتا اور اگرچہ وہ لوگ خوشحال ہوتے

والمخصبين - بل كان من الواجب ان يقتعد مهريا - ويتقلد سمهريا - و

بلکہ واجب تو یہ تھا کہ ایک مضبوط اونٹ پر سوار ہو جاتا اور نیزہ لٹکا لیتا اور

يهاجر من ارض الى ارض - ويطلب رفعا من خفض - وينادي بين

ایک زمین سے دوسری زمین مین چلا جاتا اور پستی کے بعد بلندی طلب کرتا اور لوگون مین بلند آواز

الناس ان الصحابة ارتدوا كلهم اجمعون - ثم اذا احس الايمان من

سے کہتا کہ صحابہ سب مُرتد ہو گئے پھر جب کسی قوم مین ایمان کو پاتا

قوم فكان عليه ان يلقي بارضهم جرانه - ويتخذهم جيرانه - ويجعلهم

پس مناسب تھا کہ اس زمین مین بود و باش کرتا اور اُن کو اپنا ہمسایہ اور معاون

لنفسه معاونين - ويقتل اهل المدينة كلهم ان لم يكونوا مسلمين -

بناتا اور تمام مدینہ کے لوگونکو قتل کر ڈالتا اگر وہ مسلمان نہین تھے

فكيف تمضمضت مقلته بنومها - وكان يرى الملة قد اكفهر وجهه

پس کیونکر اُسکو نیند پڑی اور وہ دیکھتا تھا کہ جو اسلام کا دن تھا اُس کا چہرہ

يومها - وامحلت بلاد الايمان والمومنين - لم لم يهاجر ولم يلق نفسه

تاریک ہو گیا اور ایمان اور مومنونکے بلاد پر خشک سالی غالب آگئی کیون ہجرت نکی اور کیون اپنے نفس کو دوسرے

فی ارجاء آخرین - وکان اعطی منطق البلاغۃ - وکان یزیّن الکلم و
کناروں مین نہ ڈال دیا اور اسکو بلاغت تربان دی گئی تھی اور کلمات کو خوب زینت دیتا تھا اور رنگین
یلوّنہا کالدباغۃ - فما نزل علیہ لم یستعمل فی استمالۃ الناس صناعتہ
کرتا تھا جیسا کہ چمڑہ کی دباغت کیجاتی ہے - پس اسپر یہ بلا کیا نازل ہوئی کہ اسنے لوگونکو اپنی طرف کھینچنے مین بلاغت اور فصاحت سے کام
وما ادنی فی الاصباء براعتہ - بل تمائل کل التمائل علی النفاق و
نہ لیا اور دلونکو اپنی طرف پھیرنے مین اپنے حسن بیان کو نہ دکھلایا - بلکہ نفاق اور تقیہ کی طرف جھک گیا
التقیۃ - وحسبہ للعدا کالرقیۃ - اھذا فعل اسد اللہ کلا
اور نفاق کو دشمنوں کیلئے مثل افسون کے سمجھا - کیا یہ فعل شیر خدا کا ہے ہرگز نہین
بل ھو افتراءکم یا معشر الکذابین - انہ کان حازم الفضائل
بلکہ یہ تو اے کاذبون کے گروہ تمھارا افترا ہے علی تو جامع فضائل تھا -
مغنما - وکان بقوی الایمان توأما - فما اختار نفاقا اینما انبعث - وما
اور ایمانی قوتوں کے ساتھ توام تھا بس اُسنے کسی جگہ نفاق کو اختیار نہین کیا اور اپنے
نافق فی کل ما فعل ونفث - وما کان من المرائین - فلما نضنضتم فی شانہ
قول اور فعل مین کبھی منافقانہ طریق نہین برتا اور ریاکاروں مین سے نہ تھا پس جبکہ تم اسکی شان مین ایسی زبان
نضنضۃ الصل - وحملقتم الیہ حملقۃ البازی المطلّ - مع دعاوی الحبّ
ہلاتے ہو جیسا کہ سانپ اور ایسا اسکی طرف دیکھتے ہو جیسا کہ باز جو شکار پر گرتا ہے اور یہ سب کچھ باوجود اس
والمصافاۃ - فکیف تقصرون فی غیرہ مع جذبات المعاداۃ - وکذالک استحقرتم
محبت کے ہے جس کا تمھین دعوی ہے تو پھر کیونکر تم اسکے غیر مین کچھ کوتاہی کرسکتے ہو کیونکہ وہان تو دشمنی کے جذبات بھی ہین
خاتم الانبیاء - وقلتم دفن معہ الکافران من الاشقیاء - یمینا وشمالا
اور اسیطرح تمنے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر کی اور کہا کہ اسکے ساتھ دو کافر دائین بائین بھائیوں اور بیٹوں کیطرح دفن کئے گئے
کالاخوان والابناء - فانظروا الی توھینکم یا معشر المجترئین - ونحن نستفسر
ہو تم اے گروہ بیباکان ! اس توہین کیطرف جو تم کرتے ہو نظر کرو - اور ہم تجھسے اے گمراہ
منک ایھا النجفی الضال - فاجب منجلا ولا یکبر علیک السؤال - اترضٰی
ایک بات پوچھتے ہین سو سمجھ کر جواب دے اور تیرے پر سوال بھاری نہ ہو کیا تو اس بات پر

بانْ تُدفن امّك المتوفاة بين البغيتين الزانيتين الميتين - ويقبر ابوك

راضی ہوسکتا ہے کہ تیری ماں دو زناکار عورتوں کے درمیان دفن کردی جائے   یا تیرا باپ دو مجذوم

فی قبر المجذومین الفاسقین - فان کرهت فکیف رضیت بان یُدفن سیّد

بدکاروں کے درمیان گاڑا جائے   پس اگر تو اس سے کراہت کرتا ہے تو تو کسطرح اسبات پر راضی ہوگیا

الکونین بین جنبی الکافرین الملعونین - ولایعصمه فضل الله من

کہ سید الکونین دو کافروں ملعونوں کے درمیان دفن کردیا جائے   اور خدا تعالی کا فضل اسکو دو ظالم اور

جوار الجائرین الخبیثین - والکفر اکبر من الزنا واشنع عند ذوی

ناپاک کی ہمسائگی سے نہ بچائے   اور کفر زنا سے بہت بڑا اور آنکھوں کے نزدیک زیادہ

العینین - ففکروا کیف تحقرون خاتم النبیین - وتسوغون له مکروهات -

زبون ہے   پس سوچ کہ تم لوگ کیونکر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کر رہے ہو   اور وہ مکروہات

لاتسوغون لانفسکم ولابنات وامهات ولابنین -

اسکے لئے جائز رکھتے ہو جو اپنے بیٹوں اور ماؤں اور بیٹیوں کے لئے جائز نہیں رکھتے -

تبًا لکم ولما تعتقدون یا حماة الفسق والمین - بل دفن بجوار

خدا تمہیں ہلاک کرے اور اسکو جو تمہارا اعتقاد ہے اور دروغ کی حمایت کرنیوالو!   بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رسول الله رجلان کانا صالحین - مطهرین مقربین طیبین - وجعلهما

کے ہمسایہ میں دو ایسے آدمی دفن کئے گئے ہیں جو نیک تھے پاک تھے مقرب تھے طیب تھے   اور خدا نے انکو

الله رفقاء رسوله فی الحیاة وبعد الحین - فالرفاقة هذه الرفاقة وقل

زندگی میں اور بعد مرگ اپنے رسول سے رفقاء ٹھہرایا   پس رفاقت یہی رفاقت ہے جو اخیر تک تھی

نظیره فی الثقلین - فطوبی لهما انهما معه عاشا - وفی مدینته دفنی واو

اور اسکی نظیر کم پاؤ گے   پس انکو مبارک ہو جو آنحضرت کے ساتھ زندگی بسر کی اور اسکے شہر میں اور اسکی

استخلفا - وفی حجر روضته دفنا - ومن جنة مزاره ادنیا - ومعه یبعثان

جگہ میں خلیفے مقرر کئے گئے اور اسکے کنار روضہ میں دفن کئے گئے اور اسکے مزار کے بہشت سے نزدیک کئے گئے اور

فی یوم الدین - والنظر الی علی انه اذا اعطی منصب الخلافة - فما بعد تربة

قیامت کو اسکے ساتھ اٹھینگے - اور علی کی طرف نظر کر کہ جب اسکو منصب خلافت دیا گیا   پس اسنے ان دونوں

هذین الامامین من روضة خیر البریة - فان کان یزعم انہما لیسا مومنین

اماموں کی قبر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ سے علیحدہ کیا - پس اگر وہ یہ گمان کرتا تھا کہ وہ دونوں مومن

طیبین - فکیف ترکہما ولم ینزہ قبر رسول اللہ عن ھذین القبرین - فالذنب

پاک دل نہیں ہیں تو کیوں انکی قبروں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے ساتھ شامل رہنے دیا پس تمام

کل الذنب علی عنق ابن ابی طالب - کانہ لم یبال عرض رسول اللہ من

گناہ علی کی گردن پر ہے گویا اُسنے بوجہ نفاق کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

نفاق غالب - وما اری الصدق کالمخلصین - اھذا اسد اللہ وضرغام

آبرو کی کچھ پرواہ نکی اور صدق نہ دکھلایا آیا یہی شیر خدا اور اسد اللہ ہے ؟

الدین - اھذا ھو الذی یحسب من اکابر المتقین -

کیا یہ وہی شخص ہے جو اکابر پرہیزگاروں میں سے سمجھا گیا ہے ؟

فاعلموا ان تقات علی لا تثبت الا بعد تقاۃ الصدیق - ففکر

پس جان لو کہ علی کی پرہیزگاری تب ثابت ہوتی ہے کہ ابو بکر صدیق کی پرہیزگاری ثابت ہو پس

ولا تعت کالزندیق - ولا تلق بایدیك الی حفرۃ الہالکین - وانکم تحبون

سوچو اور ایک زندیق کیطرح حد سے تجاوز مت کرو اور اپنے ہاتھوں سے ہلاکت کے گڑھے میں مت پڑو - اور تم دوست

ان تدفنوا فی ارض الکربلاء - وتظنون انکم تغفرون بمجاورۃ الاتقیاء -

رکھتے ہو کہ خاک کربلا میں دفن کیئے جاؤ اور گمان کرتے ہو کہ پرہیزگاروں کی ہمسائگی سے تم بخشے جاؤ گے

فاظنکم بالسعیدین الذین دفنا الی جنبی نبیہ القدر خاتم النبیین - وامام

پس اُن دو سعیدوں کی نسبت تمہارا کیا گمان ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کیئے گئے جو

المتقین - وسید الشافعین - ویل لکم لا تتفکرون کالخاشعین - ولا یسفر

امام المتقین اور امام الشافعین اور خاتم النبیین ہے - تم پر افسوس کہ تم عاجزی اور رغبت کیساتھ فکر نہیں کرتے

عنکم زحام التعصبات - ولا تعطون حسن التوفیقات - ولا تمعنون کالمستبصرین

اور تعصبات کا اژدحام تم سے دور نہیں ہوتا - اور نیک کاموں کی تمہیں توفیق نہیں ملتی اور دانشمندوں کی طرح تم نہیں سوچتے

وکیف نشکو کم علی سبکم وانکم تلعنون الصحابۃ کلہم الا قلیلا کالمعدومین -

اور ہم تمہاری گالیوں کا شکوہ کیا کریں کیونکہ تم تمام صحابہ کو گالیاں دیتے ہو مگر قدر قلیل -

وتلعنون ازواج رسول الله امهات المومنين - وتحسبون كتاب الله

اور نیز تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں امہات المومنین کو لعنت سے یاد کرتے ہو - اور گمان کرتے ہو کہ خدا

كلاما زيد عليه ونقص وتقولون انه بياض عثمان وانه ليس من رب

کی کتاب میں کچھ زیادہ اور کم کیا گیا ہے اور کہتے ہو کہ وہ بیاض عثمان ہے اور خدا کی طرف سے نہیں ہے

العالمين - فلعنكم الله بفسقكم وصرتم قوما عمين - وحسبتم الاسلام

پس خدا نے بباعث فسق تمہارے کے تم پر لعنت کی اور تم اندھے ہو گئے - اور تم نے اسلام کو ایسا

كواد غير ذي زرع خاليا من رجال الله المقربين - فاي عرض بقي من

سمجھ لیا جیسا کہ ایک بیابان جسکی زمین خشک اور زراعت سے خالی ہے یعنے خدا کے مقربوں سے خالی ہے - پس کونسی

ايديكم يا معشر المسرفين -

عزت تمہارے ہاتھوں سے باقی رہی اے حد سے نکلنے والو!؟

واريتم تصوير علي كانه اجبن الناس - واطوع للخناس -

اور تم نے علی کی تصویر ایسی ظاہر کی کہ گویا وہ سب سے زیادہ نامرد ہے اور نعوذ باللہ شیطان کا تابع ہو

اعتلق باهداب الكافرين اعتلاق الحرباء بالاعواد - واثر نار النفاق

کافروں کے دامن کو اُسنے ایسا پکڑا اور ایسا اُنسے آویزاں ہوا جیسا کہ آفتاب پرست شاخوں کے ساتھ - اور نفاق کی

ليفيض عليه عباب المراد - اخزى نفسه بتنافي قوله وفعله - ورضي بشيء

آگ اُسنے اختیار کی تا اسپر مراد کا بہت سا پانی ڈالا جائے - اپنے قول و فعل کے تناقض سے اپنے تئیں رسوا کیا اور

لم يكن من اهله - وحمد الكافرين في المحافل - واثنى عليهم في المجامع و

اس چیز سے راضی ہو گیا جس کا وہ اہل نہیں تھا - اور کافروں کی اسنے محفل میں تعریف کی اور مجمعوں اور قافلوں میں انکی

القوافل - وحضر جنابهم وما ترك الطمع - حتى انزوى التاميل وانقمع -

ثناخوانی کی اور انکی جناب میں حاضر ہوا اور طمع کو نہ چھوڑا یہانتک کہ امید گم ہو گئی اور اس کا قلع قمع ہو گیا

فما اودوا المفاقرة - وما فرحوا بمحامد اترعت في فقره - بل اغتصبوا حديقة

پس انہوں نے اسکی قسما قسم کی تہیدستی پر رحم نکیا اور ان تعریفوں کے ساتھ خوش نہ ہوئے جو اسکی کلام کے فقروں میں بھری ہوئی

فدكه - وقاموا لفتكه - وما ابرزوا له دينارا - ليطعم بطنا امارا - وما كانوا

تھیں بلکہ انہوں نے اُس کا باغ فدک چھین لیا اور اُسکے قتل کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے اور اسکو ایک مہرہ دی تا اپنے شکم حکم کو طعام دیتا - اور رحم

راحمین - وما نزلت علیہ من السماء مائدۃ - وما ظہرت من الخلق فائدۃ -
کرنیوالے نہیں تھے - اور آسمان سے اسپر کوئی مائدہ نہ اترا اور وہ خلقت سے کچھ فائدہ ہوا

ودیس تحت اقدام الجائرین - وکان لم یزل یدعو ویفتکر - ویصوغ و
اور ظالموں کے قدموں کے نیچے کچلا گیا اور ہمیشہ دعا کرتا تھا اور سوچتا تھا اور زرگری کرتا تھا

یکسر - ولم یکن من الفائزین - الی ان انقطعت الحیل ورکد النسیم -
اور توڑتا تھا اور کامیاب نہیں ہوتا تھا یہانتک کہ تمام حیلے منقطع ہو گئے اور ہوا ٹھہر گئے

وحصحص التسلیم - فخر نقبۃ علی بابہم - وطلب القوت من جنابہم -
اور سر جھکانا پڑا پس انکے دروازے پر نقبہ کیطور پر گر پڑا اور انکی جناب سے قوت طلب کیا

وھم کانوا مستکبرین - وغلقت علیہ ابواب اجابۃ الدعاء - وسدت
اور وہ متکبر تھے اور اسپر دعا کے قبول کرنیکے دروازے بند کئے گئے اور حیلہ اور

طرق الحیل والاھتداء - فانظر اھذہ علامات عباد اللہ المؤیدین - و
ہدایت پانیکی راہ مسدود کی گئی پس دیکھ کہ کیا یہ ان لوگوں کی علامتیں ہیں جو خدا سے تائید یافتہ ہوتے ہیں

امارات الصادقین المقبولین - وآثار المخلصین المتوکلین - ثم انظر کیف
اور کیا یہ صادقوں اور مقبولوں کی نشانیاں ہیں؟ اور مخلصوں اور متوکلوں کے آثار ہیں پھر دیکھ کہ

حقرتم شان المرتضی الذی کان من المحبوبین الموفقین -
تم لوگوں نے کسطرح مرتضی علی کی تحقیر کی ہے وہ علی جو محبوبوں اور توفیق یافتوں میں سے تھا

واما ما طلبت منی آیۃ من الآیات - فانظر کیف ارانی اللہ
مگر تو نے جو مجھ سے کوئی نشان مانگا ہے پس دیکھ کہ خدا نے کیا مجھے

اجل الکرامات - وھو انی کنت دعوت علی رجل مفسد مغوی کالشیطان -
بزرگ نشان دکھلایا اور وہ یہ کہ میں نے ایک مفسد کیلئے جو شیطان کی طرح بہکانیوالا تھا بددعا کی تھی

وتضرعت فی الحضرۃ لیذیقہ جزاء العدوان - فاخبرنی ربی انہ سیقتل
اور جناب الٰہی میں میں نے تضرع کیا تا اسکو ظلم کا مزہ چکھاوے پس میرے رب نے مجھے خبر دی کہ وہ قتل کیا جائیگا

ویبعد من الاخوان - وکان اسمہ لیکھرام وکان من البراھمۃ - وکان معتدیا
اور اپنے بھائیوں سے دور ڈالدیا جائیگا اور اسکا نام لیکھرام تھا اور برہمنوں میں سے تھا اور گالی دینے میں

فی السب والشتم وجاوز الحد فی الخباثة - فلما دعوت علیه وتضرعت

حد سے بڑھ گیا تھا پس جبکہ مینے اسپر بد دعا کی اور جناب باری

فی حضرۃ الباری - واقبلت کل الاقبال علی جباری سمع دعائی فی الحضرۃ -

مین تضرع کیا اور پوری توجہ کیساتھ حضرت احدیت مین متوجہ ہوا پس جناب الٰہی مین میری دعا

ومنّ علیّ ربی بالرحمۃ والنصرۃ - وبشرنی ربی بانہ یموت فی ست سنۃ -

سنی گئی اور خدا نے رحمت اور مدد کیساتھ میرپر احسان کیا اور پھر خدا نے مجھے خوشخبری دی کہ وہ چھ برس کے عرصہ

فی یوم دنی من یوم العید بلا تفاوۃ - واوما الی لیلۃ یوم الاحد - والی انہ

من مر جائیگا اور اس دن مریگا جو عید کے بعد کا دن ہوگا اور اتوار کی رات کا اشارہ کیا اور یہ کہ یہ حکم

یقتل بحکم الرب الصمد - ولا یموت بمرضۃ - ویموت بقتل مہیب مع

خدا تعالیٰ وہ قتل کیا جائے گا اور ہیبت ناک قتل کیساتھ مرے گا اور حسرت کے ساتھ اور کوئی بیماری

حسرۃ - لیکون آیۃ للطالبین - فلما انقضی من المیعاد قریبًا من خمسۃ

نہین ہوگی تاکہ طالبوں کے لئے نشان ہو پس جبکہ میعاد قریب پانچ برس کے گذر گئی

اعوام - واطمئن الهالک وزعم ان النباء کان کاوھام - نزل امر اللہ

اور مرنے والا مطمئن ہو گیا کہ پیشگوئی ایک وہم تھا خدا کا امر اسپر نازل ہوا

علیہ واتی بفتح مبین - ففرحت فرحۃ المطلق من الاسار - و

اور فتح عظیم ظاہر کی پس میں ایسا خوش ہوا جیسا کہ ایک قیدی چھوٹکر خوش ہوتا ہے اور

ھزۃ الناجی من حفرۃ التبار - وقبل ان یاتینی احد بفص خبر وفاتہ -

جیسا کہ ایک شخص ہلاکت کے گڑھے سے نجات پاتا ہے اور قبل اسکے جو کوئی شخص اسکے وفات کی خبر میرے پاس

بشرنی ربی بماتہ - وکنت افکر فی ھذہ البشارات - فاذا عبد اللہ جاء

لائے پھر خدا نے اسکی موت کے بارہ مین مجھے خوشخبری دی اور مین ان بشارتوں کو سوچ رہا تھا تب مین عبد اللہ

بالتبشیرات - وحصحص الحق وزھق الباطل وقضی الامر من رب الکائنات -

بشارت لیکر آیا اور ظاہر ہوگیا حق اور نابود ہوگیا باطل اور خدا نے فیصلہ کر دیا

وفرح المومنون کما وعد من قبل واسود وجوہ اھل المعادات - وظھر

اور مومن خوش ہوگئے جیسا کہ وعدہ دیا گیا تھا اور دشمنوں کے مونہہ کالے ہوگئے اور خدا کا امر

امر الله وهم كانوا كارهين - وكان هذا الرجل وقاحا طويل اللسان -
ظاہر ہوا اور وہ کراہت کرتے رہ گئے اور یہ شخص نہایت بے شرم دراز زبان تھا

كثير السب والهذيان - طلب مني آية ملحا في طلبه - وشرط لي ان
بہت گالیاں دیتا اور بکواس کیا کرتا تھا اسنے مجھسے ایک نشان طلب کیا اور طلب کرنیمیں بہت اصرار کیا اور

اصرح الميعاد في عليه - واصرح يوم موته - مع اظهار شهر فوته - وابين
یہ شرط لگائی کہ میں اسکے نشان میں میعاد کو کھولکر بتلا دوں اور اُسکے موتکے دنکی تصریح کر دوں اور مرنیکا مہینہ بتلادوں

كيفية وفاته - ووقت مماته - وكتب كلها ثم طالب كالمصرين - فلبيته
اور جس طرز سے مریگا وہ کیفیت بیان کر دوں اور مرنیکا وقت بتاؤں - اور ان سب باتونکو لکھا اور پھر اصرار کرنیوالونکی

ممتطيا شملة عناية الرحمان - ومنتضيا سيف قهر الديان - وكنت لفرط
طرح مجھسے مطالبہ کیا - پس مینے اسکے سوال کا قبول کیا ایسے جو آیا اس حالتمیں کہ میں عنایت الہی کی تیز رو اونٹنی پرسوار تھا اور نیز اسحالتمیں

اللهج بظهور الآية - والطمع في اعلاء كلمة الملة - اجاهد في الحضرة الاحدية -
جبکہ میں سرا دہندہ کی قہری تلوار کو کھینچ رہا تھا - اور میں از بسکہ نشانکے ظاہر ہونیکے لئے حریص تھا اور اعلاء کلمہ اسلام کیلئے طمع رکھتا تھا

واصرت في الدعاء ما جل وعظم من القوة - ثم تركت الدعاء بعد نزول
حضرت جناب باری میں مجاہدہ کرتا تھا اور جسقدر مجھمیں عظمت قوت تھی دعا میں خرچ کرتا تھا - پھر مینے سکینہ کے نازل ہونیکے بعد دعا

السكينة - وتواتر الوحي الدال على الاجابة - فلما انقضى اربع سنة من الميعاد
کو ترک کر دیا اور نیز اسلئے کہ ایسا متواتر الہام جو قبولیت دعا پر دلالت کرتا تھا - پس جب میعاد میں سے چار برس گذر گئے

ودنا ما عيد من الاقياد - القي في نفسي ان اتوجه مرة ثانية الى الدعاء -
اور ایک عید ہم سے قریب آ گئی پس میرے دل میں ڈالا گیا کہ میں پھر دعا کروں -

وكذالك اشار بعض الاصدقاء - فصبرت انتظر الوقت والمحل - واتعلل
اور ایسا ہی بعض دوستوں نے اشارہ کیا پس مینے صبر کیا اور میں وقت اور محل کا منتظر تھا - اور

بعسى ولعل - الى ان ادركت ليلة القدر في اواخر رمضان -
اب کرتا ہوں اب کرتا ہوں کا گھونٹ پی رہا تھا یہانتک کہ آخر رمضان میں مینے لیلۃ القدر کو پایا

فعرفت ان الوقت قد حان - ورئيت ليلة نشرت اردية الاستجابة
پس مینے جان لیا کہ وقت آ گیا اور مینے ایک ایسی راتکو دیکھا جسنے قبولیت کی چادریں بچھا دی تھیں

ودعت الى اعين الى المادبة - ونادت كل من خاف ناب النوب - وبشّرت

اور دعا کرنیوالوں کو دعوت کی طرف بلایا تھا اور ہر ایک کو جو مصیبتوں کے دانتوں سے ڈر رہا تھا بلایا - اور ہر ایک

كل من اسلمه الى لباس للكرب - فنهضت للدعاء نهوض البطل للبراز - و

کو جسکو نومیدی نے غموں کے حوالہ کر رکھا تھا بشارت دی - پس میں دعا کے واسطے ایسا اٹھا جیسا کہ ایک

اصلتُ لسان التضرع كالعضب الجراز - حتى احلني التذلل مقعد

دلیر لڑنے کے واسطے اٹھتا ہے - اور میں نے تضرع کی زبان ایسی کھینچی جیسا کہ شمشیر بران - یہانتک کہ فروتنی نے بلندی

العلاء - وبُشّرتُ بالاجابة من حضرة الكبرياء - فجلست كرجل

کی جگہ پر مجھکو بٹھایا - اور قبولیت دعا کی مجھکو خوشخبری دیگئی پس میں اس شخص کی طرح بیٹھا

يرجع بردن ملأن - وقلب جذلان - وسجدتُ لرب يجيب دعاء

جو پر آستین کیساتھ رجوع کرتا ہے اور دل خوش ہوتا ہے اور میں نے اس پروردگار کو سجدہ کیا جو بیقراروں کی

المضطرين - وكان في هذه الآية اعلاء كلمة الملة - واتمام الحجة على الكفرة

دعا سنتا ہے اور اس نشان میں کلمہ اسلام کی بلندی تھی - اور کافروں پر حجت پوری ہوتی

الفجرة - ولكن الذين ملكوا اثاث عقل صغير - واتسموا بحمق شهير - ما

ہے مگر وہ لوگ جو تھوڑی سی عقل کے مالک ہیں اور وصف حماقت میں مشہور ہیں وہ

آمنوا بهذه البينات - وتركوا النور واتبعوا سبل الظلمات - وجحدوا

ان کھلے کھلے نشانوں پر ایمان نہیں لائے - اور نور کو چھوڑ دیا اور ظلمات کی پیروی کی اور ظلم اور جھوٹ

بآيات الله ظلما وزورا - وكانوا قوما بورا - ومن المستكبرين - ويقولون

سے خدا کے نشانوں سے انکار کیا اور وہ ہلاک شدہ قوم تھی اور تکبر کرنیوالے تھے اور انہوں نے کہا

انا نحن المسلمون - وليس فيهم سير المسلمين - في قلوبهم مرض فيزيد

کہ ہم مسلمان ہیں اور انمیں مسلمانوں کی خصلتیں نہیں ہیں اُنکے دلوں میں مرض ہے پس خدا انکے

الله مرضهم ويموتون محجوبين - الا قليل منهم فانهم من الراجعين - و

مرض کو زیادہ کریگا اور حجاب کیساتھ مر جائینگے مگر انمیں سے تھوڑے کہ وہ رجوع کرینگے اور

يبغون عرض الدنيا وعرضها ولا يتقون الله رب العالمين - فسيضرب

یہ لوگ دنیا کا مال اور دنیا کی عزت چاہتے ہیں اور خدا سے جو رب العالمین ہے نہیں ڈرتے - پس عنقریب انپر

علیھم الذلۃ ویمسون اخاعیلۃ - یسئلون الناس ولا یملکون بیت لیلۃ -
ذلت مار دیجائیگی اور بھوکے ننگے ہوجائینگے - لوگونسے مانگیں گے اور رات کا قوت انکے پاس نہیں ہوگا

کذالک یجزی اللہ الفاسقین -
اسی طرح خدا تعالی فاسقونکو سزا دیتا ہے -

و اذا قیل لھم امنوا بما انزل اللہ من الآیات - قالوا لن نؤمن و
اور جب انکو کہا جائے کہ جو خدا نے نشان اتارے انپر ایمان لاؤ کہتے ہیں کہ ہم کبھی ایمان نہیں

لو کان احیاء الاموات - وطبع اللہ علی قلوبھم بما کانوا مفترین - وکانوا یستفتحون
لائینگے اگرچہ مردے زندہ کئے جائیں اور انکے دلونپر خدا نے مہر لگادی کیونکہ وہ مفتری تھے - اور اس سے پہلے وہ کفار

من قبل - فلما جاءھم الفتح وصاب النبل - اعرضوا عنہ فویل للمعرضین -
پر فتح چاہتے تھے - پس جبکہ فتح آئی اور تیر نشانہ پر لگا اس سے انھوں نے کنارہ کیا پس انپر واویلا ہے -

وجحدوا بھا واستیقنتھا انفسھم فما بالھم اذا ماتوا ظالمین - ابقی فی کنانتھم
اور انھوں نے انکار کیا اور دل انکے یقین کر گئے پس کیا حال ہو انکا جب ایسی حالتیں مرینگے - کیا انکے تیردان میں کوئی تیر

مرماۃ - او فی قلوبھم ممارات - کلا بل مزقھم اللہ کل ممزق فلا یتحرکون الا کالمذبوحین
باقی رہگیا ہے ؟ یا انکے دلوں میں کوئی خصومت باقی ہے ؟ ہرگز نہیں بلکہ خدا نے انکو ٹکڑے ٹکڑے کردیا اور اب تو ایک حرکت

الا یرون کیف یفحمون الفینۃ بعد الفینۃ - ویخزون کل عام مع رقصھم
مذبوحی ہے - کیا نہیں دیکھتے کہ کیسے وہ وقتاً فوقتاً لاجواب کئے جاتے ہیں - اور ہر ایک سال باوجود متکبرانہ رقص کے ذلیل

کالقینۃ - وتراءت سحبھم جھاما - ونخبھم لئاما - ولمعانھم ظلاما - وجنانھم
کئے جاتے ہیں اور انکے بادل بغیر پانی کے نکلے - اور انکے برگزیدہ لئیم ثابت ہوئے اور انکی روشنی اندھیرا اور انکے دل

عباما - فبای آیۃ بعدہ یومنون - اما احلنی ربی محل من یبلغ تصوی
بے عقل اور بے ادب ثابت ہوگئے پس کس نشان پر اسکے بعد ایمان لائینگے - کیا میرے خدا نے مجھے اس محل پر نہیں اتارا

الطلب - ونقلنی من وقدۃ الکرب - الی روح الطرب - وایدنی واعاننی - و
جو مراد یابی کا محل ہے - اور مجھے بیقراری کی آگسے خوشی کی آسائش تک پہونچایا اور میری تائید کی اور میری مدد کی

اھان کل من اھاننی - وارانی العید - ووفی المواعید - واری الفتح کل من فتح
اور ہر ایک جو میری ذلت چاہتا تھا اسکو ذلیل کیا اور مجھے عید دکھلائی اور وعدوں کو پورا کیا اور ہر ایک آنکھ کھولنے والے کیلئے

العين - وطوى قصة كيف واين - واتم الحجة على المنكرين - فالحمد لله الذي

فتح کو دکھلادیا - اور کیونکر اور کہاں کے قصہ کو لپیٹ دیا اور منکروں پر حجت پوری کر دی پس اس خدا کو تعریف

كفاني من غير تدبيري - وجعل لي فرقانا وفرق بين قبيلي ودبيري - ولكنتم

ہے کہ بغیر میری تدبیر کے میرے لئے کافی ہو گیا - اور مجھیں اور میرے مخالفوں اور دوستوں اور دشمنوں میں ایک امر فارق

لاتصغون الى العظات - ولاتحفظونها بل تؤذون بالكلم المحفظات - فدق

پیدا کر دیا - اور تم لوگ نصیحت کی طرف کان نہیں دھرتے تھے اور نصائح کو یاد نہیں رکھتے تھے بلکہ غصہ دینے والے

الله راسكم بالآيات - وجاءكم سلطانه بالرايات - واديكم بالزجر و

لفظوں کے ساتھ یاد کرتے تھے - پس خدا تعالیٰ نے نشانوں کے ساتھ تمہارے سر کو فنہ کیا - اور اسکی حجت جھنڈوں کے

الغضب - لتاخذوا نفوسكم بهذا الادب - فلاتستنوا استنان الجياد -

ساتھ تمہارے پاس آئی اور غنہ اور جھڑ اور غضب کے ساتھ تمہیں ادب دیا ہے تا تم اس ادب پر قائم ہو جاؤ پس تم تیز گھوڑوں کی

وفكروا في فعل رب العباد - لعلكم تعصمون كالراشدين - مالكم تنكايدكم

طرح سرکشی مت کرو - اور خدا تعالیٰ کے فعل میں غور کرو تا تم رشیدوں کی طرح بچ جاؤ تمہیں کیا ہوا کہ حق

كلمات الحق والصواب - وتميلون من اليقين الى الارتياب - واتتركون

اور صواب کے کلمے میرے گران گذرتے ہیں اور یقین سے شک کی طرف جاتے ہو اور مجرموں

سبل المجرمين -

- -

کی راہ نہیں چھوڑتے

وانظروا الى آيات رأيتموها - وخوارق شاهدتموها - اهذه

اور ان نشانوں کی طرف نظر کرو جنکو تم دیکھ چکے ہو اور ان خوارق کی طرف جنکو تم مشاہدہ کر چکے ہو

من المكائد الانسانية - ام من الطاقة الربانية - واني عزمت عليكم

کیا یہ انسانی فریبوں سے ہے یا خدا کی طاقت سے ہے اور میں تمہیں قسم دیتا ہوں پس

فاشهدوا ان كنتم مقسطين - وانه من كان اعطى حظا من التقوى - ولو

گواہی دو اگر منصف ہو اور وہ شخص جو تقویٰ میں سے کچھ حصہ دیا گیا ہے اگرچہ

كمصاصة النوى - فلا يكتم شهادة ابدا - واما الذي اتبع الهوى - وما

گٹھلی کے چھلکے کے موافق دیا گیا ہو پس وہ کبھی گواہی کو پوشیدہ نہیں کریگا - مگر وہ شخص جو ہوا و ہوس کا پیرو ہوا اور خدا سے

خشی اللہ الاعلیٰ - وما تواضع وما استحیٰ - فلیظہر ما اخفیٰ و تمنّیٰ - ولینکر

نہ ڈرا — اور نہ تواضع کی اور نہ حیا کیا — پس چاہیئے کہ جو قصد کیا وہ ظاہر کرے اور چاہیئے

اللہ وما اولی من جدوی - ومن نصرتہ والعدوی - فسوف ینظر ھل

کہ خدا سے اور اسکی بخشش سے منکر ہو جائے اور اسکی نصرت اور مدد کا بھی انکار کرے - پس عنقریب دیکھیگا کہ کیا مکر

ینفعہ کیدہ او یکون من الھالکین -

اسکو نفع دیتا ہے یا مرنے والوں میں سے ہو جاتا ہے -

ایھا الناس لا تحقروا اللہ والایات - واستغفروا اللہ واعنوا

اے لوگو! خدا کی اور خدا کے نشانوں کی تحقیر مت کرو — اور اس سے گناہوں کی معافی چاہو اور اسکے

لہ من الفرطات - اجھلتم مآل قوم کذبوا من قبل ھذا الزمان - الکم

سامنے اپنے گناہوں کے خوف سے فروتنی کرو - کیا تمہیں اس قوم کا انجام بھول گیا جنہوں نے تم سے پہلے تکذیب کی - یا خدا نے

براءۃ فی زبر اللہ الدیّان - فعوذوا باللہ من ذات صدرکم ان کنتم خائفین

سزا دہندہ کی کتابوں میں تمہیں بری رکھا گیا ہے - پس اپنے بد خطرات سے خدا تعالیٰ کی طرف پناہ لیجاؤ اگر ڈرنیوالے ہو -

قوموا فرادیٰ فرادیٰ - واجتنبوا من عادا - ثم فکروا اما اوتیتم مثل ما اوتی

ایک ایک ہو کر کھڑے ہو جاؤ — اور عداوت کرنیوالوں سے پرہیز کرو — پھر فکر کرو کہ کیا تمہیں وہ ثبوت نہیں دیئے گئے جو

قبلکم من الکفار - اما جاءتکم اٰیات اللہ القہار - اما حقرتم بتحقیر

تم سے پہلے کافروں کو دیئے گئے — اور کیا تمہارے پاس نشان نہیں آئے — کیا تم خدا کی تحقیر کرنے سے حقیر اور

حضرۃ الکبریاء - اما قضیت دیونکم کالغرماء - فوحق المنعم الذی حلّنی

ذلیل نہیں ہو چکے — کیا تمہارے یہ تمام قرض قرضداروں کی طرح ادا نہیں کیے گئے - پس اس منعم حقیقی کی قسم ہے جسنے

ھذا المحل - واریٰ لتصدیقی العقد والحلّ - ووھب لی الولد واھلک لی

مجھے اس محل میں وارد کیا - اور میری تصدیق کیلئے باندھا اور کھولا — اور مجھے اولاد دی اور میرے لئے دشمنوں کو

العدا اللئام - واریٰ فی اٰیاتہ الایجاد والاعدام - واریٰ فی ندوۃ المذاھب

ہلاک کیا — اور اپنے نشانوں میں ایجاد اور اعدام کو دکھلایا — اور مذاہب کے جلسہ میں پیدا کر کے

اعجاز الانشاء - ثم اریٰ فی العجل المقتول اعجاز الافناء - واظھر اٰیات القول

نشان دکھلایا — اور گوسالہ مقتول میں مارنے کا نشان دکھلایا — اور قولی نشان اور فعلی

وآيات الفعل للناظرين۔ وأرى الكسوف والخسوف في رمضان۔ وأفحمكم

نشان دیکھنے والوں کے لئے دکھلایا ۔ اور خدا تعالیٰ نے کسوف اور خسوف تمکو رمضان میں دکھلایا ۔ اور میری

ببلاغتي وعلّمني القرآن۔ فسكتّم بل متّم مع غلوّكم في العناد۔ وأخزيتم

بلاغت کیساتھ تمکو ملزم کیا اور مجھکو قرآن سکھلایا پس تم چپ ہوگئے بلکہ باوجود عناد کے مر گئے ۔ اور تم رسوا

ورميت عظمتكم بالكساد۔ فأصبحتم كالمغبونين۔ إنّ هذا الحق فلا تكونوا من الممترين

کئے گئے اور تمہاری بزرگی کی سرد بازاری ہوگئی ۔ پس زیان کاروں کی طرح تم ہوگئے ۔ یہ سچ ہے پس تم شک کرنیوالوں میں سے مت ہو

أيها الناس إني جئتكم من الرب القدير۔ فهل فيكم من يخشى

اے لوگو میں رب قدیر کی طرف سے تمہارے پاس آیا ہوں ۔ پس کیا تم میں کوئی ایسا آدمی

قهر هذا الغيور الكبير۔ أو تمرّون بنا غافلين۔ وإلى كم تناهيتم في المكائد۔

ہے جو اس غیور کبیر سے خوف کرے ۔ یا غفلت کیساتھ ہم سے گذر جاؤ گے ۔ اور تم نے اپنے مکروں کو انتہا تک پہونچا دیا

وتماديتم في الحيل كالصائد۔ فهل رأيتم إلا الخذلان والحرمان۔ وهل وجدتم

اور شکاریوں کی طرح حیلہ بازیوں میں بڑی دیر لگائی ۔ پس کیا تم نے بجز خذلان اور محرومی کے کچھ اور بھی دیکھا ۔ اور کیا تم نے

ما أردتم غير أن تضيعوا الإيمان۔ فاتقوا الله يا ذراري المسلمين۔ أما تنظرون

وہ امر پایا جسکو ڈھونڈا بغیر اسکے کہ ایمان کو ضائع کرو ۔ پس اے مسلمانوں کی اولاد خدا سے ڈرو ۔ کیا تم نہیں

كيف أتمّ الله لي قوله۔ وأجزل لي طوله۔ فما لكم لا تلتفتون [illegible] إلى

دیکھتے کہ خدا نے کیسے میری بات کو پورا کیا اور اپنی بخشش میرے لئے بہت دکھلائی ۔ پس تمہیں کیا ہوا کہ [illegible] طرف

آيات الخبير العلّام۔ وتنضلون لي السهام بالملام۔ أما رأيتم بطلان زعمكم

منہ نہیں کرتے ۔ اور میرے لئے ملامت کے تیر کمان پر رکھتے ہو ۔ کیا تم نے اپنے زعم کا بطلان نہیں دیکھا

وخطاء وهمكم۔ فلا تقوموا بعده للذم۔ ولا تنحتوا فرية بعد التجربة۔ وكفّوا

اور اپنے وہم کی خطا تم پر ظاہر نہیں ہوئی ۔ پس اسکے بعد مذمت کیلئے کھڑے مت ہو ۔ اور بعد آزمائش کے جھوٹ کو مت تراشو

ألسنكم إن كنتم متقين۔ توبوا إلى الله كرجل سقط في يده۔ وخشي مآله

اور زبانوں کو بند کرو ۔ اگر تم متقی ہو ۔ اس آدمی کی طرح توبہ کرو جو شرمندہ ہوتا ہے ۔ اور اپنے انجام

وسوء مقعده۔ وإنّ الله يحب التوابين۔

اور بد عاقبت سے ڈرتا ہے ۔ اور خدا توبہ کرنیوالوں سے پیار کرتا ہے ۔

وانی علمت مذ بورکت قدمی - وایدلسنی وقلمی - ان الذین

اور مجھے اس روز سے جو میرا قدم مبارک کیا گیا - اور میری قلم اور زبان کو مدد دیگئی اس بات کا

اتخذوا العناد شرعۃ - وکلم الخبث نجعۃ - انہم سیخذلون - ویغلبون - و

علم دیا گیا ہے کہ جن لوگوں نے عناد کو اپنا طریقہ پکڑا ہے اور ناپاک کلموں کو غذا ٹھہرایا ہے عنقریب وہ ناکام رہینگے اور

یخسأون - ولا یلقون بغیتہم ولا یبصرون - وتحرقہم جذوتہم فہم من

مغلوب کئے جائینگے اور دھتکارے جائینگے اور اپنی مراد کو نہیں پائینگے اور وہ نہیں دیکھے جائینگے اور ان کا شعلہ انہیں کو جلا دیگا

جذوتہم یعدمون - واما الذین سعدوا منہم فسیہدون بعد ضلالہم

اور معدوم کئے جائینگے مگر وہ جو سعید ہیں وہ گمراہی کے بعد ہدایت یاب کیے جائینگے

ویتدارکہم رحم ربہم قبل نکالہم - فیستیقظون مسترجعین - ویترکون

اور وبال سے پہلے خدا کا رحم انکو سنبھال لے گا پس انا للہ کہکر جاگ اٹھینگے اور کینے او

حقدا ولددا - ویخرون علی الاذقان سجدا - ربنا اغفرلنا انا کنا خاطئین -

جھگڑے چھوڑ دینگے اور سجدہ کرنے ہوئے ٹھوڑیوں پر گرینگے خدایا ہمیں بخش کہ ہم خطا پر تھے

فیغفر اللہ لہم وھو ارحم الراحمین - فیومئذ ینعکس الامر کلہ ویتجلی اللہ

پس خدا انکو بخشدیگا اور وہ ارحم الراحمین ہے پس اس وقت تمام باتیں الٹ جائینگی اور خدا تجلی

للناظرین - وتری الناس یاتوننا افواجا - وتری الرحمۃ امواجا - وتتم کلمۃ

کرنیوالوں کے لئے ظاہر ہو جائیگا اور تو لوگوں کو دیکھیگا کہ فوج در فوج ہماری طرف آتے ہیں اور تو رحمت کو دیکھے گا کہ

ربنا صدقا و عدلا - و ترون ان الشمس کیف صارت سراجا - فحینئذ تشرق ایام اللہ و

موجزن ہو رہی ہے اور صدق اور عدل کی رو سے ہمارے رب کا کلمہ پورا ہو جائیگا اور تو دیکھے گا کہ کسطرح چراغ کو روشن کیا ہے پس

تفنی فتن المفسدین - ویقضی الامر باتمام الحجۃ والافحام - وتہلک الملل

اسوقت خدا کے دن چمکینگے اور مفسدوں کے فتنے فنا کئے جائینگے اور اتمام حجت سے امر پورا کیا جائیگا اور بجز اسلام ہر ایک

کلہا غیر الاسلام - وتری الفترۃ رھقت وجوہ الکافرین - فمالکم الی

ملت ہلاک ہو جائیگی اور تو دیکھے گا کہ کافروں کے منہ پر غبار بیٹھ گیا پس تمہیں کیا ہو گیا

ما تکذبون - اتجعلون رزقکم انکم تکفرون - اغرتکم کثرۃ علماءکم

اور کب تک تم تکذیب کروگے کیا اس الٰہی سلسلہ سے تمہارا یہی حصہ ہے کہ تم تکفیر کرو - کیا تمہارے علماء کی کثرت اور تمہاری

وتظاهر آراء کم۔ وقد رئیتم مبلغ علمکم وعلم فضلاء کم۔ وشاهدتم

راؤنکے اتفاق نے تمہیں معزور کیا ہے اور تمنے اپنے علم اور اپنے فاضلونکے علم کا اندازہ بھی دیکھ لیا اور تمنے اپنے

نقص فهمکم ودهاءکم۔ وانتم کیف ولیتم مُدبرین۔

نقص عقل اور فہم کا مشاہدہ بھی کر لیا اور تمنے دیکھ لیا کہ کسطرح تمنے شکست کھائی۔

وایها البخفی لم توذینی وقد رئیت آیاتی۔ وشاهدت حججی وبینا

اور اے بجفی تو مجھے کیوں دکھ دیتا ہے اور تو میرے نشانونکو دیکھ چکا ہو۔ اور میری براہین کو سن چکاہے

تم ابیت وهذیت۔ فقاتلك الله کیف هذیت۔ وقد رئیت آثار

پھر تو نے نافرمانی کی اور بکواس کی بس خدا تجھے ہلاک کرے یہ کیسی بکواس تو نے کی حالانکہ صادقوں کے نشان تو نے

الصادقین۔ ایها الثعلب أ انك تخوفنی وتغری علی هذه الدولة۔ و

دیکھ لئے اے لومڑی کیا تو مجھے ڈراتا ہے اور اس گورنمنٹ کو مجھپر برانگیختہ کرتا ہو اور

مارأت منا الدولة الا الاخلاص والنصرة۔ والله یحفظ عباده من مکائد

اس گورنمنٹ نے ہمسے بجز اخلاص اور نصرت کے کچھ نہیں دیکھا اور خدا تعالی خبیثوں کے فریبوں سے اپنے بندوں کو

الخبیثین۔ ثم انك اخترت فی کل امر طریق الدجل والضیم۔ ورعدت

نگہ رکھتا ہے پھر تو نے ہر ایک امر میں دجل اور ظلم کا طریق اختیار کیا ہے اور اس بادل

کالجهام لا کالغیم۔ ونطقت کالمعارف العرفاء مع البعد والرئم۔ فما هذا

کیطرح تو نے گرج دکھلائی جسمیں پانی نہ ہو۔ اور تو نے روشناسوں کی طرح کلام کی حالانکہ تو دور اور مجہول ہے پس یہ کیا

أصحبت ابلیس ذات العویم۔ او هذا من سیر المتشیعین۔ وخاطبتنی

طریق ہے کیا تو چند روز ابلیس کی شاگردی میں رہا ہو۔ یا یہ شیعوں کی عادت ہی ہوتی ہے اور تو نے مجھے

فی رسالاتك۔ وقلت انی جبت البلاد لمبارزاتك۔ وما هذا الا زور مبین۔

خطوں میں مجھکو مخاطب کر کے کہا ہے کہ میں نے تیرے مباحثہ کیلئے دور دراز سفر طے کیا ہو یہ سراسر جھوٹ ہے

بل الحق انك سافرت لهوی من الاهواء۔ وسمعت الریف۔ فطمعت

بلکہ حق بات یہ ہے کہ بعض نفسانی خواہشوں کے لئے تو نے سفر کیا ہے اور اس ملک کی تو نے حالت اچھی سنی بس

الرغیف کالفقراء۔ ووردت هذه الدیار من برهة طویلة۔ لا من مدة

روٹیوں کی طمع تجھے دامنگیر ہوئی اور تو ایک مدت دراز سے اس ملک میں ہے نہ کہ تھوڑے سے

قلیلة - فانظر الی کذبك یا رئیس المفترین - واظن ان بلادك
عرصہ سے - پس اے رئیس المفترین اپنے جھوٹھ کی طرف دیکھ اور میں گمان کرتا ہوں کہ تیرے

امحلت - او المتربة علیك اشتدت - ففررت الی بلاد المخصبین
ملک میں قحط پڑ گیا یا تجھ پر فاقہ غالب آگیا بس تو اس سبب سے ان لوگوں کے ملک کی طرف دوڑا جو

لتدور حول البیوت - وتکسب القوة کبنی غبراء مشتشقین - فما
رزق کی کشادگی رکھتے ہیں تاکہ گداؤں کی طرح چلا کر بھیک مانگ کر گذارہ کرے پس ہمارے

جاءك الا فقرك الی مغنانا الخصیب - فالقیت بهاجرانك واثرت
سرسبز ملک کی طرف تیرا فقر و فاقہ تجھکو کھینچ لایا - پس تو نے یہاں اپنی گردن کو ڈال دیا اور

المحبوب علی الحبیب - ثم سترت الامر یا مضطرم الاحشاء - ومضطراً
وطن کے دوستوں پر اناج کو اختیار کر لیا - پھر تو نے اے بھوک کے جلائے ہوئے اور طعام شب کے محتاج حقیقت

الی العشاء - وتجافیت عن طرق الصادقین - هذا غرضك ومنیتك
کو پوشیدہ کر دیا اور سچوں کی راہ سے برگشتہ ہو گیا یہ تیری غرض اور آرزو اس سفر سے

من هذا السفر - ولکنك سترجع خائبا ولا تری فائزاً وجه الحضر
ہے مگر تو خائب و خاسر رجوع کریگا اور کامیابی میں اپنا وطن نہیں دیکھے گا

فاسترجع علی ضلة المسعی - وامحال المرعی - وسوء الرجعی - واخساء فانك
پس اپنی سعی ضائع ہونے پر انا للہ کہہ اور تیری چراگاہ کے قحط پر اور بد بازگشت پر افسوس کر اور دور ہو کیونکہ

من المفسدین - وانی التقطت لفظك کما نفثت - ورددت علیك
تو مفسد ہے اور میں نے جو کچھ تو بولا تمام تیرے ہی لفظ لئے ہیں اور جو کچھ تو نے بدگوئی کی میں نے

جمیع ما رفثت - فکلما سقط علیك فهو منك یا اخا الغول - ولیس منا
سب واپس دیدی پس جو کچھ تیرے پر گرا وہ تیری ہی طرف سے ہے اے برادر غول اور ہماری طرف سے

الا جواب الغوی الجهول - وما کنا سابقین - ولو کنت تخاف عرضك
تو صرف جواب ہے اور ہم نے سبقت نہیں کی اور اگر تجھے اپنی عزت اور آبرو کا اندیشہ

وعزتك - لهذبت قولك ولفظتك - ولکن کنت من السفهاء الساقطین
ہوتا تو تو مہذبانہ کلام کرتا مگر تو کمینوں اور سفلوں میں سے تھا -

واما نحن فلا يصيبنا ضر بكلماتكم - ويرجع اليكم سهم جهلاتكم

مگر ہم پس ہمیں تمہاری باتوں سے کچھ تکلیف نہیں پہونچ سکتی - اور تمہارے تیر تمہاری طرف ہی لوٹ جاتے ہیں -

وما تفترون كالفاسقين - وكذالك اذا اشتهر افيكة الافاكين -

اور جو کچھ تم افترا کرتے ہو وہ تمہیں ہی آتا ہے اور اسطرح جب جھوٹھ باندھنے والوں نے ناحق لیکھو کو خونی بنایا

على غير سفاكين - فامد تم الهنود كالمحتالين - وقلتم ان هذا الرجل

جو خونی نہیں تھے بس تم نے حیلہ گروں کی طرح ناحق ہندوؤں کو مدد دی اور تم نے کہا کہ جیسا کہ لیکھرام ایسا ہی

كرجلكم فخذوه ان كان من المغتالين - وما قام منكم احد لنستوفي

یہ شخص ہے پس اگر یہ قاتل ہے تو اسکو پکڑ لو اور کوئی تم میں سے کھڑا نہ ہوا تا ہم اس سے

منه اليمين - وما كان امر احد منكم من غير ان يمين - لا تبطروا ولا

قسم لیتے اور تمہارا اور کوئی کام نہ تھا بغیر اسکے جو جھوٹ بولو مت اتراؤ اور نہ اپنی

تفرحوا بكثرة جمعكم - فان الله قادر على قمعكم - فاجتنبوا البطر مرتاعين

کثرت کے ساتھ خوش ہو کیونکہ خدا تمہاری بیخکنی پر قادر ہے پس ڈرتے ہوئے اترانے سے پرہیز کرو

ولا تقولوا ان الزحام جمعوا عليك لاعنين - وقد كذب الرسل من

اور یہ مت کہو کہ لوگ تجہپر بالاتفاق لعنت کرتے ہیں اور پہلے اس سے رسولوں کی تکذیب کی گئی

قبل واوذوا ولعنوا حتى اذا جاء امر الله فسود وجوه المكذبين -

اور دکھ دیئے گئے اور لعنت کئے گئے یہاں تک کہ جب خدا کا امر آیا تو مکذبوں کا مونھ کالا کیا گیا

وقد جرت عادة الله في اولياءه - ونخب اصفياءه - انهم

اور خدا تعالیٰ کی عادت اسکے اولیاء اور برگزیدوں میں اس طرح پر جاری ہوئی ہے کہ وہ اپنے

يؤذون في مبدء الامر - ويسلط عليهم اوباش من الزمر - فيسبونهم و

ابتدا امر میں دکھ دیئے جاتے ہیں - اور اوباش آدمی انپر مسلط کئے جاتے ہیں پس وہ اونکو گالیاں

يشتمونهم ويكفرونهم مستهزئين - ولا يبالون الافتراء - ويقولون

دیتے ہیں اور بدزبانی کرتے ہیں اور ٹھٹھا کرتے ہوئے کافر ٹھہراتے ہیں اور افترا کی کچھ پرواہ نہیں کرتے اور طرح طرح کی باتیں

فيهم اشياء - ويغري بعضهم بعضا بانواع المكر والتدابير - ولا يغادرون

انکے حق میں کہتے ہیں - اور انکے بعض بعض کو طرح طرح کے مکروں اور تدبیروں سے اکساتے ہیں اور جھوٹ اور فریب سے

شیئًا من المکائد والدقاریر۔ ویفترون مجترئین۔ ویریدون ان یطفئوا

کوئی چیز بھی اٹھا نہیں رکھتے اور جرات سے ساتھ افترا کرتے ہیں اور ارادہ رکھتے ہیں کہ انکے نور کو

انوارھم۔ ویخرّبوا دارھم۔ ویحرّقوا اشجارھم۔ ویضیعوا اثمارھم۔ وکذالک

بجھادیں اور انکے گھر کو خراب کر دیں اور انکے درختوں کو جلا دیں اور انکے پھلوں کو ضائع کر دیں اور ایسا ہی

یفعلون متظاھرین۔ ویزعمون ان یدوسوھم تحت اقدامھم۔ ویمزّقوھم

ایکدوسرے کی پشت ہو کر کرتے رہتے ہیں اور ارادہ کرتے ہیں کہ انکو اپنے پیروں کے نیچے کچل دیں اور تلواروں کے ساتھ

باسیافھم۔ ویجعلوھم احقر المحتقرین۔ فاذا تمّ امر التوھین والتحقیر

انکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں اور سب ذلیلوں سے زیادہ ذلیل کر دیں پس جب وقت توہین اور ایذا کا امر کمال کو پہونچ گیا

والایذاء۔ وظہر ما اراد اللّٰہ من الابتلاء۔ فیتموّج حینئذ غیرۃ اللّٰہ لاحبّاءہ

اور جو ابتلا خدا کے ارادہ میں تھا وہ ہو چکا پس اُسوقت خدا تعالیٰ کی غیرت اسکے دوستوں کے

من السماء۔ ویطّلع اللّٰہ علیھم ویجدھم من المظلومین۔ ویریٰ انھم ظلموا

لیئے جوش مارتی ہے اور خدا انکی طرف دیکھتا ہے اور انکو مظلوم پاتا ہے اور دیکھتا ہے کہ وہ ظلم کئے گئے

وسبّوا وشُتموا وکُفّروا من غیر حقّ واوذوا من ایدی الظالمین۔ فیقوم

اور گالیاں دیئے گئے اور ناحق کافر ٹھہرائے گئے اور ظالموں کے ہاتھ سے دکھ دیئے گئے پس وہ اٹھتا

لیُتمّ لھم سُنّتہ۔ ویریھم رحمتہ۔ ویؤیّد عبادہ الصّٰلحین۔ فیلقی فی قلوبھم

ہوتا ہے تاکہ انکے لئے اپنی سنت پوری کرے اور اپنی رحمت کو دکھلاوے اور اپنے نیک بندوں کی مدد کرے پس انکے دلوں میں ڈالتا ہے

لیقبلوا علی اللّٰہ کلّ الاقبال۔ ویتضرّعوا فی حضرتہ فی الغدوّ والاٰصال۔ و

تاکہ پورے طور پر خدا تعالیٰ کیطرف متوجہ ہوں اور صبح شام اسکی جناب میں تضرع کریں اور

کذالک جرت سنّتہ فی المقرّبین المظلومین۔ فتکون لھم الدولۃ

اسیطرح اسکی سنت اسکے مقربین کی نسبت جاری ہے پس آخرکار دولت اور مدد ان کے

والنصرۃ فی اٰخر الامر۔ ویجعل اللّٰہ اعداءھم طعمۃ الاسد والنمر۔ وکذالک

لئے ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ انکے دشمنوں کو شیروں اور پلنگوں کی غذا کر دیتا ہے اور اسیطرح

جرت سُنّتہ للمخلصین۔ انھم لا یُضاعون۔ ویُبارکون۔ ولا یُحقرون۔ ویُکرمون۔

مخلصوں میں سنت اللہ جاری ہے وہ ضائع نہیں کئے جاتے اور برکت دیئے جاتے ہیں اور حقیر نہیں سمجھے جاتے اور بزرگ کئے جاتے ہیں

ويحمدون - ولا يسبّون - ويسعى الرجال اليهم ولا يتركون - يدخلون في النار -
اور تعریف کئے جاتے ہیں اور بدگوئی نہیں کئے جاتے - اور لوگ انکی طرف دوڑتے ہیں اور چھوڑے نہیں جاتے - آگ میں داخل کئے جاتے ہیں

ولكن لا للتبار - ويولجون في اللجة - ولكن لا للضيعة - بل الله يظهر انوارهم
مگر نہ ہلاک کرنیکے لئے - اور دریا میں داخل کئے جاتے ہیں مگر نہ ہلاک کرنیکے لئے - بلکہ ابتلا کیوقت خدا تعالیٰ انکے

عند الابتلاء - ثم يهلك اعداءهم بانواع الاخزاء - فيتبّر في ساعة ما
نور و نکو ظاہر فرماتا ہے - پھر انکے دشمنوں کو قسما قسم کی رسوائی سے ہلاک کرتا ہے - پس ایک ساعت میں اس تمام عمارتکو تباہ کر دیتا

علوا في مدّة - ويبرءهم مما قالوا - وينزههم عما افتعلوا - ويفعل لهم افعالاً
ہے جو ایک مدت میں بنائی گئی تہی - پس دشمنوں کے قول سے انکو بری کرتا ہے - اور انکے بہتانوں سے انکو منزہ کرتا ہے اور انکے لئے وہ کام کرتا ہے کہ

يتحير الخلق برؤيتها - وينزل امورا تتزعزع القلوب بهيبتها - ويرى كل امر
انکے دیکھنے سے خلقت حیران رہجاتی ہے - اور وہ امور نازل کرتا ہے جنکی ہیبت سے دل کانپ جاتے ہیں - اور ہر ایک امر ہیبناک

كالصول المهيب - ويقلب امر العدا كل التقليب - ويري الظالمين انهم
حملہ کیساتھ ظاہر فرماتا ہے - اور دشمنوں کے کاروبار کو بالکل الٹا دیتا ہے - اور ظالموں کو دکھلاتا ہے کہ

كانوا كاذبين - ويؤيدهم بتائيدات متواترة - وامدادات متوالية متكاثرة - ويجرّد سيفه على المجترئين
وہ جھوٹے تھے - اور متواتر تائیدوں کے ساتھ - اور پے در پے امدادوں کے ساتھ مدد کرتا ہے اور دلیروں پر اپنی تلوار کھینچتا ہے

فاعلموا انه هو ارسلني عند فساد الديار - وانه هو ربّ هذه
پس جانو کہ اسنے فساد زمانہ کے وقت مجھے بھیجا ہے - اور وہی اس گھر کا مالک

الدار - وانه سينصرني ويبرءني من تهم الاشرار - فاحفظ قصتي التي هي
ہے - اور وہ عنقریب میری مدد کریگا اور شریروں کی تہمتوں سے مجھے بری کر دیگا - پس میرے اس قصہ کو یاد رکھ کہ جو سب

احسن القصص - وذق ماذا يقلك ولو مجرعًا بالغصص - أزعمت انى
قصوں سے بہتر ہے - اور چکھ جو کچھ ہم تجھے چکھاتے ہیں اگرچہ غصہ کے گھونٹ کیساتھ - کیا تو نے یہ گمان کیا

اكيد كيدا للدنيا الدنيّة - واصيد صيدا للاهواء النفسانية - ايها الجهول
ہے کہ میں ناچیز دنیا کیلئے فریب کر رہا ہوں - یا میں نفسانی خواہشوں کے لئے شکار کھیل رہا ہوں - اے جاہل تو نے یہ

هذا قياس قست على نفسك الامارة - فانك من قوم لا يعلمون حقيقة
قیاس اپنے نفس پر کیا ہے - کیونکہ تو اس قوم میں سے ہے کہ جو پاکیزگی کی حقیقت

الطهارة - ويلعنون قوما مطهّرين - ايّها الغوى انا لنبغى المشيخة والعلاء

کو نہیں جانتے اور پاکوں پر لعنت بھیجتے ہیں اے گمراہ ہم بڑائی اور بزرگی نہیں چاہتے

ولا الامارة والاستعلاء - ولا نميل الى الترفه والاحتشام - ولا نطلب ما طاب

اور نہ ہم امیری اور بلندی کے خواہاں ہیں اور نہ ہم آسائش اور حشمت کی طرف جھکتے ہیں اور نہ ہم اچھے کھانے

وراق من الطعام - ونجد فى نفسنا اذواق حبّ الرحمان. وسكرا فاق

مانگتے ہیں اور ہم اپنے دل میں محبت رحمان کا ذوق پاتے ہیں اور وہ نشا جو شراب

صهباء الدنان - فلا نريد ارائك منقوشة - ولا طنافس مفروشة - ان

سے بڑھکر ہے سو ہم تخت منقش نہیں چاہتے اور نہ فرش جو بچھائے ہیں طلب کرتے ہیں

نريد الا وجه المحبوب - فالحمد لله على ما اوصلنا الى المطلوب -

ہم صرف روئے محبوب چاہتے ہیں۔ پس خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں مطلوب تک پہنچایا

وارانا ما تغيّب من اعين العالمين -

اور ہم کو وہ دکھلایا جو دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ تھا۔

والعجب كلّ العجب ان عبد الحق الغزنوى يسبنى منذ خمس

اور تمام تر تعجب یہ ہے کہ عبد الحق غزنوی پانچ برس سے مجھے گالیاں نکال رہا ہے

سنين - ولا يباحثنى كالصّالحين المتقين - ولا يتقى الله بعد روية الايات -

اور صلحاء کی طرح مباحثہ نہیں کرتا اور نشانوں کے دیکھنے کے بعد خدا سے نہیں

ولا ينتهى من الافتراءات - وسلك مسلك الظالمين - وانى صبرت على

ڈرتا اور افتراؤں سے باز نہیں آتا اور ظالموں کے طریق چلا ہے اور میں اسکی باتوں پر

مقالاته - واعرضت عن جهلاته - حتى غلا فى السبّ والشتم

صبر کیا اور اسکے جہالت سے اعراض کیا یہانتک کہ اس نے گالی اور توہین میں غلو کیا

والتوهين - وسمّانى باسماء الفاسقين - واشاع اشتهارات - وادّى

اور فاسقوں کے نام سے مجھے پکارا اور اشتہار شائع کئے اور جاہلیت

جهلات - وكان من المعتدين - فرأينا ان نرد عليه وقومه ونكسر

دکھلائی اور تجاوز کرنیوالوں میں سے تھا پس ہم نے مناسب دیکھا کہ اسکا اور اسکی قوم کا رد لکھیں اور

نفوسہم الامّارات - ونذیقہم جزاء السیئة وسوء الجذبات - وانّما

اسکے نفوس امارہ کو توڑین اور انکو درندگی اور بدجذبونکی سزا چکھائین اور تمام

الاعمال بالنیات - وانّ الله یعلم ما فی القلوب ویعلم ما فی الارض والسمٰوٰت -

کام نیتوںکے ساتھ ہین اور خدا تعالی جانتا ہے جو کچھ دلون مین ہے اور جانتا ہے جو کچھ زمین و آسمان مین ہے

وانا اسسنا کل ما قلنا علی تقوی ودیانة - وصدق وامانة - واجتنبنا

اور ہمنے ہر ایک امر کی تقوی اور دیانت پر بنیاد ڈالی ہے اور ہمنے فحش گوئی

الرفث وفضول الھذر - وکل شجرة تعرف من الثمر - ونستکفی برب الناس

سے پرہیز کی ہے اور ہر ایک درخت پھل سے پہچانا جاتا ہے اور ہم اس جاہل کے بد سے پناہ

الافتنان - بہذا الوسواس الخناس - ونعلم بعلم الیقین - انہ لیس بذاتہ مبدءٴ

خدا تعالی کی پناہ مانگتے ہین اور ہم یقینی علم سے جانتے ہین کہ وہ بد اس سب

ھذا السب والتوھین - بل علمہ ابلیس آخر من الغزنویین - ولا ریب انہم

اور توہین کا موجب نہین بلکہ اسکو غزنویون میں ایک اور شیطان نے سکھایا ہے اور کچھ شک نہین کہ

ھم العلل الموجبة لفتنتہ - ومنبت شعبتہ - وجرمومة شذبتہ - وحطب

یہی لوگ اسکے فتنہ کے موجب ہین اور اسکی شاخ کے منبت اور اسکی شاخ کی جڑ ہیں اور اسکے شعلہ

ملھب جذوتہ - ومحرک عومرتہ - یذکرون النعلین عند المقال -

کے اشتعال کے ہیزم ہین اور اسکی آواز اور فریاد کے موجب بات کے وقت جوتون کا ذکر کرتے ہین

کانہم یتمنون ضرب النعال - ویتضاغی راسہم لیدق بالاحذیة الثقال -

گویا وہ جوتون کے خواہشمند ہین اور ان کا سر فریاد کرتا ہے تاکہ نعلوںکے ساتھ کوفتہ کیا جاتے

وما قام عبد الحق ھذا المقام الشاین - الا بعد ما اروہ صفاتی کمشاین - فویل

اور عبد الحق اس بد مقام پر کھڑا نہین ہوا مگر بعد اسکے کہ میری صفات اسکو ان لوگون نے معائب کیطرح

لہم الی یوم القیامة - ما سلکوا کابیہم طرق السلامة - وترکوا سبل الصلاح

دکھائین پس قیامت تک انپر واویلا ہے کہ انھون نے اپنے باپ کیطرح سلامتی کے طریق کی پیروی نہین کی اور صلاحیت

معتدین - وانہم ما استتروا عنی عینی الاحیان - واعلم انہم ھم المفسدون

کو چھوڑ دیا اور وہ کبھی مجھسے چھپے نہین اور مین جانتا ہون کہ وہی مفسد اور ظلم کے

دائمة العدوان - بيد انى كنت اظن انهم يتعلقون باهداب صالح -

امام ہین مگر میں یہ خیال کرتا تھا کہ وہ لوگ ایک صالح کے دامن سے وابستہ ہین

ويحسبون من ولده مع كونهم كمثل طالح - فدرءت السيئات بالحسنات

اور اسکی اولاد مین سے شمار کئے جاتے ہین باوجودیکہ وہ ایک طالح کی طرح ہین پس مینے بدی کا نیکی کیساتھ بدلہ دیا

ونافست فى المصافات - وكنت اصبر على ما اذونى بالجور والجفاء -

اور دوستی مین رغبت کی اور مین انکے جور وجفا پر صبر کرتا رہا

وارجو انهم ينتهون من الغلواء - حتى اذا بلغ شرهم الى الانتهاء - وما انتهوا

اور امیدر کھتا تھا کہ وہ اپنے تجاوز سے باز آجائینگے - یہانتک کہ جب انکی شر کمال تک پہونچگئی اور بکواس سے

من النباح والعواء - فعرفت انهم المردودون المخذولون - والاشقياء المحرومون -

باز نہ آئے پس مینے جان لیا کہ وہ مردود اور مخذول ہین اور بدبخت اور محروم ہین

فهناك اردت ان استفل غربهم - ونذيقهم حربهم - ولا نجاوز فى قولنا

پس اسوقت مینے ارادہ کیا کہ انکی تیزی کو دور کرون اور انکی لڑائی کا مزہ انھین چکھاؤن - اور ہم اپنی باتین دیانت

حد الديانة - بل نرد اليهم كلماتهم كرد الامانة - ايها الغوى المسمى

سے آگے قدم نہین رکھتے بلکہ ہم انکے کلمات امانت کی طرح انکی طرف رد کرتے ہین اے گمراہ عبد الجبار نام

بعبد الجبار لم لا تخشى قهر القهار - اتتكبر بلحية كثة - او مشيخة

تو خدا کے قہر سے کیون نہین ڈرتا کیا تو گھن دار داڑھی کیساتھ تکبر کرتا ہے یا تیرا مشیخت

مجتثة - اتخفى نفسك كالنساء - وتغرى علينا جروك للايذاء - ايستنى

پنہاں ہے کیا تو اپنے تئین عورتونکی طرح چھپاتا ہے اور اپنے جرو کو ہمارے پر چھوڑتا ہے کیا اس مکر

الناس بهذا الكيد شانك - او يستغزرون عرفانك - كلا بل هو سبب

کیساتھ لوگ تیری شان بلند خیال کرینگے - یا تیری معرفت بہت خیال کی جائیگی ہرگز نہین بلکہ وہ تیری

لهوانك - وعلة موجبة لخسرانك - تحسب نفسك من اخاير الصلحاء

ذلت کا موجب ہے اور تیرے خسران کا سبب ہے اپنے تئین تو بہت نیک آدمیون مین سے خیال کرتا ہے

وتسلك مسلك الاشقياء والسفهاء - تعيش عيشة الفاسقين - ثم ترجو

اور بدبختون کے طریق پر چلتا ہے فاسقونکی طرح تو زندگی بسر کرتا ہے پھر امید رکھتا ہے

ان تعدّ من الصالحین - واذا زرعت حبّ السم المبید - فمن الغباوة

کہ نیک بختوں سے شمار کیا جائے — اور ہر گاہ کہ تو نے زہر کے بیج کو بویا — پس یہ بیوقوفی ہے

ان تطمع اجتناء الثمر المفید - انظر نظرة فی اعمالك - ولا تهلك نفسك

کہ تو مفید پھل چننے کی امید رکھے — اپنے اعمال کو ذرہ دیکھ اور برے کاموں سے اپنے تئیں ہلاک

بسوء افعالك - ایها الغوی الوقت وقت التوبة - لا اوان الجدال

مت کر — اے گمراہ یہ وقت توبہ کا وقت ہے — نہ جنگ اور خصومت کا

والخصومة - وقد تجلّی ربنا لیظهر دینه علی الادیان - وقد اشرقت شمس

وقت — اور ہمارے رب نے تجلی کی ہے تا اپنے دین کو دوسرے دینوں پر غالب کرے اور خدا کا سورج

الله لازالة ظلام العدوان - فالآن ینظر الله الی کل مکذّب بعین غضبه -

اندھیرے کے دور کرنے کیلئے چمک اٹھا ہے — پس اسوقت خدا تعالی ہر ایک مکذب کی طرف غضب کی نظر سے دیکھ رہا ہے

فکیف تظن نفسك من اهل الصلاح والتقوی - صدء بالك - و

پس کیونکر تو اپنے تئیں اہل صلاح میں سے خیال کرتا ہے — تیرا دل زنگ پکڑ گیا اور

اردات اعمالك ومالك - حتی احالت نخوتك حلیتك - وغیّرت عذرة

تیرے عملوں اور تیرے مال نے تجھے ہلاک کیا یہانتک کہ تیرے تکبر نے تیری شکل کو بدل ڈالا اور تیری باطنی

باطنك صورتك - فمن امعن النظر فی وشمك - وسرّح الطرف فی

پلیدی نے تیری صورت کو متغیر کر دیا - پس جسنے تیرے نقش و نگار کو امعان نظر سے دیکھا اور تیرے چہرہ کی تفتیش

میسمك - عرف انك کالسرحان - لا من نوع الانسان - ومن الاشرار -

کیلئے آنکھ کو چھوڑا وہ جان لیگا کہ تو ایک بھیڑیا ہے — نہ انسان کی قسم — اور شریروں میں سے ہے

لا من الصلحاء الاخیار - فاتق الله ولا تکن من الظالمین -

نہ نیکوں اور صالحوں میں سے — پس خدا سے خوف کر اور ظالموں میں سے نہ ہو۔

انظر ما هذا المسلك الذی سلکت - واتق فانك هلکت هلکت -

دیکھ یہ کیا طریق ہے جو تو نے اختیار کیا — اور ڈر کہ تو ہلاک ہو گیا

اوتیت الدنیا فما شکرت - وذکّرت فما تذکرت - تب ایها الغوی اللئیم

تجھے دنیا دی گئی پس تو نے شکر نہیں کیا اور تجھے یاد دلایا گیا پس تو نے یاد نہیں کیا - توبہ کر اے گمراہ -

وقد شخت واستشن الاديم - وقرب ان يتاود القويه وحان الوقت
اور تو بوڑھا ہو گیا اور چمڑا پورانا ہو گیا اور وقت نزدیک گیا کہ سیدھے پڑھی ہو جا اور وقت بھاری
الوخيم - ماانت لا تعدو ناصيتك لرب العباد - ولا تترك طرق الخبث
تنزل کا آگیا کیا اس سبب سے اب تیری پیشانی خدا تعالی کیلئے نہیں جھکتی اور خبث اور فساد کے طریقوں کو
والفساد - ولا تؤمن بيوم المعاد - وتنكر وجود الله القادر على الاعدام
نہیں چھوڑتا کیا تو قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتا اور خدا تعالی کے وجود کا انکار کرتا ہے جو مارنے اور پیدا
والايجاد - فاصلح نفسك قبل ان تاكلك الدود - ويجيئك الاجل الموعود
کرنے پر قادر ہے پس پہلے اسکے جو تجھکو کیڑے کھا لیں اور موت آجائے اپنے نفس کی اصلاح کر۔
وبادر لما يحسن به المآل - قبل ان ياخذك الوبال - وعجل بالتوبة
اور ان چیزوں کے حصول کیلئے جلدی کر جس سے انجام اچھا ہو جاوے قبل اسکے جو تجھکو وبال پکڑ لے۔ اور توبہ کیطرف
قبل ان تنخر عظامك فى التربة - فان الله يحب التوابين ويحب المتطهرين -
جلدی کر قبل اسکے جو قبر میں تیری ہڈیاں بوسیدہ ہو جاویں اور خدا تعالی توبہ کرنیوالوں اور پاکیزگی ڈھونڈنیوالوں کو دوست
وانما الوصلة الى الرحمان - التقوى وتطهير الجنان - فاتق الله ولا تكن من المجترئين -
رکھتا ہے - اور خدا کی طرف وسیلہ وہی چیزیں ہیں تقوی اور دل کا پاک کرنا پس خدا سے ڈر اور دلیر و بیباک مت ہو۔
ثم نرجع الى عبد الحق - الذى تكبر وتشبث كالبق - فاعلم
پھر ہم عبد الحق کی طرف رجوع کرتے ہیں جس نے تکبر کیا اور پشہ کیطرح کودا ہے پس اے
يا عدو الصالحين - ومكفر المومنين - انك اذيتني - فعاداك الله
عدو صالحین اور مومنوں کے کافر کہنے والے تجھے معلوم ہو تو نے مجھے دکھ دیا پس خدا تجھے ہلاک
كيف آذيتني - وعاديتني - فتبا لك لما عاديتني - اما كنت من
کرے تو نے یہ کیسا دکھ دیا اور تو نے مجھ سے دشمنی کی پس خدا تجھے تباہ کرے تو نے یہ کیوں دشمنی کی کیا میں کلمہ گو
المهللين المسلمين - اما كنت من المصلين الصائمين - فكيف
اور مسلمان نہیں تھا؟ کیا میں نماز پڑھنے والوں اور روزہ رکھنے والوں سے نہیں تھا پس تو نے اصل
كفرتني قبل تفتيش الاحوال - والحت دم الصدق بالاباطيل المقال -
حقیقت کی تفتیش سے پہلے کیوں مجھے کافر ٹھہرا دیا اور باطل باتوں کے ساتھ تو نے سچائی کا خون کیا۔

وعزوت فتح المباهلة الی نفسك الامّارة - مع انّ الله اذلّك وارٰك

اور تونے فتح مباہلہ کو اپنی طرف منسوب کیا باوجود اس بات کے کہ خدا نے تجھے ذلیل کیا

سوء العاقبة - وکان مرام دعائك المتهالك - ان یجعلنی الله کالهالك -

اور بد انجام تجھے دکھلایا - اور تیری بہت بہت دعا کا یہ منشاء تھا کہ خدا مجھے مرنیوالے کیطرح کرے -

فسوّد الله وجهك واسلمك الی لحد الذلّة - وادخلك فی جدث اضیق

پس خدا نے تیرا موتہہ کالا کیا اور ذلت کی قبر میں تجھکو سونپا اور ایسی قبر میں تجھکو داخل کیا جو سوئی کے

من سمّ الابرة - واکرمنی اکراما کثیرا بعد المباهلة - واعزّنی و

ناکہ سے تنگ تر تھی اور بعد مباہلہ مجھے بہت بزرگی بخشی اور قسما قسم کی

خصّنی بانواع النعمة - حتّی ما انقطع آثارها الی هذا الوقت من الحضرة -

نعمت سے مجھے خاص کیا یہانتک کہ اسوقت تک اسکے آثار منقطع نہیں ہوئے

وانّ فیها لآیات للمتوسّمین - وانت رئیت کل رفعتی وعلائی - ثم

اور اسمیں غور کرنیوالوں کیلئے نشان ہیں - اور تونے میری تمام بلندی کو دیکھا پھر حیا کو

اتصبت بترك الحیاء بسبّی وازرائی - وکیف نامن حصائد

ترک کرکے میری بدگوئی میں تو مشغول ہو گیا - اور ہم بدکاروں کی زبان سے کیونکر نجات

السن الفجّار - وما نجا الرسل کلهم من کلم اللئام الکفّار - ولکن

پاسکیں اور کسی رسول نے لئیموں کے کلموں سے نجات نہیں پائی لیکن تیرے پر

علیك ان تعی منّی انّ غوائل کلامك علیك - وانّ راسك تلیّن

واجب ہو کہ میری یہ بات یاد رکھے کہ تیری کلام کے آفات تجھ پر ہیں اور تیرا سر تیرے ہی جوتوں کے ساتھ نرم

بنعلیك - وما ظلمتنا ولکن ظلمت نفسك یا اجهل الجاهلین -

کیا جائیگا اور تونے ہم پر ظلم نہیں کیا بلکہ اپنے نفس پر ظلم کیا

ایّها الجهول تحارب ربّك ولا تخشاه - وتختار الفسق ولا

ای جاہل تو اپنے رب سے لڑائی کرتا ہے اور نہیں ڈرتا اور بدکاری کو اختیار کرتا ہے اور

تتحاماه - کلما تواضعت استکبرت - وکلما اکرمت حقّرت -

نہیں پرہیز کرتا - جسقدر میں نے تواضع کی تو نے تکبر کیا اور جسقدر میں نے تیری بزرگی کی تو نے تحقیر کی

وماكان هذا الا الضيق ربعك ـ وقساوة زرعك ـ ثم كان قدر الله

اور یہ سب تیری تنگدلی اور سختی دل کے سبب سے ہوا پھر خدا کی تقدیر یہ تھی کہ تو

فيك افتضاحك ـ فما اخترت طريقًا كان فيه صلاحك ـ وما قصرت

رسوا ہو پس تو نے کوئی طریق صلاحیت کا اختیار نہ کیا اور تو نے کوئی

من السب والايذاء ـ وآذيتني فبلّغت الامر الى الانتهاء ـ والآن

دقیقہ گالی اور ایذا کا اٹھا نہیں رکھا اور تو نے مجھے دکھ دیا پس امر کو انتہا تک پہنچا دیا اور اب میں تیرے

اكتب جواب اعتراضاتك ـ ليعلم الناس تعصباتك وجهلاتك ـ

اعتراضات کا جواب لکھتا ہوں تا کہ لوگ تیری جاہلیت پر اطلاع پا دیں۔

ولتستبين سبيل المجرمين ـ

اور تاکہ مجرموں کی راہ کھل جائے۔

فمنها ما هذيت فى قصة آتم ـ وتركت الحياء واخترت

پس ایک وہ اعتراض ہے جو تو نے قصہ آتھم میں بکواس کی ۔ اور حیا کو ترک کر کے جھوٹ باندھا

الافك الاعظم ـ وقد علمت ان آتم قد مات ـ وتم فيه نباء

ہے اور تو جانتا ہے کہ آتھم مر گیا اور اسمیں خدا کی خبر پوری

الله فلحق الاموات ـ وصدّق الله فيه قولى واخزى القتاة ـ فلا تغض

ہوئی اور وہ مردوں کو جا ملا اور خدا نے اسمیں میرے قول کو سچا کیا اور نکتہ چینی کو رسوا کیا پس اندھوں کی

عينك كالعمين ـ واما ما تكلمت فى موته بعد الميعاد ـ فهذا حمقك

طرح آنکھیں بند مت کر اور جو کچھ تو نے گفتگو کی ہے کہ وہ میعاد کے بعد فوت ہوا ہے پس یہ تیری حماقت

يا قضاعة العناد ـ ايها الجهول كان موت آتم مشروطا بعدم الرجوع ـ

ہے اے کلب العناد ۔ اے نادان آتھم کی موت عدم رجوع کے ساتھ مشروط تھی

وقد ثبت انه خاف فى الميعاد وزجّى اوقاته بالخوف والخشوع ـ فلما انقضى

اور ثابت ہو گیا کہ وہ میعاد میں ڈرتا رہا اور اپنے وقتوں کو خوف میں گذارا پس جبکہ اسکی

ميعاده وعاد الى سيرة الانكار ـ اخذه نكال الله ومات فى سبعة اشهر

میعاد گذر گئی اور اس نے خصلت انکار کی طرف رجوع کیا پس خدا کے عذاب نے اسکو پکڑا اور آخری اشتہار سے

من آخر الاشتهار - ومکر النصاریٰ - مکرًا کُبّارا - واشتهر ولخلاف
سات جہینہ بین مرگیا — اور نصاریٰ نے بڑا مکر کیا — اور خلاف اس امر کے مشہور

ما وارا - واما آتم فما تالیٰ وما بارا - وقد کان ذکر مکرھم فی البراھین -
کیا جو آتھم نے چھپایا مگر آتھم نے نہ قسم کھائی اور نہ مید ان مین آیا - اور نصاریٰ کے مکر کا ذکر براہین مین موجود ہے

وکان فیھا ذکر فتنھم المتطائرۃ - وبیان فریتھم المنسوجۃ قبل ظہور
اور اسمین اس فتنہ اڑنیوالے کا ذکر تھا — اور اس باہم بافتہ جھوٹ کا قبل از واقعہ بیان تھا

ذالک الواقعۃ - فانظر الی دقائق علم اللہ الخبیر - وحکم اللہ اللطیف
پس خدا تعالیٰ کے دقائق علم پر نظر ڈال — اور اُس قدیر اور لطیف کی حکمتون

القدیر - ولا تھذ کالمستعجلین - الا تری الی شریطۃ کانت فی نباء آتھم -
کو دیکھ — اور جلد بازون کی طرح بکواس مت کر — کیا تو اس شرط کی طرف نہین دیکھتا جو آتھم کی پیشگوئی مین تھی

واللہ احق ان یوفی شرطہ الذی قدمہ فاتق اللہ واجتنب بھتانا اعظم - الا
اور خدا سب سے زیادہ یہ حق رکھتا ہے کہ اپنی شرط کو جو پہلے ذکر کر دی تھی پورا کرے پس خدا سے ڈر اور بہتان سے پرہیز کر — کیا تو

تنزہ نفسک عن نقض الشرائط یا عدو الاخیار - فکیف لا تنزہ
اپنے نفس کو شرائط کے توڑنے سے پاک نہین سمجھتا — پس کسطرح اس سبّوح

السبّوح القدوس عن تلک الاقذار - وتعلم ان آتھم ما تفوہ بلفظۃ
قدوس کو ان پلیدیون سے ملوث کرتا ہے — اور تو جانتا ہے کہ ایام میعاد مین آتھم کوئی بات

فی ایام المیعاد - وترک سیرتہ الاولیٰ وما اظھر ذرۃ من العناد - بل
زبان پر نہین لایا — اور پہلی سیرت کو اُسنے چھوڑ دیا — اور ایک ذرہ عناد ظاہر نکیا — بلکہ

اظھر رجوعہ من الاقوال والافعال - والحرکات والسکنات والاحوال -
اسنے رجوع کو اقوال اور افعال اور حرکات اور سکنات اور حالات سے ظاہر کیا -

وما اثبت ما ادعی من صول الحیۃ - وغیرھا من البھتانات الواھیۃ -
اور سانپ کے حملہ وغیرہ بہتانات کو وہ ثابت نکر سکا

وما تألیٰ - بل اعرض وولیٰ - وشھد قوم من الاشھاد - انہ انفد ایام المیعاد -
اور قسم نہ کھائی بلکہ کنارہ کیا اور موںھہ پھیرا — اور ایک قوم نے گواہون مین گواہی دی — کہ اسنے میعاد کے دنونکو

بالخوف والارتعاد - ثم اذا تكبر بعد الاشهر المعينة - فاخذه صول
خوف اور لرزہ میں گذارا — پھر جب معین دنوں کے بعد متکبر ہو گیا — پس اسکو مرض کے حملہ

المرضية - واوصله الموت الى التربة - فلو كان هذا الانكار في الميعاد
نے پکڑا — اور موت نے قبر تک اسکو پہنچایا — پس اگر یہ انکار میعاد کے اندر ہوتا

لمات فيه بحكم رب العباد - وما كان الله ان ياخذه مع خوف
تو آتھم میعاد کے اندر ہی مرتا — اور خدا تعالیٰ ایسا نہ تھا کہ باوجود اسکے کہ آتھم کی جان پر

استولى على مهجته - ولا يبالي ما ذكر في شريطته - انه لا يخلف ما وعد
خوف غالب رہتا پھر بھی اسکو پکڑ لیتا اور اپنے شرط کی کچھ پرواہ نہ رکھتا — وہ اپنے وعدہ کے برخلاف نہیں

ولا يطوي ما مهد - وانه لا يظلم الناس حتى يظلموا انفسهم وانه ارحم
کرتا اور جو بچھایا اسکو نہیں لپیٹتا — وہ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا جبتک خود ظلم نہ کریں — اور وہ

الراحمين -
ارحم الراحمین ہے -

وان كنت لا تنتهي من التكذيب كاللئام - وتظن ان الفتح
اور اگر تو تکذیب سے باز نہیں آتا — اور خیال کرتا ہے کہ فتح

كان للنصارى لا للاسلام - فعليك ان تقسم بالله
نصاریٰ کیلئے ہوئی نہ اسلام کیلئے — پس تیرے پر لازم ہے کہ تو جناب باری تعالیٰ کی قسم کھا جائے

ذي العزة - وتشهد حالفا ان الحق مع النصارى في هذه القضية -
اور قسم کھا کر کہے کہ اس مقدمہ میں حق نصاریٰ کے ساتھ ہے

وتدعو الله ان يضرب عليك ذلة وخزيا من السماء - ان كان الامر
اور خدا تعالیٰ سے دعا کرے کہ وہ آسمان سے تیرے پر ذلت کی مار نازل کرے — اگر حقیقت امر

خلاف ذالك الادعاء - فان لم يصبك بعد ذالك هوان وذلة
خلاف واقعہ ہو — پس اگر بعد اسکے ایکبرس تک تجھکو ذلت اور رسوائی نہ ہوئی

الى عام - فاقر باني كاذب واحسبك كامام - وان لم تقسم
پس میں اقرار کرونگا کہ میں جھوٹا ہوں اور تجھکو امام کیطرح جانونگا اور اگر تو قسم نہ کھائے

ولم تنته فلعنة الله عليك یا عدو الاسلام - انك
اور نہ باز آئے پس تجھپر لعنت اے دشمن اسلام تو اپنے
ترید عزت نفسك لا عزۃ خیر الانام - واما ما ذکرت ان النصاری
نفس کی عزت چاہتا ہے نہ عزت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مگر یہ جو تو نے ذکر کیا کہ نصاری اور تیرے
ومثلك من الیهود - لعنونی فی امر اتهم وحسبونی کالمردود - فاعلم
جیسے یہودیوں نے آتھم کے مقدمہ میں میرے پر لعنت کی اور مردود سمجھا پس اے
ایها المسوخ ان الحکم علی الخواتیم - وکذالك جرت عادة الله
مسخ شدہ سمجھ کہ حکم خاتمہ پر ہوتا ہے اور اسیطرح قدیم سے عادۃ اللہ جاری ہے
من القدیم - ان اولیاء الله واصفیاءہ یؤذون فی ابتداء الحالات -
بہ تحقیق اسکے اولیاء اور برگزیدہ اوائل میں ستائے جاتے ہیں
ویلعنون ویکفرون ویذکرون بانواع التحقیرات - ثم یقوم لهم
اور لعنت کئے جاتے ہیں اور کافر ٹھہرائے جاتے ہیں اور طرح طرح کی تحقیر کیجاتی ہے پھر ان کا رب انکے
ربهم فی اخر الامر - ویبرءهم مما قالوا وینجیهم من السن الزمر - وکذالك
لئے کھڑا ہوجاتا ہے اور انکو مخالفین کے قول سے بری کردیتا ہے اور
یفعل بالمحبوبین - اما قرءت ان العاقبة للمتقین - فالفرح بمبدء الامر
اسیطرح وہ محبوبوں سے کرتا ہے کیا تو نے نہیں پڑھا کہ انجام کار متقیوں کیلئے ہے پس ابتداء حالات سے
من سیر الفاسقین - واللعنة التی ترسل الی اهل الفلاح والسعادة -
خوشی کرنا بدکاروں کی سیرت میں سے ہے - اور وہ لعنت جو اہل فلاح اور سعادت کی طرف بھیجی جاتی ہے
ترد الی اللاعنین فتظهر فیهم اثار اللعنة - فالاستبشار بمثل ذالك اللعن
وہ لعنت کرنیوالوں کی طرف واپس بھیجی جاتی ہے پس انمیں لعنت کی نشانیاں ظاہر ہوجاتی ہیں پس ایسی لعنتوں کے
ندامة فی الاخرۃ - وجعله امارۃ الفتح من امارات الحمق والسفاهة -
ساتھ خوش ہونا انجام کار ندامت ہے اور اسکو فتح کی نشانیوں میں سے قرار دینا حمق اور سفاہت کی نشانیوں میں سے ہے
بل الفتح فتح یبدیه الله لعبادہ فی مال الامر والعاقبة - وکذالك
بلکہ فتح وہ فتح ہے جسکو خدا تعالی اپنے بندوں کیلئے انجام اور خاتمہ امور پر ظاہر فرماتا ہے اور اسیطرح

الخزي خزي الخاتمة - ولا اعتبار لمبادی الامور - بل الحکم کلہ علی

رسوائی وہ ہے جو انجام کار رسوائی ہو اور مبادی امور کا کچھ اعتبار نہیں بلکہ تمام حکم کشتی کے انجام

آخر المصارعة - وعلیہ مدار العزة والذلة - والفتح والھزیمة - وکل

پر ہے اور اسپر مدار عزت اور ذلت اور فتح اور شکست کا ہے اور ہر ایک

لعن لم یبن علی الواقعة الصحیحة - فھو بلاء علی اللاعن وعذاب علیہ

لعنت جو کسی واقعہ صحیحہ پر بنا نہیں وہ لعنت کرنیوالے پر بلا اور دنیا اور آخرت میں

فی الدنیا والآخرة - والعاقلون یتدبرون الخاتمة والمآل - والسفیہ

اسپر عذاب ہے اور عقلمند لوگ خاتمہ اور انجام کو سوچتے ہیں اور نادان ابتدائے

یفرح بمبادی الامر ویخدع الجھال - فانظر الآن وتطلب این

حالات سے خوش ہوتا ہے اور نادانوں کو دھوکہ دیتا ہے پس دیکھ اور ڈھونڈ کہ اسوقت

آتھم عمک الکبیر - فلو لم یمت فاین ذھب ایھا الشریر - وتعلم

آتھم تیرا چچا کہاں ہے اور اگر نہیں مرا تو اے شریر کہاں گیا اور تو جانتا ہے

ان اللہ ذکر شرطا فی الہامہ فرعاہ - فاخر موت آتھم لخوف

کہ خدا تعالے نے ایک شرط اپنے الہام میں ذکر فرمائی پھر اسکی رعایت کی پس اسلئے کہ آتھم ڈرا اسکی موت

عراہ - واکمل شرطہ ووفاہ - ثم اذا تمرد اردا ہ فتم ما قال ربنا و

میں تاخیر ڈالدی۔ اور اپنی شرط کو پورا کیا پھر جب آتھم سرکش ہوگیا تو اسکو ہلاک کیا۔ پس ہمارے رب کا فرمودہ

فاح ریاہ - واذل اللہ من کذب واخزاہ - وحصحص الحق وبورک

پورا ہوگیا اور اسکی خوشبو پھیل گئی اور خدا نے مکذب کو ذلیل کیا اور رسوا کیا اور حق ظاہر ہوگیا اور اس کا گھر مبارک

مغناہ - فھذہ شقوتک ان کنت ما تراہ -

کیا گیا پس یہ تیری بدقسمتی ہے اگر تو اسکو نہیں دیکھتا۔

یا قرد غزنی این آتھم سل عشیرتہ
اے غزنی کے بندر آتھم کہاں ہے اسکے قبیلہ سے پوچھ

هل مات او تلفیہ حیا بین احباب
کیا وہ مرگیا یا تو اسکو اسکے دوستوں میں زندہ پاتا ہے

هل تم ما قلنا من الرحمٰن فی الخصم
کیا اس دشمن میں ہمارے خدا کی بات پوری ہو گئی

هل حان او فی حینہ شک لمرتاب
کیا وہ مرگیا یا اسکے مرنے میں شک کرنیوالے کو شک ہے

أن كنتَ تُبصر أيها المحجوبُ من خجلٍ
اى محجوب جو بخل اگر تجھے کچھ نظر آتا ہے

فانظر الى الشرط الذى ألغيت لعتابي
پس پیشگوئی کے اس شرط کو دیکھ جسکو تونے عمداً انداز کردیا

قد مات آتم أيها اللعّان من فسق
اے لعنت کرنیوالے آتھم مر گیا

اخسأ فانّ الله صدّقني ولحابي
دفع ہو کہ خدا نے ہماری باتیں پوری کیں

انظر الى نبأ تجلّى الآن كذكاء
اس پیشگوئی کی طرف دیکھ جو آفتاب کیطرح پوری ہوگئی

اردى المهيمن عجل اهل الوثن بعذاب
خدا نے ہنود کے گوسالہ کو عذاب کیساتھ ہلاک کیا

للصدق فيه لارباب النهى ارج
اس پیشگوئی میں صدق کی ایک خوشبو ہے

يشفي الصدور ويُروي قلب طلّاب
سینوں کو شفا بخشتی ہے اور دلکو سیراب کرتی ہے

عينٌ جرت لرياض دين الله تونسها
یہ چشمہ دین کے باغ کیلئے روان ہوا ہے اُسکو

عين الرجال ولكن كنتَ ككلاب
مردوں کی آنکھ دیکھتی ہے مگر تو کتوں کی طرح تھا

ثم ان كنت تجعل لعنة الخلق دليلا على سخط ربّ العالمين - فتفكّر في
پھر اگر تو خلقت کی لعنت کو خدا کے غضب کی دلیل ٹھہراتا ہے پس عبد اللہ کے
عبد الله الذى تحسبه من الصالحين - كيف انصبّ عليه مطر الذلة -
حال میں سوچ جسکو تو صلحاء میں سے گمان کرتا ہے کسطرح اُسپر ذلت اور لعنت کی بارش پڑی
والهوان واللعنة - وكيف صار ذليلا محقرا من ايدي العلماء وعامة
اور کیونکر علماء کے ہاتھ سے ذلیل اور حقیر ہوا
البريّة - وكيف اخرجوه من بلاده كالكفرة الفجرة - حتى اشتدّت عليه
اور کیونکر اُسکو اس ملک میں سے کافروں کی طرح نکال دیا - یہانتک کہ خوف اسپر
الاهوال - وصفرت الراحة ونهب المال - واعول العيال - وعُذّب
غالب ہوا اور ہاتھ خالی ہوگیا اور مال لوٹا گیا اور عیال فریاد کرنے لگا - اور ایسے عذاب
بالعذاب الموقع - ودُقّ بالفقر المُدقع - وطالما احتذى الوجى - واغتذى
سے معذب کیا گیا جو اسکو بڑا معلوم ہوتا تھا اور اس محتاجی کے ساتھ پیسا گیا جو زخمی اور مجروح کرنیوالی تھی - اور ایک مدت تک
الشجى - واستبطن الجوى - وكذلك انفد عمره في الكرب - وانتياب
پیر گھساتے پھرنا اسکے لئے بمنزلہ جوتی کے تھا اور غم کھانا اسکی غذا تھی اور بھوک کو پوشیدہ رکھتا تھا اور اسیطرح اُسنے بیقراری میں عمر گذاری - اور

النُّوب۔ ثم هاجر الى الهند مخذولًا ملومًا۔ وعاش مطعونًا مكلومًا۔

پٹے در پٹے مصیبتوں میں وقت گذاری کی۔ پھر ملک ہند کیطرف اسحالت میں ہجرت کی کہ نشانہ ملامتوں کا تھا۔ اور ملعون اور مجروح

ما زال به تطوب الخطوب۔ وحروب الكروب۔ ولعن اللاعنين۔ و

ہونیکی حالت میں زندگی گذاری ہمیشہ حوادث سے ترش رو ہونا اسکے نصیب تھا اور بیقراریاں اس سے لڑتی تھیں اور لعنت کرنیوالوں کی

طعن الطاعنين۔ حتى تواترت المحن۔ وتكاثرت الفتن۔ واقوى المجمع۔

لعنت اور طعن کرنیوالوں کا طعنہ یہانتک کہ محنتیں متواتر ہوئیں اور فتنے بہت ہوئے اور مجمع خالی ہو گیا

ونبا المرتبع۔ وكان يداس تحت هذه الشدائد حتى فاجأه الموت۔ و

اور چراگاہ دور جا پڑی اور ان مصیبتوں کے نیچے کچلا جا رہا تھا کہ یک دفعہ اسکو موت آگئی اور

اخذه كالصائد الفوت وادخله فى الزمر الفانين۔ فاظنك اكان هو من الصلحاء او من الفاسقين۔

شکاری کی طرح اسکو وفات نے پکڑ لیا اور فانیوں میں اسکو داخل کر دیا۔ پس تیرا کیا گمان ہے کیا وہ نیک

فثبت ان لعن الفاسقين واهل العدوان۔ لا يدل على سخط

تھا یا بدکار۔ پس ثابت ہوا کہ بدکاروں اور ظالموں کی لعنت خدا تعالیٰ کے غضب پر

الرحمان۔ وايذاء المفسدين واهل الشرور۔ لا ينقص مراتب اهل العمل

دلالت نہیں کرتی اور مفسدوں کا دکھ دینا صاحب اعمال صالحہ کے مراتب کو کم نہیں کرتا۔

المبرور۔ بل يكون لعنهم وسيلة رحم حضرة الكبرياء۔ ووصلة الاجتباء

بلکہ انکی لعنت خدا تعالیٰ کے رحم کا وسیلہ ہو جاتی ہے اور برگزیدگی کا سبب

والاصطفاء۔ وكذالك بشرني ربي فى تلك الفتنة۔ وان شئت

بنجاتی ہے اور اسیطرح آتھم کے فتنہ میں مجھے میرے خدا نے بشارت دی اور اگر چاہے تو کتاب

فارجع الى البراهين الاحمدية۔ وانظر كيف اخبر ربي فيها عن هذه

براہین احمدیہ کی طرف رجوع کر اور دیکھ کسطرح خدا نے اسمیں اس قصہ کی خبر دی

القصة۔ وانبأ من نبأ آتهم وفتن النصارى ويهود هذه الملة۔ واخبر

اور اس پیشگوئی کیسے خبر دی جو آتھم کے بارہ میں تھی اور نصاریٰ کے فتنوں اور اس ملت کے یہود کی نسبت

ان النصارى يمكرون بك فى الازمنة الآتية۔ ويهيجون فتنة عظيمة

خبر دی۔ اور یہ خبر دی کہ نصاریٰ آئندہ زمانہ میں تجھ سے ایک مکر کرینگے اور ایک فتنہ عظیمہ برپا کرینگے

ويكونون معهم علماء هذه الامة - فهذه شهادة من الله قبل هذه

اور انکے ساتھ مولوی ہو جائینگے ۔ پس اس واقعہ سے پہلے یہ ایک خدا کی گواہی ہے

الواقعة - فهل انتم تؤمنون بشهادات حضرة العزة - والآن انت لا تترك

پس کیا تم خدا کی گواہیون پر ایمان لاتے ہو؟ اور اگر تو اب بھی لعنت کا

الآن ذكر اللعنة - ففكر في هذا النبأ وانظر من لعنه الله فيه ومن

ذکر نہین چھوڑتا تو اس خبر مین فکر کر اور دیکھہ کہ اسمین کسکو خدا نے ملعون ٹھہرایا اور

جعله مورد الرحمة - وانظر انه كيف اخبر ان النصارى يمكرون

کسکو مورد رحمت ٹھہرایا اور دیکھہ کہ اُسنے کسطرح خبر دی کہ نصاریٰ مکر کرینگے اور جھوٹ

ويأتون بالفرية - ثم يفتح الله ويجعل الكرة لاهل الحق بإراءة الآية الواضحة

باندھینگے پھر خدا فتح دے گا اور اہل حق کی نوبت لائے گا اور نشان واضح دکھلائے گا

وينصر عبده ويحق الحق ويبطل الباطل بالصولة العظيمة - ويخزي قوما

اور اپنے بندہ کی مدد کریگا ۔ اور باطل کو حملہ عظیمہ سے نابود کردیگا اور قوم کفار کو

كافرين - فهذه الانباء التي كتبت في البراهين من الله العلام - كانت

رسوا کریگا ۔ پس یہ خبرین جو براہین احمدیہ مین خدا تعالیٰ کی طرف سے لکھی گئین ان دنون

مكتومة فيها لهذه الايام - ليتم الله حجته على الخواص والعوام - ولتستبين

کے لئے چھپی ہوئی تھین ۔ تا کہ اللہ تعالیٰ اپنی حجت کو خواص اور عوام پر پوری کرے ۔ اور

سبيل المجرمين - ايها المسارعون الى الحرب والخصام - والساعون

تا کہ مجرمونکی راہ کھل جائے ۔ اے وہ لوگو جو جنگ و جدل کی طرف دوڑتے ہو اور نور سے اندھیرے

من النور الى الظلام - ما لكم لا تتفكرون في الكلام - ولا تتقون قهر الله

کی طرف دوڑنے والے ہو ۔ تمھین کیا ہو گیا کہ تم کلام مین فکر نہین کرتے اور خدا کے قہر سے

ذي الجلال والاكرام - اتتركون في دنياكم - ولا ترون وجه الحمام -

نہین ڈرتے ؟ کیا تم اپنی دنیا مین چھوڑے جاؤ گے اور موت کا مونہہ نہین

أآثرتم عيشة الحيوة الدنيا - أو نسيتم يوم الآثام والعقبى - توبوا توبوا

دیکھو گے ۔ کیا تمنے اس دنیا کی زندگی کو قبول کرلیا ۔ یا پاداش کے دن اور عاقبت کو بھلا دیا ۔ توبہ کرو اور

الی اللہ ارجعوا- فانہ لایحب قوماً فاسقین-
خدا کی طرف رجوع لاؤ کیونکہ وہ فاسقونکو دوست نہیں رکھتا-

وممّا ادعیت یا من اضاع الدین- انک قلت انی انا ضل فی
اور اے دین کے ضائع کرنیوالے تیرے دعووں میں سے ایک یہ ہے کہ تو نے کہا ہے کہ میں عربی

العربیۃ کالمرتجلین- واستملی کالادباء الماھرین- واکون من الغالبین-
میں بدیہہ گو لوگونکی طرح مقابلہ کرونگا- اور ماہر ادیبونکی طرح لکھونگا اور غالب رہونگا

ویحک یا مسکین- لم تخزی اسم دنیاک وقد ضاع الدین- الست
وائے تجھپر اے مسکین تو اپنے دنیا کے نام کو کیوں رسوا کرنے لگا اور دین تو ضائع ہو چکا- کیا تو

الذی اعرفک من قدیم الزمان- غبیّ الفطرۃ سفیہ الجنان- کثیر
وہی نہیں جسکو میں قدیم زمانہ سے جانتا ہوں فطرت کا غبی دل کا سفیہ- بہت بک بک

الھذیان- قلیل العرفان- الموصوم بمعرّۃ لکن اللسان- اتصارع
کرنیوالا کم معرفت لکنت لسان کا داغ رکھنے والا کیا تو اس قوت

بھذہ القوۃ الفاتک الباذل- وتحارب الکمیّ بالجازل- کلا بل ترید
سے دلیر شدید القوت کیساتھ کشتی کریگا- اور موار کاٹنے والے کیساتھ جنگ کریگا ہرگز نہیں بلکہ تو

ان تری الناس وصمتک- وتشھد علی جھلک ابنتک- وانکنت
تو اپنا عیب لوگونکو دکھلانا چاہتا ہے- اپنی ژولیدہ زبانی کو اپنی جہالت پر گواہ بنانا چاہتا ہے- اور

عزمت علی مناضلتی- واردت ان تذوق حربی وحربتی- فادعوک
اگر تو نے میرے جنگ کا قصد کر لیا ہے اور ارادہ کر لیا ہے کہ میری جنگ اور میرے حربہ کا مزہ چکھے- پس میں تجھے

کما یدعی الصید للاصطیاد- اویدنی النار للاخماد- بید انی
اسطرح بلاتا ہوں جیسا کہ شکار پکڑنے کیلئے بلایا جاتا ہے- آگ بجھانیکے لئے نزدیک کیجاتی ہے- مگر یہ بات ہے کہ

اشترطت من الابتداء- ان لا یعارضنی احد الا بنیۃ
میں پہلے سے یہ شرط رکھتا ہوں کہ کوئی شخص بجز نیت ہدایت پانے کے مجھ سے مقابلہ

الاھتداء- فاسمع منی انی اناضلک علی ھذہ الشریطۃ- لیھلک
نہ کرے پس مجھ سے سن کہ میں اسی شرط کیساتھ تجھ سے مقابلہ کرونگا تا کہ جو ہلاک

من هلك بالبينة - فان اتفق ان اغلب في النضال - وتغلب في

کیساتھ ہلاک ہوا وہ ہلاک ہوجائے - پس اگر یہ اتفاق ہوگیا کہ میں مغلوب ہو گیا اور بلاغت میں

محاسن المقال - فاتوب على يدك بالاخلاص التام - واحسبك

تو غالب آیا پس میں تیرے ہاتھ پر اخلاص سے توبہ کروں گا اور تجھو نیک بخت

من الاتقياء الكرام - وان اتفق ان الله اظهر غلبتي في الجدال -

بزرگوں میں سے سمجھوں گا اور اگر یہ اتفاق ہوا کہ میں غالب آگیا

فما اريد منك شيئا الا ان تتوب في الحال - وتبايعني بالتذلل و

پس میں تجھسے بجز توبہ کے اور کچھ نہیں چاہتا اور نیز کہ اسیوقت بکمال تذلل

الانفعال - وتصدق دعواي بصدق البال - وتدخل في سلك

مجھسے بیعت بھی کرے - اور صدق دل سے میرے دعوی کی تصدیق کرے - اور جلدی سے میری جماعت میں

جماعتي بالاستعجال - وتؤثرني على النفس والعرض والمال - فالنت

داخل ہوجائے اور اپنی جان اور آبرو اور مال پر مجھے اختیار کرے پس اگر

رضيت بهذه الشريطه - فتعال تعال بصحة النية - واشهد

اس شرط سے راضی ہوگیا پس صحت نیت کیساتھ آجا آجا اور ایک مجمع

مجمع الحي - ليتبين الرشد من الغي - وتعلم اني ما اريد في

میں حاضر ہو تا کہ رشد اور گمراہی میں فرق ہوجائے اور تو جانتا ہے کہ میں اس دعوت میں یہ نہیں

هذه الدعوة - ان تحسبني الناس اديبا في العربيه - ولا

چاہتا کہ مجھے لوگ عربی میں ادیب سمجھیں اور میں

ابالي ان يرموني بجهالة - اويقولوا انى لا يطلع على صيغة - انى

اس بات کی پرواہ نہیں رکھتا کہ لوگ مجھے جاہل کہیں - یا یہ کہیں کہ ایک ناخواندہ ہے اسکو ایک صیغہ بھی معلوم

اريد الا اقامة الاية - واثبات الدعوى بهذه البينة - ليتم

نہیں - میں تو صرف نشان کو قائم کرنا چاہتا ہوں اور اس دلیل کیساتھ دعوی کو ثابت کرنا میرا مقصد ہے - تا

حجة الله على الناس - وليفجو الخلق من الوسواس - وليمتنعوا

لوگوں پر خدا کی حجت پوری ہوجائے - اور تا شیطان سے لوگ نجات پا دیں اور تا گمراہی سے

من الغوايات - وتنكشف عليهم ابواب الهداية - ويأتوني

باز آجائین اور انپر ہدایت کی راہین کھل جائین اور توبہ اور

توابين مصدقين -

تصدیق کی حالت مین میرے پاس آئین -

فان كنت تعاهدني على هذا - ولست كالذي نقض

اگر تو اس بات پر میرے ساتھہ معاہدہ کرتا ہے اور تو ایسا آدمی نہین کہ عہد کو توڑے

العهد وآذا - فقم بهذا الشرط للنضال - وآتني حالفا بوجه الله

اور دکھ دیوے - پس اس شرط کیساتھہ لڑائی کے لیے کھڑا ہو اور خدا کی قسم کھا کر میرے پاس

ذي الجلال - واشهد عليه عشرة عدل من الرجال - ثم اشتهره

آجا اور اسپر دس عادل گواہون کی گواہی کر لے پھر وہ مضمون

بعد طبعه بصدق البال - فتراني بعده حاضرا عندك

چھپوا کر مشتہر کر دے پس بعد اسکے تو مجھے بلا توقف اسکے پاس حاضر پائیگا

في الحال - كبازي منقضي على طيور الجبال - فتمزق كل

ایسا جیسے باز جو پہاڑ کے پرندہ پر پڑتا ہے پس اسوقت تو بحکم

ممزق باذن رب العالمين -

جناب الٰہی ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا -

هذا عهد بيني وبينك - ليظهر منه ميني او مينك -

یہ وہ عہد ہے جو مجھہ مین اور تجھہ مین ہے تاکہ میرا یا تیرا جھوٹ ظاہر ہو جائے -

وليهلك من كان من الكاذبين - وان الكذب يخزي اهله - و

اور تاکہ جھوٹا ہلاک ہو جائے اور جھوٹ اسکے اہل کو رسوا کرتا ہے اور اسکے

يحرق رحله - ولكنكم لا تبالون الله ويوم الاخزاء - وتقولون ما

اسباب کو جلا دیتا ہے لیکن تم لوگ خدا اور اسکے رسوا کرنے کے دن کی پرواہ نہین کرتے - اور حیا کو

تشاؤن بترك الحياء - الا ان لعنة الله على المزورين - الذين

ترک کر کے جو چاہتے ہو کہتے ہو خبردار ہو کہ جھوٹ کو آراستہ کرنیوالون پر خدا کی لعنت ہے وہ لوگ جو

يخفون الحق ويزينون الباطل ويريدون ان يطفوا نور الله مفسدين۔
حق کو چھپاتے ہین اور باطل کو زینت دیتے ہین اور چاہتے ہین کہ خدا کے نور کو مفسدانہ باتون سے بجھا دین۔

وقالوا اهجروا هولاء ولا تلاقوهم مسلمين۔ ولا تصلوا على اموات هم۔ ولا
اور کہا کہ ان لوگونکو چھوڑ دو اور السلام علیکم کیساتھ انکو مت ملو اور انکے مردونپر نماز مت پڑھو اور انکے

تتبعوا جنازاتهم۔ واقتلوهم ان قدرتم على قتلهم في حين۔ واسرقوا
جنازون کیساتھ مت جاؤ اور اگر قدرت پاؤ تو انکو قتل کر ڈالو اور ان کے

اموالهم۔ وانهبوا رحالهم۔ وكفروهم وسبوهم واشتموهم
مال کو چراؤ اور انکے اسباب لوٹ لو اور انکو گالیان دو اور تحقیر کرتے ہوئے

ولا تذكروهم الا محقرين۔ تبا لهم كيف نحتوا مسائل من عند
ان کا ذکر کرو۔ انکو ہلاکی ہو کیونکر اپنے پاس سے مسئلے گھڑ لئے

انفسهم وما خافوا احكم الحاكمين۔ اولئك عليهم لعنة الله
اور خدا تعالی سے نہین ڈرے انپر خدا کی لعنت ہی اور فرشتون کی

والملائكة واخيار الناس اجمعين۔ واولئك هم شر البرية
لعنت اور تمام نیک مردون کی لعنت اور یہ لوگ آسمان کے نیچے بدترین

تحت السماء ولو سموا انفسهم عالمين۔
خلائق ہین اگرچہ اپنے تئین مولوی کر کے پکارین۔

ثم اعلم اني كتبت مكتوبي هذا في اللسان العربية۔
پھر تجھے معلوم ہو کہ مینے یہ مکتوب اسلئے لکھا ہی

لاختبرك قبل ان اجيئك للمناضلة۔ فاني اظنك غبيا ومن
تا کہ مین قبل اسکے کہ تیرے پاس آؤن تجھکو آزمالون کیونکہ مین تجھے جاہلون مین سے خیال کرتا ہون

الجاهلين۔ وما اريد ان يكون ذهابي اليك صلفة۔ واكون
اور مین نہین چاہتا کہ میرا تیرے پاس آنا بے سود ہو اور مین نہین چاہتا کہ مین

كالذي يقصد عذرة۔ او ياخذ في يده روثة۔ وما اريد ان اعطي
ایسے شخص کیطرح ہو جاؤن جو پلیدی کا قصد کرتا ہی یا اپنے ہاتھ مین گوبر لیتا ہی۔ اور مین نہین چاہتا کہ ایک جاہل

جاهلا يجتاعزة المقابلة - وارفع له ذكره فى العامة - فان كنت

کو مقابلہ کی عزت دوں   اور عام لوگوں مین اُسکا ذکر بلند کرون   پس اگر تو اس

من ادباء هذا اللسان - فلا يشق عليك ان ترينى فى العربية

زبان کے ادیبوں مین سے ہے   پس یہ بات تجھپر گران نہین آئیگی کہ تو عربی مین بعض

بعض درر البيان - بل ان كنت بارعا من غير التصلف و

گوہر بیان دکھلائے   بلکہ اگر تو بغیر لاف وگزاف کے درحقیقت فصیح و بلیغ ہی

المين - فستكتب جواب ذالك المكتوب فى ساعة اوساعتين

پس عنقریب تو اس خط کا جواب ایک گھڑی یا دو گھڑی مین لکھ دیگا

ولا ترد مسئلتى كالجاهل المحتال - بل تملى بقدر ما امليت وترسل

اور میرے سوال کو جاہل حیلہ گر کیطرح رد نہین کریگا - بلکہ جسقدر مینے لکھا ہی اسیقدر تو لکھے گا اور

فى الحال - وعليك ان تراعى ماثلتى فى النظم والنثر والمقدار - وتاتى

فی الفور روانہ کردیگا - اور تیرے پر لازم ہوگا کہ نظم اور نثر اور مقدار مین مماثلت کی رعایت رکھے   اور میری

بما اتيت به من درر كدرر البحار - واذا فعلت كله فارسل الى مكتوبك

طرح اپنے کلام کو جواہرات بلاغت سی پر کرے   اور جب تو نے یہ سب کچھ کرلیا پس اپنا مکتوب عربی

العربى بالسرعة - ثم انزل ساحتك كالصاعقة المحرقة - ويفتح

جلدی میریطرف بھیجدے - پھر مین تیرے صحن خانہ مین جلانیوالی بجلی کیطرح نازل ہوجاؤنگا - اور خدا

الله بيننا بالحق وهو خير الفاتحين - وانكنت ما ارسلت جوابك

تعالی ہم مین سچا فیصلہ کردیگا اور وہ بہتر فیصلہ کرنیوالا ہی - اور اگر تو نے سات دن تک جواب نہ بھیجا

الى سبعة ايام - اوارسلت فى الهندية كعوام - اوعربية غير

یا ہندی زبان مین عوام کی طرح بھیجا   یا عربی غیر فصیح مین جو اُس

فصيحة كجهام - اوارسلت قليلا من كلام - فيثبت انك من

بادل کیطرح ہے جسمین پانی نہین یا تو نے کچھ تھوڑا سا کلام بھیجا - پس ثابت ہوجائیگا کہ تو جہلاء

السفهاء الجاهلين - لا من الادباء المتكلمين - ومن العجماوات - لا

میں سے ہے   نہ ادیبوں میں سے   اور چارپایون مین سے ہی نہ

من رجال یوثر نطقہم علی ثمار العجمات - فاترکک کما یترک سقط
اُن مردوں میں سے ہی کہ اُن کا نطق کھجوروں سے زیادہ پسند کیا جاتا ہی - پس میں تجھے چھوڑ دوں گا جیسا کہ ردی

من المتاع - واعرض عنک کاعراض الناس عن السباع - واشیع
متاع چھوڑ دیجاتی ہی اور تجھسے کنارہ کروں گا جیسا کہ درندوں سے کنارہ کیا جاتا ہے اور عقلمندوں

فی ھذا الباب شیئا لاولی الالباب والمستبصرین -
کے لئے اسبارہ میں کچھ چھپوا دوں گا -

واما ماتدعونی منفرداً فی المباھلۃ - فھذا دجلک وکیدک
اور تو جو مباہلہ کیلئے اکیلا مجھے بلاتا ہے سو یہ اہی دجل یا دبہ

یاغول البادیۃ - الاتعلم ایھا الدجال - والغوی البطال - ان اشترط
تیرا مکر ہے کیا تو اسے دجال اور گمراہ بطال نہیں جانتا کہ میری شرط

منی فی المباھلۃ مجیٔ عشرۃ رجال - لملاعنۃ وابتھال - فی حضرۃ
مباہلہ کے لئے دس آدمی کی شرط ہے جو ملاعنہ اور ابتہال کے لئے آئیں

معین الصادقین - فما قبلت شرطتی - وکان فیہ نفعک لامنفعتی -
پس تو نے میری شرط کو قبول نہیں کیا اور اسمیں تیرا نفع تھا نہ میرا

ثم اردت ان اتم الحجۃ علیک وعلی رھطک المتعصبین - فرضیت
پھر میں نے ارادہ کیا کہ تجھپر اور تیرے گروہ پر حجت کو پوری کروں پس میں تین

بثلثۃ من رجال عالمین - وخففت علیک وقنعت باعد والاحبار -
آدمیوں کے ساتھ راضی ہو گیا اور تیرے پر میں نے تخفیف کر دی اور میں نے کہا کہ اے نیکوں کے دشمن

بان تباھلنی مع عبد الواحد وعبد الجبار - وانھما اکابر جماعتک - و
عبد الواحد اور عبد الجبار کو لیکر میرے ساتھ مباہلہ کر اور وہ دونوں تیری جماعت کے بزرگ

حرثاء زراعتک - وابنا شیخ امین - ففررت فرار الظلام من النور -
اور تیری کھیتی کے زمیندار اور امین شیخ کے بیٹے ہیں پس تو ایسا بھاگا جیسا کہ اندھیرا روشنی سے بھاگتا ہی

وولیت دبر الکذب والزور - ودخلت الجحر کالمتخوفین - وما ورد
اور جھوٹ کی پیٹھ کو تو نے پھیر لیا اور ڈرنیوالوں کی طرح سوراخ میں جا چھپا - اور تیرے

علی صاحبیک۔ انہما فرّا وفقاء اعینیک۔ وما جاءانی کالمباھلین۔
دونوں صاحبوں کو کیا پیش آیا وہ دونوں بھاگ گئے اور تجھے اندھا کر گئے۔ اور مباہلہ کرنیوالوں کی طرح میرے مقابل پر نہ آئے

وای خوف منعہما من المباھلۃ۔ ان کانا یکفرانی علی وجہ البصیرۃ۔
اور کس خوف نے انکو مباہلہ سے منع کیا اگر وہ علی وجہ البصیرۃ مجھکو کافر جانتے تھے۔

فاین ذھبا ان کانا من الصادقین۔ ومن اقوالک فی اشتہارک۔ انک
پس کہاں چلے گئے اگر وہ سچے تھے اور منجملہ تیرے اقوال کے جو تیرے اشتہار میں ہیں

خاطبتنی وقلت بکمال اصرارک۔ انک تحترق فی النار وتغرق فی
یہ قول ہے کہ تو نے مجھے مخاطب کر کے بکمال اصرار کہا ہے کہ تو آگ میں جل جائیگا اور پانی میں غرق

الماء۔ ولا یمسنی ضرلو دخلتہما واحفظ من البلاء۔ اما الجواب۔ فاعلم انہا الکذاب۔
ہوجائیگا۔ اور مجھے اگر ان دونوں میں داخل ہوں کچھ دکھ نہیں پہونچے گا مگر ہمارا جواب اے کذاب یہ ہے

انک رایت کل ذالک بعد المباھلۃ الاولی۔ واغرقت واحرقت یا فضلۃ النوکی۔ فانبئنا
کہ تو پہلے مباہلہ کے بعد یہ سب کچھ دیکھ چکا ہے۔ اور تو غرق کیا گیا اور جلایا گیا اے احمقوں کے فضلے۔ پس ہمیں

این خرجت من الماء۔ بل مت فی ماء الندم کالاشقیاء۔ واین نجیت من النار۔ بل احترقت
بتلا کہ کب تو پانی میں سے نکلا بلکہ تو تو ندامت کے پانیمیں بدبختوں کی طرح ڈوب گیا۔ اور کہاں تجھے آگ سے نجات حاصل ہوئی بلکہ

بنار الحسرۃ التی تطلع علی الاشرار۔ وما صارت النار علیک بردًا وسلامًا۔ بل اکلتک
تو اس حسرت کی آگ سے جلگیا جو شریروں پر بھڑکتی ہے اور تیرے پر آگ ٹھنڈی نہ ہوئی بلکہ خدا کے رسوا

نار اخزاء اللہ ولقیت الاما۔ وکذالک یخزی اللہ المفترین۔
کرنے کی آگ تجھکو کھا گئی اور کئی درد دکھ تو نے اٹھائے۔ اور اسیطرح خدا مفتریوں کو رسوا کرتا ہے۔

اِنَّ الذین یتکبرون بغیر الحق ھم الفاسقون حقًا ولو حسبوا
وہ لوگ جو ناحق تکبر کرتے ہیں وہی درحقیقت فاسق ہیں اگرچہ اپنے تئیں

انفسہم من الصالحین۔ والذین وجدوا فضل ربہم یعرفون بانوارھم۔
صالح سمجھیں اور جو لوگ خدا تعالیٰ کا فضل پانیوالے ہیں وہ اپنے نوروں سے پہچانے جاتے ہیں

ویمشون علی الارض ھونًا انکسارھم۔ ولا یمشون مستکبرین۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔
اور تواضع کیساتھ زمین پر چلتے ہیں اور تکبر سے قدم نہیں رکھتے۔ اور آخری دعا ہماری الحمد للہ رب العالمین ہے۔

قصیدۃ من المؤلف

انّی صدوق مصلح مترحم
میں صادق اور مصلح ہوں

سمٌّ لعادٍ الی وسلمی سلم
اور میری دشمنی زہر ہے اور میری صلح سیڑھی ہے

انی انا البستان بستان الہدیٰ
میں باغ ہدایت ہوں

تاتی الیّ العین لا تتصرم
میری طرف وہ چشمہ آتا ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوتا

روحی لتقدیس العلیّ حمامۃ
میری روح خدا کی تقدیس کیلئے ایک کبوتر ہے

او عندلیب غارد مترنم
یا بلبل ہے جو خوش آوازی سے بول رہی ہے

ما جئتکم فی غیر وقت عابثا
میں تمہارے پاس بے وقت نہیں آیا

قد جئتکم والوقت لیل مظلم
میں اس وقت آیا کہ ایک اندھیری رات تھی

صارت بلاد الدین من جدب غثا
دین کی ولایت بباعث قحط کے جو غالب آگیا

اقوت واقفر بعد روض تعلم
خالی ہوگئے بعد اس کے جو وہ ایک باغ کیطرح تھے

ھل بقی قوم خادمون لدیننا
کیا وہ قوم باقی ہے جو ہمارے دین کی خدمت کرین

ام ھل رایت الدین کیف یحطم
اور کیا تو نے نہیں دیکھا دین کو کسطرح مسمار کیا جاتا ہے

فاللہ ارسلنی لاحیی دینہ
سو خدا نے مجھے بھیجا تا کہ میں اسکے دین کو زندہ کرون

حق فہل من راشد یستسلم
یہ سچ ہے پس کیا کوئی ہے جو اطاعت کرے

جھد المخالف باطل فی امرنا
مخالف کی کوشش ہمارے امر میں باطل ہے

سیف من الرحمن لا یتثلم
یہ خدا کی تلوار ہے جس میں رخنہ نہیں ہو سکتا

فی وجہنا نور المہیمن لائح
ہمارے منہ میں خدا تعالیٰ کا نور واضح ہے

ان کان فیکم ناظر متوسم
اگر کوئی تم میں دیکھنے والا ہو

الیوم ینقض کل خیط مکائد
آج ہر ایک مکر کا تاگا توڑ دیا جائے گا

لٰکن سحیل او شدید مبرم
نرم اک تارہ ہو یا سخت دوتارہ ہو

من کان صوّالا فیقطع عرقہ
جو شخص حملہ آور ہو پس اسکی رگ کاٹ دیجائیگی

یردیہ عالیۃ القنا ولہذم
اور نیزہ کا اوپر کا سرا یا نیچے کا سرا اسکو ہلاک کردیگا

اللہ اثرنا وکفّل امرنا
خدا نے ہمیں چن لیا اور ہمارے کام کا متکفل ہوگیا

فالقلب عند الفتن لا یتجہم
پس دل فتنوں کے وقت متردد نہیں ہوتا

ملك فلا يُجزى عزيز جنابه
وہ بادشاہ ہے اس کی جناب کا عزیز کبھی رسوا نہیں ہوتا

ان المقرب لا ابالك يكرمُ
اور مقرب ضرور عزت پا لیتا ہے

كفرٌ وما التكفير منك بدعةٍ
تو مجھے کافر کہتا رہ اور کافر کہنا کوئی بدعت نہیں

رسم تقادم عهده المتقدم
یہ تو ایک پرانی رسم چلی آتی ہے

قد كُفّرت من قبل صحب نبيّنا
اس سے پہلے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کافر ٹھیرائے گئے

قالوا لئام كفرة وهم
اور رذیلوں نے کہا کہ یہ لئیم کافر ہیں اور انکی شان ایسی ہے جو

ما غادروا نفسا تُعزّ و تكرم
جو کسی ذی عزت کو انہوں نے نہیں چھوڑا

انظر الى المتشيعين ولعنهم
شیعوں اور ان کی لعنت کی طرف دیکھ

شاهدت راياتي فانت تكتّم
اور میرے جھنڈوں کو تونے مشاہدہ کیا اور پھر پوشیدہ رکھتا ہے

جاءتك اياتي فانت تكذّب
میرے نشان تیرے پاس آئے اور تو تکذیب کر رہا ہے

فاخذ فانّي فارس مستلئم
مجھسے لڑ کہ میں سوار زرہ پوش ہوں

يا من دنى منّي بسيف زجاجة
اے وہ شخص جو آبگینہ کی تلوار کے ساتھ میرے پاس آیا

بطل وفي صفّ الوغى متقدم
کہ میں دلیر ہوں اور جنگ کی صف میں سب سے پہلے

يدريك من شهد الوقائع انني
وقائع شناس آدمی تجھے بتلا دے گا

كم من صدورٍ قد كلمتُ واكلم
اور بہت سی سینوں کو میں نے زخمی کر دیا

كم من قلوبٍ قد شققتُ جذورها
بہت سی دلوں کی جڑیں میں نے پھاڑ دیں

سيف فيقطع من يكيد ويجذم
تلوار ہے پس وہ مکر کرنیوالوں کو کاٹ دیتی ہے

واذا نطقتُ فان نطقي مفحم
اور جب میں بولوں تو میرا نطق منہ بند کرنیوالا ہے

للحرب دائرة عليك فتعلم
تیرے پر لڑائی کا چکر آئیگا اور پھر تو جان لیگا

حاربتُ كل مكذّب وبآخر
ہر ایک مکذب سے میں لڑا اور سب سے آخر

في الصدق فاسلك سبل صدق تسلم
پس صدق کا طریق اختیار کر تا سلامت رہے

يا لائمي ان المكارم كلها
اے میری ملامت کرنیوالے تمام بزرگیاں صدق میں ہیں

ان كنت ازمعت النضال فاننا
اگر تونے مقابلہ کا قصد کیا ہے

نأتي كما يأتي لصيد ضيغم
پس ہم اس شیر کی طرح آئینگے جو شکار کے لئے آتا ہے

هلا اريت العلم يا ابن تصلف ۔۔۔ ان كنت علاما بما لا اعلم

اے لاف کے بیٹے تونے اپنا علم کیوں نہ دکھلایا ۔۔۔ اگر تو وہ چیزیں جانتا تھا جو مجھے معلوم نہیں

قد ضاع عمرك في السفاهة والعمى ۔۔۔ طوبى لمن بعد السفاهة يحلم

تیری عمر سفاہت میں اور نابینائی میں ضائع ہوگئی ۔۔۔ مبارک وہ شخص جو سفاہت کے بعد عقلمند ہو جائے

قد جاء ان الظن اثم بعضه ۔۔۔ فارفق ولا يضلل جنانك مأثم

قرآن شریف میں آیا ہے کہ بعض ظن گناہ ہیں ۔۔۔ پس نرمی کر اور تیرے دلکو گناہ گمراہ نہ کرے

الكبر يخزي اهله العالي ومن ۔۔۔ لله يصغر فالمهيمن يعظم

تکبر تکبر کرنے والے کو رسوا کرتا ہے ۔۔۔ اور جو خدا کے لئے چھوٹا ہوتا ہے خدا اسکو بڑا کر دیتا ہے

يا ايها الناس اذكروا اجالكم ۔۔۔ ان المنايا لا ترد وتهجم

اے لوگو اپنا وقت موت یاد رکھو ۔۔۔ اور موت جب آتی ہے تو روکی نہیں جاتی اور یکدفعہ آتی ہے

يا ايها الناس اعبدوا خلاقكم ۔۔۔ توبوا وان الله رب ارحم

اے لوگو اپنے پیدا کرنیوالے کی پرستش کرو ۔۔۔ توبہ کرو اور خدا ارحم الراحمین ہے

اني اري الدنيا تمر بساعة ۔۔۔ غيم قليل الماء لا يتلوم

میں دنیا کو دیکھتا ہوں کہ جلد گذر جاتی ہے ۔۔۔ یہ ایک ایسا بادل ہے جسمیں پانی تھوڑا ہے اور زیادہ توقف نہیں کرتا

فلهذه لا تسخطوا معبودكم ۔۔۔ توبوا وطوبى للذي يتندم

پس اس دنیا کے لئے اپنے معبود کو ناراض مت کرو ۔۔۔ توبہ کرو اور مبارک وہ جو متندم ہوتا ہے

توبوا وان العذر لغو بعدها ۔۔۔ كشفت سرائركم واخذ المجرم

توبہ کرو اور اسوقت توبہ کرنا بیفائدہ ہے ۔۔۔ جبکہ تمہارے بھید کھولے گئے اور مجرم پکڑا گیا

انا صرفنا في النصيحة رحمة ۔۔۔ ما حمل حسن بياننا وتكلم

ہمنے از روئے رحمت وہ نصیحت دینی میں خرچ کر دیا ہے ۔۔۔ جو پوچھ کہ ہمارا حق بیان برداشت کر سکا

والله اني قد بعثت لخيركم ۔۔۔ والله اني ملهم ومكلم

بخدا میں تمہاری بھلائی کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں ۔۔۔ اور بخدا میں ملہم اور مکلم ہوں

ان كنت تبغي حربنا فتحارب ۔۔۔ يا رب فاني حاضر متخيم

اگر تو ہماری لڑائی کو چاہتا ہے پس ہم لڑائی کرینگے ۔۔۔ میدان میں آ کہ ہم حاضر ہیں اور خیمہ لگا بیٹھے ہیں

القصيدة الثانية

لك الحمد يا ترسي وحرزي وموئلي
اے میری پناہ اور میری قلعہ تیری تعریف ہو
بحمدك يروى كل من كان يستقي
تیری تعریف سے ہر ایک شخص جو پانی چاہتا ہے سیراب ہو جاتا ہے

بذكرك يجري كل قلب قد اعتقى
تیرے ذکر کے ساتھ ہر ایک دل جو رکا ہوا جاری ہو جاتا ہے
بحبك يحيى كل ميت ممزق
اور تیری محبت کے ساتھ ہر ایک مردہ زندہ ہو جاتا ہے

وباسمك يحفظ كل نفس من الردى
اور تیرے نام کے ساتھ ہر ایک شخص ہلاکت سے بچتا ہے
وفضلك ينجي كل من كان يوبق
اور تیرا فضل ہر ایک قیدی کو رہائی بخشتا ہے

وما الخير الا فيك يا خالق الورى
اور تمام نیکی تیری طرف سے ہے اے جہان آفرین
وما الكهف الا انت يا متكا التقى
اور تو ہی پرہیزگاروں کی پناہ ہے

وتعنو لك الافلاك خوفا وهيبة
اور تیرے آگے خوفناک ہو کر آسمان جھکے ہوئے ہیں
وتجري دموع الراسيات وتبثق
اور پہاڑوں کے آنسو جاری اور رواں ہیں

وليس لقلبي يا حفيظي وملجائي
اور میرے دل کیلئے اے میرے نگہبان اور پناہ
سواك مريح عند وقت التأزق
کوئی دوسرا آرام پہنچانیوالا نہیں جب تنگی وارد ہو

يميل الورى عند الكروب الى الورى
دکھ کے وقت خلقت خلقت کیطرف توجہ کرتی ہے
وانت لنا كهف كبيت مسردق
اور تو ہمارے لئے ایسی پناہ ہے جیسے نہایت مضبوط گھر

وانك قد انزلت آيات صدقنا
اور تو نے ہمارے صدق کے نشان اتارے ہیں
فويل لغمر لا يراها وينهق
پس وہ نادان ہلاک شدہ ہے جو ان نشانوں کو نہیں دیکھتا

الم ير عجلا مات في الحي داميا
کیا اس گوسالہ کو اس نے نہیں دیکھا جو اپنے قبیلہ میں خون آلودہ
اهذا امن الرحمن او فعل بندق
کیا یہ خدا کا فعل ہے یا میری بندوق کا کام ہے

ارى الله آيته بتدمير معتد
خدا نے اپنا نشان ایک معتد کو ہلاک کر کے دکھایا
وتعرفها عين رنت بالتعمق
اور اس نشان کو وہ آنکھ پہچان سکتی ہے جو غور سے دیکھے

وما كان هذا اول الآي للعدا
اور یہ دشمنوں کے لئے کوئی پہلا نشان نہیں
بل الآي قد كثرت فامعن وحقق
بلکہ نشان بہت ہیں پس سوچ اور تحقیق کر

وَلِلّٰہِ اٰیٰتٌ لِتَائِیْدِ دَعْوَتِیْ

اور میرے تائید دعوی مین خدا کے لئے نشان ہین

الا ربّ یوم قد بدت فیہ اٰیا

خبردار ہو بہت ایسے دن ہین جنمین ہماری نشانیان ظاہر ہوئین

اذا قام عبد اللّٰہ عبد کریمنا

اور جبوقت مولوی عبد الکریم صاحب کھڑے ہوئے

فکلّ من الحضّار عند بیانہ

پس تمام حاضرین اس کے بیان کے وقت

وقاموا بجذبات النشاط کانّھم

اور نشاط کی جذبون کے ساتہ کھڑے ہوگئے گویا کہ انہون نے

ومالت خواطرھم الیہ لذاذۃً

اور ان کے دل اسکی طرف لذت کے ساتہ ایسی میل کرگئے

فاخرج حیوات العدا من جحورھا

پس اُسنے دشمنون کے سانپون کو انکی سوراخونسے باہر نکالا

وکانوا بھمس یحمدون کلامہ

اور نرم آواز سے تعریف کرتے تھے

حدا ھم فلم یترک بہا قلب سامع

ان کو خوش آوازی سے چلایا اور کسی دلکو نہ چھوڑا

کانّ قلوب الناس عند کلامہ

گویا لوگون کے دل اس کے کلام کے وقت

وکان کسمطی لؤلؤ وزبرجد

اور موتی اور زبرجد کی دو لڑیون کیطرح وہ مضمون تھا

الیہ صبت رغبًا قلوب اولی النھی

عقلمندون کے دل اُسکی طرف رغبت سے جھک گئے

فانس بعین الناظر المتعمق

پس اُس آنکھ سے دیکہہ جو سوچنے والی اور غور کر کے دیکھا کرتی ہے

ولا سیّما یوم علا فیہ منطقی

بالخصوص وہ دن جب ان میری تقریر غالب آئی

وکان بحسن اللحن یتلوا ویبعق

اور حسن آواز سے پڑہتے اور ترنم کے ساتہہ آواز کرتے تھے

کمثل عطاشٰی اھرعوا وکاعشق

پیاسون کیطرح بادہ عاشقون کی طرح دوڑے

تعاطوا سُلافًا من رحیقٍ مزھرق

وہ شراب لیلی جو اس شراب کی قسم مین سے تھی جو رقص آور ہو

کمثل جیاعٍ عند خبزٍ مرقّق

جیسا کہ بھوکے نرم چپاتیون کیطرف

وانزل عُصمًا من جبال التعزّق

اور پہاڑی بکرون کو بخل کے پہاڑونسے نیچے اتارا

حفیف طیورٍ او صداء التمطّق

گویا وہ پرونکی ہلکی آواز تھی جب جانور صف باندہ کر

ولا اذنًا الّا حدٍ امثل عنہق

اور نہ کسی کان کو نکڑا ونٹ کی طرح اسکو چلایا

علی قلبہ لفّت کنبتٍ معلّق

اسکے دل پر لپیٹے گئے جیسا کہ ایک بوٹی درخت پر لپیٹی جاتی ہے

وکان المعانی فیہ کالدرّ یبرق

اور معانی اُسمین موتیون کیطرح چمکتے تھے

اذا ما رأوا دُرًّا وسمط التزیّق

جبوقت انہون نے موتی دیکھے اور زینت کی لڑی دیکھی

ومن عجب قد اخذ کل نصیبه ۔ وفی السمط کانت درة لم تفرق

اور تعجب تو یہ ہے کہ ہر ایک نے اپنا حصہ لے لیا حالانکہ رشتہ کے موتی رشتہ میں موجود ہیں اور اس سے الگ

اذا رفعت استارها فکانها ۔ عذاری ارین الوجه من تحت نخنق

اور جب ان کے پردے اٹھائے گئے پس گویا وہ باکرہ عورتیں ہیں جنھوں نے برقع میں سے منہ نکالا

فظل العذاری ینتهسن بجلوة ۔ بعاء قلوب المبصرین بمازق

پس ان باکرہ عورتوں نے یہ شروع کیا کہ وہ عارفوں کے دلوں کی مال کو لڑاتی میں لوٹتی تھیں

فشبر من الایوان لم یبق خالیا ۔ لما ملاء الایوان عشاق منطقی

پس یہ ان میں سے ایک بالشت جگہ خالی نہ رہی کیونکہ اس ایوان کو میری سخن کے عاشقوں نے بھر

وکان الاناس لمیلهم نحو کلمتی ۔ باقطاره القصوی کطیر مزنق

اور لوگ بباعث اسکے کہ انکو میرے کلام کیطرف میل تھا اس ایوان کے کناروں میں ایسے تھے کہ جیسے ایک پرند ایک طرف پرواز کرکے جانا چاہے

وقوفا بهم صحبتی لخدمة بینهم ۔ یرون عجائب ربهم من تعمق

اور ان کے پاس میرے دوست کھڑے تھے۔ جو خداتعالی کے عجائب کام دیکھ رہے تھے۔

وکم من عیون الخلق فاضت دموعها ۔ اذا ماراوا ایات رب موفق

اور بہتوں کے آنسو جاری ہو گئے جبکہ انھوں نے خداتعالی کی نشان دیکھی

وکانوا اذا سمعوا کلاما کلؤلؤ ۔ وکلما نفرحهم کمسك مدقق

اور لوگوں کی یہ حالت تھی کہ جب وہ ہر کلام گوہر مثال کو سنتے تھے اور ان کلمات کو سنتے تھے جو مشک باریک کردہ کیطرح تھے

یقولون کررها وارو قلوبنا ۔ وهز علینا من عذیقك فاسق

کہتے تھے دوبارہ پڑھ اور ہمارے دلونکو سیراب کر اور اپنی کھجوروں کو ہمارے پر ہلا اور جھاڑ

هنالك لاحت آیة الحق کالضحی ۔ فهل عند امر واضح من مبرق

اس جگہ دن کی طرح نشان خدا کا ظاہر ہو گیا پس کوئی ہے کہ ایک واضح امر کو آنکھ کھول کر دیکھے

وانی سقیت الماء ماء المعارف ۔ واعطیت حکما عافها قلب احمق

اور میں معارف کا پانی پلایا گیا ہوں اور وہ حکمتیں بھی مجھے عطا کی گئی ہیں جو صرف احمق انسے کراہت کرتا ہے

یمانیة بیضاء درر کانها ۔ جواهر سیف قد فداها الموثق

وہ یمنی حکمتیں موتیوں کی مانند ہیں گویا وہ تلوار کے جوہر ہیں جو کشتہ حسن کا خون بہاتے ہیں

وكان بكلماتي يجر قلوبهم
پس وہ میرے کلموں کے ساتھ انکو دلونکو کھینچتا تھا

البته ولم يسحر ولم يتملق
اور نہ کوئی سحر تھا اور نہ کوئی دلجوئی تھی

واضحى يسح الماء ماء فصاحة
اور اس نے شروع کیا کہ ہر ایک مستعد

على كل قلب مستعد محقق
دل پر جو طیار ہو فصاحت کا پانی گراتا تھا

وكل اراء وامن اسارير وجههم
اور ہر ایک نے اپنے چہرہ کے نقشوں سے

سرورا وذوقا ما ينافي التانق
وہ سرور ظاہر کیا جو تنگدلی کے منافی تھا

ومن سمع قولا غير ما قرء فاشتكى
اور جس نے میرے قول کے سوا کوئی اور قول سنا

كما تشتكي ابل عقيب التبرق
پس اسنے گلہ کیا جیساکہ اونٹ بروق کی بوٹی کھاکر

وكانوا كمحو بعالم سكتة
اور وہ لوگ عالم سکتہ مین محو کی طرح تھے

فيا عجبا من ميلهم كالتعشق
پس کیا عجیب انکی میل تھی جو عشق کے مانند مشابہ تھی

وكم حكم كانت بلف كلامنا
اور بہت سی حکمتین ہمارے کلام مین تھین

وكم درر كانت تلوح وتبرق
اور بہت سی موتی ستارہ کیطرح چمک رہی تھی

جرائد اقوام تصدت لذكرها
قوموں کی اخبارون نے اس کا ذکر کیا ہے

لما رغبوا في وصف قولي كمنشق
کیونکہ انھون نے بات کہنیوالونکیطرح میرے قول کیطرف رغبت کی ہے

ترى زمر الادباء في اخبارهم
تو ان کو دیکھتا ہے کہ انھون نے اپنے اخبار وںمین

اشاعوا كلامي للاناس كمشفق
میرے کلام کو لوگونمین مشفق کیطرح شائع کیا

وكانت بمضامين كغيد بلطفها
اور میرے مضامین نازک اندام عورتون کیطرح تھی

فاصبت بحسن ثم لحن كبلبق
پس حسن کے ساتھ پھر اس آواز کو سکر جو ملاقات کی تھی دل اسکی طرف جھک گئے

ولما راها اهل راي تمايلت
اور جب اس مضمون کو اہل الرائے لوگون نے دیکھا

عليه عيون قلوبهم بالتوبق
تو ان کے دلونکی آنکھین دوستی کے ساتھ اسطرف جھک گئین

ومر على الاعداء بعض رشاشها
اور بعض رشحات اس کے دشمنون پر گرے

فنقيها قد تغسل فساح تخنق
پس اسکو اڑنیوالی قطروں نے ...

الى هذه الايام لم ينس ذكرها
ان دنون تک انکا ذکر فراموش نہین ہوا

وكل لطيف لا تشاء يرمق
اور ہر ایک لطیف ناچار ہمیشہ دیکھا جاتا ہے اور نظرین اسکی ...

جزى الله عني مخلصي حين قرءها
ہر ایک مخلص کو خدا جزا دے جبکہ اُنہوں نے وہ مضمون پڑھا

فصارت مضامين العدا كالممزق
پس دشمنوں کے مضمون پارہ پارہ ہو گئے

وكان الاناس غدرة يوم قيامه
اور جبدن وہ پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا تو لوگ

حراصًا اليه كمثل طفل لبلعق
اُسکی طرف ایسے حریص تھے جیسا کہ ایک بچہ عمدہ کھجور کیطرف

واخبرني من قبل ربي بوحيه
اور خدا نے پہلے سے بذریعہ وحی مجھے خبر دی

وقال سيعلوا ما كتبت ويبرق
اور کہا کہ جو کچھ تونے لکھا ہے غالب ہوگا اور اسکی چمک ظاہر ہوگی

فشهدت جذور قلوبهم انها علت
پس اُن کے دلوں نے گواہی دی کہ وہ مضمون غالب رہا

وفاقت وراقت كل قلب كصلق
اور فائق ہوا اور ہر ایک سلیم اور صاف دل کو اچھا معلوم ہوا

ترآى بعين الناس حسن نكاتها
لوگوں کی نظر میں اُس کے نکات

وكلماتها كانها بيض عقعق
اور کلمات ایسے دکھائی دئے کہ گویا وہ عقعق کے انڈے ہیں

فوقعت مضاميني على كل منكر
پس میری مضامین منکروں پر ایسے پڑے

كعضب رقيق الشفرتين مشقق
جیسے کہ ایک تلوار پتلی کنارہ والی پھاڑنے والی

وكل من الاحرار القوا قلوبهم
اور تمام آزاد طبعوں نے اپنے دل ہماری طرف پھینک دئے

الينا بصدق غير من كان ممحق
صدق کے ساتھ بجز ایسے شخص کی جو خیر اور برکت سے بے نصیب تھا

فصدنا بكلم كل صيد معظم
پس ہمنے بڑے بڑے شکاروں کو شکار کر لیا

كاسد ونمر غير فار وخرنق
مثل شیر اور چیتے کے اور چوہا اور خرگوش باہر رہ گیا

وتركوا لقولي رايهم فكانهم
اور میرے قول کے لئے اُنہوں نے اپنی قول چھوڑ دی

خذول اتت ترعى خميلة منطق
پس گویا کہ وہ منفرد ہرنیاں تھیں جو میری سخن کے باغیچہ میں چرنے لگیں

على السن قد دار ذكر كلامنا
اور زبانوں پر ہمارے کلام کا ذکر وارد ہوا

وقد هنؤونا كالحبيب المشوق
اور دوست آرزومند کیطرح ہمیں مبارکباد دی

وسر عيون الناظرين صفاءه
اور دیکھنے والوں کے دلوں کو اسکی صفائی نے خوش کیا

كورد طري الجسم لم يتشقق
مثل گلاب کے پھول کے جو تازہ ہو اور پھٹا ہوا نہ ہو

ولما بدت روض الكلام تضعضعت
اور جب کلام کے باغ ظاہر ہوئے تو دشمنوں کے دل ہل گئے

قلوب العدا وتواردوا بالتاتق
اور تعجب کرتے ہوئے اُن باغوں میں داخل ہو گئے

وقد جد شیخ المبطلین لمنعهم
اور شیخ المبطلین نے انکے منع کرنے کیلئے کوشش کی

وهل عند شوق غالب من معوّق
مگر شائق کو کون روک سکتا ہے

تسلت عمایات الهنود بسمعها
ہندوں کے کورانہ خیال اس مضمون کے سننے سے دور ہو گئے

وما قل بخل الشیخ فانظر و عمّق
اور شیخ بٹالوی کا بخل دور نہ ہوا پس سوچ اور غور کر

ففاضت دموعی من تذکر بخله
پس مجھے اس کے بخل کا خیال کرکے رونا آیا

اهذا هو الرجل الذی کان یتقی
کیا یہ وہی شخص ہے جو پرہیزگاری دکھلاتا تھا

اذا قام للاسماع شیخ بطالة
اور جب سنانے کیلئے شیخ بٹالوی اٹھا

ففرّت جموع کارهین کجوذرق
تو اکثر لوگ کراہت کرکے شتر مرغ کی طرح بھاگ گئے

ولمّا تلا الشیخ المزوّر ما تلا
اور جب شیخ دروغ آرا نے پڑھا جو پڑھا

فکان الاناس یرونه کیف ینطق
پس لوگ اسکو دیکھتے تھے کہ کیونکر پڑھتا ہے

وکان یعید الکلم من غیر حاجة
اور وہ کلموں کو بغیر حاجت کے بار بار پڑھتا تھا

ویاتی بالفاظ کصخر مدملق
اور بڑے بھاری پتھر کی طرح الفاظ لاتا تھا

ومن سمع قولی قبله ظن انه
اور جو شخص میرا قول اس سے پہلے سن چکا تھا

لدی ثمرات العذق ناقص عشبق
وہ خیال کرتا تھا کہ کھجور کے پھلوں کے ہوتے ہوئے ایک کڑوی درخت کا پھل

وقال اری الاسلام کالجوّ خالیا
اور کہا کہ میں اسلام کو پول کسطرح خالی دیکھتا ہوں

وما ان اری الآیات من صالح تقی
اور کوئی صاحب کرامت اس میں پایا نہیں جاتا

فصال علی الاسلام فی جمع العدا
پس دشمنوں کے مجمع میں اسلام پر حملہ کیا

وقد کان یعلم انّه یتخلّق
اور وہ خوب جانتا تھا کہ وہ جھوٹ بولتا تھا

وحمد کبراء الهنود و دینهم
اور ہندوں کے بزرگوں اور ان کے دین کی تعریف کی

وداهن من وجه النفاق کمنفق
اور منافقوں کیطرح نفاق سے مداہنہ کیا۔

اراد لیخزی دیننا من عداوتی
اس نے ارادہ کیا کہ میری عداوت سے دین کو رسوا کرے

فاخزاه ربّ قادر حافظ الحق
سو خدائے قادر حق کے محافظ نے اسکو ہی رسوا کر دیا

فلمّا رأوا سیر الغراب بنطقه
پس جب لوگوں نے کوے کی سیرت اسکو نطق میں دیکھی

فقالوا لک الویلات انک تنعق
تو انھوں نے کہا تجھ پر واویلا تو تو کان کرتا ہے

وقالوا له یا شیخ وقتك قد مضى
اور لوگوں نے کہا کہ اے شیخ تیرا وقت گذر گیا

فاحسن الینا بالسکوت واطرق
پس اپنی خاموشی سے ہمپر احسان کر

ولما اصر علی القیام وما نای
پس جب اسنے قیام پر اصرار کیا اور دور نہ ہوا

فقیل علی عقبیك انك تدمق
پس کہا گیا کہ پیچھے ہٹ جا تو نے بے اجازت دخل کیا

فما طاوع الاحرار حمقا وما انتهى
پس حماقت کی وجہ سے آزادوں کی بات کو نہ مانا اور باز نہ آیا

فقالوا اذا صه صه ولا تك مقلق
پس لوگوں نے کہا کہ چپ رہ چپ رہ اور بے آرام نہ کر

فلما ابا خفاه صدر المنتدى
پس جب کہ سرکشی کی تو میر مجلس نے اس کو نکال دیا

بزجر یلیق بذی مکائد افسق
اور ایسے جھڑکی کے ساتھ نکالا جو فاسقوں کے لائق ہے

اهان المهیمن من اراد اهانتی
خدا نے اس شخص کو ذلیل کیا جو میری ذلت چاہتا تھا

فرمق ومیض الحق ان کنت ترمق
پس حق کی چمک کو دیکھ اگر دیکھ سکتا ہے

ید الله تحمی نفس من هو صادق
خدا کا ہاتھ صادق کی حمایت کرتا ہے

وان المزور یضمحل ویزهق
اور جھوٹا مضمحل ہو جاتا اور ہلاک ہو جاتا ہے

وتبقى رجال الله عند نهابر
اور خدا کے مرد مصیبتوں کے وقت باقی رہتے ہیں

علی النار تفنی الکاذبون کزیبق
اور جھوٹے آگ پر پارہ کی طرح فنا ہو جاتے ہیں

اذا ما بدت نار من الله فتنة
جس وقت خدا کی آگ آشکارا ہوتی ہے

فکل کذوب لا محالة یحرق
پس ہر ایک جھوٹا جلایا جاتا ہے

ومن یحرق الصدیق حب مهیمن
اور صدیق کو جو خدا کا دوست ہے کوئی جلا نہیں سکتا

فطوبى لمن یصلى بنار التومق
پس مبارک وہ جو دوستی کی آگ سے جلتا ہے

ومن کذب الصدیق خبثا وفریة
جو شخص خباثت اور جھوٹ کی راہ سے صدیق کی توہین کرے

فیسفیه اعصار ویخزی ویسحق
پس ایک گرد باد کی ہوا اسکو اڑا کر لیجاتی اور اسکو رسوا کرتی ہے اور پیس دیتی ہے

ومهما یکن حق من الله واضح
اور جس جگہ حق واضح ہو

وان ردها زمر من الناس یبرق
اگرچہ لوگ اس کو رد کریں تب بھی وہ چمک اٹھتا ہے

ومن کان مفتریا یضاع بسرعة
اور مفتری جلد ہلاک کیا جاتا ہے

ویهلك کذاب بسم التخلق
اور کذاب جھوٹ بنانیکے زہر سے مر جاتا ہے

ترى قوله من كل خير خالياً
تو اس کی بات کو ہر ایک نیکی سے خالی پائے گا

فيقطع منبت الريح وجوده
پس ایسی بوٹی کاٹ دیجاتی ہے جسکا وجود کچھ فائدہ نہیں دیتا

وانى من المولى عذيق مرجّب
اور میں خدا تعالیٰ کیطرف سے وہ کھجور ہوں جو بار کثرت میوہ اس کے

حسبتم قتال الصادقين كهيّن
تم نے صادقوں کی لڑائی کو آسان سمجھ لیا ہے

تقدمت عبد الحق فى السب والهجا
اے عبد الحق تو نے گالیوں میں پیش قدمی کی

وسميتنى كلباً وقد فهت منا تما
اور میرا نام تو نے کتا رکھا اور گالیوں سے تو نے منہ کھولا

وما الكلب الا صورة انت روحها
اور کتا ایک صورت ہے اور تو اس کی روح ہے

رميتك اذ عرّضت نفسك رمية
میں نے تجھے اسوقت گالی دی جبکہ تو نے اپنے نفس کو گالی کا نشانہ بنا دیا

فاسقيك مما قلت كاساً روية
میں تیری ہی قول سے تجھے لبالب پیالے پلاؤں گا

فذق ايها الغالى طعام التبادل
پس اے غلو کرنیوالے بھاجی کا کھانا چکھ

لطمتك تنبيهاً فالغيت لطمنا
یعنی تنبیہ کیلئے تجھے طمانچہ لگا تو نے طمانچہ کو کچھ نہ سمجھا

وتسمع منى كل ما انت تبتدہ
اور جو گالی تو دینا چاہے گا وہ ہم سے سنے گا۔

كنبت خبيث الريح مُرٍّ سنعبق
جیسا کہ ایک پلید بوٹی بدبو والی کڑوی جسکا نام سنعبق ہے

وكل نخيل لا محالة يسمق
اور ہر ایک کھجور کا درخت ضرور اپنی لمبائی تک

فيعرق قاطع شجرتى كل معرق
پس جو شخص میرے درخت کو قطع کرنا چاہے گا اسکی ہڈی پر گوشت علیحدہ کیا جائیگا

وان سهام الصادقين ستخرق
اور سچوں کے تیر آخر نشانہ پر لگا کرتے ہیں

فاقريك ما اهديت لى كالمشوق
پس میں تیری ویسی ہی دعوت کرونگا جیسا کہ تو نے اپنی آرزو سے تحفہ دیا

وجاوزت حدّ الامر ايها الشقى
اور اے شقی تو حد سے زیادہ گذر گیا۔

فمثلك ينبح كالكلاب ويزعق
پس تیری جیسا آدمی کتے کیطرح بھونکتا ہے اور فریاد کرتا ہے

ومن اكثر التفسيق يوماً يفسّق
اور جو بدکاری میں حد سے زیادہ گذر جائے آخر وہ بدکار ٹھیرایا جاتا ہے

وذلك دين لازم كيف يمحق
اور یہ لازم الادا قرض ہے پس اس سے کم نہیں کیا جائیگا

صفيف شواءٍ بالجبين المرقّق
بھنا ہوا گوشت ہے چپاتی کے ساتھ

فليت لنا النعلين من جلد عوهق
پس کاش ہمارے پاس مضبوط اونٹ کے چمڑے کا جوتا ہوتا

وان ترفقن فى القول والصول نرفق
اور اگر تو بات اور حملہ میں نرمی کریگا تو ہم بھی نرمی کرینگے

أطلت لسانك كالبغايا وقاحة ۔ ظلمتك جهلاً يا أخا الغول فاتق

تونے بدکار عورتوں کیطرح اپنی زبان دراز کی ۔ اور اے دیو تونے اپنے پر ظلم کیا۔

وأعلم ان جموعكم ايها العوى ۔ على حراص لو تسرون موبقي

اور اے گمراہ میں خوب جانتا ہوں کہ تمہارے گروہ ۔ میرے قتل کیلیے سخت حریص ہیں اگر میرے قتل کا موقع پاؤ

فاقسمت جهداً بالذي هو ربنا ۔ ساصلي قلوب المفسدين واحرق

پس میں نے خدا تعالی کی قسم کھائی ہے ۔ کہ عنقریب میں مفسدوں کے دل جلاؤنگا

أكف لساني كل كف فان ترم ۔ بخبث فاني دامغ هامة الشقي

میں جہاں تک ممکن ہے زبان کو بند رکھتا ہوں ۔ پس اگر تو خبث کا ارادہ کرے تو میں شقی کا سر توڑنیوالا ہوں

وأشراك ما قلنا وقد فهت بالهجا ۔ بكلم اسائتني اليك فاغلق

اور میری بات تجھے غصہ میں لائی اور تو پہلے بدگوئی کر چکا ۔ ایسے کلموں کے ساتھ جنھوں نے مجھے غصہ دلایا پس میں غصہ کرتا ہوں

ولا خير في رفق اذا لم تكن به ۔ مواضع رفق تطلب الرفق كالحمق

اور اس نرمی میں بہتری نہیں ۔ جو نرمی کے محل پر نہو لیکن جو نرمی کو چاہتا اور حمق کیطرح اسکو مانگتا ہے

ولو قبل سب المكفرين سببتهم ۔ لكنت ظلوماً مسرفاً غير متقي

اور اگر کافر ٹھیرانیوالوں کے گالی دینے سے پہلے میں گالی دیتا ۔ تو میں ظالم اور حد سے گذرنیوالا اور ناپرہیزگار ہوتا

ولكن هجوا قبلي فاوجب لي الهجا ۔ هجاهم فما عدوان عبد مسبق

مگر انھوں نے مجھ سے پہلے ہجو کی پس انکی ہجو نے ۔ مجھے ہجو پر برانگیختہ کیا اور اس شخص پر کیا الزام جس پر سبقت کیے گئے

وقد كفروني وفسقوني وانهم ۔ كذئب سطوا او مثل سيف مشقق

انھوں نے مجھے کافر ٹھیرایا اور فاسق ٹھیرایا اور انھوں نے ۔ بھیڑیے کیطرح حملہ کیا یا بہاری دالی تلوار کی طرح

وما كان قصدي ان اكلم مثلهم ۔ ولكنهم قد كلفوني فاقلق

اور میری نیت نہتی کہ ان کی طرح گفتگو کروں ۔ مگر مجھے انھوں نے تکلیف دی پس میں بے آرام کیا گیا

لهم صول كلب والتوى كحية ۔ وعادات سرحان وقلب كخرنق

انکا کتے کی طرح حملہ ہے اور سانپ کیطرح پیچ وتاب ہے ۔ اور بھیڑیے کیطرح عادتیں ہیں اور خرگوش کا دل ہے

وارسلنی ربی لکفاء سبولهم

اور مجھ کو خدا نے بھیجا ہے تاکہ میں اسلام کیطرف انکی رہنمائی کروں

وانی من المولیٰ وعلمت سبله

اور میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں

فتعجبت من بدع الزمان وفتنه

پس میں نے زمانہ کی بدعتوں اور فتنوں

الم تر کیف یشق فلکی بیشابها

کیا تو دیکھتا نہیں کہ میری کشتی فتنہ کے دریا کو چیرتی ہے

واعطیت من علم الهدیٰ وتالقت

اور مجھے علم ہدایت دیا گیا اور رب کے جلوہ کا آفتاب

ولی آیت کبری فمن غض بصره

اور میرے لئے نشان عظیم ہیں پس جو شخص عناد سے اپنی آنکھ بند کرے

الم تر ان الدهر کیف تکشفت

کیا تو دیکھتا نہیں کہ زمانہ کے فتنے ۔۔۔ ہوگئے

فجئت من الرب الذی یرحم الوریٰ

پس میں اس رب کیطرف سے آیا ہوں جو خلقت پر رحم کرتا ہے

انا الضیغم البطل الذی تعرفونه

میں وہ شیر بہادر ہوں جسکو تم پہچانتے ہو

علی موطن یخشی الکذوب هلاکه

اس میدان میں جو جھوٹا اپنی موت سے ڈرتا ہے

فمن جاءنا فی موطن الحرب والوغیٰ

پس جو شخص لڑائی کے میدان میں ہمارے پاس آیا

ووالله القیت المراسی للعدا

اور بخدا اپنے دشمنوں کے لئے لنگر ڈالا ہے

وغیض میاه قد علت من تدفق

اور تا میں ان پانیوں کو خشک کروں جو گرنے کی زیادتی ۔۔۔

واعطیت حکما من خبیر موفق

اور حکیم توفیق دہندہ سے مجھے حکمتیں عطا ہوئی ہیں

اناسا اطاعونی وزادوا تعلقی

ان لوگوں کو نجات دی ہے جنہوں نے میری اطاعت کی

تجری علیٰ راس العدا کالمصفق

۔۔۔ پر ۔۔۔ ایک حال ۔۔۔ پہنچاتی ہیں

۔۔۔ سے جلوہ ۔۔۔ تضمت مشرق

۔۔۔ افق میں سے نکلا ہے ۔۔۔ طرح ہو گیا

عنادا فمن یعطیه عین التانق

اسکو محاسن پر غور کرنیکی کون آنکھ بخشے

وهبت ریاح لا کهیجان سوهق

اور ایسی ہوا ۔۔۔ جو تیز ہوا کا گرد یاد کیا ہوتا ہے

ویرسل ۔۔۔ قحط معزق

اور ۔۔۔ تنگ کرنے والے قحط کیوقت بھیجتا ہے

ثمال الصدوق مبید اهل التخلق

پناہ راستبازی کی اور دروغگو کو ہلاک کرنے والا

نقوم بصمصام حدید ودالق

ہم تیز تلوار کے ساتھ کھڑے ہو جاتی ہیں

یداس ویسحق کالدواء المدقق

پس وہ پیسا جائیگا جیسا کہ دوائی پیسی جاتی ہے

وقمت لسلم او لحرب ممزق

اور میں صلح کے لئے کھڑا ہوا ہوں اور یا اس لڑائی کیلئے

فان جنحوا للسلم فالسلم دیننا
پس اگر صلح کے لئے جھکیں تو صلح ہمارا دین ہے

وان ندع فی الهیجاء لثم نتابق
اور اگر ہم لڑائی میں بلائے جائیں تو ہم پوشیدہ نہیں

اراهم کارام و عین لصورهم
میں ان کو بظاہر صورت ہرنوں اور گاو دشتی کی طرح

وان القلوب کمثل حجر مذملق
اور دل ان کے پتھر کی طرح سخت ہیں

وان تعنی فی ندوة السلم تلقنی
اور اگر تو مجھے صلح کی مجلس میں بلائیگا تو مجھے وہاں پائیگا

وان تدعنی فی موطن الحرب تلتق
اور اگر تو مجھے جنگ کے میدان میں بلائیگا تو میں گھوڑوں کا

ونخضع للاعداء قبل خضوعهم
اور ہم دشمنوں کے لئے جھکتے ہیں قبل اسکے جو وہ جھکیں

ونرحل بعد الخصم من کل مازق
اور ہم میدان سے دشمن کے کوچ کے بعد کوچ نہیں کرتے

فان اسلموا خیر لهم ولئن عصوا
پس اگر اسلام لائے تو انکے لئے بہتر ہے اور اگر نافرمان ہوئے

فکلهم من بعده کالمشقق
پس ہم جہاد اس کے انکو ایسا مجروح کرینگے جیسا کوئی پھاڑا جاتا ہے

وقد جئتکم من نحو عشرین حجة
اور میں تمہارے پاس تخمیناً بیس برس سے آیا ہوں

ففکر اهذا مدة المتخلق
پس سوچ کر کیا یہ دروغگو مدت ہے

عجبت عماءً ان اکون ابن مریم
تو نے نابینائی سے تعجب کیا کہ میں ابن مریم ہو جاؤں

وان شاء ربی کنت اعلی واسبق
اور اگر خدا چاہے تو میں اس سے بھی بہتر ہو جاؤں

وتذکر لعن الخلق فی امر آتهم
اور آتھم کے مقدمہ میں تو لوگوں کی لعنت کا ذکر کرتا ہے

وقد لعن الابرار قبلی فحقق
حالانکہ ہمیشہ پہلے اس سے نیکوں پر لعنت بھیجی گئی تو تحقیق کر

وان الوری عمی یسبون عجلة
اور لوگ اندھے ہیں جلد گالیاں دینی شروع کر دیتے ہیں

فلیس بشیء لعنهم یا ابن احمق
پس انکا لعنت کرنا اے ابن احمق کچھ چیز نہیں ہے

بل الله یرجع لعن کل مزور
بلکہ خدا تعالیٰ ہر ایک جھوٹے کی لعنت اسی پر ڈالتا ہے

الیه فیمسی بالملاعن ملحق
پس وہ ایسی حالت میں شام کرتا ہے کہ ملعون ہوتا ہے

فدع عنک ذکر اللعن یا صید لعنة
اے لعنت کے شکار لعنت کا ذکر چھوڑ دے

الم تر ما لاقیت بعد التلقلق
کیا تو نے نہیں دیکھا کہ بکواس کے بعد تیرا کیا حال ہوا

أتزعم یا من لعننی بالجفاء ان
اے وہ شخص جو ظلم کے ساتھ مجھ پر لعنت کی

تخلص منی بل تدق و تسحق
کہ تو مجھ سے رہا پا جائیگا بلکہ پیسا جائیگا

كحيت اذا ما وقع في مطحن الرحى
مثل اُس دانہ کے جو چکی کے پیسنے کی جگہ مین پڑ جائے

فيعركه دور الرحى ويدقق
پس چکی اُسکو پیس ڈالیگی اور باریک کر دے گی

لعنتم وان الله يلعن وجهكم
تم نے لعنت کی اور خدا تمہارے مُنہ پر لعنت بھیجتا ہے

ولا لعن الا لعن رب ممزق
اور لعنت خدا کی لعنت ہے

وكنت اغض الطرف صبرا على الاذى
اور مین ایذا پر چشم پوشی کرتا رہا

فلما انتهى الايذاء فقتم تخفقي
اور جب ایذا انتہی کو پہنچی تو تم نے پردہ کو چاک کیا

وان كان ضلعاء الزمان مثلكم
اور زمانہ کے ضُلعاء اگر تمہارے جیسے ہوں

فلا شك اني فاسق بل كا فسق
تو کچھ شک نہیں کہ مین فاسق بلکہ افسق ہون

وما ان ارى في نفسك العلم والتقى
اور مین تیرے نفس مین علم اور تقویٰ نہیں دیکھتا

تصول كخنزير وكالعير تشهق
اور تو خنزیر کی طرح حملہ کرتا ہے اور گدھے کیطرح آواز کرتا ہے

رقصت كرقص بغية في مجالس
اور تو نے بدکار عورت کی طرح رقص کیا

وفسقتني مع كون نفسك افسق
اور مجھے فاسق ٹھہرایا حالانکہ تو سب سے زیادہ فاسق ہے

وما نكره المضمار ان كنت اهله
اور ہم میدان سے کراہت نہیں کرتے اگر تو اُسکا اہل ہے

وناتيك يوم نضالكم بالتشوق
اور ہم تمہاری لڑائی مین شوق کے ساتھ آئینگے

وهما يكن حق من الله واضح
اور جبجگہ خدا تعالی کی طرف سے حق واضح ہو

وان رده زمر من الناس يبرق
اور اگرچہ لوگ اُسکو رد کرین وہ حق چمک اُٹھتا ہے

فذرني وربي انني لك ناصح
پس مجھے میرے رب کے ساتھ چھوڑ دے

وان اك كذابا فاردى واوبق
اگر مین کاذب ہون تو ہلاک کیا جاؤنگا۔

دعوت علي فرده الله ساخطا
تو نے میرے پر بد دعا کی سو خدا تیری بد دعا کو تجھ پر رد کریگا

عليك فصرت كمثل ثوب مخرق
پس تو پھٹے ہوئے کپڑے کی طرح ہوگیا

تعالوا تناضل ايها الزمر كلكم
اے تمام گروہ کے لوگو آجاؤ

ليهلك من ارداه سم التخلق
تا کہ وہ شخص ہلاک ہو جو جھوٹ کے زہر سے ہلاک ہوا

اراكم كذئب او كلب بصولكم
مین تمہین بھیڑیے کیطرح دیکھتا ہون یا کتّے کیطرح حملہ مین

وضاهى تكلمكم حمارا ينهق
اور تمہارا کلام گدھے کے آواز سے مشابہ ہے

لقد ذاق منا قومنا غير مرة
ہماری قوم نے بے شمار مرتبہ
حساما جراحته الى القلب ترتقي
ہماری تلوار کا وہ مزہ چکھا [illegible]

وان كنت في شك فسل شيخ بجرة
پس اگر تجھے شک ہو تو شیخ بطالوں کو پوچھ
عتوا غبيا في البطالة موبق
جو شریر اور غبی اور بطالت میں ہلاک کیا گیا ہے

لكل امرئ عزم يد لا يرد وعزمه
ہر ایک شخص کسی امر کے واسطے ایک قصد رکھتا ہے
اهانت دين الله تاذهب وخفق
اور قصد اس شخص کا اہانت دین کی ہے سا اور کھینچو لے

الا ايها الشيخ الشقي تعمق
اے شیخ شقی سوچ
وفكر كانسان الى ما تنهق
اور انسان کی طرح فکر کر اور گدھے کی طرح آواز کر

اكفرت قوما مسلمين جناية
کیا تونے مسلمان کو ازروئے جنایت کے کافر ٹھیرایا
ظلمتك جهلا فاتق الله وارفق
تونے جہالت سے اپنے پہ ظلم کیا پس ڈر اور نرمی کر

وتقطع ايدي السارقين لدرهم
اور ایک درہم کے لئے چوروں کے ہاتھ کاٹے جاتے ہیں
فهل ما جزاء مكفر و مفسق
پس کہہ کہ کافر ٹھیرانے والے کی سزا کیا ہے

صبرنا على طغواك فازددت شقوة
ہم نے تیری زیادتی پر صبر کیا
وخادعت اغفالا بقول ملفق
اور چارپایوں کو تونے محض باتوں سے دھوکا دیا

وان شئت بارزني وان شئت فاستتر
اگر چاہے تو مقابل کر اور اگر چاہے تو چھپ جا
فاني سامحو كلما كنت تنمق
پس میں ہر ایک جو تونے لکھا تھا عنقریب محو کردوں گا

وجدتك من قوم لئام تابطوا
میں نے تجھکو اس قوم میں سے پایا ہے جنہوں نے شرارتوں کو
شرورا وسبوا الصلحاء بحذلق
بغل میں اور صلحا کو گالیاں دیں [illegible]

سببت واغريت اللئام خيانة
تونے گالیاں دیں اور بہت جاہلوں کو گالی کے لئے ترغیب دی
علي فاذوني ككلب بحرق
پس انہوں نے مجھے کتے دانت پیسنے والے کی طرح تکلیف دی

فاقسم لولا خشية الله والحيا
پس میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر خدا کا خوف اور حیا نہ ہوتا
لارمعت ان افنيك سبا وادهق
تو میں قصد کرتا کہ گالیوں سے تجھے فنا کر دیتا

وقد ضاقت الدنيا عليك كما ترى
اور دنیا تجھ پر تنگ ہو گئی جیسا کہ تو دیکھتا ہے
ودينك هذا فاتق الله وارفق
اور دین تیرا یہ ہے پس خدا سے ڈر اور نرمی کر

بیم
[illegible]

وان كنت قد سرّتك عادة غلظة
اور اگر تجھے درشت گوئی کی عادت اچھی معلوم ہوتی ہے

فمزّق ثيابي من ثيابك امزّق
پس تو میرے کپڑے پھاڑ اور میں تیرے پھاڑوں گا

الم تر شمل الدين كيف تفرّقت
کیا تو نے دیکھا نہیں کہ دین میں کسطرح تفرقہ پڑ گیا ہے

فليت كمثلك جاهل لم يخلق
پس کاش تیرے جیسا جاہل پیدا ہی نہ ہوتا

وكذّبت نباء الله في خائر فنا
اور لیکھرام کی پیشگوئی کے بارے میں تو نے تکذیب کی

وقلت بخبث انّه لم يصدق
اور خباثت کی رو سے کہا کہ وہ سچی نہیں ہوئی

وتنحت بهتانا عليّ كفاسق
اور میرے پر تو ایک فاسق کی طرح بہتان باندھتا ہے

وتعزي الى نفسي جرائم موبق
اور لیکھرام کے ہلاک کرنے والے کا جرم میری طرف منسوب کرتا ہے

اترمي بريا يا خبيث بذنبه
کیا تو اے خبیث قتل کرنیوالے کا گناہ مجھ پر لگاتا ہے

الا تتقي الدّيان يا ايها الشقي
اے شقی کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا

فطورا تشير الى خبثا وتارة
پس کبھی تو تو میری طرف اشارہ کرتا ہے

تشير الى حزبي بكذب تخلق
اور کبھی میری جماعت کی طرف اس جھوٹ سے جو بناتا ہے

ووالله انّ جماعتي في جموعكم
اور بخدا میری جماعت تمہاری جماعتوں میں

كشجرة عذق عند نبت السعتو
کھجور کے درخت کیطرح ہے جو ایک خراب بوٹی کے پاس ہو جسکا نام سعتو ہے

ومثل الذي يبتغي بعد سيله
اور جو اسلام کے بعد میرا تابعدار ہو اسکی مثال ہے

كمثل ذرى سرّ مربي باودق
جیسے کہ وادی کی زمین عمدہ کی چوٹی جس پر کالا بادل برس گیا ہے

فلما عراه المحل ربي ثانيا
پس جب خشک سال اسپر طاری ہوا تو پھر اس پر ثانی برسا

فصار كمولي الاسرّة مورق
پس اس عمدہ زمین کیطرح ہو گئی جس پر دوبارہ بارش ہوتی ہے اور اپنی سبزی

اتنكر آيات الله خبثا وشقوة
کیا تو خدا کے نشانوں کا انکار کرتا ہے

وآيت ميّت بالدم المندفق
اور اس مردہ کی شان کو جسکے ساتھ خون ٹپکتا ہے

اذلّت لي الاعناق من غير اية
کیا نشان کے بغیر ہی گردنیں میری طرف جھک گئیں

اجاءتني العلماء من غير مقلق
کیا علما بغیر کسی محرک اور بے آرام کرنیوالے کے یونہی آ گئے

الى الله نشكو من ظنون مكذّب
ہم خدا کی طرف مکذبوں کی بدگمانیوں سے شکایت کرتے ہیں

وانّ المكذّب سوف يخزى ويسحق
اور مکذب رسوا کیا جائیگا اور پیسا جائیگا۔

اتنکر آیات خالق الارض والسما
کیا تو خدا کے نشانوں سے انکار کرے گا

اءنت تحارب قدره ایها الشقی
کیا تو اے شقی اس کی تقدیر سے جنگ کریگا

اذ اعزنا کالذئب یا کلب جیفۃ
اے مردار کے کتے کیا تو ہمیں بھیڑئے کیطرح ڈراتا ہے

وانا توکلنا علی حافظ یقی
اور ہمیں اس نگہبان پر توکل ہے جو نگہ رکھنے والا ہے

رضینا برب یظهر الخیر والهدی
ہم خدا سے جو خیر اور ہدایت کو ظاہر کرتا ہے راضی ہو گئے

رضینا بعسر ان قضی او تفنق
اور ہم تنگدستی پر راضی ہو گئے اگر وہ چاہے اور یا تنعم پر

اءنت تؤید فاسقا غیر صالح
کیا تو فاسق ہو نیکی حالت میں مدد کیا جائے گا

احلت بجهلك ایها الغول فاتق
یہ تو کلمہ محال منہ پر لایا پس تو پرہیز کر

وانی اذا ما قمت لله مخلصا
اور میں جب اخلاص سے خدا کیلئے کھڑا ہوا

فاید لی ربی معینی موفقی
پس خدا توفیق دہندہ نے میری مدد کی۔

وکان لی الرحمن فی کل موطن
اور خدا میرے لئے ہر میدان میں تھا

فمزقکم بالله کل الممزق
پس میں نے خدا کے ساتھ تمکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا

واعطیت قلما مثل مهر الوغی
اور میں قلم لڑائی کے گھوڑے کیطرح دیا گیا ہوں

فیسعر نیرانا وکالبرق یخفق
پس آگ کو سلگاتی ہے اور برق کیطرح ہلتی ہے

مکر مفر مقبل مدبر معا
حملہ کرنیوالی بھاگنے والی آگے ہونیوالی پیچھے ہونیوالے

کذاب اجارد عند موقد مازق
جیسا کہ لڑائی کے میدان میں عمدہ گھوڑوں کی عادت ہے

وان یراعی صارم یحرق العدا
اور میرا قلم ایک تلوار ہے جو دشمنوں کو جلاتا ہے

کنار وما النیران منه باحرق
اور آگ اس سے کچھ زیادہ جلانیوالی نہیں۔

وان کلامی مثل سیف مقطع
اور میرا کلام تیغ برّان کی طرح ہے

یجذ رؤس المفسدین ویفرق
مفسدوں کا سر کاٹتی اور جدا کرتی ہے

وانی اذا حاولت کلما فصیحة
اور جب میں خدا سے کلمات فصاحت طلب کئے

فناولنی ربی افانین منطقی
پس میں اپنے رب سے گونا گوں فصاحت کلام دیا گیا

واعطیت فی سبل الکلام قریحة
اور کلام کی راہوں میں ایسی طبیعت دیا گیا ہوں

کموجات مرقل تزجر وتدبق
جو اس اونٹنی کیطرح ہے جو جلد اور ایک اونٹنی پر مقدم رہتی ہے

ونزّهها الرحمن عن كلّ ابلةٍ
اور خدا نے ان کلموں کو ہر ایک نقصان سے منزہ کیا

وصيّر عنزي كالحقير الحبلّق
اور میرا عجز حقیر کوتہ قد کی طرح کیا گیا۔

علونا ذُرى قُنن الكلام وقولنا
ہم کلام کے پہاڑوں کے چوٹیوں پر چڑھ گئے اور

زلال نمير لا كماءٍ مرنّق
ہمارا قول آب خوش اور صافی ہے اور میلا کچیلا نہیں

فلو جاءنا بالزمر سحبان وائلٍ
پس اگر ہم گروہ کے ساتھ سحبان وائل بھی ہمارے پاس آئے

لفرّ من الميدان خوفا كخرنق
ہر آئینہ ڈر کر خرگوش کی طرح میدان سے بھاگ جاتا

وفاضت على شفتيّ من الله رحمةٌ
اور خدا کی طرف سے میرے لبوں پر رحمت جاری کی گئی ہے

فقولي ونطقي آيةٌ للمحقّق
پس میرا قول اور نطق محقق کے لئے ایک نشان ہے

وكلمٌ كسمطي لؤلؤٍ قد نظمتها
اور کلمے موتیوں کی طرح ہیں جنکو میں نے منتظم کیا

وجملٌ كأفنان العذيق الأسحق
اور جملے لطیف جو کھجور کی شاخوں کی طرح ہیں وہ کھجور

اذا ما عرضنا قولنا كالمناضل
جب ہم نے لڑنے والے کی طرح اپنا سخن پیش کیا

لميتٍ سقطتم او كثوبٍ مخرّق
پس تم مردہ کی طرح یا پھٹی ہوئی کپڑے کی طرح گر گئے

فما كان يوم الجمع الّا لذلّكم
پس جلسہ ہدایت کا دن ایسی غرض سے تھا کہ تمہاری ذلت ظاہر ہو

ليبدي ربّي شأن رجلٍ موفّق
اور تا خدا تعالی توفیق یافتہ انسان کی شان ظاہر کرے

اباذكم الرحمن خزيا وذلّةً
خدا نے تم لوگوں کو ذلت کی مار سے مار دیا

وايّدني فضلا ففكّر وعمّق
اور اپنے فضل سے میری تائید کی پس سوچ اور خوب سوچ

الا ربّ خصمٍ كان ألوى كمثلكم
خبردار ہو بہت سے دشمن تمہاری طرح سخت لڑنے والے تھے

مُصرًّا على تكفيره غير معتقِ
تکفیر پر اصرار کرنے والا اور باز نہ آنے والا

فلمّا اتاه الرشد من واهب الهدى
پس جب کہ اسکو خدا تعالی کی طرف سے ہدایت پہنچی

اتاني وبايعني بقلبٍ مصدّق
میرے پاس آیا اور دل کی تصدیق سے بیعت کی

رأيت اولي الابصار لا ينكرونني
میں دانشمندوں کو دیکھا ہے کہ میرا انکار نہیں کرتے

وينكر شأني جاهلٌ متحرّق
اور جو جاہل اور بخیل ہو وہ میری شان سے انکار کرتا ہے

لهم اعين لا يبصرون بها فمن
ان کے واسطے آنکھیں ہیں جن سے وہ نہیں دیکھتے پس انکو

يريهم اذا فقدوا عيون التأنّق
کون دکھاوے کہ سبب وہ اچھی باتوں کے دیکھنے کی آنکھ نہیں رکھتے

الا ایہا الغالی الام تفسق
ای غلو کرنیوالے تو کب تک گالیان دے گا
وما جئتکم من غیر ای وحجۃ
اور مین بغیر نشانون کے تمھارے پاس نہین آیا
فما وقع منہا خذ ثم بطلب الرھاین
پس جو کچھہ اسمین سے واقع ہو گیا اسکو طلب کر بطرح
رئیت کثیرا من لئام وانی
مینے بہت لئیم دیکھے مگر مینے
تستر لبک تحت کبر ونخوۃ
تیری عقل تکبر اور نخوت کے نیچے چھپ گئی
اراک لقد ان تحاذل رجلہ
مین تجھے اس بیل کیطرح دیکھتا ہون جو چلنے مین سستی کرتا ہو
وما انت الا کالعصافیر ذلۃ
اور تو کچھہ نہین مگر ایک چڑیا ہی
فترجم یا ابلیس ثم بحربۃ
پس ای ابلیس تو سنگسار کیا جائیگا اور پھر ایک حربے سے
ورثت لئاما قد خلو قبل وقتکم
تو ان لئیمون کا وارث ہو گیا جو تمھارے پہلے گذر گئے
وساءتک ما قلنا فعینک قد عمت
اور تجھے ہماری بات بری معلوم ہوئی اور تو اندھا ہو گیا
ومن لم یکن فی دینہ ذا بصیرۃ
اور جو شخص اپنے دین مین بصیرت نرکھتا ہو
فقو تحر اموراً لو یکن علمہا لکم
تم ان امور کے پیرو ہو گئی جنکا تمھین علم تھا

فدونک نصحی واتق اللہ وارفق
پس میری نصیحت قبول کر اور خدا سے ڈر اور نرمی کر
وقد اشرقت ایات ربی وتشرق
اور میرے رب کی نشان چمکے ہین اور بعد اسکے چمکینگے
ولم یقع فاترک ہواک ورتق
اور جو واقع نہین ہوا اس کے سیلنے کا منتظر رہ
لمثلک ما آنست رجلا زیعبق
تیرے جیسا بدخو کوئی نہ دیکھا
کلب عفا فی بطن جوز مرصق
اس مغز الکھروٹ کیطرح جو تنگ اور سخت چھلکے والے اکھروٹ مین
فلا بد من رجل یسوق ویزعق
پس ایسے آدمی کا ہونا ضروری ہی کہ ہانکے اور بلند آواز سے زجر کرے
وتحسب نفسک من عماء کسوذق
اور نابینائی سے اپنے تئین ایک شاہین سمجھتا ہے
تمزق تمزیقا کثوب مشبرق
پتلے کپڑے کیطرح ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا
تشابہت الاطوار یا ایہا الشقی
اے شقی تمھارے طور ان سے مشابہ ہو گئے
لمثل خفافیش اذا الشمس تشرق
ان شپرون کی طرح جو سورج کے چمکنے کیوقت اندھی ہو جاتی ہین
یکن امرہ تکذیب امر محقق
محققون کی تکذیب اس کی عادت ہو گئی
فانی علیکم یا عدا الحق اشفق
و مین ای دشمنان حق تمھاری حالت پر ہراسان ہون

وَتُنکِرُ مَا اَبْدَی الْمُهَیْمِنُ عِزَّتِی
اور خدانے جو ہماری عزت ظاہر کی اُس سے تو انکار کرتا ہے
وبون بعید بین شلق وقرشنا
اور چھوٹی مچھلی اور ہماری بڑی مچھلی میں بڑا فرق ہے
ونحن بحمد الله نلنا مدارجا
اور ہم خدا تعالی کے فضل سے مدارج تک پہنچ گئے
احاطت بنا الانوار من کل جانب
ہر ایک طرف سے ہمیں نور محیط ہو گئے ہیں
وانیموا من الرحمن حق مطهر
اور خدا کی بات نشوونما پاتی ہے
وواللہ انی مومن ومحبه
اور بخدا میں مومن اور محب خدا ہوں
وتذکرنی کالمفسدین محقرا
اور مجھے تحقیر سے تو یاد کرتا ہے اور
اتفخر یا مسکین من قلة النهی
اے مسکین کیا کم عقلی کی وجہ سے
وما الفخر الا بالتقاة وبالهدی
اور فخر محض پرہیزگاری کے ساتھ ہے
تسب وقد شاهدت صدقی وآیتی
تو مجھ کو گالی دیتا ہے اور میرا صدق اور میرا نشان دیکھ چکا ہے
علی راس مائة بعث رجل مجدد
صدی کے سر پر ایک مجدد آیا
تعزو الی الافتراء خباثة
کیا میری طرف خباثت سے افترا کی تہمت کرتا ہے

ولا تنتهی بل کالمجانین تشهق
اور باز نہیں آتا بلکہ دیوانوں کی طرح جوش ہوتا ہے
فنبلعکم کالقرش یا اهل عملق
پس ہم تمہیں بڑی مچھلی کی طرح نگل لیں گے اے ظالمو
وصرتم کمیت او کخشب مدقق
اور تم مردہ کی طرح ہو گئے یا ٹوٹی ہوئی لکڑی کی طرح
ومن افقنا شمس المحاسن تشرق
اور ہماری افق سے آفتاب محاسن طلوع کرتا ہے
وما کان من غول فیفنی ویمحق
اور جو شیطان کی طرف سے ہو وہ فنا ہو جاتا ہے اور نقصان
اعنت علینا باب ذی المجد تغلق
کیا تو ہم پر خدا تعالی کا دروازہ بند کرتا ہے
تقول فقیر مفلس بل ممدحق
کہتا ہے کہ ایک محتاج مفلس بلکہ اس گیری کی طرح ہی جو بالکل بے نصیب ہو
بمال واولاد وجاه تشدق
مال اور اولاد اور مرتبہ اور تو گرجا گروں سے فخر کرتا ہے
ولا مال فی الدنیا کقلب یتقی
اور دنیا میں کوئی مال پرہیزگار دل کی طرح نہیں
وان الفتی بعد البصیرة یعتقی
اور مرد آدمی بصیرت کے بعد بدگوئی سے ٹھہر جاتا ہے
حدیث صحیح لا کقول ملفق
یہ حدیث صحیح ہے کوئی بناوٹی کا قول نہیں
وقد عصمنی رب الوری من تخلق
اور خدا نے مجھے جھوٹ بولنے سے بچایا ہوا ہے

نشأت احب الصدق طفلا و یافعا

مین بچپن سے جوانی اور کہولت زمانہ تک

و کہلا و لو مزقت کل الممزق

سچائی سے دوستی رکھتا رہا ہون اگرچہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جاؤں

شربناه الا لا یکدر صفوه

ہم نے وہ پانی پیا ہے جس کی صفائی کدر نہیں ہوتی

و ذقنا شرابا محییا من تذوق

اور ہم نے وہ شربت پیا ہے جو چکھنے والے کو زندہ کر دیتا ہے

عجبت لعقلك یا اسیر ضلالة

تیری عقل پر اے گرفتار ضلالت تعجب ہے

ترکت نمیر الماء من حب غلفق

تو نے اچھا پانی کائی کی خواہش سے ترک کر دیا

أ تبصر فی عینی مخالفك القذی

کیا تو اپنے مخالف کی آنکھ مین ایک تنکا دیکھتا ہے

و عینك من جذل عمی تتشقق

اور تیری آنکھ ایک موٹی جڑ کے اندر جانے سے پھٹ رہی ہے

عمیت عن الاذی سقاف عقنقل

تو اندھا ہوا اور ریت کے ٹیلے میں مرتا ہے

و تکره روضا من عذیق ملبق

اور کھجورون کے باغ سے پرہیز کرتا ہے

تشنی الہدی و الشمس نضت نقابها

تو ہدایت ... اور سورج نے برقعہ اتار ڈالا

و انت کخفاش الدجی تتابق

اور تو خفاش کی طرح چھپتا ہے

و سمیتنی اشقی الرجال تعصبا

اور میرا نام تو نے اشقی الرجال رکھا ہے

فتعلم ان متنا غدا اینا الشقی

پس مرنے کے بعد تجھے معلوم ہوگا کہ ہم دونوں میں سے کون شقی ہے

وهل یستوی المرءان هذا محقق

اور ایسے دو آدمی برابر نہیں ہو سکتے کہ ایک ان میں سے محقق ہے

و آخر یتبع کل قول ملفق

اور دوسرا ہر ایک رطب یابس کی پیروی کرتا ہے

اری راسك المنحوس قفرا من النهی

میں تیرے منحوس سر کو عقل سے خالی دیکھتا ہوں

و قلبا کموماة و نفسا کسملق

اور تیرے دل کو بے آب و دانہ جنگل کی طرح اور تیرے نفس کو بنجر زمین کی طرح

متی ضل عقل المرء ضلت حواسه

جب انسان کی عقل گمراہ ہو جاتی ہے تو ساتھ ہی حواس بھی گمراہ ہو جاتے ہیں

فلا یونس الوحل المزل و یزمق

پس پھسلانے والی کیچڑ کو نہیں دیکھتا اور پھسل جاتا ہے

کذلك متم من عناد و نقمة

اسی طرح تم عناد اور کینہ سے مر گئے

فانی لکم تائید رب موفق

پس خدا کی تائید تمہیں کہاں سے

أ فی الکفر امثال جفاء و غلظة

کیا کافروں میں ظلم اور درشتی میں تمہارا کوئی نمونہ پایا جاتا

لکم ایها الرامون رمی الخلق

اے وے لوگو جو محض دروغگوئی سے گالیاں دے رہے ہو

أهذا هو التقوى الذي في جموعكم
کیا یہی تمہاری جماعتوں کا تقوی ہے

وقلت لكم توبوا وكفوا لسانكم
اور میں نے تمہیں کہا کہ توبہ کرو اور زبان کو بند رکھو

ولله آيات لتائيد أمرنا
اور خدا نے ہمارے امر کی تائید میں کئی نشان ظاہر کئے ہیں

على قلب أهل الله نزلت سكينة
اہل اللہ کے دل پر سکینت نازل ہوتی ہے

أيا لاعني إن السعادة في التقى
اے میرے لعنت کرنے والے سعادت نیک بختی میں ہے

إذا كتب أن الموت لابد تدرك
جب لکھا گیا کہ موت ضرور ہے

ولا يفلح الإنسان إلا بصدقه
اور انسان محض صدق سے نجات پاتا ہے

وما نحتت شدقاك بالسب والهجا
اور تو نے گالیوں کے ساتھ اپنے منہ کھولا ہے

وإن سقام الجسم ملتمس الشفا
اور جسم کی بیماری قابل شفا ہے

ووالله لولا حربتي لم تكد ترى
اور بخدا اگر میرا حربہ نہ ہوتا

وإني كتبت قصيدتي هذه لكم
اور میں نے یہ قصیدہ تمہارے مقابلہ کیلئے لکھا ہے

كبكم أراكم أو كحمرة الفلا
میں گونگوں کیطرح تمہیں دیکھتا ہوں یا جنگل کے گدھوں کی طرح

أتلك الأمور ومثلها شأن متقي
کیا یہ امور اور انکی مانند متقی کی شان کے لائق ہیں

فما كان فيكم من يتوب ويتقي
پس تم میں کوئی بھی ایسا نہ تھا کہ توبہ اور تقوی اختیار کرتا

وإنا كتبنا بعضها للمحقق
اور بعض کو ہم نے محققوں کے لئے لکھا

وقلبك يا مفتون يعوي وينهق
اور تیرا دل اے فتنہ میں پڑے ہوئے کتے اور گدھے کی طرح آواز کر رہا ہے

فخف قهر رب حافظ الحق واتق
پس خدا نگہبان حق سے ڈر اور تقوی اختیار کر

فموت الفتى خير له من تملق
پس مرد کا مرنا جھوٹی خوشامد سے بہتر ہے

وكل كذوب لا محالة [illegible]
اور ہر ایک دروغگو ضرور ہلاک ہوتا ہے

وتكذيب أهل الحق ... تملق
اور [illegible]

وليس دواء في الدنا لابن الشقي
اگر شقاوت کی کوئی دوا کارگر نہ ہوا نہیں

[illegible] خط ضلالة بين [illegible]
تو تو کوئی دنیا [illegible]

فمن منكم من كان حيا ليتقي
پس تمہارے گروہ میں [illegible]

غدا طلق ألسنكم لزوجة مطلق
اور تمہاری زبان کی روانی [illegible] کو طلاق دی جاتی ہے

أتحسب أن القول قولي لأجانب
کیا تو گمان کرتا ہے کہ یہ قول غیرون کا تو لہتے

فما هي الا كلمة قيل مثلها
پس یہ تو ایسا کلمہ ہے کہ پہلے ایسا کہا گیا ہے

فهكر اتعلم منشأه لي كتمته
پس فکر کر کیا ایسا منشی تجھے معلوم ہے جو مجھے چھپا رہا ہے

انحت كذبا ليس عندك شاهد
کیا تو ایسا جھوٹ تراشتا ہے کہ اسپر تیرے پاس کوئی گواہ نہیں

رضيت بحكات ابليس شقوة
شیطانی وساوس کے ساتھ تو راضی ہو گیا

اتنكر اياتي وقد شاهدتها
کیا تو دیدہ و دانستہ میرے نشانوں سے اعراض کرتا ہے

وقد مات اتهم عمك المتنصر
اور آتھم تیرا چچا نصرانی مر گیا

رئيتم جوازيكم من الله ربنا
تو تم نے خدا تعالی کی طرف سے اپنی سزائیں دیکھ لیں

وقد قطع ربي انف انجمع كلهم
اور میرے خدا نے تمام مخالفون کی ناک کاٹ دی

تكنف قلبك صد ظلمت الشقا
تیرے دل پر انکار شقاوت محیط ہو گیا ہے

وقد ضاع ما علمت ان كنت عالما
اگر تو عالم تھا تو تیرا سب علم برباد ہو گیا

اراك ومن ضاهاك ربر جهلة
میں تجھے اور تیرے امثال کو جاہلوں کا ریوڑ دیکھتا ہوں

وقد صب من عيني كماء مدفق
سا ما کہ یہ میری تو شیریت پانی ٹپکنے والے کی طرح گرایا گیا ہے

فقالوا اعان عليه قوم كمشفق
اور لوگوں نے کہا کہ اسکی دوسروں نے مدد کی ہے

فيملوا القصائد لي بحجر التابق
پس وہ میرے لئے پوشیدہ بیٹھکر قصیدہ لکھتا ہے

عليه وتنبح كالكلاب وتزعق
اور کتوں کی طرح بھونکتا اور فریاد کرتا ہے

واثرت سبل الغي يا ايها الشقي
اور گمراہی کی راہیں اے شقی تو نے اختیار کیں

التعرض عن حق مبين مزوق
کیا تو کھلے اور آراستہ حق سے انکار کرتا ہے

وقد حق ان تنحى لحاكم وتحلق
اور وقت ہوا کہ تمہاری داڑھیاں نا بود کیجائیں اور منڈائی جائیں

وانتم كموت المفسد المتحلق
اور تم اسطرح مر گئے جسطرح مفسد در و مگو مرتا ہے

واخزى العدا واباد كلا بمازق
اور دشمنوں کو رسوا کیا اور سب کو سیاہیں ہلاک کر دیا

فما ان ارى فيك الهداية تشرق
پس میں نہیں دیکھتا کہ ہدایت تجھمیں چمکے

كزبر اذا حملت على ظهر زهلق
ان کتابوں کی طرح جبکہ گدھے پر لادی جائیں

تلاعب بعضكم بعضا كاحمق انزق
بعض بعض کے پیچھے لگے جیسے نادان شتاب کار

رأيتم عواقبكم بترك سفينتي
تم نے میرے سفینہ کے ترک سے اپنا انجام دیکھ لیا

وضاعت خلاياكم وفيتم لمغرق
اور تمہاری بڑی بڑی کشتیاں تباہ ہو گئیں اور تم غرق شدہ انسان کی طرح رہ گئے

وعندي عيون جاريات من الهدى
اور میرے پاس ہدایت کے چشمے جاری ہیں

هنيئا لرجل قد دنا ها ليستقي
اس آدمی کو وہ چشمے گوارا ہوں کہ انسے نزدیک ہوا تا پانی پیئے

وأعطيت علما يملأ العين قرة
اور میں خدا تعالیٰ کی طرف سے علم دیا گیا ہوں جو آنکھ کو ٹھنڈا کرتا ہے

ونورا على وجه المخالف يبزق
اور نور دیا گیا ہوں جو مخالف کے منہ پر تھوکتا ہے

وإني أرى العادين في تيهة الشقا
اور میں ظالموں کو شقاوت کے جنگل میں دیکھتا ہوں

ومن جاءني صدقا فقد دخل جوسقي
اور جو صدق کے ساتھ میرے پاس آیا وہ میرے قلعہ میں داخل ہو گیا

ولو كنت دجالا لدنوا لضيرتي
اور اگر میں دجال اور دروغگو ہوتا تو مجھے ضرر پہنچتی

عداوة من يدعو علي لأوبق
عداوت ضرر پہنچاتی جو مجھ پر میرے ہلاک ہونے کے لئے بددعا کرتا تھا

دعوا ثم سبوا ثم كادوا فخيبوا
انھوں نے بد دعائیں کیں پھر گالیاں دیں پھر مکر کیا پھر ناامید ہو گئے

لما حفظتني عين رب مرمق
کیونکہ خدا تعالیٰ کی آنکھ نے مجھے بچا لیا وہ خدا جو ہمیشہ مجھے اپنی نظر میں رکھتا ہے

يبارزني أقوام ويشتد حربهم
قومیں مجھ سے جھگڑتی ہیں اور ان کی لڑائی سخت ہوتی ہے

فيعلي المهيمن كل من كان أصدق
پھر خدا تعالیٰ اس شخص کا غلبہ ظاہر کرتا ہے جو اس کے نزدیک صادق ٹھہرے

فليت عقول الزمر قبل افتضاحها
پس کاش ان مخالف جماعتوں کی عقلیں انکی رسوائی سے پہلے

يصلن إلى حق مبين محقق
کھلے کھلے حق کو پا لیں

وما أنا إلا منذر عند فتنة
اور میں فتنہ کے وقت ایک منذر ہو کر آیا ہوں

وقد جئت من ربي كراع معقق
اور میں اپنے رب کی طرف سے ایسا چرواہا ہوں جو بکریوں [illegible]

ولي قربة شدوا على عصامها
اور میری ایک مشک ہے جس کا بند میرے پر مضبوط کیا گیا ہے

لأروي أقواما بماء أغدق
تا کہ میں قوموں کو بہت سے پانی سے سیراب کروں

فمن يأتني صدقا كعطشان ساعيا
پس جو شخص صدق کے ساتھ پیاسے کی طرح دوڑتا ہوا میرے پاس آئیگا

يجدكا هلي هذا ذلولا لمستقي
میرے اس سونٹے کو پانی طلب کرنیوالے کیلئے جھکا ہوا پائیگا

فقم شاهدا لله إن كنت خاشعا
پس اگر تو خدا کے لئے خشوع رکھتا ہے تو اسکے گواہی کے لئے کھڑا ہو جا

وأكرم ناس عنده فاتك التقي
اور خدا کے نزدیک بزرگ آدمی وہی ہے جو دلیر اور متقی ہے

وقد كنت لله الذي كان ملجائي
اور میں اس خدا کیلئے ہو گیا جو میری پناہ ہے

فذلك سر بين روحي ومزعقي
اور یہ بھید ہے مجھ میں اور میری فریادگاہ میں

رئيت وجوها ثم اثرت وجهه
بہتیرے منہ دیکھے پس اسکا منہ اختیار کر لیا

فواها له ولوجهه المتالق
پس کیا اچھا وہ ہے اور کیا اچھا ہے اسکا منہ چمکنے والا

احب بروحي فالق الحب والنوى
میں اپنی جان کے ساتھ اسکو دوست رکھتا ہوں جو دانہ اسکے ہر تخم علیحدہ کرنیوالا ہے

واني لاول من نوى كل ملزق
اور میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے ہر ایک پیوستہ کو پھینک دیا ہے

ولله اسرار بعاشق وجهه
اور خدا کو اس کے عاشق کے ساتھ بھید ہیں

فسل من يشاهد بعض هذا التعلق
پس اس شخص سے پوچھ جو اس تعلق کو دیکھنے والا ہے

لحبي خواص في الوصال وفرقة
میری دوستی کو وصال اور جدائی میں خواص ہیں

ففي القرب يحييني وفي البعد يوبق
پس وہ قرب میں زندہ کرتا ہے اور دوری میں ہلاک کرتا ہے

واعطيت من حبي قميص خلافة
اور میں اپنے پیارے کی طرف سے قمیص خلافت دیا گیا ہوں

قميص رسول الله ابيض ابهق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص جو بہت سفید ہے

واعطيت علم الفتح علم محمد
اور میں فتح کا جھنڈا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا ہے دیا گیا ہوں

واعطيت سيفا جد اصل التخلق
اور میں وہ تلوار دیا گیا ہوں جس نے جڑ دروغگوئی کی کاٹ دی

فتلك علامات على صدق دعوتي
پس میرے صدق دعوی پر یہ علامتیں ہیں

فان كنت تطلبها ففتش وعمق
پس اگر تو ان علامتوں کو طلب کرتا ہے پس تفتیش کر اور سوچ

وان صراطي مثل جسر على اللظى
اور میری راہ دوزخ پر پل ہے

حفافاه نار فاتني ايها التقي
اور دونو کنارے اس کے آگ ہیں پس اے پرہیزگار میرے پاس آجا

اذا ما تخامتني الاراذل كلهم
اور جب تمام رذیلوں نے مجھے چھوڑ دیا

فايقنت ان شريف قومي سيلتقي
پس میں نے یقین کیا کہ جو میری قوم کا شریف ہے وہ ضرور مجھ سے ملیگا

ارى الله يخزي الفاسقين ويصطفي
میں دیکھتا ہوں کہ خدا تعالی فاسقوں کو رسوا کریگا اور اپنے

عبادا له قتلوا بسيف التعشق
بندوں کو جو عشق کی تلوار سے قتل کئے گئے چن لے گا

ويأتي زمان ان ربي بفضله
اور وہ زمانہ آتا ہے کہ میرا رب اپنے فضل سے

يجذ رؤس المفسدين ويفرق
مفسدوں کے سر کاٹیگا اور جدا کرے گا

وقد صُقلت کلمی کمثل سجنجل
اور میری کلمی آئینہ کی طرح صاف کئے گئے ہین

اری عندا سرار نضض لرمقنا
مین دیکھتا ہون کہ نرم اندام عورتین اسرار کی ہماری لئی تنگی کگئین

اذا ما خرجن من الغبیط بزینۃ
اور جبکہ وہ ہودہ سی زینت کی ساتہ نکلین

اذا ما تجلّی حسنہ من بنورہ
اور جب اُن کا حُسن اپنے نور کے ساتہ چمکا

وقلّ من الاخدان من کان حسنہ
اور معشوقون مین سی بہت کم ہوگا جسکا حسن ہمارے

فجعلت بہ ذات الکسور لنا السّوا
پس ہمارے لئے اُن کی ساتہ نشیب و فراز کی راہ سیدہی کی گئی

ولیس کشرح الصدر للمرء نعمۃ
اور انسان کیلئے شرح صدر جیسی اور کوئی نعمت نہین

ونفس کموماۃ السباع مبیدۃ
اور بہت البسی نفس ہین کہ جنگل کے درندون کیطرح ہلاک کرنیوالی

فما خفت صولتہم وخفرت اثرہم
پس مین انکی حملہ سی نہین ڈرا اور انکی کاروبار کو حقیر جانا

وکائن تریٰ من معسد ہو صائل
اور بہت معند تو دیکھیگا کہ وہ مجھپر حملہ کرنیوالے ہین

تجلّت من الرحمٰن انوار حجتی
خدا کی طرف سی میری حجت کی نور ظاہر ہوگئے ہین

سینصرنی ربی ویعلی عمارتی
عنقریب خدا مجھی مدد دیگا اور میری عمارت کو بلند کریگا

فترنو الیہا مقلۃ المتانق
پس لگتی ہے کہ دیکھنیوالی کی نظر اسکو تکٹکی لگاکر دیکھتی ہے

ومن غیرنا باعدن کالمتابق
اور غیرون سی وہ بہتیری الیونکی طرح دور ہوگئین

فاصبی رشاقتہن قلب مرمق
پس اُن کا حسن اندام دیکھنیوالونکا دل لیگیا

فرحلت لجالیۃ ظلام تغسق
پس اندہیرا یون چلاگیا جیساکہ وہ لوگ جو اپنے گھر وںسی آوارہ

کحسن عذارانا وخد ابرق
ان باکرہ عورتونکی کسیطرح ہوگا اور رخسار روشن ہون

وانست وہذ الجائرین کصملق
اور مینے ظلم کرنیوالون کے گرہون کو برابر زمین کیطرح دیکھا

ومن اردء الاوقات وقت التارق
اور سب وقتون سی زیادہ ردی وقت تنگدلی کا وقت ہے

بہا الذئب یعوی کالاسیر المخنق
انہین بھیڑیا چیخین مارتا ہی جیساکہ قیدی جسکا گلا گھونٹا گیا ہو

بما صاننی ربی بعین التومق
کیونکہ خدا نے مجھے اپنی محبت کی آنکھ سے بچالیا

علیّ فید فعہ الحفیظ ویغفق
پس خدا ایسی دشمن کو دفع کرتا اور اسکو تازیانہ مارتا ہے

فما الخوف ان تعرض وان تتعزق
پس کچہ خوف کی جگہ نہین اگر تو کنارہ کرے یا تحمل کرے

فہدوا او رضوا منزلف واسوق
پس اگر ممکن ہے تو اس عمارت کو تہلیون اور پسند لبوتر سمارکرو

تجسّر خصمی هل تری من علامة — بها یعرف الکذّاب عند المحقق

اے میرے دشمن خوب دیکھ لیا تو کوئی علامت پاتا ہے — جس سے جھوٹھا پہچانا جاتا ہے۔

اذا ما نقول هلمّ لاتنبری لنا — وفی بیتك المنحوس تهذی وترتقی

جب کہیں آ تو ہمارے مقابل پر آتا نہیں — اور اپنے منحوس گھر میں بکتا اور اوپر چڑھتا ہے

دعوت فاکثرت الدعاء لنکبتی — فواللّٰه زدنا بعده فی التفوّق

تونے بد دعا کی اور میری ادبار کیلئے بہت بد دعا کی — پس بخدا ہم بعد اس کے تقدّم میں زیادہ ہوئے

عرضنا علیکم رحمة امر ربنا — فلم تحفلوا کبرًا وقد کنت اشفق

ہمنے مہربانی سے اپنا رب کا امر تمہارے پیش کیا — پس تمنے کچھ پروانہ کی اور میں ڈرتا تھا

وقلت لکم توبوا ولا تترکوا الحیا — فزدتم عنادًا واعتدیتم کفاسق

اور مینے کہا کہ توبہ کرو اور حیا کو مت چھوڑو — پس تم عناد کی رو سے بڑھ گئے اور حد سے زیادہ گذر گئے جیسا کہ فاسق بڑھ جاتا ہے

وانی حبست النفس عند فضولکم — صبورًا علی سبّ وشتم محرّق

اور مینے تمہاری بکواس کے وقت اپنے تئیں روکا — اور تمہاری گالیوں پر صبر کیا۔

وواللّٰه لا یخزی الصدوق بقولکم — ایرهق قترًا وجه من کان اصدق

اور بخدا صادق تمہاری بات کے ساتھ رسوا نہیں کیا جائیگا — کیا صادق کے منہ پر غبار آسکتی ہے

فتوبوا الی الربّ الوریٰ واستغفروا — ولا تشتروا بالحق عیشًا مرهّق

پس خدا کی طرف توبہ کرو اور گناہ کی معافی چاہو — اور تھوڑی عیش کے لئے حق کو مت چھوڑو

خاتمة الکتاب

ان کتابی هذا آخر الوصایا للعلماء۔ الذین تصدّوا للتکذیب والاستهزاء۔ بحسرة علیهم وعلی ما اروا من حالة۔ انهم فتحوا علی الناس ابواب ضلالة۔ فی زمن تطایرت فیه الفتن کشعلة جوالة۔ والناس کانوا تائهین فی موماة بطالة۔ فالفاهم العلماء فی وهد مغتالة۔ وجمعوا لهم قذائف جهالة۔ ثم اوقدوا قد انفسهم بقبس وذبالة۔ وصاروا لهم کضغث علی ابالة۔ واختاروا مدرج الیهود۔ وسلکوا مسلك الغیّ والعنود۔ وما کانوا منتهین

فغلظت علیہم بعد ما ألدی الاستعطاف۔ ولم ینفع التملق والابتلاف ولما رأیتہم اہل قلبٍ صافٍ۔ ولا فتیً مُصافٍ۔ وانہم رغبوا من العلم فی المشوف المعلم۔ ومن الدّر فی الدرہم۔ وترکوا طوائف اسرارٍ فاقت فی السناعۃ۔ کرجلٍ یتخطی رقاب الجماعۃ۔ او کاثرۃٍ تتحرّی طرق الشناعۃ وکانوا یعرفون شانی ومقامی۔ ورفوا ابنی وسمعوا کلامی۔ والی الان اثرت لہم وصیتی حتی قیل انی مکثار۔ وما عصفت ان یبقی اسرار۔ فما فہموا کلامی ومقامی وما انتفعوا بتفصیلی واجمالی۔ وکان ہذا اعظم المصائب علی الاسلام۔ لولا رحمہ اللہ ذو الجلال والاکرام فالحمد للہ علی ما رحم وارسل عبدہ بالاٰیات وانزل من البیّنٰت المعجزات وقطع دابر المفسدین۔ انہ احسن الی الخلق واتم حجتی۔ واظہر لہم اٰیتی۔ واعلا لہم رایتی۔ واماط جلباب الشبہات وما بقی الاجہام التعصبات۔ وابدی فی تائیدی انواع العجائب۔ ونجا اولی الالباب من حجب الارتیاب۔ وحان ان اطوی البیان واقص جناح القصۃ۔ واعرض عن قوم لا یبالون الحق بعد تمام الحجۃ۔ فاعلموا انی الاٰن اصرف وجہی عن کل من اہان من الظالمین المتجاہلین۔ وابعد نفسی من المنکرین الخائنین۔ واعاہد اللہ ان لا اخاطبہم من بعد واحسبہم کالمیّتین المدفونین۔ ولا اکلّم المکفرین المکذبین۔ ولا اسبّ السابّین المعتدین۔ ولا اضیع وقتی لقومٍ مسرفین۔ الا الذین تابوا واصلحوا وجاءونی مسترشدین ودقوا باب طلب الہدایات۔ واستفسروا لتسلیۃ القلب لا کاہل الغوایات ولمنوا من المؤمنات۔ وہذا اٰخر ما کتبنا فی ہذا الباب۔ وندعو اللہ ان یفتح لعبادہ سبل الصدق والصواب۔ والحمد للہ فی المبدء والمآب وعلیہ توکلنا والیہ انبنا وایاہ نستعین۔

رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ اٰمین

الراقم میرزا غلام احمد القادیانی ۲۶ مئی ۹۴ء

فہرست کتب موجودہ

آئینہ کمالات اسلام مع تبلیغ ... عا

کرامات الصادقین یعنی تفسیر سورہ فاتحہ .... عہ

سرّ الخلافہ ۸/

نور الحق عربی معہ ترجمہ اردو دو حصے ..... عہ

انوار الاسلام ۴/

رسالہ سراج منیر ۴/

اتمام الحجۃ عربی و اردو ....

جنگ مقدس یعنی مباحثہ امرتسر ۸/

رسائل اربعہ۔ انجام آتھم ضمیمہ ازالہ فیصلہ دعوت قوم مکتوب عربی مع ترجمہ فارسی ...

تحفہ قیصریہ یعنی سالگرہ جوبلی شصت سالہ حضرت ملکہ معظمہ ....

برکات الدعا ....

[illegible] حق ....

حصہ چہارم براہین احمدیہ ....

ست بچن مع آریہ دھرم ....

نور القرآن حصہ اول ....

ایضاً حصہ دوم ....

حمامۃ البشریٰ ....

ازالہ اوہام ....

میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

استفتاء

لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ
وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ وَاللّٰهُ بِمَا
تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ

گواہی کو مت چھپاؤ - اور جو شخص گواہی کو چھپائے اس کا دل گنہ گار ہے اور
خدا جو کام تم کرتے ہو جانتا ہے



مطبع ضیاء الاسلام قادیان دار الامان میں چھپا

۱۶ مئی سنہ ۱۸۹۷ء

I should also mention that those Maulvies, who like the Aryas, bewildered by the too accurate and unexpected fulfilment of the prophecy, and who being utterly devoid of spirituality are befogged by doubt will find it worth their while to peruse this book

I send this pamphlet to you so that after a careful consideration of the arguments I have given, you may give your impartial opinion as to the following points —

1. Has the prophecy about Lekh Ram been actually fulfilled?

2 If so can it be said that the prophecy is supernatural, that is, neither a design of man nor a mere accident, but a special manifestation of the Divine powers, which may be termed a revealed prophecy?

And communicate the same with your arguments in support of your views to

Your ever faithful,

MIRZA GHULAM AHMED,

Chief of Kadian.

Gurdaspur District,

Punjab.

KADIAN

Dated 1st May 1897.

☞ You should not conceal your testimony, and he who does conceal is surely wicked minded ; and God is perfectly aware of what you do.—(Sura Baqar R. 38).

SIR,

I beg to enclose herewith a copy of the pamphlet named "Istifta."* The motive which has led me to write it is, that the Aryas entertain quite a false notion that Lekh Ram was murdered at my instigation. I am inclined to excuse them for this, as they are entirely ignorant of the supernatural origin of prophecies, and according to their belief inspiration and revelation from God belonged only to the hoary antiquity, now they have become extinct, in other words the Divine influence is not eternal, but a thing of the past. Therefore they cannot reconcile the prophetic phenomena with the present age. However a study of the pamphlet, it is hoped, will not only clear me of any participation direct or indirect in Lekh Ram's murder, but will also be useful to those who deny the existence of prophetic revelation in this age, and who consider the power of telling future events inconsistent with the laws of Nature. At any rate this pamphlet will probably be interesting and instructive to those who sincerely seek a reply to the questions ;—(1) "Is there a God at all"?; (2) "If so, does He reveal future events to His *Elite*."? I have answered these questions by fully explaining such reasons as conclusively prove that the prophecy about Lekh Ram was actually revealed by God, and that it was altogether out of the province of man's capabilities and device.

I have repeatedly said that Lekh Ram had challenged me to make the prophecy concerning himself which if it were fulfilled was to be the sole criterion of the truth or falsehood of Islam and the Arya faith. And when the prophecy was made, both the parties agreed to give it a very wide publication and awaited the result most anxiously. At last it has been most clearly and definitely fulfilled. The most curious phase of the prophecy, which has been very thoroughly discussed in these pages, is, that it was published in clear and unequivocal words in the "BURAHIN-I-AHMADIYAH" about seventeen years ago when Lekh Ram was a mere boy of twelve or thirteen years. The readers of this pamphlet must carefully consider this fact which, I beleive, will improve their faculty of discernment, and by clearly shewing them the difference between Divine and human powers, will settle their thoughts and satisfy their minds.

It would not be out of place to invite your attention to another of my books—"SIRAJ-I-MUNIR" or "THE BRIGHT SUN,"—which deals with this important question from another point of view. All the prophecies which were made and literally fulfilled before Lekh Ram's death, have been collected therein, and a few of them concerned some other Aryas who are still alive to bear testimony to what they experienced in their own cases. If any of my readers before attempting a reply to this pamphlet should like to see the "SIRAJ-I-MUNIR" it shall be sent to him with great pleasure.

---

* [Is]tifta is an Arabic word and means to consult a learned man for an opinion.

ولا تکتموا الشہادۃ ومن یکتمہا فانہ آثم قلبہ واللہ بما تعملون علیم

اور گواہی کو مت چھپاؤ اور جو اسے چھپاتا ہے اس کا دل گنہگار ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

صاحبمن - مین اس چٹھی کے ہمراہ آپ کی خدمت مین ایک رسالہ بھیجتا ہون جس کا نام **استفتا** ہے اس رسالہ کے
لکھنے کی ضرورت یہ ہوئی ہے کہ **آریہ** قوم نے حد سے زیادہ اسبات پر زور دیا ہے کہ **لیکھرام** اس شخص یعنی اس راقم کی سازش
سے قتل ہوا ہے اور میری دانست مین وہ کسیقدر معذور بھی ہین کیونکہ وہ الہامی پیشگوئیون کی فوق العادت طریق سے بالکل بیخبر
ہین وجہ یہ کہ اُن کے عقیدہ کی روسے ہزارہا برس سے الہام الٰہی پر مہر لگ چکی ہے اور خدا کا کلام آگے نہین بلکہ پیچھے رہ گیا ہے اسلئے
وہ کسیطرح سمجھ نہین سکتے کہ خدا کیطرف سے ایسی پیشگوئیان بھی ہو سکتی ہین - بہرحال ہمارے ماتھ مین جو اپنی بریت کے وجوہ ہین
اُن کا بیان کر دینا نہ صرف لیکھرام کے حامیون کے شبہات کو مٹانا ہے بلکہ ایسے لوگون کے معلومات کو بھی وسیع کرنا ہے -
جو اس زمانہ مین کسی الہامی پیشگوئی کے نفس مفہوم پر بھی اعتراض رکھتے ہین اور غیب کی باتون کو قبل از وقت بیان کرنا قانون
قدرت کے خلاف خیال کر رہے ہین غالباً یہ رسالہ اُن لوگون کے لئے بھی دلچسپ اور موجب زیادت علم ہوگا جو دلی شوق کے ساتھ
اسبات کی تفتیش مین ہین کہ کیا خدا حقیقت مین موجود ہے اور کیا وہ قبل از وقت کسی پر غیب کی باتین ظاہر کر سکتا ہے اسی غرض سے
اس رسالہ مین تمام ایسی وجوہ بیان کی گئی ہین کہ جو بخوبی ثابت کرتے ہین کہ وہ پیشگوئی جو لیکھرام کے بارہ مین کیگئی تھی وہ واقعی طور پر خدا
کیطرف سے تھی اور کسیطرح ممکن ہی نہین کہ وہ انسان کا منصوبہ ہو یا انسان اُسپر قادر ہو سکے اور اسبات کو ہم کئی دفعہ بیان کر چکے ہین
کہ اس پیشگوئی کی درخواست لیکھرام نے آپ ہی کی تھی اور اسکو **اسلام** اور **آریہ** مذہب کے امتحان صدق و کذب کا معیار قرار دیا تھا اور پھر بعد
اس کے فریقین کی باہمی رضامندی سے دونو فریق نے بڑے زور سے اس پیشگوئی کو شائع کیا تھا اور جسطرح پہلوانون کی کشتی ہوتی ہے اسیطرح دونو گروہ
کا اس پیشگوئی پر خیال لگا ہوا تھا آخر بڑی صفائی سے یہ پوری ہوئی - اس پیشگوئی مین یہ بات نہایت عجیب ہے جسکو مینے زبردست دلائل کے ساتھ اس رسالہ
مین بیان کر دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ پیشگوئی مارچ ۱۸۹۷ء کے مہینہ سے جسمین لیکھرام قتل ہوا ہے ۱۷ برس پہلے ہماری کتاب براہین احمدیہ کی ایک الہام مین بڑی
صفائی سے ذکر کیگئی ہے اور براہین کی تالیف کا وہ زمانہ تھا کہ شاید اُسوقت لیکھرام ۱۲-۱۳ برس کا ہوگا یہی وہ بات ہے جسکو خوب غور سے سوچنا چاہیئے
اور یہی وہ امر ہے جس سے معرفت کی ترقی ہوگی اور خدا کے فعل اور انسان کے فعل مین کُھلا کُھلا فرق دکھائی دیگا اور دل مین سکینت اور اطمینان
پیدا ہو جائیگی اور غالباً اسجگہ اسبات کا بیان کرنا بھی مفید ہوگا کہ ابھی مینے ایک دوسرے رسالہ مین جس کا نام **سراج منیر** ہے اپنی بریت اور سچائی ثابت کرنے کی
ایک اور سلسلہ گواہ کیطرح پیش کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ مینے وہ تمام پیشگوئیان جو لیکھرام کے مرنے سے پہلے پوری ہو چکی ہین رسالہ مذکورہ مین جمع کر کے لکھدی ہین
اور نہایت لطیف طور پر انکا نظام دکھلایا ہے انہی پیشگوئیون کے بعض ایسے **آریہ بھی گواہ** ہین جنکے بارہ مین یہ پیشگوئیان کیگئیں تھین سو میرے نزدیک بہتر ہوگا
کہ جو صاحب اپنی تسلی کیوقت سراج منیر دیکھنا مناسب سمجھین وہ مجھ سے طلب کرین مین وہ رسالہ انکی خدمت مین روانہ کر دونگا اور یہ بات بھی بیان کر دینے کے
قابل ہے کہ جیسا کہ آریون کو اس پیشگوئی کے بارہ مین ناحق کے شبہات مین جنکی وجہ بجز اس کے کچھ نہین کہ پیشگوئی کی عظمت نے انکو حیرت مین ڈالا ہے ایسا ہی ہمارے
مخالف مولوی بھی جور و حمایت سے بے بہرہ مین اسی گرداب مین پڑے ہوئے ہین - سو اُن کے لئے بھی یہ رسالہ مفید ہوگا بشرطیکہ وہ غور سے پڑھین اور یہ رسالہ اس
چٹھی کے ذریعہ سے آپ کی خدمت مین پیش کیا جاتا ہے کہ آپ رسالہ کے وجوہات پیش کردہ پر غور کر کے اپنی دلی انصاف کے تقاضا سے وہ فتوی لکھین جس کا لکھنا دیانت و تقویٰ
کی رو سے واجب ہو یعنی یہ کہ لیکھرام کی مرنے کی نسبت جو پیشگوئی کیگئی تھی کیا وہ فی الواقعہ پوری ہوگئی یا نہین اور کیا وہ اعلیٰ درجہ فوق العادت پیرایہ مین جسکی نسبت وثوق کے ساتھ کہہ
سکتے ہین کہ نہ وہ انسانی منصوبہ ہے اور نہ اتفاقی امر ہے بلکہ خدا تعالیٰ کا وہ خاص فعل ہے جسکو الہامی پیشگوئی کہنا چاہیئے والسلام علی من اتبع الہدیٰ

راقم غلام احمد قادیانی

مرزا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

استفتاء

کیا فرماتے ہین بزرگان اہل النظر و اہل الرائے کہ یہ الہامی شہادتین جو ذیل مین لکھی جاتی ہین اسپر نظر ڈالنے سے اطمینان کے لائق یہ نتیجہ نکلتا ہے یا نہین کہ جو پیشگوئی لیکھرام کی موت کی نسبت کی گئی تھی وہ فی الحقیقت طور پر پوری ہوگئی؟ اگر انکی رائے مین پورے یقین اور اطمینان کیساتھ نیچے لکھی ہوئی پیشگوئیون سے جو بطور وثیقہ شہادت ہین کمال صفائی سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ تحریرین انسانی اٹکلون اور منصوبون سے برتر اور فوق العادۃ ہین تو محض للہ سچائی کی مدد کیلئے جو جوانمردون اور بہادرون اور خداترس بندون کا کام ہے بغرض تصدیق اس مضمون کے ذیل مین اپنی گواہی ثبت کرین۔ مجھے یقین ہے کہ خدا تعالیٰ انکو اس سچی گواہی کا اجر دے گا۔ اور دنیا اور دین کی عافیت اور کامیابی سے کامل حصہ عطا فرمائے گا۔ ورنہ شہادت حقہ کے چھپانے کے جو برے نتائج ہین ان کا ظہور بھی قانون الٰہی کے رو سے لازمی ہے۔ لیکن اگر کسی کے نزدیک مندرجہ ذیل الہامی شہادتین اطمینان کے لائق نہین بلکہ انکے خیال مین دراصل انسانی منصوبہ تھا جو الہامی پیشگوئی کے نام سے مشتہر کیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آخر اسی پختہ سازش کیوجہ سے لیکھرام چھ مارچ ۱۸۹۷ء کو بمقام لاہور مارا گیا تو اُسے اختیار ہے کہ اس کاغذ پر اپنی گواہی ثبت نہ کرے اور مجھے قاتلون مین سے شمار کرتا رہے۔ لیکن اگر اُسکے نزدیک یہ الہامی شہادتین وزن کے قابل ہین جنسے ہم فائدہ اٹھانیکے مستحق ہین تو دینی ہمدردی کا اسوقت ہم کوئی مطالبہ نہین کرتے مگر انسانی ہمدردی اور وہ بھی ٹھیک ٹھیک انصاف کی رو سے جسقدر قانون ہمین حق بخشتا ہے اُسکو ہم ادب کیساتھ اہل الرائے سے بطور استفتاء مانگتے ہین۔ ہم اس استفتاء کے ذریعہ سے اہل نظر سے کیا چاہتے ہین؟ بس یہی

کہ جو کچھ ہم ایک مرتب اور مکمل سلسلہ پیشگوئیوں کا لیکھرام کی موت کے بارہ میں انکے سامنے رکھتے ہیں وہ اسپر پوری توجہ کیساتھ تقویٰ کیطرف پیر رکھیں۔ اور اپنے پاک کانشنس کے جوش سے شہادت دیں کہ کیا عقل اور دیانت واجب نہیں ٹھہراتی کہ اس الہامی سلسلہ کے فوق العادۃ بیان کو خدا تعالیٰ کیطرف منسوب کیا جائے؟ اور کیا ایک عقلمند کے ذہن میں آسکتا ہے کہ پیشگوئیکی یہ تمام شانیں جو بشری طاقتوں سے بڑھکر ہیں جھوٹ کی تائید میں یکدفعہ چھوٹ پڑیں؟ اسوقت یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ آریہ صاحبوں کے ہاتھ میں اس پیشگوئی کی تکذیب کیلئے جو کچھ ہے وہ اس سے زیادہ نہیں کہ انہوں نے بجائے اسکے کہ خدا کے عجیب کاموں پر غور کرتے یہ طریق اختیار کیا ہے کہ بدظنی کی وجہ سے انسانی منصوبوں کے احتمال کو وہ وجہ دیا ہے جو خدائے قادر کے کاموں سے مخصوص ہے۔ چونکہ یہ پیشگوئی چار برس سے کچھ زیادہ کی تھی اور کئی مجلسوں کی تقریروں اور نیز تحریروں سے ہندوؤں تک بات پہونچ چکی تھی کہ پیشگوئی میں یہ لکھا گیا ہے کہ ہیبت ناک طور پر لیکھرام کی زندگی کا خاتمہ ہوگا۔ اور نیز یہ کہ عید کے دوسرے دن انکی وفات ہوگی اور چھ سال کے اندر ہوگی۔ اور پیشگوئی اپنے صریح الفاظ میں واقعہ قتل کیطرف اشارہ کرتی تھی اسلئے انہوں نے اسبات کو بہت بعید سمجھا کہ خدا تعالیٰ کیطرف سے کوئی پیشگوئی ایسے صحیح پیرایوں اور نشانوں کے ساتھ ہو۔ مگر اسبات کو قریب قیاس خیال کیا کہ قبل از وقت یہ تمام غیب کی باتیں کوئی انسان اپنے مونہہ سے نکالے اور پھر دلیری سے پوری بھی کرکے دکھلا دیوے لہذا انہوں نے اس الہامی پیشگوئی کو انسانی منصوبہ پر حمل کر لیا۔ اور بڑے اصرار سے بار بار اخباروں میں چھاپا کہ ایسی صفائی سے پیشگوئی کرنا اور ایسے کھلے کھلے اور بے حجاب طریقے سے تاریخ اور دن اور صورت موت کو قبل از وقت بیان کرنا خدا کا قانون نہیں ہے بلکہ سچ یہ ہے کہ یہی شخص یعنی یہ راقم لیکھرام کا قاتل ہے۔ اور یہ پیشگوئی عمیق سازشوں اور مدت کی سوچی ہوئی تدبیروں کا نتیجہ ہے۔ اسی بناء پر انہوں نے باہمی اتفاق کیا تھا اس راقم کو ملزم بنانے کیلئے زور دیا۔ اور اس خیال کے اظہار میں اخباروں کے کالم کے کالم سیاہ کر ڈالے اور گورنمنٹ میں مخبریاں کیں۔ یہانتک کہ ۸ اپریل ۱۸۹۷ء کو بروز پنجشنبہ انگریزی افسروں نے قادیان میں آکر میرے گھر کی تلاشی کی تلاشی کے وقت میں خطوط دستخطی پنڈت لیکھرام برآمد ہوئے اور نیز وہ معاہدہ کا کاغذ بھی نکل آیا جس میں آسمانی نشان کے دکھلانے کے بارہ میں شرطیں قائم ہو کر دونوں فریق کی رضامندی سے سچی پیشگوئی کو معیار صدق و کذب ٹھہرایا گیا تھا چنانچہ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے حضور میں وہ کاغذ پڑھا گیا جس کا یہ مضمون تھا کہ جو پیشگوئی لیکھرام کے حق میں کیجائیگی وہ دین اسلام اور آریہ مذہب میں ایک فیصلہ ناطق ہوگی۔ اگر پیشگوئی سچی نکلی تو وہ دین اسلام کی سچائی کی گواہ ہوگی۔ اور ہندو مذہب کے بطلان پر دلیل ٹھہریگی۔ اور اگر جھوٹی نکلی تو وہ ہندو مذہب کی سچائی پر گواہ ہوگی اور نعوذ باللہ دین اسلام کے بطلان پر دلالت کریگی۔ اور یہ شرط پنڈت لیکھرام نے اپنے

اصرار سے لکھوائی تھی۔ اور چونکہ مجھے خدا تعالیٰ کے وعدوں پر وثوق تھا اسلئے میں نے بھی اسکو قبول کر لیا تھا۔
اب وہ مشکل جسکے لئے اس استفتاء کی ضرورت پڑی صرف اسقدر نہیں کہ آریہ صاحبوں نے اس راقم پر قتل کی سازش
کا الزام لگایا۔ بلکہ ہماری قوم کے بعض بزرگ لوگوں نے بھی ان سے اتفاق کر لیا اور یہ چاہا کہ ایسی عظیم الشان
پیشگوئی جسکی تکذیب کا نتیجہ معاہدہ کے کاغذات کے رو سے اسلام کی تکذیب ہے کسی طرح باطل ٹھہرائی جائے۔
چنانچہ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ اور ایسا ہی بعض چند اور مولویوں نے عام طور پر یہ
رائے شائع کر دی ہے کہ یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ چنانچہ انھوں نے ایک خط میری طرف بھی بھیجا جسمیں انھوں نے لکھا تھا
کہ میں نے اپنی تحقیق سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی یعنی لیکھرام کی موت صرف ایک اتفاقی امر تھا جس میں
خدا کا کچھ دخل نہیں اور اسبات پر زور دیا کہ کیوں یہ امر ثابت شدہ مان لیا جائے کہ پیشگوئی سچی ہوئی۔ اور کیوں یہ
قبول کیا جائے کہ یہ ایک اتفاقی موت ہے جو پیشگوئی کے زمانہ میں وقوع میں آ گئی۔

اس تکذیب کی ہمیں اپنی ذاتی اغراض کیلئے تو کچھ پرواہ نہ تھی لیکن چونکہ معاہدہ کے کاغذات اُسی
کیوقت میں پیش ہو گئے اور صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے حضور میں پڑھے گئے اور ہر ایک دشمن و دوست کو اُن سے
اطلاع ہو گئی تو اب ایسی سچائی جسمیں فروگذاشت کرنے سے اسلام پر بیجا حملہ ہوتا ہے قابل درگذر نہیں۔ اسی اشد
ضرورت کی وجہ سے **یہ تمام روئداد** اہل الرائے کی خدمت میں پیش کرنی پڑی تا کہ وہ دیکھیں کہ کسقدر ظلم کا ارادہ
کیا گیا ہے۔ افسوس کہ ان لوگوں نے ان خیالات کے ظاہر کرنیکے وقت یہ نہیں سوچا کہ ان تاویلوں سے دنیا میں کسی
نبی کی پیشگوئی قائم نہیں رہیگی کیونکہ **ہر ایک** جگہ اس وہم کا دروازہ کھلا ہے کہ یہ اتفاقی واقعہ ہے۔ پس اگر
یہی رائے سچی ہے تو انھیں اقرار کرنا چاہیئے کہ تمام نبیوں کی نبوت پر کوئی بھی ثبوت نہیں اور سب اتفاقی واقعات ہیں۔

توریت اور قرآن نے بڑا ثبوت نبوت کا صرف پیشگوئیوں کو قرار دیا ہے۔ اور ایک مفسد آدمی کسی سچی
پیشگوئی کو بڑی آسانی سے اتفاقی امر کہہ سکتا ہے۔ لیکن میں زور سے کہتا ہوں کہ یہ تمام شبہات اسی قسم کے ہیں
کہ جیسے ایک دہریہ مصنوعات کو ایک نکما سلسلہ ٹھہرا کر خدا تعالیٰ کے وجود کی نسبت شبہات پیدا کر لیتا ہے و
دنیا کے تمام نظام کو اتفاقی امر ٹھہراتا ہے اور پھر جب سمجھ آتی ہے اور خدا کا فضل اسکے شامل حال ہوتا ہے
اور اس عالم کی ترتیب ابلغ اور محکم کو دیکھتا ہے اور دقائق صنعت الٰہی اور اسکی لطیف حکمتوں پر اطلاع پاتا ہے
تو ناچار پہلی رائے اسکو چھوڑنی پڑتی ہے۔ سو یقیناً سمجھنا چاہیئے کہ یہ اعتراضات بھی ایسے ہی ہیں۔ اور یہ
اعتراضات اسیوقت تک دل میں اٹھتے ہیں کہ جبتک ایک پیشگوئی کے باریک پہلوؤں پر نظر نہیں پڑتی۔ اور
خدا تعالیٰ کی خدائی کے انتظام کو ناقص سمجھا جاتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ایسے شبہے ہمیشہ ان لوگوں کے

دلوں میں پیدا ہوتے ہیں جنکے دل خدا کی سچی معرفت سے بے نصیب ہیں وہ پہلے ایک بات سن کر حیرت زدہ ہو کر انکار کی طرف جھک جاتے ہیں۔ اور واقعات کو اس پہلو کی طرف کھینچ لیتے ہیں جس پہلو تک اُنکے موٹے اور سطحی خیال ٹھہر گئے ہیں اور اسی پر وہ زور دیتے رہتے ہیں۔ ہم انسے پوچھتے ہیں کہ اگر لیکھرام اتفاقی طور پر بذریعہ قتل مر گیا تو اس طور پر بھی تو اتفاقی امر کا واقعہ ہونا ممکن تھا کہ کوئی شخص اُسکی نسبت ارادہ قتل کا کرتا یا اگر کرتا تو اپنے ارادہ میں ناکام رہتا یا اگر اسپر حملہ کرتا تو ممکن تھا کہ اسکی موت تک نوبت نہ پہونچتی پھر کیا سبب کہ دوسرے پہلوؤں کے تمام اتفاقات ممکنہ ظہور میں نہ آئے اور یہ اتفاق جو ان پہلوؤں کی نسبت اپنے ساتھ مشکلات بھی رکھتا تھا ظہور میں آگیا۔ کیا یہ خدا تعالیٰ کا ہاتھ نہیں تھا؟ پس وہ علیم و حکیم خدا جسکے انصاف پر فریقین نے اس مقدمہ کو چھوڑا تھا وہ بتلا رہا ہے ایک فریق نے خبر بھی دی تھی کہ اسنے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ میں ایسا ہی کرونگا کیوں اسکی نسبت یہ گمان کیا جاوے کہ اُسنے غلط فیصلہ نہیں دیا۔ اور کیوں ایسا سمجھا جاوے کہ اسنے مفتری کی حمایت کی اور یہ مان لیا جاوے کہ خدا کی یہ بھی عادت ہے کہ جھوٹے کی پیشگوئیاں بھی سچی کر دیتا ہے جن پیشگوئیوں کو وہ اپنے صدق کی وجہ ثبوت ٹھہراتا ہے۔ تو گویا خدا کا عمداً یہ ارادہ ہے کہ جھوٹوں کو سچوں کے ساتھ ملا کے سچوں کے تمام سلسلہ کو تباہ اور زیر و زبر کر دے۔ اگر یہ صحیح ہے کہ خدا صادقوں کا حامی ہوتا ہے اور اپنے عہد کو پورا کرتا ہے نہ افتراؤں کو تو اس اصول کو ماننا ایک منصف کیلئے ضروری ہوگا کہ جو پیشگوئی خدا کے نام پر کیجاوے اور وہ پوری ہو جاوے تو وہ خدا کیطرف سے ہے۔ اور اگر اس اصول کو نہ مانا جاوے تو خدا کی ساری کتابیں بے دلیل ہو جائینگی اور انکی سچائی پر یقین کرنیکی راہیں بند ہو جائینگی۔ اسی کی طرف خدا تعالیٰ اشارہ فرماتا ہے اور کہتا ہے۔ وان یك صادقا یصبكم بعض الذی یعدكم یعنی صادق کی یہ نشانی ہے کہ اسکی بعض پیشگوئیاں پوری ہو جاتی ہیں۔ بعض کی شرط اسلئے لگا دی کہ وعید کی پیشگوئیوں میں رجوع اور توبہ کیوجہ سے عذاب کا تخلف جائز ہے گو کوئی بھی شرط نہ ہو پس ممکن ہے کہ بعض عذاب کی پیشگوئیاں ملتوی رکھی جائیں اور اپنی میعاد کے اندر پوری نہ ہوں۔ جیسا کہ یونس کی قوم کیلئے ہوا غرض خدا کے نام پر جو پیشگوئی پوری ہو جاوے اسکی نسبت شک کرنا اور اسکو اتفاق پر محمول کر دینا گویا خدا تعالیٰ کے دینی انتظام پر ایک حملہ ہے اور نبوت کی تمام عمارت کو گرانے کا ارادہ ہے۔

ان تمہیدی امور کو یہاں تک درج کر کے اب ہم اُن سلسلہ وار الہامی شہادتوں کو پیش کرتے ہیں جن کا دریافت کرنا فتوی دینے سے پہلے اہم اور ضروری ہے۔ اور ان شہادتوں پر جو سوالات جتنی

ہو سکتے تھے ہمنے پہلے سے بیانات مذکورہ بالا مین انکو درج کر دیا ہے اور شاید آئندہ بھی کچھ کچھ لکھا جائے

اب ہم ان تمہیدی امور کو یہانتک لکھکر اول پنڈت لیکھرام کے اُن خطوط اور خلاصہ عہدنامہ کو معہ جواب

خود ہم کو آ گئے ہین جو اس پیشگوئی سے پہلے بطور باہمی خط و کتابت ظہور مین آ گئے - اور وہ یہ ہین :-

خط از طرف پنڈت لیکھرام " بخدمت فیض درجت مرزا صاحب - نمستے - جیسے مین یہان (قادیان مین) آیا ہون بہت سی خط و کتابت اتک ہو چکی ہے کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہین نکلا - اب چونکہ مجھے بخیال احقاق حق کوئی عمدہ فیصلہ کرنا ضروری ہے - اسواسطے متصدع خدمت ہون کہ آج دن کو کوئی وقت مقرر فرما کر مدرسہ مین آپ تشریف لاوین یا کوئی اور جگہ علاوہ دولتخانہ خود تجویز کرکے مطلع فرماوین تاکہ بندہ حاضر ہو کر معہ بھائی کشن سنگھ و حکیم دیارام و پنڈت مہالچند جی کے آسمانی نشانات و الہامات وغیرہ کی بابت آپسے کچھ فیصلہ کرلیوے - ورنہ آپ بخوبی یاد رکھین کہ اب میری طرف سے اتمام حجت ہو گئی صداقت کے مقابلہ مین منہ چرانا عقلمندون سے بعید ہے - زیادہ نیاز - طالب حق لیکھرام - ۵ دسمبر ۱۸۸۵ء"

دوسرا خط پنڈت لیکھرام " عنایت فرمائے بندہ جناب مرزا صاحب - نمستے - زبانی بھائی کشن سنگھ کے بھی و زبانی مولوی دین محمد و محمد کریم کے مفصل طور پر آپکا پیغام بجواب میرے خط کے بدین مضمون پہونچا کہ آریہ دھرم و مذہب اسلام کے دو تین مسائل پر بحث کیجائے - اور قواعد مباحثہ حسب پسند فریقین مقرر کئے جاوین - پس بجواب اسکے متصدع خدمت ہون کہ میرا مدعا پشاور سے چلکر قادیان مین آنیسے صرف یہی تھا اور ابتک بھی اسی امید پر یہان مقیم ہون کہ آپکے معجزات و خرق عادات و کرامات و الہامات و آسمانی نشانات کی تصدیق کرکے مشاہدہ کرون اور پیشتر اس سے کہ کسی اور اصول پر بحث کیجائے یہی معاملہ ایک خاص معزز لوگونکی مجلس مین بخوبی طے ہو جانا چاہیئے - اور اگر اسکے اثبات کرنیمین آپ عاری ہو کر پہلو تہی فرماوین تو اور بحث سے بھی مجھے کسیطرحکا انکار نہین - یہانپر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اپنے گھر مین بیٹھکر اپنے معتقدون کے سامنے ثبوت کر دینا اور بات ہے اور مجلس علماء و فضلاء مین تصدیق ہونا اور چیز ہے - امید کہ آپ جواب باصواب سے سرافراز فرماوین اور عذر معذرت درمیان نہ لاوین - نیازمند لیکھرام از آریہ سماج قادیان - مکرر سہ کرر آپسے گذارش کرتا ہون کہ اگر ذرہ بھی آثار صداقت رکھتے ہو تو دکھلائیے ورنہ خدا کے واسطے باز آئیے - بر رسولان بلاغ باشد و بس - لیکھرام"

تیسرا خط پنڈت لیکھرام " مرزا صاحب بندگی - مجھے طول طویل الف لیلہ کی فسانون سے نفرت ہے - اسواسطے بتکرار الفاظ سے بھی خط کو لمبا کرنا نہین چاہتا ہون - خلاصہ عرض خدمت ہے

کہ وہی شرائط (نشان دین کے دیکھنے کے بارہ میں) جو بنیت مبارک کے ارسال کئے تھے جنکی نقل آپکے پاس موجود ہے معہ شرائط خود کے پانچ منصفوں کے پاس روانہ ہونی چاہییں جو منصفوں سے طے ہو کر آویں انپر ہم ہر دو کو عمل کرنا چاہیئے کسی حکیم کا قول ہے کہ یک در گیر و محکم گیر۔ میرا اسپر عمل ہے مگر افسوس کہ آپ کسی بات پہ ٹھہرتے نظر نہیں آتے۔ اے بھائی یہ تو ضرور ہوگا (کہ نشان آسمانی کے صدق یا کذب ظاہر ہونے کے وقت) اگر یہ واسطے دین محمدی کی سزا ہے تو آپکے واسطے [illegible] عدم بھی ضروری ہے۔ بصورت ثانی عوض تین سو روپیہ ہوگا اگر خداوند کریم نے صداقت کی فتح کی تو وہ روپیہ [illegible] آپکا [illegible] آپکے حوالہ اور میری محنت برباد اور آپکی آمدنیات کی ترقی ہم خرما و ہم ثواب۔ آپکے تو ہر طرح پانچوں گھی میں ہیں گھبراتے کیوں ہو........ آپکا مجیب ✤ الدعوات ہونیکا دعوی ہے۔ ... اور اگر اسطرح زبانی جمع خرچ کرنا منظور خاطر ہے تو خوب مزہ ہے خیالی پلاؤ پکائیے اور تمام دنیا میں [illegible] لائیے۔ آپکا اختیار ہے دست خود و زبان خود۔ مجھے آج یہاں آئے پچیس ۲۵ یوم کا عرصہ گذر گیا تین چار پرسوں تک جانیوالا ہوں اگر کچھ ہمت کرتی ہے تو بھی اور اگر شرائط (یعنی نشان دکھلانیکا عہد نامہ) منصفوں کے پاس روانہ کرنا ہے تو بھی طے فرمائیے۔ ورنہ بعد ازاں یاروں لاف و گزاف کا [illegible] ثابت ہوگا کہ آج ہی مدرسہ کے میدان میں تشریف لاویں شیطان و شقاقت وشق القمر کا ثبوت دیں۔ انتظامی منصف بھی مقرر کر لیجئے میرے طرف سے مرزا امام الدین صاحب منصف تصور فرماویں اگر اب بھی آپکو فرصت نہیں ہے تو خدا کیواسطے باز آئیے۔ نیازمند لیکھرام ۱۳ دسمبر ۱۸۸۵ء"

چوتھا خط — جناب مرزا صاحب سے آپکا [illegible] ہوا۔ اس میں صاف طور پر واضح ہوا کہ قرآن شریف محض ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ و محمد و یوسف و لوط و سکندر و لقمان کے قصے و فضولیات

حاشیہ

✤ اس مجیب الدعوات کے لفظ سے لیکھرام کی عربی دانی نہایت واضح طور پر ثابت ہوتی ہے۔ جس بچہ نے پہلا قاعدہ صرف عربی کا بھی پڑھا ہوگا وہ جانتا ہے کہ مجیب کا لفظ خدا تعالیٰ کیلئے آتا ہے یعنی دعاؤں کا قبول کرنیوالا۔ یہ باب افعال سے فاعل کا صیغہ ہے۔ پس لیکھرام کو یہ کہنا چاہیئے تھا کہ آپکو مستجاب الدعوات ہونے کا دعویٰ ہے۔ اب غور کرو کہ آریہ صاحبوں کا کس قدر جھوٹ ہے کہ لیکھرام کو عربی بھی آتی تھی۔ یہ اسکے ہاتھ کے خط لکھے ہوئے [illegible] سکتے جاتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ شخص دونوں زبانوں سے بے نصیب تھا نہ سنسکرت جانتا تھا نہ عربی۔ اور جھوٹ بولنے والے کی ہم زبان بند نہیں کر سکتے۔ منہ

سے سراپا لبریز ہے ۔ سبھکے دیرونہ خط کی شرائط پر بحث کرنی منظور ہے اور آپ صرف حیلہ و حوالہ ٹال مٹال و حجت انگیزی کر رہے ہیں ۔ مرزا جی افسوس افسوس آپکو نصفت منظور نہیں ہے کسی نے کیا سچ کہا ہے ۔ عذر نامعقول ثابت می کند تقصیر را ۔ علاوہ بران آپ مسیح نامی ہیں دعوی حق کو نشان کر دکھلائیے ۔ نہ بیہودہ شور و شرنہ مچائیے ۔ لیکھرام از آریہ سماج قادیان ۹ بجے دن کے"

پانچوان خط" مرزا صاحب ۔ کندن کوہ (اسکے آگے ایک شکستہ لفظ ہے جو پڑھا نہیں جاتا) افسوس سرزپ اسپ خود کو اسپ اور اوروں کے اسپ کو خچر قرار دیتے ہیں ۔ یعنے و مدک اعتراض کا عقل سے جواب دیا اور آپ نے قرآنی اعتراض کا نقل سے مگر وہ عقل سے بسا بعید ہے اگر آپ فارغ نہیں تو یہی کام بہت ہے ۔ اچھا آسمانی نشان تو دکھا دین اگر بحث نہیں کرنا چاہتے تو رب العرش خیر الماکرین سے میری نسبت کوئی آسمانی نشان تو مانگیں ۔ تا فیصلہ ہو ✠ لیکھرام ۔"

ان تمام خطوط کے جواب میں مفصل خط لکھے گئے تھے جن کا نقل کرنا اس جگہ ضروری نہیں ۔ لیکھرام کی طبیعت میں افترا اور جھوٹ کا مادہ بہت تھا ۔ اسلئے وہ بار بار اپنے خطوط میں لکھتا ہے کہ بحث نہیں کرتے

✠ اسجگہ لیکھرام نے نشان مانگنے کے وقت خدا تعالی کا نام خیر الماکرین رکھا ۔ اور خدا تعالی کے بارہ میں ماکر کا لفظ اس صورت میں بولا جاتا ہے کہ جب وہ **باریک اسباب** سے مجرم کو ہلاک یا ذلیل کرتا ہے ۔ پس لیکھرام کے مونہہ سے خود وہ الفاظ نکل گئے جیسے ثابت ہوا ہے کہ وہ ایسی موت کا نشان مانگتا تھا ۔ یعنی ایسا نشان جسکے اسباب بہت باریک ہوں ۔ سو خدا کی **قدرت** ہے کہ اسی طرح اسکی موت ہوئی اور ایسے قاتل کے ہاتھ سے مارا گیا جسکی کارروائی ہر ایک کو نہایت تعجب میں ڈالتی ہے کہ کیونکر اسنے عین روز روشن میں حملہ کیا ۔ اور کیونکر آباد گھر میں باوجود اتنی بھیڑ کے اسکو جرات ہوئی ۔ اور کیونکر وہ چھری مار کر صاف نکل گیا ۔ اور پھر کیونکر ہندوؤں کی ایک آبادی میں باوجود مقتول کے وارثوں کے شور و غوغا کے بچ کر نکل گیا ۔ سو جب ہم ان واقعات کو غور سے سوچتے ہیں تو فی الفور طبیعت اسطرف چلی جاتی ہے کہ **یہی وہ کام ہے** جسکو **خیر الماکرین** کی طرف منسوب کرنا چاہیے ۔ ہم لکھ چکے ہیں کہ خدا کا نام قرآن شریف کی رو سے خیر الماکرین اسوقت کہا جاتا ہے کہ جب وہ کسی مجرم مستوجب سزا کو باریک اسباب کے استعمال سے سزا میں گرفتار کرتا ہے ۔ یعنے ایسے اسباب اسکی سزا کے اسکے لئے مہیا کرتا ہے کہ جن اسباب کو مجرم کسی اور ارادہ سے اپنے لئے آپ مہیا کرتا ہے ۔ پس وہی اسباب جو اپنی بہتری یا ناموری کیلئے مجرم جمع کرتا ہے وہی اسکی ذلت اور ہلاکت کا موجب ہو جاتے ہیں ۔ قانون

بھی کوئی نشان نہیں دکھلاتے اور معقول جواب نہیں دیتے حالانکہ بحث کیلئے یہ منصفانہ طریق اُنکے سامنے
پیش کیا گیا کہ وہ وید کی پابندی سے اور اسکی شرتیوں کے حوالہ سے بحث کرے اور ہم قرآن شریف کی پابندی
سے اور اسکی آیتوں کے حوالہ سے بحث کریں - پس چونکہ وہ محض جاہل تھا اور یہ بھی اسمین طاقت نہیں تھی کہ اپنے
مقام میں وید کی شرتی پیش کر سکے اسلئے وہ چالاکی سے ہمارے اصل مطالبہ کو تحریر میں ہی نہیں لاتا تھا۔ ہاں
ٹھٹھے اور ہنسی سے بار بار آسمانی نشان مانگتا تھا۔ غرض ہم اسجگہ اپنا آخری خط نقل کر دیتے ہیں جو اس کے
آخری رقعہ کے جواب میں لکھا گیا تھا - اور وہ یہ ہے :-

جناب پنڈت صاحب - آپکا خط مینے پڑھا - آپ یقیناً سمجھیں کہ ہمیں نہ بحث سے انکار ہے اور
نہ نشان دکھلانے سے مگر آپ سیدھی نیت سے طالب حق نہیں کرتے بیجا شرائط زیادہ کر دیتے ہیں آپکی
زبان بدزبانی سے رکتی نہیں - آپ لکھتے ہیں کہ اگر بحث نہیں کرنا چاہتے تو رب العرش خیر الماکرین سے میری
نسبت کوئی آسمانی نشان مانگیں - یہ کسقدر ہنسی ٹھٹھے کے کلمے ہیں - گویا آپ اُس خدا پر ایمان نہیں لاتے
جو بیباکوں کو تنبیہ کر سکتا ہے - باقی رہا یہ اشارہ کہ خدا عرش پر ہے اور مکر کرتا ہے - یہ خود آپکی نا سمجھی ہے
مکر لطیف اور مخفی تدبیر کو کہتے ہیں جس کا اطلاق خدا پر ناجائز نہیں - اور عرش کا کلمہ خدا تعالیٰ کی عظمت کے
لئے آتا ہے - کیونکہ وہ سب اونچوں سے زیادہ اونچا اور جلال رکھتا ہے - یہ نہیں کہ وہ کسی انسان کیطرح
کسی تخت کا محتاج ہے - خود قرآن میں ہے کہ ہر ایک چیز کو اُسنے تھاما ہوا ہے اور وہ قیوم ہے جسکو کسی

قدرت صاف گواہی دیتا ہے کہ خدا کا فعل بھی دنیا میں پایا جاتا ہے کہ وہ بعض اوقات بیباک اور سخت دل مجرموں کی
سزا انکے ہاتھ سے دلواتا ہے - سو وہ لوگ اپنی ذلت اور تباہی کے سامان اپنے ہاتھ سے جمع کر لیتے ہیں اور
انکی نظر سے وہ مواد اسوقت تک مخفی رکھے جاتے ہیں جب تک خدا تعالیٰ کی قضا و قدر نازل ہو جائے۔ پس اس عمل کے
کے لحاظ سے خدا کا نام ماکر ہے۔ دنیا میں ہزاروں نمونے اسکے پائے جاتے ہیں۔ سو لیکھرام کے معاملہ میں
خدا کا مکر یہ ہے کہ اول اُسیکے منہ سے کہلوایا کہ میں خیر الماکرین سے اپنی نسبت نشان مانگتا ہوں - سو اس درخواست
میں اُسنے ایسا عذاب مانگا جسکے اسباب مخفی ہوں - اور ایسا ہی وقوع میں آیا - کیونکہ جس شخص کو قتل کرنے کیلئے
اُسنے اتوار کا دن مقرر کیا تھا اور اتوار کے دن آریوں کا ایک خوشی کا جلسہ قرار پایا تھا جیسا کہ عید کا دن ہوتا ہے
تا اس شخص کو قتل کیا جائے - سو وہی خوشی کے اسباب اسکے لئے اور اسکی قوم کیلئے ماتم کے اسباب
ہوگئے اور خیر الماکرین کے نام کو خدا تعالیٰ نے تمام آریوں کو خوب سمجھا دیا - منہ

چیز کا سہارا نہیں۔ پھر جب قرآن شریف یہ فرماتا ہے تو عرش کا اعتراض کرنا سراسر ظلم ہے۔ آپ
عربی سے بے بہرہ ہیں آپ کو مکر کے معنے بھی معلوم نہیں۔ مکر کے مفہوم میں کوئی ایسا ناجائز امر
نہیں ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا۔ شریروں کو سزا دینے کے لئے خدا کی جو
باریک اور مخفی کام ہیں اُن کا نام مکر ہے۔ لغت دیکھو پھر اعتراض کرو۔ میں اگر بقول آپکے وید سے اُمّی
ہوں تو کیا حرج ہے کیونکہ میں آپکے مسلّم اصول کو ہاتھ میں لیکر بحث کرتا ہوں۔ مگر آپ تو اسلام کے
اصول سے باہر ہو جاتے ہیں۔ صاف افترا کرتے ہیں چاہیئے تھا کہ عرش پر خدا کا ہونا جس طور سے
مانا گیا ہے اوّل مجھ سے دریافت کرتے۔ پھر اگر گنجائش ہوتی تو اعتراض کرتے۔ اور ایسا ہی مکر کے
معنے اوّل پوچھتے پھر اعتراض کرتے۔ اور نشان خدا کے پاس ہیں وہ قادر ہے جو آپکو دکھلا دے
والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ خاکسار میرزا غلام احمد

(۵) وہ معاہدہ جو نشانوں کے دیکھنے کیلئے اس عاجز اور لیکھرام کے مابین تحریر پایا تھا اُس کا
عنوان جو لیکھرام نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا یہ ہے:-

"ادم پرماتمنے نمہ۔ ہے سچدانند سروپ پرماتما ست کا پرکاش کر اور است کا ناش کر تاکہ پوتر
ست وید ودیا سب سنسار میں پرورت ہو وے"* ۔ پھر بعد اسکے اس طول طویل معاہدہ کا خلاصہ
یہ ہے کہ اگر کوئی پیشگوئی لیکھرام کو بتلائی جائے اور وہ سچی نہ ہو تو وہ ہندو مذہب کی سچائی کی دلیل
ہوگی۔ اور فریق پیشگوئی کرنے والے پر لازم ہوگا کہ آریہ مذہب کو اختیار کرے یا تین سو ساٹھ
روپیہ لیکھرام کو دیدے جو پہلے سے شرمپت ساکن قادیان کی دوکان پر جمع کرا دینا ہوگا۔ اور اگر
پیشگوئی کرنیوالا سچا نکلے تو اسلام کی سچائی کی یہ دلیل ہوگی۔ اور پنڈت لیکھرام پر واجب ہوگا
کہ مذہب اسلام قبول کرے ✤ پھر بعد اسکے وہ پیشگوئی بتلائی گئی جسکی رو سے ۶ مارچ ۱۸۹۷ء
کو لیکھرام کی زندگی کا خاتمہ ہوا۔ لیکن پہلے اس سے جو وہ پیشگوئی لیکھرام پر ظاہر کیجاتی مکرر بذریعہ
اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء انکو اطلاع دیگئی تھی کہ اگر انکو پیشگوئی کے ظاہر کرنے سے رنج پہنچے تو اسکو
ظاہر نکیا جائے۔ مگر لیکھرام نے بڑی شوخی اور دلیری سے جیسا کہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء میں
اس بات کا ذکر ہے ایک کارڈ اپنا دستخطی میری طرف روانہ کیا کہ میں آپکی پیشگوئیوں کو واہیات سمجھتا ہوں

✤ یہ شرط جو لیکھرام اسلام کو قبول کرے اُس وقت کی شرط ہے جبکہ کچھ معلوم نہ تھا کہ جو پیشگوئی خدا تعالیٰ کیطرف سے ہوگی اُس کا مضمون کیا ہوگا۔ منہ

* یہ لیکھرام نے پیشگوئی کے انجام کیلئے دعا کی تھی کہ اگر اسلام سچا ہے تو اسکی پیشگوئی سچی نکلے اور اگر ہندو مذہب سچا ہے تو اسکی پیشگوئی جو کریں جھوٹی نکلے۔ اب ہم ناظرین سے پوچھتے ہیں کہ اگر اس لیکھرام والی پیشگوئی کو جھوٹی سمجھا جائے تو کس فریق پر اس دعا کا بد اثر پڑے گا۔ منہ

میرے حق میں جو چاہو شائع کرو میری طرف سے اجازت ہے اور میں کچھ خوف نہیں کرتا"۔ اسپر بھی ہماری
طرف سے بڑی توقف ہوئی۔ اور نیز یہ باعث ہوا کہ ابھی خدا تعالیٰ کی طرف سے کچھ پیشگوئی کی میعاد
نہیں کھلی تھی۔ اور لیکھرام کا اصرار تھا کہ میعاد کی قید سے پیشگوئی بتلائی جاوے۔ آخر ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء
کو بہت توجہ اور دعا اور تضرع کے بعد معلوم ہوا کہ آج کی تاریخ سے یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء سے چھ برس کے
درمیان لیکھرام پر عذاب شدید جس کا نتیجہ موت ہے نازل کیا جائے گا۔ اور اسکے ساتھ یہ عربی الہام
بھی ہوا **عجل جسد له خوار۔ له نصب وعذاب**۔ یعنی یہ گوسالہ بیجان ہے جسمیں سے
مہمل آواز آرہی ہے پس اسکے لئے دکھ کی مار اور عذاب ہے۔ اور اس اشتہار کے صفحہ ۲ اور تین ۳
میں یہ عبارت ہے:۔ اب میں اس پیشگوئی کو شائع کرکے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں
اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ تک آج کی تاریخ سے یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء
سے کوئی ایسا عذاب جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت ہو {یعنی جو عوارض اور بیماریاں انسان کیلئے
طبعی اور معمولی ہیں جن سے انسان کبھی صحت پاتا اور کبھی مرتا ہے انہیں سے نہ ہو} اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو
{یعنی الٰہی قہر کے نشان اسمیں موجود ہوں} نازل نہ ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اسکی روح سے
میرا یہ نطق ہے {یعنی میرے صدق اور کذب کا مدار یہی پیشگوئی ہے} اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا
کے بھگتنے کیلئے میں طیار ہوں۔ اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈالکر سولی پر کھینچا جائے۔ ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء

اسجگہ منصف سوچیں کہ درصورت دروغ نکلنے اس پیشگوئی کے کس ذلت کے اٹھانے کیلئے میں
طیار تھا۔ اور اپنے صدق اور کذب کا کس درجہ پر اس پیشگوئی پر حصر کیا گیا تھا۔ پھر وہ لوگ جو خدا کی ہستی کو مانتے
اور اسبات کو جانتے ہیں کہ اسکے ارادہ کے نیچے سب کچھ ہوتا ہے اور ہر ایک جھگڑے کا آخری فیصلہ اسکے
ہاتھ سے ہوتا ہے وہ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ایسا عظیم الشان مقدمہ جسکے نتیجہ کی دو بڑی بھاری قومیں
منتظر تھیں وہ خدا کے علم اور ارادہ کے بغیر یونہی اتفاقی طور پر ظہور میں آگیا۔ گویا جو مقدمہ خدا کو سونپا گیا
تھا وہ بغیر اسکے جو اسکے فیصلہ کرنیوالے فرمان سے مزین ہو یونہی اسکی لاعلمی میں داخل دفتر ہوگیا۔ اگر
ایسے خیالات بیہودہ کرنے کے لائق ہیں تو پھر تمام نبوتوں کا سلسلہ اور شریعتوں کا تمام نظام یکدفعہ
درہم برہم ہو جائے گا۔ کیونکہ جو امر تحدی کے بعد اور اسقدر اصرار کے دعویٰ سے جیسے دشمن کے مقابل
آسمانی گواہی کے طور پر ظہور میں آگیا اور نہایت روشن طور پر مقرر کردہ علامتوں کے موافق اسکا ظہور ہوا
اگر وہی بیہودہ اور باطل سمجھا جائے تو پھر کہاں کا مذہب اور کہاں کی خدا کی ہستی بلکہ تمام آسمانی سچائیوں کا

بدفعہ خون ہو جائے گا۔

پھر دوسری الہامی پیشگوئی جو لیکھرام کی نسبت ہوئی وہ کرامات الصادقین کے صفحہ ۴۵ ... اور صفحہ اخیر ٹائٹل پیج مین مذکور ہے اور وہ یہ ہے۔

الا انني في كل حرب غالب فكدني بما زوّرت فالحق يغلب

وبشّرني ربي وقال مبشرا ستعرف يوم العيد والعيد اقرب

ومنها ما وعدني ربي واستجاب دعائي في رجل مفسد عدو الله ورسوله المسمى لیکھرام الفشاوري واخبرني ربي **انه من الهالكين** انه كان يسب نبي الله ويتكلم في شانه بكلمات خبيثة فدعوت عليه فبشرني ربي **بموته في ست سنة** ان في ذالك لاية للطالبين۔

ترجمہ مین ہر ایک جنگ میں غالب ہون یعنی ہر ایک مقابلہ میں مجھے غلبہ ہے۔ پس اے دشمن ناروی جو کچھ تو مکر کرتا ہے بیشک کر کہ آخر حق ضرور غالب ہوگا اور مجھے خدا نے ایک نشان کی خوشخبری دیکر کہا کہ تو عید کا دن عنقریب پہچان لے گا یعنی وہ خوشی کا دن جس مین وہ نشان ظاہر ہوگا اور اس نشان کی یہ علامت ہے کہ اس دن سے معمولی عید قریب ہوگی اور منجملہ ... وعدہ ... اور آیات کے ... خدا اور رسول کے دشمن کے بارہ مین میری دعا قبول ہوئی جس کا نام لیکھرام پشاوری ہے اور مجھے خبر دی کہ وہ ہلاک ہوگا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیان دیا کرتا تھا ... اس کے حق مین بددعا کی سو خدا نے میری دعا قبول کر کے مجھے خبر دی کہ وہ چھ برس کے عرصہ مین مرجائے گا۔ اور اس مین ڈھونڈنے والوں کے لئے نشان ہین۔

اور یہ الہام کہ **عجل جسد له خوار له نصب وعذاب** جس کا ابھی ہم ذکر کر چکے ہین یعنی لیکھرام گوسالہ سامری ہے اور اسی گوسالہ کی طرح اسکو عذاب ہوگا یہ نہایت پر معنی الہام ہے جو گوسالہ سامری کی مشابہت کے پیرایہ مین نہایت اعلیٰ اسرار غیب کے بیان کر رہا ہے۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے۔ کہ گوسالہ سامری یہودیوں کی عید کے دن مین ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا۔ جیسا کہ توریت خروج باب ۳۲ آیت ۵ سے ثابت ہوتا ہے اور وہ یہ ہے" ہارون نے یہ کہکر منادی کی کہ کل خداوند کی عید ہے"۔ سو ایسا ہی اسلامی عید کے دن کے قریب یعنی ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو لیکھرام قتل ہوا۔ اور چونکہ گوسالہ سامری کے تباہ کرنیکے لئے خدا کی کتابون مین عید کے دن کی خصوصیت

تھی۔ اور وہ عید کے دن کا ہی واقعہ تھا جبکہ گوسالہ سامری خدا کے حکم سے پیسا گیا لہذا خدا تعالیٰ نے لیکھرام کا نام گوسالہ سامری رکھکر ایک ایسا لفظ استعمال کیا جو ایسا تیر دلالت التزامی کر رہا تھا کہ لیکھرام بھی عید کے دنوں میں ہی قتل کیا جائے گا۔ اور اگرچہ خدا تعالیٰ کی کلام کے باریک بھید پانے والے گوسالہ سامری کا نام رکھنے سے اور پھر اس عذاب کا ذکر کرنے سے سمجھ سکتے تھے کہ ضرور ہے کہ لیکھرام کی موت بھی اپنے دن کے لحاظ سے گوسالہ سامری کی تباہی کے دن سے مشابہ ہوگی۔ مگر پھر بھی خدا تعالیٰ نے اپنے الہام میں اس اجمال پر اکتفا نہیں کیا بلکہ صریح لفظوں میں فرما دیا کہ **ستعرف یوم العید والعید اقرب** یعنی لیکھرام کا واقعہ قتل ایسے دن میں ہوگا جس سے عید کا دن ملا ہوا ہوگا۔ اور یہ پیشگوئی کہ عید کے دن کے قریب لیکھرام کی موت ہوگی ہماری طرف سے ایک ایسی مشہور خبر تھی کہ ہندوؤں نے لیکھرام کے مرنے کے ساتھ ہی شور مچا دیا کہ یہ شخص پہلے سے کہتا تھا کہ لیکھرام عید کے دنوں میں مرے گا۔ جیسا کہ پرچہ سماچار پنجاب وغیرہ ہندو اخبار دیکھنے سے بہت ہی واضح معلوم ہوتا ہے کہ بعض شریر ہندوؤں نے پیشگوئی کی یہ تفصیلیں ہمارے منہ سے* سنکر اسوقت ایک غیر ممکن امر کی طرح کسی وقت ہمیں ملزم کرنے کے لئے انہیں یاد رکھا تھا یعنی یہ خیال تھا کہ ایسی کھلی کھلی نشانیاں ہرگز پوری نہیں ہونگی اور ہم پیچھے سے شرمندہ کرینگے مگر جب لیکھرام حقیقت میں عید کے دوسرے دن مارا گیا تو ان پیشگوئیوں کو دوسرے پہلو پر ناقابل اعتبار کرنا چاہا یعنے یہ کہ عید کا دن پہلے سے سوچ سمجھ کر باہمی مشورہ سے قرار دیا گیا تھا۔ لیکن اگر یہی سچ تھا تو کیوں لیکھرام کی عید کے دنوں میں پوری حفاظت نہ کی گئی تا وہ منصوبہ پیش نہ جاتا جس کا آریوں کو کئی برسوں سے علم تھا۔ عجیب اتفاق یہ ہوا کہ جس دن لیکھرام کی جان نکلی یعنی اتوار کا روز وہ آریوں نے خاص ایک عید کا دن ٹھہرایا تھا۔ اول تو وہ خود اتوار کا دن تھا جو ہندوؤں کی عیدوں میں سے ایک عید ہے۔ دوسرے قاتل کے شدھ کرنیکے لئے جو اپنے تئیں نومسلم ظاہر کرتا تھا وہ ایک خوشی کا دن ٹھہرایا گیا تھا جس میں [illegible] کو پھر ہندو بنانے کا ارادہ تھا۔

غرض عجل کا نام جو لیکھرام کو الہام الٰہی نے دیا یہ ایک نہایت دقیق راز اپنے اندر رکھتا تھا۔ اور کئی رموز غیبیہ کے اشارے اس میں بھرے ہوئے تھے۔ ایک تو یہی جو عید کے دنوں میں گوسالہ سامری کی طرح غضب الٰہی کے نیچے آتا۔ دوسرے یہ کہ گوسالہ سامری انسان کے ہاتھوں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا اور جلایا گیا اور پھر دریا میں ڈالا گیا۔ چنانچہ یہ تینوں باتیں لیکھرام کے ساتھ بھی ظہور میں آئیں۔ تیسرے یہ کہ گوسالہ سامری کی پرستش کی گئی تھی اور خدا نے اس قوم پر

* پرچہ سماچار ۱۸ مارچ ۱۸۹۷ء میں میری نسبت لکھا ہے کہ "کہا کرتے تھے کہ پنڈت کو مار ڈالینگے اور اس عرصہ میں اور فلاں دن (یعنی عید کے دنوں میں) ایک روز دو تین دن میں مریگا" سو یہ بات تو ایڈیٹر نے اپنی طرف سے بنائی کہ مار ڈالینگے۔ لیکن دن اور صورت موت کا ذکر یہ خود ہماری پیشگوئی کا ایک مشہور نشان تھا جو بلا شبہ بہت مرتبہ بیان کیا گیا تھا۔ منہ

ایک وبا کی بیماری بھیجی جو غالباً طاعون تھی۔ جیسا کہ توریت باب ۳۲ آیت ۳۵ مین ہے کہ خداوند
نے اُنکے بچھڑے بنانے کے سبب ..... لوگون پر مری بھیجی۔ ایسا ہی لیکھرام کی بھی تعریف
پرستش تک پہنچائی گئی اور مسلمانون کو ناحق دُکھ دیا گیا۔ یہ لوگ خوب اپنے دلون مین
سمجھتے تھے کہ یہ خدا کا فعل ہے پیشگوئی کرنیوالے کا منصوبہ نہین۔ تاہم بار بار فریاد کرکے گورنمنٹ
سے اس راقم کی گھر کی تلاشی کرائی۔ اور بہت سا بیجا شور ڈالکر گوسالہ پرستون سے مشابہت
پوری کی۔ کوئی کیا جانتا ہے کہ آئندہ کیا ہونیوالا ہے۔ پر ہم اسپر ایمان رکھتے ہین کہ جو خدا نے مشابہت
بیان فرمائی وہ پوری مشابہت ہی ہے۔

پھر لیکھرام کی نسبت ایک اور الہامی پیشگوئی ہے جو رسالہ برکات الدعا کے ٹائٹل
پیج کے اوّل اور آخر کے ورق پر درج ہے۔ اور یہ پیشگوئی اپریل ۱۸۹۳ء مین یعنی پہلی پیشگوئی سے
تین ماہ بعد کیگئی تھی۔ اس پیشگوئی کا مختصر بیان یہ ہے کہ سید احمد خان صاحب کے سی ایس آئی
نے ایک رسالہ استجابت دعا کے انکار مین لکھا تھا اور اُسکا نام رسالہ الدعا والاستجابت رکھا
تھا۔ یہ رسالہ سچائی کے بالکل برخلاف تھا۔ اسلئے مینے اُسکے جواب مین رسالہ برکات الدعا لکھا
اور اس رسالہ کے لکھنے کیوقت مجھے یہ ضرورت پیش آئی کہ دُعا کے قبول ہونیکا سید صاحب کے آگے
کوئی نمونہ پیش کرون۔ سو خدا کے فضل سے انہین دنون مین لیکھرام کے بارہ مین میری دُعا قبول
ہوچکی تھی۔ سو مینے برکات الدعا کے ٹائٹل پیج مین وہ نمونہ پیش کردیا۔ برکات الدعا کے پڑھنے والے
جب اس رسالہ کو کھولینگے تو ٹائٹل پیج کے پہلے صفحہ پر ہی جو اندر کا صفحہ ہے رنگین کاغذ پر یہ لکھا ہوا پائینگے۔

نمونہ دُعائے مستجاب

اسیوجہ سے اس رسالہ کا نام برکات الدعا رکھا گیا تھا کہ اسمین دعا کی برکتون کا نمونہ پیش کیا گیا۔ اس صفحہ
مین لیکھرام کے حق مین یہ عبارت ہے کہ :- مین اقرار کرتا ہون کہ اگر جیسا کہ معترضون نے خیال فرمایا ہے
{لیکھرام کے متعلق} پیشگوئی کا ماحصل آخر کار یہی نکلا کہ کوئی معمولی تپ آیا یا معمولی طور پر کوئی درد ہوا یا
ہیضہ ہوا اور پھر اصلی حالت صحت کی قائم ہوگئی تو وہ پیشگوئی متصور نہین ہوگی ...... پس اس صورت
مین مین بلاشبہ اس سزا کے لائق ٹھہرونگا جس کا ذکر مینے کیا ہے۔ لیکن اگر پیشگوئی کا ظہور اس طور سے ہوا
جسمین قہر الٰہی کے نشان صاف صاف اور کُھلے کُھلے طور پر دکھائی دین تو پھر سمجھو کہ یہ خدا تعالیٰ کیطرف سے

ہے…… اگر پیشگوئی فی الواقعہ ایک عظیم الشان ہیبت کے ساتھ ظہور پذیر ہو تو وہ خود دلونکو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ اور یہ سارے خیالات اور یہ تمام نکتہ چینیان جو پیش از وقت دلون مین پیدا ہوتی ہین ایسی معدوم ہوجاتی ہین کہ منصف مزاج اہل الرائے ایک انفعال کیساتھ اپنی رایون سے رجوع کرتے ہین۔ ماسوا اسکے یہ عاجز بھی تو قانون قدرت کی تحت مین ہے۔ اگر میری طرفسے بنیاد اس پیشگوئی کی صرف اسیقدر ہے کہ مینے صرف یاوہ گوئی کیطور پر چند احتمالی بیماریونکو ذہن مین رکھکر اور اٹکل سے کام لیکر یہ پیشگوئی شائع کی ہے تو جس شخص کی نسبت یہ پیشگوئی ہے وہ بھی تو ایسا کرسکتا ہے کہ انھین اٹکلونکی بنیاد پر میری نسبت پیشگوئی کردے…… اگر یہ خدا تعالیٰ کی طرفسے ہے اور مین خوب جانتا ہون کہ خدا تعالیٰ کی طرفسے ہے تو ضرور ہیبت ناک نشان کیساتھ اسکا وقوعہ ہوگا اور **دلون کو ہلا دیگا**۔ اور اگر اسکی طرفسے نہین تو میری ذلت ظاہر ہوگی۔ اور اگر مین اسوقت رکیک تاویلین کرونگا تو یہ اور بھی ذلت کا موجب ہوگا۔ وہ ہستی قدیم اور وہ پاک و قدوس جو تمام اختیار اپنے ہاتھ مین رکھتا ہے وہ کاذب کو کبھی عزت نہین دیتا✽ یہ بالکل غلط ہے کہ لیکھرام سے مجھکو کوئی ذاتی عداوت ہے۔ مجھکو ذاتی طور سے کسی سے بھی عداوت نہین بلکہ اس شخص نے سچائی سے دشمنی کی اور ایک ایسے کامل اور مقدس کو جو تمام سچائیون کا چشمہ تھا توہین سے یاد کیا۔ اسلئے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اپنے ایک **پیارے کی عزت** دنیا مین ظاہر کرے فقط۔

یہ وہ الہامی پیشگوئی کی تائید مین مضمون ہے جو برکات الدعا کے ٹائٹل پیج کے صفحہ مین لکھا ہوا ہے۔ پھر اسی صفحے کے حاشیہ پر ایک اور الہامی پیشگوئی لیکھرام کی نسبت ہے جس کا عنوان یہ ہے **لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک اور خبر**۔ پھر آگے یہ عبارت ہے:۔ "آج جو ۲ اپریل ۱۸۹۳ء مطابق ۱۴ ماہ رمضان ۱۳۱۰ھ ہے صبح کیوقت تھوڑی سی غنودگی کی حالت مین مینے دیکھا کہ مین ایک وسیع مکان مین بیٹھا ہوا ہون اور چند دوست بھی میرے پاس موجود ہین۔ اتنے مین ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اسکے چہرہ پر سے خون ٹپکتا ہے میرے سامنے آکر کھڑا ہوگیا۔ مینے نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک نئی خلقت اور شمائل کا شخص ہے گویا انسان نہین ملائک شداد غلاظ مین سے ہے اور اسکی ہیبت دلون پر طاری تھی اور مین اسکو دیکھتا ہی تھا کہ اسنے مجھسے پوچھا کہ **لیکھرام کہان ہے؟** اور ایک اور شخص کا نام لیا کہ وہ کہان ہے۔ تب مینے اسوقت سمجھا کہ یہ شخص لیکھرام اور اس دوسرے شخص کی سزا دہی کیلئے مامور کیا گیا ہے۔ مجھے معلوم نہین رہا کہ وہ دوسرا شخص کون ہے۔ ہان یہ یقینی طور پر یاد رہا ہے کہ وہ دوسرا شخص انھین چند آدمیون مین سے تھا جنکی نسبت مین اشتہار دے چکا ہون (یعنے عالم کشف مین ان مین گنتا ہی) کہ وہ دوسرا شخص ایسا شخص جو موتی پیشگوئی کے اشتہار کا

✽ مینے پہلے صاف کہدیا تھا کہ چونکہ خدا تعالیٰ کاذب کو عزت نہین دیتا اسلئے اگر مین کاذب ہون تو یہ پیشگوئی ہرگز پوری نہین ہوگی۔ اور نیز یہ بھی صاف لکھدیا تھا کہ یہ پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ظاہر کرنیکے لئے ہے۔ پس جو شخص کہتا ہے کہ پیشگوئی پوری نہین ہوئی اسکو اقرار کرنا چاہیئے کہ اسجگہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی کچھ بھی پروا نہین کی۔ منہ

[illegible] ہو گیا ہے جسکی نسبت کوئی وقت کہہ سکتے ہیں کہ اسکی نسبت اشتہار ہو چکا ہے اور یہ یکشنبہ کا دن اور چار بجے صبح کا وقت تھا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک فقط

یہ تمام پیشگوئیاں باواز بلند کہہ رہی ہیں کہ لیکھرام کی زندگی کا بذریعہ قتل کے خاتمہ ہونا مقدر تھا۔ اسی وجہ سے جو نظم لیکھرام کے متعلق الہام کی بنا پر لکھی گئی تھی اسمیں ایسے الفاظ درج ہیں جو لیکھرام کے قتل پر دلالت کرتے ہیں چنانچہ وہ الہامی اشتہار جو درباره موت لیکھرام کتاب آئینہ کمالات اسلام کیساتھ شامل ہے اسکی پیشانی کے چند شعر جو قتل پر دلالت کرنے میں ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

عجب نوریست در جان محمد ۔ عجب لعلیست در کان محمد
ز ظلمتها دلے آنگہ شود صاف ۔ کہ گردد از محبان محمد
عجب دارم دل آن ناکسان را ۔ کہ رو تابند از خوان محمد
ندانم ہیچ نفسے در دو عالم ۔ کہ دارد شوکت و شان محمد
خدا زان سینہ بیزار است صد بار ۔ کہ ہست از کینہ داران محمد
خدا خود سوزد آن کرم دنی را ۔ کہ باشد از عدوان محمد
اگر خواہی نجات از مستی نفس ۔ بیا در ذیل مستان محمد
اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت ۔ بشو از دل ثنا خوان محمد
اگر خواہی دلیلے عاشقش باش ۔ محمد ہست برہان محمد
سرے دارم فدائے خاک احمد ۔ دلم ہر وقت قربان محمد
بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم ۔ نثار روئے تابان محمد
درین رہ گر کشندم ور بسوزند ۔ نتابم رو ز ایوان محمد
بکار دین نترسم از جہانے ۔ کہ دارم رنگ ایمان محمد
بسے سہل است از دنیا بریدن ۔ بیاد حسن و احسان محمد
فدا شد در رہش ہر ذرۂ من ۔ کہ دیدم حسن پنہان محمد
دگر استاد را نامے ندانم ۔ کہ خواندم در دبستان محمد
بدیگر دلبرے کارے ندارم ۔ کہ ہستم کشتۂ آن محمد
مرا آن گوشۂ چشمے بباید ۔ نخواہم جز گلستان محمد
دل زارم بہ پہلویم مجوئید ۔ کہ بستیمش بدامان محمد
من آن خوش مرغ از مرغان قدسم ۔ کہ دارد جا بہ بستان محمد
تو جان ما منور کردی از عشق ۔ فدایت جانم اے جان محمد
دریغا گر دہم صد جان درین راہ ۔ نباشد نیز شایان محمد
چہ ہیبتہا بدادند این جوان را ۔ کہ ناید کس بمیدان محمد
الا اے دشمن نادان و بے راہ ۔ بترس از تیغ بران محمد
رہ مولیٰ کہ گم کردند مردم ۔ بجو در آل و اعوان محمد
الا اے منکر از شان محمد ۔ ہم از نور نمایان محمد
کرامت گرچہ بے نام و نشان است ۔ بیا بنگر ز غلمان محمد

لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک پیشگوئی الخ

(مفصل دیکھو آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱-۲-۲ حاشیہ آخر کتاب)

غرض اس پیشگوئی کے سر پر چند شعر ہیں جنمیں سے ایک یہی ہے کہ **بترس از تیغ بران محمدؐ**
جو صاف بتلا رہا ہے جو لیکھرام کا انجام یہی تھا کہ وہ قتل کیا جائے - اور اخیر کے شعر پر لیکھرام کی طرف اشارہ کرکے
ہاتھ بنایا ہوا ہے جیسا کہ اسجگہ بنا دیا گیا ہے - تا یہ اشارہ ہو کہ **تیغ بران** اسی پر پڑیگی اور اسی کی موت
سے **کرامت** ظاہر ہوگی -

پھر برکات الدعا کے صفحہ ۲۸ میں چند شعروں میں سید احمد خان صاحب پر ظاہر کیا گیا کہ وہ
پیشگوئی لیکھرام میں دعائے مستجاب کے نمونہ کی انتظار کریں - اور آخری شعر کے نیچے دیکھیئے کہ اُن صفحات برکات الدعا
کیطرف سید صاحب کو توجہ دلائی گئی ہے جنمیں لیکھرام کی ہیبتناک موت کا ذکر کرکے نمونہ دعا مستجاب کا ذکر ہے - اور وہ شعر

یہ ہیں

روئے دلبر از طلبگاران نمی دارد حجاب
می درخشد در خور و می تابد اندر ماہتاب

لیکن این روئے حسین از غافلان ماند نہان
عاشقے باید کہ بردارند از بہرش نقاب

دامن پاکش ز نخوت ہا نمی آید بدست
ہیچ راہے نیست غیر از عجز و درد و اضطراب

بس خطرناک است راہ کوچہ یار قدیم
جان سلامت بایدت از خود روہا سرتاب

تا کلامش عقل و فہم ناسزایان کم رسد
ہر کہ از خود گم شود او یابد آن راہ صواب

مشکل قرآن نہ از ابناء دنیا حل شود
ذوق آن می داند آن مستے کہ نوشد آن شراب

اے کہ آگاہی ندادندت ز انوار درون
در حق ما ہر چہ گوئی نیستی جائے عتاب

از سر وعظ و نصیحت این سخن ہا گفتہ ایم
تا مگر زین مرہمے بہ گردد آن زخم خراب

از دعا کن چارہ آزار انکار دعا
چون علاج مے زمے وقت خمار و التہاب

اے کہ گوئی گر دعا ہا را اثر بودے کجاست
سوئے من بشتاب بنمایم ترا چون آفتاب

ہان مکن انکار زین اسرار قدرتہائے حق
قصہ کوتہ کن ببین از ما دعائے مستجاب

دیکھو صفحہ ۲ - ۳ - ۴ سرورق

یہ آخری شعر کا دوسرا مصرعہ جسکے نیچے مد ڈال کر نمبر ۲ - ۳ - ۴ لکھے گئے ہیں یہ برکات الدعا میں اسیطرح
مد ڈالکر لکھے گئے ہیں تا سید احمد خان صاحب ان صفحات کو نکال کر پڑھیں - اور تا انھیں نمونہ دعا مستجاب پر غور

کرکے آئندہ آزمایش کے بعد اپنی غلط رائے کے چھوڑنیکے لئے توفیق ملے۔ اور رسالہ برکات الدعا جب تالیف کیا گیا تو اُسی زمانہ مین سید صاحب کی خدمتمین بلا توقف بھیجا گیا۔ اور سید صاحب کا جواب بھی آگیا تھا کہ مین برکات الدعا کو دیکھ رہا ہون۔ پس ضرور سید صاحب نے ان مقامات کو بھی دیکھا ہوگا جنمین نمونہ دعائے مستجاب پیش کیا گیا تھا۔ غرض لیکھرام کی موت کے لئے دعا کرنا اگرچہ بوجہ اسکی بدزبانی اور بیباکی کے تھا لیکن یہ بھی مطلوب تھا کہ سید صاحب کی خدمتمین ایک نمونہ دعائے مستجاب پیش کیا جائے۔ اب سید صاحب کا فرض ہے کہ اپنی اس ناقص رائے کو بدل دین۔ ایسا نہ ہو کہ ایک شخص کی تو جان گئی اور سید صاحب وہین کے وہین رہے۔

یہ وہ پیشگوئیان ہین جو لیکھرام کی موت کے بارےمین ۱۸۹۳ء مین عام طور پر شایع کیگئی تھین اور جو شخص ان پر غور کریگا اُسکو ماننا پڑیگا کہ ان پیشگوئیونمین قطعی طور پر ابتدائے ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء سے نامبردہ کی موت کیلئے چھ برس کی میعاد بتلائی گئی تھی۔ اور کشفی واقعہ یہ بھی ظاہر کر رہا تھا کہ لیکھرام کی موت اتوار کے دن کو ہوگی کیونکہ وہ فرشتہ جو لیکھرام کی سزا کیلئے آیا اتوار کی رات کو مجھپر ظاہر ہوا تھا جس سے پایا جاتا تھا کہ لیکھرام کی موت کا دن اتوار کا دن ہوگا۔ اور الہام مین یہ بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ عید کے ساتھ کے دن مین یعنی دوسری شوال مین یہ واقعہ پیش آئیگا۔ اور خدا کی قدرت ہے کہ عید کا پتہ پہلے سے ہندوؤن نے خوب یاد کر رکھا تھا۔ مگر اُسوقت یہ امر غیر ممکن سمجھ کر صرف تکذیب کی غرض سے یاد کر لیا تھا کیونکہ وہ اپنی جہالت سے خیال کرتے تھے کہ ایسا ہونا کسیطرح ممکن نہین کہ پیشگوئیمین ایسا خاص نشان

؂ لیکھرام کے متعلق ایک یہ پیشگوئی بھی تھی کہ **یُقضیٰ امرہ فی ست** یعنی چھ مین اُس کا کام تمام کیا جائیگا ابتک مجھے معلوم نہین کہ یہ پیشگوئی ہمارے کسی اشتہار یا کتاب مین یا ہمارے کسی دوست کی تالیف مین چھپ گئی یا نہین۔ لیکن ہماری جماعت مین اسکی عام شہرت ہے اور یقین ہے کہ دوسرون تک بھی یہ پیشگوئی پہونچی ہوگی جیسا کہ آریون مین عید کی پیشگوئی پہونچگئی۔ کیونکہ ہماری کوئی بات راز کیطور پر نہین رہتی۔ اس پیشگوئی کا جیسا کہ مفہوم ہے ایسا ہی ظہور مین آیا یعنی لیکھرام چھ مارچ کو زخمی ہوا اور دن کے چھٹے گھنٹے مین زخمی ہوا۔ بٹالوی صاحب اگر اس زبانی روایت سے انکار کرتے ہین تو حدیثون کے قبول کرنے مین انھین بڑی مشکل پڑیگی۔ کیونکہ وہ نہ صرف زبانی روائتین ہین بلکہ کم سے کم سو ڈیڑھ سو برس بعد مین لکھی گئین۔ جو بات تازہ ہو اور جسکے دیکھنے اور سننے والے زندہ موجود ہین اس سے انکار کرنا عقلمند دن کے نزدیک رُسوا ہونا ہے۔ منہ

ہو اور وہ سچا ہو جائے پس یاد رکھنے سے مدعا یہ تھا کہ جب پیشگوئی خطا جائیگی یا عید پر پوری نہیں ہوگی
تو ہنسی ٹھٹھے میں اڑائینگے لیکن جب خدا نے اسیطرح پیشگوئی کو پورا کر دیا جیسا کہ لکھا گیا تھا تب ہندوؤں نے
فی الفور اپنا پہلو بدل لیا اور کہا کہ عید پر قتل کرنے کے لئے پہلے سے سازش ہو چکی تھی ورنہ خدا کی عادت ایسی
نہیں ہے جو باریک اور خاص نشانوں کے ساتھ غیب کی خبریں کسی کو بتلاوے۔ مگر وہ قادر خدا جو سچائی کو مشتبہ
کرنا نہیں چاہتا اسنے اس خیال کو بھی پہلے سے رد کر رکھا تھا جس کی ہندوؤں کو خبر نہیں تھی۔ یعنے اس نے
لیکھرام کے واقعہ قتل سے **سترہ برس پہلے** اس نشان کی براہین احمدیہ میں خبر دی ہے اور یہ خبر اسوقت
لکھی گئی اور شائع کی گئی تھی جبکہ لیکھرام بارہ ۱۲ یا تیرہ ۱۳ برس کا ہوگا۔ اور یہ ایسے مرتب اور مسلسل وار طور پر براہین احمدیہ
میں موجود ہے کہ انسان کو بجز ماننے کے بن نہیں پڑتا۔ ہم بفضلہ تعالیٰ رسالہ سراج منیر میں اسکو لکھ چکے ہیں اور
مختصر طور پر اسکا یہ بیان ہے کہ براہین احمدیہ کے الہامات میں میری نسبت تین ۳ فتنوں کی خبر دی گئی ہے یعنی یہ
بیان کیا گیا ہے کہ تین موقعہ پر تین فتنے تمپر برپا ہونگے۔

اب قبل اسکے جو ان تین فتنوں کا ذکر کیا جائے صفائی بیان کیلئے اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے
کہ ہر ایک تکذیب فتنہ کے نام سے موسوم نہیں ہوسکتی۔ بلکہ صرف اس حالت میں کسی تکذیب کو فتنہ کے نام سے
موسوم کیا جائیگا جبکہ وہ تکذیب ایک بلوہ کے رنگ میں ہو اور ایک جماعت باہمی اتفاق کر کے کسی کے
مال یا جان یا عزت کی نقصان رسانی کی غرض سے اپنی طاقتوں کو اس حد تک جمع کریں جہاں تک ایک شخص
پورے استعمال کی کھینچا تان کر سکتا ہے۔ پس فتنہ میں ضروری ہے کہ ایک جماعت ہو۔ اور وہ جماعت کسی
کی ضرر رسانی کے ارادہ کیلئے پورے جوش کیساتھ باہم اتفاق کر لیوے اور ایک بلوہ کی صورت میں ایک خطرناک
مجمع بنا کر کسی کی عزت یا جان یا مال پر حملہ کرنے کیلئے مستعد ہو جائیں اور باہمی مشورہ سے ان تمام
فریبوں کو اپنی طبیعتوں کے افروختہ ہونے کی حالت میں ایک غیر معمولی جوش کی طرز پر استعمال میں لاویں جن کے استعمال
سے فریق مخالف پر کوئی ناگہانی آفت آنے کا اندیشہ ہو۔ اب جبکہ فتنہ کے لفظ کی تعریف معلوم ہو چکی
تو ان تین فتنوں کو بیان کرتا ہوں۔ مگر شاید سمجھانے کے لئے یہ انسب ہوگا کہ قبل اسکے جو میں ان تین فتنوں
کی تفصیل براہین احمدیہ کے صفحات سے پیش کروں اول وہ تینوں فتنے بیان کر دوں جو براہین احمدیہ کی تالیف
اور شائع ہونے کے بعد میرے پر گذر چکے ہیں جن کے واقعات سے لاکھوں انسان گواہ ہیں۔ بلکہ اگر میں کروڑہا
کہوں تو یقیناً مبالغہ نہ ہوگا۔ اسوقت میں اس دعویٰ پر زور دینے کے بغیر رہ نہیں سکتا کہ میری زندگی
کا وہ بڑا حصہ جو براہین کی تالیف کے بعد اسوقت تک پورا ہوا ہے وہ ٹھیک تین فتنوں کے

نیچے ہو کر گذرا ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ اُن تین فتنوں کے ساتھ کوئی اور فتنہ بھی تھا جسکو فتنہ چہارم کہنا چاہیئے۔ اور نہ کوئی یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ تین فتنے نہیں ہیں بلکہ دو ہیں۔ غرض تین کے عدد میں ایک ایسی حصر واقعی ہو گئی ہے کہ جو نہ کم ہو سکتی ہے اور نہ قابل زیادت ہے۔ ایک اجنبی شخص بھی جب میری سوانح کے لکھنے کیلئے بیٹھے گا اور میری لائف کے سلسلہ میں تلاش کریگا کہ براہین احمدیہ کے زمانہ سے ان دنوں تک ایسے غیر معمولی بلوے پورے جوش سے بھرے ہوئے مختلف جماعتوں کی طرف سے کسقدر میرے پر ہو چکے ہیں جنکو فتنہ کے نام سے موسوم کرنا چاہیئے تو وہ اس بات کے سمجھنے کیلئے کسی فکر کا محتاج نہ ہوگا کہ ایسے بلوے جو فتنہ کی حد تک پہونچ گئے اور پورے جوش کیساتھ ظہور میں آئے صرف تین تھے۔ **اوّل** آتھم کے معاملہ میں پادریوں کا حملہ جنھوں نے واقعات کو چھپا کر پنجاب اور ہندوستان میں تکذیب کا ایک طوفان مچا دیا چونکہ انکے دلوں میں بڑا مدعا یہ تھا کہ کسی طرح اسلام کی تکذیب اور توہین کا موقعہ ملے۔ ٭ سو انھوں نے آتھم کے زندہ رہنے کیوقت سمجھ لیا کہ اس سے بہتر شور و غوغا ڈالنے کیلئے اور کوئی موقعہ نہ ہوگا۔ چنانچہ سب سے پہلے امرتسر میں انھوں نے محض سفلہ پن کی راہ سے خلاف واقعہ شور مچایا ✤ اور گلی کوچہ میں آتھم کو ساتھ لیکر وہ زبان درازیاں کیں کہ جب سے انگریزی

✤ آتھم کے عذاب کی نسبت جو پیشگوئی کیگئی تھی وہ نہایت صاف اور کھلے کھلے لفظوں میں تھی۔ اسمیں یہ شرط موجود تھی کہ عذاب موت اُسوقت نازل ہوگا کہ جب آتھم حق کیطرف رجوع نہ کرے۔ اور آتھم پندرہ مہینے تک جو پیشگوئی میعاد تھی ایسے خلاف عادت طریقہ سے مذہبی مناظرات و تقریرات سے دستکش اور چپ رہا تھا جو اس کا چپ رہنا ہی اسکے دلی رجوع پر دلالت کرتا تھا۔ پھر اُسنے میعاد کے بعد جب یہ جھوٹے بہانے پیش کئے کہ میں ڈرتا تو ضرور رہا مگر وہ خوف تعلیم یافتہ سانپ سے اور دوسرے حملوں سے تھا جو میرے پر کئے گئے تھے۔ تب اس پر جب اسکو کہا گیا کہ یہ تمام تہمتیں بے ثبوت اور غیر معقول ہیں اور نیز میعاد کے بعد بیان کیگئی ہیں انکو یا تو قسم سے ثابت کرنا چاہیئے یا نالش سے یا کسی اور خانگی طریقہ سے۔ تو اُسنے کوئی طریق اختیار نہ کیا۔ بلکہ قسم پر چار ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کیا گیا تب بھی قسم کھا کر اپنی بریت ظاہر نہ کر سکا اور یہ تمام الزام اپنے ساتھ قبر میں لے گیا۔ الہام الٰہی میں یہ بھی تھا کہ اگر وہ اخفاء شہادت کریگا تو جلد مر جائیگا چنانچہ وہ ہمارے آخری اشتہار سے سات مہینے کے اندر مر گیا۔ اب کیا اس پیشگوئی پر کوئی تاریکی تھی جس سے عیسائیوں نے شور مچایا؟ نہیں بلکہ انکو آتھم کے ڈرتے رہنے کی خوب خبر تھی۔ یہانتک کہ ایکمرتبہ ایک مجمع میں آتھم نے چیخ مار کر کہا کہ ہائے میں پکڑا گیا۔ مگر عیسائیوں کو یہی منظور تھا کہ سچائی پر پردہ ڈالیں۔ انھوں نے اس شور میں بڑی ناانصافی کی۔ منہ

٭ پادریوں نے یہ تدبیریں بھی بہت کیں کہ کسیطرح آتھم نالش کر کے عدالت کے ذریعہ سے مجھکو سزا دلائے۔ لیکن چونکہ آتھم درحقیقت حق کے رعب سے مر چکا تھا اسلئے اُسنے اسطرف رخ نہ کیا۔ ملک ہندوستان میں شائع کیا گیا کہ پادریوں کا یہ بلوہ میری مرضی کے مخالف ہوا۔ منہ

عملداری اس ملک مین آئی ہے اسکی نظیر کسی وقت مین نہین پائی جاتی اور صرف اسی پر اتفاق نہین تھی بلکہ پشاور
سے لیکر بمبئی کلکتہ الہ آباد وغیرہ مین بڑے بڑے جلسے کئے اور اخبارون مین محض افترا کے طور پر واقعات شایع کئے اور
جاہل مولویون اور عوام کالانعام کو برانگیختہ کیا۔ اور ہزارون اشتہار اور رسالے بہت سے چھپوا
کے ملک مین تقسیم کئے۔ اور لوگون پر یہ اثر ڈالنا چاہا کہ دین اسلام ہیچ ہے۔ اور بعض مولوی دنیا کے
کتے انکی ہان مین ہان ملانے لگے اور یہ فتنہ تمام فتنون سے بڑھا ہوا تھا کیونکہ اسمین صرف میری
ذات پر ہی حملہ نہین تھا بلکہ بڑا مقصد یہ تھا کہ اسلام کو ذلیل اور حقیر کر کے دکھلاوین۔ مولوی بھی
صفت انکے ساتھ تکذیب مین شامل ہو گئے اور کہا کہ اگر عیسائی تکذیب کرین تو کیا حسن ہے یہ شخص تو
خود کافر ہے۔ اور حالانکہ وہ خوب جانتے تھے کہ عیسائی اس راقم کو بھی مسلمان جانتے ہین۔ نہایت کار
مسلمانون مین سے ایک فرقہ کا سرگروہ خیال کرتے ہین سو ان ظالمون نے ناحق میری دشمنی سے عیسائیون
کی زبان سے دین اسلام سے ٹھٹھے کرائے بلکہ بار بار انکو نالش کرنیکے لئے ترغیب دی۔

دوسرا فتنہ جو دوسرے درجہ پر ہے شیخ محمد حسین بٹالوی کا فتنہ ہے۔ اس ظالم نے بھی
وہ فتنہ برپا کیا کہ جسکی اسلامی تاریخ مین گذشتہ علماء کی زندگی مین کوئی نظیر ملنی مشکل ہے۔ [illegible]
نذیر حسین کی کفرنامہ پر مہر لگوائی۔ صدہا مسلمانون کو کافر اور جہنمی قرار دیا اور بہت زور سے گواہیان
ثبت کرائین کہ یہ لوگ نصاری سے بھی کفر مین بدتر ہین۔ تمام رشتے ناطے ٹوٹ گئے بھائیون نے بھائیون کو
اور باپون نے بیٹون کو اور بیٹون نے باپون کو چھوڑ دیا اور ایسا طوفان فتنہ کا اٹھا کہ گویا ایک زلزلہ آیا۔ اب تک
ہزارون خدا کے نیک بندے اور دین اسلام کے عالم اور فاضل اور متقی کافر اور بے دین ہی
سزاوار سمجھے جاتے ہین۔ !!!

تیسرا فتنہ جو تیسرے درجہ پر ہے آریون کا فتنہ ہے جو ایک چمکدار نشان کیساتھ ہوا
اور یہ فتنہ اسلئے تیسرے درجہ پر ہے کہ باوجود سخت بلوہ کے اسکے ساتھ فتح نمایان نشان تھا یعنی یہ
کہ اسمین ہندوون کا بڑا شور و غوغا ہوا اور بار بار قتل کرنیکی دھمکیان دین اور گالیون سے بھرے ہوئے خط
بھیجے۔ کئی اخبارون مین حد سے زیادہ سخت گوئی کی گئی۔ اور پھر آخر گورنمنٹ کی معرفت خانہ تلاشی
کرائی گئی۔ مگر باوجود ان سب باتون کے فتح کا جھنڈا ہمارے ہاتھ مین رہا۔ وہ معاہدہ جو لیکھرام کیساتھ
مذہبی آزمایش کیلئے بذریعہ آسمانی نشان کے کیا گیا تھا اسکی رو سے ہمارے مولی کریم نے ہندوون پر ہماری
ڈگری کر کے بڑی صفائی سے ہمین فتح دی۔ اور جیسا کہ پہلے سے براہین احمدیہ مین یہ الہام تھا کہ اگر خدا ایسا نہ کرتا یعنے ایسا

چمکدار نشان نہ دکھاتا **تو دُنیا مین اندھیر پڑ جاتا**۔ ایسا ہی خُدا نے اپنے ان تمام ارادون کو
پورا کیا۔ لیکھرام کیا مرا تمام آریون کو مار گیا۔ اسلام کا بول بالا ہوا۔ اور ہندو خاک مین ملگئے۔ بڑی عزت
کیساتھ میدان ہمارے ہاتھ رہا۔ اور ثابت ہوگیا کہ خدا وہی خدا ہے جو **اسلام کا خدا** اور
قران کا نازل کرنیوالا ہے۔ اب اسکے ساتھ اگر ہمین گالیان دی گئین۔ اگر ہمین قتل کرنیکے لئے ڈرایا گیا۔
اگر ہمارے گھر کی تلاشی کرائی گئی تو اُس خوشی کیمقابل یہ تمام غم کچھ چیز نہین ہین بلکہ اس فتنہ سے ایک اور
پیشگوئی پوری ہوئی جو ابھی ہم بیان کرینگے۔ اور لیکھرام کے مرنیسے دشمن کا مونھہ کالا تو ہو چکا تھا۔ مگر ہمارے گھر کی
تلاشی نے اور بھی انکے مکر دن پر خاک ڈال دی اور **جھوٹ کا ناک بڑی صفائیسے کاٹا گیا**۔ !

یہ تین فتنے ہین جو براہین کے زمانہ سے آجتک ہمین پیش آئے۔ اور یہ ایسے کھلے کھلے وقوع
مین آئے ہین کہ مین یقین رکھتا ہون کہ ہمارے ملک کا ہر ایک شخص جو انسان کہلانے کا حق رکھتا ہے ان
تینون فتنون سے بخوبی واقف ہے۔ اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ آیا یہ تین فتنے براہین احمدیہ مین ذکر کئے
گئے ہین یا نہین۔ سو مین روز روشن کی طرح دیکھتا ہون کہ یہ تینون فتنے پادریون کے فتنہ سے لیکر چمکدار نشان
کے فتنہ تک براہین احمدیہ مین ذکر کئے گئے ہین۔ بلکہ ہر ایک کیوقت فتنہ کا لفظ بھی موجود ہے۔ سو اب
ایک پاک دل اور پاک نظر لیکر مندرجہ ذیل عبارتون کو پڑھو جو براہین احمدیہ سے نقل کرکے مین اسجگہ لکھتا ہون
اور وہ یہ ہین

پہلا فتنہ صفحہ ۲۴۱ براہین احمدیہ۔ **ولن ترضیٰ عنک الیھود ولن النصارٰی۔ و خرقوا له بنین وبنات بغیر علم۔ قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد۔ ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ الفتنة ھھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم۔ وقل رب ادخلنی مدخل صدق**۔ ترجمہ۔ یعنے یہود تجھسے راضی نہین ہونگے۔ یہود سے مراد اسجگہ
یہود صفت مولوی ہین جنکا ذکر براہین مین اس سے پہلے صفحہ مین ہے اور پھر فرمایا کہ نصاریٰ بھی تجھسے راضی
نہین ہونگے یعنی پادری۔ اور فرمایا کہ انھون نے نادانی سے خدا کے بیٹے اور بیٹیان بنا رکھی ہین۔ ان
پادریون کو کہدے کہ خدا ایک ہے وہ ذات بے نیاز ہے نہ کوئی اسکا بیٹا اور نہ وہ کسی کا بیٹا اور نہ کوئی اسکا
ہم جنس {یہ اُس مباحثہ کی طرف اشارہ ہے جو تثلیث اور توحید کے بارہ مین ڈاکٹر مارٹن کلارک کی کوٹھی پر بمقام امرتسر پیشگوئی
سے چندروز پہلے کیا گیا تھا} اور پھر فرمایا کہ یہ عیسائی تجھسے ایک مکر کرینگے اور خدا بھی اُنسے مکر کریگا۔ یعنے

اول انکو دلیر کردیگا اور پھر ذلت پر ذلت پہنچائیگا ۔ اور پھر فرمایا کہ خدا بہتر مکر کرنیوالا ہے ۔ اور پھر فرمایا اس وقت یاد رہو کیطرفسے ایک فتنہ ہوگا اور وہ ایک پُرجوش بلوہ کی صورت مین تکذیب کرینگے ۔ سو اس فتنہ کیوقت صبر کر جیسا کہ اولوا العزم نبی صبر کرتے رہے ہے ۔ اور دُعا کر کہ خدایا میرا صدق ظاہر کر ۔ ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ مکر سے مراد وہ لطیف اور مخفی تدبیر ہے جو دشمن کو ذلیل یا معذب کرنیکے لئے خدا تعالیٰ کی طرفسے ظہور مین آتی ہے ۔ بعض وقت نادان دشمن ایک جھوٹی خوشی سے مطمئن ہوجاتا ہے ۔ مگر خدا کی مخفی تدبیر جو دوسرے لفظون مین مکر کہلاتی ہے اسے کہتی ہے کہ اے نادان کیون خوش ہوتا ہے دیکھ تیری ذلت کے دن نزدیک آرہے ہین ۔ تب تیری خوشی غم سے مبدل ہوجائیگی ۔ غرض یہ پہلا فتنہ ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ مین لکھا گیا اور میرے پر گذر چکا ۔

دوسرا فتنہ وہ ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۰ مین مذکور ہے اور وہ یہ ہے ۔ **واذ یمکر بك الذی کفر اوقد لی یاهامان لعلی اطلع علی اله موسیٰ وانی لاظنه من الکاذبین ۔ تبت یدا ابی لهب وتب ما کان له ان یدخل فیها الا خائفا ۔ وما اصابك فمن الله الفتنة ههنا فاصبر کما صبر اولوا العزم ۔ الا انها فتنة من الله لیحب حبا جما ۔ حبا من الله العزیز الاکرم عطاء غیر مجذوذ** ۔ یعنی یاد کر وہ زمانہ جب ایک مکفر تجھ سے مکر کریگا جو تیرے ایمان سے انکاری ہے ۔ اور کہے گا اسے ہامان میرے لئے آگ بھڑکا (یعنی تکفیر کی آگ بھڑکا ۔ ہامان سے مراد نذیر حسین دہلوی ہے) مین چاہتا ہون کہ موسیٰ کے خدا پر اطلاع پاؤن کیونکہ مین خیال کرتا ہون کہ وہ جھوٹا ہے ۔ ہلاک ہوگیا ابولہب اور اُسکے دونون ہاتھ ہلاک ہوگئے (جسنے کفر کا فتویٰ لکھا) اسکو نہین چاہیے تھا کہ اس تکفیر کے کام مین دخل دیتا ✱ اور جو کچھ تجھے پہونچے گا وہ خدا تعالیٰ کی طرفسے ہے ۔ اسجگہ ایک فتنہ ہوگا پس صبر کر جیسا کہ الوالعزم نبیون نے صبر کیا ۔ یاد رکھ کہ یہ فتنہ خدا تعالیٰ کی طرفسے ہوگا تا وہ تجھے حد سے زیادہ دوست رکھے دیکھ یہ کیسا مرتبہ ہے کہ خدا اُسکو دوست رکھے وہ خدا جس کا نام عزیز اکرم ہے ۔ یہ وہ بخشش ہے جو کبھی

✱ فرعون سے مراد محمد حسین ہے ۔ خدا تعالیٰ کی طرفسے ایک کشف ظاہر کرتا ہے کہ وہ بالآخر ایمان لائیگا ۔ مگر مجھے معلوم نہین کہ وہ ایمان فرعون کی طرح صرف اسیقدر ہوگا کہ **آمنت بالذی آمنت به بنوا اسرائیل** یا پرہیزگار لوگونکی طرح واللہ اعلم ۔ منہ

منقطع نہین کی جائیگی۔ اس فقرہ مین صاف لفظ کفر کا موجود ہے جس سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ کسی مکفر کی طرف سے فتنہ ہوگا۔ کفر پڑھنا بھی جائز ہے جسکے یہ معنے ہون گے کہ ہمارے ایمان سے منکر۔ دونون لفظون کا مال ایک ہی ہے۔ غرض یہ لفظ کفر باب تفعیل سے ہے اور برعایت معنی مذکورہ ثلاثی مجرد بھی ہوسکتا ہے۔ الہام دونون طور پر ہے۔ اور بعد کا یہ فقرہ کہ اسکو نہین چاہیے تھا جو اس فتنہ تکفیر مین دخل دیتا۔ یہ فقرہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ شخص علم وفضیلت کا دعوی رکھتا ہوگا یعنے مولوی کہلائیگا۔ پس جس شان کا اسکو دعوی تھا اس سے بہت بعید تھا کہ ایسا فاسقانہ کام کرتا۔ غرض یہ دوسرا فتنہ ہے جو دوسرے درجہ پر ہے۔ جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۰ مین نہایت صفائی سے مندرج ہے۔

تیسرا فتنہ جسکا ابر نشان کا فتنہ ہے جو براہین کے صفحہ {۵۵۶ و ۵۵۷} مین کمال صفائی لکھا ہوا ہے وہ یہ ہے **یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامہ۔ ثلۃ من الاولین۔ وثلۃ من الاخرین**۔ ترجمہ۔ یعنے اے عیسیٰ مین تجھکو طبعی موت سے وفات دونگا اور اپنی طرف اٹھاؤنگا اور تیرے تابعین کو ان لوگون پر قیامت تک غلبہ بخشونگا جو تیرے منکر ہین۔ اور تابعین کا ایک گروہ پہلا ہوگا اور ایک گروہ بعد مین ہوجائیگا۔ یہ خدا کا تسلی آمیز کلام اسوقت حضرت عیسیٰ پر اترا تھا جبکہ وہ نہایت گھبراہٹ مین تھے۔ اور انکو ایسی موت کی دھمکی دی گئی تھی جو جرائم پیشہ لوگون کیلئے خاص ہے یعنے صلیب کی دھمکی جو لعنتی موت ہے۔ اور یہی الہام اور یہی وعدہ اس عاجز کو ہوا۔ جس سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہی ابتلا اس عاجز کو پیش آئے گا اور یہی انجام ہوگا **اسی بنا پر اس عاجز کا نام عیسیٰ رکھا گیا۔** اور وعدہ دیا گیا کہ مین تجھے **طبعی وفات دونگا** اور عزت کیساتھ اٹھاؤنگا۔

غرض اس الہام کے اندر یہ مخفی پیشگوئی ہے کہ حضرت عیسیٰ کی طرح اس عاجز کے دشمن بھی قتل کرنیکے لئے منصوبے کرینگے اور جرائم پیشہ کی موت یعنی پھانسی کیلئے تدبیرین عمل مین لائینگے مگران ارادونکی تکمیل مین **ناکام** رہینگے۔ غرض **عیسے** کا نام اس عاجز پر اطلاق کرنے سے اس وجہ تسمیہ کیطرف اشارہ ہوا کہ اسی طور پر جیسا کہ حضرت عیسیٰ کی اس موت کیلئے جو جرائم پیشہ کی موتین ہوتی ہین تجویزین اور تدبیرین کی گئیں اسیطرح یہی ایساہی وقوعین آئے گا۔

پھر آگے دوسرے الہامات مین جو اسکے بعد مین ہین صریح اشارہ فرمایا گیا ہے کہ یہ کب اور کسوقت ہوگا۔ اور اس قسم کے ارادے اور قتل کے منصوبے کس زمانہ مین ہونگے اور اس سے پہلے کیا علامتین ظاہر

ہوگئی۔ اور وہ الہام یہ ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۷ میں ہے **مین اپنی چمکار دکھلاؤنگا اپنی قدرت نمائی سے تجھکو اٹھاؤنگا۔ دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نکیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ الفتنة ھھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم۔ فلما تجلّے ربه للجبل جعله دکاً** ان الہامات مین صاف فرمادیا کہ وہ قتل سے [illegible] وقت ہون کہ

جبکہ ایک بڑا ارشان ظاہر ہوگی۔ اس وجہ سے ان منصوبون کا نام خیر کے الہام مین فتنہ رکھا اور فرمایا کہ اسکا ایک فتنہ ہوگا [illegible] اولوا العزم نبیونکی طرح صبر چاہیئے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ [illegible] وہ فتنہ نابود ہو جائیگا یہ تین فتنے ہین جن کا براہین مین ذکر ہوا۔ اور یہ تینون [illegible] مین بھی آگئے۔ چنکہ [illegible] کا فتنہ صرف زبانی شور و غوغا تک محدود نہین رہا بلکہ ۸ اپریل ۱۸۹۷ء کو [illegible] ہی [illegible] تادہ پیشگوئی پوری ہو جو عیسیٰ کا نام رکھنے مین مخفی تھی۔ اب جیسا کہ براہین احمدیہ [illegible] ان [illegible] خبر ملتی ہے ایسا ہی اگر کوئی ہماری سوانح کا وہ نسخہ پڑھے جو براہین کیوقت [illegible] وقت [illegible] تب بھی اسکو ماننا پڑتا ہے کہ خارج مین بھی تین ہی فتنے ظہور مین آئے [illegible] تمام [illegible] پیشگوئی جو لیکھرام کی نسبت کی گئی تھی ان تائیدی ثبوتون سے مضبوط ہوتی ہے [illegible] جو پیشگوئی کیگئی تھی وہ بھی ایسی کھل جاتی ہے جیسا کہ دن چڑھ جاتا ہے۔ غرض ان تینون فتنون پر نظر غور ڈالکر خدا کی قدرت کاملہ کا پتہ لگتا ہے۔ یہ ایک ایسا مقام ہے کہ اسکو یونہی بیہودہ باتون سے ٹالنا نہین چاہیئے بلکہ پوری توجہ کیساتھ اسمین غور کرنی چاہیئے بلاشبہ ایک طالب حق کی پاک روح اور پاک کانشنس اس مقام سے اطلاع پاکر بہت سے حجابون سے نجات پا سکتی ہے اور بیشک اسجگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر آتھم اور لیکھرام کی نسبت پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے نہین تھی بلکہ کوئی اتفاقی امر تھا تو کیونکر یہ دونون پیشگوئیان آج سے سترہ برس پہلے براہین احمدیہ مین لکھی گئین اور ایسا تسے کوئی منصف کہان اور کدھر بھاگ سکتا ہے کہ جیسا کہ خارجی واقعات سے تین فتنون کا نشان ملتا ہے ایسا ہی براہین احمدیہ

بھی اُن تینوں فتنوں کی خبر دیتی ہے۔

اب کیا یہ شہادتیں بہت سے قرائن کے ساتھ مضبوط ہو کر اس درجہ تک نہیں پہنچ گئیں جسکو قطعی اور یقینی کہتے ہیں؟ اور کیا یہ سترہ برس کا ممتد سلسلہ الہامات کا جو ہمارے زمانہ سے اُس غیر متعلق زمانہ تک جا پہنچتا ہے جہاں منصوبہ بازی کی قلم بکلی ٹوٹ جاتی ہے پوری تسلی پانے کیلئے کافی نہیں ہے؟ کیا اب بھی کوئی شبہ باقی ہے جسپر کوئی وہمی طبیعت کا آدمی زور دیسکتا ہے؟ اور یہ کہنا کہ لیکھرام میعاد کے پانچویں برس مین مرا چھٹے برس مین نہین مرا۔ کیا اس اعتراض سے زیادہ کوئی اور حماقت بھی ہو گی؟ ایسے معترض نے کہاں سے اور کس سے سُن لیا کہ الہام مین چھٹے سال مین مرنا شرط ضروری تھا۔ یہ الہام تو صاف لفظوں مین بتلا رہا ہے کہ خدا تعالیٰ نے موت کے خاص وقت کو مخفی رکھکر چھ برس کے عرصہ کا نشان دیدیا تھا کہ اس مدت مین جسوقت ارادہ الٰہی ہو گا لیکھرام کو ہلاک کیا جائے گا۔ کیا خدا پر یہ ممتنع ہے کہ کوئی امر اپنی مصلحت سے مخفی رکھے اور کوئی ظاہر کرے۔ ایسے بیہودہ اعتراض صرف اُس بیوقوف کے مونھہ سے نکل سکتے ہین جسکو الٰہی پیشگوئیوں کی فلاسفی کی خبر نہین۔ اصل بات یہ ہے کہ دُنیا مین جسقدر نبیوں کی معرفت پیشگوئیاں ظہور مین آئین اُن مین یہ منظور رہا ہے کہ کسی قدر پیشگوئیکے ظہور کے وقتوں کو پوشیدہ بھی رکھا جائے۔ سو اکثر سنت الٰہی اس طرح پر واقع ہے کہ ایک بات کے ہونے کے لئے ایک حد مقرر کر دیجاتی ہے۔ آیندہ خدا کا اختیار ہے چاہے تو اُس حد کے پہلے حصہ مین ہی اس بات کو پوری کر دے اور چاہے تو آخری حصہ مین پوری کرے اور چاہے کوئی حد نہ لگائے اور کوئی میعاد بیان نہ فرمائے۔ خدا کی کتابوں مین صدہا ایسی پیشگوئیاں پاؤ گے جن کے ظہور کا کوئی وقت نہین بتلایا گیا۔ یہ نہایت

صاف بات ہی کہ اگر خدا تعالیٰ ایک وعدہ فرماے کہ اس عرصہ تک ایک کام جو وقت
چاہوں کر دونگا۔ تو کیا انسان یہ اعتراض کر سکتا ہی کہ ایک خاص وقت کیون نہین بتلایا؟
ہان اگر خدا تعالیٰ ایک میعاد مقرر کرکے صاف لفظون مین یہ فرماے کہ جبتک یہ کل میعاد گذر
نہ جاے۔ اور اُس کا آخری منٹ یا آخری سیکنڈ نہ پہنچے تب تک یہ پیشگوئی ظاہر نہین ہوتی
تو اس صورت مین ضروری ہوگا کہ اس میعاد کے آخری سیکنڈ مین پیشگوئی کا ظہور ہو لیکن
جبکہ خدا اپنی مصلحت سے ایک میعاد مقرر کرکے یہ ظاہر فرماے کہ اس میعاد کے اندر اندر کسی
حصہ مین جو مین چاہونگا فلان کام کرونگا تو ایسی پیشگوئی پر اعتراض کرنا خدا تعالیٰ کے تمام کارخانہ
پر اعتراض ہے۔ اور لیکھرام کے متعلق کی پیشگوئی مین ایک یہ بڑی عظمت ہی کہ اس مین صرف
میعاد چھ سال کی نہین بتلائی گئی بلکہ یہ بھی تو بتلایا گیا تھا کہ وہ ایسے دن مین اپنی سزا کو پہنچیگا
جو عید کے دن سے ملا ہوا ہوگا۔ چنانچہ لیکھرام کا نام **گوسالہ سامری** اسی لئے رکھا گیا کہ
گوسالہ عید کے دن جلایا گیا تھا۔ اور صریح الہام مین بھی عید کا دن آگیا اور ایسا
شہرت پا گیا جو صدہا ہندوؤن مین وہ الہام مشہور ہوگیا۔ اور الہام اور کشف نے صاف
لفظون مین یہ بھی بتلا دیا کہ وہ ہیبت ناک موت ہوگی اور قتل کے ذریعہ سے وقوع مین آئیگی
اور کشف نے اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا کہ موت کا دن اتوار اور رات کا وقت ہوگا۔
اب دیکھو اس پیشگوئی مین کس قدر اعلیٰ درجہ کی غیب کی باتیں بھری
ہوئی ہین۔ اب کیا یہ صحیح نہین کہ اگر ان تمام امور کو بہیئت مجموعی اور بنظر یکجائی
دیکھا جاے اور براہین کی پیشگوئی کو بھی ساتھ ملایا جاے تو بیشک یہ ضروری نتیجہ نکلتا ہی
کہ یہ پیشگوئیان فوق العادت اور بالکل انسانی طاقتون سے برتر ہین۔ ہان اگر کسی
انسان کو یہ قوت حاصل ہے کہ ایسا دقیق در دقیق غیب بیان کر سکے اور ان امور کی ستر[ہ]

برس پہلے خبر دے جو بیان کرنے کے زمانہ مین معدوم کی طرح ہون تو ایسے انسان کو بطور نظیر پیش کرنا چاہیے۔ اور اس کے واقعات معاینہ کے طور پر دکھلانے چاہییں اور صرف پورانے کرم خوردہ قصے اسجگہ کام نہین آئینگے۔

ندا ریم اے یار بانسیہ کار　　　اگر قدرتت ہست نقدے بیار

آپ سُن چکے ہین کہ براہین احمدیہ مین صاف طور پر یہ پیشگوئیان دکھلائی گئی ہین۔ پس یہ سلسلہ وار شہادتین کیونکر ٹوٹ جائینگی؟

چونکہ بعض ظالم مولوی جیساکہ محمد حسین بٹالوی ✤ میری دشمنی کے لئے اسلام پر حملہ کرنا چاہتے ہین اور وہ نشان جو اس دین کی سچائی پر گواہی دینے کیلئے آسمان سے نازل ہوتے ہین انکو مٹادینا ان لوگون کا مقصود ہے۔ اسلئے یہ **استفتا** قوم کے معزز اہل نظر کی

✤ اس شیخ دشمن حق کا یہ بھی میرے پر افترا ہے کہ اور بھی بعض پیشگوئیاں جھوٹی نکلین۔ ہم بجز اسکے کیا کہین کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ہم شیخ مذکور کو فی پیشگوئی مبلغ سَو روپیہ نقد دینے کو طیار ہین اگر وہ ثابت کرسکے کہ فلاں پیشگوئی خلاف واقعہ ظہور مین آئی۔ مگر کیا وہ یہ بات سُنکر تحقیقات کے لئے درخواست کرے گا؟ نہین اُسکو نخوت نے اندھا کر دیا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص نہایت درجہ کا مفسد اور دشمن حق ہے اسکو اسلام سے کچھ خاص دشمنی ہے اُس کا دل نہین چاہتا کہ اس پر آشوب زمانہ مین اسلام کی عزت اور شوکت اور بزرگی ظاہر ہو۔ مگر یہ اس ارادہ مین **ناکام رہے گا۔** **میری بات سُن رکھو! اب سے خوب یاد رکھو کہ خدا بہت سے نشان دکھاوے گا۔ نہین چھوڑے گا جبتک ایسے لوگون کو ذلیل کرکے نہ دکھلاوے۔** منہ

خدمتمین پیش کیا جاتا ہے۔ تمام واقعات اور شہادتیں جنسے نتیجے نکلتے ہین اور کتابین [illegible]
لکھے گئے ہین مدت سے شایع شدہ ہین۔ ہر ایک اہل الراے منصف مزاج اگر ان کتابونکو دیکھنا چاہے تو ہم سے
طلب کرسکتا ہے۔ اسلئے ہم معزز اہل الراے صاحبونکی خدمتمین ملتمس ہین کہ وہ اللہ جلشانہ اور
اُسکے رسول کی عظمت اور عزت کیلئے اس فتوی کو جو روئداد موجودہ سے پیدا ہوتا ہے کاغذ اشٹامپ
پر لکھکر اور اپنی اور دوسرونکی گواہی انپر ثبت فرماکر گمگشتہ لوگون پر احسان فرماوین۔ اور ایسی تحریرین بذریعہ
خط ہمارے پاس بھیجدین کہ وہ سب مجموعہ کے طور پر چھاپ دیجائینگی۔ اور مین جانتا ہون کہ اس
بارہ مین معزز اہل الراے کی شہادتیں بڑے جوش سے ہر ایک طرفسے آئینگی اور سچے ایماندار اس
گواہی کو جسمین اسلام کی شان ظاہر ہوتی ہے کبھی پوشیدہ نہین کرینگے مگر کمینہ طبع ذلیل خیال دُنیا پرست
سوا ایسے لوگ یاد رکھین کہ خُدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو سچی گواہی کو چھپائیگا اُسکا دل خدا کا گنہگار ہے۔ جہانتک
مین دیکھتا ہوں سرکاری عہدہ دارونکو بھی کوئی قانون ایسی سچی گواہی سے نہین روکتا جسمین جائز طور پر
سچائی کی مدد ہو۔ انسان مین سچائی کی حمایت بڑی عمدہ صفت ہے ہم کیسی ہی دنیا کی عزت اور وجاہت پاوین
خدا کے پنجہ سے باہر نہین جاسکتے میرا تجربہ ہے کہ اس زبردست عالم کا لحاظ نہ رکھنا اور سچی گواہی کو چھپانا اپنے لئے ذلت
کی مار خریدنا ہے۔ جو شخص ایسی صاف صاف روئداد کو دیکھکر پھر سچی گواہی سے پہلو تہی کریگا اسکی نسبت ہمین کم سے کم یہ اعتقاد کہنا
پڑیگا کہ یہ شخص خدا اور دین اور رسول مقبول کی حمایت عزت سے لاپرواہ ہے۔ لیکن اگر وہ سچی گواہی دیگا تو ہم احکم الحاکمین
کے آگے اسکے دین و دنیا کی مُرادونکے لئے دعا کرینگے۔ اور ہم کیا مانگتے ہین؟ صرف **سچی گواہی۔**

مبادا دل آن فرومایہ شاد ۔ کہ از بہر دُنیا دہد دین بباد

میرا ارادہ ہے کہ ان باتون کو انگریزی میں ترجمہ کراکر یورپ کے اہل النظر لوگون کے سامنے بھی پیش کردون کیونکہ انمین نفس سچائی
کی حمایت کیلئے بڑی جرات پائی جاتی ہے بشرطیکہ ایک سچائی کا فی الواقع سچا ہونا سمجھ لین۔ مگر اول مین اپنے قومی بھائیونکے سامنے
یہ اپیل پیش کرتا ہون اور انکو اس مردانہ شہادت کے ادا کرنے کا موقعہ دیتا ہون جس سے دنیا کے اخیر تک عزت کیساتھ نیک
مردونکی فہرست مین ان کا نام درج رہے گا۔ الراقم میرزا **غلام احمد قادیانی** ۔ ۱۸۹۶ء

نمبر شمار	نام مصدق نشان متعلق لیکھرام	سکونت معہ دیگر پتہ بقید ضلع	عبارت تصدیق

عبارت تصدیق	ولدیت مع دیگر پتہ ضلع	نام مصدق متعلقہ	نمبر شمار

نمبر شمار	نام مصدق زن متعلق لیکھرام	سکونت معہ دیگر پتہ بقید ضلع	عبارت تصدیق

نمبر شمار	نام مصدق نشان متعلق لیکھرام	سکونت معہ دیگر پتہ بقید ضلع	عبارت تصدیق

الف ۲۸

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۤءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ نَزَلَتْ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ فَتَلَاهَا فَلَمَّا بَلَغَ

آیت پڑھو قرآن کی جو ہے مشار الیہ
پھر دیکھ لو حدیث جو ہے متفق علیہ

وعدہ کیا وہ پورا عزیز و حکیم نے
تفسیر جسکی کی تھی رسولِ کریم نے

پہلے پڑھو تو غور سے حق کے کلام کو
پھر دیکھ لو حدیث رسولِ انام کو

وعدہ دیا ہوا ہے ہمارے رسول کا
یہ وقت تھا مثیلِ مسیح کے نزول کا

فارس کی اصل سے وہ معلم اب آگیا
گم تھا جو علم دین وہ بھی حق سے پالیا

گر تجھکو شک ہو دیکھ لے جا قادیاں میں
پھر سب باتوں سے ہوگا تو محفوظ دائمیں

اعلام الناس

حصہ دوم

مصنفہ

مولوی محمد احسن امروہی ہال بھوپال

پنجاب پریس سیالکوٹ میں غلام قادر

فصیح کی اہتمام سے چھپا

حامد نے جس قرآن خبر کا پتا دیا
احسن نے نقل کرکے اُسے اب بتا دیا

اب آخرین ہو ویں گے ملحق باولین
پھر کیونکہ وہ ہی جو ہیں اسکے حاسدین

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ قَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هٰؤُلَاۤءِ الَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِنَا فَوَضَعَ يَدَهُ عَلٰى سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ وَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ بِالثُّرَيَّا لَنَالَهُ رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاۤءِ

یا فتاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حَامِدًا وَمُصَلِّیًا وَمُسَلِّمًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَمُسَلِّمًا عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَآلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الطَّاہِرِیْنَ **امابعد** یہ حصہ دوم ہے رسالہ اعلام الناس کا جسمین ازالہ ہی اشاعۃ السنۃ نمبر کے بعض وسواس کا واضح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ ارادہ اس ہیچمدان کا ہرگز نہین تہا کہ جواب رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۲ جلد ۱۲ مین کلام ظرافت آمیز لاوے یا اشعار اساتذہ برمحل ذکر کرے یا اپنی طرف سے کچہہ تک بندی کر کر لکہے کیونکہ ایسے مسائل اسلام کی بحث مین یہہ طریقہ مجہکو اچہا نہین معلوم ہوتا خصوصاً اسوقت سے کہ حضرت اقدس مسیح الزمان سے شرف ارادت حاصل ہوا ہے مینے اپنی تحریرات مین اس طریقہ کو ترک کر دیا ہے قال اللہ تعالیٰ وَالشُّعَرَاءُ یَتَّبِعُہُمُ الْغَاوُوْنَ اَلَمْ تَرَ اَنَّہُمْ فِیْ کُلِّ وَادٍ یَّہِیْمُوْنَ وَاَنَّہُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ مگر جب مینے دیکہا کہ مولوی محمد حسین صاحب اپنے ملکہ مخفیہ شاعری کو اس رسالہ مین اظہار فرما کر ملک الشعراء بنگئے ہین جسکا ثبوت اشعار سرلوح اشاعۃ السنۃ ہیں لہذا احقر بہی انکی چاشنی مذاق کیواسطے بعض جگہہ کلام ظرافت آمیز مہذبانہ اور اشعار اساتذہ یا اپنی تک بندی لے آیا ہے کیونکہ مولوی صاحب کی سی شاعری ہم جیسون سے بہی ہو سکتی ہے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَکَرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ناظرین اس بارہ مین مجھکو معاف فرماوین اور چونکہ کوئی استدلال
میرا خالی از کتاب و سنت نہین ہے لہذا میری اس کلام ظرافت آمیز کو ہزل تصور نہ فرماوین اور
مقصود لذاتہ کتاب و سنت کو جانین مین مولوی صاحب کا تابع ہون ہر جا کہ کشیدہ برند میروند
وبہر رنگ کہ رنگین کنند مے شود قال الفاضل اللاہوری فی اشاعۃ الشبہ ۳ جلد ۱۲ ۔ آنکس کہ خود
زضعف و مرض لاغری کند ۔ ہم دعوی مسیحی و پیغمبری کند ۔ خوش گفت بذلہ سنج کہن سال روزگار ۔
او خویشتن گم است کرا رہبری کند اقول ناظرین منصفین سے انصاف طلب ہے کہ مولوی صاحب
کا رسالہ جو بنام اشاعۃ السنہ نامزد ہے ایسے نامی رسالہ کا آیا فرض منصبی ہی ہوتا ہے کہ کسی ایسے
مسلمان کی نسبت جسکی نظیر اسلام کی نصرت مالی وجانی و قلمی و لسانی وحالی و قالی مین حسب اقرار
خود مولوی صاحب کے پہلے مسلمانون مین بہت ہی کم پائی گئی ہے سرتاپا افترا کیا جاوے
بھلا مین دریافت کرتا ہون کہ حضرت اقدس مرزا صاحب نے کس جگہ کس کتاب میں دعوی
پیغمبری منافی خاتم النبیین ہونے آنحضرت علیہ السلام کے کیا ہے یا دعوی اصیل مسیح ہونیکا
کس رسالہ مین درج ہے اگر سچے ہیں تو صحیح نقل آپ پر فرض ہے ورنہ قرآن مجید میں جو وعید
ایسے قول و فعل کیواسطے موجود ہے اُس سے ڈرنا چاہئے مولانا صاحب ایڈیٹران اخبار
بھی ایسے قول خلاف نفس الامر کے لکھنے سے نہایت اجتناب کرتے ہین اور حتی الوسع خبر کو
تحقیق کر کر لکھتے ہیں اور آپ تو ہتمم اشاعۃ السنہ کے ہیتے آپ پر تو نہایت ہی ضرور تھا کہ اول
اس دعوی کی تحقیق کر لیتے پھر فرماتے جو کچھ کہ فرمایا پس ہم ایسی حالت میں کیونکر نہیں کہ آپکا
رسالہ اشاعۃ السنہ اب اشاعۃ الشبہ ہوگیا ہے اگرچہ بحکم الحق مُرّ آپکو تلخ معلوم ہو ۔ اور اگر
شاعریت کے شوق و ذوق سے یہہ رباعی تصنیف فرمائی گئی ہے تو اس سے بہتر تک بندی اور بہت
ہی موجود ہی لیجیے ۔ ممکن کہ کس زضعف مرض لاغری کند ۔ ہم دعوی مسیحی و پیغمبری کند
زیرا کہ خود مسیح کہ بیمار و زار بود ۔ ہم دعوی مسیحی و پیغمبری نمود ۔ پس قول مدعی ہمہ بطلان دگر ہی است

از خویشتن گم است کرا رہبری کند **قولہ** دعویٰ مسیحائی و خود آپ ہین بیمار کیا خوب خود اپنا بہی مداوا نہین کرتے کیا فائدہ دعوی سے جو خود رہتے ہو بیمار۔ کیون صاف نہین کہتے ہم اچھا نہین کرتے۔ **اقول** جو اصل مسیحا نہو ہوئی وہ بہی تو بیمار۔ یہہ طعن جو کرتے ہو تم اچھا نہین کرتے۔ بیمار ہوئے سحر سے وہ ختم رسل بہی۔ یہہ باتین جو تم کرتے ہو دانا نہیں کرتے۔ دیتا ہے شفا خاص جو شافی ہے حقیقی۔ وہ صاف تو کہتے ہیں ہم اچھا نہیں کرتے۔ ہوتے ہین وہ بیمار تو کرتے ہیں مداوا۔ ہے محض غلط یہہ کہ مداوا نہیں کرتے قرآن و خبر بہول گئے تم تو حسد سے کیون سینون کو کینون سے مصفا نہیں کرتے صفحہ ۳۵۴ **قولہ** قرآن کی ان آیات مین اشارات ہیں وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ (نسا ر ۲۲) وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا (زخرف ع ۶) اور احادیث صحیحین وغیرہ مین تصریحات بکثرت ہین ان سب کی تفصیل ریویو میں ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ **اقول** بہلا مولانا صاحب جب قرآن مجید میں آپ کے خیالی نزول مسیح کی نسبت صرف اشارات ہی ہیں اور احادیث صحیحین وغیرہما کی ابہی نوبت ہی نہین آئی صرف وعدہ ہی وعدہ ہے کہ ریویو میں آدین گے تو پہر اتنا تشدد آپنے ابہی سے کیون کیا کہ ایک خط نمبرا مولوی حکیم نورالدین صاحب کے پاس بہیجا اور دوسرا خود حضرت اقدس مسیح الزمان صاحب کی خدمت مین اور تیسرا اس خادم قدیم کے پاس روانہ کیا وَغَيْرَ ذَٰلِكَ مِمَّا تَعْرِفُونَ مولانا بلا تدبر و تفکر انجام کار آپ حضرت اقدس مسیح الزمان صاحب سے ناحق مباحثہ کرتے ہیں اور اوسپر علاوہ یہ کہ اشاعہ میں شائع کرنا چاہتے ہین مین دست بستہ آپکی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ آپکو یہہ اشاعہ مباحثہ انجام کار اچہا نہوگا اب بہی جو کچہہ ہوا سو ہوا آیندہ اس بحث کو آپ جانے دیجئے ورنہ آپکی خدمت میں اتنا گذارش کئے دیتا ہون کہ ؎ سنبہل کے رکہیو قدم دشت خار پر مجنون کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بہی ہے اول آپنے اشارات قرآن شریف کی طرف رجوع کر دیا ہوتا اور پہر احادیث صحیحین وغیرہما کی جانب اگر کتاب و سنت نزول خیالی مسیح کیطرف یقیناً اور قطعاً ہدایت کرتے تب ہی آپ نے ایسا کچہہ زور دیا ہوتا ورنہ ہرگز ہرگز آپکو ایسا کرنا سزاوار نہ تہا

خصوصاً ایسے شخص کے مقابلہ میں جسکو آپ اشاعۃ میں تمام اولیا و علماء امت سے افضل قرار دے چکے ہیں* کما مر فی الجزء الاول آپنے یہی سمجھ لیا ہوتا کہ جو اکابر علما و اولیا گذرے ہیں اونکے مسائل متفرد اکثر منقول ہیں حضرت اقدس مرزا صاحب جو پہلے اولیاء ماسبق سے آپکے نزدیک افضل ہیں اس مسئلہ میں متفرد ہی سہی مہدی کی نسبت ابن خلدون وغیرہ کا تفرد آپکو معلوم ہی ہے اور یہی مذہب و مسلک آپکا بھی ہے جو خلاف ہے تمام جمہور کے جب آپکے نزدیک مہدی موعود کوئی نہیں ہوگا تو عیسےٰ بن مریم کا خیالی نزول اگر واقع نہو اور بجائے اوسکے مثیل مسیح آوے تو موجب آپکے مذہب کے کیا استبعاد ہے۔ اب میں استفسار کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص آیات مندرجہ کے معنے جو آپ اشارۃ نکالتے ہیں تسلیم نکرے بلکہ وہ معنے ادلے جو بمنزلہ ظہور کے ہیں تو بحکم اَلنُّصُوْصُ تُحْمَلُ عَلٰی ظَوَاہِرِہَا کے مورد اعتراض آپ ہونگے یا وہ بَیِّنُوا تُؤْجَرُوا معنے آئیت اول کے ظاہر تو یہی ہین کہ ضمیر بہ راجع ہی طرف عیسٰے کی اور ضمیر قبل موتہ میں راجع ہے طرف کتابی کی جسپر لفظ اہل کتاب دلالت کرتا ہے علاوہ یہ کہ اس معنے ظاہری میں ایک خوبی اور بھی ہے کہ موید ہے اوسکو قرأت دوسری جو ابی ہے اِلَّا لَیُؤْمِنُنَّ قَبْلَ مَوْتِہِمْ بِضَمِّ النُّوْنِ اندرینصورت قاعدہ یفسر بعضہ بعضاً کا بھی موجود ہے اب اگر کسی کے نزدیک یہی معنے آئیت کے مراد ہون جو بمنزلہ ظاہر کے ہیں اور قرأت دوسری بھی اوسی کو موید ہے اور آپکی شرح اشارات سے اوسکو شفا نہووے تو فرمائیے اسپر آپکا کیا الزام ہو بھی ہی اور ثبوت اشاعۃ السنہ کے اشاعۃ الشبہ ہو جاویگا۔ اور آئیت دوم میں تسلیم کیا کہ ضمیر انہ طرف قرآن مجید یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے راجع نہیں حضرت عیسٰی ہی کیطرف راجع ہے تو اوسکے ظاہری معنے یہی ہیں کہ حضرت عیسےٰ کا بغیر باپ کے پیدا ہونا مفید ہے علم ساعۃ کو یا حضرت عیسےٰ کا مردونکو زندہ کرنا جو دلالت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے احیاء موتے پر قیامت میں دلیل و موجب علم ہے بعث کے

---

* ہمارے پیارے مولانا! شاید آپکو معلوم نہیں مولوی ابوسعید صاحب اب یہ عذر تراش کر کہ اشاعۃ السنہ کو دھوکا ہوگیا تھا اپنا پیچھا چھوڑانا چاہتے ہین۔ لیکن وہ خیال نہین کرتے کہ یہ عذر ان کیلئے کس قدر فضیحت کا باعث ہوگا۔ عنقریب اہل نظر اس امر کا تصفیہ کرلین گے کہ مولوی صاحب کا یہ عذر بعد از جرم کہانتک مسموع ہونے کے قابل ہو سکتا ہے ہمارے رسالہ القول الفضل کا جو جلد شائع ہوجاوے انتظار کرین۔ ایڈیٹر

نشر قیامت کے وغیرہ وغیرہ۔ ما سبق آیہ میں نزول عنصری حضرت عیسےٰ کا کہاں مذکور ہے جس کو آپنے
یا کسی دوسرے مفسر نے مرجع انہ کا قرار دیا ہے یہہ مرجع تو صرف آپکے ہی خیال مین ہے جس کا قرآن شریف
میں کہیں پتا نہیں اور احادیث کی نسبت تو ہچدان اشتہار دیا ہے کہ اگر کوئی صاحب ایک حدیث
صحیح مرفوع صریح الدلالت سے صعود و نزول بجسم عنصری حضرت عیسیٰ کا منطوق ثابت کردے تو میں
اوسکو فی حدیث بیس روپیہ حق اجرت دونگا ورنہ باب اعتقادیات میں ایسے خیالات ظنی کب قبول ہو
یقین ہو سکتے ہیں یہہ ہی ثبوت دیگر اشاعۃ السنہ کے اشاعۃ الشبہ ہوجانیکا **قولہ** صفحہ ۲۵ آپ
اگر اس دعوی میں حضرت خضر کیطرح معذور رہیں تو میں اونکے انکار اور خلاف میں حضرت موسیٰ کیطرح
مجبور ہون الخ **اقول** آپ ہرگز انکار و خلاف میں حضرت موسیٰ کیطرح مجبور نہیں یہ قیاس آپکا قیاس
مع الفارق ہے بچند وجوہ اما اولاً آپکا انکار و خلاف اوس الہام سے ہے جو مؤید بکتاب سنت
ہے چنانچہ حصہ اول مین کچھہ ثابت ہو چکا ہے اور آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ بخوبی ثابت ہوتا رہیگا بخلاف
انکار و خلاف حضرت موسیٰ کے کیونکہ قتل نفس زکیہ بغیر کسی حق ظاہر کے اور توڑنا کشتی وغیرہ کا جسمیں
اندیشہ غرق ہوجانے ایک جماعت کثیرہ کا تہا کسیطرح موافق کسی شریعت کے نہیں ہو سکتا۔ اما ثانیاً
حضرت موسیٰ نے واسطے تحصیل اوس علم کے جو اونکو حاصل نہ تہا ملاقات خضر میں تحمل مشاق اور شدائد
سفر کو اختیار کیا قال اللہ تعالیٰ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا
ایضاً لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا اور آپ کہتے ہیں کہ میں آپسے ملون گا مگر جلد نہیں باوجودیکہ حضرت اقدس
مرزا صاحب آپکو زاد راہ دینے کو بہی موجود ہیں اور شدائد سفر بہی بسبب موجود ہونے سواری ریل
کی کچھہ نہین ہیں اور بعد مسافت بہی کچھہ نہیں کہ قرون تک سفر کرنا پڑے۔ اما ثالثاً حضرت موسیٰ
نہایت ادب اور تواضع سے اور اپنے آپ کو نادان سمجھہ کر واسطے پیروی و اتباع کے کہتے ہیں
هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا اور یہہ بہی اقرار کرتے ہیں کہ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ
صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا اور آپ کہتے ہیں کہ رسائل توضیح المرام اور ازالہ الاوہام میرے خلاف کو نہیں
روکیں گے حالانکہ ازالۃ الاوہام آپنے ابہی تک دیکہا بہی نہیں معہذا رجماً بالغیب اوسپر مستزاد

[illegible]

آپ یہ فرماتے ہیں کہ مجھے یقین ہے کہ نقلی یا عقلی دلائل سے آپ اور آپکے حواریین آپکا مسیح موعود ہونا ثابت نہ کرسکیں گے مولانا اس آیہ کو بھی تو یاد رکھو وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ۔ حضرت خضر حضرت موسیٰ سے کہتے ہیں فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا اور حضرت اقدس مرزا صاحب بخطاب معترضین فرماتے ہین اور اشتہار دیتے ہیں کہ فَاسْأَلُونِي الْآنَ الْبِضَاعَةَ يَا أَهْلَ الْإِسْلَامِ قَبْلَ أَنْ أُحْدِثَ لَكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا فِي إِذَاعَتِهِمْ الْأَوْهَامَ وَأَمَّا خَامِسًا حضرت خضر صرف دو اعتراضوں پر عتابا ارشاد کرتے ہیں إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي وَهَٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ ۔ اور حضرت اقدس مرزا صاحب معترضین کی نصح و خیر خواہی کیواسطے ارشاد فرماتے ہیں ؎ اے حسرت این گروہ عزیزان مرا ندیدہ ۔ وقتے بہ بنیدم کہ ازین خاک بگذرم ۔ گر خون شد است دل ز غم درد شان چہ شد ہست آرزو کہ سر بدہم دریں سرم ۔ ہر شب ہزار غم بمن آید ز درد قوم ۔ یارب نجات بخش ازیں روز پرشرم یا رب بآب چشم من ایں کسل شان بشو ۔ کامروز تر شد است ازیں درد بسترم ۔ اب ناظرین کو ثابت ہوا ہوگا کہ یہ دونوں قیاس مولوی صاحب کے قیاس مع الفارق ہیں بوجوہ مذکورہ ونیز بغیر مذکورہ ؎ مانی نے روسی و زلف میں ہستی تمام کی ۔ تصویر کھینچ سکی نہ سحر کی نہ شام کی یہہ ہی ثبوت دیگر اشاعۃ السنہ کے اشاعۃ الشبہ ہو جانیکا **قولہ** صفحہ ۲۰۵ حسن ظنی کی ایک حد مقرر ہونی چاہیے کیا اگر کوئی مسلمان یہہ دعوے کرے کہ مین نبی آخرالزمان ہوں یا مجھے الہام مین شراب کی اجازت ہوگئی ہے تو ہم اور آپ اوسکے حق مین حسن ظنی کرین گے ہرگز نہین الخ ۔ **قول** مولوی صاحب نے حضرت اقدس مرزا صاحب کے اس قول کیطرف مطلق توجہ نفرمائی کہ اس مسئلہ کو اصل اور لب اسلام سے کچھ تعلق اور مطلب نہیں اور حسن ظنی کی تو وہی حد ہے جو کتاب و سنت سے ثابت ہے مگر یہ دعوی حضرت اقدس مرزا صاحب کا ہرگز ایسا عظیم نہین جیسا کہ آپکے خیال میں آگیا ہے ایک دعوی تو اونکا یہہ ہے کہ عیسے بن مریم متوفی ہو چکے لہذا اونکا نزول بوجود عنصری آسمان سے نہیں ہوگا بلکہ مثیل مسیح آئیگا دوسرا دعوی یہہ ہے کہ جس مسیح کے آنیکی نسبت احادیث

صحیحہ میں پیشین گوئی واقع ہے اوسکا مصداق میں ہون جو روحانی طور پر مسیح بن مریم سے مشابہت نام رکھتا ہون دعوی اول تو کتاب اللہ سے ثابت ہے اگرچہ اوسکی بحث مفصل تو تب ہی کیجاویگی جب آپ ریویو میں کچھ لکھیں گے یہانپر واسطے تسکین ناظرین کے مختصر اعرض کرتا ہوں قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ الآیۃ اس امر کو تو آپ بہی تسلیم کرتے ہون گے کہ بلا وجہ وجیہہ کلمات قرآن مجید کو تقدیم تاخیر کر کر معنے ظاہری سے صرف کرنا ہرگز مناسب نہیں کیونکہ کلمات قرآن مجید اپنی ترتیب مرادی کے موافق اپنے اپنے موقع اور محل پر مانند سلک جواہر کے منظوم اور منسلک ہیں جسکی وجہ سے وہ طرف اعلیٰ بلاغت حد اعجاز کو پہنچ گیا ہے۔ پر ہمکو کونسی ضرورت واقع ہوئی ہے کہ اوسکو طرف اعلےٰ حد بلاغت سے گرا کر تقدیم و تاخیر کے قائل ہون اور اگر آپ کے نزدیک کوئی ضرورت ہو تو بیان فرمائی جاوے مگر وہ ضرورت محققانہ بکتاب و سنت بیان کیجاوے نہ مقلدانہ بہ نقل اقوال مفسرین و شارحین - اور جب کہ متوفی ہونا حضرت عیسٰی کا ثابت ہو گیا تو داخل ہونا جنت میں بہی آپکو مسلم ہوگا کیونکہ وہ نبی برگزیدہ تہے قال اللہ تعالیٰ قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّۃَ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ اور یہہ عقیدہ بہی آپکو مسلم ہوگا کہ مقدس لوگ بعد موت کے بہشت میں داخل ہو کر نکالے نہیں جاتے اور اگر مسلم نہو تو یہہ آیات تسلیم کرانیوالی موجود ہیں۔ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ایضاً قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی تِلْکَ اُمَّۃٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ قَالَ فِی الْبَیْضَاوِیْ یَعْنِیْ اِبْرَاهِیْمَ وَیَعْقُوْبَ وَبَنِیْهِمَا اِلٰی اٰخِرِہٖ۔ ایضاً قال تعالیٰ مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ قَالَ فِی الْبَیْضَاوِیْ اَیْ مَا هُوَ اِلَّا رَسُوْلٌ کَالرُّسُلِ قَبْلَهٗ خَصَّهُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِاٰیَاتٍ کَمَا خَصَّهُمْ بِهَا فَاِنْ اَحْیَی الْمَوْتٰی عَلٰی یَدِهٖ فَقَدْ اَحْیَی الْعَصَا وَجَعَلَهَا حَیَّۃً تَسْعٰی عَلٰی یَدِ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ وَهُوَ اَعْجَبُ وَاِنْ خَلَقَهٗ مِنْ غَیْرِ اَبٍ فَقَدْ خَلَقَ اٰدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ مِنْ غَیْرِ اَبٍ وَاُمٍّ وَهُوَ اَغْرَبُ وَاُمُّهٗ صِدِّیْقَۃٌ کَسَائِرِ النِّسَاءِ اللَّاتِیْ یُلَازِمْنَ الصِّدْقَ اَوْ یُصَدِّقْنَ الْاَنْبِیَاءَ کَانَا یَاْکُلَانِ الطَّعَامَ وَیَفْتَقِرَانِ اِلَیْهِ اِفْتِقَارَ الْحَیْوَانَاتِ وَفِیْ حَاشِیَتِهٖ قَوْلُهٗ کَانَا یَاْکُلَانِ اِلَخ اِشَارَۃٌ اِلٰی اَنَّهُمَا کَانَا مُحْتَاجَیْنِ اِلَی الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَاِلٰی مَخْرَجٍ یَخْرُجُ مِنْهُ الْبَوْلُ وَالْغَائِطُ

صاحب حاضر ہوئے تو بطور تقیہ کے ایک معما ہیں مبادا کسی کی نظر سرسری ہیں ایک شیخ معا نظر
آویں لہذا عرض کیا جاتا ہے آپ تو امید ہائے سابقہ ولاحقہ کو یاد دلاتے ہیں اور میں بصد افسوس یہی کہتا
ہوں ؏ عاشق ہوئے ہیں یار کے ہم اس امید پر۔ جز آہ نارسا کوئی امید ہی نہیں۔ بہرحال تفصیلاً
تو پہر ہیں کروں گا تحریر سمی تعلی حاضر ہے (۱) براہین احمدیہ میں تکذیب اس دعوی کے موجود نہیں
ہے مسیح موعود کا جسمانی طور پر آنا جیسا کہ بینات میں بسا ہوا ہے مذکور ہے اس مذکور کا غایۃ الامر یہہ ہے
کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کا خیال پہلے اوس وقت تک یہی ہو اس خیال کو انہوں نے کہیں الہامی قرار
نہیں دیا اور ظاہر ہے کہ خیال کسی کا بینات الہام کا مکذب نہیں ہو سکتا البتہ الہام خیال کا مکذب ہو سکتا
ہے خصوصاً جبکہ شواہد کتاب وسنت اوس الہام کے مصدق وموید موجود ہوں علاوہ یہہ کہ دعوی سابق
گویا کہ مرتبہ اجمال میں تہا اب اوس کا بیان ہوگیا اور وہ بہی الہام سے۔ پہر کوئی عاقل یہہ کہہ سکتا ہے
کہ بیان یا مبین اجمال یا مجمل کا مکذب ہوا کرتا ہے خصوصاً وہ بیان جو الہامی ہو (۲) اور جبکہ یہہ الہام حضرت
اقدس مرزا صاحب کا آپنے تسلیم کرلیا ہے یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَہِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ
کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ کیونکہ حامی ہوکر اوسکی تفسیر کی ہے اگر تسلیم نہوتا تو حامیانہ
تفسیر کیوں کیجاتی پس میری مختصر تحریر سابق کا یہہ مطلب ہے کہ یہہ تسلیم آپکی بوجوہ مستلزم ہے تسلیم اس
دعوی جدید کو بہی کیونکہ اَلشَّیْءُ اِذَا ثَبَتَ ثَبَتَ بِلَوَازِمِہٖ مقدمہ مسلمہ ہی ہیں پوچہتا ہوں کہ
اگر یہہ مثیل مسیح وہی مسیح موعود آپکے نزدیک نہیں تہا تو آپنے یہہ الہام کیوں تسلیم کیا کہ جَاعِلُ
الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ کیونکہ یہہ صفت الی یوم القیامۃ
متبوع کذائی ہونیکے اوسی مسیح موعود کی ہو سکتی ہے نہ دوسرے کی الحاصل یا تو آپ یہہ
فرماویں کہ وہ تصدیق آپنے اشاعۃ میں غلطی سے کی تہی اوس غلطی سے آپنے اب رجوع کیا یا
کوئی اور مفر پیدا کریں ورنہ تصدیق دعوی جدید ایسے مرتبہ پر ہے جیسا کہ ملزوم کیواسطے لازم کی تصدیق
(۳) اولاً کسی شے کے ایمان یا اذعان کیواسطے رویت ہرگز شرط نہیں یہہ کیا معما آپنے لکھا
ثانیاً مجہکو آپکی رویت حاصل ہے اور آپکو حضرت اقدس مرزا صاحب کی رویت حاصل پس بالواسطہ

رویت ہی حاصل ہوئی اور یہ احتمال کہ بوقت تحریر نمبر ۱ جلد ہفتم کے حضرت اقدس مرزا صاحب
مقدس اور ملہم تھے اور اب غیر مقدس اور غیر ملہم ہو گئے اگر اس کا ثبوت کسی جرح مفصل سے آپ
کر سکیں تو بیان فرمائیے ورنہ اس قسم کا خیال و احتمال آپکی نسبت بھی ممکن ہے پھر اگر قاعدہ اِذَا
تَعَارَضَا تَسَاقَطَا کو آپ پیش کریں تو اپنی کانشنس اور تمیز موجود ہے ثانیاً آپ کا خادم قدیم بسبب قدامت
خدمت کے گستاخانہ عرض کرتا ہے کہ یہہ بھی ممکن ہے نزدیکان ۔ بے بصر دور دوران با بصر در حضور
دم ، تَسْمَعُ بِالْمُعَيْدِيِّ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَرَاهُ جرح مبہم ہے جو ہرگز مقبول نہیں ہو سکتی (۵) اشاعۃ میں ثابت ہو چکا ہے
کہ حضرت اقدس مرزا صاحب ملہم ہیں اب اگر اوسکا نقیض ثابت ہوگا تو اجتماع النقیضین ہے ایسے
اجتماع کا حال تو ہر شخص پر واضح ہے حاجت توضیح یا تلویح کی ہی نہیں اور اگر یہاں پر بھی قاعدہ مذکورہ
اِذَا تَعَارَضَا تَسَاقَطَا کو پیش کروگے تو پھر اپنا تجربہ اور تمیز پیش کیجاویگی ۔ انتہی موضع الحاجۃ ۔ اس خط کا
جواب جو مولوی صاحب نے لکھا ہے اوسکو میں ابھی نقل کرنا نہیں چاہتا کیونکہ ناظرین پر ابھی سے مولوی
صاحب کا علوم و فنون میں کمال و تبحر ظاہر ہو جاویگا اور مجھکو ابھی یہہ امر منظور نہیں ہاں البتہ اس شعر
کے پڑھنے پر مجبور ہوں ؎ زائل بہار حسن ہوئی خط یار سے ۔ اس باغ میں خزان نظر آئی بہار سے
آئندہ وہ خط بھی انشاء اللہ تعالیٰ کسیوقت مناسب میں پیش کش ناظرین کیا جاویگا یہہ ہی ثبوت
دیگر اشاعۃ السنہ کے اشاعۃ الشبہ ہو جانیکا **قولہ** صفحہ ۳۵۹ بیشک میں اس مدح سے ناراض
ہوں مولانا و شیخنا و شیخ الکل کے معلومات سے میرے معلومات کو وہ نسبت ہے جو بادشاہ کو ایک گدا سے ہے اس تفصیل
معلومات کی مقابلہ میں میرے کلام لایق شمار نہیں ہیں ۔ **اقول** مولانا صاحب آپکے معلومات استقدر گھٹے ہوئے ہیں تو پھر آپنے سب سے پہلے مخالفت پر
کیوں کمر باندہی ہے کیونکہ مولانا ممدوح تو مقام توقف میں کہڑے معلوم ہوتے ہیں کوئی تحریر مخالفانہ انہوں نے
ابھی تک شایع نہیں کی چنانچہ مینے ایک پوسٹ کارڈ بدریافت حال حضرت اقدس مرزا صاحب کی
بخدمت مولانا ممدوح بھیجا تھا اوسکے جواب میں توقف فرمایا واللہ اعلم بالصواب پھر آپنے بھی توقف
ہی کیا ہوتا خصوصاً تا شایع ہونے ازالہ الاوہام کے آپ پر توقف ضروری ہی تھا ؎ لا تقف ما لیس لک بہ علم
قولہ صفحہ ۳۵۹ اس حدیث صحیح کا جسکی طرف آپ اشارہ کرتے ہیں یہہ مطلب نہیں کہ خلاف شریعت

پر سکوت کیا جاوے اور نہ قرآن میں یہہ اشارہ ہے اسکی تفصیل ہی ریویو میں ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ

اقول سلمنا لیکن حضرت اقدس مرزا صاحب کا یہہ دعویٰ خلاف شریعت ہرگز نہیں ہے کما مر

سیاتی **قولہ** صفحہ ۹ ۳۵ ایضاح کو میںنے دیکہا اس نے میری مخالفت رائے کو اور پختہ کر دیا اور مجہے

امید ہے کہ جو مخالف مضامین فتح اسلام اسکو دیکہے گا وہ اس مخالفت میں اور پختہ ہوگا **اقول**

شکوہ فتح اسلام اور توضیح مرام کا جب تک کہ دلائل مندرجہ اونکی کو توڑا نجاوے آپ جیسے فاضل سے

نہایت بعید ہے اور عبث - اس مخالفت رائے کا پختہ ہونا صرف آپکی طبیعت ذاتیہ کا تقاضا ہے

رسائل کا کچہ قصور نہیں ؎ رَسَائِلُ اِخْوَانِ الصَّفَاءِ کَثِیْرَۃٌ ✦ وَلٰکِنَّ اِخْوَانُ الصَّفَا قَلِیْلٌ

؎ گل گلچین کا گلہ بلبل خوش لہجہ نکر - تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث **قولہ** صفحہ ۳۶ - اس خط

سے خاصکر خاکسار سے گفتگو کرنے سے مرزا صاحب کا انکار شروع ہوا ہے **اقول** جب آپکی حرارت

مخالفت کا تہرما میٹر نقطہ انتہائے درجہ ارتفاع پر چڑہا ہوا ہے تو اب حضرت اقدس مرزا صاحب انکار

نکریں تو کیا کریں یہہ حدیث بہی تو اونکی پیش نظر ہے عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلعم مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِیُجَارِیَ

بِہِ الْعُلَمَاءَ اَوْ لِیُمَارِیَ بِہِ السُّفَہَاءَ اَوْ لِیَصْرِفَ بِہٖ وُجُوْہَ النَّاسِ اِلَیْہِ اَدْخَلَہُ اللّٰہُ النَّارَ رواہ الترمذی ورواہ

ابْنُ مَاجَۃَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ **قولہ** مجہے آنحضرت کا یہہ ارشاد کہ لا یکلم بکلام تعتذر منہ غدًا اکثر

اوقات پیش نظر رہتا ہے اور مجہے خدا تعالےٰ سے قوی امید ہے کہ آپکے خطاب میں کوئی ایسی بات

نہ لکہون گا جو آپکی کلام کے متعلق یا قطعی مفہوم سے ثابت نہو اور میں اس جواب میں حسن ظنی کو ہاتہ

سے ندونگا اور سوء ظنی سے کام نہ لونگا اور میں کوئی کلمہ توہین و تحقیر کا آپکے حق میں نہ لکہون گا

الخ **اقول** اس عبارت میں جو جو اقرار آپنے کئے ہیں اونکو آپنے خوب نباہا ہے کہیں تو حضرت اقدس مرزا

صاحب کی تحریر کو آپ مغالطہ قرار دیتے ہیں اور کہیں فرماتے ہیں کہ آپ مسلمانوں سے ہزارہا روپیہ

وصول کر چکے ہیں اور کہیں کہتے ہو کہ اس چال کو ناظرین دیکہیں اور کہیں لکہتے ہو کہ نیچریت اور باطنیت

کا دروازہ کہولدیا اور کسی جگہ ارشاد کرتے ہو کہ نیچریوں کی بہی کان کاٹتے بلکہ آریہ اور برہمو سماج کے اصول

اختیار کئے وغیرہ وغیرہ مولانا صاحب جب ایک دو صفحہ کی تحریر میں آپکے ایسے جرح اللسان موجود ہیں

تو آیندہ دیکھنے کیسا دروازہ تہمت کا کہلتا ہے مصحفی ہم تو یہہ سمجھے تہے کہ ہوگا کوئی زخم تیرے سینہ مین
بہت کام رفو کا نکلا - یہہ ہی ثبوت دیگر اشاعۃ السنہ کے اشاعۃ الشبہ ہو جانیکا **قولہ** نوٹ صفحہ ۳۶۴
اس وعدہ کو آج ایک مہینہ کامل گذر گیا - ہے وعدہ ۲۳ فروری کا تہا آج ۲۳ مارچ ہے **اقول** مولویصاحب
آپ کا رسالہ دو جزو کا جسکا وعدہ اشتہاری ماہوار کا ہے اور اکثر خریداروں سے قیمت بہی اسی وعدہ پر آپ
پیشگی لے لیتے ہیں معہذا چہہ چہہ ماہ کی تاخیر بلکہ زائد ہو جاتی ہے پہر حضرت اقدس پر آپ اس نوٹ دینے
کے کب مستحق ہیں باوجودیکہ نہ آپنے اوسکی قیمت پیشگی ادا کی ہے اور نہ آیندہ قیمت دینے کا ارادہ ہے
مفت منگالینے کا قصد ہے اور وہ رسالہ بہی تیس جزو سے زیادہ ہوگیا ہے اور آئندہ نہیں معلوم کہ کسقدر
وافق شکوک و شبہات معترضین کے اوربڑہ جاوے یہہ وعدہ فرمانا حضرت اقدس کا صرف بنظر
ظاہر ہی تہا علاوہ یہہ کہ طبع کرنا اوسکا باختیار اہل مطبع کے کوئی کل مطبع کے حضرت اقدس کے یہان
جاری نہیں پہر بنظر امور مذکورہ جسقدر تاخیر واقع ہو جاوے تو اس تاخیر پر آپ ایسے نوٹ دینے کے
کب مستحق ہیں **قولہ** صفحہ ۳۶۶ جو امکان میں ریویو میں بیان کرچکا ہوں اس کا اب بہی قایل ہوں ایسے
قولہ آپ ان عبارات کو میرے سامنے پیش کرنیکے بغیر اُنسے استشہاد کرینگے تو آپ نقصان اٹہاوینگے
بہتر ہے کہ آپ میری کلام کو مجہے دکہاکر شایع کریں صاحب البیت ادری بما فیہ **اقول** مولانا شاید آپکو وہ
مراسلت سے جو فیمابین احقر اور جناب کے ہوئی تہی ذہول ہوگیا جسنے تو آپکی اقرار کو جو نسبت وقوع
اور فعلیت کے اشاعۃ السنہ میں مندرج ہے ثابت کر دیا تہا جسکے جواب میں آپنے بحث سے معافی
طلب کی تہی اب آپنے بحث کے ٹلانیکے واسطے پہر بخطاب حضرت اقدس مرزا صاحب وہی انکار کرنا
شروع کیا باوجودیکہ میں نے آپ کو حد اقرار تک پہونچا دیا تہا یعنی ساکت کر دیا تہا اور یہہ خیال فرمایا کہ اگر
مرزا صاحب حسب بحکم والذین ہم عن اللغو معرضون کے ایسی بحث کیطرف توجہ نفرماوینگے تو یہہ خاکسار
احسن المناظرین آموجود ہوگا سہ جاؤ تم تنہا کہیں ایسا تو ہو سکتا نہیں - اور نہ میں پہونچوں وہیں
ایسا تو ہو سکتا نہیں اب میں بعض خطوط کا خلاصہ نقل کرکے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں کہ یہہ انکار آپکا پیش
نجا سکے تتبیہ ان خطوط میں مطلق الہامات کی تصدیق جو مولویصاحب نے کی ہے بیان کی گئی ہے

آیندہ انشاء اللہ تعالےٰ جو تصدیق نسبت الہام خاص یعنے مسیح موعود ہونے کی مولویصاحب کی ہے آتی ہے فانتظرہ خلاصتہ خطوط موسومہ جناب محررہ دوم رمضان ۱۳۰۶ھ معہ نقل اون عبارات کے جنکا حوالہ بقید صفحہ خط مذکور میں دیا گیا ہے ۔ عنایت فرمایئم تمام ریویو سے بطور مفہوم کے اثبات ہوتا ہے ۔ اوس امر کا جس کا آپ انکار فرماتے ہیں لیکن میں اس بارہ یعنے بحث مفہوم میں بسبب لزوم طول لاطائل کی آویزش نہیں کرتا صرف وہ عبارت جس میں آپنے وقوع اور فعلیت کو بطور منطوق لکھدیا ہے پیش کرتا ہوں وہوہذا۔

صفحہ ۱۸۵ نمبر ۶ جلد ۷ ۔ ماہ صیام میں جبکہ میں شملہ پر تہا ایک بابو صاحب برہم سماج کے لکچرار وپریسیٹ (جو میرے ہمسایہ تہے) مجہسے قانون قدرت (جسکو لوگوں نے قانون سمجہہ رکہا ہے اور در حقیقت وہ خدا کی قدرت کا قانون نہیں ہے (دیکہو اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ۴ میں مضمون النیچر) کے تغیر و تبدل میں ہم کلام ہوئے جب میں نے یہہ ثابت کر دیا اور اُنسے تسلیم کرالیا کہ خدا کی قدرت الہٰی حالات و واقعات میں جو ہم دیکھ رہے ہیں محصور و محدود نہیں ہے بلکہ وہ اس سے فوق الفوق اور وراء الوراء وسعت رکہتی ہے اور ممکن ہے کہ خداتعالےٰ ان اسباب و موجودات سے وہ کام لے جو اسوقت تک ان سے نہیں لئے گئے یا ہمنے نہیں دیکہے تو وہ صاحب بولے کہ امر ممکن تو ہے اور نظر قدرت وسیع و غیر محدود خداوندی ہم اس امکان کو مانتے ہیں پر ہم اسکی فعلیت (وقوع) کو کیونکر مان لیں جبتک اسکا مشاہدہ نکرلیں اس پر میں نے مولف براہین احمدیہ کے الہامات انگریزی زبان کو پیش کیا اور یہہ کہا کہ ایک شخص کا انگریزی زبان سے امی و اجنبی محض ہو کر جسکو ہم روزمرہ کے مشاہدہ و تجربے سے بخوبی جانتے ہیں اور دوسرے کو ثابت و معلوم کرا سکتے ہیں بلاتعلیم و تعلم اس زبان میں ایسی باتیں بیان کرنا جسکا بیان انسانی طاقت سے خارج ہو تمہارے تجویزی قانون قدرت کے مخالف نہیں تو کیا ہے یہہ سنکر بابو صاحب موصوف نے سکوت کیا اور یہہ فرمایا کہ ایسے شخص کو میں بہی دیکہنا چاہتا ہوں انتہا لفظہ مولانا اور سب امور سے قطع نظر فرمائیں صرف کتاب کی نسبت صفحہ ۱۶۹ میں جو آپنے لکہا ہے ملاحظہ فرمائیں وہوہذا ہماری رائے میں یہہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ

حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہی جسکی نظیر آجتک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئیندہ کی خبر نہیں
لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا اور اس کا مولف بھی اسلام کی مالی وجانی وقلمی ولسانی وحالی وقالی نصرت
میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جسکی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے - اور عبارت مندرجہ صفحہ ۲۸۳ پر بھی غور
فرمایا جاوے وہو ہذا یہی جواب ہم الہامات مولف براہین کیطرف دیسکتے ہیں اور یوں کہہ سکتے ہیں کہ شیطان اپنی
ان دوستوں کے پاس آتے ہیں اور اونکو (انگریزی خواہ عربی میں) کچھ پہونچاتے ہیں جو شیطان کے
مثل فاسق و بدکار اور جھوٹے دوکاندار ہیں اور مولف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربے اور مشاہدہ
کے رو سے (واللہ حسیبہ) شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار اور صداقت شعار ہیں اور نیز شیطانی القا
اکثر جھوٹ نکلتے ہیں اور الہامات مولف براہین سے انگریزی میں ہوں خواہ ہندی و عربی وغیرہ آجتک
ایک بھی جھوٹ نہیں نکلا چنانچہ اونکے مشاہدہ کرنیوالوں کا بیان ہے گو ہم کو ذاتی تجربہ نہیں ہوا پھر وہ
القار شیطانی کیونکر ہو سکتے ہیں کیا کسی مسلمان متبع قرآن کے نزدیک شیطان کو بھی یہہ قوت ملی ہے
کہ وہ انبیا و ملائکہ کیطرح خدا کی طرف سے مغیبات پر اطلاع پائے اور اوسکی کوئی خبر غیب صدق سے خالی
نجاوے حاشا وکلا - **اقول** یہ جو آپنے تحریر فرمایا کہ گو ہم کو ذاتی تجربہ نہیں ہوا اس سے یہہ ثابت نہیں
ہوتا کہ آپکو اس کا علم بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ حصول علم تجربہ پر ہی موقوف نہیں اسباب علم اور بھی بہت
ہیں ورنہ لازم آوے کہ آپکے نزدیک معجزات نبویہ بھی ثابت نہوں کہ تجربہ تو اونکا بھی آپکو نہیں ہوا
اور صفحہ ۲۱۰ میں آپ لکھتے ہیں خصوصا ایسے شخص کے الہامات وکرامات جو اونکو اپنے نبی کی نبوت
کی تائید و شہادت میں پیش کرے اور منکرین الہام بنیکو اوسکی نظائر دیکھاوے اور بصدق زبان
یہہ کہے کہ یہہ سب برکات میرے نبی افضل الرسل کے متبع اور خادم ہونیکا صدقہ ہے اور
اسی کی کرامات و معجزات چنانچہ مولف براہین احمدیہ سے واقع ہوا ہے صفحہ ۲۱۸ حاشیہ میں آپ لکھتے
ہیں اس کی کتاب کا صفحہ ۲۴۳ و صفحہ ۴۸۸ و صفحہ ۴۹۹ و صفحہ ۵۱۲ و صفحہ ۵۸۵ وغیرہ کو ملاحظہ
میں لاؤ اور قیامت کو حساب کو ایمان کو قرآن کو پیش چشم رکھکر خلاف واقعہ سوء ظن سے باز آؤ انتہی اور
صفحہ ۲۸۸ میں ملاحظہ فرمایا جاوے مگر جب وہ انصاف سے کام لینگے اور اسباب قوت کو کہ مولف

براہین احمدیہ انگریزی کا ایک حرف نہیں جانتا۔ اے۔ بی۔ سی کی صورت تک نہیں
پہچانتا متواتر شہادت سے محقق کرینگے اور ان الہامات کے مضامین مشتمل اخبار غیب کو
(جنپر کوئی بشر بذات خود قادر نہیں) انصاف کی نظر سے دیکھیں گے تو انصاف انکو ان الہامات
کی تسلیم پر مجبور کر دیگا اور صفحہ ۱۶۹ میں لکھا ہے ہمارے ان الفاظ کو کوئی لیشبائی مبالغہ سمجھے
تو ہمکو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتاوے جسمیں جملہ فرقہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہمو سماج
سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشان دہی کرے
جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑا اٹھایا ہو
اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہہ دعویٰ کیا ہو کہ جس کو وجود الہام
کا شک ہو وہ ہمارے پاس آکر اسکا تجربہ و مشاہدہ کر لے اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ
بھی چکھا دیا ہو مگر افسوس صد افسوس سب سے پہلے اس کتاب کی خوبی و بحق اسلام نفع رسانی سے
بعض مسلمانوں ہی نے انکار کیا ہے اور بر طبق (تجعلون رزقکم انکم تکذبون) اس احسان
مولف کے مقابلہ میں کفران کر کے دکھا دیا اور صفحہ ۲۸۹ حاشیہ میں آپ لکھتے ہیں اسلئے خداتعالیٰ
نے انگریزی خوانوں پر (جو عربی سے محض نا آشنا ہیں اور سماعی باتوں پر ایمان نہیں لاتے) دین محمدی
اور قرآن کا صدق ظاہر کرنا چاہا تو آنحضرت کے امتیوں اور خادموں میں سے ایک شخص کو انگریزی
الہامات سے جو انگریزی خوانوں کے افحام یا افہام کا باعث ہوں ممتاز فرمایا اور صفحہ ۲۹۱ میں آپ
لکھتے ہیں جناب مولف اس شہر بٹالہ میں جہاں میں اب ہوں تشریف لائے اور آپکی ملاقات
کا اتفاق ہوا تو میں نے آپ سے پوچھا کہ انگریزی الہامات آپکو کس طور پر ہوتے ہیں انگریزی حروف
دکھلائے جاتے ہیں یا فارسی حروف میں انگریزی فقرات لکھے ہوئے دکھائے جاتے ہیں انہوں نے
جواب میں فرمایا کہ فارسی حروف میں انگریزی فقرات مکتوب دکھائے جاتے ہیں جس سے مجھے
اپنی تجویز کا یقین ہوا اور معلوم ہوا کہ یہہ غلطی ہی تو مولف کے فہم کی غلطی ہے جنہوں نے وہٹ کو
ویٹ پڑھا اصل الہام کی غلطی نہیں اور ایسی غلطی فہم یا تعبیر (جس سے کوئی گمراہی پیدا نہو) اور

نہ اوس سے صدق ملہم یا الہام میں فرق آوے ۔ ایسے الہام مشتبہ یا مبہم میں کوئی نئی بات
نہیں اور نہ محل تعجب و انکار ہے اس قسم کی غلطیاں پہلے ملہمین مسلم الالہام سے بہی ہوچکی ہین
اور یہہ ادن کے الہام میں خلل انداز نہیں سمجہی گئیں صفحہ ۴۰۳ میں آپ تحریر فرماتے ہیں اور ان سے
خاصکر الہامات براہین احمدیہ کا منجانب شیطان ہونا ثابت کیا گیا ہے اور اُسی صفحہ کے حاشیہ
میں آپ لکہتے ہیں ۔ اسکا نتیجہ یہہ ہے کہ الہامات براہین احمدیہ شیطان کیطرف سے نہیں اس کا
نتیجہ یہہ کہ ایسے الہامات شیطانی الہامات ہوہی نہیں سکتے انتہی موضع الحاجت ۔ ناظرین کو اب
معلوم ہوا ہوگا کہ مولوی صاحب کا انکار وہی انکار ہے جو اس آیۃ میں مذکور ہے وجحدوا بہا
واستیقنتہا انفسہم ظلماً وعلواً مولوی صاحب میرے اس طول سے آپ ملول نہون مین
اظہار حق میں مجبور ہون سے میری آہ وفغاں سے بیزار ہو تو نہ اے گلرو بگڑ جاتا ہے اک
حسن گل مین شور بلبل سے ۔ اس خط کا جواب مولانا صاحب نے نہایت مختصر طور پہ
بمصداق ما قل و دل بذریعہ پوسٹ کارڈ یوں ادا فرمایا کہ عبارات منقولہ مین فعلی شہادت ہے
نصی دلالت نہیں ہے اسکے جواب میں احقر نے پہر بذریعہ خط مورخہ دوازدہم رمضان ١٣٠٦ھ
کے عرض کیا کہ یہہ ارشاد آپکا اور بہی باعث تعجب ہے کیونکہ مراد آپکی نصی دلالت سے اگر عبارۃ النص ہے
تو اندرینصورت بپاس خاطر جناب نہ بلحاظ نفس الامر اگر تسلیم بہی کیا جاوے کہ فعلی شہادت
عبارات منقولہ سے بطور عبارۃ النص ثابت نہیں ہوتی ہے تو کیا آپکے نزدیک استدلال
وثبوت حکم صرف عبارۃ النص پر ہی منحصر اور موقوف ہے جیسا کہ سابق میں آپکی تقریر سے یہہ
مفہوم ہوتا تہا کہ اسباب علم صرف تجربہ ہی ہے ۔ مولانا اوسکا تو کوئی متکلم یا اصولی قائل نہیں ہے
اور اگر نصی دلالت سے کچہہ اور مراد ہے تو بیان فرمایا جاوے انتہی موضع الحاجت ۔ یہہ بہی بیان
متعلق الہامات مندرجہ براہین احمدیہ کی تصدیق کا لیکن بیان تصدیق خاص خصوصی الہام مثیل مسیح
ہونیکا آگے آتا ہے فانتظرہ واصبر صبراً جمیلاً بعد اللتیا والتی مولانا صاحب نے نہایت
عاجز ہوکر بحث سے معافی طلب فرمائی اور نصیحت شیخ پر عمل کیا ۔ نہ ہر جائے مرکب توان تاختن

کہ جا ہا سپر باید انداختن سے ہوگیا پہنچکا میرے جلوہ سے رنگ روے گل - بے نمک نالہ سے میرے شور بلبل ہوگیا - یہہ ہی ثبوت دیگر اشاعۃ السنہ کے اشاعۃ الشبہ ہوجانے کا اور اسیوجہ سے مولانا صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ جبتک اوسکی عبارات حضرت مرزا صاحب جیسے شخص آپکے روبرو پیش نکرلین تب تک اونکا مطلب اونکی سمجھ مین نہ آویگا ورنہ نبی کے روبرو مولانا صاحب کے وہ نقصان اوٹھاوینگے - ایصاحب اگر ایسے ہی آپ صاحب البینۃ ادری بما فیہ ہین تو پہر اپنے بیت سے تن تنہا باہر اوسکو کیون نکالتے ہیں اب آئندہ سے آپ اوسکو بالضرور خانہ نشین کیجیئے ورنہ آپکو اوسکے ساتھ ہر جگہ جانا پڑا کرے گا وہی مثل ہے کہ لکہیں موسیٰ پڑہیں خود آ - اندرینصورت بغیر آپکے ساتھ گئے ہوئے اوس کی اشاعت کا نتیجہ اور فایدہ ہی کیا ہوا -

اب ناظرین پر واضح ہوا ہوگا کہ مولویصاحب نے جس مغالطہ کو حضرت اقدس کیطرف نسبت کیا ہے وہ محض مغالطہ خود حضرت مولوی صاحب کا ہے - **قولہ** صفحہ ۳۰۰ مگر جن ظنی ہو تو سمجھ میں آوے **اقول** مولانا کلمہ تو بہہ بالضرور سخت ہے اگرچہ تاویل بعید کر کر اس سختی سے آپ کو انکار ہو مگر سہ ساتھہ انکا ہے کے پردہ میں کچھہ اقرار ہی ہے **قولہ** صفحہ ۳۰۸ - اور اگر آپ سچے ہون گے تو پہر بخاری و مسلم وغیرہ کتب صحاح مہمل و بیکار ہو جاوینگی بلکہ دین اسلام کے اکثر اصول وامہات مسائل بے اعتبار ہو جاوینگے اَعَاذَهَا اللّٰهُ من ذالک **اقول** مولانا پیشین گوئی کے مصداق واقع ہونے سے کتب حدیث کیونکر مہمل اور بیکار ہو جاوینگی - اور اگر آپ کہیں کہ جب کوئی پیشین گوئی اپنی ظاہری معنے کے طور پر واقع نہوئی بلکہ روحانی طور پر واقع ہوئی اور استعارہ کی ضرورت پڑی تو بدینوجہ بے اعتبار ہونگے تو اس کا جواب یہہ ہے کہ پیشین گوئی کی بنا تو اکثر استعارات اور کنایات پر ہی ہوتی ہے اجمال وابہام اکثر اوسمین رہتا ہے کما مرّ فی الجزء الاوّل کچھ احکامات فرائض شرعیہ تو ہیں ہی نہین جو قولا ہی شرح وبیں کئے جاتے ہیں اور اونکو فعل مین لاکر ہی دکھلایا جاتا ہے ایک مرتبہ نہیں بلکہ ہزاروں مرتبہ اونکو فعل مین لاکر سمجھایا

جاتا ہے یہیں وجہ اونکو اپنے ظاہر سے مصروف کرنا بالضرور الحاد و زندقہ ہے ۔
اندریںصورت دین اسلام کے اکثر اصول و امہات مسائل کیوں نہ بے اعتبار ہو جاوینگے بخلاف
پیشین گوئیوں کے جنکو تمثیلوں سے بہی بیان کیا جاتا ہے اور اوسکی عبارات ذو الوجوہ بہی
ہوتی ہیں وغیرہ وغیرہ ۔ اور حکمت اسمیں وہی ہے جو مولانا شاہ ولی اللہ صاحب حکیم امت نے
بیان فرمائی ہے کہ ۔ و در امثال اینصورت امتحان مخلصان و منافقان در میان می آید ۔ اسکے
شواہد حصہ اول میں بیان ہو چکے ہیں وہ بھی کتب حدیث میں ہی مندرج ہیں آپکے مسلک پہ
لازم آتا ہے کہ اونکے اندراج سے بھی کتب حدیث مہمل اور بیکار ہو جاوین ۔ ماھو جوابکم
فھو جوابنا اور دیکھو حضرت یوسف نے گیارہ ستارے اور چاند سورج کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا
حالانکہ مصداق اوسکا گیارہ بہائی اور ماں باپ تہے معہذا حضرت یوسف نے اس مصداق تاویلی
کی نسبت بڑی خوشی اور وجد سے لفظ حق ارشاد فرمایا ھذا تاویل رؤیای قد جعلہا ربی حقا
اللہ تعالی نے تمام اس قصہ کو سورہ یوسف میں مفصلا بیان فرمایا ہے تو کیا قرآن مجید آپکے نزدیک
نعوذ باللہ مہمل اور بیکار ہو ۔ یاد رہے کہ یہہ مسلک آپکو نہایت مضر ہوگا اور آپ ہرگز ہرگز کامیاب نہونگے
اس مسلک کو آپ احکام فرائض واجبات اور سنن وغیرہ میں ہی مقصور رکہیں ۵ چاہئے
حد سے زیادہ نہ بشر چل نکلے ۔ چلئے چال ایسی کہ کچھ کام ظفر چل نکلے ۔ اور اگر آپ کہیں کہ یہہ
از قسم عالم رؤیا ہو وحی نہیں ہے تو یہہ گذارش ہے کہ خواب انبیا کا وحی ہی ہوتا ہے بخاری شریف
میں سب ابواب سے اول جو مقدمۃ الابواب منعقد کیا ہے اوسمیں دیکھو حضرت عائشہ سے روایت ہے
اول ما بدئ بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی الرؤیا الصالحۃ فی النوم فکان لا یری
رؤیا الا جاءت مثل فلق الصبح اور یہہ تو آپکو بہی مسلم ہوگا کہ اکثر رؤیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعینہ
اپنی ظاہری معنے پر واقع نہیں ہوئیں بلکہ بتاویل اونکے مصداق کو معنی حقیقی سے مناسبت پیدا کیجاتی
ہے اور معنے کنائی یا بطور استعارہ و مجاز کے اونسے مراد ہوتی ہیں تو آپ کے مسلک سے
لازم آتا ہے کہ کتاب الرؤیا کے کتب حدیث میں مندرج ہونے سے کتب حدیث مہمل و بیکار

ہوجاوین فما ھوجوابکم فھوجوابنا اور آپ کیا جواب دیوینگے اون پشین گوئیون کی نسبت
جو حصہ اول میں مندرج ہوچکی ہیں اگر آپ بضد واصرار ثابت کرینگے کہ وہ بہی اپنے ظاہری معنے پر محمول
ہیں تو نعوذ باللہ تکذیب مخبر صادق نبی علیہ السلام کی لازم آویگی والالازم باطل فالملزوم مثلہ
مسیح بن مریم کا لفظ جو احادیث صحیحہ میں ہے اوس سے مثیل مسیح بن مریم مراد لینے میں کچھ بہی استبعاد
نہیں علم معانی و بیان میں واسطے اظہار مشابہت شدیدہ کے حرف تشبیہ کو حذف کرکر ہزاروں
جگہ مشبہ بہ کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے کتب فن بلاغت موجود ہیں اونہیں ملاحظہ فرمایا جاوے ورنہ
یہہ ہیچمدان تو کسی وقت میں یہہ بحث تشبیہ و استعارہ وغیرہ بہی پیش کرنیکو مستعد اور آمادہ ہے
صرف آپکے ریویو کا انتظار ہے۔ اور کسیقدر رفع استبعاد آپکا اس حصہ دوم میں بہی آتا ہے
فانتظرہ واصبر صبراً جمیلا۔ اور اگر آپکی مراد یہہ ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب میں وہ اوصاف
نہیں پائے جاتے جو احادیث صحاح میں واسطے مسیح موعود کے آئے ہیں اور بنیصورت
اگر حضرت اقدس مرزا صاحب کو مسیح موعود قرار دیا جاوے گا تو وہ احادیث مہمل اور بیکار ہو جاوینگی
تو اس کا جواب اندکے از بسیار و مشتے نمونہ از خروار حصہ اول میں مذکور ہوچکا ہے اور جب کوئی
وصف ایسا آپ حدیث صحیح سے ثابت کرینگے کہ اسکا صدق آپکے زعم میں مرزا صاحب سے محالات
سے ہوگا تو بروقت پیش ہونے ایسے وصف کے اوسمیں گفتگو کیجاویگی یار باقی صحبت باقی حالت
منتظرہ صرف اسقدر ہے کہ آپکے ریویو سے وصل میسر ہوجاوے ؎ مجہکو اپنے دلربا کا دہیان ہے
جو ہے سو ہے - اور دلمیں وصل کا ارمان ہے جو ہے سو ہے اور ابہی تو یہہ زمانہ ابتدائے حضرت مسیح الزمان
کا ہے قال المسیح الزمان سلمہ الرحمن ؎ اے قوم من بگفتہ من تنگدل مباش - زاول چنین مجوش
ہمیں تا باختتام - پس اس ابتدائے وقت میں جملہ آثار اور علامات اور اوصاف کا بحیثیت مجموعی جمع
ہو جانا کیونکر ممکن الوقوع ہے تمام انبیاء اور رسل کے احوال بعثت اور سوانح عمری پر غور کرو خود
حضرت خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ابتدائی کو دیکہو کہ اوس ابتدائے زمانہ میں وہ تمام
اوصاف و علامات جو کتب سابقہ میں مندرج ہے دفعتاً کب موجود ہوگئی تہی لیکن معہذا جو سعید ازلی تہے

اونہون نے اول ہی سے تصدیق کیا اور جنکی نصیب ہیں وہ سعادت تصدیق نہتھی وہ آخر تک کذب
ہی پہ ہے اور ابتک مکذب ہیں پہر حضرت اقدس مسیح الزمان مرزا صاحب کیواسطے وہ تمام اوصاف
مندرجہ کل احادیث زمانہ ابتدائی میں بحیثیت مجموعی دفعتاً کیونکر مجتمع ہوسکتی ہیں۔ حدیث ہرقل
اور ورقہ بن نوفل کی جو صحیح بخاری کے ابواب میں مقدمۃ الابواب ہے اور بہت طویل ہے اوسکو
دیکھو اور جو قواعد تصدیق کے ہرقل نے اوس حدیث میں بیان فرمائی ہیں اونکو اپنا دستور العمل اس
تصدیق مین ہی کرو۔ اس حدیث کو معہ کسیقدر شرح اور فوائد کے انشاء اللہ تعالی یہہ احقر ہیچمدان کسی
آئندہ حصہ میں لکھے گا۔ یہہ ہے اور ثبوت اشاعۃ السنہ کے اشاعۃ الشبہ ہو جانیکا اور اسیطرح
اس قسم کے ثبوت آئندہ آتے رہیں گے۔ فلیتامل۔

قولہ صفحہ ۳۶۸۔ اگر آپ تاریخ سے اطلاع دیتے تو میں امرتسر یا بٹالہ میں آپکو ملتا **اقول** حضرت
اقدس مرزا صاحب خط سابق میں فرما چکے ہیں کہ اس صورت میں بالفعل ملاقات مشکل معلوم ہوتی
ہے لہذا اطلاعاً آپکی خدمت مین لکھتا ہون کہ اس عاجز کے لئے بٹالہ مین تشریف نہ لاوین۔ پہر حضرت
اقدس مرزا صاحب اپنی روانگی کی تاریخ سے آپکو کیوں اطلاع دیتے اور پہر جبکہ حضرت اقدس
آپکے کرایہ ریلوے کے بھی متکفل ہو چکے ہیں تو آپ لدھیانہ میں ہی پہونچ جائیے۔ ایہا الناظرین
یہہ بہی ایک اعجاز کمال تبحر علمی مولانا صاحب کا ہے۔ کہ ایسے مباحثہ دقیقہ کو چاہتے ہیں کہ
اسٹیشن وغیرہ پر کہڑے کہڑے مثل سرعت رفتار ریلوے کی طے کرلیں اور طول دیں تو ایسا
جس سے ناظرین کو بالیقین معلوم ہوتا ہے کہ مدت عمر نوح میں بھی مولانا صاحب اس مسئلہ
کو طے نفرما سکیں گے ؎ گر چنین بناید وگہ ضد این۔ جز کہ حیرانی نباشد کار دین ؎ ولنعم ماقیل این
کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ مولانا مجھکو یقین ہے کہ یہہ سب آپکے عذرات بارد ہیں جو واسطے
ٹلانے جلسہ عام کے کئے جاتے ہیں **قولہ** صفحہ ۳۷۰ حاشیہ نمبر ۱۔ مگر مزاج میں فارنی تیزی ہے
اوائل عمر میں معقولات کے پڑہنے کا اثر ہے اور اپنے مخالفین اعتقاد پر تشدد کی عادت ہے
اقول آپ اونکو کیون نہیں نصیحت کرتے اگر ہدایات کتاب و سنت واسطے نہی ایسی تیزی

اور ترشد کے اُن کو معلوم نہیں ہیں تو یہہ رباعی حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی اونکو سنا دیجئے
شنیدم کہ مردان راہ خدا - دل دشمنان ہم نکردند تنگ - ترا کے میسر شود این مقام - کہ با دوستانت
خلاف است و جنگ بموجب فرمانے شیخ علیہ الرحمۃ کے یہہ لوگ ہمکو ہرگز ہرگز الہامی نہیں معلوم ہوتے
قولہ صفحہ ۲۷۲ حاشیہ نمبر ۲ پہلے تو یہ خیال تھا اب مرزا صاحب کے آخری خط او اشتہار ۲۶ مارچ نے مجھے
مدعی بنا دیا ہے الخ **اقول** اب تو آپ ذمہ وار ہو چکے اور جو شرائط متعلق مجمع عام کے ہوں اونہیں آپ
تسلیم کیجئے اور اوروں سے یہی تسلیم کرائیے کیونکہ اب تو آپ مدعی بھی ہو گئے مگر ہم خوب جانتے ہیں
کہ یہہ آپکی دہمکی ہی دہمکی ہے دگر ہیچ **قولہ** صفحہ ۲۷۲ - اگر آپ اس خاکسار ناچیز کو اپنی دعاوی
تسلیم کرا دینگے اور اُنکو نصوص حدیثیہ سے مطابق کرکے دکہا دینگے تو میں مولوی عبد الجبار
صاحب و مولوی عبد الرحمن صاحب کو گو آپکے تابع اور موافق نکر سکوں گا مگر خاموش اور غیر معارض
و غیر معترض تو ضرور کر دوں گا الخ قولہ تو مجھے اجازت دیں کہ میں اونپر شرعی بحث و کلام
کروں **اقول** حضرت اقدس مرزا صاحب کے اختیار میں کب ہے کہ اپنے دعاوے آپکو تسلیم
کرا دیوین انک لا تہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء وارد ہے
ہاں البتہ اپنے دعاوے کو نصوص حدیثیہ کے مطابق کرنا یا غیر مخالف ثابت کرنا اونکا فرض منصب
ہے جو توضیح المرام اور فتح الاسلام میں نہایت خوبی سے کیا گیا ہے اور ازالہ اوہام میں سب
شکوک اور وسواس کا ازالہ کیا جاویگا انشاء اللہ تعالے - اور جبکہ آپنے مخالفت کا بیڑا اوٹہا
لیا ہے اور خلاف کرنیکا عزم بالجزم کرلیا ہے تو اب حضرت اقدس مرزا صاحب سے آپ کیا
اجازت چاہتے ہیں جبکہ آپ تا شیوع ازالہ اوہام صبر نہیں کر سکتے تو بسم اللہ کیجئے آپ دونوں
رسالوں پر شوق سے شرعی بحث و کلام کریں کیونکہ اسصورت میں اشاعۃ السنۃ کی گرم بازاری
خوب ہوگی مگر یاد رکہئیے انما الاعمال بالنیات وانما لامرء ما نوی فمن کانت ہجرتہ الی دنیا
یصیبہا او الی امراۃ ینکحہا فہجرتہ الی ما ہاجر الیہ یہہ تحریری گفتگو اس انداز سے
چلتی رہے گی جس انداز سے ابتک میری اور آپکی مراسلت ہو رہی ہے **اقول** بیشک

چلتی کا نام گاڑی ہے۔ علت غائی تو سب اس گفتگو اور بحث کذائی سے یہی ہے کہ گاڑی
اشاعۃ السنہ کے جو ایک مدت سے تھم گئی تھی چلتی رہے کیونکہ دار مدار سب اصراف کا صرف
اسی گاڑی کے چلنے پر ہے مگر اس شعر کو یاد رکھیئے ؎ لاکھ پیچ و تاب کھاوے موج دریا پر کہاں
کر سکے اوس آستین پر شکن پر اعتراض لان العاقبۃ للمتقین **قولہ** صفحہ ۳۷ حاشیہ
نمبر ا۔ آپکی یہہ حالت جو کئی سال سے ہے آپکے دعوی مثیل مسیح ہونیکو توڑ رہی ہے مثل اور مثیل
ہونے کے لئے بہمہ وجوہ اور پوری مشابہت کا ہونا شرط ہے الخ **اقول** اس کے کیا معنے کہ
سینکڑوں برس تک حضرت عیسیٰؑ کی غیبت کبریٰ بیماروں اور دکھیاروں سے تو اونکے دعوے
مسیح کو نہ توڑے اور دو تین سال کی بیماری حقیت مثیل کو توڑ دے ان ھذا لشی عجاب آگے
ہی مماثلت یا مشابہت تامہ سو مشبہ اور مشبہ بہ میں کبھی بھی تامہ مشابہت ہو مغائرت فی الجملہ کا
ہونا تو آپ بھی تسلیم کرتے ہی ہونگے پھر اگر حضرت عیسیٰؑ دو چار مردوں کو زندہ کر کر صدہا برس گذر گئے
کہ آسمان پر جا بیٹھے اور مثیل مسیح نے صدہا مردہ دلوں کو وہ جاودانی بخشی جسکے ساتھ پروردگار
جل وعلا نے اپنی کلام پاک میں امتنان فرمایا ہے تو کونسا استحالہ اس تشبیہ و تمثیل میں بموجب
محاورات عرب کے لازم آتا ہے بینوا توجروا فرمایا اللہ تعالی نے یا ایھا الذین امنوا استجیبوا
للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم الصا لیھلک من ھلک عن بینۃ و یحیی
من حیی عن بینۃ بلکہ ہماری دانست میں اور نیز سب عقلا کے نزدیک یہہ حیات
جاودانی اس حیات فانی سے بدرجہا افضل و بہتر ہے ؎ ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ؛
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما۔ حضرت اقدس مرزا صاحب بعض اپنی تحریرات قلمی میں ارشاد
فرماتے ہیں (۴) پھر چوتھا معجزہ قرآن شریف کا اوسکی روحانی تاثیرات ہیں جو ہمیشہ اوسمیں محفوظ
چلی آتی ہیں یعنے یہہ کہ اوسکی پیروی کرنے والے قبولیت الہی کے مراتب کو پہنچتے ہیں
اور مکالمات الہیہ سے مشرف کئے جاتے ہیں خدا تعالے اونکی دعاؤں کو سنتا اور اونہیں
محبت اور رحمت کی راہ سے جواب دیتا ہے اور بعض اسرار غیبیہ پر نبیوں کیطرح اونکو مطلع فرماتا

ہے اوراپنی تائید اور نصرت کے نشانون سے دوسری مخلوقات سے اونہیں ممتاز کرتا ہے
یہہ بھی ایسا نشان ہے جو قیامت تک امت محمدیہ میں قائم رہیگا اور ہمیشہ ظاہر ہوتا چلا آیا ہے
اوراب بھی موجود اور متحقق الوجود ہے مسلمانون میں سے ایسے لوگ اب بھی دنیا میں پائے
جاتے ہیں کہ جنکو اللہ جل شانہ اپنی تائیدات خاصہ سے موید فرماکر الہامات غیبیہ سے سرفراز فرماتا
ہے اور باطل فرقون کے لوگ گو وہ اپنی قومون کے پیشوا ہون اونکی صحبت میں آکر اپنی ذلت
اور رسوائی اور اپنی مردودیت اور مخذولیت پر متنبہ ہوجاتے ہیں کیونکہ اگر کوئی شخص معارضہ اور
اور مقابلہ کی نیت سے ان مقبول بندون کے پاس آوے تو اوس پر صاف کھل جائیگا
کہ یہہ لوگ خدا تعالے کے خاص پیارے ہیں اور یہہ شخص معارضہ کنندہ مردودون میں سے
ہے جسکے مقابل میں اونکی کوئی دعا سنی جاتی ہے اور نہ نصرت اور قبولیت اور تائید الہی کا اسکو
کوئی الہام ہوتا ہے اور نہ اسرار خاصہ حضرت احدیت پر اوسکو مطلع کیا جاتا ہے اس معجزہ کا ثبوت
دینے کے لیے بھی ہم ہی ذمہ وار ہیں اگر کوئی عیسائی سچا طالب بنکر حاضر ہووے تو میں امید رکھتا
ہون کہ عنایت الہیہ بہت جلد اوسپر کھولدیوے کہ تمام قبولیت اور محبوبیت اور خدا تعالے
کا مقرب ہونا اور اوسکا پیارہ بندہ بن جانا صرف اسی بات پر موقوف ہے کہ انسان اس پاک دین
میں داخل ہوجاوے اور اس پاک اور برگزیدہ کی پیروی کرے جسکی پیروی سے یہہ نور حاصل
ہوتا ہے اور ہم اسجگہ بھی تمام پادری صاحبوں کی خدمتمیں عرض کرتے ہیں کہ کیوں وہ ناحق کا بخل
کرتے ہیں اور بغض ظاہر کررہے ہیں اگر انہیں حق کی طلب ہے تو جیسا کہ ہم اشتہارات میں شایع
کرچکے ہیں کوئی نامی اور معزز اونمیں سے جسکی شہادت پر اوسکی قوم کو اعتبار ہوسکے ایک برس کے
لیے ہمارے پاس آجاوے اگر اس عرصہ میں ہم اپنے دعوی متذکرہ بالا میں دروغگو نکلیں تو حساب
دوسو روپیہ ماہوار کے اوسکا خرچہ اوسکو دیا جاویگا اور اگر ہم سچے نکلیں تو بجز اس بات کے اور کچھ نہیں
چاہتے کہ وہ عیسائیت سے سچی توبہ کرکے اور ایک بندہ عاجز کو جو مسیح ہے حقیقت میں بندہ ہی سمجھکر
مشرف باسلام ہوجاوے اب اے حق کے طالبو اور سچے نشانون کے بھوکو اور پیاسو انصاف سے دیکھو

اور ذرہ پاک نظر سے غور کرو کہ جن نشانون کا خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ذکر کیا ہے کس اعلیٰ درجہ کے نشان ہیں اور کیسے ہر زمانہ کے لیے مشہود و محسوس کا حکم رکھتے ہیں پہلے نبیونکے معجزات کا اب نام و نشان باقی نہیں صرف قصے ہیں خدا جانے اونکی اصلیت کہانتک درست ہے بالخصوص حضرت مسیح کے معجزات جو انجیلون میں لکھے ہیں باوجود قصوں اور کہانیوں کے رنگ میں ہونیکے اور باوجود بہت سے مبالغات کے جو اونمیں پائے جاتے ہیں ایسے شکوک و شبہات اونپر وارد ہوتے ہیں کہ جنسے اونہیں بکلی صاف و پاک کرکے دکھلانا بہت مشکل ہے اور اگر ہم فرض کے طور پر تسلیم ہی کرلیں کہ جو کچھ اناجیل مروجہ میں حضرت مسیح کی نسبت بیان کیا ہے کہ لولے اور لنگڑے اور مفلوج اور اندہے وغیرہ بیمار اونکے چہونے سے اچھے ہوتے تھے یہہ تمام بیان بلا مبالغہ ہے اور بظاہر یہہ ہی محمول ہے کوئی اور معنے اسکے نہیں تب بھی حضرت مسیح کی ان باتون سے کوئی بڑی خوبی ثابت نہیں ہوتی اوّل تو اونہیں دنوں میں ایک تالاب ہی ایسا تہا کہ اوس میں ایک وقت خاص میں غوطہ مارنے سے ایسی سب مرضیں فی الفور دور ہوجاتی تہیں جیسا کہ خود انجیل مین مذکور ہے۔ پہر سوا اسکے زمانہ دراز کی تحقیقاتون نے اس بات کو ثابت کردیا ہے کہ ملکہ سلب امراض منجملہ علوم کے ایک علم ہے جسکے اب بھی بہت لوگ مشاق پائے جاتے ہیں جسمیں شدت توجہ اور دماغی طاقتوں کے خرچ کرنے اور جذب خیال کا اثر ڈالنے کی مشق درکار ہے سو اس علم کو نبوت سے کچھ علاقہ نہیں بلکہ مرد صالح ہونا بھی اسکے لئے ضروری نہیں اور قدیم سے یہہ علم رائج ہوتا چلا آتا ہے مسلمانونمیں بھی بعض اکابر جیسے حضرت محی الدین عربی صاحب فصوص اور بعض نقشبندیوں کے اکابر اس کام میں مشاق گذرے ہیں ایسے کہ اونکے وقت میں اونکے نظیر پائے نہیں گئے بلکہ بعض کی نسبت ذکر کیا گیا ہے کہ وہ ایسی کامل توجہ سے باذنہ تعالیٰ ایسے گذرے ہیں کہ تازہ مردون سے باتیں کرکے دکھلا دیتے تھے اور دو دو تین تین سو بیمار وں کو اپنے دائیں بائیں بٹھلا کر ایک ہی نظر سے تندرست کردیتے تھے اور بعض جو اس مشق میں کچھ کمزور تھے وہ ہاتھ لگا کر یا بیمار کے کسی کپڑہ کو چہو کر شفا بخشتے تھے اس مشق مین عامل عمل کے وقت میں

کس مرض کی ہیں دوا یہہ لب جان بخش تری۔ جان بحق ہوگئی بازار محبت والے۔ یا بقول دیگرے
تیرا بیمار نہ سنبھلا ہو سنبھالا لیکر۔ چپکے ہی بیٹھے رہے دم کو مسیحا لیکر۔ اور یہہ قواعد جیسے مشہور ہے
الیس اذا خلا عن مقصوده لغی خصوصاً آپ کے مسلک پر کہ تین چار برس کی تاخیر عن الامن [illegible]
وغیرہ سے آپ حضرت مرزا صاحب کے منکر و مکذب ہوگئے ہیں اور اسی تاخیر کو ایک سبب اثبات تکذیب
سے قرار دیتے ہیں۔ پہر اگر کوئی شخص بوجہ تاخیر اٹھارہ سو اکیانوے برس کے اون کے نزول بوجود عنصری
من السماء کا منکر ہو جاوے تو آپ اُس کو کیونکر ملزم کرسکتے ہیں علی الخصوص اس حالت میں کہ کتاب اللہ
و سنت صحیحہ و عقل سلیم و سُنَّتَ اللّٰہِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِہٖ بہی اوس انکار کے موید ہوں۔ اور پہر یہہ
عرض ہے کہ اب تو مدت سے قتل یہود کا بہی خوف نہیں ہے کیونکہ اونکی نسبت تو یہہ حکم قطعاً ہو چکا ہے
ضُرِبَتْ عَلَیْھِمُ الذِّلَّۃُ وَ الْمَسْکَنَۃُ وَ بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ
وَ یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ۔ ایضاً فرمایا۔ ضربت علیھم الذلۃ این ما ثقفوا الا بحبل من اللہ
و حبل من الناس و باؤ بغضب من اللہ و ضربت علیھم المسکنۃ ذلک بانھم کانو یکفرون
بایات اللہ و یقتلون الانبیاء بغیر حق اور پہر یہہ عرض ہے کہ اونکو خوف ہی کیوں ہے آپکی
مسلک کے بموجب اللہ تعالیٰ نے اونکا پورا اطمینان قطعی کر دیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یا عیسیٰ انی متوفیک
و رافعک الی و مطہرک من الذین کفروا و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ
پس جبکہ اللہ تعالیٰ نے اون کے دشمنوں یعنے یہود کو الی یوم القیامہ ایسا ذلیل و خوار کر دیا جو مذکور ہوا اور
اون کو ایسا مطمئن کر دیا کہ کوئی دشمن تمکو ضرر نہ پہونچا سکے گا اور تمہارے متبعین قیامت تک کفار
مخالفین پر غالب رہیں گے اور یہہ دونوں امر بطفیل کوشش جمیلہ حضرت خاتم النبیین اور خلفاء
اون کے حاصل ہوگئے تو اب اونکو کسیطرح کا خوف بہی نہیں رہا پہر کیوں نہیں تشریف لاتے۔ اور
اگر کہا جاوے کہ ابہی تک اونکو امر الہی نہیں ہوا اور ابہی تک اونکو مہلت و آسائش دی گئی ہے
جب حکم الہی ہوگا تب آوینگے تو یہہ گذارش ہے کہ حضرت آدم سے لیکر تا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
کسی نبی کو [illegible] اور [illegible] نبوت و [illegible] اور بعثت کبرای کی اجازت نہیں ہوئی بلکہ وقت

اور ذرہ پاک نظر سے غور کرو کہ جن نشانون کا خداتعالیٰ نے قرآن شریف مین ذکر کیا ہے کس
اعلیٰ درجہ کے نشان ہیں اور کیسے ہر زمانہ کے لئے مشہود و محسوس کا حکم رکھتے ہیں پہلے نبیونکے
معجزات کا اب نام و نشان باقی نہیں صرف قصے ہیں خدا جانے اونکی اصلیت کہانتک درست
ہے بالخصوص حضرت مسیح کے معجزات جو انجیلون میں لکھے ہیں باوجود قصوں اور کہانیوں کے رنگ
میں ہونیکے اور باوجود بہت سے مبالغات کے جو اونمیں پائے جاتے ہیں ایسے شکوک و شبہات
اونپر وارد ہوتے ہیں کہ جنسے اونہیں بکلی صاف پاک کرکے دکھلانا بہت مشکل ہے اور اگر ہم فرض
کے طور پر تسلیم ہی کرلیں کہ جو کچھ اناجیل مروجہ میں حضرت مسیح کی نسبت بیان کیا ہے کہ لولے
اور لنگڑے اور مفلوج اور اندہے وغیرہ بیمار اونکے چہونے سے اچھے ہوتے تھے یہہ تمام بیان بلامبالغہ
ہے اور ظاہر پر ہی محمول ہے کوئی اور معنے اسکے نہیں تب بھی حضرت مسیح کی ان باتون سے
کوئی بڑی خوبی ثابت نہیں ہوتی اوّل تو اونہیں دنوں میں ایک تالاب ہی ایسا تھا کہ اوس مین
ایک وقت خاص میں غوطہ مارنے سے ایسی سب مرضیں فی الفور دور ہو جاتی تہیں جیساکہ خود
انجیل مین مذکور ہے ۔ پہر سوا اسکے زمانہ دراز کی تحقیقاتون نے اس بات کو ثابت کردیا ہے
کہ ملکہ سلب امراض منجملہ علوم کے ایک علم ہے جسکے اب بھی بہت لوگ مشاق پائے جاتے
ہیں جسمیں شدت توجہ اور روحانی طاقتوں کے خرچ کرنے اور جذب خیال کا اثر ڈالنے کی مشق
درکار ہے سو اس علم کو نبوت سے کچھ علاقہ نہیں بلکہ مرد صالح ہونا بھی اسکے لئے ضروری نہیں اور
قدیم سے یہہ علم رائج ہوتا چلا آتا ہے مسلمانونمیں بھی بعض اکابر جیسے حضرت محی الدین عربی صاحب
فصوص اور بعض نقشبندیوں کے اکابر اس کام میں مشاق گذرے ہیں ایسے کہ اونکے وقت
میں اونکے نظیر پائے نہیں گئے بلکہ بعض کی نسبت ذکر کیا گیا ہے کہ وہ بہی کامل توجہ سے باذنہ تعالیٰ
ایسے گذرے ہیں کہ تازہ مردون سے باتیں کرکے دکھلا دیتے تھے اور دو دو تین تین سو بیمار کو
اپنے دائیں بائیں بٹھلا کر ایک ہی نظر سے تندرست کردیتے تھے اور بعض جو اس مشق میں کچھ
کمزور تھے وہ ہاتھ لگا کر یا بیمار کے کسی کپڑہ کو چہو کر شفا بخشتے تھے اس مشق مین عامل عمل کیوقت میں

کس مرض کی ہیں دوا یہہ لب جان بخش تیرے ہی جان بحق ہوگئے ازار محبت والے - یا بقول دیگرے ؎
تیرا بیمار نہ سنبہلا جو سنبہالا لیکر - چپکے ہی بیٹھے رہے دم کو مسیحا لیکر - اور یہہ مقولہ عربیہ بھی مشہور ہے
السعی اذا خلا عن مقصوده لغی خصوصاً آپ کے مسلک پر کہ تین چار برس کی تاخیر طبع براہین احمدیہ
وغیرہ سے آپ حضرت مرزا صاحب کے منکر و مکذب ہوگئے ہیں اور اسی تاخیر کو ایک سبب اثبات تکذیب
سے قرار دیتے ہیں - پہر اگر کوئی شخص بوجہ تاخیر اٹہارہ سو اکیانوے برس کے اون کے نزول بوجود عنصری
من السماء کا منکر ہوجاوے تو آپ اس کو کیونکر ملزم کرسکتے ہیں علی الخصوص اوس حالت میں کہ کتاب اللہ
و سنت صحیحہ و عقل سلیم و سُنَّتُ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِہٖ بہی اوس انکار کے موید ہوں - اور پہر یہہ
عرض ہے کہ اب تو مدت سے قتل یہود کا بہی خوف نہیں ہے کیونکہ اونکی نسبت تو یہہ حکم قطعاً ہوچکا ہے
ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْکَنَةُ وَبَاءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ
وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ - ایضاً فرمایا - ضربت علیهم الذلة این ما ثقفوا الا بحبل من اللّٰه
وحبل من الناس وباؤ بغضب من اللّٰه وضربت علیهم المسکنة ذلك بانهم کانو یکفرون
بایات اللّٰه ویقتلون الانبیاء بغیر حق اور پہر یہہ عرض ہے کہ اونکو خوف ہی کیوں ہے آپکی
مسلک کے بموجب اللہ تعالیٰ نے اونکا پورا اطمینان قطعی کردیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یا عیسیٰ انی متوفیک
ورافعك الی ومطهرك من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیامة
پس جبکہ اللہ تعالیٰ نے اون کے دشمنوں یعنے یہود کو الی یوم القیامہ ایسا ذلیل و خوار کردیا جو انکو رہو اور
اون کو ایسا مطمئن کردیا کہ کوئی دشمن تمکو ضرر نہ پونہچا سکے گا اور تمہارے متبعین قیامت تک کفار
مخالفین پر غالب رہیں گے اور یہہ دونوں امر بطفیل کوشش جہاد حضرت خاتم النبیین و خلفاء
اون کے حاصل ہوگئے تو اب اونکو کسیطرحکا خوف بہی نہیں رہا پہر کیوں نہیں تشریف لاتے - اور
اگر کہا جاوے کہ ابہی تک اونکو امر الٰہی نہیں ہوا اور ابہی تک اونکو مہلت و آسائش دی گئی ہے
جب حکم الٰہی ہوگا تب آوینگے تو یہہ گذارش ہے کہ حضرت آدم سے لیکر تا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
کسی نبی کو اس قدر مہلت طویلہ اور رخصت دراز اور غیبت کبریٰ کی اجازت نہیں ہوئی بلکہ وقت

بعثت سے تا آخر وفات تمام اعمار اونکی دعوت اسلام اور مجاہدات و ریاضات شاقہ میں صرف
ہوئیں اور ایذائیں اور مشقتیں فی سبیل اللہ اوٹھاتے رہے کسیکو ایک دم مارنے کی بھی مہلت
نہیں ملی چہ جائیکہ اٹھارہ سو اکیانوے برس یا زیادہ کی کسیکو مہلت دی گئی ہو فرمایا اللہ تعالے
نے وکاین من نبی قاتل معہ ربیون کثیر فما وھنوا لما اصابھم فی سبیل اللہ وما ضعفوا
وما استکانوا واللہ یحب الصابرین۔ اور عقل بھی تجویز نہیں کرتی کہ تمام انبیا و رسل میں سے
صرف حضرت عیسٰی ہی کو یہ مہلت دراز اور رخصت قریب دو ہزار برس کے دیجاوے اور
کسی نبی کو باوجود اوٹھانے مشقتوں شاقہ اور مصیبتوں سخت کے ایک برس دن کی رخصت
بھی نہ دیجاوے ہاں مجھے یاد آیا کہ صرف شیعوں کے امام مہدی کو اسقدر رخصت دراز دیگئی
ہے مگر کسی نبی کو نہیں دیگئی۔ اور اہل سنت تو شیعوں کے امام مہدی سے بھی بہت تنگ
ہوگئے ہیں اور اون کی امامت کی نسبت کہتے ہیں۔ کہ ایں امامت نشد قیامت شد
یہ حضرت عیسٰی کی اس قدر تاخیر سے باوجود حیات کے کب راضی ہوں گے۔ اور پھر یہ
عرض ہے کہ اگر ایسی مہلت دراز اور رخصت طویلہ کے مستحق تھے تو حضرت خاتم النبیین
صلی اللہ علیہ وسلم تھے یا آپکے خلفاء راشدین کیونکہ اونہوں نے وہ کارنمایاں جہاد فی سبیل اللہ
میں کی تھیں کہ کسی نبی نے نہیں کیں اگر اس صلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یا خلفاء
راشدین کو یہ مہلت و رخصت دیجاتی تو عقل کے نزدیک مستحسن تھا۔ اگر کہو کہ یہ بات متعلق
نقل سے ہے نہ عقل سے تو یہ گذارش ہے کہ کوئی منقل حکم اور رخصت نامہ کتاب اللہ اور سنت
صحیحہ سے ہی آپ پیش کریں دانی لک ھذا پھر ہم ایسی بات خلاف عقل و نقل کیونکر
تسلیم کرسکتے ہیں۔ اور پھر یہ عرض ہے کہ اسوقت میں تو اوترنا اونکا نہایت ہی ضروری ہے
کیونکہ حضرت مرزا صاحب نے دعوی مسیح موعود ہونیکا خلاف وجھوٹا کیا ہے اور انکا منصب
غصب کرنا چاہا ہے اور تمام اقالیم میں یہ دعوی اونکا پھیلتا جاتا ہے اسوقت میں اگر وہ اوتر
تو اونکا منصب مرزا صاحب کے حصہ میں آتا ہوا نظر آتا ہے۔ اور ابھی ایسا کچھ زور شور بھی حضرت

مرزا صاحب کا نہیں ہوا جب تمام اقالیم و بلاد میں یہہ دعویٰ اونکا شائع ہو جائیگا اور اکثر لوگ قبول کرلیں گے تو بڑی دقت ہو گی لہذا آپ کے مسیحا کا اوترنا آجکل نہایت ہی ضروری ہے ورنہ اس شعر کا مصداق کہیں واقع نہو جائے ؎ سرچشمہ شاید گرفتن بہ بیل۔ چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل۔ اور اگر کہا جاوے کہ حضرت عیسیٰ کے ابھی نہ اونرنے میں کوئی حکمت ہو گی جو اللہ تعالےٰ کے علم میں ہے اور ہمکو اوسکی خبر نہیں تو یہہ گذارش ہے کہ یہہ جواب ہر ایک شخص کے افعال خلاف عقل و نقل میں دے سکتے ہیں فرق باطلہ مثل یہود بعض فرقہ اہل اسلام مثل اہل تشیع کے نزدیک جو صاحب موعود و منتظر ہیں اونکی نسبت یہی وہ یہی کہتے ہیں تم اونکو کیوں نہیں تسلیم کرتے ما هو جوابكم فهو جوابنا۔ اور پھر آپکا اعتراض اوپر تاخیر ہونے طبع براہین احمدیہ کے جو صرف تین چار برس کی تاخیر ہوئی ہے کیونکر ہے یہہ اعتراض تو سراپا اس تقریر سے هباءً منثورا ہوگیا۔ میرے عزیز دوست ثبت العرش ثم انقش پہلے حضرت عیسیٰ بن مریم کیواسطے وفات نہ پانا اور زندہ بوجود عنصری رہنا اور آسمانپر صعود بجسم عنصری نقل صحیح مرفوع سے ثابت کریں بعد اوسکے نزول بجسم خاکی آسمان سے پایہ ثبوت کو پہنچاویں اور یہہ سب امور ظواہر کتاب و سنت صحیحہ مرفوعہ منطوقہ سے ثابت کئے جاویں نہ تقلید مجتہدین و مفسرین وغیرہم سے کہ اُس کو تو آپ اور ہم مدت سے چھوڑ بیٹھے ہیں یہانتک کہ فہم صحابی کو بھی حجت نہیں گردانتے پھر بعد ان مراتب معروضہ کے جو امور خلاف سنت اللہ التی قد خلت فی عبادہ کے مصداق ہیں اونہیں مرزا صاحب سے مناظرہ کا نام لیں ورنہ ہرگز ہرگز مرزا صاحب کو محل اعتراض آپ نہ بنا سکینگے بلکہ صدہا اعتراضوں کے مورد آپ ہی رہیں گے ؎ لاکھ پیچ و تاب کھائے موج دریا پر کھاں۔ کر سکے اوس آستیں پر شکن پر اعتراض۔ ناظرین کو ملاحظہ حاشیہ نمبر۱ مندرجہ صفحہ ۲۷۲ وغیرہ اشاعۃ سے بخوبی ثابت ہو گیا ہوگا کہ مولانا صاحب کو جلسہ عام مناظرہ کا منعقد کرنا منظور نہیں پس تبحر علمی حضرت مولانا صاحب کا اسی سے مفہوم و معلوم ہوگیا اس بارہ میں زیادہ توضیح و تلویح کی ضرورت نہیں۔ قولہ

اسے قولہ - صفحہ ۱۴۳ - جسکے عوض میں آپ مسلمانوں سے ہزارہا روپیہ وصول کر چکے ہیں
اقول ؎ چشم بداندیش کہ برکندہ باد - عیب نماید ہنرش در نظر - آپنے وصول کرنے پر تو نظر کی
لیکن جو مسلمانوں کے واسطے وہاں ہزاروں روپیہ صرف کیا گیا اور کیا جاتا ہے اوسکو نہ دیکھا باوجودیکہ
آپ اقرار کر چکے ہیں کہ نصرت مالی وجانی وقلمی ولسانی وغیرہ میں حضرت مرزا صاحب بے
نظیر ہیں ؎ لا یدرک الواصف المطری خصائصہ وان یک سابقاً فی کل ما وصفا مولانا
آپکو ایسی بات فرمانی نہیں چاہئے تھی اور المرء یؤخذ باقرارہ کے مواخذہ کا خیال فرمایا ہوتا او
اگر اس اقرار کو بھول گئے تھے تو صفحہ ۴۷ و ۴۸ وغیرہ فتح اسلام کو دیکھ لیا ہوتا مگر حسد کیونکر دیکھنے
دے جب تک کہ آپ حسد سے باہر نہ ہونگے حضرت مرزا صاحب کی نصرت مالی کو جو اہل اسلام
کیواسطے کر رہے ہیں کیونکر آپ دیکھ سکتے ہیں سے ہفتاد و دو فریق حسد کی عدد سے ہیں اپنا
ہی یہہ طریق کہ باہر حسد سے ہیں - اور مرزا صاحب کب مدعی اس بات کے ہیں کہ آسمانی
نشان میں اپنے اختیار سے دکھلا سکتا ہوں یا امراض کو اپنے اختیار سے زائل کر سکتا ہوں حاشا
وکلا تمام انبیا اولیا ایسے امور میں محض بے اختیار ہیں اور کہتے ہیں کہ اذا مرضت فهو يشفين
اور حضرت مسیح تو بالکل ہی نشان دکھلانے سے انکار کرتے ہیں مرقس ۸ باب گیارہ میں
لکھا ہے فریسیوں نے مسیح سے نشانات طلب کیے اوسنے آہ کھینچکر کہا کہ اس زمانہ کے لوگ
کیوں نشان چاہتے ہیں میں تم سے سچ کہتا ہوں اس زمانہ کے لوگوں کو کوئی نشان نہیں دکھایا
جاویگا - ایضاً اور فرمایا اللہ تعالے نے قل فمن يملك من الله شيئا ان اراد ان يهلك
المسيح بن مريم وامه ومن في الارض جميعا - ایضاً فرمایا قل لا املك لنفسي نفعا ولا ضرا
الا ما شاء الله ایضاً فرمایا وان يمسسك الله بضر فلا كاشف له الا هو - تمام قرآن شریف
سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ رنج وغم سے نجات دینا اور دشمنوں پر نصرت دینا بیمار کو تندرستی
بخشنا مشکل کو آسان کرنا اللہ تعالیٰ کی شان ہے نہ کسی نبی وولی وفرشتہ کی نہ حضرت عیسیٰ
کی نہ مثیل مسیح کی پھر نذر حضوریت فقس علیٰ ہذا - آپ اصل مسیح سے مسیح ہونیکے دعوے کی غلطی کا اشتہار -

دلوائیں پھر حضرت مرزا صاحب بھی اپنے مثیل مسیح ہونے کی غلطی کا اشتہار دیدینگے
ایہا الناظرین یہہ ہی فضیلات علمی مولانا صاحب ابوسعید کی۔ سلمنا کہ مماثلت کیواسطے مشابہت
تامہ شرط ہے لیکن مشبہ اور مشبہ بہ میں مغایرت فی الجملہ کا ہونا بھی تو شرط ہے۔ مولانا
آپ کو یہہ بات یاد رہے کہ جسقدر آپ مرزا صاحب پر بلاوجہ اعتراض کرینگے اوسیقدر آپ
خود مورد اعتراض بنیں گے۔ اور آپ کا کلام نہایت گراہوا درجہ اعتبار سے اور عامیانہ اور
ساقط الاعتبار عند اولی الابصار ٹھہریگا ۔ نہوا پر نہوا میر کا انداز نصیب ❊ زور یاروں
نے بہت روز غزلیں مارا **قولہ** صفحہ ۳۰۳۔ آپ خاصے اور پکے نیچری ہیں اور برہمو اور
آریہ سماج کے بہائی ہیں الخ **اقول** مولانا مرا یاد و ترا فراموش۔ حضرت مرزا صاحب تو ہی ہیں
جسکی بنسبت آپ اقرار کرچکے ہیں۔ اولاً تو وہ اقرار دیکھو جو صفحہ ۱۷۶ جلد ہفتم نمبر ۶ میں موجود
ہے وہو ہذا مولف براہین احمدیہ کے حالات وخیالات سے جسقدر ہم واقف ہیں ہمارے
معاصرین سے ایسے واقف کم نکلیں گے مولف صاحب ہمارے ہموطن ہیں بلکہ اوائل
عمر کے (جب ہم قطبی و شرح ملا پڑہتے تہے) ہمارے ہم کتب۔ اُس زمانہ سے آجتک
ہم میں اونمیں خط وکتابت و ملاقات و مراسلت برابر جاری رہی ہے اس لئے ہمارا یہہ
کہنا کہ ہم اون کے حالات وخیالات سے بہت واقف ہیں مبالغہ قرار نہ دیئے جانے کے لائق
ہے۔ انتہے بلفظہ اور بعد اوسکے اس اقرار پر نظر ثانی کرو جو صفحہ ۱۶۹ جلد ہفتم میں موجود ہے
اس کا مولف بھی اسلام کی مالی وجانی و لسانی وحالی وقالی نصرت میں ایسا ثابت قدم
نکلا ہے جسکی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔ اور پہر یہہ بھی آپکا اقرار ہے کہ جس
زور وشور سے فرقہ آریہ و برہمو سماج کا رد ومقابلہ حضرت مرزا صاحب نے کیا ہے ایسا کسی نے نہیں کیا
اور پہر یہہ بھی آپکا اقرار ہے دیکھو صفحہ ۱۷۰ حاشیہ میں جلیل القدر مسلمان اور وہاں کے مسلمان
آپ کی فیض زیارت اور شرف صحبت سے مشرف ہونے آپ کی برکات وانز صحبت کو دیکھکر
اکثر عقیدہ والے آپ کی طرف متوجہ ہو گئے الخ اور صفحہ ۲۰۴ پر کرر نظر کرو مولف براہین احمدیہ مخالف

وموافق کے تجربہ اور مشاہدہ کے رو سے رو ُاللہ حبیبہ، شریعت محمدی پر قایم وپرہیزگار اور صداقت
شعار ہیں انتہی میری محب فی اللہ وراضی للہ مولف قول فصیح نے کیا عمدہ بات لکھی ہے جس کو میں
اس مقام پر نقل کرنا ضرور سمجھتا ہوں وھوہذا۔ اس بڑی پکی ناقابل شکست خطابی دلیل کو خود خداوند
عالم بھی ہمارے ہادی علیہ الصلوہ والسلام کی اثبات نبوت میں پیش کرتا ہے قد لبثت فیکم عمرا من قبلہ
افلا تعقلون یعنی میں تم لوگوں میں عمر کا ایک بڑا حصہ چالیس سال کا رہ چکا ہوں تم غور نہیں کرتے
کیا اس عرصہ میں تمنے میری صداقت میری امانت میرے ہر قسم کے معاملات کی درستی کا امتحان
نہیں لیا جب میں گذشتہ لائف میں بے عیب ثابت ہو چکا ہوں اور کبھی بھی میں نے کسی قسم کا
جھوٹ نہیں بولا اور ہمیشہ ہر معاملہ میں قومی بھلائی میرے پیش نظر رہی ہے تو کیا اب ہی اتنے بڑے
معاملہ میں اللہ پر افترا باندھنا جائز رکھوں گا انتہی اب مولانا خدمت عالی میں یہ عرض ہے کہ حضرت
مرزا صاحب نے کس تحریر میں معجزات مندرجہ قرآن مجید احیاء موتے وابراء اکمہ وابرص وغیرہ میں
معنی ظاہری کو بالکل ترک کر کر صرف تاویل نیچریانہ کی ہے جو آپ ایسے الفاظ لکھکر ایک اہل اللہ
کا دل دکھاتے ہیں ذرہ اس وعید سے بھی تو ڈرنا چاہئیے من آذی ولیا فقد اٰذنتہ بالمحارب ادہر
تو آپ مرزا صاحب کو بلا وجہ نیچری وہری لکھ رہے ہیں اور ادہر اکثر اہل حدیث آپ کو نیچری کا
خطاب دے رہے ہیں عجیب حال ہے ۔ صوفی و رند ہیں دونوں تیرے غمزہ سے تباہ
خانقہ گرچہ ہے ویران تو خرابات خراب **قولہ** صفحہ ۳ حاشیہ۔ اور قرآن مجید اور محاورات عرب
کیطرف رجوع فرماکر یہہ امر اپنے خیال میں لاویں کہ مماثلت کے لئے مشابہت تامہ کا ہونا شرط ہے
الخ **اقول** مولانا صاحب نے کسی کتاب میں لغت فارسی میں مثل غیاث اللغات وغیرہ
کے دیکھکر قطعی یہہ رائے قایم کردی کہ مثل اور مثیل یا لفظ مماثلت کیواسطے یہہ وجوہ ایک شئے
کا دوسری شئے میں شریک ہونا ضروری ہے اور پوری مشابہت کا ہونا قید ہے حالانکہ یہہ رائے
جس کو لغت میں کچھ دخل نہیں ہرگز ہرگز صحیح نہیں ہے قال اللہ تعالے حکایتاً عن الکفار قالوا ان انتم
الا بشر مثلنا اس مماثلت کو جو بلفظ مثل بیان ہوئی ہے انبیا علیہم السلام نے مسلم رکھا ہے

اور نفی نکیا بلکہ فرمایا قالت لھم رسلھم ان نحن الا بشر مثلکم ولکن اللہ یمن علی من یشاء من عبادہ
اگر لفظ مثل کیواسطے جمیع صفات و وجوہ میں مشارکت شرط ہوتی جیسا کہ آپ فرماتے ہیں تو یہ
تسلیم غلط ہوجاتی ۔ ایضاً فرمایا اللہ تعالیٰ نے قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد
یہاں پر خود پروردگار جل و علا نے بصیغہ امر جو اصل میں وجوب کیواسطے ہے ارشاد فرمایا کہ اس
مماثلت کو تو خود ظاہر فرما دے ایضاً فرمایا فقال الملاء الذین کفروا من قومہ ما نراک الا بشرا
مثلنا یہاں پر بھی اس مماثلت کی نفی نہیں کی گئی معلوم ہوا کہ یہہ مماثلت مسلم ہے ایضاً فرمایا
فقالوا انؤمن لبشرین مثلنا وقومھما لنا عابدون ایضاً فرمایا ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح
مثلہ اس آیت میں مولویصاحب ثابت کریں کہ جو زخم مسلمانوں کو پہونچے تھے وہ جمیع وجوہ
وصفات میں برابر ان زخموں کے تھے جو کفار کو پہنچے تھے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اللہ الذی خلق
سبع سموات ومن الارض مثلھن مولویصاحب ثابت کریں کہ زمینیں بہمہ وجوہ اور جمیع صفات
میں آسمانوں کے برابر ہیں وانی لک ھذا ۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ایضاً فرمایا وما من
دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم وغیر ذالک من الآیات الکثیرۃ الی حصل
قرآن مجید کے محاورہ میں ہرگز ہرگز لفظ مثل کیواسطے مشابہت تامہ اور بہمہ وجوہ مشابہت
ومشارکت شرط نہیں ہے ۔ ایہا الناظرین اب آپکو ثابت ہوا ہوگا کہ حضرت مولانا صاحب
کو علم تفسیر ومحاورات قرآن مجید میں کمال درجہ کا تبحر ہے اب ہم رجوع کرتے ہیں حدیث کیطرف
چونکہ لفظ مثل کا احادیث میں بہت کثرت سے واقع ہوا ہے لہذا صرف دو تین حدیثوں کی
ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے ۔ فی البخاری قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان من الشجر شجرۃ لا یسقط ورقھا وانھا
مثل المسلم فحدثونی ما ہی الی ان قال ہی النخلۃ مولانا انسان اور حیوان کا تو ذکر ہی کیا ہے ۔
حدیث میں نباتات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مثل یا مثل مسلم کی قرار دیا پھر آپ کی
مشابہت تامہ اور بہمہ وجوہ اشتراک کہاں باقی رہا مجمع البحار میں لکہا ہے وجہ نبی اللہ لہ
مثلہ ای مثل المسجد فی القدر والمسافۃ ولکنہ انفس منہ بزیادات کثیرۃ اور نیز اوسمیں لکہا ہے

وللخازن مثل ذالک ای فی اصل الاجرة فی القدر فانه قد یکون للخازن اکثر ایها الناظرین
یہہ ہے محاورہ دانی مولانا صاحب کی علم حدیث میں اب ہم لغت کیطرف رجوع کرتے ہیں
قال فی عیون المفردات والثانی عبارة عن مشابهة لغیره فی معنی من المعانی ای معنی کان وهو
اعم الالفاظ الموضوعة للمشابهة وذالک ان الند یقال فیما یشارک فی الجوهر فقط والشبه
یقال فیما یشارکه فی الکیفیة فقط والمساوی یقال فیما یشارکه فی الکمیة فقط والشکل یقال فیما یشارکه
فی القدر والمسافة فقط والمثل عام فی جمیع ذالک ولهذا لما اراد الله تعالی نفی الشبه من کل
وجه خصه بالذکر فقال لیس کمثله شیء واما الجمع بین الکاف والمثل فقد قیل ذالک لتاکید النفی
تنبیها علی انه لا یصح استعمال المثل ولا الکاف فنفی بلیس الامرین جمیعا الخ یہہ ہے واقفیت
حضرت مولانا صاحب کی لغات قرآن مجید اور لغات عرب میں پہر اب ہم علم بیان کیطرف
مراجعت کرتے ہیں قال فی المطول وادواته ای اداة التشبیه الکاف وکان ومثل وما فی معناه
کسائر ما یشتق من المماثلة والمشابهة والمضاهات وما یودی معناها۔ الحاصل یہانپر لفظ
مثل اور اسکی مشتقات کو صرف اداة تشبیہ قرار دیا اور لفظ مشابہت اور مضاہات کو اوس کا
ہم معنی رکھا اور کوئی زیادت مشابہت تامہ اور مشارکت بہمہ وجوہ کی لفظ مثل اور مماثلت
میں اعتبار نہیں کی پہر مولویصاحب کونسے علم اور محاورہ کے رو سے فرماتے ہیں کہ لفظ مثل
اور مثیل اور مماثلت میں مشابہت تامہ اور بہمہ وجوہ مشارکت کا ہونا شرط ہے۔ اب ہم اپنی زبان
اردو کیطرف بھی رجوع کرتے ہیں ذوق کہتا ہے ؎ شور بلبل بھی یہہ رکھتا ہے نمک آج کہ گل
ہنگیا کثرت شبنم سے نمکداں کی مثال۔ شعر میں اگرچہ لفظ مثال کا ہے مگر مطول سے اوپر
ثابت ہوچکا ہے کہ جو مشتقات لفظ مثل کے ہیں وہ سب اداة تشبیہ سے ہیں اونمیں کچہہ
فرق بین معتدبہ نہیں ہے ایضاً ؎ واہ وا کیا معتدل ہے باغ عالم میں ہوا۔ مثل نبض صاحب
صحت ہے ہر موج صبا۔ یہانپر موج صبا مشبہ اور نبض صاحب صحت مشبہ بہ ہے لیکن بہمہ
وجوہ مشبہ کو مشبہ بہ سے پوری مشابہت اور بہمہ وجوہ مشارکت نہیں ہے۔ ایضاً

ذوق لکھتا ہے ؎ کیا تماشا ہے کہ مثل مہ نو اپنا فروغ - جانت اپنی حقارت او بیا [illegible]
والے - یہاں پر بہمہ وجوہ مشابہت تامہ کا تو ذکر ہی کیا ہے بلکہ اپنی حقارت کو - [illegible]
سمجھانی الجملہ بخاشت مستبعد ہے البتہ اوس کا امکان و قوعی تشبیہ [illegible]
واضح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ لفظ مثل اور اوسکے مشتقات میں چونکہ [illegible]
اور بہمہ وجوہ مشارکت کا ہونا شرط نہیں ہے اس واسطے حضرت مسیح [illegible]
تصریح کرنے کے ساتھ لفظ تامہ کے واقع ہوئی ہے - ہاں البتہ یہہ مسئلہ علم بیان [illegible]
کہ اگر ادات تشبیہ کو مع مشبہ کے حذف کر دیا جاوے تو وہ تشبیہ موکد ہوجاوے گی
[illegible] اسد فی مقام الاخبار عن زید کذا فی المطول بناءً علی ھذا یہہ بھی ہوسکتا ہے کہ [illegible]
مخبر صادق کو کلام میں مسیح بن مریم بحذف ادات تشبیہ و حذف مشبہ ذکر کیا گیا ہو یعنی تشبیہ
موکد سوا لسان عرب کی دیگر زبانوں میں بھی شائع و ذائع ہے حتی کہ زبان ار دو میں بھی بہت
وارد ہوا ہے خواہ مشبہ مذکور ہو یا نہو ذوق لکھتا ہے ؎ وہ مسیحا دم و یوسف رخ داؤد الحان
وہ سلیماں وش و موسی کف و صالح اعمال چمن خلق و نسیم کرم و ابر سخا [illegible]
کان عطا بحر نوال - ایضاً ؎ او مسیحا خبر لی تو نے - وہ جو بیمار تھا لے [illegible] ہی گیا - ایضاً ؎
شاخ آہو میں نہیں چشم ہی چشم آہو - مشک نافہ تھا اگر ناف میں اک تل ہوتا - ایہا الناظر
یہہ ہے فضیلت علمی فاضل لاہوری کی جملہ علوم مروجہ درسیہ میں -

فائدہ جلیلہ - مرزا غلام احمد بن غلام مرتضی مسیح بن مریم کیونکر ہو سکتے ہیں - یا مسیح
بن مریم ہے جنکا آنا وقت کثرت شرور و شیوع فتن کی احادیث میں مذکور ہے - غلام احمد بن
غلام مرتضی کیونکر مراد ہو سکتے ہیں -

الجواب اس استعمال میں کسی طرح کا استبعاد نہیں ہے چنانچہ خود حضرت فاضل
لاہوری نے نمبر ۱۱ جلد ۱۴ اشاعۃ السنہ میں مسٹر کوئیلیم صاحب کو جو پہلے عیسائی تھے اور
اب اسلام لے آئے ہیں مولانا شیخ کلیم اللہ تجویز فرمایا اور اوسکی وجہ بطور استعارہ

حاشیہ پر یہ لکھی ہے کہ کلیم اللہ کہنے کی یہ وجہ ہے کہ چونکہ وہ خود بخود بغیر کسی کی تعلیم و تربیت کے تفہیم الٰہی سے مشرف باسلام ہوئے ہیں لہٰذا وہ روحانی طور پر خدا کے ہمکلام ہیں اور لفظ کلیم لفظ کلیم سے ملتا ہوا ہے انتہیٰ بالفاظہٖ پس جبکہ خود حضرت مولانا صاحب نے ایک شخص عیسائی کو صرف مشرف باسلام ہونیکی وجہ سے بمناسبت اسکے کہ وہ روحانی طور پر اللہ تعالے کا ہمکلام ہو مولانا کلیم اللہ نام رکھدیا صرف اس مناسبت سے کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ سے مناسبت و مشابہت روحانی رکھتا ہے تو پھر اگر ایسا مسلمان قدیمی جسکی نظیر اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی میں حسب اقرار خود مولوی صاحب کے پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے بنام مسیح ابن مریم نامزد ہو تو کیا استبعاد ہے خصوصاً جبکہ مولوی صاحب نے الہام ذیل کو معہ دیگر الہامات مندرجہ براہین احمدیہ کی تصدیق و تسلیم کرلیا ہے وہو ہذا اردت ان استخلف فخلقت آدم انی جاعل فی الارض خلیفہ اس جگہ خلیفہ کے لفظ سے ایسا شخص مراد ہے کہ جو ارشاد و ہدایت کے لئے اللہ و بین الخلق واسطہ ہو ایسا ہے قولہ بلکہ یہ محض روحانی مراتب اور روحانی نیابت کا ذکر ہے اور آدم کے لفظ سے بھی وہ آدم جو ابو البشر ہے مراد نہیں بلکہ ایسا شخص مراد ہے جس سے سلسلہ ارشاد و ہدایت کا قائم ہو کر روحانی پیدائش کی بنیاد ڈالی جاوے گو یا وہ روحانی زندگی کے رو سے حق کے طالبوں کا باپ ہے اور یہ ایک عظیم الشان پیشین گوئی ہے جس میں روحانی سلسلہ کے قائم ہونیکی طرف اشارہ کیا گیا ہے ایسے وقت میں جبکہ اس سلسلہ کا نام و نشان نہیں رہا تھا انتہیٰ من اشاعۃ مولوی صاحب نے اپنے ریویو میں اسپر کوئی جرح نہیں کیا جو باعتبار لکھنے ریویو کے انکا فرض منصب تھا بلکہ اس عبارت مفسرانہ الہام مندرجہ فوق سے اپنے دعوے پر استشہاد و استدلال کیا ہے۔ اور جبکہ بحکم الاسماء تتنزل من السماء کے اس قسم کے اسماء کا نزول آسمان سے ہوتا ہے تو یہ کیا انصاف کی بات ہے کہ ایسے اسماء کا اطلاق اہل لسان بطور استعارات یا التشبیہ موکد کے اپنے لسان میں استعمال کریں اور خالق اللسان کی نسبت یہ استعمال ناجائز سمجھیں حالانکہ

اپنے محل پر علم معانی و بیان میں ثابت ہو چکا ہے کہ تمام الہامات اور وحیین اوسی محاورہ اہل لسان کے مطابق و موافق نازل ہوتی رہی ہیں اسمیں کوئی عاقل شک نہیں کرسکتا اور یہی مطلب ہے اس رباعی کا جو حضرت مسیح الزمان کو الہام ہوئی ہے۔ رباعی کیا شک ہے ماننے ابن مریم اوس مسیح کے جس کی مماثلت کو خدا نے بتا دیا۔ حاذق طبیب پاتے ہیں تمسے یہی خطاب خوبوں کو بھی تو تمنے مسیحا بنا دیا۔ یعنے جبکہ خود تمہارے محاورہ میں خواہ کوئی زبان ہو اطلاق لفظ مسیح کا اوپر طبیب حاذق کے بوجہ مناسبت شفاء مرض کے مستعمل و مروج ہے اور محبوب و معشوق پر بھی بوجہ اس کے کہ زندگی عاشق کی اوس سے متصور ہے لفظ مسیحا کا اطلاق کرتے ہو تو خدا اور رسول نے اگر کسی شخص مقبول کو اپنے رسول کی امت میں سے بوجہ مناسبت تامہ و کاملہ ہونیکی مسیح بن مریم یا عیسی بن مریم نام رکھکر یاد فرمایا تو اوس کے ماننے میں تمکو کیا شک ہے بڑی بے انصافی ہے کہ تمہاری کلام میں تو یہ استعارات شائع و ذائع ہوں اور جب خدا و رسول بموجب اوسی محاورہ کے اونہیں استعاروں مبینہ علم بیان کے ساتھ متکلم ہو تو تم اوسکو نہ مانو فلا اقسمتہ ضیزی۔ شفاء قاضی عیاض میں لکھا ہے کتسمیۃ اسحاق واسمعیل بعلیم وحلیم وابراہیم بحلیم ونوحا بشکور وعیسی ویحیی ببر وموسی بکلیم وقوی و یوسف بحفیظ وعلیم وایوب بصابر واسمعیل بصادق الوعد کما نطق بذالک الکتاب العزیز من مواضع ذکرہم۔ دوسری جگہ اوسی شفا میں لکھا ہے وسمی اللہ امتہ فی کتب انبیاء ہو الحمادین اور اوسی میں لکھا ہے ومعنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لی خمسۃ اسماء قیل انہا موجودۃ فی الکتب المتقدمۃ وعند اولی العلم من امم السابقۃ واللہ اعلم۔ ایضا وقد قال فی صفتہ امتہ انہا

مرحومۃ و... لی منہا فی کتب اللہ المتقدمۃ وکتب انبیاء ہو احادیثہ رسولہ و اطلاق الامۃ جملۃ شافیۃ کتسمیۃ بالمصطفی والمجتبی وابی القاسم والحبیب و رسول رب العالمین والشفیع المشفع والمتقی والمصلح والطاہر والمہیمن والصادق والمصدق والہادی وسید ولد آدم وسید المرسلین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین حبیب اللہ

وخلیل الرحمن وصاحب الحوض المورود والشفاعہ الی قولہ وروح الحق وھو معنی البارقلیط فی الانجیل وقال ثعلب البارقلیط یفرق بین الحق والباطل ومن اسمائہ فی الکتب السالفہ ماذماذ معناہ طیب طیب الی قولہ اسمہ ایضا فی التوراۃ احید سمی ذلک عن بن سیرین وغیرہ وغیرہ۔ اس سب بیان سے ثابت ہوا کہ یہ اللہ تعالی کی سنت قدیمہ ہے کہ اپنے برگزیدون اور مقبولوں کا نام بلحاظ بعض صفات حمیدہ کے جو اونمیں غالب ہوتی ہیں اون صفات کے ساتھ خود نام تجویز فرماکر موسوم فرمایا ہے قال اللہ تعالی سماکم المسلمین من قبل و فی ھذا اور اکثر وہ اسما اون اسما سے علاوہ ہوتے ہیں جو اون کے ماباپ نے رکھے ہوتے ہیں القاب صدیق فاروق ذی النورین مرتضے وغیرہ کو دیکھو الحاصل اگر رسول کریم نے اپنی امت میں سے کسی شخص انسان کامل کا نام اپنی کلام الہامی میں بسبب مناسبات روحانی کے مسیح بن مریم رکھا تو اوسمیں کونسی قباحت لازم آئی خصوصاً اوس حالت میں کہ فرمادیا کہ وہ مسیح بن مریم ایک امام تمھین سے پیدا ہوگا جسکا حلیہ پہلے مسیح سے مختلف ہے یعنی پہلا سرخ رنگ بال گھنگروالے اور دوسرا جو تم میں سے پیدا ہوگا وہ گندمی رنگ اور بال اوسکے گنگروالے نہیں بلکہ سیدھے کندہوں اور کانوں کی لو کے درمیان لٹکتے ہوئے باوجود ان تصریحات مندرجہ احادیث اصح الکتب بعد کتاب اللہ کے اس استعارہ مین کونسا استبعاد باقی رہا اور کونسا مقام شک وریب کا ہے اور جس حدیث کا حاصل یہاں لکھا گیا اوس حدیث کی شرح حصہ اوّل میں کسیقدر گذرچکی ہے اوسمیں جملہ اماماکم منکم جو واقع ہے یا معطوف ہے پہلے جملہ پر بعطف تفسیری یا صفت ہے ابن مریم کی تبوسط حرف عطف واسطے تاکید بصوق کے اور یا حال ہے فاعل نزل سے اسکی تفصیل بھی کسی حصہ آئندہ میں انشاء اللہ تعالے علم بلاغت ومعانی سے ہم بیان کرینگے **قولہ** صفحہ ۱۴۸ اس صورت میں جلسہ عام میں گفتگو کرنیکا کیون دعوی کرتے ہیں الخ **قول** جلسہ عام میں گفتگو کرنیکے فوائد جو ہیں وہ تو ہر شخص پر ظاہر وباہر ہیں صرف آپ پر ہی مخفی ہیں اور آئندہ کو بھی

آپ پر مخفی رہیں گے زیرآنکہ مطالب سعدی دیگر است منجملہ اون فوائد کے ایک یہہ بھی
فائدہ ہے کہ آپکا ساکت و خاموش ہو جانا ہر کہ دمہ پر ثابت ہو جاویگا۔ اور اغلب ہے کہ اسی
خوف سے آپ پرائیویٹ گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور جلسہ عام کو پسند نہیں کرتے اور یہہ جو
آپ فرماتے ہیں کہ یہہ جلسہ خاص بعد مشتہر ہو جانیکے جلسہ عام کے حکم میں ہو جائیگا سو اسکی نسبت
یہہ گذارش ہے کہ آپنے اس نمبر بارہ میں کچھ اپنے خطوط لایعنی کو درج کیا او حضرت اقدس مرزا
صاحب کے خطوط کی نقل کی اور کچھ اپنے حواشی قدیمہ و جدیدہ اون پر چڑھائے اسیطرح نمبر بارہ
پورا ہو گیا اور آپکے نو بارہ ہو گئے آئندہ ریویو میں دیکھیے کیا ریویو ہوتا ہے جسکا ناظرین کو اشتیاق
دلا دیا گیا ہے میں استفسار کرتا ہوں کہ ان پرائیویٹ خطوط کے نقل کرنیکی آپکو کیا ضرورت
پیش آئی تھی جن کو آپنے ایک مسئلہ کی تحقیق میں نقل کر کر ناظرین کو اسقدر اولجھاؤمیں ڈالدیا ہے
ع طفرے نے قصہ زلف دراز جانانکو۔ کیا بیان تو کیا کیا بیان میں اولجھا۔ اگر کل خطوط
کو جمع کر کر اونکا خلاصہ لکھا جاوے تو تمام مضمون متعلق مسئلہ متنازعہ فیہا کا تین چار
سطر میں سما جاوے پھر میں نہیں جانتا کہ اس طول لایعنی سے جو بحکم من حسن اسلام المرء
ترکہ مالا یعنیہ کے آپکو ہرگز لائق نہ تھا آپکا کیا مطلب ہے۔ میری دانست میں تو
وہی دو تین باتیں جو حضرت اقدس مرزا صاحب سے متعلق مسئلہ کہی تھیں لکھ دیتے
حضرت اقدس مرزا صاحب جو اوسکا جواب دیتے وہی جواب سوال اس نمبر میں چھاپ
دیتے تو بھی یہہ تحریر پرائیویٹ بعد چھپنے اور مشتہر ہونیکے حکم عام میں ہو جاتی یہہ گو رکھ دہندا
نقل خطوط اشاعہ میں طبع کرنا کسواسطے شروع کیا گیا۔ اگر فرما دیکہ نمبر بارہ کے پورا کرنیکے واسطے
تو اوس کی نسبت آپنے جیسے ارشاد کیا ہوتا اعلام الناس کا مضمون آپ کے رسالہ کے پورا
ہونے کیلیے بھیج سکتا تھا آپ اکثر اپنے احباب کے مضامین کو واسطے پورا کرنے نمبر رسالہ
کے بھرتی کیا کرتے ہیں میں تو آپ کا خادم قدیم ہوں جسوقت کہ اشاعۃ السنہ جاری ہوا
تھا مصباح الادلہ آپکا پیشکار رہا تھا جو کہ شیر بھی میں ہی لایا تھا میں ہی وشت بلیاتہا زینہ بنا

میں ہی کو مکن میں ہی قیس تھا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو۔ اور واضح خاطر عاطر ہو کہ انبیاء علیہم السلام کی سنت ہی کہ ایسے مجالس کا انعقاد عام جلسوں میں کیا کرتے تھے نہ بطور پرائیوٹ اور اخفا کے قال اللہ تعالیٰ حکایتاً عن موسیٰ علیہ السلام قال موعدکم یوم الزینۃ وان یحشر الناس ضحی **قولہ** ۔صفحہ ۲۷۵۔اس چال کو ناظرین دیکھیں کہ کہیں مباحثہ سے انکار ہی کہیں تحدی و اقرار اور تعجب کی بات یہہ ہے کہ خلوت اور دوستانہ گفتگو کیطرف بلایا جاتا ہے تو ضعف و بیماری کے عذر سے انکار کیا جاتا ہے اور مجلس عام میں مباحثہ کرنے کو مستعدی ظاہر کیجاتی ہے الخ **اقول**۔ناظرین آپکی چال بھی دیکھ رہے ہیں اور حضرت اقدس مسیح الزمان کا اقتدا بسنت انبیا کا بھی ملاحظہ کر رہے ہیں دونوں چالوں میں فرق بین معلوم ہوتا ہے۔ جو مابہ الامتیاز دونوں مراسلت خطوط میں ہے اوسکا انصاف ناظرین پر چھوڑا جاتا ہے عیان راچہ بیان اور اگر آپکو پرائیویٹ تحریری گفتگو کرنی ہو تو بشرط نہ مکدر ہونے آپکے یہہ عاجز حاضر و موجود ہے ؎ تو مکدر نہو تو عشق میں ہم۔ ایک آندھی ہیں خاک اوڑا نیکو۔ اور شرط گفتگو تحریری کی اسواسطے ہے کہ آپ کی تقریر زبانی مجہکو پسند نہیں نہائیت خفت اور طیش سے ہوتی ہے اور مثل رفتار ریلوے کی اوسمیں عجلت اور سرعت ہے۔ **قولہ** ۔صفحہ ۲۷۵ حاشیہ۔ یہہ الفاظ اونکے دل میں ہوتے اور تواضعاً لکھے جاتے تو یہہ آپکی فضیلت اور کمال ثابت کرتے مگر ان الفاظ کا دل سے لکھا جانا لوگ تب مانتے جبکہ مولوی اسمٰعیل صاحب ساکن علیگڈہ کے حامی ڈاکٹر جمال الدین نامی کے آپکے حق میں اسقدر لکھنے پر کہ آپ علمی لیاقت نہیں رکھتے اور اپنی عجز بیانی اور خوف امتحانی کی وجہ سے علیگڈہ میں وعظ کہنے سے انکار کیا تھا آپ ناخوش نہوتے **اقول**۔ مولانا صاحب حضرت مسیح الزماں کی مخالفت میں آپ تمام طرق مناظرہ اور آداب مباحثہ سے بیخبر ہو گئے ؎ خبر تحیر عشق سن نہ جنون رہا نہ پری رہی ✦ نہ وہ میں رہا نہ وہ تو رہا جو رہی سو بیخبری رہی۔ مولانا کیا بمقابلہ خصم کے اوسکے خیالات اور

مسلمات کے بموجب کلام نہیں کیا جاتا چونکہ آپ اپنے خیال میں اپنے آپ کو سب
علماء ہند سے اعلم تر سمجھ رہے ہیں اور حضرت مسیح الزمان کو مقابل اپنے محض ایک جاہل
اور ایسا امی محض تصور کر رہے ہو کہ آپکے رسالہ اشاعۃ السنہ کی اردو عبارت بھی بغیر آپکے
سمجھائے ہوئے ان کی سمجھ میں نہیں آسکتی پس کلام حضرت مسیح الزمان کا اسجگہ آپ کے
اس خیال غلط کے مطابق ہے اور جو کلام حضرت اقدس کا بمقابلہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب
کے ہے وہ مطابق نفس الامر کے کیا گیا ہے اس میں کونسا حرج ہے۔ اور پھر یہہ گذارش ہے
کہ احوال اولیاء اللہ کا مختلف ہوتا ہے کیا آپ کو ضرب المثل گلستان کی بھی یاد نہیں رہی
ے یکے پرسید زاں گم کردہ فرزند۔ کہ اے روشن گہر پیر خردمند۔ زمصرش بوئے
پیراہن شنیدی۔ چرا در چاہ کنعانش ندیدی۔ بگفت احوال ما برق جہانست۔ دمے
پیدا و دیگر دم نہانست۔ گہے بر طارم اعلےٰ نشینیم۔ گہے بر پشت پائے خود نہ بینیم۔
اگر درویش بر حالے بماندے۔ سر دست از دو عالم برفشاندے۔ یہ مثل مشہور ہے
مشاہدۃ الابرار بین التجلی والاستتار۔ مولانا جیسی نکتہ چینیاں آپنے حضرت مسیح الزمان
کے پرائیویٹ خطوط میں جو ہمیشہ سرسری طور پر لکھے جایا کرتے ہیں کی ہیں اگر یہہ عاجز
آپکے رسائل اشاعہ میں کرنا چاہے دباوجودیکہ آپ اوس رسالہ وہ بزلی کو چھ چھ ماہ
میں بڑی محنت وجانفشانی سے حضرت نواب صاحب مرحوم ومغفور وغیرہ کی
کتابوں سے تلخیص کر کر محرر و مہذب کرتے ہیں) تو دفاتر کے دفاتر تالیف ہو جاویں
مگر میں اس کو ایک نزاع لفظی سمجھتا ہوں جو محض لایعنی ہے اور لغو و فضول اور یہہ جو
ہیچمدان نے اظہار خوشہ چینی آپکے رسالہ کا حضرت نواب صاحب مرحوم ومغفور وغیرہ
کی کتابوں سے کیا آپ خفا ہو کر طیش وغضب نفرماویں ورنہ آپ کے رسالہ کی تمام
قلعی کھولدیجاویگی۔ اور یہہ جو بعض نکتہ چینیاں جو ان چند سطور محررہ جناب میں باتباع
جناب کیں ہیں میں انکو بھی لایعنی سمجھتا ہوں مگر علت غائی میری اس سے

یہہ ہے کہ آپ متنبہ ہوں اور حقیقت اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ کی معلوم کریں
ورنہ آپ کیا اور آپ کا رسالہ کیا کفی باللہ شہیداً سوائے اون نمبروں کے جس میں
آپنے مضامین متعلق حضرت مسیح الزمان کے لکھے ہیں جو آپنے کسی نمبر کو تمام وکمال
بغور وامعان نظر دیکھا بھی ہو اور مجھکو ایسا مضامین اڈیٹر لنہ کے دیکھنے کی فرصت ہی
کب ہوتی ہے۔ اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب علیگڈہ ناکردہ گناہ اور معصوم کیوں کر
ہو گئے اُنہوں نے تو بلا تحقیق وتفتیش حال کے ڈاکٹر جمال الدین صاحب سے یہہ
روایت بیان کردی کہ درحقیقت حضرت اقدس مرزا صاحب کے پاس آلات نجوم
موجود ہیں وہ اونسے کام لیتے ہیں اور اس حدیث کا کچھ خیال نہ کیا کہ کفی بالمرء کذباً ان
یحدث بکل ما سمع کیا اس حدیث کے مکلف مولوی صاحب ممدوح نہیں ہیں۔ جو
ایسا افترا کیا اور حضرت مرزا صاحب کو نجومی اور پنڈت بنا دیا اے مولانا کجا آلات
رصد ونجوم اور کجا الہامات حضرت مسیح الزمان قال اللہ تعالیٰ ہل یستوی الذین یعلمون
والذین لا یعلمون سہ شتان بین مشرق ومغرب سہ ہووے میرے آنسو کے
برابر قطرہ نیساں۔ اگر وہ گوہر شاہوار ہو جاوے تو ہو جاوے ولنعم ما قیل ما انجی اللہ
والرسول معلمین لسان الوحی فکیف انا **قولہ** صفحہ ۳۷۶ فی الحاشیہ نمبر ۱ کافی نہیں
بلکہ لازمی اور ضروری تہا کہ اگر آپ اس الہام کو الہام سمجھتی تہے تو اوس کو اپنے خاص
حواریوں پر ظاہر فرماتے نہ یہہ کہ اردو زبان میں چہاپ کر تمام جہان میں شائع کرتے
اہل اللہ پر جو ایسے معارف اور حقائق کھلتے ہیں جنپر ظاہر شریعت کی شہادت
نہیں ہوتی تو وہ اونکو عامہ معتقدین شریعت پر ظاہر نہیں کیا کرتے کبھی آپنے
نہ سنا ہوگا کہ حضرت خضر علیہ السلام یا کسی اور ولی نے اپنے ایسے مکاشفات کا
اشتہار دیا ہو الخ۔ **اقول** یہہ قاعدہ آپنے کہاں سے نکالا کہ ایسے الہامات مؤید
بکتاب وسنت کا اخفا ملہم کو لازم اور ضروری ہے آیات فاصدع بما تؤمر اور فان لم

تفعل فما بلغت رسالتہ وغیرہ تو اوس کے اعلان کا حکم نافذ کر رہے ہیں درصورتیکہ
حضرت اقدس مرزا صاحب کے الہامات کو آپ الہام ہی جانتے ہیں پہر اوسکی
اخفا کے کیا معنے اس مقام پر میں اپنے ایک خط کا نقل کرنا جو بخدمت حافظ
محمد یعقوب خاں صاحب امام مسجد دیرہ دون لکہا ہے مناسب سمجہتا ہوں کہ
الہام وغیرہ کی بحث میں بہت مفید ہوگا انشاء اللہ تعالےٰ وہو ہذا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی نبیہ الکریم۔ محبی فی اللہ حافظ محمد یعقوب
خانصاحب السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ محبت نامہ نے صادر ہوکر مضامین مندرجہ
سے مطلع کیا اور اس بات سے بڑی خوشی ہوئی کہ جو آپنے اعتراضات اور سوالات
نسبت حضرت مرزا صاحب کے کئے ہیں وہ نہایت عمدہ یعنے ضرور قابل استفسار
اور لائق سوال کرنے کے ہیں میرے پاس جو بعض خطوط علماء وقت کے آئے تو اون
خطوط میں بجز طوفان بے تمیزی کے اور کچھ بھی نہیں تہا انا للہ وانا الیہ راجعون ط
واضح ہو کہ بعد ازاں نے اپنی اور بعض اپنے احباب کی تسکین کے واسطے ایک رسالہ
مسمی با علام الناس تالیف کیا ہے جسمیں اون اعتراضوں کا جواب بہی تفصیلاً آگیا ہے
اور دیگر ابحاث شریفہ بہی اوس میں درج ہیں اوس کے چند حصص ہوں گے حصہ اول
انشاء اللہ تعالےٰ عنقریب آپ صاحبوں کی خدمت میں پہونچیگا اطمینان رکھئے اور
اور صبر فرمائیے۔ ان اللہ مع الصابرین۔ اور میرا یہہ رسالہ کیا چیز ہے خود حضرت مسیح الزمان
مجدد الوقت مہدی ہذا الاوان نے قصد فرمایا ہے کہ تمام اوہام کا ازالہ کیا جاوے سبحان اللہ
ع آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ گر دلیلش خواہی از وے رو متاب آپ دیکہیں گے
کہ جس وقت یہہ رسالہ ازالہ اوہام شائع ہوگا تمام مخالفین کو شکست فاش ہوگی اب میں
بطور اختصار کے آپ کے سوالات کا جواب تحریر کرتا ہوں۔

سوال اول حضرت عیسی بن مریم علیہما السلام جو صاحب انجیل ہیں، اونکا انجام

کیا ہوا آیا زندہ آسمان پر اوٹھائے گئے یا موت عادی سے اونکا انتقال ہوگیا اس باب
میں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے بصراحت کیا ثابت ہوتا ہے۔

جواب سوال اول - کلام اعجاز نظام یعنی کلام اللہ الملک العلام نے اس
شبہہ واقعہ کا بکلی رفع و دفع کر دیا ہے۔ قال اللہ تعالےٰ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی
الآیہ دیکھو لفظ متوفی کو اوّل ارشاد فرمایا اور لفظ رافعک کو بعد اوسکے اور سب دلائل کو
بالفعل ملتوی رکھئے اسی سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ کو وفات اوّل ہوئی اور رفع بعد کو جیسا
کہ مقربین کے ارواح کو تا مقام علیین یا فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر ہوا کرتا ہے - اگر
کوئی کہے کہ واؤ تو صرف جمع کیو اسطے آتی ہے نہ ترتیب کیو اسطے جیساکہ علم معانی و بیان میں
مذکور ہے تو جواب اوس کا یہہ ہے کہ سلمنا لیکن واؤ اس واسطے بھی تو نہیں آتی کہ تابع
یعنی معطوف جو موخر ہے اوس کو مقدم مانکر متبوع یعنی معطوف علیہ کر دیا جاوے اور متبوع
جو مقدم ہے یعنی معطوف علیہ اوس کو تابع یعنے معطوف کر دیا جاوے بلکہ علم معانی وغیرہ میں
تصریح کی گئی ہے کہ تابع اس حیثیت سے کہ تابع ہے مقدم اور متبوع نہیں ہوسکتا پھر اس
آیت کے معنے جو بعض مفسرین یہہ لکھتے ہیں انی رافعک الی ثم متوفیک یہہ کیونکر درست
ہوئے واؤ اگر صرف جمع کیواسطے آتی ہے تو حضرت مرزا صاحب کی سلک کے بموجب
ٹھیک ہوگئی کہ وفات کے ساتھ ہی حضرت عیسی مرفوع الی اللہ بھی ہوگئے یہہ معنی جو
بعض مفسرین لکھتے ہیں اوس میں تو واؤ جمع کے واسطے ہی نہیں رہتی بلکہ ہزار دو
سال کی تراخی لازم آتی ہے۔ پھر اگر زندہ آسمان پر اوٹھائے جاتے تو یوں ارشاد
ہوتا کہ یا عیسیٰ انی رافعک الی السماء بجسدک العنصری ثم متوفیک بعد نزولک علی
الارض واین ھذا من ذالک۔ اور یہہ امر تو سب پر واضح ہے کہ کلمات قرآن مجید اپنی ترتیب
مرادی کے موافق اپنے اپنے موقع اور محل پر مثل موتیوں کے منظوم اور منسلک کئے گئے
ہیں ایسی نظم سے کہ وہ بلاغت کی طرف اعلیٰ حد اعجاز کو پہنچ گیا ہے اب جو بعض

مفسرین کلمات آیہ کو اولٹ پلٹ کر معنی مشہور اپنے خیال کے بموجب کرتے ہیں
بسبب پاس ادب کے ہیں اور کچھ تو نہیں لکھتا مگر یہہ ضرور رکھوں گا کہ یہہ ایک تاویل فاسد
اور بعید ہے جس کی طرف رجوع کرنا کچھ ضرور نہیں ہے مہربان من اس ہیچدان نے رسالہ
اعلام الناس کے ساتھ یہہ اشتہار بھی دیا ہے کہ جو کوئی عالم صعود آسمانپر و نزول
عیسٰی علیہ السلام کا آسمان سے بجسم عنصری حدیث مرفوع صحیح صریح الدلالت یا اسی
قسم کی آیت سے ثابت کر دے تو فی حدیث و آیت بیس روپیہ حق اجرت دونگا
سوال۔ دوم۔ عیسٰی بن مریم علیہم السلام جو انبیاء سابقین میں سے ہیں آخر
زمانہ میں دنیا میں تشریف لاویں گے یا نہیں اور اگر تشریف لاویں گے تو کس مقام پر
تشریف لاویں گے یہہ پیشین گوئی جو مسلمانوں میں جناب ممدوح کی نسبت مشہور ہے
حدیث صحیح سے حقیقتاً ثابت ہے یا نہیں اور اگر ثابت ہے تو آیا اوس سے مثیل و مشابہ
بطور استعارہ مراد ہے یا حقیقتاً عیسٰی پیغمبر علیہ السلام مراد ہیں یا دونوں مراد ہیں۔
جواب سوال دوم۔ جبکہ آیت مذکورہ کی نظم سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسٰی کی
وفات بطور معہود ہو چکی اور بحکم آیت قیل ادخل الجنۃ وغیرہ کے آپ جنت میں داخل
ہوئے تو اب بہشت میں سے نکلکر دنیا میں کیوں کر آویں گے قال اللہ تعالیٰ وما ھم
منہا بمخرجین اور یہہ ہم مسلمانوں کا یہہ بھی عقیدہ ہے کہ نبی اپنی نبوت سے معزول
نہیں ہوتا پس اگر حضرت عیسٰی نبی ہوکر نازل ہوئے تو نعوذ باللہ ہمارے حضرت مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہ ہے اور اگر نبوت سے معزول ہوکر آتے تو اس عقیدہ
مسلمہ کے خلاف ہوا پس احادیث صحیحہ میں جو بشارت نازل ہونے مسیح ابن مریم کی وارد
ہے اوس سے مراد مثیل مسیح ہے جو بطور مبالغہ مصرحہ علم بیان کے مشبہ کو مشبہ بہ بولا
گیا ہے یا استعارہ۔ اور استعمال لفظ ابن مریم میں جو عوام و خواص کو استبعاد ہے
وہ بعد غور کے کچھ استبعاد نہیں ہے دیکھو قرآن مجید میں مسافر کو ابن السبیل متعدد

جگہ فرمایا گیا ہے کیا مسافر حقیقتاً راہ کا بیٹا ہوتا ہے یا عرب میں چاند کو ابن اللیل کہتے ہیں تو کیا چاند رات کا بیٹا ہوتا ہے۔ ابن الارض نوعی از تر ہا اور نبت الارض بھی نوعی از تره نبات الدہر حوادث زمانہ۔ نبات اللیل احتلام یا حوادث۔ نبات الفلا شتران کہ پریشان در بیابان گذند نبات المنایا تیر نبات الماء طائر آبی۔ نبات النعش ہفتو رنگ وجاودیہ نبات اللحم دختر فربہ نبات الطریق راہ ہائے خورد کہ از راہ بزرگ جدا شود وغیرہ لغات عرب کو دیکھو۔ اسی طرح حضرت مخبر صادق نے بسبب کمال مشابہت و مماثلت کے اپنی امت کے مسیح کو مسیح بن مریم اگر نام رکھدیا تو کیا استبعاد ہے اور اگر معنے نزول سے کسی کو شک پیدا ہو تو یہہ شبہہ بھی بسبب ناواقفی کے ہے ان آیات میں غور کیا جاوے انزلنا الحدید فیہ باس شدید الایۃ انزلنا الیکم لباساً الایۃ قد انزل الیکم ذکراً رسولاً یتلو علیکم آیات مبینات اور دیکھو انزل الداء الذی انزل الدواء۔ لما نزلت بنو قریظہ۔ خرج من مکۃ نزل بیثرب وانزل لکم من الانعام ثمانیۃ ازواج وغیرہ وغیرہ۔ مقام تشریف آوری مسیح امت احادیث صحیحہ میں بہت مختلف آیا ہے کسی میں شرقی دمشق کہیں نزدیک منارہ بیضا شرقی دمشق کسی میں مقام اردن کسی میں معسکر مسلمین وغیرہ وغیرہ چونکہ پیشین گوئیاں مخبر صادق کی نسبت امور مستقبلہ کے ہیں لہذا پوری ماہیت اور حقیقت اون کی قبل از وقوع معلوم نہیں ہو سکتی شاید ایک ہی مسیح کیواسطے یہہ مقامات فرمائے ہوں یا متعدد مسیحوں کے واسطے جیسا کچھ وقوع میں آوے البتہ وقوع اوس کا ضرور ہے کیونکہ مخبر صادق نے خبر دی ہے البتہ لفظ منارہ کی نسبت اس قدر ہم کہ سکتے ہیں کہ جو منارہ دمشق میں شرقی جانب ہے اوس کو کسی بادشاہ وغیرہ نے ۷۴۱ھ ہجری میں تعمیر کیا ہے یہہ کیا ضرور ہے کہ منارہ بیضا مندرجہ حدیث سے وہی منارہ مستحدثہ مراد ہو جو سنہ مذکور میں شہر دمشق میں کسی بادشاہ وغیرہ نے بموجب اپنی فہم حدیث کے واسطے تصدیق پیشین گوئی کے تعمیر کیا ہے کیونکہ فہم تو کسیکا بھی حجت شرعی نہیں ہے اگر ایسی نہاں

[illegible]

مجعول و مستحدث کا مراد ہو نا فقہ حدیث میں ضرور ہو تو چاروں مصلوں کا جو بیت اللہ
میں کسی نے تعمیر و احداث کئے ہیں مستند ہونا بھی کسی نہ کسی دلیل سے ثابت
ہو جاویگا۔ اصل یہہ ہے کہ اصلی معنی منارہ کے جاے نور اور جگہ روشنی کے ہیں۔
لغت عرب عرباء کیطرف مراجعت کیجاوے پس حدیث مسلم سے صرف اسقدر ثابت
ہوا کہ نزدیک ایک جائے نور اور سفید کے دمشق کے شرق کیطرف مسیح بن مریم آویں گے
یہہ پیشین گوئیاں جو نسبت امور مستقبلہ کے ہیں اس میں کسیکی آراء واقیسہ کو کچھ دخل
نہیں صرف الفاظ وحی میں غور فرمانا چاہئے نہ خیالات ما و شما پر استشہاد۔

سوال سوم - مسیح متعدد ہوں گے یا ایک اور اگر متعدد ہوں گے تو سب محق ہونگے
یا بعض محق ہوں اور بعض مبطل۔

جواب نمبر سوم - مسیح کا اطلاق احادیث صحیحہ میں مسیح مبطل پر بھی آیا ہے اور
مسیح محق پر بھی جو مثیل عیسی بن مریم ہوگا وہ مسیح محق ہے والا مبطل اور یہہ بھی ایک
دلیل ہے تعدد مسیحوں کی اور علامت مسیح محق کی یہہ ہے کہ متبع کتاب و سنت
حاکم بالشریعۃ عادل متقی پرہیزگار ہوگا مقرب پروردگار واسطے اثبات حقیت
کتاب اللہ اور نبوت محمدیہ کے اور نیز دعوت اسلام کی آیات بینات اور براہین بالغہ
رکھتا ہوگا مؤید بروح القدس ہوگا نشان آسمانی دکھا سکتا ہوگا اور مسیح مبطل کی علامت
اس کے برعکس ہے اور وہی دجال ہے۔

سوال چہارم - آپنے اپنے خط میں تحریر فرمایا ہے کہ صحیحین میں اس مجدد الوقت
کا حلیہ موجود۔ نسب موجود۔ زمانہ موجود۔ ساری صفات اوس کی موجود الی قولہ۔ اس کا
مطلب بالتشریح قلمی فرمائے۔

جواب نمبر چہارم - حلیہ حضرت اقدس مرزا صاحب کا گندمی رنگ۔ بال گھنگروالے
نہیں کندھوں کے قریب کانوں کی لو کے نیچے تک لٹکتے ہوئے صحیح بخاری میں لکھا ہے

ارانی اللیلۃ عند الکعبۃ فی المنام فاذا رجل آدم کاحسن ما تریٰ من اُدم الرجال تضرب لمتہ بین منکبیہ رجل الشعر الخ اور اسی صحیح بخاری میں اس کے قریب ہی مسیح اول کا حلیہ یہہ لکھا ہے سرخ رنگ اور بال گہنگر والے چوڑا سینہ۔ فاما عیسٰی فاحمر جعد عریض الصدر حضرت اقدس مرزا صاحب کا نسب ابناء فارس سے ہے صحیح مسلم وغیرہ میں یہہ نسب بہی موجود ہے لوکان العلم معلقا بالثریا لنالہ رجل من ابناء فارس اور اور صفات اوس کے اعلام الناس میں لکھے گئے ہیں اور زمانہ اوس کی بعثت کا اگر یہی زمانہ شرور و فتن کا نہو گا تو پہر اور کونسا زمانہ ہوگا۔ تمام متاخرین اکابر علماء امت مثل مولانا شاہ ولی اللہ صاحب وغیرہ کو حضرت مسیح بن مریم کے نزول کے وقت میں کوئی ایسی حالت منتظرہ باقی نہیں رہی تھی کہ جس کی وجہ سے اون کی نزول میں کچہہ بہی تاخیر خیال میں آوے یہہ علماء ایسے منتظر تہے کہ جیسے اسٹیشنوں پر لوگوں کو بعد بج جانے گھنٹے کے انتظار آمد ریلوے کا واسطے آمد کسی اپنے دوست کے ہوتا ہے کہ اب آئے وہ آئے یہہ آئے اگر اون کی نزول میں کوئی دقیقہ بہی باقی رہا ہوتا تو ہرگز یہہ اکابر علماء جو جامع علوم معقول و منقول تہے ایسا سریع النزول ہونا اون کا خیال نکرتے اور یہہ خیال اونکا کچہہ تو مقتضائے احادیث و اخبار مخبر صادق کا تہا اور کچہہ من جانب اللہ القا یا الہام تہا کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کوئی ایسا واقعہ عظیم دنیا میں پیدا کرنا چاہتا ہے تو عادت اللہ جاری ہے کہ کبرا و عظما کے خیالات کو اوس واقعہ کے استقبال* کے واسطے متوجہ فرما دیتا ہے۔ اور یہہ ندائے ہاتف غیبی بمنزلہ اوس گھنٹی کے ہوجاتی ہے جو وقت آمد ریلوے کے بجا کرتی ہے اور سعادت مندوں کو

---

* اسی عادت اللہ کے موافق اس زمانہ میں ہمارے حضرت مثیل مسیح کے دعوے سے پہلے بہت سے علماء و اتقیاء کو صحیح اور سچے رؤیا اور مکاشفات ہوئے۔ بلکہ بعض اہل اللہ نے تو اوس سے پورے تیس سال پہلے حضرت مرزا صاحب کے مولد و منشاء اور وہاں کے مقام ظہور و مسیح رابہمانہ کا نام اور خود ان کا اسم گرامی مفصل و معین بطور پیشین گوئی بیان کر دیا چنانچہ یہہ سب پیشین گوئیاں اور خواب و الہامات ازالہ اوہام میں درج ہو چکے ہیں۔ عبد الکریم۔

صرف اتنی ہی بات موجب تصدیق ہو جاتی ہے سہ ہر ندائے کہ تر ابالا کشید۔ آن ندارا
اداں کہ از بالا رسید۔ اب بعد بجنے گھنٹی کے ریلوے بھی آگئی اور وہ دوست بھی اوتر آیا
اور بہت سے اللہ کے بندوں نے اوس کو پہچان بھی لیا تو معہذا اگر کوئی شخص اب بھی
مکذب رہے تو بجز اوس کے عناد اور تعصب کے کیا کہا جاوے۔ اور اس پہچان کو ایک
سبب تصدیق منجملہ دیگر اسباب کے وہ ندا بھی ہوئی ہے جو ہمارے آقا و محسن و معتد امجد
علوم ظاہری حضرت نواب صاحب بہادر مرحوم و مغفور نے اپنی کتاب اقتراب الساعہ
میں بصفحہ ۱۵۴۔ باواز بلند دی ہے و ہو ہذا۔ "میں اپنی اولاد سے کہتا ہوں تم میں اگر
کوئی عیسیٰ علیہ السلام کو پاوے تو میرا سلام پہنچاوے اور جو وہ کہیں اسی صدی میں
آگئے اور میں اوس وقت تک زندہ رہا تو پھر کچھ حاجت اس وکالت کی نہیں ہے ع
چلوں میں آپ ہی قاصد جواب کے بدلے۔ دوسری روائیت انس میں نزدیک حاکم
کے یہہ لفظ آیا ہے قال رسول اللہ صلعم من ادرک منکم عیسی بن مریم فلیقرا منی السلام
تم میں سے جو کوئی عیسیٰ بن مریم کو پاوے وہ اون سے میرا سلام کہے یہہ خطاب ہے
ساری امت کو میں بھی ایک فرد اسی امت کا ہوں اگر میں نے اون کو پایا تو سب سے پہلے
میں ہی انشاء اللہ تعالیٰ سلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا پہنچاؤں گا ورنہ میری
اولاد میں سے جو کوئی اون کو پاوے بڑی حرص سے اس سلام نبوت کو اون تک پہنچاوے
تاکہ پچھلا لشکر کتائب محمدیہ سے میں ہی ہوں یا میری اولاد ہو وے و باللہ التوفیق
سہ زمانہ ابن مریم کا اگر توفیق ہاتھ آوے۔ تو سب سے پہلے تو کہیو سلام پاک حضرت کا
انتہیٰ۔ موضع الحاجۃ اگر کوئی کہے کہ حضرت نواب صاحب مرحوم و مغفور نے جو ترتیب
قصہ نزول مسیح بن مریم کی اپنی کتاب اقتراب الساعہ میں لکھی ہے وہ کب حضرت اقدس
مرزا صاحب پر ٹھیک بیٹھتی ہے تو جواب اوس کا یہہ ہے کہ قصہ نزول ابن مریم کی ترتیب جو کتب

اشاعۃ لاشراط الساعہ وغیرہ میں باکتب حدیث میں مرتب کی ہے وہ ترتیب توقیفی

نہیں ہے جو الہام و وحی سے ثابت ہو بلکہ محدثین و شارحین حدیث نے اپنے فہم کے
موافق احادیث صادرہ و واردہ کو ترتیب دیا ہے اور بعدہ مصنفین رسائل مستقلہ
نے اوسی ترتیب کو موافق مفصلاً و مبتوبا قصہ نزول عیسیٰ بن مریم اپنی اپنی کتب میں
بیان کیا ہے حتی کہ اردو کی کتابوں میں بھی وہی ترتیب عوام و خواص بلکہ جہلا
میں مشتہر ہو گئی ہے یہانتک کہ حالت طفولیت سے وہی ترتیب تمام اذہان میں
مرکوز ہو گئی ہے اور یہی ایک بڑا مانع قوی اصل قصہ الہامی کے فہم کا ہوا ہے جس
سبب سے ہم اپنے مخالفین کو معذور سمجھتے ہیں۔ اور صرف بلفظ مخطی یاد کرتے ہیں لیکن
محققین پر یہہ بات واضح ہے کہ یہہ ترتیب قصہ مفصلاً و مبتوبا صرف محدثین نے محض اپنے
فہم سے مرتب کیا ہے نہ وحی اور الہام سے اور فہم محدثین ایسے امور الہامیہ میں حجت
نہیں ہو سکتا بلکہ فہم صحابی بھی حجت نہیں۔ یہانتک کہ عبارت الہامی میں فہم ملہم
بھی پورا پورا حجت نہیں یہہ مسئلہ اپنے محل پر ثابت کیا گیا ہے کہ انبیا سے بھی اجتہادیات
میں خطا واقع ہو سکتی ہے اس کے شواہد بھی ہمارے رسالہ میں لکھے گئے ہیں پس اگر اصل
قصہ نزول عیسیٰ بن مریم خلاف اُس ترتیب کے جو محدثین نے اپنے فہم سے قایم کی ہے
واقع ہو تو اس پیشین گوئی کی صدق میں کوئی نقصان نہیں آئیگا بلکہ اس میں امتحان
مخلصان اور منافقان متصور ہے جیسا کہ حکیم امت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے
لکھا ہے۔

سوال نمبر پنجم۔ آیات ذیل کا کیا مطلب ہے اور اون کی تفسیر میں علماء معتبر کا
کیا قول ہے ۱؎ و اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی الآیہ ۲؎ فلما توفیتنی کنت
انت الرقیب علیہم الآیہ ۳؎ وان من اہل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ الی قولہ
رہی یہہ بات کہ مولوی عبید اللہ وغیرہ کی تقلید نہیں کرنی چاہئے تو اس میں مرزا صاحب
کی بھی خصوصیت نہیں رہتی اگر مرزا صاحب اپنا مسلک سب سے علیحدہ اختیار

کریں تو اُن کی تقلید بھی ناجائز ہے بڑا خدشہ یہہ ہے کہ مرزا صاحب کے الہامات محکم کیوں ٹھہرتے ہیں علمار سلف تو خطار الہامی کو ممتنع التقلید جانتے ہیں اگر یقینی بھی ہوں تو خاص صاحب الہام کے لئے ہوں الی اخر کتابہ ۔

جواب نمبر پنجم ۔ تفسیر آیات کی تو لکھی جا چکی ہے البتہ دربارہ الہام و تقلید جوابدینا باقی رہا اس کی بحث طول ہے اگر بسبب طول کے کچھ نہ کہا جاوے تو جو جوابات دسئے گئے وہ سب ردی ہوجاویں گے اور اگر تفصیل سے لکھوں تو یہہ خط اوسکی گنجائش نہیں رکھتا ہے لہذا الحکم ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ مشتے نمونہ خروار تحریر کرتا ہوں ۔ یہہ قاعدہ متکلمین کا مشہور ہے اور کتب علم کلام میں مندرج کہ الہام و کشف اولیا کا کوئی ایسی شئے نہیں جو اسباب علم و یقین سے ہو اور حجت شرعی گردانا جاوے جو غیر پر حجت ہو سکے اولہ شرعیہ صرف چار ہین اگر الہام بھی حجت شرعی ہوتا تو اولہ شرعیہ پانچ ہوتے نہ چار ۔ والدال علیہ ۔ اس قاعدہ کا بیان کیا جاتا ہے واضح ہو کہ یہہ قاعدہ اگرچہ بالتصریح کتاب و سنت مین کہیں مذکور نہیں ہے آثار سلف میں پایا جاتا ہے مگر ایک عمدہ قاعدہ ہے کہ اوسکی عمدگی خیر بیان میں نہیں آسکتی علمار ظاہر نے واسطے حفاظت شریعت حقہ محمدیہ کی وضع کیا ہے جزاہم اللہ خیر الجزار اس پر علمار کا اتفاق سا ہو گیا ہے اگرچہ اجماع نہیں ہے اس قاعدہ سے شریعت حقہ محمدیہ عوام و خواص میں آجتک محفوظ چلی آتی ہے اور قیامت تک یہہ قاعدہ حافظ شریعت حقہ محمدیہ کا رہیگا اور مسیحین دجالین بسبب اس قاعدہ کے مومنین حقہ کے دلونمیں انشاءاللہ تعالیٰ کوئی شبہ اور شک پیدا نکر سکیں گے اور اگر یہہ قاعدہ تسلیم نہ کیا جاوے تو پھر ہر ایک مسیح دجال و کذاب مسائل شرعیہ کتاب و سنت کو گندہ کر دے اور ہر شخص صوفی جاہل پیر پرست و قبر پرست اپنی ہوا اور ہوس کی موافق احکام شرعیہ کو گھڑ لے اور حقیقت الحال یہہ ہے کہ احکام شرعیہ وغیرہ میں ضرورت الہام و کشف کی باقی بھی نہیں رہی قال اللہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا ۔ گویا کہ یہہ قاعدہ مذکورہ اسی

آیت سے مستنبط ہوا ہے یعنے احکام میں بسبب اکمال دین اور اتمام نعمت کے اب الہام کی
ضرورت رہی باقی نہیں رہی تو اب الہام اولیاء اللہ کو اسباب علم سے قرار دینا کیا ضرور تھا علاوہ
یہہ کہ درصورت اوس کے اسباب علم سے قرار دینے میں بالعوض نفع کے خوف عوام زیادہ متصور
ہے خصوصاً جبکہ الہام ہر شخص پر نازل بھی نہیں ہوتا کسی خاص بندے مقرب پر نازل ہوتا ہی
اور اس پر یہہ علاوہ کہ ہر وقت بھی نازل نہیں ہوتا جب اوس کی ضرورت اشد ہوتی ہے تب
نازل ہوتا ہے ان وجوہ اور اسباب اور مصالح سے علماء ظاہر نے الہام کو اسباب علم سے نہیں
گردانا لاکن اس کا یہہ مطلب نہیں کہ الہام نفس الامر میں بھی اسباب علم سے نہیں یا اسرار
اور معارف شرعیہ کے سمجھنے کے لئے الہام کی ضرورت ہی نہیں رہی ۔ اور دوسرا مقدمہ کہ الہام
حجت شرعی نہیں اس کے بھی یہی معنے ہیں کہ الہام کو بسبب اسباب مذکورہ اور مصالح مسطورہ
کی حجت شرعی گرداننے کی کوئی ایسی حاجت نہیں ہے لیکن اس کا یہہ مطلب نہیں ہے
کہ الہام فی الحقیقت اور فی نفس الامر بھی حجت شرعی نہیں یہہ اس قاعدہ کا مال ہے جو بیان
ہوا ۔ اب اس کا ماعلیہ بیان کیا جاتا ہے واضح ہو کہ الہام کامل النور جس پر کسی ولی کو اصرار
ہو وہ کیا چیز ہے وہی تو وحی ہے اور منجانب اللہ ہے جو انبیاء کو ہوتا ہے بسبب اصالت
اور متبوع اور مقتدا ہونے انبیا علیہم السلام کے الہام انبیاء کا نام تو علماء نے وحی رکھا ہے
اور بسبب فرع اور تابع اور مقتدی ہونے اولیا کے اون کے وحی کا نام الہام رکھا ہے ۔

دلیل اول ۔ دیکھو فرمایا اللہ تعالٰے نے واوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعیہ فاذا خفت
علیہ فالقیہ فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین ۔

دلیل دوم ۔ فرمایا واذ اوحیت الی الحواریین الآیہ والدہ حضرت موسیٰ اور حواریین
عیسیٰ نبی نہیں تھے اون کے الہام کو وحی فرمایا گیا آخر خط تک ۔ **فائدہ** سمجھنا چاہیے
کہ معنے کشف کے کسی چیز کے منہہ پر سے پردہ کا اوٹھا دینا اور کہولدینا ہے عیون المفردات
میں لکھا ہے کشفت الثوب عن الوجہ وغیرہ یعنے اوٹھا دیا میں نے کپڑے کو مونہہ پر سے

یا مونہہ کے غیر پیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید
یعنی پس کھولدیا ہمنے تجھسے پردہ تیرا پس نظر تیری آج کے دن تیز ہے مجمع البحار میں باب
تفاعل سے بحوالہ نہایہ لکھا ہے لو تکاشفتم ما تدافنتم ای لو علم بعضکم سر بعض لاستثقل
تشییع جنازتہ ودفنہ یعنی اگر تم پر منکشف ہو جاوے اور جان لے بعض تمہارا عیب پوشیدہ
بعض تمہارے کے البتہ گراں ہو جاوے جنازہ میت کے پیچھے چلنا اور دفن کرنا میت کا
اور معنی الہام کے دلمیں نیکی کا ڈالدینا اور سکہا دینا اوس کا عرب لکھتا ہے الھم اللہ خیراً
ای لقنہ ایاہ یعنی اللہ نے ڈالدی اوس کے دل میں خیر یعنی اوس کو خیر تلقین کردی
مجمع البحار میں لکھا ہے الالہام ان یلقی اللہ فی النفس امراً یبعثہ علی الفعل او الترک وھو
نوع من الوحی یختص اللہ بہ من یشاء من عبادہ یعنے معنی الہام کے یہہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ
ڈالدے نفس میں ایک امر کو کہ باعث ہو وہ اس ملہم کو کسی چیز کے فعل پر یا ترک پر
اور وہ الہام[1] ایک قسم ہے وحی کی خاص کرتا ہے اللہ تعالیٰ ساتھ اوس کے کہ جس شخص کو
کہچاہتا ہے بندوں اپنے سے انتہی۔ اور وسوسہ برعکس الہام کے ہے یعنی بری بات کا دل
میں ڈالدینا۔ عیون المفردات میں تفسیر الہام کی یوں لکھی ہے الالھام القاء الشئی فی الروع
ویختص ذلک بما کان من جھتہ اللہ و الملاء الاعلی قال فالھمھا فجورھا وتقواھا و ذالک
نحو ما عبر عنہ بلمتہ الملک وبالنفث فی الروع کما قال علیہ السلام ان للملک لمتہ و
للشیطان لمتہ وکقولہ علیہ السلام ان روح القدس نفث فی روعی واصلہ من التھام الشئی
وھو ابتلاعہ والتفصیل ما فی الذریع انتہی یعنے الہام ڈالدینا ایک شئے کا ہے
بیچ دل کے اور خاص ہے یہہ ساتھ اوس القا کے جو اللہ تعالیٰ یا ملاء اعلیٰ کی طرف سے ہو
فرمایا اللہ تعالیٰ نے سکہلا دیا اوس کو طریق بدکاری اور پرہیزگاری اوس کی کا اور یہہ
الہام مثل اوسکے ہے جس کو فرشتہ کا چہونا اور دل میں پہونکدینا فرمایا ہے جیسا کہ فرمایا

---

[1] الہام وحی کے ایک قسم ہے ۱۲ منہ۔

آنحضرت علیہ السلام نے کہ ایک چھونا تو فرشتہ کا ہے اور ایک چھونا شیطان کا اور جیساکہ
قول آنحضرت علیہ السلام کا بہ تحقیق روح القدس نے پھونک دیا میرے دل میں اور اصل الہام
کی یہہ ہے کہ اوس میں معنے نگل جانیکے پائے جاتے ہیں جیساکہ کہتے ہیں نگل گیا بچا اونٹ
کا اوس چیز کو کہ پستان میں ہے انتہی یعنی گویا کہ الہام تمام وساوس اور اوہام کو نگل گیا
اور بعد الہام کے کوئی وہم اور وسوسہ باقی نرہا اب چند آیات متعلق الہام اور لکھی جاتی
ہیں۔

دلیل سوم فرمایا اللہ تعالیٰ نے قلنا یاذالقرنین اما ان تعذب واما ان تتخذ
فیھم حسنا۔ یعنی کہا ہمنے اے ذوالقرنین یا یہہ کہ عذاب کرے تو اون کو اور یا یہہ کہ پکڑے تو بیچ
اون کے بھلائی اس آیہ کریمہ میں البتہ تبارک و تعالےٰ نے ذوالقرنین کو ندا فرماکر جو یہہ حکم مندرجہ
آیت ارشاد فرمایا تو اس ندا میں مفسرین کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ذوالقرنین نبی تھے اور
بعض کہتے ہیں کہ نبی وقت کی معرفت یہہ ندا فرمائی گئی لیکن یہہ دونوں تاویلیں درست اور
صحیح نہیں معلوم ہوتیں۔ تاویل اول تو اسواسطے صحیح اور درست نہیں کہ ذوالقرنین کا نبی
ہونا ثابت نہیں چنانچہ تفسیر فتح البیان میں حضرت ابوہریرہ سے مرفوعا یہہ حدیث نقل کی ہے
لا ادری ذوالقرنین کان نبیاً ام لا اخرجہ عبدالرزاق وابن المنذر والحاکم وصححہ وغیرھم و
عن علی بن ابی طالب قال لم یکن نبیاً ولا ملکا ولکن کان عبدا صالحا احب اللہ فاحبہ اللہ
ونصح للہ فنصحہ اللہ۔ الی آخرہٖ یعنی روایت کیا اس حدیث کو عبدالرزاق اور ابن منذر اور
حاکم نے اور صحیح کہا اوس کو اور غیر اون کے نے بھی روایت کیا ہے اور حضرت علی بن ابی طالب
سے مروی ہے کہ ذوالقرنین نبی نہیں تھے اور نہ فرشتہ تھے اور لاکن وہ ایک بندہ صالح
تھے کہ اونھوں نے اللہ کو دوست رکھا تو اللہ تعالیٰ نے اون کو دوست رکھا یعنی وہ ولی اللہ
تھے اور ساونھوں نے نصیحت کی اللہ کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اون کی خیر خواہی کی آخر عبارت
تک پس جبکہ نبی ہونا ذوالقرنین کا ثابت ہی نہیں پس یہہ تاویل درست نہوئی اور تاویل

دوم ظاہر قرآن مجید کے خلاف ہے اور صرف عن الظاہر جو بلا وجہ درست نہیں ہے پس تاویل دوسری
بھی درست نہوئی اسیواسطے جلالین میں جو اصح التفاسیر کو اختیار کرتا ہے لکھا ہے قلنا یاذالقرنین
بالہام اور کمالین مین لکھا ہے قول المصنف بالہام رد لاستدلال من زعم انہ کان نبیا بانہ
خاطبہ بان المراد منہ الالہام آخر تک یعنی قول مصنف کا بالہام رد ہے اس شخص کا جس کے
زعم میں ذوالقرنین نبی تہے اور اوس شخص کا استدلال نبی ہونے پر صرف یہی ہے کہ اللہ تعالٰے
نے اون کو مخاطب کرکر خطاب فرمایا تو صاحب جلالین نے تفسیر آیہ میں اشارہ کیا طرف رد اس
شخص کے اس طور پر کہ یہہ خطاب بطور الہام کے ہے اور مراد اوس سے الہام ہے۔ پس ثابت
ہوا کہ یہہ خطاب اللہ تبارک وتعالٰی کا حضرت ذوالقرنین کو جنکا صالح اور ولی اللہ ہونا حضرت
علی کی روایت سے ثابت ہے بطور الہام کے تہا۔ اور دیگر خوارق عادات وکرامات ذوالقرنین
کو بھی اللہ تعالٰی نے قرآن شریف میں مذکور فرمایا ہے جس سے اون کا ولی اللہ ہونا ثابت ہے
اول۔ ہر چیز کا سامان مہیا فرمادیا قال اللہ تعالٰی واتیناہ من کل شئی سببا۔ اور دیا تہا
اوسکو یعنے ہر چیز کا سامان۔

دوم طے ارض۔ قال اللہ تعالٰی حتی اذا بلغ مغرب الشمس وجدھا تغرب فی عین حمئۃ۔ یعنے
یہانتک کہ جب پہنچا جگہ ڈوبنے سورج کی پایا اوس کو ڈوبتا بیچ چشمے کیچڑ کے اور فرمایا حتی اذا
بلغ مطلع الشمس وجدھا تطلع علی قوم لم نجعل لھم من دونھا سترا یعنے یہانتک کہ جب
پہنچا جگہ نکلنے سورج کی پایا اوسکو کہ نکلتا ہے اوپر ایک قوم کے کہ نہیں کیا ہمنے واسطے اونکو
ورے اوس سے پردہ یہہ تو مغرب سے مشرق تک طے ارض کا ذکر ہوا اور مابین مغرب اور
مشرق کے طے ارض کا ذکر بھی یوں فرمایا حتی اذا بلغ بین السدین یعنے یہانتک کہ جب
پہنچا درمیان دو دیواروں کے چنانچہ تفسیر تبصیر الرحمٰن میں لکھا ہے ثم اتبع سببا طی الارض
مما بین المشرق والمغرب والمقابلۃ اھلہ دفع حیلھم۔

سوم۔ سد سکندری جو اب تک موجود ہے اور جس کا طول سو فرسخ اور اونچائی دو سو ذراع

اور عرض بقول پچاس فرسخ ہے اور اس سد کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فما اسطاعوا ان یظہروہ وما استطاعوا لہ نقبا قال ھذا رحمۃ من ربی یعنے پس نہیں طاقت رکھتے یاجوج وماجوج کہ چڑھ آویں اوپر اوس کے اور نہیں طاقت رکھتے کہ سوراخ کریں اوس میں اور کہا ذوالقرنین نے کہ یہہ صنعت دیوار کی رحمت پروردگار میرے سے ہے اور جس طرح وحی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذوالقرنین کو بطور الہام کے ثابت ہوئی ویسی ہی عرض معروض ذوالقرنین کی بجناب باری عزاسمہ قرآن شریف سے ثابت ہے چنانچہ قول ذوالقرنین کا اللہ تعالیٰ نے بجواب بذا مذکور نقل فرمایا ہے قال اما من ظلم فسوف نعذبہ ثم یرد الی ربہ فیعذبہ عذابا نکرا واما من امن وعمل صالحا فلہ جزاء الحسنیٰ وسنقول لہ من امرنا یسرا۔ یعنے کہا ذوالقرنین نے بجواب جناب باری عزاسمہ کی ایسپر جو شخص ظالم ہے پس البتہ عذاب کریں گے ہم اوس کو پہر پہیر جاوے گا طرف رب اپنے کی پس عذاب کریگا اوس کو عذاب بڑا اور ایسپر جو شخص کہ ایمان لایا اور عمل کئے اچھے پس واسطے اوس کے بطور جزا کے ہے نیکی اور کہیں گے ہم کام اپنے سے آسانی۔

دلیل چہارم۔ ایضاً فرمایا اللہ تعالیٰ نے فوجدا عبدا من عبادنا اتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما یعنے پس پایا ان دونوں یعنے حضرت موسیٰ اور حضرت یوشع نے جو رفیق موسی علیہ السلام کے تہے ایک بندے کو بندوں ہمارے سے یعنے خضر کو دی تہی ہم نے اوس کو رحمت نزدیک اپنے سے اور سکہایا تہا ہمنے اوس کو اپنے پاس سے علم مفسرین نے حضرت خضر کی نبوت میں بہی اختلاف کیا ہے لیکن حضرت خضر کا نبی اعتقاد کرنا کئی وجہوں سے درست نہیں ہے۔ اول تو کسی جگہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں اون کا نبی ہونا ذکر نہیں فرمایا اور نہ کہیں احادیث میں کہیں اون کا نبی ہونا مذکور ہے پس جب تک کہ کتاب اللہ اور احادیث صحیحہ سے ثابت نہو تب تک کسی کی نبوت کا اعتقاد نہیں کیا جا سکتا۔ وجہہ دوسری یہہ ہے کہ اگر حضرت خضر نبی ہوتے تو وہ اپنی امت میں رہکر ہدایت اور ارشاد

امت میں مشغول ہوتے لیکن یہہ بات کسی روایت سے ثابت نہیں ہوتی کہ حضرت خضر نے
کسی امت کی ہدائیت و دعوت فرمائی ہو وجہ تیسری یہہ ہے کہ کتاب اللہ اور احادیث صحاح
سے اون کی سکونت دریاؤں وغیرہ پر ثابت ہوتی ہے اور جنگلوں میں رہنا بھی پایا جاتا ہے
ایسی سکونت جنگلوں اور دریاؤں کی نبوت کے مخالف ہے کیونکہ نبی کا کام خلق اللہ کی ہدائیت
وارشاد ہے نہ جنگلوں اور دریاؤں میں رہنا پس صحیح یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خضر نبی نہیں
تھے ایک ولی تھے اولیاء اللہ میں سے جن کو اللہ تعالی نے علم لدنی عنائیت فرمایا تہا اسیکا نام
دوسرے لفظوں میں الہام ہے اور الہام بھی ایسا کہ قطعی اور یقینی کیونکہ خضر علیہ السلام نے
حضرت موسیٰ کی مصاحبت میں وہ کام کئے جو ظاہر اخلاف شرع تھے کشتی کو توڑ ڈالا جس میں
ضرر ایک جماعت کا ظاہر میں تھا ایک معصوم بچہ کو قتل کر ڈالا۔ ایک غیر ضروری کام کو کسی
اجرت کے بغیر اپنے ذمہ لے لیا باوجود حاجت اجرت لینے کے۔ اگر الہام خضر ان امور
میں قطعی اور یقینی نہوتا بلکہ مظنون اور مشکوک ہوتا تو حضرت خضر کو کب جائز تہا کہ ایسے امور
خلاف شرع کا ارتکاب کرتے۔ اور نیز حضرت موسیٰ کا آنا اون کی خدمت میں عبث ہو جاتا
علاوہ یہہ کہ قرآن مجید کے عرف میں علم اوسی چیز کا نام ہے جو قطعی اور یقینی ہو۔ اور وہ جو بعض
روایات میں حضرت خضر کا نبی ہونا آیا ہے چنانچہ ترہیب و ترغیب منذری میں ایک
روائیت طویلہ بصفحہ ۶۷۷ اثبت نبوۃ حضرت خضر لکہی ہے وہ روائیت نہائیت ضعیف ہے
اول تو خود صاحب ترغیب و ترہیب اوس حدیث کی نسبت فرماتے ہیں وفیہ بعد دوسری
بصیغہ رُوِیَ وہ حدیث بیان ہوئی ہے اور جو حدیث بصیغہ رُوِیَ مجہول ترغیب و ترہیب
میں بیان کی گئی ہے اوس کا حال خود مصنف نے اول کتاب میں لکھا ہے۔ واذا کان
فی الاسناد من قیل فیہ کذاب او وضاع او متہم او مجمع علی ترکہ او ضعفہ او ذاہب الحدیث
او ھالک او ساقط او لیس بشی او ضعیف جداً او لم ار فیہ توثیقا بحیث لا یتطرق الیہ
احتمال التحسین صدرتہ بلفظۃ روی الی آخرہ۔

دلیل پنجم ایضاً فرمایا فارسلنا الیہا روحنا فتمثل لہا بشرا سویا قالت انی اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیا قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا قال کذلک قال ربک ھو علی ھین ولنجعلہ آیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا یعنے پس بھیجا ہمنے طرف اوس کی روح اپنی کو پس صورت پکڑی اوس نے واسطے اوسکے آدمی تندرست کی کہنے لگی تحقیق مین پناہ پکڑتی ہوں ساتھ رحمن کے تجھسے اگر ہے تو پرہیزگار کہنے لگا سوا اس کے نہیں کہ میں بھیجا ہوا ہوں پروردگار تیرے کا تو کہ بخش جاؤں تجھکو لڑکا پاکیزہ کہا کیونکر ہوگا واسطے میرے لڑکا اور نہیں ہاتھ لگایا مجھکو کسی آدمی نے اور نہیں ہیں بدکار کہا اسیطرح کہا پروردگار تیرے نے وہ اوپر میرے آسان ہے اور تو کہ کریں ہم اوس کو نشانی واسطے لوگوں کے اور مہربانی اپنی طرف سے اور ہے کام مقرر کیا ہوا فناداھا من تحتہا الا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا وھزی الیک بجذع النخلۃ تساقط علیک رطبا جنیا فکلی واشربی وقری عینا فاما ترین من البشر احدا فقولی انی نذرت للرحمن صوما فلن اکلم الیوم انسیا پس پکارا اوس کو نیچے اوس کے سے یہہ کہ غم نکھا تحقیق کر دیا ہے پروردگا تیرے نے نیچے تیرے چشمہ اور ہلا طرف اپنی تنہ کھجور کو ڈالیگا اوپر تیرے کھجور تازی پس کہا اور پی اور ٹھنڈا رکھ آنکھوں کو پس اگر دیکھے تو آدمیوں میں سے کسی کو پس کہہ تحقیق میں نے نذر کیا ہے واسطے رحمن کے روزہ پس ہرگز نہ بولوں گی آج کے دن کسی آدمی سے۔ یہہ وہ الہام الہی ہے جو اللہ تعالے نے حضرت مریم کو معرفت فرشتہ کی بھیجا۔ اور حضرت مریم بموجب مذہب صحیح کے نبیہ نہیں تھیں ولیہ تھیں۔ فتح البیان میں لکھا ہے والمتفق ان المنفی وحی الرسالۃ لا مطلق الوحی والوحی ھھنا انما ھو ببشارۃ الولد لا بالرسالۃ یعنے اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ اولیا کو وحی رسالت نہیں ہوتی نہ یہہ کہ مطلق وحی نہوتی ہو اور یہاں پر جو وحی ہوی تو بشارۃ ولد کی وحی ہے نہ وحی رسالۃ کی۔ سورہ ال عمران میں بہی قصہ حضرت مریم کا بیان ہوا ہے۔

دلیل ششم۔ فرمایا اللہ تعالے نے واذ قالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ اصطفاک
علی نساء العالمین یا مریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین یعنے اور جسوقت
کہا فرشتوں نے اے مریم تحقیق اللہ نے تجھکو پسند کیا اور ستھرا بنایا اور برگزیدہ کیا تجھکو اوپر زنوں عالم کے
لوگوں کی اے مریم فرمانبرداری کر واسطے پروردگار اپنے کے اور سجدہ کیا کر اور رکوع کیا کر ساتھہ رکوع
کرنے والوں کے۔ تفسیر فتح الرحمن میں لکھا ہے والمعنی اذ قالت الملائکۃ مشافہۃ لہا بالکلام
یعنے معنے یہہ ہیں جبکہ فرشتوں نے آمنا سامنے مریم سے یہہ کلام کیا۔ تفسیر تیسیر الرحمن میں
لکھا ہے فیہ اشارۃ الی جواز تکلم الملائکۃ الولی ویفارق النبی فی دعوۃ النبوۃ یعنے اس
میں اشارہ ہے طرف اوس کے کہ کلام کرنا فرشتوں کا ولی سے جائز ہے اور نبی ممتاز ہوتا ہے
ولی سے دعوی نبوت میں بیضاوی میں لکھا ہے کلموہا شفاہا کرامۃ لہا یعنے کلام کیا
فرشتوں نے حضرت مریم سے آمنا سامنے واسطے اون کی کرامت کے۔

دلیل ہفتم ایضا فرمایا اللہ تعالے نے اذ قالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ
منہ اسمہ المسیح عیسی بن مریم یعنے جسوقت کہا فرشتوں نے اے مریم تحقیق اللہ بشارت
دیتا ہے تجھکو ساتھہ ایک بات کے اپنی طرف سے نام اوس کا ہے مسیح عیسی بیٹا مریم کا۔ یہہ
بشارت چھہ سات آیتوں تک جن کا آخیر ھذا صراط مستقیم ہے چلی گئی ہے۔ فتح الرحمن میں
لکھا ہے القصہ این بشارت در حق عیسی علیہ السلام متحقق شد ویہود را بدین خود دعوت نمود الخ
تک۔ آگے رہا حضرت مریم کا نبیہ ہونا سو وہ بالکل خلاف ہے بعض مفسرین جب دیکھتے ہیں کہ اللہ
تعالے کا کلام والہام اولیاء پیشین کو ہوا تو بلا تامل قائل اون کی نبوت کے ہو جاتے ہیں حالانکہ
الہام وکلام الہی درمیان انبیا اور اولیا کے مشترک ہے حضرت مریم کی نبوۃ مخالف ہے اس
آیت کے فرمایا اللہ تعالی نے وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیہم اور
نہیں بھیجے ہمنے پہلے تجھسے رسول مگر مرد کہ پہلے پہنچتے تھے ہم طرف اون کی۔ یہہ آیت چند
جگہ قرآن مجید میں وارد ہوئی ہے پس قول نبوۃ حضرت مریم کا اس آیہ کے مخالف ہے۔

دلیل ہشتم - ایضاً فرمایا اللہ تعالےٰ نے اذ اوحینا الی امک مایوحی ان اقذفیہ فی التابوت فاقذفیہ فی الیم فلیلقہ الیم بالساحل یاخذہ عدولی وعدولہ - یعنی اور جس وقت کہ وحی ڈالی ہمنے طرف ماں تیری کی وہ چیز کہ وحی کیجاتی ہے یہہ کہ ڈالدے اوس کو بیچ صندوق کے پس ڈال دے اوس کو بیچ دریا کے پس چاہیے کہ ڈال دے اوس کو دریا کنارے پر لے لیوے اوس کو دشمن میرا اور دشمن اوس کا - اوحینا کی تفسیر میں مفسرین کا اختلاف ہے تفسیر بیضاوی فتح البیان وغیرہ میں لکھا ہے کہ یہہ وحی یا تو بالہام تہی - یا خواب میں وحی کی گئی - یا فرشتہ کی معرفت نہ بطور نبوت کے جیسا کہ حضرت مریم کو ہوئی - یا انبیاء متقدمین کو یہہ وحی ہوئی تہی اور باخبار اون کے یہہ وحی والدہ موسیٰ کو پہنچی - اوّل - دوم - سوم صورت میں تو مطلوب حاصل ہے اور چوتہے پانچویں صورت خلاف ظاہر ہے اور صرف عن الظاہر بلا وجہ درست نہیں اسی واسطے جلالین نے صرف صورت الہام و منام کو اختیار کیا ہے اور کمالین میں نبی ہونے کو ام موسیٰ کے باطل کیا ہے چنانچہ لکھا ہے قولہ مناماً او الہاماً فلا یلزم نبوۃ ام موسیٰ کما قیل ویحتمل ان یکون علی لسان ملک ولا یستلزم ذالک نبوتہا فان النبی من اوحی الیہ باحکام اللہ لیعمل ویومر بتبلیغہا یعنے صاحب جلالین نے جو مناماً او الہاماً کے ساتھ اوحینا کو تفسیر کیا تو اس سے لازم نہیں آنے کی نبوت والدہ موسیٰ علیہ السلام کی جیسا کہ بعض کا قول ہے اور یہہ بھی احتمال ہے کہ فرشتہ کی زبان سے یہہ وحی ہوئی ہو اور ایسی وحی بھی مستلزم نبوۃ والدہ موسیٰ کی نہیں کیونکہ نبی تو وہ شخص ہے جس کو احکام شریعت وحی کئے جاویں اور اون کی تبلیغ کا اوس کو حکم ہو - تبصیر الرحمن میں لکھا ہے اوحینا ای القینا بطریق الالہام - یعنے القا کیا ہمنے بطور الہام کے -

دلیل نہم - ایضاً فرمایا اللہ تعالیٰ نے الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون الذین اٰمنوا وکانوا یتقون لہم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ لا تبدیل لکلمات اللہ ذالک ہو الفوز العظیم - خبردار ہو تحقیق دوست خدا کے نہیں ڈر اوپر اون کے اور نہ وہ غمگین ہونگے

جو لوگ کہ ایمان لائے اور تھے پرہیزگاری کرتے واسطے اون کے ہے خوشخبری بیچ زندگانی
دنیا کے اور بیچ آخرت کے نہیں بدلنا کلام خدا کی کو یہی ہے مراد پانا بزرگ ۔ بشری میں مفسرین کا
اختلاف ہے بیضاوی میں لکھا ہے وهو ما بشر به المتقين فی کتابه وعلی لسان نبیه وما یریهم
فی الرؤيا الصالحة وما یسنح لهم من المكاشفات وبشری الملائكة عند النزع یعنے بشری
وہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالی نے متقین کو اپنی کتاب میں اور احادیث نبویہ میں بشارت دی
ہے اور وہ یہی ہے جو اون کو رویا صالحہ میں دکھلا دیتا ہے اور وہ علوم جو اون کو مکاشفات سے ظاہر
ہوتے ہیں ۔ اور بشارت دینا فرشتوں کا اون کو وقت نزع کے ۔ جلالین وکمالین میں لکھا ہے
فسرت ای البشری فی حدیث رواه احمد والترمذی عن ابی الدرداء وصححه الحاکم بالرؤيا
الصالحة یراها الرجل المومن او تری له یعنے تفسیر کی گئی ہے بشری کی ساتھ رویا صالحہ کے کہ دیکھتا
ہے اوس کو مرد مومن اپنے حق میں یا دکھلائی جاتی ہے وہ رویا واسطے اوس کے یعنے دیکھتا
ہے اوس کو مومن اپنے غیر کے حق میں اور اس حدیث کو روایت کیا ہے احمد اور ترمذی نے اور
صحیح کیا اوس کو حاکم نے تفسیر فتح البیان میں ابن کثیر ان سب معانی کے اور تخریج کرنے احادیث
متعلق رویا کے لکھا ہے کہ مراد بشری سے شامل بھی ہے دنیا میں اور کہا گیا ہے سوا اس کے
اور لفظ بشری کا ان سب معانی کو گنجائش رکھتا ہے ۔ یعنی لفظ بشری کا عام ہے تخصیص اوس کی
بلا مخصص کے درست نہیں پس مکاشفات اور رویاء صالحہ والہام سب بشری میں داخل
ہیں جیسا کہ بیضاوی سے مفہوم ہوتا ہے اور حدیث میں جو تفسیر بشری کے ساتھ رویاء صالحہ کے
کی گئی ہے وہ ایک فرد ہے بشری کے افراد سے جس سے تخصیص ثابت نہیں ہوتی ۔ اور اگر یہ تخصیص
بھی تسلیم کیجاوے تو بھی کچھ مضر نہیں کیونکہ رویاء صالحہ بھی ایک صورت ہے سو الہام سے اخرج
احمد والبیہقی عن ابن عمر مرفوعا قال الرؤيا الصالحة یبشر بها المومن جزء من ستة واربعين
جزء من النبوة فمن رأی ذلك فليخبر بها الحديث یعنے روایت کیا احمد اور بیہقی نے ابن عمر سے
بطور مرفوع کے فرمایا رویاء صالحہ کہ جس کے ساتھ مومن بشارت دیا جاوے نبوۃ کی چھیالیس جزو

میں سے ایک جزو ہے یعنے چھیالیسواں حصہ نبوۃ کا ہے پس جو شخص ایسی رویا دیکھے تو
چاہیئے کہ بیان کرے اوس کو اور بہت سی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ رویاء صالحہ اجزاء
نبوۃ میں سے ایک جزو ہے - اب میں بحث الہام کو زیادہ طول نہیں دیتا آیندہ کسی حصہ
میں انشاء اللہ تعالے مفصل لکھوں گا یہاں پر صرف ان دلائل عشرہ پر اکتفا کیا گیا وتلک
عشرۃ کاملۃ - مولانا صاحب آپ جو فرماتے ہیں (کہ کبھی کسی نے نہ سنا ہوگا کہ حضرت خضر
علیہ السلام یا کسی اور ولی نے اپنے ایسی مکاشفات کا اشتہار دیا ہو) اوس کی نسبت یہہ
گذارش ہے کہ اول تو حضرت خضر ہی بمقابلہ حضرت موسیٰ جیسے نبی جلیل القدر کے اوس الہام
کو جو بظاہر بعض مخالف عقل ونقل تھا علی الفور برملا عمل میں لائے اور اوسپر پھر یہہ علاوہ ہوا کہ
پروردگار جل وعلا نے اوس کے قصہ مفصل کو اپنی کلام پاک میں درج فرماکر ایسا مشتہر کیا
کہ کوئی بستی اور کوئی قریہ اور دیہہ اب باقی نرہا ہوگا جسمیں وہ الہامات برملا نہ پڑھے جاتے
ہوں اور پھر رسول کریم نے اپنی احادیث صحیحہ میں بھی اوس کا اعلان کیا اور تمام محدثین نے
اپنی کتب حدیث میں درج کرکے تمام دنیا میں مشتہر کیا - اور مترجمین نے تو حد ہی کردی کہ اردو
فارسی مختلف السنہ میں اوس کو شہرت دیدی اور حضرت مسیح الزمان نے تو کمال ہی درجہ
اشتہار دیا کہ تمام دنیا کے لوگوں کو بلکہ نئی دنیا کے لوگوں کو قرآن مجید مندرجہ اون الہامات
ایطرف دعوت کرنی شروع کردی تو وہ الہامات خضر علیہ السلام بھلا کیوں کر مخفی رہ سکتے ہیں
اور اپنا تو آپنے بھی عنوان نمبر ا جلد ۱۲ کا انگلستان میں اسلام قایم کیا اور صفحہ ۳۲۴ وغیرہ
میں حکایتاً عن شیخ انگلستان کلیم اللہ آپ لکھتے ہیں کہ وہاں ایک ممبر کے اوپر ایک قرآن
رکھا ہوا ہے ایضاً حکایتاً عن شیخ کلیم اللہ اورجب میں انگلستان پہنچا تو پہلی کتاب جو میں نے
وہاں خریدی قرآن کا ایک انگریزی ترجمہ تھا وغیرہ وغیرہ اب میں دریافت کرتا ہوں کہ آیا یہہ
وہی قرآن مجید ہے جسمیں الہامات خضر مندرج ہیں یا کوئی اور قرآن ہے اگر وہی قرآن مشمولہ
الہامات خضر ہے تو پھر آپ یہہ کیا بطور معما فرماتے ہیں کہ کبھی کسی نے نہ سنا ہوگا کہ حضرت

خضر علیہ السلام یا کسی اور ولی نے اپنی ایسے مکاشفات کا اشتہار دیا ہو اِنَّ ھٰذَا الشَّیٔ عجابٌ مولانا آپ کی اس نمبر پارہ میں جو تقریر ہے وہ ایسی ہے کہ اگر اوس کو لغز اور چیستان کہوں تو بھی بجا ہے اور اگر معما بدرجہ جاچ لکھوں تو بھی زیبا ہے۔ ہاں مجھے خوب یاد آیا آپ ہی تو اپنے رسالہ کو ہیچ معما تجویز فرما چکے ہیں (بھلا کس جگہ) وہاں پر جہاں آپنے لکھا ہے کہ حضرت مسیح الزماں جیسے شخص بھی آپ کے رسالہ کو بغیر آپ کے سمجھائے ہوئے خود بخود نہیں سمجھ سکتے اور فہم اوس کا صرف آپ ہی کو عطا ہوا ہے حیث قلت صاحب البیت ادری بمافیہ۔ اور اوس کے سمجھنے کے لئے اس ہیچمدان نے بھی تجویز نکالی ہے کہ پیکٹ پوسٹ کے ساتھ ملفوف ہو کر بذریعہ ڈاک آپ بھی روانہ ہو الغرض مولانا گستاخی معاف ہو یہہ باتیں میں اپنی طرف سے نہیں کر رہا ہوں یا تو آپ کی کلام کے لوازم میں سے ہیں یا مفہوم ہیں۔ اور بعض منطوق بھی ہیں پھر میرا اس میں کیا قصور ہے نقل کفر کفر نباشد مثل مشہور ہے سه

میں یہی کہوں گا جو ہوگا بجا سنو نہ سنو۔ نہیں وہ میں کہ میری التماس بیجا ہو۔ اور حضرت اقدس مرزا صاحب کو کسی کے ماننے نہ ماننے کی کیا پروا ہے لَا یَخَافُونَ لَوْمَۃَ لَائِمٍ اللہ کیواسطے اون کی شان اور صفت ہے۔

تتمہ بحث الہام۔ ایہا الناس اگرچہ کلام میرا اس قول کے ذیل میں طویل ہو گیا مگر اس جگہ ایک تھوڑی سی عرض ہے تتمہ بحث الہام اور سنیئے وہو ہذا۔ اولہ الہام سے آپ کو ثابت ہوا ہوگا۔ کہ الہام بہت بڑا اسباب علم کا ہے کہ اوس سے بڑھکر کوئی اور اسباب علم کا ہی نہیں لیکن علماء ظاہر نے بسبب ایک مصلحت عامہ کے اوس کو اسباب علم سے قرار نہیں دیا۔ اور جبکہ اسباب علم سے ہے تو حجت شرعی بھی ہوا لیکن واسطے مصلحت حفظ شریعت کے اور نیز اس سبب سے کہ ہر وقت اور ہر کسی پر نازل نہیں ہوتا اور اگر نازل بھی ہوا تو لبسا اوقات کامل النور جو مصداق ہو ثُمَّ یُحْکِمُ اللّٰہُ اٰیٰتِہٖ کا نازل نہیں ہوتا علماء ظاہر نے اوس کو حجت شرعی نہیں گردانا اب اگر کسی وقت خاص میں اوس کی ضرورت

آپڑے واسطے تائید وحقیت کتاب اللہ اور نبوۃ محمدیہ کے اور برعایت مصلحت عامہ اللہ
تعالیٰ اپنے کسی بندہ خاص کو الہام کے ساتھ مشرف فرماوے تو یہہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ وہ الہام اسباب
علم سے نہو اور حجت شرعی نگردانا جاوے - یہہ اس قاعدہ کا ماعلیہ ہے جو مختصر بیان کیا گیا - اب یہی
یہہ بات کہ نتیجہ قاعدہ مذکورہ بھی نہ فوت ہو اور الہام اسباب علم سے اور حجت شرعی ہوجاوے
سو اوس کی نسبت یہہ گذارش ہے کہ جس شخص کو ہم متبع کتاب وسنت پاویں اور متقی وپرہیزگار اور
واسطے اثبات حقیت کتاب اللہ اور نبوۃ محمدیہ کے دعوی الہام بھی کرتا ہو اور اس دعوی کے ساتھ
کوئی آسمانی نشان بھی ہمکو دکھا دیوے تو بالضرور وہ الہام اوس کا ہم پر حجت ہوجاوے گا کیونکہ ایسا
الہام تو وہی علم لدنی ہے جس کو وحی کہا گیا ہے - علماء ظاہر نے تادباً اوس کا نام وحی نہیں رکھا
حدیث میں جو وارد ہے کہ لانبی بعدی ہے نہ لاوحی بعدی اور یہہ الہام کاذب المتقول ہرگز ہرگز جھوٹے
پھانسی نہیں ہوگا اور نہ اوس کی تائید آسمانی نشان سے کیجاویگی بلکہ وہ تو بالآخر ہلاک ہوگا - فرمایا
اللہ تعالیٰ نے ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین - اور
فرمایا ان اللہ لا یہدی من ہو مسرف کذاب الحاصل اوس الہام کاذب المتقول کی پیروی سراسر
دلیل کی پیروی ہے نہ تقلید ناجائز فرمایا اللہ تعالیٰ نے فبھدیھم اقتدہ ایضاً فرمایا اھدنا الصراط
المستقیم صراط الذین انعمت علیھم اور انعمت علیھم کی تفسیر خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے
من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین پس ثابت ہوا کہ جس طرح پر تصدیق انبیا اور
اور اون کا اقتدا بسبب اصل مقتدا ہونے کے واجب ہے اسیطرح پر صدیقین اور شہداء صالحین
کا اقتدا بسبب تابع اور مقتدی ہونے اون کے کے ضروری ہے - استفتا بخدمت علماء دین
تصدیق انبیا علیہم السلام کی کیونکر حاصل ہوسکتی ہے - اگر یہی قاعدہ مذکورہ واسطے تصدیق کے
کافی ہے یعنے اگر اپنے دعوی نبوۃ پہ آسمانی نشان دکھلا سکیں تو وہ نبی صادق ہیں والا کاذب
تو واسطے تصدیق ولائیت والہام اولیا کے بھی کافی ہوگا کیونکہ مرتبہ ولائیت مرتبہ نبوۃ سے ادنی
درجہ پر ہے اور اگر یہہ قاعدہ تصدیق ولائیت کیواسطے کافی نہیں تو بضرور واسطے تصدیق نبوۃ

قولہ صفحہ ۷۲ حاشیہ جب بنو اسرائیل کی کیونکر تصدیق انبیا کی تو اسے کبھی کافی نہ ہوگا قال اللہ تعالیٰ قال الرسول کیا بیان کیا نیچریت اور باطنیت کا دروازہ کھول دیا الخ

اقول - اس کا جواب تفصیلی تو اوس وقت دیا جاویگا جبکہ آپ تفصیلی اعتراض کریں کے بالفعل اتنا گذارش کیا جاتا ہے کہ تفسیر نیچریت اور باطنیت سے آپکی کیا مراد ہے اگر یہہ مراد ہے کہ جو تفسیر قرآن مجید کی ماثور بآثار صحیحہ نہو وہی نیچریت اور باطنیت ہے اور باطل و خلاف تو اس سے لازم آتا ہے کہ سوا تفسیر منقول اور مسموع مندرجہ روایات صحیحہ کے جتنی تفاسیر ہزاروں علماء اعلام مصداق العلماء ورثۃ الانبیاء نے اور اولیاء مصداق علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل نے کیں ہیں اون سبہوں نے دروازہ نیچریت اور باطنیت کا کہول دیا ہو اور سب باطل اور خلاف ہوں اندرینصورت اس آیت کے کیا معنی ہوں گے قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا اور اس آیت کے کیا معنے ہوں گے وان من شی الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم کیا امر قرآن مجید جس کی نسبت لا تنقضی عجائبہ وارد ہے لفظ شئے سے آپ کے نزدیک مستثنیٰ ہیں - اور نیز اس آیت سے کیا مراد ہے ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ اور پہر یہہ جو حدیث میں آیا ہے کہ ولہ ظہر و بطن اس سے کیا مراد ہے - اور اس حدیث سے کیا مراد ہے لا تنقضی عجائبہ ولا یخلق عن کثرۃ الرد - اور اس دعا نبی علیہم السلام سے کیا غرض ہے اللہم فقہہ فی الدین وعلمہ التاویل اس واسطے کہ جو تفسیر ماثور و مسموع ہے اوس میں تو سب اہل لسان برابر ہیں اور پہر اس حدیث سے کیا مراد ہے ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا ظاہر ہے کہ یہہ مجدد کوئی شرع جدید تو لاتا ہی نہیں اگر تاویل اور فہم جدید بھی نہ لاوے تو اوس کو مجدد کیوں کہا جاتا ہے اور اوس کے مبعوث ہونیکا کیا فایدہ متصور ہوا ہے - اور پہر وہ تفاسیر کون سی تہیں جن کی نسبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا لو شئت لاوقرت سبعین بعیرا من تفسیر فاتحۃ الکتاب اور پہر اس آیہ میں لعلمہ الذین یستنبطونہ علم کی تخصیص ساتھ الذین

بیت نسبط ہوہ کے کیوں کی گئی ہے ظواہر قرآن مجید کے علم میں سب اہل لسان برابر ہیں۔ اور یہہ قول ابو درداء کے کیا معنے ہیں لا یفقہ الرجل حتی یجعل للقرآن وجوھا اور اس قول ابن مسعود سے کیا مراد ہے من اراد علم الاولین والاخرین فلیثور القرآن۔ اور اب تم دو رمت جاؤ کتاب براہین احمدیہ کو ہی دیکھو کہ تین سو دلائل قطعیہ و براہین عقلیہ اوس میں قرآن مجید سے ہی اخذ کئے گئے ہیں جس کے بے نظیر ہونے کا آپ بھی اقرار کر چکے ہیں اور ہر مسلمان کے دل میں اوس کی محبت پیدا ہونے کیواسطے آپ دعا بھی کر چکے ہیں اور میرے حق میں آپ کی دعا مستجاب بھی ہو چکی ہے۔ پس یہہ دلائل براہین جو حضرت مسیح الزمان نے قرآن مجید سے استنباط کیں ہیں سلف صالح سے کب منقول ہیں اور اگر آپکی مراد نیچریت اور باطنیت سے یہہ ہے کہ مخالف نصوص صحیحہ اور قواعد عربیہ کے ہیں تو آپ مخالفت بالتفصیل ثابت کیجئے جواب تفصیلی اوس کا دیا جاوے گا۔ اور یہہ بہہ گذارش ہے کہ حضرت مسیح الزمان جو معارف فرقانیہ اور اسرار قرآنیہ سوائے اون معانی کے جو ظواہر ہیں تحریر فرماتے ہیں اوس میں اکثر جگہ تصریح فرما دیتے ہیں کہ ظاہری معنی تو وہی ہیں جو مشہور و معروف ہیں لیکن اشارہ ان اسرار معارف کیطرف ہی ہے۔ چنانچہ براہین احمدیہ میں بصفحہ ۵۱۳ فرماتے ہیں اور اسیطرف ایک لطیف اشارہ ہے جو خدا تعالی نے اپنی پاک کلام میں فرمایا ہے انا انزلنا فی لیلۃ القدر سو یہہ لیلۃ القدر اگرچہ مشہور معنوں کے رو سے ایک بزرگ رات ہے لیکن قرآنی اشارات سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی ظلمانی حالت بھی اپنی پوشیدہ خوبیوں میں لیلۃ القدر کا ہی حکم رکھتی ہے آخر تک بلفظہ۔ اب فرمائیے اس میں کونسی نیچریت اور باطنیت ہے ریویو سابقہ میں آپ ایسے اسرار اور معارف کو تسلیم کر چکے ہیں اور اسی بنا پر کتاب کا بے نظیر ہونا آپ نے فرمایا ہے پھر اب کیوں معترض ہوتے ہو شرح عقاید وغیرہ میں لکھا ہے واما ما ذھب الیہ بعض المحققین من ان النصوص مصروفۃ علی ظواھرھا ومع ذلک فیھا اشارات خفیۃ الی دقائق تنکشف علی ارباب السلوک یمکن التطبیق بینھا وبین الظواھر المرادۃ فھو من کمال الایمان ومحض العرفان معہذا حضرت اقدس نے ان رسائل میں کوئی نئی بات بھی نہیں لکھی بلکہ اس قسم کے حقائق و دقائق کتب مسلمہ تصوف میں

مذکور ہیں احیاء العلوم اور فصوص اور فتوحات وغیرہ کو دیکھو یہہ اعتراض آپ کا مبنی ہے اوپر غفلت کے کتب تصوف اہل حق کے سے ۔ سخن شناس نیئی دلبرا خطا اینجا ست ۔ صدق اللہ تعالے احیث

قال ما فرطنا فی الکتاب من شیئ ایضاً قال ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ۔

قولہ صفحہ ۷۶ ۔ ۳ ۔ اب اس قسم کا اقبال واقرار آپ کے لئے مفید نہیں ہو سکتا الخ ۔

اقول ۔ اس کا جواب تفصیلی تو حصہ اول میں کسیقدر گذر چکا اور جب آپ ریویو میں بالتفصیل اعتراض کریں گے اوس وقت بھی جواب تفصیل مع الزیادۃ دیا جاویگا بالفعل یہہ گذارش ہے کہ اگر آپنے اون روایات کو جن میں مقام نزول مسیح بن مریم مختلف آیا ہے سب کو ترک کر دیا ہے اور صرف یہی روایت مشرق دمشق اختیار کی ہے اور حفظت شیئا وغابت عنک اشیاء کے مصداق بنے ہیں ۔ تو معہذا ادہر سے یہہ گذارش ہے کہ اس میں آپ کو کیا تعجب ہے ۔ قادیان ازروے جغرافیہ دمشق کے مشرق کیجانب واقع ہے نقشہ اور جغرافیہ دیکھ لو قال مسیح الزمان ؑ از کلمہ منارۂ شرقی عجب مدار ۔ چوں خود ز مشرق است تجلی نیرم ۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک نظر آپ کی بہت قاصر ہے جو صرف ایک روایت مشرق دمشق کی آپ تحریر فرماتے ہیں باقی روایات کی طرف نظر نہیں یا اون سے ذہول ہے جب روایات مختلفہ دربارہ مقام نزول کیطرف رجوع کروگے تب ہم آپ سے وجہ توفیق وتلفیق دریافت کریں گے پھر ہم آپ سے اوس وجہ جامع میں کلام کریں گے یا ربا قی صحبت باقی اوالباقی عند التلاقی ۔

قولہ صفحہ ۷ ۔ ۳ ۔ میں پیچ لکھتا ہوں جس قدر آپ کے اس بیان قال اللہ وقال الرسول سے لوگوں کو آپ پر بدگمانی ہوگئی ہے اور اون کے دلوں میں آپ کی عداوت کی آگ مشتعل ہوئی ہے اس قدر آپ کے اس مجرد دعوے سے کہ میں مسیح ہوں ہرگز نہ ہوتی الخ

اقول پھر مولانا صاحب آپ کے دل میں مجرد اس دعوی مرزا صاحب سے کہ میں مسیح موعود ہوں وہ عداوت کی آگ کیوں مشتعل ہوئی یہہ اشتعال تو آپ کے دل میں اوس وقت

نوٹ ایک مغلوب التعصب تابع جذبات نفسانیہ بالکل ظاہر پرست آدمی کو الہامات سے کیا نسبت ۔ اڈیٹر

ہے پیدا ہوا ہے کہ آپنے جبرئیل ۔ لیلۃ القدر ۔ نزول ۔ قبض ارواح وغیرہ کے معنی جو توضیح المرام
میں لکھے ہیں دیکھے بھی نہیں ہتے چنانچہ خط اول آپ کا شاہد ہے جو میرے نام ہی آپنے روانہ کیا تھا

قولہ صفحہ ۷۷۴ ۔ یہہ تاویل نزول بھی صریح انکار حدیث نزول سے بدتر ہے الخ

اقول ۔ نزول کے معنے جو حضرت مسیح الزمان نے لکھے ہیں وہ معنے تاویلی نہیں ہیں بلکہ معنے
نزول وہی ظاہر او معروف عنداہل اللسان ہیں دیکھو کتب لغت موجود ہیں لفظ منزل جگہ اوترنے
مسافر کو ہی کہتے ہیں تحقیق اس کی معہ شواہد گذر چکی ہے ۔ اور سچ مچ کے مسیح جو آپ کے خیال میں ہیں
اون کا اوترنا بحیثیت کذائیہ جیسا کہ دلائل نقلیہ و نیز عقلیہ سے خلاف ثابت ہو چکا نہ تو مسافرانہ طور پر
دمشق میں اوترنے سے سچ مچ کا کوئی مسیح ہو سکتا ہے اور نہ اور کسی تدبیر سے البتہ جو براہین کہ سچ مچ
کے مسیح کے نہ اوترنے پر قائم کی گئی ہیں آپ اون کو توڑ دیجئے اور پھر اپنے خیال کے بموجب مسیح
ابن مریم کو بوجود عنصری آسمان پر سے اوتار دیجئے اور ہم کو دکھا دیجئے تب سچ مچ کے مسیح کے اوترنے کا
نام لیجئے ورنہ خرط القتاد ہے اور امتحان بغیر تو یہہ آپکا غلام قائل نہیں ہو قبلہ کبھی شیخ و شاب کا ۔

قولہ صفحہ ۷۷۴ ۔ اس میں آپ اپنی اس تاویل دجال پہ پردہ ڈال کر یہہ جتانا چاہتے ہیں کہ سچ مچ
کے دجال سے ہم کو انکار نہیں شائد کوئی ہو الخ

اقول ۔ لفظ دجال میں ہی کوئی تاویل نہیں کی گئی ہے معنی لغوی جو اوس کے ہیں قوم بزرگ
یا با اقبال وغیرہ کی وہی مراد ہے ۔ دیکھو کتب قاموس وغیرہ و شروح حدیث کو غایۃ الامر بعض
احادیث کا یہہ ہے کہ منجملہ دجاجلہ متعددہ کے ایک دجال اکبر بھی ہوگا لاکن صحابہ کا ہرگز اسبات
پر اجماع نہیں کہ دجال آخری زمانہ میں ہی پیدا ہوگا اور مسیح بن مریم اوس کے قتل کرنے
کے لئے آسمان سے بوجود عنصری اوترے گا بلکہ مختلف روایات پائے جاتے ہیں اور بعض
صحابہ کا مذہب یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح بن مریم فوت ہو چکے ہیں اور دجال بھی فوت ہو چکا
ہے ابھی تک نظر تمہاری کتب حدیث و لغت وغیرہ میں قاصر ہے زید عمر بکر کے غل غپاڑے
سے ایسی باتیں جو موجب پردہ دری آپ کے علم کی ہیں کر رہے ہو جب احادیث مختلفہ

دہ آثار متخالفہ کی طرف رجوع کرد گے تب حقیقت حال دجال کی تم پر کھل جاوے گی* ابھی تم
مرتبہ تقلید میں پڑے ہو جب مقام تحقیق تک پہنچ گے ایسی گفتگو مبتدیانہ پر تم کو خجالت و ندامت
ہوگی ؎ بوئے گل بھی تو نہ لائی تا قفس ۔ چل ہوا ہو اے صبا دیکھا تجھے جب تم دجال وغیرہ
کی نسبت ریویو میں تفصیلی گفتگو کرو گے تب ادہر سے بھی تفصیلی گفتگو کیجاوے گی اور اگر آپ کو
بہت اضطراب ہو تو حصہ اول اعلام کو دیکھو اور جو اوس میں بابت دجال کچھ انکے تحقیق کی گئی
ہے اوس کو دلائل سے محققانہ طور پر توڑ دو ورنہ ایسی نکتہ چینیوں سے آپ کی کیا ہوتا ہے ؎

وکم من عائب قولاً صحیحاً ۔ وآفته من الفهم السقیم ۔

قولہ ۔ اس سے ہم اس حدیث کے (جس میں دجال کا اور مسیح بن مریم کے نزول کا ذکر ہے)
اور اسی مسیح بن مریم کے ہاتھ سے دجال کے مارے جانیکا ذکر ہے ۔ کب مصدق بنتے ہیں اس کی
تفصیل بھی ریویو میں ہوگی ۔

اقول جس طرح امام الدنیا فی الحدیث امام بخاری جو ان احادیث کو اپنی کتاب جامع صحیح بخاری
میں بخوشی لائے معہذا ان احادیث کے مصدق بن سکتے ہیں اوسیطرح حضرت مسیح الزمان بھی
ان احادیث کے مصدق ہو سکتے ہیں اور پہر یہ بھی گذارش ہے کہ ان احادیث میں جو باہم اختلاف
اور تعارض ہے اون میں کوئی وجہ توفیق و تطبیق کی بھی آپ پیدا کریں گے یا نہیں [illegible]
اہمال و ترک احادیث کثیرہ کا لازم آئے گا اور مصرعہ مذکورہ کے آپ مصداق ٹھہریں گے ؎ حفظت
شیئاً وغابت عنك اشیاءٌ اول وہ وجہ توفیق کی بیان فرمائی جاوے ہم تسلیم کرینگے
کیونکہ ہمکو وہ وجہ جامع مضر نہوگی اور آپ کو مفید نہوگی اس کی تفصیل بھی ہم آپ کے ریویو کے جواب
میں انشاء اللہ تعالے کریں گے ۔

قولہ ۔ صفحہ ۷۷۳ ۔ اس نفی کو ناظرین خیال میں رکھیں ۔ اس نفی کے ساتھ آپ کسی اثبات
سے جو حدیث مسیح کی نسبت ظاہر کریں مثبت و مصداق نہیں ہو سکتے الخ

---

* ہمارے حضرت مرشد نے حال کے مباحثہ منعقدہ لودیانہ اور ازالہ اوہام میں مفصل اور بسیط بحث کی ہے ناظرین وہاں دیکھیں ۔ ایڈیٹر ۔

قول خیال میں رکھو یا نہ رکھو ہم تینوں حواشی کا رد لکھ چکے ہیں۔

قولہ صفحہ ۳۷۷۔ احادیث کا زور آپکو ہمارے ریویو سے معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

اقول۔ آپ کے خیال نزول مسیح کیواسطے کسی حدیث میں زور نہیں صرف آپ کے خیالات کا زور ہے کہ بوجود عنصری آسمان پر سے منارہ شرقی دمشق کے اوپر اوتریں گے ریویو کی جواب میں اس کا رد تفصیلی طور پر ہوگا۔

قولہ صفحہ ۳۷۷۔ اس لفظ سے آپنے ہندؤں اور عیسائیوں کے اس دعوی کو کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے۔ مار دی اور اہل اسلام کے ان بیانات کی طرف توجہ نکی کہ اسلام اپنی صداقت سے پھیلا ہے۔

اقول یہہ آپ کے مسلک کے بموجب کہا گیا ہے ورنہ ہمارے نزدیک تو بموجب اصح الکتب بعد کتاب اللہ کے اس مسیح موعود کی ایک عمدہ صفت یہہ ہے کہ یضع الحرب او یضع الجزیۃ اور یہہ یہہ عرض ہے کہ اسلام کی اپنی صداقت کے پھیلنے میں اور سیفی طاقت کے موجود ہونے میں کیا تناقض ہے کیا آپ کے نزدیک زمانہ آنحضرت علیہ السلام و خلفاء راشدین وغیرہم میں سیفی طاقت یہی نہی اسلام میں اپنی صداقت ذاتی نہیں تہی۔ اور حضرت مسیح الزمان کا تو کام ہی یہی ہے کہ اسلام کو صرف اپنی صداقت ذاتی سے تمام دنیا میں پھیلا دیں نہ سیفی طاقت سے۔ مولنا میں حیران ہوں کہ ایسی نزاع لفظی اور بیجا نکتہ چینیوں سے آپ کی کیا غرض ہے۔ یہہ اعتراض بیجا تو مسئلہ متنازع فیہا سے کچھ بھی علاقہ نہیں رکھتی صرف کاغذ کا سیاہ کرنا اور اپنے نامہ اعمال کا تباہ کرنا ہے مگر میں انشاء اللہ تعالیٰ بحکم الوزر علی البادی کے اس کے جواب ترکی بہ ترکی میں ماجور ہونگا نہ موزور۔

قولہ۔ صفحہ ۳۷۸ مینے سمجھانے کا وعدہ نہیں کیا صرف یہہ وعدہ کیا ہے کہ میرے مان لینے کے بعد وہ آپ پر معترض نہ ہونگے اور مباحثہ نکریں گے۔

اقول۔ ناظرین اس نکتہ چینی فضول کو بھی ملاحظہ فرماویں۔ مولنا صاحب نے اپنے خط میں یہہ وعدہ کیا ہے کہ میں مولوی عبد الجبار صاحب اور مولوی عبد الرحمن صاحب کو خاموش اور غیر معارض اور غیر معترض کر دونگا انشاء اللہ تعالیٰ فقط اب میں دریافت کرتا ہوں کہ بغیر سمجھائے آپ انکو

کیونکر خاموش و غیر معارض اور غیر معترض کر دیویں گے آیا اون پر کوئی جادو کیا جاویگا یا کوئی منتر پڑھا جاویگا ظاہر ہے کہ آپ ساحر اور راقی تو نہیں ہیں پس آپ اونکو کچھ فہمائش ہی کریں گے اور سمجھاویں گے پھر یہہ نکتہ چینی بیجا آپ کیوں کرتے ہیں کہ بغیر سمجھانے کا وعدہ تو نہیں کیا۔

کوئی مخالف اور منکر جو معارض اور معترض ہو بغیر سمجھائے اور سمجھے کیونکر خاموش غیر معترض اور غیر معارض ہو سکتا ہے۔ ناظرین کو ایسے اعتراضوں اور نکتہ چینیوں سے بخوبی ثابت ہو گیا ہوگا کہ مولوی صاحب کو تحقیق مسئلہ متنازعہ فیہا ہرگز منظور نہیں ہے۔ اس طول لاطائل سے صرف یہہ علت غائی معلوم ہوتی ہے کہ ناظرین کو گورکھ دہندے میں پھنسا دیا جاوے تاکہ رسالہ اون کا ایک مدت دراز تک بہت اشتیاق سے خریدا جاوے۔ لیکن ایسی نزاع لفظی اور بیجا نکتہ چینیوں سے ہم کو کچھ پروا نہیں ہے کچھ کام نہیں پیچ و خم زلف دوتا سے۔ کہا یا کہ ہر بل سیکڑوں اپ سیری بلا سے۔ **قولہ** صفحہ ۳۸۔ لفظ فقط کا ہم مطلب نہیں سمجھتے کہ کیا ہے الخ

اقول۔ ہرگز کسیطرح ثابت نہیں ہوتا کہ مسیح کا دوبارہ جسمانی طور سے آسمان سے اوترنا حضرت مرزا صاحب نے الہام سے لکہا ہے تفصیل اس کی مع الدلیل عنقریب آتی ہے فانتظرہ۔

قولہ صفحہ ۳۸۱۔ یہہ حدیث صحیح بخاری میں بصفحہ ۱۵۵ منقول ہے الی قولہ مگر اس حدیث سے آپ کے سابق اعتقاد نزول جسمانی مسیح علیہ السلام کو کوئی تعلق نہیں ہے وہ اعتقاد آپ کا اجتہادی تاویل سے نہ تھا بلکہ نصوص صحیحہ سے۔

اقول۔ اول آپ یہہ ثابت کیجئے کہ حضرت مسیح الزمان نے کس جگہ پر اس اعتقاد کو نصوص صحیحہ سے ثابت کیا ہے اور کہاں لکھا ہے کہ یہہ اعتقاد نصوص صحیحہ سے ثابت ہے یہہ آپکا محض افترا ہے اور پھر میں یہہ دریافت کرتا ہوں کہ وہ نصوص صحیحہ آپ کے نزدیک الہامی ہیں یا غیر الہامی اگر غیر الہامی ہیں تو وہ نصوص۔ نصوص مانحن فیہ سے ہی نہیں۔ اور اگر الہامی ہیں تو یہہ اعتقاد مبنی بر تاویل ہوا کیونکہ کسی حدیث صحیح مرفوع میں منطوقاً یہہ نہیں وارد ہوا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم بوجود عنصری آسمان سے بحیثیت کذائی جو مشہور ہے نازل ہوں گے پس اعتقاد مشہور کا ثبوت

احادیث متنازعہ فیہا سے تباویل ہوا جو بالاخر خلاف واقع نکلا معہذا اس میں کسی پر اعتراض بہی وارد نہیں جیسا کہ اول وہلہ میں خیال یمامہ کیطرف گیا مگر بالآخر معلوم ہوا کہ مصداق اوس کا وہ نہیں تہا بلکہ مصداق اوس کا مدینہ نکلا اسی تعلق سے حضرت مسیح الزمان نے اس حدیث کیطرف اشارہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ خود ملہم لوگ بغیر سمجہائے نہیں سمجہتے اور فہم عبارات الہامی میں خود ملہمین سے خطا واقع ہو سکتی ہے اگر یہ بہی احادیث متنازعہ فیہا کا مطلب جیسا کہ مشہور رہا ویسا ہی سمجہا اور بالاخر وہ مطلب خلاف نفس الامر نکلا تو اوس میں کوئی استبعاد نہیں ہے۔ **قولہ** صفحہ ۳۸۱۔ سیاق عبارت صفحہ ۴۹۹ براہین احمدیہ او۔ اوس کا ایک فقرہ اس بیان سامی کے الہامی ہونے پر شاہد ہے الخ۔

اقول نہ سیاق شاہد ہے اور نہ سیاق آئندہ ثابت کیا جاوے گا کہ یہہ محض آپ کی رائے کی خطا ہے جو ہمیشہ آپکی رائے کو لازم ہے ۔ ع دیلا ذمت الخطاء بکل داتی۔ لعمری انت اذکی الاذکیاء

قولہ صفحہ ۳۸۱۔ تواضع۔ صبر تہذیب اور نرمی کا ایک نمونہ یہی پرائیویٹ اور دوستانہ مراسلت ہے جس میں آخر آپ ایسے گہبرا گئے ہیں کہ اپنے مخاطب کے خیال اور استدلال کی نسبت لہو ولعب کے الفاظ استعمال کر گئے ہیں الخ **اقول**۔ انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت اقدس نے اپنے خط نمبر ۲ میں آپکے خیال و استدلال کی نسبت ہرگز ہرگز لفظ لہو ولعب استعمال نہیں کیا ذرہ اوس خط کی عبارت پر نظر ثانی ہی کر لی ہوتی تب ہی یہہ نکتہ چینی کی ہوتی یا آپ ایسے عالم ہیں کہ کسیکی عبارت اور کلام کا مطلب جو آپ چاہیں [illegible] کی کے قرار دے لیویں ہمنے تو سنا ہے کہ یہہ سنا ہے کہ علم تابع معلوم کا ہوتا ہے نہ تابع عالم کا البتہ حکم تابع حاکم کا ہوتا ہے پہر آپ کیسے عالم ہیں کہ علم تابع اپنی خواہش اور ہوا کا کرتے ہیں نہ تابع معلوم کا۔ مجکو اندیشہ ہے کہ اس ناچیز کی تحریرات پر بہی بلا تدبر اور غور کے کہیں ایسے ہی اعتراضوں کے بوچہار نکلا کر دے ع غنچہ کو مل ڈالتے ہو چکی ہیں۔ مجکو ڈر ہے کہ یوں ہی دل نہ کہیں مل ڈالو۔ اب عبارت حضرت مسیح الزماں کے روبرو ناظرین کے پیش کیجاتی ہے اور ناظرین سے طلب انصاف ہے کہ اس عبارت ذیل سے حضرت اقدس نے اپنے الہامات کو مخاطب کے نزدیک لہو ولعب ٹہیرایا ہے یا مخاطب کے استدلال وخیال کو اپنے نزدیک لہو ولعب کہا ہے

وہی ہذا۔ آپ کا خط آج کی ڈاک میں مجھکو ملا اور اوسکے پڑھنے سے مجھکو بہت ہی افسوس ہوا کہ آپ
مکالمات الٓہیہ (یعنے میرے الہامات) کے امر کو لہو و لعب میں داخل کرنا چاہتے ہیں - ناظرین اندکے
غور فرماویں کہ مولوی صاحب کی یہہ نکتہ چینی کیسی بیجا ہے - اور حضرت اقدس کے خطوط سے جو تواضع
صبر تہذیب - نرمی خاکساری - خدا شناسی - اور روحانیت ہوا دیا اللہ کے علامات خاصہ سے
ہے وہ بہی ناظرین کو معلوم ہوگئی ہوگی اور اوس کا عکس و ضد بھی جو مولوی صاحب کے خطوط سے
ثابت ہے وہ بہی مخفی نرہا ہوگا کیونکہ یعرف الاشیاء باضدادہا مقولہ مشہور ہے - یہہ تو نال ب
مراسلت حال کا آگے رہی وہ مراسلت جو ۱۸۸۰ء میں ہوئی ہے سو وہ بھی بجنسہٖ آپکی علیہ میرے
پاس موجود ہے جس کی نقل یعنے حسب الطلب آپ کے پاس بھیجدی ہے انشاء اللہ تعالے کسیوقت
میں عند الضرورت وہ بھی پبلک کے روبرو پیش کیجاوے گی اوس وقت ظاہر ہوگا کہ آپ کے
خطوط اور حضرت مسیح الزمان کے خطوط میں وہی فرق ہے جو سحر و اعجاز
میں یا طلسم فرنگ و انفاس مسیحی میں ہے مقابل آپ کی آنکھوں کے آہو ہو نہیں سکتا -
انہیں کے آگے جادوگر سے جادو ہو نہیں سکتا - **قولہ** صفحہ ۳۸۳ حاشیہ مرزا صاحب کا حوصلہ تہوڑا
ہے آپ گنگو سے گھبرا جاتے ہیں الخ **اقول** مولوی صاحب مرا یاد و تنرا فراموش حضرت مرزا صاحب
کا حوصلہ تو وہی ہے جس کو آپ تسلیم کر چکے ہیں کہ اس کا مولف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی
و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی
ہے اور آپنے یہہ مدح و ثنا حضرت اقدس مرزا صاحب کے بعد اپنے تجربہ کامل کی لکھی ہے یاد کرو
عبارت صفحہ ۱۷۶ جلد ۷ نمبر ۶ - اشاعۃ السنہ کو البتہ آنحضرت کو امور لا یعنی اور لغویات سے بالضرور
اعراض و احتراز ہے والذین ہم عن اللغو معرضون - ومن حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ ورنہ
بمقابلہ تائید روح القدس کے آپکے وساوس اور شکوک کی حقیقت ہی کیا ہے ہے پاس اپنے
اوس رخ پر نور سے چراغ - اپنے یاد تو نکھانہ ہیں دور سے چراغ کا بحول حول داء العالموت
توا الحجیج - بیست اللہ ستر کا - یحیی نسیم دمی مدا الزمان وکم - مکانم بلغی من سخطہ ہلکا -

قولہ صفحہ ۳۱۲ - مگر اس جلسہ کا اہتمام ہم اپنے ذمہ نہیں لے سکتے یہہ اہتمام وہ اپنے ذمہ لیویں الخ

اقول - باوجودیکہ حضرت اقدس نے اپنے خط مورخہ ۱۶ اپریل ۱۸۹۱ء میں جو آپ کے نام لکھا ہے یہہ سب اہتمام اپنے ذمہ لے لیا ہے چنانچہ تحریر فرماتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ امن قائم رکھنے کے لئے انتظام کرادوں گا الی آخرہ لیکن پھر بھی آپنے حیلہ اور بہانہ ہی کیا اور مناظرہ پر آمادہ نہوئے کبھی تو یہہ عذر کیا کہ اول آپ رسالہ ازالہ اوہام میرے پاس بھیج دیجئے اوس کو دیکھ لوں اور آپ کے دلائل کا اندازہ کرسکوں اور کہیں یہہ عذر کیا کہ قبل از مباحثہ چند اصول کی تمہید کرلوں اور آپسے اونکو تسلیم کرالوں - مولویصاحب جبکہ آپنے دلائل رسالہ ازالہ اوہام کے مضمون کو اندازہ و قیاس کرلیا تھا چنانچہ یہہ امر پہلے خطوط سے آپ کے ثابت ہے پھر اب یہہ آڑ کسواسطے کی کہ بدون دیکھنے رسالہ ازالہ اوہام کی بحث ہی نہیں کرسکتے اور اصول موضوعہ اپنے آپ حضرت اقدس مرزا صاحب کو کیا تسلیم کرائیں گے حضرت مرزا صاحب وہی شخص ہیں جن کا نظیر حسب اقرار آپکے پہلے علما اور اولیا میں بہت ہی کم پایا گیا ہے اور فی الحقیقت آپنے یہہ بہت سچ لکھا ہے کیونکہ جو مناسبت اور تعلق قرآن مجید کے عجائبات اسرار اور معارف کے ساتھ حضرت اقدس کو ہے وہ اولین میں سے کم کسی کو ہوئی ہوگی - حضرت عمر کے مقولہ حسبنا کتاب اللہ کو اسی مسیح الزمان نے صادق کر دکھایا ہے - اور ما فرطنا فی الکتاب من شیء کی تفسیر اسی مجدد الوقت نے تمام دنیا میں شائع کی ہے اور کتاب اللہ کو مصداق لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین کا اسی ہادی اور مہدی نے ہر ادنی و اعلی کے روبرو کر دکھایا ہے ؎ منورکن دلم را یا الہی از کتاب اللہ - بفیض آن امام قادیانی عارف و آگاہ ۔ اسی حجت اللہ نے تفسیر بے نظیر سورہ فاتحہ کی درج کتاب براہین احمدیہ کر کر منادی وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ کو تمام دنیا میں مشتہر کیا ہے جو معارف و اسرار مصداق ما لا عین رات ولا اذن سمعت حضرت اقدس نے بتائید روح القدس اس سورہ فاتحہ کی بیان فرمائی ہیں کوئی صاحب عالم بتلائیں کہ وہ کس تفسیر میں بجنسہ بیان آئی ہیں ؎ ففی کل لفظ منہ روض من المعانی وفی کل سطر منہ عقد من الدرر ۔ باب مدینۃ العلم نے باوجود علم کے بوجہ کسی حکمت کے اون کو تحریر نہ فرمایا اور آنحضرت

کے حصہ میں چھوڑ کر یوں جتلایا کہ وہ شست لاوفہت سبعین بیوامن. تفسیر فاتحۃ الکتاب. کو!
باللہ شہیدا وہ دقائق وحقائق ہیں کہ سویدا قلوب اہل انصاف میں بیٹھ جاتے ہیں اور
قلب پسن اون کو اخذ ہی کئے لیتا ہے صدق رسول اللہ الکلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن الی اخرہ ار تماہا
ہ نکالوں کس طرح سینہ سے اپنے تیر جانان کو. نہ پیکان دل کو چھوڑے ہے نہ دل چھوڑے ہے
پیکان کو ہ عذل العواذل حول قلب التائہ. وھوی الاحبۃ منہ فی سودائہ.

قولہ صفحہ ۳۸ خفیہ مذاکرہ کا کون خواستگار ہوا ہے الخ. **اقول** خفیہ مباحثہ کے
آپ خواستگار ہوئے ہیں اسی سطر میں آپ لکھتے ہیں کہ اس پرائیوٹ گفتگو میں جو میں قبل از
انعقاد جلسہ عام چاہتا ہوں اور آگے لکھتے ہو جیسے گفتگو کرنے آو جلسہ عام پر موقوف رکھیں وہ وقت
آتا نظر نہیں آتا. اب میں دریافت کرتا ہوں کہ وہ جلسہ عام وقت میں آتا ہوا کیوں نہیں نظر آتا ہے
ہی تو کہ آپ اور آپ کے ہم مشرب اوس جلسہ عام کا وقوع میں آنا نہیں چاہتے. **قولہ**
صفحہ ۳۸ پرائیوٹ گفتگو کا اب میں خواستگار نہیں رہا الخ **اقول** پھر اب کیوں انذار ادام کے
اول ویکھ لینے کی آڑ کر بحث سے رک رہے ہو **قولہ** صفحہ ۳۸۔ اسکے شروع میں جو الفاظ
لہو ولعب استدلال کئے گئے ہیں وہ بڑے موہم ہیں الخ **اقول** جواب اس کا گذرچکا لفظ لہو و
لعب حضرت اقدس نے ہرگز ہرگز آپ کی استدلال کی نسبت کہا ہی نہیں کما مرانفا.

قولہ صفحہ ۳۸۴ (۲) براہین احمدیہ کے مضمون نزول جسمانی مسیح کو آپ ایک غلط خیال جانتے
تھے تو آپنے ایک خط میں یہ کیوں لکھا تھا الی قولہ جب یہ تحکیم براہین احمدیہ اور یہ براہین احمدیہ
کیطرف آپ کو بلایا گیا تھا الخ **اقول** دفاتہ ومرعلی حال تکون بھا. تلون کما تلون فی اثوابھا.
القول براہین احمدیہ کے مضمون نزول جسمانی مسیح کو حضرت اقدس مرزا صاحب وقت تحریر اوس کی
کے حسب خیال مشہور ایسا ہی خیال فرماتے تھے جیسا کہ حدیث مذہب دہلی میں مذکور ہوچکا اور یہہ
امر ثابت ہوچکا ہے کہ اس میں کوئی استبعاد نہیں ہے مگر یہہ تو فرمائیے کہ یہہ تو براہین احمدیہ کو واسطے
فیصلہ اس نزاع کے بڑے زور شور سے آپنے حکم قرار دیا تھا یا آپ اوس تحکیم سے بالکل پھر گئے اسکی

کیا وجہہ ہے اہل انصاف تو سمجھہ گئے ہیں کہ جب آپنے دیکھا کہ یہہ دعوی حضرت اقدس کا وہی دعوی ہے جس کو اشاعۃ السنہ میں متعدد جگہ تصدیق کر چکا ہوں امکانی طور پر نہیں بلکہ فعلی طور پر اب اگر براہین کو حکم قرار دیتا ہوں تو وہی مثل صادق ہوئی جاتی ہے ؎ یکے بر سر شاخ وبن مے برید خداوند بستاں نگہ کرد و دید. بگفتا گر ایں مرد بد مے کند. نہ با من کہ با نفس خود میکند. اب میں ناظرین کو ثابت کر دیکھاتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب کا یہہ دعوی وہی دعوی ہے جس کو مولوی صاحب تصدیق کر چکے ہیں ایک جگہ نہیں بلکہ متعدد جگہ عبارات اشاعۃ السنہ ناظرین کے روبرو پیش کیجاتی ہیں بصفحہ ۲۳۰ نمبر ششم جلد ہفتم مولوی صاحب نے یہہ الہام حضرت اقدس کا مع ترجمہ نقل کیا ہے (۱) یا عیسٰی انی متوفیک ورافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامہ اے عیسٰی میں تجھے فوت کرنے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا اور تیرے پیروؤں کو تیرے منکروں سے قیامت تک اونچا رکھنے والا انتہی موافق اس الہام کے حضرت مرزا صاحب کے متبعین قیامت تک مخالفین پر فائق رہیں گے ظاہر ہے کہ یہہ شان سوا مسیح موعود کے اور کسی ولی کی نہیں ہو سکتی مولویصاحب نے اس الہام پر کوئی جرح قدح نہیں کیا اگر یہہ دعوی مولوی صاحب کو مسلم مجملاً نہ ہوتا تو جرح قدح کرنے سے سکوت کب جائز تہا کیونکہ ریویو لکھنے والے کا فرض منصب ہے کہ جو نقائص اور جرح قدح ہو اوس کو بیان کردے ؎ دو چیز تیرہ عقل است دم فرو بستن. بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشے. اور پہر یہہ عرض ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا مثیل مسیح ہونا یہا نپر آپنے مسلم رکھا ہے اور انکار نہیں کیا اور اب میں یہہ لکھتا ہوں کہ جبکہ وفات پاجانا حضرت عیسٰی کا بکتاب اللہ واصح الکتب بعد کتاب اللہ ثابت ہے تو پہر فرمائیے کہ مصداق اون احادیث کا جن میں ذکر نزول مسیح بن مریم ہے بجز مثیل مسیح کے اور کون ہو سکتا ہے. اور صفحہ ۱۸۰ میں نمبر ششم جلد ہفتم لکہا ہے دیکہو انتہا طولانی جماعت معاندین کتاب مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر جسمین لفظ فتح ونصرت موجود ہیں اور بعض مولف یہہ شعر منقول ہے ؎ سب مریضوں کی ہی تمہیں پہ نگاہ. تم مسیحا بنو خدا کے لئے انتہی. اس عبارت میں مسیحا بننا حضرت مرزا صاحب کا مولوی صاحب نے مسلم رکہا ہے اور کوئی تعارض

یا جرح قدح اس شعر پر نہیں کیا اگر مسلم نہوتا یا مجروح و مقدوح ہوتا تو بیان اوس کا ضروری تہا قول
مشہور ہے السکوت فی معرض البیان بیان اور صفحہ ۸۹ نمبر ششم جلد ہفتم میں لکہا ہے
اور مولف کو بلفظ یا عیسی مخاطب کرنے سے یہہ مراد نہیں ہے کہ مولف درحقیقت وہ مسیح موعود ہے
جس کا اہل اسلام عیسائیوں اور یہودیوں کو انتظار ہے بلکہ اس سے مراد یہہ ہے کہ مولف حضرت مسیح
علیہ السلام سے مشابہ اور بعض اوصاف میں مماثل ہے سو یہی نہ اون کی جسمانی اور ریاست ملکی کے اوصاف
میں بلکہ صرف روحانی اور تعلیمی صفت میں۔ بنا برین مولوی صاحب کو حضرت مرزا صاحب کے
مثیل مسیح ہونے کا اقرار ہے اور یہی ہمارا مدعا ہے۔ ہاں مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے سے انکار
ہے سو اوس وقت میں مرزا صاحب کا خیال بہی بموجب خیال عام مسلمانوں کے ہی تہا۔ اب کہ
کتاب و سنت و نیز الہام سے یہہ امر ثابت ہوچکا کہ حضرت عیسی بن مریم وفات پاچکے ہیں اور دوبارہ جسمانی
طور پر اس دنیا میں نہ آوینگے پس اندرین صورت سوا مثیل مسیح کے اور کون مصداق اون احادیث
کا ہوسکتا ہے جنمیں مسیح کا آنا دنیا میں مذکور ہے۔ اگر آپ کو وفات مسیح میں کچہہ شک و تردد ہو تو اوس
کی نسبت مناظرہ کر لیجئے لیکن مثیل مسیح ہونا حضرت اقدس کا آپ مکرر سکرر تصدیق تسلیم کرچکے ہیں
اور اسی قول کے حاشیہ میں آپ لکہتے ہیں یہہ تشبیہ بعینہ ان تشبیہوں کی مانند ہے جو عیسائیوں کے
اعتقاد میں عہد عتیق و جدید میں حضرت مسیح کے حق میں ابراہیم سے (پیدائش ۱۷-۵) آدم سے
(روم ۵-۱۴) اسحاق سے (پیدا-۲۲-او۲) بناہ کے شہر سے (گنتی ۳۵-۶) پہلے پہل سے (خروج ۲۲
۲۹) پیتل کے حوض سے (خر ۳۰-۱۸) بزغالہ سے (احبار ۱۶-۲۰) وغیرہ وغیرہ سے وارد ہیں جن سے
کوئی مسلمان یا عیسائی یہہ سمجہہ نہیں سکتا کہ مسیح درحقیقت آدم یا ابراہیم یا پیتل کا حوض یا بزغالہ
وغیرہ ہے انتہی۔ مدعا ہمارا صرف یہی ہے کہ مثیل مسیح ہونا حضرت مرزا صاحب کا آپ تسلیم کرچکے
ہیں رہا وفات پاجانا حضرت عیسی بن مریم کا اوس کو اب تحقیق کر لیجئے تاکہ آپ کو ثابت ہوجاوے
کہ حضرت اقدس مسیح موعود یہی ہیں۔ اور حاشیہ میں بصفحہ ۳۸۴ جو مولانا صاحب نکتہ چینی کرتے ہیں
کہ بجائے نمبر ۶ کے نمبر ۲ چاہیے اس نکتہ چینی کا حال یہی ناظرین کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ محض بیجا ہے نمبر ۲ سے

یہی مدعا ثابت ہوتا ہے اور نمبر ۲ سے یہی ثابت ہے اور بصفحہ ۱۹۰ و ۱۹۱ جلد ہفتم بیان اسی مماثلت میں آپ لکھتے ہیں۔ ایسا اتحاد امام محدث ابن حزم ظاہری کا آنحضرت صلعم سے شیخ محی الدین ابن عربی کے مکاشفہ میں منکشف ہوا ہے چنانچہ فتوحات مکیہ کے باب ۳۲۳ میں آپنے فرمایا ہے کہ نہایت درجہ کا اتصال یہہ ہے کہ ایک چیز بعینہ وہ چیز ہو جاوے جسمیں وہ ظاہر ہو اور خود نظر آوے جیساکہ میئے خواب میں آنحضرت کو دیکھا کہ آپنے ابو محمد بن حزم محدث سے معانقہ کیا پس ایک دوسرے میں غائب ہوگیا بجز ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نظر نہ آیا۔ نواب صاحب بہوپال نے کتاب اتحاف النبلا میں اس کی تائید میں ایک عربی رباعی نقل کی ہے جس کا مطلب یہہ ہے کہ ہمارے بدگو (رقیب) نے شب کو ہمارے پاس ہمارے معشوق کے آنیکا گمان کیا تو ہم میں جدائی ڈالنے میں کوشش کرنے لگا پس میئے اپنے معشوق کو گلے سے لگالیا پہر وہ (رقیب) آیا تو اوس نے بجز میہہ ایک کے کسیکو نہ دیکھا پہر یہہ شعر فارسی نقل کیا ہے ؎ جذبہ شوق بحدیست میاں من وتو۔ کہ رقیب آمد و نشناخت نشان من وتو۔ اس کے بعد یہہ جملہ دعائیہ لکہا ہے رزقنا اللہ من ھذا لاتحاد فی الدنیا والاخرۃ یعنے خدا تعالےٰ نے ہم کو بھی ایسا ہی اتحاد دنیا و آخرت میں نصیب کرے اس اتحاد پر بعض اس وقت کے لوگوں نے کچھ اعتراض بہی کئے ہیں ہمنے ضمیمہ اخبار سفیر ہند ۱۸۷۹ء کے نمبر ۱۳ و ۱۴ میں اونکے کافی جواب دیئے ہیں ناظرین اون نمبروں کو دیکہیں انتہی بلفظہ یہاں پر تو آپ نے کمال ہی کیا ہے مماثلت کا [illegible] حضرت [illegible] کا اتحاد ساتھ مسیح بن مریم کے آپ دلیل عقلی و نقلی سے ثابت کرتے ہیں جس سے ایک وجہہ وجیہ حذف کرنے لفظ مثیل یا دیگر ادات تشبیہ کی احادیث متضمن نزول مسیح بن مریم میں ثابت ہوگئی ؎ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد خمیرمایہ دکان شیشہ گر سنگ است اور صفحہ ۲۹۱ میں آپ لکھتے ہیں۔ اور بصفحہ ۵۰۵ پیشین گوئی نمبر ۲ جسمیں مولف کو بلفظ یا عیسیٰ مخاطب کیا گیا ہے نقل کرکے اوس کا ترجمہ ان الفاظ سے کیا۔ اے عیسیٰ میں تجھکو کامل اجر بخشونگا یا وفات دونگا اور اپنی طرف اوٹھاؤنگا اور تیرے تابعین کو اونپر جو منکر ہیں قیامت تک غلبہ بخشونگا یعنے تیرے ہم عقیدہ اور ہم مشربوں کو حجت

اور برہان اور برکات کی۔ وسے دوسرے لوگوں پر قیامت تک فایق رکھوں گا پہلوں میں سے ایک گروہ ہے اور پچھلوں میں سے بہی ایک گروہ ہے اس جگہ عیسی کے نام سے بھی یہی عاجز مراد ہے مولوی صاحب نے اس جگہ بھی الہام معتبرہ نقل کرکر کوئی جرح نہیں کیا اور حضرت اقدس مرزا صاحب کا عالم ملکوت ولاہوت میں مسیح ہونا مسلم رکہا ہے اور ظاہر ہے کہ مراد اوس سے مثیل مسیح ہونا ہی اگر مسلم نہ ہوتا تو جرح کرنا آپ کا فرض منصب تہا کیونکہ آپ اوس پر ریویو لکھ رہے ہیں۔ اور صفحہ ۲۱۹ وغیرہ میں تو آپ نے اور کمال کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو نہ صرف مثیل عیسٰی ہی قرار دیا بلکہ مثیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنے مہدی و مثیل ابراہیم و مثیل آدم علی نبینا وعلیہم السلام ہونا بھی تصدیق وتسلیم کرلیا ہے عبارت اوس کی بہت طویل ہے ناظرین خود اوس کو ملاحظہ فرمائیں۔ اور صفحہ ۵۰۹ میں آپ لکھتے ہیں۔ اور آیت نمبر ۹ قرآن میں تو وہ لفظ یا عیسٰی سے حضرت مسیح علیہ السلام سے خطاب مراد خداوندی سمجھتے ہیں اور رفع سے اون کا جسم کے ساتھ آسمان کیطرف اوٹہایا جانا جیسا کہ عام✱ مسلمانوں کا خیال ہے اور جب انہی الفاظ سے خدا تعالے نے اون کو مخاطب فرمایا تو ان الفاظ میں نہ آیت قرآن میں وہ لفظ عیسٰی سے اپنے آپ کو اس مناسبت روحانی کی نظر سے جو اون میں اور حضرت مسیح میں پائی جاتی ہے اور وہ بصفحہ ۱۹۰ رسالہ نمبر ۲ بیان ہو چکی ہے مراد خداوندی سمجھتے ہیں اور رفع سے مجھ دیراہین سے [illegible] کی [illegible] کے الفاظ سے نمبر ۲ میں بخوبی ہو چکی ہے انتہی۔ واضح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ براہین احمدیہ میں بصفحہ ۴۹۸ حضرت مرزا صاحب موعود ہونے کا دعوے بھی بجلا کر چکے ہیں اور مولوی صاحب نے اوس دعوے کا رد نہیں کیا بلکہ تسلیم کرلیا ہے اگرچہ امکانی طور پر ہی سہی۔ ایک عبارت ترجمہ الہام نقل کی جاتی ہے ناظرین اوس کو غور سے ملاحظہ فرمادیں۔ وہو ہذا۔

✱ یہ فقرہ بہی قابل التفات ہے۔ ۱۲ منہ

✱ اس سے بہی ثابت ہوا کہ نکتہ چینی مولوی صاحب کی مندرجہ حاشیہ نمبر ۴ صفحہ ۴۹۸ محض غلط ہے مولوی صاحب کو اپنی لکہی ہوئی بات جو نہایت ہی قریب زمانہ میں لکہی ہے یاد نہیں رہی ۱۲ منہ

یعنے ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پر از معارف و
حقائق کو قادیان کے قریب اوتارا ہے اور ضرورت حقہ کے ساتھ اوتارا
ہے اور بضرورت حقہ اوترا ہے خدا اور اوس کے رسول نے خبر دی تھی کہ
جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا وہ ہونا ہی تھا یہ آخری
فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہیں کہ اس شخص کے ظہور کے لئے
حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث متذکرہ بالا میں اشارہ فرما چکے
ہیں اور خدا تعالے نے اپنی کلام مقدس میں اشارہ فرما چکا ہے چنانچہ وہ اشارہ
حصہ سوم کے الہامات میں درج ہو چکا ہے اور فرقانی اشارہ اس آیہ میں ہے
ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کله
انتہی - اور اگرچہ آپ تحکیم براہین احمدیہ سے دست بردار ہو گئے لیکن یہہ ہیچمداں آپ کے رسالہ
اشاعة السنہ کو ہی دربارہ مثیل مسیح ہونے حضرت مرزا صاحب کے حکم مانتا ہے آگے رہا وفات
پا جانا حضرت عیسی بن مریم کا جس پر بقیہ بحث متفرع ہے سو وہ کتاب اللہ اور نیز اصح الکتب
بعد کتاب اللہ سے ثابت ہے - آگے رہی یہہ بحث کہ حمل محمول کا موضوع پر مولوی صاحب کی
کلام میں بالامکان ہے یا بالفعل اس میں ہم کلام کو طول نہیں دیتے کیونکہ اس وقت ہم کو مولوی صاحب
سے صرف حمل بالامکان کو ہی ثابت اور تسلیم کرانا مقصود ہے وبس یار باقی صحبت باقی -
قولہ صفحہ ۳۸۵ (۳) آپ اس گفتگو کے لئے انعقاد مجمع عام کو شرط ٹھہراتے ہیں جس سے گفتگو
میں التوا ہو جاتا ہے الی آخرہ **اقول** انعقاد مجمع عام کے فوائد پہلے مذکور ہو چکے اور اس مجمع عام کی
علت غائی آپکے گریز کی بھی معلوم ہو چکی - اور پھر یہہ عرض ہے کہ وہ دو حرفی بات آپنے کیوں نہ لکھ
بھیجی جو اس طول لاطائل میں آپ بھی مبتلا ہوئے اور اپنے تمام معتقدین کو بھی اس گورکھ دھندے
میں پھنسایا اور یہہ بھی وعدہ کیا کہ وقتاً فوقتاً مشتہر کیا جاویگا - انشاء اللہ تعالے مولانا آپ نے
سچ فرمایا وقتاً فوقتاً مشتہر ہونے میں ہی تو مطلوب اصلی حاصل ہوتا ہے ع آیا ہزار پیچ سے بکھر

طویل ہیں مضمون زلف یار مقرر دراز تھا **قولہ** صفحہ ۸۵ ۳ د ۴ ، آپ اعتقاد متعلق حیاتی مسیح کو جو
زمانہ تالیف براہین میں آپ رکھتے تھے اور اُس کے صفحہ ۴۹۸ و ۴۹۹ میں ظاہر کر چکے ہیں آنحضرت
کے اس فعل کی جو باقتدا ئے سنن مشہورہ انبیاء بنی اسرائیل آپنے کیا پھر بحکم وحی اوس کو چھوڑ دیا یا اس
خیال کی جو کسی الہام کے معنے سمجھنے میں آپ کے دل میں گذرا پھر وہ غلط ثابت ہوا۔ نظیر ٹہراتے ہیں اور
یہہ غور نہیں فرماتے کہ وہ اعتقاد احادیث صحیحہ اور اون کے معانی قطعیہ اتفاقیہ سے آپ کے دل میں
مستحکم تھا جس کو آپنے کمال وضاحت سے بیان کیا اور اب اوس کا خلاف ایک ایسے خیال سے کیا
جس کا ان احادیث پر عرض کرنا رو رصورت اختلاف اس خیال کو غلط سمجھنا آپ کو واجب تھا الخ
اقول پہلے ثابت ہو چکا کہ حضرت اقدس مرزا صاحب نے کسی کتاب مصنفہ اپنی میں اعتقاد یا
خیال نزول مسیح ابن مریم بجسم عنصری آسمان سے بحیثیت کذائیہ کو احادیث صحیحہ اور اون کے معانی
قطعیہ اتفاقیہ سے نہیں لکھا اور نہ اس بارہ میں کسی جگہ کوئی ثبوت دیا۔ اور جبکہ وہ خود تصریح فرماتے
ہیں اور اشتہار دیتے ہیں کہ براہین کی مذکورہ بالا عبارتیں تو صرف اس ظاہری عقیدہ کے رو سے
ہیں جو سرسری اور عام طور پر اس زمانہ کے مسلمان مانتے ہیں فقط۔ تو پھر کوئی منصف کہہ سکتا ہے
کہ وہ اعتقاد حضرت اقدس مرزا صاحب کے دل میں احادیث صحیحہ قطعیہ سے
مستحکم تھا۔ اب جبکہ بدلائل کتاب اللہ و اصح الکتب بعد کتاب اللہ اوس خیال کا خلاف نفس الامر
ہونا ثابت ہو چکا تو یہہ الہام متنازعہ فیہ کیونکر غلط سمجھا جاویگا اور اُس کا یقین و اذعان حضرت
مرزا صاحب کو کیونکر حاصل نہ ہوگا کیونکہ آپ خود نمبر ۱ جلد ہفتم صفحہ ۳۲۷ میں لکھتے ہیں۔ اس کا
جواب یہہ ہے کہ حصول یقین اور امر ہے اور شرعاً اوس کا جواز اور امر۔ کتاب اللہ و شریعت پر
عرض الہام سے صرف اس یقین کا جواز شرعی ثابت ہوتا ہے نفس یقین تو نفس الہام سے ثابت
ہو جاتا ہے اس یقین کے حصول کے لئے تو اس کو کتاب اللہ پر عرض کرنا اور اوس کا عدم تخالف
ثابت کرنا ہرگز ضروری نہیں یہہ عرض تحقیق عدم تخالف تو صرف اس یقین کو شرعاً جائز بنانے کے
لئے ہے وبس۔ اس کی نظیر وہ سونے کا ٹکڑا ہے جس کو ایک شخص نے کسی کان سے پایا ہے

یا وہ موتی یکتا جو دریا میں غوطہ لگانے سے اس کے ہاتھ میں آیا ہے اس سونے یا موتی کے
کے حصول کا تو اُس کو کامل یقین ہوتا ہے جس میں وہ کسی ثبوت و شہادت کا طالب نہیں رہتا مع ہذا
وہ اس سرزمین کے بادشاہ سے سونا یا موتی دکھا کر پوچھتا ہے کہ اسی کام میں لانے کی آپ بھی اجازت
دیتے ہیں اور میں اس فعل میں آپ کی اطاعت سے خارج اور آزاد تو متصور نہوں گا اس عرض اور
طلب اجازت کے وقت کوئی اس شخص کی نسبت یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس شخص کو اس سونے
یا موتی کے حصول کی نسبت یقین نہیں ہے یقین ہوتا تو وہ اوسی بادشاہ کو کیوں دکھاتا اور اوس
سے اوس کے صرف کرنے کی اجازت کیوں مانگتا۔ اس نظیر کو پڑھ کر امید ہے کہ کسیکو (بشرطیکہ وہ
فہم و انصاف سے کچھ بہرہ رکھتا ہو) اس میں شک نہ رہیگا کہ اولیاء اللہ کو یقین تو نفس الہام سے ہو جاتا
ہے شریعت پر اوس کا عرض کرنا اور اوس کی عدم مخالفت ثابت کرنا اس یقین کو صرف شرعی بنا تا ہی
اس کی حقیقت و اصلیت کو نہیں بدلتا اور نہ بڑھاتا ہے اصلیت حکم عرض الہام سے اس کی
ظنیت نکالنے والوں کی منشاء غلطی کا بیان۔ جو لوگ الہام کو کتاب اللہ پر عرض کرنے کے حکم
سے اس کا ظنی ہونا نکالتے ہیں وہ یہہ خیال کرتے ہیں کہ الہام غیر نبی میں وسوسہ شیطانی کا احتمال
ہے تب ہی ملہم اوس کو کتاب اللہ پر عرض کرکے یہہ دیکھتا ہے کہ وہ مخالف کتاب اللہ اور وسوسۂ شیطانی
تو نہیں اس میں یہہ احتمال نہوتا تو اوس کو کتاب اللہ پر عرض کرکے اس کا مخالف کتاب اللہ نہونا
کیوں دیکھتا۔ اور اس خیال سے شاید وہ ہمارا پیش کردہ نظیر کا نظیر الہام ہونا تسلیم نکریں اور
الہام غیر نبی کو اُس سونے کی نظیر قرار دیں جو کسی راستہ سے کوئی پادے۔ اور اُس کے تانبے یا پیتل ہونے
میں متردد ہو کر صراف سے پوچھے کہ یہہ پیتل تو نہیں ہے مگر یہہ اون کی غلطی ہے ہمارے اصول پر
اس الہام میں (جس کو ہمنے قطعی کہا ہے) گو شروع میں قبل استحکام و استقرار الہام وسوسہ کا
احتمال ہے اور اوس وقت اس کو ظنی کہا جا سکتا ہے مگر جب اوس کا قیام و استقرار ہو جاتا ہے تب
ملہم کے دل میں اس کا یقین کوٹ کوٹ کے بہرا جاتا ہے اور اوس میں وسوسۂ شیطانی کا احتمال نہیں
رہتا اور نہ اس وقت اوس کو ظنی کہا جا سکتا ہے اوس وقت اوس کا عرض کتاب اللہ پر

محض ادب و تعظیم و اظہار متابعت شریعت کے لئے برتا ہے نہ اس خیال و احتمال سے کہ وہ کتاب اللہ کے مخالف تو نہیں ہے اس حالت میں وہ کتاب اللہ کے مخالف ہو ہی نہیں سکتا لہذا وہ اُس سونے کی نظیر نہیں بن سکتا جسکو کسی نے راستہ سے پایا ہو اور اوس کے سونے اور پتیل ہونے میں اسکو تردد ہوا اور اس تردد کے سبب وہ اُنھوں کو گرتا پھرتا ہو اس حالت میں تو وہ اسی خالص سونے کی وجہ کان سے لیا گیا ہو یا اوس دریتیم کی جو دریا میں غوطہ لگانے سے ہاتھ آیا ہو نظیر ہے جن کے سونے اور موتی ہونے میں پانے والے کو کوئی شک نہیں ہوتا اور بادشاہ وقت سے وہ اُس کے کام میں لانے کی اجازت صرف اسکی بادشاہی کے ادب کے خیال سے حاصل کرتا ہو انتہی بلفظہ

قولہ - صفحہ ۳۸۵ - اور اگر آپ وہ اعتقاد آپ کے نزدیک سنن مشہورہ نبی اسرائیل یا الہام کی غلط تاویل کے نظیر ہو گیا تھا تو آپ پر اس امر کا اظہار واجب تھا اور اس مضمون کا اشتہار میں فرض کہ براہین کے صفحہ ۴۹۸ و ۴۹۹ میں جو جیسے حضرت مسیح علیہ السلام کا دنیا میں دوبارہ آنا اور جسمانی نزول فرمانا بیان کیا ہے وہ مطلب الہام کو غلط سمجھنے یا اوس وقت کے گمراہ مسلمانوں کی تقلید تھا الخ

اقول - اظہار اور کسے کہتے ہیں حضرت اقدس کے خطوط وغیرہ میں اظہار و اشتہار سب موجود ہے علاوہ برین حضرت عیسٰی کی وفات پا جانے اور دوبارہ نہ آنے کا اشتہار دیا جو فتح اسلام و توضیح مرام میں مندرج ہے اُس خیال کا تخطیہ کرتا ہے - اور غلام احمد بن غلام مرتضی کا عیسٰی بن مریم ہونا جس کا ثبوت پہلے گذر چکا آپ خود تسلیم کر چکے ہیں کما مرّ اور یہ بھی ثابت ہو چکا کہ دعوی مثیل مسیح ہونے حضرت اقدس کا براہین احمدیہ میں مذکور ہے بلکہ موعود ہونا بھی مجملا مذکور ہوا ہے اور وہی رسائل فتح اسلام و توضیح مرام میں مع زیادت بیان موجود ہے اور وفات پا جانا حضرت عیسٰی کا اور دوبارہ نہ آنا اس کا دنیا میں بجسم عنصری مبرہن بکتاب و سنت و الہام حقہ کے ہی ان دو امروں کو ناسخ منسوخ قرار دینا ایک کمال درجہ کا مغالطہ ہے جس سے ادنی منصف ذی لب احتراز واجب سمجھتا ہے چہ جائیکہ آپ جیسے فاضل معلوم ہوں اب بھی وقت ہے یا تو اپنے حال کے عقیدہ مخالف عقیدہ سابقہ کی غلطی کا اشتہار دیجیے ورنہ لوگ آپ کو ریویو یعنی جانچ سابق مندرجہ

اشاعۃ السنہ سے پورا الزام دیں گے اور آپ کی تحریر آپ پر حجت ہو جاوے گی ؎ تیری اوصاف بالا سے جو اپنا بول بالا ہے۔ کسیکی بات اپنی بات پر اونچی نہیں ہوتی **قولہ** صفحہ ۸۶ س ۵ روحانی طور پر آپ کے مثیل مسیح ہونے (جس کا بیان صفحہ ۴۹۸ وغیرہ میں براہین احمدیہ کے ہے) کے امکان پر میرا سکوت کیا اس کا صریح اقرار[1] اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۷ میں بصفحہ ۱۰ موجود ہے مگر اس سکوت یا اقرار سے آپ نے جدید دعوے کو کیا فائدہ پہنچایا ہے پھر آپ کس خیال سے بار بار میری کلام کا حوالہ دیتے ہیں ا ہ **اقول** جبکہ روحانی طور پر حضرت اقدس مرزا صاحب کے مسیح یا مثیل ہونے کا آپ اقرار کر چکے ہیں تو ہم سوا اس اقرار کے اور کسی الہام کی تصدیق پر آپ کو مجبور نہیں کرتے صرف یہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح ابن مریم کا بوجود عنصری آسمان پر اٹھایا جانا کتاب اللہ یا سنت صحیحہ صریحۃ الدلالت سے ثابت کر دیجئے جس کے آپ مدعی ہیں اور اگر آپ یہ ثابت نہ کر سکے اور ہمنے وفات پاجانا حضرت مسیح بن مریم کا کتاب اللہ اور اصح الکتب بعد کتاب اللہ سے ثابت کر دیا تو پھر آپ ہی فرمائیے کہ سوائے مثیل مسیح کے اون احادیث کا مصداق جنمیں مسیح بن مریم کا آنا مذکور ہے کون ہو گا خصوصاً اوس حالت میں کہ مثیل موعود ہونے کی تصدیق آپ کر چکے ہیں مسلمنا کہ تصدیق نہی کی تسلیم کر چکے ہو مسلمنا کہ تسلیم بہی نہ سہی آپ نے ریویو میں اوس پر سکوت کیا۔ والسکوت فی معرض البیان بیان قاعدہ مسلمہ مشہور ہے اور حاشیہ نمبر ۲ میں جو کچہ آپ کو نظر نہیں آیا وہ سب کچہ پہلے نظر آ چکا ہے اور اُس کے دلائل کتاب و سنت سے آپ کے رسالہ ریویو میں مندرج ہیں اب اگر کسی غرض نفسانی سے نظر نہیں آتا تو پہر اون دلائل پر نظر ثانی کر و او اپنے ریویو کا ریویو لکھو اور اس شعر کو پڑھتے جاؤ ؎ چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد۔ صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد۔ آپ کی اس تحریر[2] حال اور ریویو سابقہ میں زمین اور آسمان

---

[1] ناظرین اس اقرار کو یاد رکھیں کہ بہت جگہ کار آمد ہے۔

[2] کیونکہ ریویو میں حسب اقرار خود ایک شئے کے امکان کے قائل ہیں اور اس جگہ اوسی شئے کے امتناع کے قائل ہیں وشتان بینہما فقط منہ

کا فرق نظر آرہا ہے **قولہ** ۔صفحہ ۴۸۶ جس حالت میں آپ خود اسکی تکذیب کر چکے ہیں الخ
اقول خیال مرزا صاحب کا یا خیال عام مسلمانوں کا ہرگز ہرگز الہام حقہ کی تکذیب نہیں کر سکتا۔
قولہ ۔صفحہ ۴۸۷ ۔اس عبارت کی سیاق سے اور اوس کے ان الفاظ سے کہ اس
عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے ۔ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ آپنے اس مقام پر کہا ہے وہ الہام سے کہا ہے
صرف یہود یون (بزعم جناب مسلمانوں) کی تقلید سے نہیں کہا بنا رعلیہ یہہ جدید الہام اس الہام
قدیم کے مخالف ہے الخ **اقول** ۔ دیکھتے ہیں نہ ہم تیرے نے ظلم وستم ۔ یہہ لتی تیری وفا
پیارے مگر اگلی بھیں ۔ مولانا سابق میں جبکہ آپ خود بصفحہ ۴۵۸ مسیح کا جسم کے ساتھ اوٹھایا جانا
یا نزول اسیطرح پر عام مسلمانوں کا خیال فرما چکے ہیں اور حضرت اقدس مرزا صاحب نے جا بجا
خطوط وغیرہ میں تصریح فرمادی کہ یہہ مسئلہ الہامی نہیں ہے بلکہ خیالی ہے اور اسی خیال مشہور
کے سبب براہین میں درج ہوا پہر اب اوس کو الہامی قرار دینا کیسا بیجا اور بیمحل ہے اور لفظ
(ظاہر کیا گیا) سے جو آپ کا تشبث واستدلال ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جملہ
ناظرین کو اندہا نیا اور اپنے آپ کو بینا دیکھا تصور فرما رہے ہیں بہلا میں دریافت کرتا ہون
کہ حضرت مسیح الزمان نے کس امر کی نسبت لفظ (ظاہر کیا گیا) کا استعمال فرمایا ہے آیا مسیح
کے دوبارہ جسمانی طور پر دنیا میں آنے کو یا اپنے روحانی طور پر مسیح کے مثیل ہونے کو بشق
اول ضرور تھا کہ یہہ عبارت (لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے) اول ہی ان دونوں کی ہوتی ورنہ
آپ کا یہہ استدلال ایسا ہے جیسا کہ یہہ شعر مشہور ہے ۔ چہ خوش گفت است سعدی
در زلیخا۔ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا ۔ اور بشق ثانی باوجود موجود ہونے لفظ لاکن کے
آپ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ مسیح کا دوبارہ جسمانی طور پر دنیا میں آنا بھی اسی عبارت (ظاہر کیا گیا) کے
تحت میں داخل ہے اور الہام ہے مینوانجہ ما۔ **قولہ** ۔صفحہ ۴۸۷ ۔مگر شائد اس میں آپ
یہہ عذر کریں کہ الہام کی عبارت ایک حد تک ختم ہو چکی ہے اور اوس کی آخری عبارت جسمیں
مسیح کے جسمانی مصداق ہونے کا بیان ہے غیر الہامی ہے الخ **اقول** یہہ کیا خبط مستولی

اول عبارت جو قبل لفظ (ظاہر کیا گیا) کے ہے کسیطور پر الہامی نہیں ہے بلکہ غیر الہامی ہے اور آخری عبارت جو تحت اور ذیل میں (لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے) کی ہے وہ الہامی ہو سکتی ہے۔ اور الہام جدید آپ کو کوئی تسلیم نہیں کراتا آپ صرف مثیل مسیح ہونا حضرت اقدس کا مسلم رکہئے ا۔ (وفات پا جانا حضرت مسیح بن مریم کا اور دوبارہ نہ آنا اون کا بجسد عنصری جیسا کہ عام لوگوں کا خیال ہے ہم کتاب اللہ و اصح الکتب بعد کتاب اللہ سے تسلیم کرا دیں گے انشاء اللہ تعالیٰ) پہر اندریں صورت اول احادیث کا جنمیں نزول ابن مریم مذکور ہے سوائے مثیل مسیح اور کون ہو سکتا ہے کما قر ما دا ۔ اور خیال مشہور کا خلاف نفس الامر ہونا حضرت اقدس کیطرف سے مشتہر ہو چکا اور اشتہار کے کیا معنے ہیں آگے رہا لفظ یعنے جو مرزا صاحب کی عبارت میں مذکور ہے سو وہ اپنی رائے سے تفسیر کے واسطے ہے نہ بیان نفس الہام کیواسطے۔ یعنے کے تحت میں داخل کر کر اوس کو آپ کہیں الہام نہ قرار دیجئے گا **قولہ**۔ صفحہ ۳۸۷ (۶) مولوی نورالدین صاحب کے خط کی نسبت آپنے ابتک رائے ظاہر نہیں کی میں پہر اس کا مطالبہ کرتا ہون۔

اقول۔ ایسے امور کی بحث مکرر سہ کرر فضول و لایعنی ہے حضرت اقدس مرزا صاحب ایسے ابحاث فضول کو مکرر سہ کرر اپنی تحریرات میں کیوں درج فرماویں گے۔ اور دعوے مثیل مسیح ہونے میں کوئی جدت نہیں وہی دعوے قدیم ہے فقط **قولہ**۔ صفحہ ۳۸۸ اس خط میں ہمارے خط نمبری ۱۲۰ کی کسی بات کا جواب نہیں صرف اوسی پرانے دعوے کا اعادہ ہے کہ پرایئویٹ گفتگو میں کچھ فائدہ نہیں لہذا ہم جلسہ عام میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں الخ

اقول۔ آپ کے خط نمبری ۱۲۰ کا جواب مفصلاً لکہا گیا اور اس جواب آخری میں آپنے کوئی ایسی بات نہیں لکہی جو قابل جواب ہو لہذا آپ کی تحریر آپ کی خدمت میں بہ تغییر یسیر الیس

ملہ مولوی صاحب نے ہر ایک خط کے آخر میں اپنا تخلص ناصح مشفق قرار دیا ہے اور مصداق لمن الناصحین کے ہو گئے ہیں اور جو فرائض منصب ناصحین کے ہیں اونمیں سے ایک فرض کو بہی اونہوں نے کیا بہا مرنا ظرین پر ثابت ہو گیا ہو گا میں اسی ناصح کیواسطے اور کچھ تو عرض نہیں کرتا صرف اس شعر کے پڑہنے پر اکتفا کرتا ہوں ؎ حضرت ناصح جو آویں دیدہ و دل فرش راہ ۔ کوئی مجھکو یہہ تو سمجہاوے کہ سمجہاوینگے کیا خط ۱۱۔

کیجاتی ہے سه انجہاں کوہمت وفعل ماندا۔ بانمے آید ندا الاراصدا۔ اس تحریر کے اشاعه اور
اشتہارسے آپنے دوستانه اور برادرانہ تعلقات کو حسب اقرارخود قطع کردیا ہے نہ حضرت
اقدس مرزا صاحب نے سه مجھ میں ایک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہوں میں یتم ہیں دو وصف
ہیں بدخوبھی ہو خودکام بھی ہو۔ اور مخاصمانہ مباحثہ کی بنا کو آپنے قائم ومستحکم کردیا معہذا
ہم آپ سے دوستانہ وبرادرانہ بحث اپنی جانب سے ترک نہیں کرتے اور پرائیویٹ ملاقات
بھی چاہتے ہیں کیونکہ ایسے مسائل کے اختلاف کذائی میں یہہ بے مثل نتائج حسب اقرار مندرجہ
اشاعه ہرگز جائز نہیں اگر آپ مخاصمانہ مباحثہ کے لئے حاضر ومستعد ہیں تو ہم منصفانہ مناظرہ عام
کے لئے جس دن اور جس مقام میں مباحثہ کرنا چاہیں ہم حاضر ہیں سه ہماں میداں ہماں چوگاں
ہماں گو۔ انعقاد مجلس عام کا انتظام حضرت اقدس کے ہی ذمہ ہی اگرچہ بنظر انصاف آپکے
ذمہ ہونا چاہئے تھا کیونکہ سب سے پہلے آپ ہی مخالف اور راقم اور مکذب حضرت مسیح الزمان کے
بنی ہیں اور بعد تقرر تاریخ ومقام جلسہ انتظام حاضر ہونا آپ کے ذمہ ہے خواہ آپ کہیں ہوں
کیوں کہ آپ کے حاضر ہونے میں بڑی دقت یا ہی جو آپ کو پیدا ہوتی صرف صرف زاد راہ اور خرچ
سفر ہی ہے بقول شخصے سه گرجاں طلبی مضائقہ نیست۔ ورنہ زرطلبی سخن دریں است۔ سو
اوس کی نسبت حضرت مسیح الزمان اقبل ہو چکے ہیں جس کو آپنے بڑی خوشی سے لکھا کہ سفر کا
خرچ دینا تو آپ مان ہی چکے ہیں مولانا وہاں پر اس صرف قلیل کی کیا پرواہ ہے جو آپ کی زادراہ
میں ہوگا ہزارہا روپیہ ایسے ہی مصارف میں صرف ہو رہا ہے جس کے آپ ہی مقتدی ہیں سه قرار در
کف آزادگاں نگیرد مال۔ نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال۔ اور ہم خوب جانتے ہیں کہ ماہ
اپریل میں آپ کا عزم سفر تھا اس غرض سے کہ کچھ ہندوستان سے روپیہ تحصیل کیا جاوے
اسی مباحثہ کے شوق سے آپ نے اس عزم کو فسخ کیا ہے کیونکہ یہہ مباحثہ آپ کی مطلوب کیواسطے

سنه۔ عبارت زیر خط بجنسہ مولوی صاحب کی ہے جو اوہنیں سے عاید ہوتی ہے ناظرین بنظر انصاف ملاحظہ فرماویں اور
لطف اس معارضہ یا قلب کا اوٹھاویں ۔ راقم عفی اللہ عنہ

بمنزلہ ایک تمہید کے پیشکار تحصیل زر ہوگیا ہے۔ مگر جلسہ عام مناظرہ کو آپ نے ماہ اپریل میں بھی ٹلایا۔
جیساکہ ۸ مارچ کو پھر کل ماہ مارچ کو بھی ٹلایا اور کچھ ایفاء اہتمام نکیا اور پھر بعد طے جملہ عذرات کے آپ نے
ازالہ اوہام کے دیکھ لینے کی آڑ کرلی حسب ارشاد و ہدایت حضرت مسیح الزمان کے پہلے ہی سے آپنے
ایسا کچھ کیا ہوتا بہرحال مثل مشہور ہے کہ ؎ ہرچہ دانا کند کند ناداں لیک بعد از خرابی بسیار۔
اب اتنی فتح البتہ پیدا ہوگئی کہ لوگ آپکو گریز کی طرف منسوب کریں گے اور صاف کہیں گے کہ آپ جلسہ
پرائیویٹ کے حیلہ وبہانہ سے مباحثہ کو ٹلاتے ہیں یہہ اصل مدعا کا جواب ہے رہا جواب۔ سب وشتم و
طعن وطنز جو آپ کے خطوط سابقہ موسومہ احقر وغیرہ میں نسبت حضرت مرزا صاحب کے مندرج
ہے اور نیز ان خطوط موسومہ حضرت مسیح الزمان میں موجود ہے سو ہماری طرف سے یہہ ہے اور آیندہ
بھی ہمیشہ یہی رہیگا ؎ بدم گفتی وخورسندم عفاک اللہ نکو گفتی جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر
خارا۔ اگرچہ اس عہد وپیمان کو آپ نے مدت سے نقض کردیا ہے مگر ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کا نقض
نکریں گے۔ یہہ بدگوئی ایسے مسیح ثانی ملہم کی نسبت جسکو آپ تصدیق کرچکے ہیں کب سزاوار ہے
اور نورانی روحانی اشخاص مصدقہ کی نسبت آپ کو ایسے ہی اخلاق سے پیش آنا چاہیئے۔
خصوصاً ایسے شخص منکسر اور متواضع کے مقابلہ میں جو آپ کو ان الفاظ سے یاد کرے
جو خط نمبر ۳۔ اور باقی خطوط کے فقرات زیر نشان میں مندرج ہیں آپ ان کو مکرر
ملاحظہ فرماویں اور اپنے گریبان میں منہ ڈال کر انصاف سے کہیں کہ آپ کے الفاظ مندرجہ
خطوط موسومہ احقر وغیرہ جو نسبت حضرت مسیح الزمان کے ہیں آپ کے اقرارات[۱] کی نسبت
کیا کہہ رہے ہیں مرا یاد و ترا فراموش۔ ہاں اسی غرض سے آپ نے ان فقرات پر نوٹ لگاتے
ہوئے آپنے پھر احسان کیا کہ اپنے نوٹوں کی طرف ناظرین کو توجہ کرنے کا جلد موقع دیا اور اپنے
حاشیہ نمبر ۱ صفحہ ۲۸۳ کو بخوبی تکذیب کیا۔ ان الفاظ کی تحریر سے آپنے ایک احسان یہہ بھی کیا کہ
سینہ بسینہ یا قبل سے جو آپ کے دل میں سوء ظنی کے بخارات اوٹھ رہے تھے اور وہ کسی معقول وجہ

[۱] جو مندرجہ خط نمبر ۳ صفحہ ۱۱ فروری ۱۸۹۱ء میں ہیں ۱۲ منہ

پہ بیٹھے نہ تھے اسیوجہسے آپ اون کے اظہار میں تامل فرماتے تھے وہ سب خطا بدظنی ہمیں ظاہر ہوگئی
اور جو ہمکو آپ کے ساتھ حسن ظن اتقا و اتباع کا تھا اوسکو خیرباد کہلایا اور جو امکانی تصدیق ریویو براہین احمدیہ
میں ہو چکی ہے وہ اب بھی قدیمہ الہامات کی نسبت جن کا نام آپنے جدیدہ الہامات رکھا ہے ایسی رائے
خلاف کتاب و سنت ظاہر کرنے سے مانع ہے کیونکہ وہ تصدیق معلق نہ تھی امکانی ہی تھی مبرہن بہ
کتاب و سنت ہے اور کتاب و سنت صحیحہ بحکم انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون اب تک
موجود و محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہیں گے گو آپ نے بموجب اوس الہام کے جو حضرت
اقدس کو ہوا ہے جحدوا بھا واستیقنتہا انفسہم ظلما وعلوا اوس کو اٹھا دیا لہذا ہم کو ان
بدگوئی کے مقابلہ میں شکریہ واجب ہے اور اوس کی جوابدہی ترکی بترکی جو کی گئی ہے وہ صرف
اس غرض سے کہ آئندہ کو آپکا زور کبر اور غرور علمی جاتا رہے اور حضرت اقدس مسیح الزمان نے
آپ کے جواب تفصیلی کیطرف اس لئے التفات نہیں فرمایا کہ ایسے جواب کے لیے اور بہت لوگ ہیں
اور مصرع ؎ کلوخ انداز را پاداش سنگ است ؛ پر عمل کرنیکو مستعد ہیں بہتر ہے کہ آپ اس عادت اور
عقیدہ کو جو بعد زمانہ تالیف ریویو براہین احمدیہ کی نسبت حضرت مسیح الزمان کے اختیار کیا ہے چھوڑ
دیں ورنہ آپ کو یاد رہے کہ ؎ آستان یار سے اوٹھنے کا قصد آتش نکر چھوڑکر اس در کو سر دیوار
سے ٹکرائیگا - اور اس شعر کو بھی ہمیشہ پیش نظر رکھا کریں ؎ دہن خویش بدشنام میالا صائب ؎
نیں زر قلب بہرکس کہ دہی باز دہد - اور اشتہار ۲۶ مارچ میں جو الفاظ علم کی پردہ دری اور
حیا و ایمان کے مخالف) لکھے گئے ہیں وہ تو نہایت تہذیب سے استعمال کئے گئے ہیں ثبوت اس کا
یہہ ہے کہ آپنے اون کی تاویل بھلا یوضی بہ قائلہ اپنی طرف سے کر کر مخالف تہذیب قرار دیئے
ہیں اگر نفس الفاظ مندرجہ اشتہار خلاف تہذیب ہوتے تو اون کو دوسرے الفاظ سے بدلکر
تاویل کرنے کی آپ کو کیا حاجت ہوتی ظاہر ہے کہ کسی فعل کو خلاف حیا و ایمان کے کہنا اور بات
ہے اور بالکل سر تہذیب ہے اور کسی شخص خاص کو بے ایمان یا بے حیا کہنا چیزے دیگر ہے جو خلاف

لہ کیونکہ جو شے سلسلہ ممکنات میں حسب تواتر داخل ہے وہ شے سلسلہ ممتنعات میں کیونکر داخل ہو سکتی ہے کلمہ نہ

تہذیب ہے آپ ان دونوں عبارتوں کو عزاسادی کیونکر کہہ سکتے ہیں باقی آئندہ۔ اب ہم اس
حصہ دوم اعلام کو اونہیں الفاظ کے ساتھ بتغیر یسیر ختم کرتے ہیں جن کے ساتھ آپنے ریویو
براہین احمدیہ کو ختم کیا تھا وہو ہذا یعنی اس کتاب براہین احمدیہ کی خوبی اور بحق اسلام نفع رسانی
اس کتاب کو بچشم انصاف پڑھنے اور ہمارے ریویو کو دیکھنے والوں کی نظروں میں مخفی نہیں
لہذا بحکم ھل جزاء الاحسان الا الاحسان کافہ اہل اسلام پر (اہل حدیث ہوں خواہ حنفی
شیعہ ہوں خواہ سُنّی وغیرہ) یعنی خواہ مولوی محمد حسین صاحب ہوں اس کتاب کی اور اوسکی
مولف کی نصرت اور اوس کے مصارف طبع کی اعانت واجب ہے اور ترک واجب سے
مولوی صاحب وغیرہ بالضرور گنہگار ہوں گے۔ کیونکہ مولف براہین احمدیہ نے مسلمانوں کی
عزت رکھ دکھائی ہے اور مخالفین اسلام سے شرطیں لگا لگا کر تحدی کی ہے اور یہہ منادی اکثر
روئے زمین پر کردی ہے کہ جس شخص کو اسلام کی حقانیت میں شک ہو وہ ہمارے پاس آئے
اور اوس کی صداقت دلائل عقلیہ قرآنیہ و معجزات نبویہ محمدیہ سے (جس سے وہ اپنے الہامات
و خوارق مراد رکھتے ہیں) بچشم خود ملاحظہ کرلے پھر کیا اس احسان کے بدلے مسلمانوں پر یہہ حق
نہیں ہے کہ فی کس نہیں فی گہر ایک ایک نسخہ کتاب اس کی ادنی قیمت دیکر خرید کریں اور
اسپر یہہ شعر پڑہیں ؎ جبا دے چند دادم جاں خریدم بحمد اللہ کہ بس ارزاں خریدم۔ اب ہم اس ریویو
کو دعا پر ختم کرتے ہیں۔ اے خدا اپنے طالبوں کی رہنما اور اُن کی ذات سے اون کے ماں باپ
سے تمام جہان کے مشفقوں سے زیادہ رحم فرما تو اس کتاب اور اُس کے مولف کی محبت لوگونکے
دلوں میں خصوصاً مولوی محمد حسین صاحب کے دل میں ڈال دے اور اوس کی برکات سے
اون کو مالامال کردے اور کسی اپنے صالح بندے کی طفیل اس خاکسار شرمسار گنہگار کو بھی اپنے فیض و
انعامات اور اس کتاب کے اخص برکات سے فیض یاب کر آمین ولارض من کاس الکرام نصیب
ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔ تمت

ﮯ عبارت زیر خط اس احقر کی ہے باقی جملہ عبارت مولوی صاحب کی ہے۔ منہ

اشتہار بخدمت علماء امصار و دیار

اس عاجز ہیچمدان نے اکثر کتب متداولہ حدیث میں جستجو و تفحص کیا کہ یہہ خیال ہم اہل اسلام کا کہ حضرت عیسٰی بن مریم کا صعود اولی آسمان پر اور دوبارہ نزول آسمان سے یہہ دونوں بوجود عنصری ہیں کسی حدیث صحیح مرفوع متصل صریح الدلالت میں موجود ہو لیکن میری تفحص میں کوئی ایسی حدیث نہیں ملی اور قرآن مجید میں جو رفع ہے وہ بعد وفات کے مذکور ہے جیسا کہ سب مقدسوں کے واسطے ہوتا ہے نہ رفع الی السماء بجسد عنصری - لہذا اگر کوئی اہل علم محدث ہوں یا مفسر اس خیال کو حدیث کذائی موصوف الذکر سے نصاً ثابت کر دیویں تو فی حدیث یہہ ہیچمدان اونکی خدمت میں مبلغ ۵ روپیہ حق المحنت پیش کریگا کیونکہ اعتقادیات کیواسطے ادنی درجہ ایسی دلیل کا ہونا نہایت ضروری ہے اور یہہ میرا اقرار صحیح و قانونی تصور فرمایا جاوے فقط

المشتہر خاکسار محمد احسن امروہوی نزیل بہوپال

مناجات

یَا رَبِّ اِنْ عَظُمَتْ ذُنُوْبِیْ کَثْرَۃً ۔۔۔ فَلَقَدْ عَلِمْتُ بِاَنَّ عَفْوَکَ اَعْظَمُ

اِنْ کَانَ لَا یَرْجُوْکَ اِلَّا مُحْسِنٌ ۔۔۔ فَمَنِ الَّذِیْ یَدْعُوْا وَیَرْجُوا الْمُجْرِمُ

اَدْعُوْکَ رَبِّ کَمَا اَمَرْتَ تَضَرُّعًا ۔۔۔ فَاِذَا رَدَدْتَّ یَدِیْ فَمَنْ ذَا یَرْحَمُ

مَا لِیْ اِلَیْکَ وَسِیْلَۃٌ اِلَّا النَّبِیْ

وَغُلَامُ اَحْمَدَ ثُمَّ اِنِّیْ مُسْلِمٌ

---

[1] اس شعر اسناد میں تغیر یسیر کی گئی ہے ۱۲ منہ [2] یعنی ہر کسے کہ غلام احمد باشد ہم وسیلہ من است ۱۲ منہ

عذر

چونکہ آپ اپنی سوظنی پر مدت سے نازاں ہیں اور اسی سوظنی کی بنا پر الفاظ غیر مناسب و ناملائم
وخلاف تہذیب خطوط موسومہ احقر سابقہ میں بھی لکھ چکے ہیں جنپر بندہ صبر کیا ہے اور کچھ جواب
نہیں دیا۔ اور نیز حکیم نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے مقابل میں بھی آپنے یہی شرط پیش کی تھی
حکیم صاحب ممدوح نے بھی بسبب اپنے حلم کے اس کا جواب شافی و ترکی بہ ترکی نہیں دیا لہذا
اس قدیم دوست نے آپ کے خط حال کے جواب میں واسطے آپکی تنبیہ کے کسیقدر طول دیا ہے
آپ ملول نہوں [illegible] کہ یہ سوظنی اور استعمال الفاظ نامناسب کا ترک فرما دیں فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی نبیہ الکریم (۱) فی البخاری قولہ یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن
الآیۃ حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن ابی الزناد عن الاعرج
عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ایاکم والظن فان الظن اکذب
الحدیث ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تناجشوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا
وکونوا عباد اللہ اخوانا۔ ایضا قال صلی اللہ علیہ وسلم حب الدنیا
راس کل خطیئۃ رواہ البیہقی۔ ان میرے پرانے مرزا صاحب کے دوست [illegible]
[illegible]۔ لیکن حال میں آیت جحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم ظلما وعلوا سے
مصداق [illegible]۔ آپ کا نامہ نامی بدیں مضمون
حضرت مولوی محمد حسین صاحب السلام علیکم وعلی من لدیکم۔ [illegible]

[illegible] صاحب بھوپال میں تشریف لائے [illegible]
[illegible] میں مولوی [illegible] صاحب [illegible] معلوم ہوا کہ مولوی صاحب
[illegible] کا جواب [illegible]
[illegible] بھوپال سے چلے گئے اسلئے مناسب معلوم ہوا
[illegible] خط کا حال بھی [illegible]

مناظرہ وگفتگو درباره حضرت مرزا صاحب سلمہ و متضمن دیگر امور نیچدان کے پاس پہنچا مشکور و شاکر یاد آوری
فرمایا۔ بعض ارشاد کی تعمیل کرتا ہوں اور نسبت بعض کی عذر کرتا ہوں یعنی امانت آپ کی خطوط
چہار عدد بجنسہ مرسل ہیں۔ اور قیمت اشاعۃ السنہ مبلغ سہ روپیہ کلدار پیش کش کرتا ہوں اوسکو
تو ضرور بالضرور آپ قبول ہی فرماویں گے کیونکہ جملہ اصول و فروع کا وہی لب لباب ہے ؎ فاضلے
کو ہمہ در فکر فروع است و اصول ۔ گاہ اندیشہ معقول کند گہ منقول ؎ این ہمہ از پئے آنست کہ زد میخواہد
مرد بانرا ہمہ خواند بخدا و برسول (۳) ماشاء اللہ آپ کا ضبط جوش اور حوصلہ عالی تو عالمگیر
مشتہر ہوگیا ہے پھر اب مکرر آپ اوس کو جہانگیر کیوں مشتہر کرنا چاہتے ہیں کہ تحصیل حاصل ہے
اور پھر اس احقر سے پرائیویٹ طور پر اوس کی اثبات و نفی کی کوئی ضرورت نہیں میں اس کا
پابند ہوں من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ (۳) جو اغلاط آپ کے اس ہیچدان
کی رائے میں نیک نیتی سے معلوم ہوئی ہیں حصہ اول و دوم اعلام الناس میں تحریر کر چکا ہوں۔
حصہ اول آپ کی خدمت میں پہنچ چکا عنقریب حصہ دوم بھی انشاء اللہ تعالےٰ پہنچے گا ذرا صبر
فرمائے ان اللہ مع الصابرین پھر اب مجھکو مکرر آپ کے اغلاط کو اظہار کی کوئی ضرورت
نہیں معلوم ہوتی مجھکو آپ [illegible] فرماتے ہیں۔ اور اگر آپ کو صبر نہیں ہے تو یا حصہ اول
کا جواب تحریر فرمائے یا اوس کے مضامین مشتہرہ کی تصدیق کیجیے اور [illegible]
نزاع لفظی کی بحث اوسمیں نہ داخل کیجیے ورنہ یہ آپ کی درخواست مناظرہ بغیر جواب دئے
ہوئے اعلام الناس کے عکس القضیہ ہے غائت وجہ یہ کہ بمنزلہ عکس النقیض کی ہو لیکن
عکس مستوی تو نہیں ہے (۴) حکیم نور الدین صاحب اور حضرت مرزا صاحب سلمہ سے
جو مباحثہ آپکا ہوا اوس میں آپ نے کون کون سے آداب مناظرہ کو استعمال کیا ہے جسکی
امید یہ احقر آپ سے مناظرہ اور گفتگو میں کرے من جرب المجرب حلت بہ الندامۃ
مقولہ مشہور ہے لہذا الحکم الیاس احدی الراحتین اس ناچیز کو آپکی ذات بابرکات سے
ایسی راحت حاصل ہوگئی ہے کہ میں آپ سے بسبب آپ کے اون [illegible] کے جو ذیل میں

معروض ہوتے ہیں ملاقات نہیں کرنا چاہتا اور گفتگو بالمشافہہ یا مناظرہ تقریری کا تو ذکر
ہی کیا ہے (۵) ضبط وحوصلہ کی تفسیر میں جو آپ نے تحریر فرمایا کہ (میرے بیان میں آپ کوئی
لفظ نامناسب پیر قادیانی کے حق میں سنیں تو اوس پر صبر کریں) اور اوس کو معلل کیا اس علۃ
سے کہ جیسے آپ اون کے غائیت درجہ کے معتقد ہیں میں نہائیت درجہ کا بدگمان ہوں لہذا جیسا
آپ کو اون کی تعظیم کے اظہار کا حق ہے مجھے اظہار سوءظنی کا حق ہے) الخ فیہ نظر۔ اما اولاً انکہ
ہدایات قرآن مجید ایسے سوءظن اور الفاظ نامناسب کے استعمال سے ناہی ومانع ہیں اگر آپکو
یاد نہ رہے ہوں تو سنئے قال اللہ تعالےٰ وقولوا للناس حسنا۔ ایضاً قال اللہ تعالےٰ
لولا اذ سمعتموہ ظن المومنون والمومنات بانفسھم خیرا۔ ولا تلمزوا انفسکم
ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب
فاولئک ھم الظالمون۔ ایضاً قال اللہ تعالیٰ یا ایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا
من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم
ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب رحیم وغیرذالک
من الآیات الکثیرہ۔ ثانیاً آنکہ ابواب الاداب کتب احادیث کے استعمال کرنے الفاظ
نامناسب اور سوءظن سے خصوصاً ایسے سوءظن سے جیسا کہ آپکو ہو اشد مانع ہیں اگر نسیاً منسیاً
ہوگئے ہوں تو سنئے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلث من اصل الایمان
الکف عمن قال لا الہ الا اللہ لا تکفرہ بذنب ولا تخرجہ من الاسلام۔ ایضاً قال
کل المسلم علی المسلم حرام عرضہ ومالہ ودمہ التقوی ھھنا بحسب امرء من الشر
ان یحقر اخاہ المسلم۔ ایضاً قال علیک بالرفق وایاک والعنف والفحش۔ ایضاً قال من یحرم الرفق
یحرم الخیر وغیر ذالک من الاحادیث الکثیرہ۔ ثالثاً آنکہ ھذا دیدن کل الانبیاء و
داب رسولنا خاتم النبیین علی نبینا وعلیہم السلام وداب الخلفاء الراشدین
ومن بعدھم من الصحابۃ والتابعین والفقہاء المجتہدین والعلماء الصالحین

وھذا دین محمد المصطفیٰ صلی اللّٰہ تعالیٰ فلم تخرق ھذا الاجماع الذی کان علیہ النبیون والمرسلون والصدیقون والشہداء والصالحون رضی اللّٰہ عنہم اجمعین اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین آمین ۔ رابعاً آنکہ یہہ استحقاق استعمال سب وشتم یا الفاظ نامناسب کا جو بناء علی سوء الظن آپنے حاصل کیا ہے خصوصاً تحقیق مسائل دین میں اس کا نتیجہ بجز جدال ومراء ورتباغض اور تحاسد منہی عنہا کے اور کچھ معلوم نہیں ہوتا پس ایسے مناظرہ محض عبث اور لغو ہے اور علت غائی اوسکی کچھ بھی نہیں السئی اذا خلا عن مقصود ہ لغو قضیہ مشہورہ مسلمہ ہے خامساً آنکہ اگر کوئی صاحب سوا راقم کے جو آپ کی نسبت سوء ظنی رکھتا ہو مثلاً آپکو دجال کذابین سے شمار کرے اور برملا اور بالمشافہہ آپکو ان الفاظ ناملائم ونامناسب سے یاد کرے تو کیا آپ خوش ہون گے چونکہ آپ بشر ہیں ملک نہیں بالضرور ناخوش ہوں گے بلکہ ایسے صاحب کے کھانے قیام وطعام بھی آپکو گوارا نہو گا مسجد میں رہنا منظور ہوگا مگر اون صاحب کے مکان میں نہ رہنگے ذالک فضل اللّٰہ تعالی اسکا شاہد ہے بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ اور میں نے سنا ہے کہ ایسے ہی الفاظ نامناسب سے مولانا محمد بشیر صاحب کا کسی مسئلہ میں آپنے دل دکھایا اور اونہوں نے صبر فرمایا لیکن ہم جیسے لوگوں سے اسقدر صبر کب ہوسکتا ہے اور اگر آپ کہیں کہ یہہ استحقاق صرف مجھکو ہی حاصل ہے دوسرے صاحب کو نہیں تو اے میرے مہربان دوست قدیم یہہ ترجیح بلا مرجح ہے جو کسی بالغ عاقل کے نزدیک درست نہیں ۔ ہرچہ بر خود نہ پسندی بر دیگرے مپسند حاصل ترجمہ حدیث ہے پہر آپ جیسے فاضل عاقل کیونکر ایسی بات کہہ سکتے ہیں ۔ اچھا یہہ بھی جانے دیجئے مینے ایک اشتہار میں دیکھا تھا کہ مباحثہ لدہیانہ میں جو درمیان آپکے اور حضرت مرزا صاحب سلمہ کے واقع ہوا اوس جلسہ میں آپ اپنے ازواج عفیفہ مستورہ کے طلاق دینے پر مستعد و آمادہ ہوگئے تھے اسوجہ سے کہ آپکے نزدیک حضرت مرزا صاحب سلمہ نے کوئی حوالہ غلط دیا تہا یہہ روایت صحیح ہے یا غلط ہے اگر یہہ روایت کوئی آپکی نسبت بسبب آپکے ولیمہ مرحومہ کے ملاقات بھی نہ ہو کیونکہ اکثر تحقیق مسائل

میں بیچاری مستورات آپکی ازواج نے کیا قصور کیا ہے جو اونکی ہتک حرمت آپ جیسے ریفارمر سے عمل
میں آوے بہرحال یہہ روایت صحیح ہو یا غلط اشتہارات میں شائع ہو چکی ہے مولانا اگر کوئی آپکا مخالف
نہ میں محب قدیم نعوذ باللہ آپکی ازواج طاہرہ کی نسبت کچھ سوء ظنی رکھتا ہو تو آیا اوسکو بھی اس آپکی قاعدہ مخترعہ
اور اصل موضوعہ کی بنا پر الفاظ نامناسب کے استعمال کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر وہ شخص کم بخت
خدانخواستہ اپنی اس سوء ظنی کی تائید میں اس قضیہ طلاق مشتہرہ کو سند میں لاوے تو پہر اوسکی جوابدہی
آپ پر بہت مشکل ہوگی مولانا کیا آپ اوس سے خوش ہونگے کلا ثم کلا اور اگر آپ اس شخص کم بخت
کی نسبت بھی یہی فرماویں کہ اے کم بخت مجھکو یہہ استحقاق حاصل ہے تجھکو حاصل نہیں تو مولانا گستاخی
معاف اوس کی کم بختی اور آپکی خوش بختی تو کسی کے خیال میں نہ آویگی سب لوگ یہی کہیں گے کہ ترجیح
بلا مرجح ہے اے میرے قدیم دوست یہہ استحقاق جدید جو آپنے حاصل کیا ہے مثل ام الخبائث کے ام المفاسد
ہے آپکے واسطے بہتر یہی ہے کہ اس استحقاق سے آپ دست بردار ہو جئے اور ایسے خیالات سے توبہ کیجئے
مبادا سبادا کہ تمام نظم ونسق ملکی اور تدبیر منزلی آپکی اس استحقاق سے درہم برہم ہو جاویگا اور امن وامان
ملک میں ہرگز نہ رہیگا کیونکہ جب ہر شخص کو اپنی اپنی سوء ظنی سے ایسے ایسے استحقاق حاصل ہوں گے تو
ملک میں بجائے عدل اور فتنہ وفساد کے اور کیا ہوگا بہتر ہے کہ آئندہ کو آپ اپنے اس استحقاق کے
درپے اثبات نہو جئے ورنہ گورنمنٹ انگلش اور نیز گورنمنٹ ریاستہائے اسلامی وغیر اسلامی آپکے
دشمن ہو جاوینگے اور پہر آپکو ہندوستان اور ریاستہائے ہندوستان میں آمد ورفت بہی مشکل ہوگی
اور آپ بڑے بڑے مفاسد میں مبتلا ہوں گے ؎ ہمارا کام سمجھانا تہا یارو۔ اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو
وما علینا الا البلاغ ۔ مولانا اپنے اوس زمانہ کو یاد کرو کہ جسوقت میں نسبت ترمیم وتبدیل بعض
الفاظ کتاب تحفۃ الہند کے (جو آپ کے نزدیک غیر ملائم تہی حالانکہ ہنود کے مقتداؤں اور پیشواؤں کی
نسبت موافق شرع لکہے گئے تہے) آپ کوشش کر رہے تہے اوس حال اور اس حال میں آپ کو کسقدر
تفاوت ہے یہہ آپ کا تلون بالوان مختلفہ وتشکل باشکال متبادلہ اس شعر کو یاد دلاتا ہے ؎ فما تکون
علی حال تکون بہا ۔ کما تلون فی اثوابہا الغول ۔ اگرچہ آپکی اس سوء ظنی کے رفع کیواسطے

اور عدم استعمال الفاظ ناملائم کے نسبے جو کچھ میں نے لکھا وہ اہل انصاف کیواسطے کافی۔ وانی ہذا مگر بعضہ تقریبہ حضرت مجدد الوقت سے یہی اس سو ظنی کے بارہ میں لکھنا مناسب سمجھتا ہوں وہو ہذا نیک ظنی انسان میں ایک فطرتی قوت ہے اور جب تک کوئی وجہ بدگمانی کی پیدا نہ ہو تب تک اس قوت کو استعمال میں لانا انسان کا ایک طبعی خاصہ ہے اور اگر کوئی شخص بلاوجہ اوس قوت کا برتنا چھوڑ کر بدظنی کرنے کی عادت پکڑتا تو ایسا انسان سودائی یا وہمی یا مجنون یا مسلوب الحواس کہلاتا ہے مثلاً جیسے کوئی بازار کی شیرینی یا روٹی وغیرہ کو اس وہم سے کھانا چھوڑ دے کہ کہیں حلوائیوں یا نان بائیوں وغیرہ نے اون چیزوں میں زہر نہ ملا رکھی ہو یا سفر کی حالت میں ہر ایک راستہ بتلانے والے پر شک کرے کہ شاید یہہ مجھے دہوکا ہی دیتا ہو یا حجامت کرانے کیوقت میں حجام سے ڈرے کہ کہیں استرہ مار کر مجھے قتل ہی نکردے یہہ سب خیال مقدمات جنون اور دیوانگی کے ہیں اور جب کوئی دیوانہ ہونے لگتا ہے تو پہلے ایسے ایسے ہی خیالات فاسدہ دلمیں اوٹھا کرتے ہیں اور پھر رفتہ رفتہ پکا سودائی ہو جاتا ہے پس اس سے ثابت ہے کہ بغیر معقول وجوہ سے کسی کے بدظنی کرنا ایک شعبہ دیوانگی کا ہے کہ جس سے عاقل آدمی ضرور ہے کہ پرہیز کرے اور خدا نے قوت نیک ظنی کی جو انسان کی فطرت میں ڈال دی تو اوسمیں یہہ حکمت ہے کہ بنی آدم میں راست گوئی اور راست روی یہی ایک فطرتی قوت ہے اور جب تک انسان کسی قاسر سے مجبور نہو نہ جہوٹ بولنا چاہتا ہے اور نہ کسی اور طرح کی بدی کا ارتکاب جائز رکھتا ہے اور اگر نیک ظنی کی

قوت انسان کو عطا نکیجاتی تو وہ تمام فوائد جو راست گوئی اور راست روی کی قوت کے ذریعہ سے ایک سے دوسرے کو پہنچتے ہیں اور جن پر تمام مہمات تمدن اور معاشرت اور تدابیر منزلی اور ملکی موقوف ہیں ضائع ہو جاتے اور نفوس انسانی جمیع منافع سے جو قوت مذکورہ کے استعمال پر مرتب ہوتے ہیں محروم رہجاتے مثلاً یہہ نیک ظنی کی ہی برکت ہے کہ چہوٹے بچے باآسانی بولنا اور باتیں کرنا سیکھ لیتے ہیں اور ماں باپ کو ماں باپ کر کے جانتے ہیں اگر بدظنی کرتے تو کچھ بہی نہ سیکھتے اور دل میں کہتے کہ شاید ان سکھلانے والونکی کچھ اپنی ہی غرض ہو گی اور آخر اس بدظنی سے گنگے ہی رہجاتے اور والدین کے والدین ہونے میں بہی شک ہی رہتا۔ مولانا اپنے اوسوقت کو بہی یاد کرو کہ جسوقت میں آپ حضرت مرزا سلمہ اللہ تعالی کی نسبت

بڑے زور شور سے یہہ اعتقاد ظاہر کیا تھا کہ ہماری رائے میں یہہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت
کی نظر سے ایسی کتاب ہے جسکی نظیر آجتک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں
لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا اور اوس کا مولف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی
و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جسکی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے و فی
ذالک یا تو یہہ غایت درجہ کی حسن ظنی و یا یہہ نہایت درجہ کی سوء ظنی سے ہے بین تفاوت راہ از کجاست
تا بکجا ولنعم ما قال فی وصفک ـ واکبر من اغراہ نشوۃ جہلہ ـ بانکارہ من یدعی العلم کاذب
یمیل الی الطاغوت طورا وتارۃ ـ الی الرفض ثم النجر الکفر کاالصب + ویتبع طورا او قیتا
مقلد ـ ویبطل التیصاری مرۃ ناصر الصلب + تزیا بزی الکفر بشری بہ المہدی
ویبغی رضی الکفار فی سخط الرب + وما ہاجہ شیئ سوی حسد لہ ـ وذلک داء
لا یعالج بالطب + اذا بہت المرتاب عند احتجاجہ ـ تبادر للبہتان واللغو
والقشب + ولم یدر ان اللہ ینصر عبدہ ـ علی الجاہل المرتاب والمبطل الخبیث
ومن یخذل المبعوث یخذل ربہ ـ ویجعلہ فی حلقہ عالی الکعب ـ والسلام
خیر ختام مورخہ نہم ستمبر ۱۸۹۱ء۔

آپکا ناصح مشفق پرانا دوست اور معاون

محمد احسن امروہی نزیل بھوپال

مکرر یہہ کہ اگر آپ ضمانت بہ تعداد پنجاہ روپیہ تاوان دینے کے درصورت استعمال الفاظ نا ملائم کے
مصدقہ مولانا محمد بشیر صاحب یا کسی دوسرے معزز کے داخل کریں تو تماماً للحجۃ یہہ ہیچمدان آپکو گفتگو
اور مناظرہ میں سب طرح کی آزادی دیتا ہے یعنے تقریراً و تحریراً جس طرح پر آپ چاہیں اور جس مسئلہ
میں منظور ہو آپ مجھسے گفتگو اور مناظرہ کرلیں کیونکہ اصل اصل مناظرہ اور مباحثہ تو ایک بہت بڑا
آلہ تحقیق علوم اور تعلیم مسائل غیر معلوم کا ہے اسی سے ترقی علم معلوم ہوتی ہے مثل مشہور ہے
کہ ملک بے سیاست اور مال بے تجارت اور علم بے بحث بالکل ہیچکارہ ہے اور انسان نے

جب علم و فن میں ترقی کی ہے اوسکا مرقاۃ یہی مناظرہ اور مباحثہ ہے اول صحابہ کرام کے مباحثات پر نظر ڈالو کیسی کیسی احادیث و نفاسیر بلکہ آیات قرآن مجید کی تحقیقات اوس سے ہو گئی۔ اور پھر نظر ثانی ڈالو تمام مناظرات مجتہدین اور فقہا و محدثین پر کہ کیا کیا دقایق اسلام اور حقائق سنن خیر الانام اور معارف و اسرار کلام اللہ العلام اوس سے حل ہوئی ہیں مگر وہ مناظرات مشروط ایسی شرائط کے ساتھ نہیں تھے جسکو آپ اول الشرائط قرار دیتے ہیں ایسا مناظرہ تو سباع اور کلاب میں ہوا کرتا ہے قصابوں کی دوکان پر آپنے لاحظہ فرمایا ہو گا اگر آپکو ایسے ہی مناظرہ کا شوق ہے تو یا کسی جنگل میں واسطے شکار کے جا کر دنگل کیجئے ورنہ کسی قصاب کی دوکان پر تشریف لیجائے۔ یہہ شرح ہے آپکے ضبط اور حوصلہ عالی جناب کو اسباب حلم اور بردباری کے حکیم نور الدین صاحب سلمہ نے قلم انداز کر دیا تھا والسلام خیر ختام۔

مورخہ تاریخ و سنہ صادر



محمد احسن امروہی نزیل بھوپال